وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا

(اے ہمارے پروردگار!) ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا

دہلی

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی

قیمت سالانہ صرف ایک روپیہ

فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (۱؍)

مقام اشاعت جامع مسجد اردو بازار دہلی



یہ وہ ... داستان ہے جس میں خاندان رسالت کی بربادی اور سرزمین نینوا کے جلتے ہوئے ریگستان میں فاطمی شہیدوں کی بے گور و کفن لاشوں کے تڑپنے کا خونچکاں مرقع

مظلوم کربلا میں کھینچا گیا ہے کتاب کیا ہے کربلا کے المناک واقعات کی منہ بولتی تصویر اور عہد نبوت و عہد خلافت کی دردناک اور مکمل تاریخ ہے جس کا ایک ایک حرف محبان اہلبیت ... [illegible] ... دنیائے ادب کا شگفتہ فیصلہ ہے

دریائے فرات کے کنارے بیکسی و مظلومی کے الم انگیز نظارے

[illegible]

مشترکہ شیعہ سنی پلیٹ فارم

[illegible]

حضور سرور کائنات کی وفات کے بعد

[illegible]

حضرت امام مظلوم کی تقریر میدان جنگ

[illegible]

فوٹو بلاک [illegible]

فہرست مضامین [illegible]

دوسری مجلس [illegible]

تیسری مجلس [illegible]

چوتھی مجلس [illegible]

پانچویں مجلس [illegible]

ساتویں مجلس [illegible]

آٹھویں مجلس [illegible]

نویں مجلس [illegible]

دسویں مجلس [illegible]

گیارہویں مجلس [illegible]

ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ پیشوا دہلی

ہضمی

تقویت ہضم کی بے نظیر دوا ہے معدہ اور آنتوں کے فعل کو درست کرتی ہے۔ پیٹ کے درد کو دور کرتی ہے غذا ہضم کرتی ہے۔ اور اس کو جزو بدن بناتی ہے بھوک کی شکایت دور کرتی ہے۔ اگر دست آتے ہوں تو ان کو روک دیتی ہے معمولی بدہضمی سے لیکر ہیضہ تک کے لئے مفید ہے۔ اور کچی بھوک پیدا کرتی ہے قیمت فی شیشی ۸؍

ترکیب استعمال ایک ایک ٹکیہ صبح وشام بعد غذا استعمال کریں۔ دستوں یا ہیضہ کی حالت میں دو دو گھنٹہ بعد ایک ایک ٹکیہ گلاب کے ساتھ استعمال کرائی جائے

نسائی خاص

(عورتوں کے لئے پوشیدہ امراض کی بے خطا دوا)

یہ گولیاں عورتوں کے لئے نہایت مفید ہیں۔ عورتوں کی جملہ پوشیدہ شکایتوں کے دور کرنے میں اکسیر ہیں۔ رحم سے رطوبت کا جاری رہنا جریان سی وغیرہ شکایتوں سے جو خراب نتیجے ظاہر ہوتے ہیں وہ درد انگیز ہیں ان مرضوں کے دور کرنے کی یہ نہایت عمدہ دوا ہے استقرار حمل میں مدد دیتی ہے۔ قیمت ۳۰ گولیاں ایک روپیہ چودہ آنے ؎۱۴

ترکیب استعمال ایک ایک گولی صبح وشام تازہ پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

جوہر اکسیر

(سوداوی امراض آتشک گٹھیا کے لئے ایک اکسیر دوا) سوداوی امراض کے دور کرنے میں اکسیر ہے چند روز کے استعمال سے آتشک گٹھیا وغیرہ جیسے تمام امراض یقینی طور پر دور ہو جاتے ہیں۔ ہر دس کی کامیاب دوا ہے۔ پرانے سوزاک میں طبیب کے مشورہ کے ساتھ استعمال کرتے سے خاطر خواہ کامیابی ہوتی ہے قیمت ۳۰ گولیاں ایک روپیہ چودہ آنے ؎۱۴

ترکیب استعمال ایک گولی صبح مکھن یا بالائی میں رکھکر استعمال کریں۔

حب نقرہ مشکی

طب یونانی کی مشہور گولیاں۔ نوجوانی کے طوفان میں رہنے والے ایسے ایسے افعال کر بیٹھتے ہیں جس کے نتائج ان کو مدت العمر بھگتنے پڑتے ہیں یعنی سرعت کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے اندرونی اعضاء کی قوت ضائع ہو جاتی ہے جماع کے بعد کمزوری ونکاحت محسوس ہوتی ہے۔ یہ گولیاں ان شکایات کے لئے نہایت مفید ثابت ہوتی ہیں۔ اعضاء رئیسہ کے کمزور ہو جانے سے اعضائے تناسل میں جو کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کو دور کرتی ہیں جوانی کی قوت از سر نو عود کراتی ہے آزمانے پر ہی اس کے حیرت انگیز اثرات معلوم ہو سکتے ہیں۔ ہر عمر و ہر موسم میں استعمال کرنے سے زائل شدہ قوت دوبارہ حاصل ہو جاتی ہے دماغی کام کرنے والے حضرات وکیل۔ بیرسٹر۔ پروفیسر طالب علموں کے لئے آب حیات ہے۔

قیمت ۴۰ گولیاں دو روپے تیرہ آنے (؎۲/۱۳)

ترکیب استعمال ایک ایک گولی صبح وشام دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

عرق راحت

(سوزاک کے لئے نایاب تحفہ) پہلی ہی خوراک جادو کا اثر کرتی ہے اور پیشاب کی تکلیف کو بڑی حد تک کم کر دیتی ہے۔ اور رفتہ رفتہ قرحہ (پیشاب کی نالی کا زخم) بھر دیتی ہے۔ سو فیصدی کامیاب ہوتی ہے۔ بہترین دوا ہے۔

قیمت ۱۰ خوراک کی تین روپیہ آٹھ آنے ہے۔

ترکیب استعمال ایک خوراک صبح دوپہر وشام ایک تولہ شربت بزوری ملاکر استعمال کریں۔

لعوق صدر

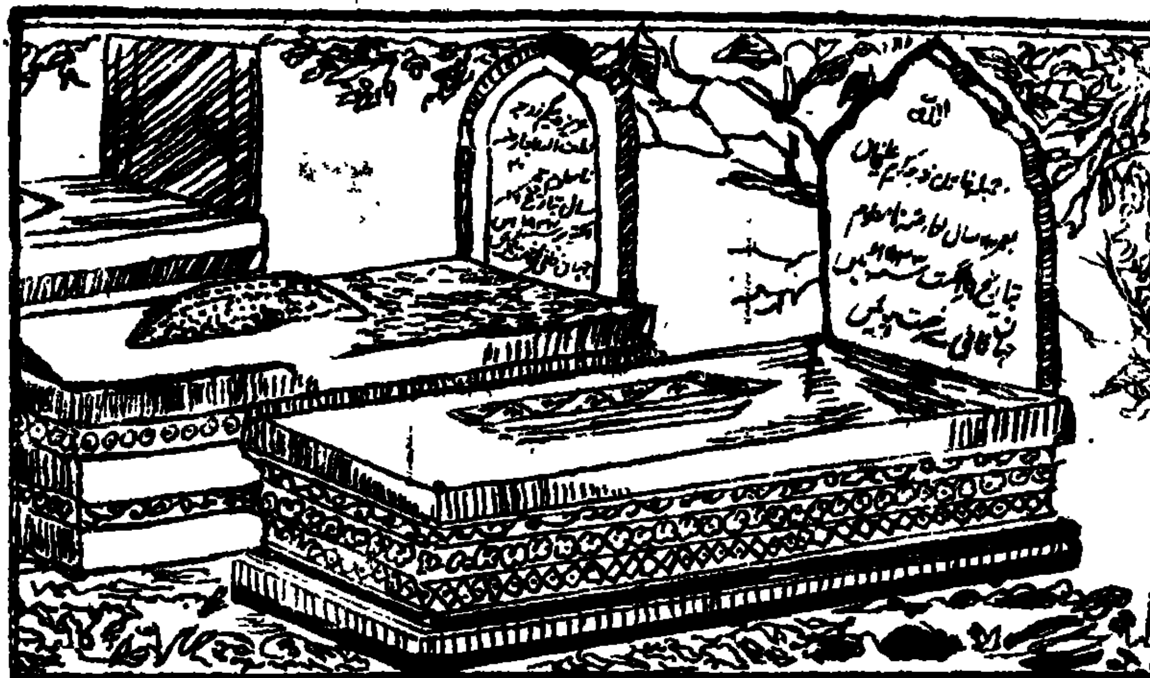
(ابتدائے سل و دمہ۔ پرانی کھانسی پھیپھڑوں سے خون آنے اور اس کی خشکی کے لئے نہایت مفید دوا ہے۔ بیشک دق کے مریضوں کے لئے ہر درجہ میں مفید ثابت ہوتی ہے پھیپھڑوں کو طاقت دیتی ہے اور خون کی پیدائش بڑھاتی ہے کھانسی کے مریضوں کی عام کمزوری کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی تولہ چار آنہ (۴؍)

ترکیب استعمال تین تین ماشہ صبح وشام عرق گاؤزبان یا عرق ... کے ساتھ استعمال کریں۔

طلاء مقوی وممسک

اپنے جادو اثر خواص کی وجہ سے بے حد مقبول ہے ممسک ہے نہ آبلہ ڈالتا ہے اور نہ سوزش پیدا کرتا ہے اس کے لگانے کے بعد نہ پان باندھنے کی ضرورت ہے۔ اور نہ پٹی کی۔ چند یوم استعمال کرنے کے بعد پھر کسی طلاء کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ سرعت کے لئے اس کا اثر مستقل ہوتا ہے۔ بھروسہ کی چیز ہے۔ ضرورت مند اس کے حیرت انگیز نتائج سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی شیشی ؎۱/۴

ترکیب استعمال کا پرچہ ہمراہ ہوگا۔



قبرستان میں آپ کو ایسی عورتوں کی بہت سی قبریں ملیں گی۔ یہ وہ عورتیں ہیں جو اندر ہی اندر گھلتی رہیں جبکہ سیلان الرحم کی بیماری اندر ہی اندر سلگاتی رہی جنہوں نے شرم کی وجہ سے اپنا حال کسی سے نہ کہا اور آخرکار بے جا شرم کی وجہ سے موت کی نذر ہوئیں۔

ہندوستان میں سو میں ننانوے عورتیں سیلان الرحم کی مریض ہوتی ہیں اور شاید ان ننانوے میں سے ایک کو بھی یہ معلوم نہیں کہ

سیلان الرحم کی بیماری بیحد خطرناک ہے

اگر خفیہ بدن سے سفید پانی جاتا ہو ناف تلوں میں درد رہتا ہو ایام کے دنوں میں تکلیف ہوتی ہو تو فوراً سمجھ جانئے کہ سیلان الرحم ہے اس مرض کا فوری علاج کرنا چاہئے۔ بیجا شرم کی ضرورت نہیں۔ فوراً ایک پوسٹ لکھکر دہلی کے مشہور دواخانہ سے **دوائی کیلہ** منگا لینی چاہئے۔

اس دوائی ایک خوراک دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد کیلے کے ساتھ کھائی جاتی ہے اور صرف بیس روز کے استعمال سے ہی یہ موذی مرض ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے۔ یہ دوا معتمد الملک احترام الدولہ حکیم **احسان اللہ خاں طبیب خاص** وزیر اعظم بہادر شاہ دہلی کے خاندان کا خاص عطیہ ہے اور **مشہور دواخانہ دہلی** اس دوا کو بڑی محنت اور جانفشانی سے تیار کرتا ہے **قیمت** میں خوراک ایک روپیہ چار آنے۔ سات آنے محصولڈاک۔ دوا کے منگانے کے لئے صرف اتنا پتہ کافی ہے

مشہور دواخانہ فراشخانہ دہلی

گھر کی جنگ ختم ہوگئی راحت سے زندگی بسر کیجئے

مردانہ کمزوریوں کا خاتمہ

طلا مخصوص رجسٹرڈ دنیا کے تمام طلاؤں سے افضل ہے جس کے استعمال سے کجی۔ سستی۔ لاغری سستی۔ نامردی رگوں کا ابھر آنا۔ پتلاپن اور ٹیڑھا پن بغیر آبلہ چھالہ دور ہوکر نامرد کو مرد بنا کر گول پٹھوں میں بجلی کی مانند قوت اور فولاد کے مانند سختی پیدا کرتا ہے۔

قیمت فی شیشی پانچ روپے۔ نمونہ ۱۲ جن کو معمولی شکایت ہو ان کیلئے نمونہ کافی ہے۔

راحت کا سمندر

فوری طلا رجسٹرڈ:۔ جن کو وقت پرستی کے باعث شرمندگی اٹھانی پڑتی ہو ایسے مایوسوں کی وقتی ضرورت کے لئے سرخرو کردیتا ہے فوری طور پر اس کا استعمال اعصاب میں برقی لہریں دوڑا دیتا ہے اور اس بلا کی گرمی استادگی خیزی پیدا کرتا ہے کہ بوڑھا ہو یا جوان دنگ رہ جاتا ہے ناکارہ سے ناکارہ آدمی وقت پر کامیاب ہو جاتے ہیں۔ قیمت ۱۰ بار کے لئے ۵ر نمونہ ۱۰ بار کے لئے ۱۲

امساکی رجسٹرڈ:۔ کاوٹ کے لئے عجیب تحفہ ہے عورت کو مسخر کر دینے کے لئے زندہ جادو ہے۔ بیحد ممسک و ملذذ جب تک ترشی نہ کھاؤ فراغت ناممکن ہے قیمت تین درجن دو روپے پندرہ آنے نمونہ کے لئے ایک درجن ایک روپیہ چار آنے

تحفہ عجیب رجسٹرڈ:۔ زبردست ملذذ دوا ہے خلوت میں عمر بھر ایسی لذت افزا دوا استعمال کی ہوگی۔ اس کے استعمال سے مغرور محبوبہ بیخودی میں چور ہوکر وارفتہ اور بیدام غلام بن جاتی ہے اس کی آنکھوں میں ڈورے پڑ جاتے ہیں۔ اس دوا کو لوگ لذت کا بادشاہ کہتے ہیں۔ قیمت فی شیشی پانچ روپیہ ایک درجن ایک روپیہ چار آنے۔ عیش کا پورا لطف ان میں ہے۔

سدا بہار رجسٹرڈ:۔ فراغت کے بعد ذرا سی معجون کھا لینے سے طاقت کم نہ ہوگی اور ہر بار نصف گھنٹہ کے بعد سابقہ جوش اور پہلی سی طاقت واپس ہوگی۔ اس کے استعمال سے لوگ چار چار بار تک فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ قیمت چار بار کے لئے پانچ روپے نمونہ ایک بار کے لئے ایک روپیہ چار آنے دنیا میں اپنی قسم کی سرتاج ایجاد ہے جو نہ طاقت کم ہونے دیتی ہے اور نہ جوانی ختم ہوتی ہے۔

خدا گواہ ہے

نمونے بالکل اصل لاگت پر بھیجے جا رہے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ آدمی نمونہ منگا کر ہماری اس حقیر پیشکش سے فائدہ اٹھائیں اور ہمیشہ کے لئے زندہ اشتہار بن جائیں ۵ پانچ نمونے چار روپے چار نمونے تین روپے آٹھ آنے تین نمونے تین روپے دو نمونے دو روپے چار آنے دو نمونوں سے ہرگز نہ بھیجے جائیں گے محصول ڈاک ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوگا جن لوگوں کو معمولی شکایت ہو ان کے لئے نمونہ کافی ہے

ملنے کا پتہ

کارخانہ نیو تحفہ عجیبی جڑی بوٹی سپلائی کمپنی پشت جامع مسجد دھلی ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامیہ دارالاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی۔ اخلاقی۔ اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اُردو بازار
جامع مسجد دہلی

پیشوا دہلی

محرم نمبر

جو ہر مہینہ کی ۱۰ تاریخ کو ۱۸ سال سے تبلیغ و اشاعت کیلئے دہلی سے شائع ہوتا ہے
قیمت سالانہ
اعلیٰ ایڈیشن دو روپے
ارزاں ایڈیشن ایک روپیہ
ممالک غیر سے
جس میں ہر محصول شامل ہے
اعلیٰ ایڈیشن ۵ شلنگ
ارزاں ایڈیشن ۳ شلنگ

جلد ۲۰ | بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۶۲ھ مطابق جنوری ۱۹۴۳ء | نمبر ۱

شذرات

(ازعزیز حسن بقائی)

نیا سال

پیشوا ۱۹۲۴ء میں شائع ہوا تھا۔ اور محرم ۱۳۶۲ھ سے اب نیا سال شروع ہو رہا ہے۔ گویا پیشوا نے اپنی زندگی کے ۱۹ سال ختم کئے۔ اور بیسویں سال میں قدم رکھا۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ۔

اس عرصہ میں اس نیلگوں آسمان کے نیچے کیا کیا انقلاب آئے۔ اگر ان پر تبصرہ کیا جائے تو ایک مستقل کتاب لکھی جا سکتی ہے جس کے لئے نہ میرے پاس وقت ہے اور نہ پیشوا کی ضخامت اجازت دیتی ہے۔

پیشوا اپنی حق پسندی کی وجہ سے دشمنوں ہی کی نظر میں قابل تعزیر نہیں ٹھہرا بلکہ دوستوں کو بھی خوش نہ رکھ سکا۔ لیگ پر کڑی نکتہ چینی سامراج کی ناراضگی کا باعث ہوئی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خریداروں کی ایک بڑی تعداد نے رفاقت سے منہ موڑا۔ حکومت نے فوج میں داخلہ بند کر کے سالہا سال سے تقریباً دس ہزار روپے ماہوار کا نقصان پہونچایا۔ اشاروں اور کنایوں میں کہا گیا بالتصریح بتایا گیا کہ اگر ذرا سا لوچ پیدا کر دیا جائے۔ تو دا... بھی کھل سکتا ہے۔ اور ساری مشکلات ختم ہو سکتی ہیں لیکن

جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد
پر طبیعت ادھر نہیں آتی

میں اس سے ناواقف نہ تھا کہ لیگ پر نکتہ چینی ختم کرنے سے جذباتی مسلمان بھی خوش ہو جاتے، پرانے ساتھی بھی دوبارہ خریدار ہو جاتے پیشوا کا داخلہ بھی فوج میں کھل جاتا۔ اور تقریباً دس ہزار روپے سال کے مستقل نقصان سے بھی محفوظ ہو جاتا۔ جو آج کل کی گرانی کے زمانہ میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا

مگر میں نے جو راہ اختیار کی تھی وہ سوچ سمجھ کر اور سود و زیاں ملامت سے بے پروا ہو کر اختیار کی تھی۔ اس لئے تبدیلی کا کوئی سوال ہی نہ تھا۔

کاغذ کی گرانی اور قحط نے جو صورت اختیار کی اس پر تبصرہ عبث ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ جو رف کاغذ پیشوا میں لگتا ہے۔ وہ جنگ سے پہلے دو روپے ریم تھا۔ اس کا بازار میں تیس روپے ریم بھی ملنا مشکل ہے چھپائی گران ہے۔ لکھائی گران ہے۔ اسٹاف کا خرچ بڑھ گیا ہے مکتب

ہندوستان کی گڑبڑ اور سرمایہ دار کی پیدا کردہ گرانی نے خرید پر بےحد برا اثر کیا ہے۔ ایسی حالت میں وقت کی پابندی کے ساتھ پیشوا کا شائع ہونا آپ کو متعجب ضرور کرے گا لیکن حقیقت کی آپ بیتی سے کے بھلائی ہیں جن کو خبر ہے؟

تیس ہزار روپے کی مالیت کا کتب خانہ جنگ کی گرانی کی نذر ہو رہا ہے جس کی حالت یہ ہے کہ جو کتاب ختم ہو جاتی ہے۔ کاغذ کے قحط کی وجہ سے اس کا دوبارہ چھپنا قطعاً ناممکن ہے۔ لیکن یہ کتب خانہ کب تک

سے گرانی کا ساتھ دے گا۔ ؟ کبھی اس پر بھی آپ نے غور کیا؟

میں اس سے ناواقف نہیں ہوں کہ ضروریات زندگی کے قحط نے کیا کیفیت پیدا کر دی ہے۔ لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ دنیا کا کوئی کام بند نہیں ہوا بلکہ سینماؤں کی گہما گہمی تو دیکھنے کے بعد یقین ہی نہیں ہوتا کہ اس ملک پر کوئی مصیبت آئی ہوئی ہے۔

بہرحال ان تمام حالات کے باوجود اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ کڑوی کسیلی باتیں سنے، احکام اسلام اور تعلیمات اسلام سے باخبر رہیں تو پیشوا کی خریداری آپ کے نظر میں بیچ شہ ہو تو خریداری کا ترک کر دیں۔ اور مجھے آج ہی کارڈ کے ذریعہ اطلاع دیں ورنہ اگر خریداری سال آئندہ کیلئے حسب ذیل کو یاد فرمائیں

(۱) زیادہ سے زیادہ نئے خریدار فراہم کریں۔

(۲) زیادہ سے زیادہ پیشوا آفس سے کتابیں اور کلام اللہ خود طلب کریں اور اپنے دوستوں اور عزیزوں کو بھی کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ خریدنے کی ترغیب دلائیں۔ کہ یہی دونوں تجویزیں ہیں جن سے پیشوا کا نقصان پورا ہو سکتا ہے۔

میں نہ آپ سے مالی امداد کی درخواست کرتا ہوں۔ اور نہ پیشوا کی قیمت میں اضافہ کرتا ہوں، حالانکہ بڑے بڑے سرمایہ دار اخبارات و رسائل قیمتیں بڑھا رہے ہیں مگر میں جانتا ہوں کہ اضافہ قیمت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بہت سے غریب بھائی پیشوا کے مطالعہ سے محروم ہو جائیں گے لہٰذا اس لئے میری یہ دو درخواستیں قبول کیجئے۔ اور پیشوا کے زندہ رہنے کے اسباب پر ہمیشہ نظر رکھئے۔

اگلا پرچہ رسول نمبر ہوگا

پیشوا کا اگلا پرچہ حسب دستور رسول نمبر ہوگا۔ اس سال کا رسول نمبر خطیب اعظم حضرت علامہ سید جعفر میاں شاہ صاحب ندوی پھلواروی نے مرتب کیا ہے اور سیرت نبوی کو ایک نئے اور بالکل اچھوتے رنگ میں پیش کیا ہے۔

سیرت نبوی کا بیان اور حضرت علامہ کی زبان صوفیانہ نکات علمی مباحث، ناقابل تردید دلائل کا ایک بحر زخار ہوگا۔ جو دریا بکوزہ کا مصداق ہوگا

میں ۲۰ سال سے پیشوا کا رسول نمبر مختلف صورتوں سے شائع کر چکا ہوں لیکن سیرت نبوی پر جو شاندار مقالہ حضرت علامہ نے اس مرتبہ لکھا ہے۔ وہ رسول نمبروں کا شاہکار ہے۔ اور پڑھنے کے بعد آپ خود کہہ اٹھیں گے کہ اس سے بہتر رسول نمبر آج تک شائع نہیں ہوا۔

جن بھائیوں کی میعاد خریداری ختم ہونے کی اطلاع اس پرچہ میں دی جا رہی ہے ان سے درخواست ہے کہ وہ سال آئندہ کی خریداری کے لئے ۳ر زائد منی آرڈر کے ذریعے بھیج دیں۔ تاکہ رسول نمبر رجسٹری کر کے بھیجا جائے۔ اور ڈاک کے ڈاکوؤں سے محفوظ رہے۔

خوب یاد رکھئے کہ اس سال کا رسول نمبر معیاری ہوگا اور پورے سال مجالس میلاد میں پڑھا جائے گا۔ دین اور دنیا کی یہ سب سے بڑی نعمت آپ کو چند پیسوں میں مل رہی ہے اگر ہیروں کے مول موتی کی ضرب المثل اس رسول نمبر پر صادق آئے گی۔

ربیع الاول کا پرچہ تتمہ رسول نمبر ہوگا جس کو حضرت علامہ آغا رفیق صاحب مرتب فرما رہے ہیں۔ اور یہ سال گذشتہ کے رسول نمبر کا بقیہ ہوگا۔ اور اس طرح سیرت نبوی کی تکمیل ہوگی۔

توہین کا مقدمہ

۱۲ اکتوبر کو ایک توہین آمیز اور اشتعال انگیز مضمون میرے خلاف دہلی کے روزنامہ وحدت میں شائع ہوا۔ جس نے اس چیلنج کو قبول کیا۔ اور ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ ۱۰ اکتوبر سنہ ۴۱ء میں مسٹر آر کے کنڈن فسٹ کلاس مجسٹریٹ کی عدالت میں دائر کر دیا۔ سنہ ۴۱ء ختم ہوا سنہ ۴۲ء ختم ہوا۔ سنہ ۴۳ء شروع ہے۔ اس عرصہ میں تقریباً ایک سو پیشیاں ہوئیں۔ ہائیکورٹ لاہور میں کیس پہونچا۔ اور کئی بار مجھے لاہور جانا پڑا۔

حتیٰ کہ ۲۶ دسمبر سنہ ۴۲ء کو سید عاشق علی صاحب ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے وہ بیان مسٹر صوبے سنگھ صاحب فسٹ کلاس مجسٹریٹ کی عدالت میں دیا جو صفحہ پر درج ہے۔ اس بیان پر کسی شرح کی ضرورت نہیں۔ یہ بیان خود بولتا

جن

خریدار صاحبان کی میعاد خریداری اس مہینہ ختم ہو رہی ہے۔ ان میں سے

ایک آپ بھی ہیں اور آپ کا نمبر خریداری ہے

اگر آپ سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا چاہیں تو کم سے کم دو خریدار اور فراہم کیجئے اور سب کی قیمت آج ہی منیجر رسالہ پیشوا دہلی کو روانہ کر دیجئے اور اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے آپ خود سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا پسند نہ کریں تو ازراہ کرم اسی وقت ایک پوسٹ کارڈ منیجر رسالہ پیشوا کے نام لکھ دیجئے کہ سال آئندہ کے لئے خریداری منظور نہیں۔ آپ کے اس کارڈ کے وصول ہوتے ہی آپ کا نام رجسٹرڈ خریداری سے بصد افسوس خارج کر دیا جائے گا اور اگر آپ نے منی آرڈر نہ بھیجا یا عدم خریداری کا خط نہ لکھا تو حسب قاعدہ یہ سمجھا جائے گا کہ آپ سال آئندہ کے لئے خریداری منظور کرتے اور وی پی بھیجنے کی اجازت دے رہے ہیں۔

بیان سید عاشق علی پرنٹر پبلشر ایڈیٹر اخبار وحدت والامان دہلی ملزم

بمقدمہ سید عزیز حسن بقائی مستغیث مالک ایڈیٹر اخبار حریت رسالہ پیشوا دہلی

استغاثہ دفعہ ۵۰۰ بعدالت مسٹر فوبہ سنگھ صاحب فرسٹ کلاس مجسٹریٹ دہلی

حضور والا

بعدی مذکورہ استغاثہ میں ملزم نمبرا ہے یہ استغاثہ حضور کی عدالت میں زیر سماعت پیش ہے اور اس لئے عدالت کی سہولت کیلئے اور مقدمہ کی کڑیوں کو ملانے کیلئے یہ ضروری ہے کہ میں یک کل او مفصل بیان انکشاف حقیقت کے واسطے آپکی خدمت میں پیش کروں جو یہ ہے۔

مستغیث سے مخالفت کی وجوہات

مستغیث ایک صاف گو۔ آزاد خیال حق پسند مسلمان ہے جس کی وجہ سے بہت سے افراد جن کے مفاد وابستہ ہیں ناراض ہیں ان میں سے ایک مضبوط پارٹی شمس العلما سید امام جامع مسجد کی ہے اور دوسری سردار دیوان سنگھ ایڈیٹر ریاست کی۔ امام صاحب اخبار وحدت کے ٹرسٹی ہیں اور مسٹر صابری ملزم نمبر ۲ استغاثہ ہذا اخبار ریاست کے اسسٹنٹ ایڈیٹر ہیں جن سے امام جی کے گہرے تعلقات ہیں اور جو اپنے اخبار آزاد میں بھی مستغیث کے خلاف بہت سخت مضامین لکھ چکے ہیں اخبار آزاد کی چند اشاعتیں داخل مثل ہیں

مستغیث دہلی کے اوقاف کی واگزاری کے متعلق ایک زبردست اور کامیاب ایجی ٹیشن کر رہا ہے جس میں امام جی پر تغلب اور تصرفی آمد و خرچ اور اوقاف کی لاکھوں روپیہ کی بربادی کے ولیرانہ الزام لگا چکے ہیں جسکی تردید کی ہمت امام جی میں آجتک نہیں ہوئی اس ایجی ٹیشن کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسمبلی میں آجکل دہلی وقف بل پیش ہے جس کے بعد ڈھائی لاکھ روپیہ سالانہ کی خالص بچت اوقاف سے ہوگی اور یہ روپیہ غریب مسلمانان دہلی کے مفاد اور ضروریات پر خرچ ہوگا اور اگر اس روپیہ کا صحیح انتظام لوکل گورنمنٹ کی امداد اور مشورہ سے ہوگیا تو توقع کی جاتی ہے کہ دہلی میں کوئی مسلمان بیکار اور جاہل نہ رہ سکے گا۔ ان دونوں سرگروہوں کے ساتھ چھوٹے چھوٹے گروپ مستغیث کے خلاف اور بھی ہیں جن کا ذکر آئندہ کیا جائیگا۔

صابری ملزم کا کیریکٹر

مرزا علی صابری جو اس مقدمہ میں ملزم ہیں ان کا کیریکٹر یہ ہے کہ جس جگہ یہ ملازم ہوتے ہیں وہاں بے انتہا خوشامد کرتے ہیں اور جب اس ادارے سے علیحدہ ہوجاتے ہیں تو تعلقات دوبارہ قائم کرنے کیلئے بلیک میلنگ سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا مظہر الدین مرحوم مالک و ایڈیٹر الامان و وحدت کی زندگی میں ان کے یہاں ملازم ہوئے اور علیحدگی کے بعد ان کے خلاف لکھا یہی عادت ملزم مذکور کی سید عزیز حسن بقائی، سردار دیوان سنگھ ایڈیٹر ریاست مفتی شوکت علی فہمی ڈائریکٹر ... دنیا اور خود میرے ساتھ رہی جس کا ثبوت اخبارات متعلقہ سے ملے گا۔

مضمون متنازعہ کے متعلق سازش

یہ مضمون جو اخبار وحدت ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا اور جس پر مستغیث نے دعوی کیا ایک گہری سازش کا نتیجہ ہے جو مستغیث کو رسوا کرنے اور مجھے مصائب و آلام میں مبتلا کرنے اور اخبار وحدت و الامان کو موت کے گھاٹ اتارنے کیلئے مستغیث کے خلاف مخالف گروپ میں اور عملہ ادارت اخبار وحدت والامان میں میرے علم کے بغیر طے پائی جس کے ثبوت میں سردار دیوان سنگھ صاحب کی ایک چٹھی جو لاہور جیل سے اس وقت آئی تھی جبکہ مستغیث نے نوٹس دیا تھا اور سردار صاحب جیل نوٹوں کے مقدمہ کے سلسلہ میں سنٹرل جیل لاہور میں تھے اور مقدمہ کا فیصلہ ہائیکورٹ سے ہونا باقی تھا مقدمہ دائر ہونے سے پہلے مستغیث کو مرعوب کرنے کے لئے اخبار ریاست اور چنگاری میں جو نوٹ شائع ہوا وہی اس کا ثبوت ہے کہ مستغیث کے مخالف گروپ اور عملہ ادارت الامان وحدت میں سازباز تھی۔

سردار دیوان سنگھ نے حسب وعدہ مقدمہ میں پوری دلچسپی لی اور میں ممنون ہوں کہ انہوں نے اور امام صاحب جامع مسجد نے کافی مالی مدد بھی دی لیکن جو قانونی ذمہ داری استغاثہ نے ہم پر ڈال دی ہے اس میں ہمارے ہمدرد کوئی حصہ نہ لے سکے اور ہمیں قانون کے منہ میں ڈال کر ایک تماشائی کی حیثیت سے دیکھنے لگے۔

مضمون کی اشاعت کا مقصد

مضمون کی اشاعت کا مقصد مستغیث کو مسلمانوں میں اور اخبار پڑھنے والوں میں بدنام کرنا اور ان کی توہین کرنا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے وہ انتقام لیا جاسکے جو مستغیث کے مخالف گروہوں کے پیش نظر تھا۔

مضمون مستغیث کے متعلق ہے

جس وقت یہ مضمون لکھنے کے لئے کاتب کو دیا گیا تو میں نے سخت مخالفت کی اور اس کے نتائج قانونی کی طرف صابری صاحب کو توجہ دلائی لیکن انہوں نے یہ کہا کہ مستغیث کے خلاف جو بڑی بڑی پارٹیاں ہیں وہ کافی مالی مدد دینگی اور ان کا حکام میں بڑا رسوخ ہے اور ان کو مقدمہ بازی کا بھی کافی سے زیادہ تجربہ ہے۔ مقدمہ بازی کے اخراجات کے لئے روپیہ ملتا رہے گا اور اگر مستغیث نے پہلے مضمون سے خائف ہوکر مجھے کام یا نقد روپیہ دیدیا تو بھی مقصد پورا ہو جائیگا۔

مجھے بعد رنج و افسوس یہ ظاہر کرنا ہے کہ مضمون مستغیث کے متعلق ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے۔

ملا سردار دیوان سنگھ کی چٹھی جو صابری ملزم نے میری طمانیت کیلئے مجھے دی اور میں

اس کو داخل عدالت کرتا ہوں۔

۲۔ امام جامع مسجد اور مستغیث کے دوسرے مخالفوں کی ہم سے ہمدردی اور مستغیث پر اس کا توہین کی نیت سے شرمناک حملہ

۳۔ دیگا (حضرت امیر واز شہید کے ٹھیکہ پر وحدت اور حریت کے نوٹ جسکا حوالہ دونوں کے مضامین میں ملتا ہے۔ اور یہی وہ کڑی ہے جو مقدمہ کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔

۴۔ حریت کے مضمون کے ایک ٹکڑے کو وحدت کے مضمون متنازعہ کا عنوان بنانا۔

۵۔ مستغیث کے حلیہ کا بالتصریح تذکرہ اور مستغیث کے دفتر کے متعلق توقع اور مستغیث کی پالیسی کو اشارات و کنایات میں ظاہر کرنا اور مستغیث کے لیگ کی مخالفت اور کانگریس کی حمایت کو ہندوؤں سے روپیہ لینا ظاہر کرنا اور ہندوؤں کی غلاظت کھانے کا شرمناک اشارہ کرنا وغیرہ نیز مجھ سے خود صابری صاحب کا بیان جس سے یہ پوری طرح ثابت ہوتا ہے کہ مضمون متنازعہ مستغیث کے متعلق ہے اور توہین اور دل آزاری کی نیت سے شائع کیا گیا ہے جس میں مجھکو اخبار وحدت والامان کو صدقہ کا بکرا بنایا گیا ہے اور نہایت چالاکی کے ساتھ قانون سے بچنے کیلئے مضمون متنازعہ کو مضامین کے تانے سے میرے علم کے بغیر نکال کر شائع کر دیا۔

مضمون کی اشاعت کے بعد میری پریشانی

مضمون کی اشاعت کے بعد جب مستغیث نے نوٹس دیا تو میں بہت پریشان ہوا۔ اور میں نے صلح کے لئے مختلف ذریعوں سے کوشش کی اور مجھے اس کا اعتراف ہے کہ جہاں تک میری ذات اور الامان وحدت کا تعلق تھا مستغیث نے ہمارے ساتھ نہایت شریفانہ برتاؤ کیا اور صلح کو دل کم کہا اور یہ اس کا نتیجہ تھا کہ میرا اور محمد عاقل صاحب ملزم کا معافی نامہ داخل عدالت ہونا طے پا گیا لیکن امام جی اور انکی پارٹی کے دوسرے ارکان ابوالبیان آزاد نے میرے مکان پر پکٹنگ کیا اور مجھے معافی نامہ داخل کرنے سے جبراً روکا اور بے انتہا لعنت ملامت کی اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ میں بجبر واکراہ معافی نامہ عدالت میں داخل نہ کرسکا اور انہی لوگوں کا رویہ عدالت کے کٹہرے میں اور احاطہ میں نہایت شرمناک اور اشتعال انگیز اور مستغیث کیلئے بیحد صبر آزما تھا۔

میرے ضمیر کی پکار

صلح میں ناکامی کے باوجود میرے ضمیر کی پکار یہ تھی کہ جب ایک غلطی ہم سے سرزد ہو گئی ہے یا سرزد کرائی گئی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس کی تلافی نہ کریں چنانچہ میں نے صلح کی کوشش جاری رکھی اور اس سلسلہ میں متعدد بزرگان دہلی (حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مفتی سید شوکت علی فہمی ڈاکٹر کنور ین دنیا وغیرہ) کے توسل سے کوشاں رہا لیکن چونکہ فرد جرم لگ چکی تھی اس لئے مستغیث راضی نہ ہوئے اور یہ معاملہ طوالت کی غرض سے صابری صاحب ملزم کی طرف سے ہائیکورٹ پہنچا۔ ہائیکورٹ میں ناکامی کے بعد میں نے پھر کوشش کی اور مجھے مسرت ہے کہ مستغیث صلح کے لئے آمادہ ہوگئے۔

میرا ڈیفنس

بیشک میں پرنٹر پبلشر اخبار وحدت و الامان کا ہوں اور کاغذی ایڈیٹر بھی ہوں اور قانونی ذمہ داریاں مجھ ہی پر عائد ہوتی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے اپنی پوری زندگی میں کبھی کوئی مضمون نہیں لکھا اور میں دفتر الامان و وحدت میں بحیثیت ایک محرر کے ابتداء سے آجتک کام کر رہا ہوں جس کو الامان و وحدت کے مضامین اور پالیسی سے دور کی بھی نسبت نہیں جس کے ثبوت میں حسب ذیل کاغذات پیش کرتا ہوں۔

مضمون کس کا لکھا ہوا ہے؟

سوال ہو سکتا ہے کہ مضمون کس کا لکھا ہوا ہے میری گذارش یہ ہے کہ صابری صاحب کو دفتر الامان و وحدت میں بحیثیت انچارج ایڈیٹر مقرر کیا گیا تھا جسکے ثبوت میں ان کی تحریرات پیش کرتا ہوں۔

نیز صابری صاحب کا داخل کردہ پمفلٹ مصنفہ حضرت مولانا حامد جلالی صاحب کا بیان جو گواہ استغاثہ کی حیثیت سے ہوا اور مستغیث کا اخبار پیام پر تبصرہ مستغیث کا بیان اسکا کافی ثبوت ہے کہ مضمون میرا لکھا ہوا نہیں صابری صاحب ایک خاص اسٹائل کے مالک ہیں اور اس کو کسی پڑھے لکھے آدمی کے سامنے رکھا جائے تو ہرگز نہیں چھپ سکتا۔ جیسا اخبار الامان اور وحدت کے وہ مضامین جن پر پی۔ ڈی ڈالدیا گیا ہے نیز اخبار وحدت اور درگاہ صابریہ کی بدنظمیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فقرات ذیل سے ظاہر ہے۔

راقم الحروف کا لفظ عام طور سے صابری صاحب اپنے مضمون میں لکھنے کے عادی ہیں۔ جیسا وحدت کے بعد انہوں نے اخبار چنگاری کی ادارت سنبھالتے ہی مستغیث کے خلاف لکھنا شروع کیا اور اس میں اپنی عادت کے مطابق راقم الحروف کا بار بار استعمال کیا ہے۔ اگرچہ قانون مروجہ نے ملزم کو حلف سے بری کیا ہے لیکن میں ملزم ہوتے ہوئے حلف سے بیان کرتا ہوں کہ میں بالکل بے گناہ ہوں اصل ملزم سردار علی صابری ہیں جنہوں نے آزاد اخبار میں مستغیث کے خلاف لکھا وحدت و الامان میں لکھا اور وہاں سے علیحدگی کے بعد اب چنگاری میں بھی مستغیث کے خلاف لکھ رہے ہیں اور یہی ان کا شیوہ ہے اور یہ اقرار کرتا ہوں کہ مضمون انہی کے متعلق ہے اور توہین آمیز ہی نہیں بلکہ شرمناک اور اشتعال انگیز بھی ہے۔ ان تمام تشریحات کے بعد میں مستغیث سے ۲۸ اکتوبر کے شائع شدہ مضمون کے متعلق بلا شرط معافی مانگتا ہوں اور انکی شرافت سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ مجھ بوڑھے پر ترس کھا کر مجھے معاف فرما دینگے اور عدالت کے سامنے اصل ملزم کو پیش کرکے عدالت سے رحم کی درخواست کرتا ہوں امید ہے کہ عدالت مجھے قانون کی زد میں آنے کے باوجود میرے بڑھاپے اور ناواقفیت کا علم ہونے پر مجھے نہ صرف یہ کہ معاف کریگی بلکہ معافی دلانے

واقعہ کربلا کی اہمیت

(از جناب خان بہادر علامہ سید نجم الدین احمد صاحب جعفری بیرسٹر ایٹ لا)

[illegible] سلطنت کی تاریخ کے جس ورق کو پلٹو، کمزوریوں، خرابیوں اور [illegible] مثالوں سے بھرا ہوا نظر آتا ہے۔ [illegible] جس [illegible] شخصیت و استبداد کے ایسے لرزہ خیز و المناک مناظر دکھائی دیتے ہیں [illegible] شرافت اور فطری آزادی سب کے لئے سم قاتل ہی نہیں بلکہ انسانیت سوز ہیں۔

دنیا میں بڑے بڑے انبیاء، ریفارمر، [illegible] بھی ان کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے آئے مگر ان کا انسداد نہ ہو سکا۔ اسلام جس وقت دنیا میں آیا تو شخصیت و استبدادیت کی ظلمت صرف ریاستوں اور حکومتوں پر ہی مسلط نہیں تھی، بلکہ ہر شخص جس کو غلبہ و طاقت سے کچھ بھی امتیاز و تفوق حاصل تھا وہ [illegible] کے ناجائز استعمال کے جذبہ [illegible] طاقت حاصل کر رہا تھا خود پرست، انسانی پتلے اپنے رکیک خیالات کی پیروی، ذاتی اغراض کی تحصیل اور ناجائز خواہشوں کی تکمیل کے لئے اپنے ماتحتوں اور عوام الناس کو مجبور بنائے ہوئے تھے۔ ضعیف و کمزور انسان استبدادیت کے ان مجسموں کی پرستش کے لئے مجبور تھے۔ اسلام نے اس چیز کو شدت سے محسوس کیا اور استقلال و پامردی کے ساتھ اس کو مٹانے کی عملی کوشش کی۔ قرون اولیٰ کا عہد سعید اس حقیقت کا روشن ترین آئینہ ہے۔ جمہوریت کا جو نظام، آزادی فکر و رائے کا جو نظریہ، سادگی و مساوات کا جو نادر نمونہ اسلام نے پیش کیا ہے اس کی پاکیزگی کا غیر اقوام کو بھی اعتراف ہے۔

گبن اسلام کے قرن اولیٰ کا ذکر کرتے ہوئے کیا خوب کہتا ہے "ان کی سادہ اور بے لوث زندگی ان کے اخلاق و عادات کا نتیجہ تھی اور ان کی سادگی سلاطین عالم کے شان و اقتدار کو شرمندہ کرتی تھی۔"

یہ قرن زیادہ دنوں تک نہیں رہا اور بنی امیہ کے آنے کے بعد سے تو اسلامی حقیقت صرف جزو تاریخ بن کر رہ گئی۔ قیصر و کسریٰ کے اصول جزو نظام بن گئے۔ سچائی کی جگہ عیاری نے لی، سادگی ترک و احتشام سے بدل گئی، حق کی جگہ باطل کا پرچم لہرانے لگا۔ فحشیات جزو معاشرت بن گئے۔ من قتل مومنا متعمدا کی وعید تو کیا قتل اہل بیت کی سنگینیت بھی ان کو نہ ڈرا سکی۔

کہاں تو وہ زمانہ کہ نبی کریم ہم سے رخصت ہوتے ہیں۔ اسلام کی [illegible] ابھی مضبوط نہیں ہیں مگر اس کی تنظیم عمل پر چھوڑ دیتے ہیں اور کہاں امیر معاویہ کا یہ رویہ کہ وہ اپنے لڑکے یزید کو اپنا جانشین نامزد کرتے ہیں۔ وہ بھی یہ کہیئے کہ مقابلہ ایک ایسے شخص سے تھا کہ عالی ظرفی اور [illegible] کی گھٹی میں پڑے تھے اور جو افتراق کا دشمن تھا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ہر قسم کی دنیوی خواہشات و ترغیبات سے منہ موڑ کر مسلمانوں کو ایک بڑی کشمکش سے بچا لیا اس طرح انہوں نے اہل مدینہ کو جب اس واقعہ کی اطلاع پہنچی تو ان میں یزید کے خلاف سخت جوش پیدا ہوا۔ یزید نے اس کے دبانے کی بہت کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی اور استبدادیت پر ایک کاری ضرب لگی۔ ایران میں بھی اس واقعہ کا بہت گہرا اثر ہوا۔ ان کی ہمدردی اس وجہ سے دوبالا ہو گئی کہ امام حسین علیہ السلام کی زوجہ محترمہ شہربانو، شاہ ایران کی بیٹی تھیں۔ اس واقعہ نے اہل ایران میں جذبۂ وطنیت پیدا کر دیا اور وہ اتنا ابھرا کہ اس نے آخر میں بنی امیہ کے قصر سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور عباسیوں کو برسر اقتدار کر دیا۔

انہوں نے اپنا درجہ بہت بلند کر لیا۔ اور اس وقت اسلامی کشمکش ٹل گئی مگر آخر کب تک ٹلتی۔ کربلا کے واقعات ہونے کو تھے اور ہوئے ان کی تفصیل کچھ ہو لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ امام حسین علیہ السلام کو [illegible] اپنے خاندان اور رفقاء کے ساتھ گئے اور کربلا کے مقام پر وہ سب ظلم و تعدی کا شکار ہوئے۔ امیر علی نے سچ کہا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت عظمیٰ نے دنیائے اسلام میں ایک ہیبت ناک سنسنی پھیلا دی۔ تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ حق کی حمایت اور اصول کی حفاظت کے لئے اکثر سچی قربانیاں کی گئی ہیں اور ان سے غیر معمولی نتائج مترتب ہوئے ہیں۔ سقراط نے توہم اور باطل پرستی کو مٹانے کے لئے زندگی کو کوئی حقیقت نہ سمجھی اور زہر کا پیالہ پی کر سچائی کی ضیا کو قائم و مستحکم کیا اور تمام عالم کو اپنے اصول کا گرویدہ بنا دیا۔ حضرت عیسیٰ پر یہودیوں نے جو ظلم و ستم ڈھائے یہ انہیں کا نتیجہ ہے کہ عیسائیت نے آج دنیا کے وسیع خطہ کو گھیر لیا ہے۔ کربلا کی سفاکیوں نے بھی اسلامی تاریخ کو بدل دیا۔ تیرہ سو برس کے اندر تیرہ سو محرم گزر چکے اور ہر محرم اس حادثہ کی یاد تازہ کرتا ہے۔ امام حسین علیہ السلام کے

سے دشت کربلا میں جس قدر خون بہا تھا۔ اس کے ایک ایک قطرہ کے بدلے دنیا اشک ہائے ماتم والم کا ایک ایک سیلاب بہا چکی ہے۔ اور آج بھی ہماری زبانوں پر وہ اشعار ہیں جو حضرت عقیل بن ابی طالب کی صاحبزادی اس واقعہ کے بعد پڑھا کرتی تھیں۔

مَاذَا تَقُوْلُوْنَ اِنْ قَالَ النَّبِیُّ لَکُمْ
مَاذَا فَعَلْتُمْ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ
بِعِتْرَتِیْ وَبِاَھْلِیْ بَعْدَ مُفْتَقَدِیْ
مِنْھُمْ اُسَارٰی وَمِنْھُمْ ضُرِّجُوْا بِدَمِ

ترجمہ:۔ کیا کہو گے جب نبی کریم تم سے سوال کریں گے کہ اے وہ جو سب سے آخری امت ہو تم نے میری اولاد اور خاندان سے میرے بعد یہ کیا سلوک کیا کہ ان میں سے بعض قیدی ہیں اور بعض خون میں نہائے پڑے ہیں۔

اس واقعہ سے ہمیں بہت سے سبق ملتے ہیں لیکن ہم دس دن ابکا ابکاء و تباکی کے اصول پر عمل کر کے بھول جاتے ہیں۔ ہم اس واقعہ کی تاریخ صحیح طور پر نہیں پڑھتے ورنہ ہم کو معلوم ہو جاتا کہ یہ واقعہ صرف رونے اور رلانے کا نہیں ہے بلکہ سبق حاصل کرنے کا ہے آپ جانتے ہیں کہ جس وقت امام حسین علیہ السلام نے کوفہ جانے کا ارادہ میں مشہور شاعر فرزدق اور اس نے کوفہ کے حالات پر ایک جملہ میں ہی روشنی ڈال دی تھی۔ اس نے آپ کے سوال پر یہ کہا تھا۔ کہ کوفہ والوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں مگر تلواریں بنی امیہ کے ساتھ۔ پھر زرود کے مقام پر آپ کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ کے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل جن کو آپ نے اہل کوفہ سے بیعت لینے کے لئے بطور مقدمۃ الجیش کے بھیجا تھا وہ قتل کر ڈالے گئے تو اگر اس واقعہ کا نتیجہ اور مقصد صرف رونا اور رلانا ہی ہوتا تو آپ شام کی طرف جاتے ہی نہیں یا راستہ سے واپس آ جاتے۔ لیکن خدا کو تو اس واقعہ سے ہمارے دلوں میں اسلام کی عظمت جاگزین کرنا تھی۔ ہم میں عزم و استقلال پیدا کرنا تھا اور ہمیں یہ بتانا تھا کہ اسلامی اصول کے تحفظ میں اسلام زینب کی قربانی نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ ہم اس کی حرمت قائم رکھنے کے لئے یہ پڑھتے ہوئے آگے بڑھیں کہ۔ ؎

خوردہ جاں تحفہ از بہر نثار آمدہ ام

اگر ہم اس حقیقت کو سمجھ جائیں تو رونے کے بجائے اپنے دلوں میں ایک ایسا سچا جذبہ پیدا کریں گے کہ جس سے وہ اسپرٹ (سنسنی) جو حضرت امام حسین علیہ السلام کو کربلا لے گئی۔

اہل بیت کے فیوض و برکات قال اللہ و قال الرسول کی روشنی میں

اہل بیت اطہار کی محبت جزو ایمان ہے

(جناب مولانا ازا ہدی صاحب)

اگرچہ سرور کون و مکان کا ظہور تمام انبیاء سے آخر میں ہوا لیکن آپ ان سب کے سردار اور ان سب سے افضل ہیں۔ یہی وہ ذات اقدس ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنا حبیب بنایا۔ یہی وہ ذات مطہر ہے جس کے لئے زمین و آسمان اور تمام کائنات پیدا کی گئی ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک

ایک دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگرچہ آنحضرت کا ظہور تمام انبیاء کے بعد ہوا۔ لیکن آنحضرت کا نور سب سے پہلے جلوہ گر ہوا۔ یہاں تک کہ ابوالانبیاء حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی پہلے وہ مکمل ترین خدائی تعلیم جو قیامت تک تشنہ کامان حقیقت کو سیراب کرتی رہے گی۔ کس کے ذریعہ سے لوگوں تک پہنچی۔ قیامت کے دن جب احکم الحاکمین کی بارگاہ جبروت میں کسی کو کچھ عرض کرنے کی مجال نہ ہوگی۔ اور انبیاء علیہم السلام بھی حیران و پریشان ہوں گے۔ گنہگاروں کی شفاعت کون کرے گا۔ اور مومنین تا متقین کو چشمہ کوثر کی بر صح پر در شراب طہور سے کون سیراب کرے گا۔ وہ کون سی ذات اقدس و اطہر ہے جو امی ہونے کے باوجود مدینۃ العلم ہے جو افصح البیان اور ابلغ اللسان ہے۔ جو خلق و علم کا پیکر ہے۔ رؤف و رحیم ہے۔ جو ابر بہار سے زیادہ فیاض ہے جو شجاعت و بہادری میں یگانہ روزگار ہے کون ہے جس نے شاہ کونین ہونے کے باوجود انتہائی سادگی کے ساتھ زندگی بسر کی ہے۔ جو مال و دولت کو خدا کی راہ میں لٹا کر خود فاقے کرتا ہے۔ اور الفقر فخری کا نعرہ لگایا ہے جو دنیا میں رہ کر دنیا سے الگ ہے۔ اور ایک لحظہ کے لئے خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتا۔ یہ تمام اوصاف کس میں ہیں اسی آمنہ کے لال میں یقیناً وہ تمام انبیاء سے افضل ہے

ایسی پاک اور نورانی ہستی کے اہل بیت کا کیا پوچھنا۔ قرآن ان کی تعریف میں فرماتا ہے۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا اہل بیت سے مراد حضرت فاطمہؓ۔ حضرت علیؓ حضرت حسنؓ۔ حضرت حسینؓ ہیں۔ جیسا کہ حضرت عائشہؓ کی اس حدیث سے ظاہر ہے۔

قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن ابن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلھا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس الخ۔

ترجمہ: ایک روز آنحضرت ایک سیاہ کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔ اتنے میں حسنؓ آئے آپ نے انہیں اپنے کمبل میں لے لیا پھر فاطمہؓ بھی تشریف لائیں انہیں بھی کمبل میں لے لیا۔ پھر حضرت علیؓ آئے۔ انہیں بھی کمبل میں لے لیا اور یہ آیت پڑھی اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ تمہارے گناہ جھاڑ کر تمہیں پاک و صاف کر دے۔ اے اہلبیت!

اہل بیت کا وہ مرتبہ ہے کہ آنحضرت نے امت کو حکم دیا کہ وہ قرآن اور اہل بیت کو اپنا رہبر بنائیں جیسا کہ زید ابن ارقم کی اس حدیث سے ثابت ہے

قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما فینا خطیبا بماء یدعی خما بین مکۃ والمدینۃ فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما بعد الا ایھا الناس انما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی

مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ غدیر خم پر جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے ہمیں حمد و ثنا کے بعد پند و نصیحت کی اور فرمایا۔ اے لوگو میں بھی انسان ہوں جب میرا بلاوا آئے گا۔ تو میں بھی اس جہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔ لیکن میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں۔ پہلی چیز کتاب اللہ ہے۔ جو نور و ہدایت کا سرچشمہ ہے اسے پکڑو۔ اور اس کے احکام پر عمل کرو۔ اور اس کی لوگوں کو اچھی طرح ترغیب دو پھر فرمایا دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ ان کا احترام کرو۔ اور ان سے ہدایت حاصل کرو علاوہ ازیں ترمذی میں حضرت جابر کی جو حدیث مذکور ہے اس میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں۔ کہ میں تم میں کتاب اللہ اور اپنے اہل بیت کو

ست دشت کربلا میں جس قدر خون بہا تھا اس کے ایک ایک قطرہ کے بدلے دنیا اشک ہائے ماتم والم کا ایک ایک سیلاب بہا چکی ہے۔ اور آج بھی ہماری زبانوں پر وہ اشعار ہیں جو حضرت عقیل بن ابی طالب کی صاحبزادی اس واقعہ کے بعد پڑھا کرتی تھیں۔

مَاذَا تَقُولُونَ اِنْ قَالَ النَّبِیُّ لَکُمْ
مَاذَا فَعَلْتُمْ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ
بِعِتْرَتِیْ وَبِاَھْلِیْ بَعْدَ مُفْتَقَدِیْ
مِنْھُمْ اُسَارٰی وَمِنْھُمْ ضُرِّجُوْا بِدَمِ

ترجمہ:۔ کیا کہو گے جب نبی کریم تم سے سوال کریں گے کہ اے وہ جو سب سے آخری امت ہو تم نے میری اولاد اور خاندان سے میرے بعد یہ کیا سلوک کیا کہ ان میں سے بعض قیدی ہیں اور بعض خون میں نہائے پڑے ہیں۔

اس واقعہ سے ہمیں بہت سے سبق ملتے ہیں لیکن ہم دس دن ابکا و تباکی کے اصول پر عمل کر کے بھول جاتے ہیں۔ ہم اس واقعہ کی تاریخ صحیح طور پر نہیں پڑھتے ورنہ ہم کو معلوم ہو جاتا کہ یہ واقعہ صرف رونے اور رلانے کا نہیں ہے بلکہ سبق حاصل کرنے کا ہے آپ جانتے ہیں کہ جس وقت امام حسین علیہ السلام نے کوفہ جانے کا ارادہ میں مشہور شاعر فرزدق اور اس سے کوفہ کے حالات پر ایک جملہ میں گویا روشنی ڈال دی تھی۔ اس نے آپ کے سوال پر یہ کہا تھا۔ کہ کوفہ والوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں مگر تلواریں بنی امیہ کے ساتھ۔ پھر زرود کے مقام پر آپ کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ کے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل جن کو آپ نے اہل کوفہ سے بیعت لینے کے لئے بطور مقدمۃ الجیش کے بھیجا تھا وہ قتل کر ڈالے گئے تو اگر اس واقعہ کا نتیجہ اور مقصد صرف رونا اور رلانا ہی ہوتا تو آپ شام کی طرف جاتے ہی نہیں یا راستہ سے واپس آ جاتے۔ لیکن خدا کو تو اس واقعہ سے ہمارے دلوں میں اسلام کی عظمت جاگزین کرنا تھی۔ ہم میں عزم و استقلال پیدا کرنا تھا اور ہمیں یہ بتانا تھا کہ اسلامی اصول کے تحفظ میں اسلام زینب کی قربانی نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ ہم اس کی حرمت قائم رکھنے کے لئے یہ پڑھتے ہوئے آگے بڑھیں کہ ؎

خوردہ جاں بکف از بہر نثار آمدہ ام

اگر ہم اس حقیقت کو سمجھ جائیں تو رونے کے بجائے اپنے دلوں میں ایک ایسا سچا جذبہ پیدا کریں گے کہ جس سے وہ اسپرٹ (تشنہ ذوقی) جو حضرت امام حسین علیہ السلام کو کربلا لے گئی ہے۔

اہل بیت کے فیوض و برکات قال اللہ و قال الرسول کی روشنی میں

اہل بیت اطہار کی محبت جزو ایمان ہے

(جناب لالا زاہدی صاحب)

اگرچہ سرورِ کون و مکان کا ظہور تمام انبیاء سے آخر میں ہوا لیکن آپ ان سب کے سردار اور ان سب سے افضل ہیں یہی وہ ذات اقدس ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنا حبیب بنایا۔ یہی وہ ذات مطہر ہے جس کے لئے زمین و آسمان اور تمام کائنات پیدا کی گئی ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک

ایک دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگرچہ آنحضرت کا ظہور تمام انبیاء کے بعد ہوا۔ لیکن آنحضرت کا نور سب سے پہلے جلوہ گر ہوا۔ یہاں تک کہ ابوالانبیاء حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی پہلے وہ مکمل ترین خدائی تعلیم جو قیامت تک تشنہ کامان حقیقت کو سیراب کرتی رہے گی۔ کس کے ذریعہ سے لوگوں تک پہنچی۔ قیامت کے دن جب احکم الحاکمین کی بارگاہ جبروت میں کسی کو کچھ عرض کرنے کی مجال نہ ہوگی۔ اور انبیاء علیہم السلام بھی حیران و پریشان ہوں گے۔ گنہگاران کی شفاعت کون کرے گا۔ اور مومنین تا میتن کو چشمہ کوثر کی روح پرور شراب طہور سے کون سیراب کرے گا۔ وہ کون سی ذات اقدس و اطہر ہے جو امی ہونے کے باوجود مدینۃ العلم ہے جو افصح البیان اور ابلغ اللسان ہے۔ جو خلق و علم کا پیکر ہے۔ رحم و مروت کا مجسمہ ہے۔ جو ابر بہار سے زیادہ فیاض ہے جو شجاعت و بصارت میں یگانۂ روزگار ہے کون ہے جس نے شاہ کونین ہونے کے باوجود انتہائی سادگی کے ساتھ زندگی بسر کی ہے۔ جو مال و دولت کو خدا کی راہ میں لٹا کر خود فاقے کرتا ہے۔ اور الفقر فخری کا نعرہ لگایا ہے جو دنیا میں رہ کر دنیا سے الگ ہے۔ اور ایک لحظ کے لیے خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتا۔ یہ تمام اوصاف کس میں ہیں آں حضرت میں۔ اس میں یقیناً وہ تمام انبیاء سے افضل ہے

ایسی پاک اور نورانی ہستی کے اہل بیت کا کیا پوچھنا۔ قرآن ان کی تعریف میں فرماتا ہے۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا اہل بیت سے مراد حضرت فاطمہ، حضرت علی، حضرت حسن، حضرت حسین ہیں۔ جیسا کہ حضرت عائشہ کی اس حدیث سے ظاہر ہے۔

قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن ابن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمہ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس الخ۔

ترجمہ: ایک روز آنحضرت ایک سیاہ کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔ اتنے میں حسن آئے آپ نے انہیں بھی کمبل میں لے لیا پھر فاطمہ بھی تشریف لائیں انہیں بھی کمبل میں لے لیا۔ پھر حضرت علی آئے۔ انہیں بھی کمبل میں لے لیا اور یہ آیت پڑھی اللہ تعالیٰ نے چاہتا ہے کہ تمہارے گناہ جھاڑ کر تمہیں پاک و صاف کر دے۔ اے اہل بیت۔

اہل بیت کا وہ مرتبہ ہے کہ آنحضرت نے امت کو حکم دیا کہ وہ قرآن اور اہل بیت کو اپنا رہبر بنائیں۔ جیسا کہ زید ابن ارقم کی اس حدیث سے ثابت ہے

قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما فینا خطیبا بماء یدعی خما بین مکۃ والمدینۃ فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وذکر ثم قال اما بعد الا ایھا الناس انما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ واستمسکو بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی

مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چشمہ خم پر جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ ہمیں حمد و ثنا کے بعد پند و نصیحت کی اور فرمایا۔ اے لوگو میں بھی انسان ہوں جب میرا بلاوا آئے گا۔ تو میں بھی اس جہاں سے کوچ کر جاؤں گا۔ لیکن میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں۔ پہلی چیز کتاب اللہ ہے۔ جو نور و ہدایت کا سرچشمہ ہے اسے پکڑو۔ اور اس کے احکام پر عمل کرو۔ اور اس کی لوگوں کو اچھی طرح ترغیب دو پھر فرمایا دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ ان کا احترام کرو۔ اور ان سے ہدایت حاصل کرو علاوہ ازیں ترمذی میں حضرت جابر کی جو حدیث مذکور ہے اس میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں۔ کہ میں تم میں کتاب اللہ اور اپنے اہل بیت کو

(رواہ مسلم)

چھوڑتا ہوں اگر تم ان کو پکڑے رہو گے۔ تو تم گمراہ نہ ہو گے۔"

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی ہے جس نے ان کا دامن پکڑا اس نے نجات حاصل کی۔ (رواہ احمد)

حضرت علیؑ

حضرت علی علیہ السلام سرور کون و مکان کے آغوش فیض کے تربیت یافتہ تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جہاں سن رسیدہ اشخاص میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ مشرف بہ ایمان ہوئے۔ وہاں نوجوانوں میں سب سے پہلے یہ شرف حضرت علیؑ کو حاصل ہوا۔ وہ آنحضرت کے چچا کے لڑکے تھے۔ اور انہیں آنحضرت نے بیٹوں کی طرح پرورش کیا تھا پھر ان کی شادی حضرت فاطمہ زہرا سے ہوئی۔ اس طرح یہ رابطہ محبت مودت اور بھی زیادہ مستحکم ہو گیا۔ وہ جامع کمالات حسنہ تھے۔ ان کے مناقب احادیث نبوی میں موجود ہیں ذیل میں ان میں سے صرف چند درج کرتا ہوں

عن سعد ابن وقاص قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبی بعدی

(ترجمہ) حضرت سعد بن وقاص کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا۔ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کے لئے ان کے بھائی ہارون تھے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا (متفق علیہ)

عن عمران ابن حصین ان النبی صلعم قال ان علیا منی وانا منه وهو ولی کل مومن۔

(رواہ الترمذی)

(ترجمہ) روایت عمران بن حصین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؑ مجھ سے ہے۔ اور میں اس سے ہوں۔ اور وہ تمام مومنین کا دوست ہے (ترمذی)

عن زید ابن ارقم ان النبی صلعم من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

(رواہ الترمذی)

(ترجمہ) روایت زید ابن ارقم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جس کا مولا (مالک۔ سردار۔ ناصر حبیب وغیرہ) ہوں۔ علیؑ بھی اس کا مولا ہے۔

فتح خیبر کا قابل رشک اور بے نظیر کارنامہ حضرت علیؑ ہی سے ظہور پذیر ہوا۔ آنحضرت نے جنگ سے ایک روز قبل فرمایا تھا۔ کہ کل میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے لئے فتح خیبر مقدر ہو چکی ہے۔ اور جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت رکھتا ہے اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے۔ دوسرے روز تمام صحابہ کبار اس شرف کے حصول کے امیدوار تھے۔ لیکن یہ شرف حضرت علی علیہ السلام ہی کو حاصل ہوا (سہل بن سعد کی یہ حدیث متفق علیہ ہے)

حضرت فاطمہؑ

حضرت فاطمہؑ سے آنحضرت کو بے حد محبت تھی اور وہ آپ سے بہت مشابہت رکھتی تھیں۔ ان کے مناقب میں بھی کئی حدیثیں ہیں ذیل میں مسور ابن مخرمہ کی حدیث درج کی جاتی ہے۔ جو متفق علیہ ہے۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فاطمة بضعة منی فمن اغضبها اغضبنی و فی روایة یریبنی ما ارابها ويوذينی ما اذاها

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہؑ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا اور ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں جس نے اسے تکلیف دی اور رنج پہنچایا۔ اس نے مجھے تکلیف دی اور رنج پہنچایا۔

جب حضرت فاطمہؑ سے آنحضرت نے کان میں کہا۔ کہ میری موت قریب معلوم ہوتی ہے۔ تو آپ محبت پدری کے جوش کی وجہ سے رونے لگیں۔ اس پر آنحضرت نے ان کے کان میں پھر فرمایا کہ اہل بیت میں سے سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی تب وہ متبسم ہو گئیں۔ یہ واقعہ حضرت عائشہؓ کی حدیث میں مذکور ہے۔ حضرت فاطمہؑ نے یہ راز آنحضرتؐ کی وفات کے بعد ظاہر کیا۔ اس سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ آنحضرتؐ کو حضرت فاطمہؑ سے کس درجہ محبت تھی اور وہ آنحضرتؐ سے کس درجہ محبت رکھتی تھیں۔

حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ

حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ سے آنحضرت کو دلی محبت تھی اور آپ انہیں فرط محبت سے اپنے دوش مبارک پر سوار کر لیا کرتے تھے۔ اور وہ دونوں آنحضرتؐ سے بہت مشابہ تھے۔ جیسا کہ حضرت انسؓ کی حدیث سے ظاہر ہے۔ جو بخاری میں مندرج ہے۔ وہ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ جیسا کہ ترمذی میں حضرت ابو سعید سے مروی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ انبیاء اور خلفائے راشدینؓ کے سوا تمام اہل جنت سے افضل ہیں (کما فی المرقاۃ)

حضرت حسنؑ کے متعلق بخاری کی ایک حدیث سے جس کے راوی ابوبکرہؓ ہیں۔ یہ بھی مذکور ہے۔ کہ ان کی وجہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح ہو جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور حضرت حسنؑ نے امیر معاویہ سے صلح کر کے خونریزی کو روک دیا۔

حضرت حسینؓ کی شہادت

ام الفضل بنت الحارث نے حضرت حسینؓ کی ولادت سے قبل خواب دیکھا کہ آں حضرتؐ کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا کٹ کر ان کی گود میں گر پڑا۔ جب انہوں نے یہ خواب آنحضرتؐ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا۔ کہ فاطمہؓ کے لڑکا پیدا ہوگا۔ اور اسے تو گود لیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک روز ام الفضل آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور حضرت حسینؓ کو آنحضرتؐ کی گود میں دے دیا اس وقت آنحضرت آبدیدہ تھے۔ ام الفضل کے استفسار پر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ مجھے ابھی جبریلؑ نے خبر دی ہے۔ کہ میری امت میرے اس بچہ کو قتل کر دیگی

(رواہ البیہقی)

بیہقی نے حضرت ابن عباس کی بھی ایک روایت درج کی ہے۔ اس کا مفاد یہ ہے۔ کہ انہوں نے ایک روز دوپہر کے وقت۔ سوتے ہوئے خواب میں دیکھا۔ کہ رسولؐ اللہ کے چہرہ مبارک غبار آلودہ ہے۔ اور آپ کے دست مبارک میں ایک شیشی ہے جس میں خون ہے۔ میں سخت پریشان ہوا۔ اور عرض کی۔ میرے ماں باپ حضور پر نثار یہ کیا ہے۔ آنحضرتؐ نے جواب دیا۔ یہ حسینؓ اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور میں نے یہ تاریخ اور وقت یاد کر لی۔ اور بعد میں پتہ چلا۔ کہ حضرت حسین کی شہادت کا وہی دن اور وہی وقت تھا۔

گلستانِ رسالت کے دو پھول

(از زبدۃ الحکماء حکیم عزیز الرحمٰن صاحب امرتسری)

حضرت امام حسنؑ علیہ السلام

نصف رمضان ۳ھ میں آپ پیدا ہوئے آپ کی دایہ کا نام سودہ بنت سرح الکندیہ تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساتویں دن دو مینڈھے عقیقہ کے لئے اور سر کے بالوں کے برابر چاندی کا صدقہ دیا۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام حسنؑ علیہ السلام کا نصف پیکر بالائی اور امام حسینؑ علیہ السلام کا نصف پیکر زیرین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ تر تھا۔

احادیث صحیحہ سے تواتر ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شان میں فرمایا۔

ان ابنی ھذا سیدٌ و عسی	یہ میرا فرزند سردار ہے اور اللہ
اللہ ان یبقیہ حتی یصلح	تعالے اسے اس وقت تک باقی رکھے
بہ بین فئتین عظمتین	گا کہ اسکے وسیلے سے مسلمانوں کے
من المسلمین۔	دو بڑے گروہوں کے اندر صلح ہو جائے

امام حسنؑ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نصرت میں مبادرت کرنیوالوں اور ان کی حفاظت کرنیوالوں میں تھے علی مرتضیٰ علیہ السلام کی شہادت کے بعد چالیس ہزار سے زیادہ بہادروں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یہ سب وہ تھے جو حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ پر موت کی بیعت کر چکے تھے۔ ان لوگوں میں حضرت امام حسنؑ علیہ السلام کی اطاعت و محبت کا ذوق پہلے سے بھی زیادہ تھا۔ چار ماہ تک امام ہمام نے عراق عرب اور ماورخراسان تک کی خلافت فرمائی اور پھر معاویہ کی جانب کوچ کر دیا۔ معاویہ بھی ان کی طرف چلے جب دونوں فوجوں کا تقابل ہوا تو امام حسنؑ علیہ السلام کا دل جم کی منزل سمجھ گیا۔ کہ جب تک ان دونوں میں سے ایک فوج فنا نہ ہو گی تب تک لڑائی فتح نہ ہو گی۔ یہ تو سخت خونریزی ہے۔ اس لئے معاویہ کو کہلا بھیجا کہ میں اس شرط پر کہ اس کے بعد حکومت امام حسن علیہ السلام کی ہوگی صلح کرنے پر تیار ہوں تھوڑی سی رد و کد کے بعد گفتگو ختم ہو گئی اور کوفے کی جامع مسجد میں امام حسنؑ نے بماہ جمادی الاول ۴۱ھ امیر معاویہ کو خلافت کی حکومت سپرد فرمائی۔

ابو عامر سفیان بن لیلیٰ ایک شخص جو کوفے کا باشندہ اور بوڑھا تھا امام حسن کی خدمت کی میں آ کر کہا۔ السلام علیک یا مذل المؤمنین حضرت امام نے فرمایا ابو عامر ایسا نہ کہو میں نے جو کچھ کیا مومنین کی ذلت کے لیے نہیں بلکہ اس لئے کیا کہ محض سلطنت کے لئے مومنین کا قتل کرانا میں پسند نہیں کرتا۔

حکومت چھوڑ کر امام حسنؑ علیہ السلام مدینہ منورہ جا رہے تھے۔ جب بیمار ہوئے تو انہوں نے فرمایا۔ کہ مجھے کئی بار زہر پلایا گیا مگر اس دفعہ تو وہ ایسا سخت ہے کہ میرا کلیجہ کاٹ ڈالا۔

امام حسینؑ علیہ السلام نے پوچھا بھائی زہر کس نے دیا۔ امام حسنؑ علیہ السلام نے فرمایا پوچھنے سے آپ کا کیا مطلب ہے کیا اُسے قتل کروگے امام حسینؑ علیہ السلام نے فرمایا ہاں۔

امام حسنؑ علیہ السلام اگر زہر دینے والا وہی شخص ہے جس کی نسبت میرا گمان ہے تب تو اللہ تعالےٰ خود ہی انتقام لے گا۔ اور اگر وہ نہیں تو میں پسند نہیں کرتا کہ کسی بیگناہ کو میری وجہ سے تکلیف پہنچے۔

آخری وقت امام حسنؑ نے امام حسینؑ علیہ السلام سے فرمایا میں نے حضرت عائشہؓ ام المومنین سے ایک بار ذکر کیا تھا کہ مجھے وہم ہوتا ہے۔ مبادا انہوں نے میری شرم سے کہہ دیا ہو۔ اب تم میری وفات کے بعد جانا اور یہی درخواست کرنا۔ اگر وہ خوشی سے اجازت دے دیں۔ تو مجھے وہیں دفن کرنا۔ ہاں میرا یہ بھی خیال ہے کہ یہ لوگ مجھے وہاں نہ دفن ہونے دیں گے اگر وہ ایسا کریں تو مت جھگڑنا اور پھر مجھے بقیع الفرقد ہی میں دفن کر دینا۔

جب امام حسن علیہ السلام کے جسم اطہر سے روح انور نے پرواز کیا تو امام حسینؑ علیہ السلام حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور ان سے اجازت مانگی انہوں نے کہا نعم وکرامۃ اس میں اسے عزت سمجھتی ہوں۔

مروان حاکم مدینہ نے یہ واقعہ سنا تو بولا کہ وہ بھی جھوٹا ہے اور وہ بھی جھوٹی ہے حسن علیہ السلام یہاں کبھی بھی دفن نہ ہوگا۔ عثمانؓ کو تو انہوں نے قبرستان میں بھی دبانے نہ دیا۔ اور آج حسنؑ کو عائشہ کے گھر میں دفن کرنا چاہتے ہیں (مروان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ عثمانؓ پر منجانب باغیان قوم جو ظلم و ستم ہوئے اس میں اہلبیت نے

بھی کوئی حصہ لیا تھا مگر یہ بہتان عظیم ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان ظالموں نے اپنے افعال کو چھپانے کے لئے حضرت عثمانؓ کے بزرگ نام کو سپر بنا لیا تھا ورنہ ان کو عثمان غنیؓ سے کوئی مناسبت نہ تھی۔

الغرض حضرت امام ممدوح اپنی والدہؓ کے پہلو میں دفن ہوئے ۴۶ سال کی عمر میں بماہ ربیع الاول ۵۰ھ وفات پائی۔

حضرت امام حسنؓ کی شان میں روایت ابی بکرہ میں یہ الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں۔ وانھما ریحانتی من الدنیا۔ نبی صلعم نے فرمایا دنیا میں سے وہ تو میرا پھول ہے اور حسنین شہیدین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی منقبت میں یہ حدیث ہے۔ انھما سید الشباب اھل الجنۃ یہ دونوں نوجوانانِ بہشت کے سردار ہیں دوسری حدیث ہے۔

اللھم انی احبھما فاحبھما   اے خدا میں ان دونوں سے محبت کرتا
و احب من یحبھما۔   ہوں پس تو بھی ان سے محبت فرما اور جو کوئی ان
دونوں سے محبت رکھے ان سے بھی محبت فرما۔

امام حسنؓ کے ایک قانونی مشورہ کا ذکر علامہ ابن القیم نے لکھا ہے جو دلچسپ ہے۔ ایک شخص کو گرفتار کر کے علی مرتضیٰؑ کے سامنے لایا گیا گرفتاری ایک ویران غیر آباد مقام سے ہوئی تھی۔ گرفتاری کے وقت اس کے ہاتھ میں ایک خون آلود چھری تھی یہ کھڑا ہوا تھا اور ایک لاش خاک و خون میں تڑپ رہی تھی۔

اس شخص نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے سامنے اقبال کر لیا۔ اور انہوں نے قصاص کا حکم دے دیا۔ اتنے میں ایک اور شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے خلیفہ کے سامنے اقبال جرم کیا علی مرتضیٰ علیہ السلام نے ملزم اول سے دریافت کیا کہ تو نے کیوں اقبال کیا تھا۔ اس نے کہا کہ جن حالات میں میری گرفتاری کی گئی تھی۔ میں نے سمجھا کہ ان حالات کی موجودگی میں میرا انکار کچھ بھی مفید نہ ہوگا۔ پوچھا گیا کہ واقعہ کیا ہے اس نے کہا کہ میں قصاب ہوں۔ میں نے جائے وقوعہ کے قریب ہی ایک گائے کو ذبح کیا تھا۔ گوشت کاٹ رہا تھا کہ مجھے پیشاب معلوم ہوا میں جائے وقوعہ کے قریب پیشاب سے فارغ ہوا کہ میری نظر اس لاش پر پڑ گئی میں اسے دیکھنے کے لئے اس کے قریب پہنچا اور دیکھ رہا تھا کہ پولیس نے گرفتار کر لیا سب لوگ کہنے لگے۔ کہ یہی شخص اس کا قاتل ہے۔ مجھے بھی یقین ہو گیا کہ ان لوگوں کے بیانات کے سامنے میرے بیان کا کچھ اعتبار نہ کیا جائے گا اس لئے میں نے اقبال کر لینا ہی مناسب سمجھا۔

اب دوسرے اقبالی مجرم سے دریافت فرمایا۔ اس نے کہا کہ میں ایک اعرابی ہوں مفلس ہوں۔ مقتول کو میں نے بطمع مال قتل کیا تھا۔ اتنے میں مجھے کسی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی میں ایک گوشہ میں جا چھپا۔ اتنے میں پولیس آ گئی اور اس نے پہلے ملزم کو پکڑ لیا اب جب اس کے خلاف فیصلہ سنایا گیا۔ تو میرے دل نے مجھے آمادہ کیا کہ میں خود اپنے جرم کا اقبال کر لوں۔

یہ سن کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے امام حسن علیہ السلام سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے کہا کہ امیر المومنین اگر اس شخص کی جان بچائی بھی ہے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعاً

حضرت علی علیہ السلام نے مشورہ کو قبول فرمایا دوسرے ملزم کو بھی چھوڑ دیا اور مقتول کا خون بہا بیت المال سے دلا دیا۔

اللھم صلِ علےٰ محمدٍ وّ آلِ محمدٍ کما تحب وترضیٰ لہ

حضرت امام حسین علیہ السلام

امام حسنؓ علیہ السلام کے برادر خورد ہیں۔ ۵ شعبان ۴ھ میں پیدا ہوئے مصعب الزبیری سے روایت ہے۔ کہ امام حسین علیہ السلام نے پچیس حج پیادہ پا کئے تھے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ میری آنکھوں نے دیکھا۔ اور میرے کانوں نے سنا کہ حسین علیہ السلام بچہ ہی تھے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ والیہ وسلم نے ان کی دونوں کلائیوں کو پکڑا اس وقت حسین علیہ السلام کے قدم نبی صلعم کی پشت قدم پر تھے۔ پھر فرمایا چڑھو چڑھو حسین علیہ السلام اوپر کو چڑھتے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کے پاؤں نبی صلے اللہ علیہ والیہ وسلم کے سینہ پر تھے اور منہ کے برابر منہ تھا۔ اور پھر فرمایا منہ کھولو۔ انہوں نے منہ کھولا۔ تو نبی صلے اللہ علیہ والیہ وسلم نے ان کا منہ چوم لیا اور زبان سے فرمایا۔

اللھم احبہ فانی احبہ   الٰہی میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔

امام زہری نے باسناد امام حسین علیہ السلام سے یہ حدیث نبوی روایت کی ہے۔

من حسن اسلام المرءِ ترکہ   انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ لاکار
ما لا یعنیہ   آمد چیز کو ترک کر دے

امام حسنؓ علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے جو نبی صلی اللہ علیہ والیہ وسلم کا حلیہ بیان کرنے میں ممتاز تھے۔ نبی صلے اللہ علیہ والیہ وسلم کا حلیہ سنا اور کچھ عرصہ تک اس کا ذکر حسینؓ علیہ السلام سے نہ کیا پھر میں نے ذکر کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پیشتر اتنی دریافت کر چکے اور سن چکے تھے بلکہ ان کو حضورؐ کی آمد و رفت کے متعلق مجھ سے کچھ زائد معلومات تھیں

مسند احمد و سنن ابو داؤد میں ایک اور حدیث مرفوعاً امام حسینؓ

بن علی علیہ السلام سے مروی ہے۔

ان للسائل حق وان جاء علے فرس سائل کا حق قائم ہو جاتا ہے خواہ وہ گھوڑے ہی پر سوار آئے امام حسین علیہ السلام شاعر بھی تھے مندرجہ ذیل اشعار اپنی بیوی رباب بنت الری القیس الکلبی اور اپنی بیٹی سکینہ کے لئے جو رباب کے بطن سے ہیں ارشاد فرماتے ہیں۔

اھد لہ اننی لاحب اھضا	تحل بہا سکینہ والرباب
اصبھما وابذل جلی مالی	ولیس لعاتب عندی عتاب
فلست لہم وان علموا مضیا	حیاتی ولیغیبنی التراب
کان اللیل موصول بلیل	اذا زہرت سکینۃ والرباب

ترجمہ۔ سچ تو یہ ہے کہ میں اس جگہ سے رغبت رکھتا ہوں۔ جہاں سکینہ اور رباب ٹھہری ہوتی ہیں۔ مجھے ان دونوں سے محبت ہے۔ میں ان پر دولت کثیر خرچ کرتا ہوں اور عاشب کے عتاب کی پرواہ نہیں کرتا گو وہ یہاں موجود نہیں ہیں مگر میں ان کی غور و پرداخت سے بے خبر نہ رہوں گا جب تک زندہ ہوں؛ اور جب تک مٹی مجھے چھپا نہ دے گی جب سکینہ اور رباب اپنے آتارب سے ملنے گئی ہوئی ہوں رات ایسی بھی نظر آئی ہے گویا رات کے ساتھ دوسری رات مل گئی۔ بی بی رباب جس کی محبت میں یہ اشعار ارشاد فرمائے گئے وہ بھی مہر و محبت کی پوری تھیں امام ہمام کی شہادت کے بعد بہت لوگوں نے ان کے پاس نکاح کے پیغام بھجوائے مگر انہوں نے انکار ہی کر دیا۔ صاحب الاغانی سند متصل کے ساتھ بی بی رباب کے مندرجہ ذیل اشعار جو شہادت کے بعد کہے گئے تھے روایت کئے ہیں۔

ان الذی کان نور الیستفاء بہ	بکربلا قتیل غیر مدفون
سبط النبی جزاک اللہ صالحا	عنا وجنبت خسران الموازین
قد کنت لی جبلا صعبا الوذ بہ	وکنت تصحبنا بالرحم والدین

من للیتامی ومن للسائلین | یعنی ویاوی الیہ کل مسکین
واللہ لا ابتغی صھرا بصہرکم | حتی غیب بین الرمل والطین

(ترجمہ) وہ نور جو روشنی پھیلاتا تھا کربلا میں مقتول پڑا ہے اُسے کسی نے دفن بھی نہیں کیا اے سبط نبی خدا تجھے ہماری جانب سے بہترین جزا عطا فرمائے ایک میزان عمل کے خسران سے بچائے گئے تم میرے لئے بلند پہاڑ کی چوٹی جس کی پناہ میں لیا کرتی تھی آپ کا برتاؤ ہمارے ساتھ رحم اور دین کا تھا اب یتیموں کا کون ہے۔ اب فقیروں کا کون ہے اب کون مل گیا ہے جس کے پاس ہر مسکین کو پناہ مل سکے اب میں اس اس قرابت کے بعد اور کوئی خوشی پسند نہ کروں گی حتےٰ کہ ریت اور مٹی تلے تو دہ میں جا چھپوں۔

حضرت امام ہمام کی شہادت بروز جمعہ عشرہ محرم ۶۱ھ کو میدان کربلا میں جسے طف بھی کہتے ہیں آغاز وقت زوال میں ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سرخ کہ بوسہ گہ شاہ انبیاء باشد | بخاک وخون شدہ پنہاں کجا روا باشد

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اتٰھم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوبہم من خلفہم الا خوف علیہم ولا ھم یحزنون یستبشرون بنعمۃ من اللہ وفضل وان اللہ لا یضیع اجر المومنین الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابہم القرح للذین احسنوا منہم واتقوا اجر عظیم اللھم صل علیٰ محمد وآل محمد کما تحب وترضی لہ

شہادت امام حسین علیہ السلام پر آیات قرآنی سے تبصرہ

(از جناب مولوی سید ابوالخیر صاحب مودودی)

ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون۔

البتہ ہم تمہیں خوف اور بھوک اور مال وجان کے زیان اور پیداواروں کی تباہی میں ڈال کر تمہاری آزمائش کریں گے۔ جو صبر کرنے والے ہیں ان کو بشارت دیدو کہ انجام کار فلاح وکامرانی انہی کے لئے ہے، یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور بالآخر ہیں اسی کی طرف جانا ہے۔ یقیناً یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی جانب سے صلاۃ ورحمت ہے اور یقیناً یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں

حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت میں شریعت حقہ اسلامیہ کے بیشمار حقائق واسرار مضمر ہیں۔ میدان کرب وبلا جس مقدس قربانی کے طیب وطاہر خون سے رنگین ہوا۔ وہ محض شخصی واقعہ نہیں ہے اور نہ محض عزم واستقلال، صبر وثبات تحمل مصائب اور مردانہ وار جانثاری کا قصہ ہے جسے ہم اتباع وپیروی کے لئے اسوہ بنائیں۔ بلکہ اس کا تعلق سرتاسر اسلام کی حقیقت سے ہے۔ وہ حقیقت جو حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام پر طاری تھی، وہ دونوں راہ حق میں قربانی کرنے اور قربان ہونے کے لئے ہو گئے تھے۔

یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری قال یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین فلما اسلما وتلہ للجبین وناديناہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا انا کذالک نجزی المحسنین ان ھذا لھو البلاؤ المبین وفدیناہ بذبح عظیم وترکنا علیہ فی الآخرین سلام علیٰ ابراھیم۔

بیٹا میں نے خواب دیکھا کہ تجھے (اللہ کے نام پر) ذبح کر رہا ہوں دیکھ تیری کیا رائے ہے۔ کہا اے باپ جو حکم دیا گیا ہے اس کو بے تامل کر گذریئے۔ انشاء اللہ آپ مجھے صابرین سے پائیں گے۔ پس جب دونوں اللہ کے آگے جھک گئے اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل گرا دیا تو ہم نے ندا دی کہ اے ابراہیم تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا محسنین کو ہم ایسی ہی جزا عطا کرتے ہیں۔ بیشک یہ کھلی ہوئی آزمائش تھی۔ اس کے فدیہ میں ہم نے ایک بڑی قربانی دیدی۔ اور آنے والی امتوں میں اس واقعہ عظیم کی یادگار قائم کر دی۔ بس سلام ہو ابراہیم پر دونوں نے بے تامل گردنیں جھکا دیں۔ یہی اسلام کی حقیقت جو مقام فلت پر فائز باپ بیٹوں پر طاری ہوئی۔ اور اسی انقیاد حقیقی کی ایثار وفدویت، نفس وجان کو امت وسطے کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیا گیا۔ قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ محبت ورضاء الٰہی اور دعوت وتبلیغ حق کی راہ میں انبیاء علیہم السلام نے جو قربانیاں پیش کیں اور جن مصائب وآلام کی آزمائشوں سے ان کی جانچ کی گئی۔ اور یہ منزل ہر داعیٔ حق ومجاہد فی سبیل اللہ کی راہ میں آتی ہے تاکہ معلوم کیا جائے کہ ان میں کون مجاہد وصابر ہے۔ ولنبلونکم حتیٰ نعلم المجاھدین منکم والصابرین ونبلوا اخبارکم۔

امام ہمام حضرت حسین علیہ السلام

(زاہدی)

اے حسین ابن علیؑ سبطِ رسولؐ ۔۔۔ اے بہار گلشن زہرا بتولؑ
اے کہ تیری ذات ہے تنویر دیں ۔۔۔ بن گیا تیرا عمل تفسیر دیں
تو نے دکھلا دی جہاں کو شان حق ۔۔۔ تیغ کے نیچے کیا اعلان حق
ماہ عرفاں راکب دوش نبیؐ ۔۔۔ بادہ خوار رحمت وفیض الٰہی
عشق کی توقیر تیرے نام سے ۔۔۔ بزم عالم مست تیرے جام سے
دہر میں تو راز دار انقلاب ۔۔۔ جنت الماویٰ میں سردار شباب

تیرے دل میں جذبۂ عشق خلیل
تو ذبیح اللہ کا مظہر اتم ہے

لیکن خانوادہ نبوت و رسالت کی پوری تاریخ میں کوئی قربانی، کوئی مصیبت، کوئی ابتلا، کوئی آزمائش، بجز ملت خلیف کے مورث اعلیٰ ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے واقعہ اسلام کے شہید کربلا کی آزمائش سے زیادہ سخت و جانگداز نہیں تھی۔ اسی بنا پر مفسرین امامیہ اس طرف گئے ہیں کہ وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ سے مراد امام حسین علیہ السلام کا واقعہ شہادت ہے اور باب میں انہوں نے ائمہ اہل بیت کرام علیہم السلام کے آثار میں نقل کئے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ اسلام کی جس حقیقت کا اظہار زمین خشک سال میں اسمٰعیل علیہ السلام کی ذات سے ہوا تھا۔ امام حسین علیہ السلام نے کربلا کے ہولناک بیابان میں اس کی تکمیل کر دی۔ ظہور رضائے الٰہی کے آگے جھک جانے میں ہوا تھا۔ اور تکمیل رضا بہ رضاء الٰہی کے ساتھ خواست۔

اعلیٰ سے ادنیٰ مقاصد بھی سعی و جد چاہتے ہیں۔ اور جو مقصد جتنا زیادہ اہم و اکبر ہوتا ہے۔ اتنے ہی بڑے جہاد کا طالب ہوتا ہے۔ و لذٰلک وقال الاعرابی لا تحسب المجد تمرا انت آکلہ لن تبلغ المجد حتی تلعق الصبرا۔ پھر وہ مجد و شرف عزیز جس سے زیادہ کوئی مجد و شرف نہیں اور وہ مقصد رفیع جو تمام مقاصد سے افضل ہو۔ اس کا حصول کتنا پرتعب اور کس قدر صبر آزما ہوگا۔

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون الا	جس کو تم محبوب رکھتے ہو وہ تمہیں کبھی حاصل
بالصبر علی ما تکرھون و	نہ ہوگا جب تک خوشی اور خندہ پیشانی کے
لا تبغون ما تھوون الا	ساتھ مکروہات کو برداشت نہ کرو جس
بترک ما تشتھون	چاہتے ہو اس تک تمہاری رسائی نہیں

ہوگی جب تک کہ تم اپنی نفسانی خواہش ترک نہ کرو۔

حضرت ابراہیم کا سر جب ان بتوں کے آگے نہ جھکا جن کی پرستش ان کی قوم کرتی تھی۔ اور ان کا قلب سلیم اجرام سماوی کی درخشاں سطوت سے بھی مرعوب نہ ہوا اور انہوں نے کہا۔

انی لا احب الآفلین انی	میں فنا پذیر ہستیوں کو دوست نہیں رکھتا
وجھت وجھی للذی فطر	میں نے اپنا منہ اس کی طرف کر لیا ہے
السمٰوات والارض وما	جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا
انا من المشرکین۔	اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

تو لابد ہوا کہ ان کے اس دعوے کی آزمائش کی جائے کہا گیا پہلے اپنے بیٹے کے گلے پر چھری رکھو۔ کہ شرک صرف ما سوا اللہ کی پرستش ہی نہیں ہے۔ بلکہ محبوبات اور مالوفات میں مشغولی بھی شرک ہے۔ مسیح نے کہا ہے "ایک نوکر دو آقاؤں کو خوش نہیں رکھ سکتا" پھر ایک قلب میں ہزاروں محبتیں کیسے پرورش پا سکتی ہیں اور وہ جس کی سمائی ارض و سما کی وسعتوں میں نہیں ہو سکتی۔ اس قلب کو اپنا کاشانہ کیسے بنا سکتا ہے جس میں زن و فرزند کی محبت اور زر و جواہر کے قناطیر مقنطرہ کی الفت بھی حکومت فرما ہو۔ وہ بے تامل بڑھے اور انہوں نے بیٹے کے گلے پر چھری رکھ دی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام پر نسبت ابراہیمی کا غلبہ تھا۔ جیسا کہ بعض ائمہ اہل بیت علیہ السلام سے ماثور ہے۔ انہوں نے کہا وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اس کے آگے جھک جاؤں جو تمام جہاں کا پروردگار ہے۔ میں اپنا سر اللہ کے آگے جھکا چکا ہوں۔ اور جو سر اللہ کے آگے جھک چکا ہو۔ وہ غیر اللہ کے آگے نہیں جھک سکتا۔ حکم ہوا اپنی رگ جان کے خون سے اپنے اس ایقان کی شہادت دو۔ ایقان سچا ایقان تھا۔ نہ صرف اپنی رگ جان کے خون سے اپنے اس ایقان کی شہادت دی۔ بلکہ اپنے اہل بیت اور اصحاب رضی کے خون سے بھی اس پر مہریں لگائیں۔ فرمایا۔ ہم سے صرف یہی نہیں کہا گیا ہے کہ جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوں تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں بلکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ تم جو کچھ ہو اس کے ساتھ اس کی طرف پھر جاؤ وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم تو اس کے معنی اس کے سوا کیا ہیں کہ مسجد حرام کی طرف رخ کرنے کے ساتھ قلوب کا اس حقیقت اسلامی کی طرف متوجہ بھی ضروری ہے۔ جو اس مرکز عبادت بنانے والے پر طاری ہوئی تھی۔ اور اس حقیقت کو صبر و ثبات کے ساتھ اپنے اندر قائم کرنے کے لئے کہا گیا۔ کہ قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ تمہارے لئے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔ اور وہ نمونہ یہی الٰہی قربانی تھی جس کی بنا پر کہا گیا بے شک وہ مشرکین میں سے نہیں ہے اور اپنی ذات سے پوری ایک اطاعت شعار امت ہے۔ اور اس نے اپنے تئیں اللہ کی رضا میں اس طرح فنا کر دیا ہے۔ کہ خود اس کی اپنی کوئی ہستی باقی نہیں رہی۔ یعنی اس نے نہ صرف یہ کہ راہ الٰہی میں اپنی قوم کو چھوڑا اور کہا۔ وبدا بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء ابدا حتی تؤمنوا باللہ وحدہ۔ ہمارے اور تمہارے درمیان کھلی کھلی عداوت اور دشمنی ہے۔ ہمیشہ کے لئے حتیٰ کہ تم خدائے واحد پر ایمان لاؤ۔ بلکہ اپنے بیٹے کو بھی جو بڑھاپے کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ رضاء الٰہی میں قربان کرنے سے دریغ نہ کیا۔ ان ابراھیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا ولم یک من المشرکین۔ اور جو کچھ کہا گیا۔ کہ مطلب کو واضح کرنے کے لئے کہا گیا۔ ورنہ استقبال۔ وجوہ الی المسجد الحرام کے اختصاص میں یہ سب کچھ موجود ہے۔ اگر مسجد حرام کی بنا میں کوئی خصوصیت نہ ہوتی تو کیوں کہا جاتا۔ ومن حیث خرجت فول وجھک شطر المسجد الحرام حالانکہ انفس و آفاق کا کوئی گوشہ نہیں جس میں اس کا نور جلوہ گر نہ ہو مگر

یاد رکھو۔ کہ مسجد حرام کی طرف متوجہ ہونا ارکان صلوٰۃ میں سے صرف ایک رکن ہے۔ لیکن اس کے کمن سالی بنانے والے کی اس الٰہی قربانی کو اپنے مدر قائم کر لینا شرط اسلام ہے اور ہمارے نزدیک نماز درست نہیں ہوتی۔ جب تک یہ شرط پوری نہ ہو کیا نہیں دیکھتے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاؤں بوجہ قیام و قعود پھول کر پھٹ پھٹ جاتے تھے اور آپ کو خبر نہ ہوتی تھی۔ اور ابو تراب کے جسم سے حالت نماز میں تیر نکالا گیا اور اذیت محسوس نہ ہوئی۔ یہی حقیقت اسلامی ہے جس کی اقامت و داومت کا حکم دیا گیا ہے۔ جو ہر مومن و مسلم دن میں کم از کم پانچ مرتبہ خود اپنے نفس کے مقابلہ میں اور ان لوگوں کے معاملہ میں جو اللہ کی زمین پر فساد برپا کرتے ہیں۔ اور اس کے مقررہ حدود سے تجاوز کرتے ہیں۔ جہاد و قربانی چاہتی ہے پھر کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں کا ساتھ دوں جو اسلام میں فتنہ کی تخم ریزی کر رہے ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں نہیں ہوئیں۔ اللہ کہتا ہے۔

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ۔ مگر وہ مال خرچ کرتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں تو اپنے استقرار امر کے لئے رشوتوں میں۔ اللہ کہتا ہے۔ وامرھم شوریٰ بینھم۔ مگر وہ شوریٰ ترک کرتے ہیں۔ اور پھر اپنی بات منوانی چاہتے ہیں امامت و خلافت امت کی صلاح و فلاح کے لئے ہے ہلاکت و ہلاکت کے لئے نہیں ایسے امام سے امت کیا فلاح پا سکتی ہے جس کا شیوہ نفس کی غلامی ہے جو علانیہ معصیت کرتا ہے۔ جو بکیرہ و غمیر ہے جو حدود اللہ سے تجاوز کر چکا ہے یزید کی خلافت درحقیقت اسی بات کا اعلان ہے کہ اب امت مسلمہ میں کوئی صالح و متقی انسان باقی نہیں رہ گیا۔

لا یصلح الناس فوضی لا سراۃ لھم
ولا سراۃ اذا جھالھم سادوا

لیکن میں خاموش رہوں گا۔ کہ وہ وقت آئے جو اس لئے مقرر ہو چکا ہے اور ہوگا جو کچھ کہ ہونا ہے "

اُسوۂ حسینؑ

(از جناب مولانا ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر زمیندار)

نہ لیا کا وہ ستم رہا نہ یزید کی وہ جفا رہی جو رہا تو نام حسینؑ کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

ابراہیمؑ آذر کو مرتبہ خلت حاصل ہوا جو بجائے خود ایک بہت بڑا مرتبہ ہے۔ لیکن ایک مقام اس سے بھی اونچا ہے اور وہ مقام مصطفائیت ہے۔ راضی برضائے الٰہی ہو کر ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کے گلے پر چھری رکھ دی مگر اُسے نہ چلنا تھا نہ چلی۔ نیاز مندی اپنا حق ادا کر گئی۔ مگر نازنینی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

طفیان ناز ہیں کہ جگر گوشۂ خلیلؑ
تیغش بسر رسیدہ شہیدش نمی کنند

اب افضل البشر محمدؐ ابن عبداللہ کی مصطفائیت کے مقام منیع کی رفعت پر نظر ڈالئے راضی بقضائے الٰہی ہو کر آرزو کرتے ہیں کہ رب کعبہ کی راہ میں میرا سر کٹ جائے اور پھر جڑ جائے اور پھر کٹ جائے اور پھر جڑ جائے اور وصل و فصل کا یہ سلسلہ کبھی ختم نہ ہو۔ خدائے بزرگ و برتر کو اپنے سب سے زیادہ برگزیدہ بندے کی یہ ادا پسند آ جاتی ہے اس کی نذر قبول کر لی جاتی ہے۔ اور اُس کے جگر گوشہ حسینؑ کو وہ سعادت نصیب ہوتی ہے جس کا ارمان اسمٰعیلؑ کی ذبیح اللّٰہی کے دل ہی میں رہا۔ شمر ذی الجوشن کا خنجر اُس کے سر اقدس کو تن سے جدا کرتا ہے۔ اور یہ سر نیزے کی نوک پر بلند نظر آتا ہے ؎

تنے را کش رگ گل خار بودے بر زمیں یابی
سرے را کش ز افسر عار بودے بر سناں بینی

حق اور باطل کا معرکہ کربلا کے محشرستان میں گرم ہوتا ہے حسین ابن علیؑ صدق اور صبر اور تہور کا پیکر تینوں ہی بن کر مٹھی بھر جان نثاروں کے ساتھ پرستاران طاغوت کے ٹڈی دل کا مقابلہ کرتے ہیں اور اپنے خون سے ریگستان عراق پر اپنی جاودانیت کا سرمدی نقش ثبت کر کے دنیا کے نام یہ پیغام چھوڑ جاتے ہیں کہ۔

لاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء ولٰکن لا تشعرون جو لوگ اللہ کے رستے میں قتل ہوں انہیں مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں لیکن تم ان کی زندگی کی حقیقت نہیں سمجھتے۔

سوا تیرہ سو سال سے یہ پیغام ملت کے کانوں میں گونج رہا ہے لیکن کتنے ہیں جنہوں نے اس کا اصلی مفہوم سمجھا۔ ملت کا ایک گروہ اس غایت اولیٰ کو اس مقصد نہائی کو جس کی خاطر حسین ابن علیؑ کی لاش کربلا کی خاک پر تڑپی صرف اسی قدر سمجھا ہے کہ حضور سید الشہداء خود قتل ہو کر ملت کی ذلتوں اور رسوائیوں کا کفارہ ہو گئے اور ہمارا کام صرف اسی قدر رہ گیا ہے کہ ہم اپنے اس محسن اعظم کی مظلومیت پر ہر سال چند روز کے لئے غم کے آنسو بہا لیا کریں اور جزع و فزع سے فارغ ہو کر پھر سال بھر ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہیں۔

محرم کا عشرہ کا آخری دن۔ طول و عرض ہند میں یہ عشرہ جوش و خروش سے منایا جائے گا۔ غم و الم کے ہمہ گیر مظاہرے کئے جائیں گے۔ تعزیئے اٹھیں گے۔ ماتمی جلوس نکلیں گے۔ محافل عزا برپا ہوں گی گریہ و بکا سے فضائیں گونجیں گی۔ مرثیئے پڑھے جائیں گے۔ سینہ کوبی ہوگی۔ یہ سب کچھ ہوگا لیکن کیا واقعہ ہائلہ کربلا کا سبق صرف اسی قدر ہے؟ کاش مسلمان سوچیں اور سمجھیں کہ حضور امام حسین علیہ السلام نے دنیا سے جبر و استبداد کا خاتمہ کرنا چاہا۔ توانا ؤں کو ناتوانوں پر ظلم کرنے سے روکنا چاہا تھا۔ غلامی کی زنجیریں کاٹنی چاہی تھیں۔ آزادی کا جھنڈا بلند کرنا چاہا تھا۔ باطل کی بنیاد ڈھا کر حق کی عمارت کی اساس استوار کرنی چاہی تھی۔ کفر کو سرنگوں اور اسلام کو سربلند کرنا چاہا تھا۔ جو دنیا میں مغلوب و محکوم ہو کر رہنے کے لئے نہیں بلکہ غالب اور حاکم ہو کر رہنے کے لئے آیا ہے۔ انہیں باتوں میں ملت کی زندگی تھی اور اسی زندگی کی خاطر حضور ممدوح نے اپنی جان قربان کر دی۔

مسلمان اگر زندگی چاہتے ہیں تو انہیں حسینؑ ابن علی علیہ السلام کے نقش قدم پر چلنے کے لئے تیار ہو جانا چاہئے۔

حسینؑ کا سر ہے آسماں پر جو رہ چکا تھا کبھی سناں پر
تو کم سے کم سر بکف تو ہو جا جو سر ہے کرنا بلند تجھ کو

محبت کی پہچان

(از جناب مولوی امین احسن صاحب)

یہ تاریخ اسلام کی چودھویں صدی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس دور میں گنہگاروں کی کثرت سے ارض الٰہی کا چپہ چپہ بھر گیا ہے اور ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس۔ کی ظلمت نے خدا کے نور کو ڈھک لیا ہے۔ چونکہ آج سرکار پرستی دنیاداری، قمار بازی، مے خواری اور بدکاری کے کھلے شواہد شب و روز کے ہر لمحہ میں ہماری آنکھوں کے سامنے پیش ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے ہم اس قول کی صداقت سے انکار نہیں کرتے۔ لیکن کیا آج محبت الٰہی کے دعویداروں، حب رسولؐ کے متوالے اور عشق اہل بیت و صحابہ رسولؐ کے مدعیوں کی کمی ہے؟ کیا اگر قمار خانوں اور میخانوں کی کثرت ہے، تو مساجد، مدارس اور خانقاہوں کا قحط ہے؟ پھر اگر پہلی صداقت سے انکار نہیں ہے، تو اس دوسرے امر واقع سے کیوں انکار ہے؟ دونوں واقعات کا اعتراف کرنا چاہئے اور پہلے کی طرح آج بھی برے بھلے دونوں قسم کے انسانوں کا وجود تسلیم کرنا چاہئے۔

لیکن نہیں، دونوں میں فرق ہے، دعویٰ دلیل اور ثبوت نہیں بن سکتا۔ برعمل کے وجود کا دنیا نے برائی کی کثرت کی وجہ سے اعتراف کرلیا ہے اور خدا پرستوں کے وجود سے اس لئے انکار کردیا ہے کہ اس کے سامنے جس کثرت سے گنہگاروں کی گنہگاری کے دلائل و شواہد موجود ہیں، اسی نسبت سے نیکوکاروں کی نیکوکاری کے آثار و ثمرات مفقود ہیں۔ معلوم ہوا کہ خلق خدا کی عدالت میں دعویٰ بے دلیل اور قول بے عمل بے حقیقت سے ہے۔

ٹھیک یہی حال عدالت الٰہی کا ہے۔ اگر آپ محبت الٰہی کے دعویدار ہیں تو محض اس دعوے سے دیدار کی دولت نصیب نہ ہوگی بلکہ ثبوت میں انفاق فی سبیل اللہ، اقامت صلوٰۃ، خیر خواہی خلق، اور دوسرے اعمال صالحہ کی شہادتیں پیش کرنا ہوں گی جب کہیں آپ کا دعویٰ مسموع ہوگا۔ پھر یہ بھی شرط ہے، کہ یہ اعمال ان شرائط کے ساتھ عمل میں لائے گئے ہوں جو خدا کی طرف سے مقرر ہیں فرض کیجئے آپ نے انفاق فی سبیل اللہ کی سعادت حاصل کی لیکن اس طور پر کہ خدا کے نام پر کچھ روپئے دریا یا کنوئیں میں پھینکدیئے تو یہ عمل بیسود ہوگا۔

اب آیئے اسی معیار پر ہم اپنے دعوئے محبت اہل بیت و سادات کو جانچیں۔ اُن بدبخت مسلمانوں سے بحث نہیں جن کے سینے اس دولت سے محروم ہیں۔ ان کی محبت کا امتحان کیجئے جن کے دل عشرۂ محرم میں تنوروں کی طرح بھڑک اٹھتے ہیں، اور دیکھئے کہ ان شعلوں میں عشق صادق کی کتنی شورش ہے۔ اگر صرف "ہائے حسینؓ" "ہائے فاطمہؓ" سینہ کوبی، گریہ وزاری اور مجلس آرائی ہے، تو یہ قول ہوا کسی کی یاد میں یہ خلاف شریعت نوحہ خوانی دلیل عشق و محبت نہیں۔ لیکن اگر تعزیہ، شربت، ملیدہ وغیرہ بھی ہے، تو گو یہ عمل ہے۔ لیکن بے سود۔ اس کی مثال یہ ہے کہ محبت اہل بیت اور عشق حسینؓ میں آپ نے کچھ روپئے لے کر کاغذی تماشوں کی نذر کردے۔ ان چیزوں کی لغویت پر پیشوا میں مسلسل مضامین شائع ہوچکے ہیں اس لئے اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔

ہم کو صرف یہ لکھنا ہے کہ ہماری محبت کا قولی پہلو بالکل ہی بے اثر ہے اور عملی پہلو بھی اس لئے بے سود ہے کہ وہ غلط ہے۔ محبت اہلبیت کا وہ طریقہ جو خدا، رسولؐ، حسنؓ، حسینؓ سب کو محبوب ہو، اور ہی کچھ ہے۔ اور ہمارے لئے یہی بہتر ہے کہ یا تو ہم اس محبت کے دعوے باطل سے انکار کردیں، یا اُسی محبوب طریقہ کو اختیار کریں جو صحیح اور با اثر ہے

محبت اہلبیتؓ اور عشق سادات عظام کا افضل و مقبول طریق تو وہی ہے کہ قدم قدم پر اُن کے نقش پا کی جستجو، بات بات پر ان کے قول و عمل کی پیروی ہر راہ میں اُن کے اسوۂ حسنہ کی تلاش ہو۔ اصل محبت یہی ہے۔ بقیہ جو کچھ ہے وہ یا تو غلط ہے، یا اگر صحیح ہے تو اس کا درجہ اس کے مقابل میں کمتر ہے۔ قرآن میں محبت رسول اللہ کا جو حکم ہے اس سے اسی اسوۂ حسنہ کی پیروی مراد ہے۔

اہل بیتؓ کے ساتھ اس عشق سے کسی مسلمان کا دل خالی نہ ہونا چاہئے۔ ان کی محبت سے محبوب یاد اور محترم سے محترم یادگار یہی ہے۔ لیکن وہ لوگ جو اس عملی اتباع اور قلبی محبت سے کچھ اور زیادہ کرنا چاہتے ہیں، اور ان کے نام پر کچھ خرچ بھی کررہے ہیں یا کرنے کی خواہش رکھتے ہیں ان کے سامنے ہم ایک ایسی تجویز پیش کرتے ہیں جو امید ہے کہ اس مال و زر کی تضیع و اسراف کو ایک مفید صورت میں بدل دی گی۔

اس تجویز کو شریعت کے ظاہر نصوص و احکام پر نہ جانچنا چاہئے

صرف اس نقطۂ نظر سے دیکھنا چاہئے۔ کہ یہ روح شریعت کے منافی نہیں ہے اگر یہ تمام نقائص شرعیہ سے خالی ہو تو بھی اس کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ خدمت سادات ہے، اور اسراف سے بچنے کی ایک سود مند ترکیب ہے۔

ہندوستان میں اہل بیتؑ کی بہت سی یادگاریں موجود ہیں، جن کی خاندانی ونسبی عظمت میں آج بھی مسلمانوں کے لئے بڑی کشش اور گیرائی ہے۔ آج اگر اس خاندان کے پاس علم شریعت کی وہ وراثت جو اس کے اسلاف کرام کی ودیعت تھی، محفوظ ہوتی اور جہالت و بے علمی نے اس کی جگہ نہ لے لی ہوتی تو اس خاندانی عظمت کے اثر سے ہدایت و برکت کے چشمے پھوٹتے، اور بدبخت مسلمانوں کی بڑی خدمت انجام پاتی۔ لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہے۔ جن کے اسلاف ساری دنیا میں ہدایت لٹا گئے، ان کے اخلاف بالکل تہی دامن ہیں۔ اور ایک بڑا طبقہ عسرت وافلاس کی مصیبت میں مبتلا ہو کر مسلمانوں پر بار بن گیا ہے ہمارے خیال میں بہت بہتر ہو اگر مانس کی تیلیوں، کاغذی انگار تکی، شربت وملیدہ، مہندی و روشنی پر حسین علیہ السلام کے نام سے روپیہ برباد کرنے کی جگہ، یہ لاکھوں روپئے کی رقم حسین علیہ السلام کی ان زندہ یادگاروں پر صرف کی جائے کہ یہ جہالت و عسرت کی تنگنائیوں سے نکل کر اپنے علم و معرفت کے نور سے ہمارے قلبوں کو روشن کر سکیں۔ اس سے امام حسینؑ کی روح خوش ہوگی، علم شریعت کے آتے ہوئے چشمے پھر جاری ہو جائیں گے، سادات کی خدمت ہوگی اور سب سے بڑا اسراف سب سے بیش قیمتی مصرف کی صورت میں بدل جائے گا۔

عشرۂ محرم میں امام حسینؑ علیہ السلام کے نام سے ایک فنڈ قائم ہو اور جو مسلمان ان لغو مصارف میں اپنا روپیہ برباد کرتے ہیں۔ وہ تعزیہ، شربت، ملیدہ، مہندی، روشنی اور دوسرے مراسم کی تمام رقم اس میں منتقل کر دیں اور اس رقم سے سادات کی مختلف شاخوں کی تعلیم دینی کا انتظام ہو۔ اگر مسلمان ایسا کریں تو نہ صرف امام کی روح خوش ہوگی بلکہ مسلمانوں کے اندر ایک مبارک دینی جماعت کا ظہور ہو جائیگا اور ہمارے لئے موت سے زندگی کیطرف آنیکی راہ کشادہ ہوگی۔ امید ہے کہ محرم محترم کے پابند مسلمان اس تجویز پر ٹھنڈے دل سے

واقعہ کربلا پر انگریز محققین کے بیانات

(از جناب سید صادق علی صاحب)

تاریخ عالم کے جاننے والوں پر اچھی طرح روشن ہوگا کہ مذہب اسلام کے سوائے دنیا کے تمام مذاہب و اقوام کا سال نو اس قوم یا اس مذہب کے ماننے والوں کے لئے خوشی و مسرت کا پیغام اپنے ساتھ لاتا ہے۔ مگر مسلمانوں کا نیا سال بجائے خوشی و مسرت کے اپنے ساتھ غم و رنج کا پیغام لاتا ہے۔

جہاں دوسری قومیں اپنے اپنے سالِ نو کا خیر مقدم مسرت و خوشی کے ساتھ کرتی ہیں۔ وہاں مسلمان اپنے سالِ نو کا استقبال نمناک آنکھوں اور دھڑکتے ہوئے دلوں سے کرتے ہیں۔

اس لئے کہ مسلمانوں کے نئے سال کی ابتدا اُس مہینے سے ہوتی ہے جس مہینے میں دُنیا کے اسٹیج پر ایک ایسا دردناک و غم انگیز ڈرامہ کھیلا گیا جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں ملنا مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

> **یک حسینؑ نیست کو گردد شہید**
> **ورنہ بسیار اند در عالم یزید**
> (اقبالؒ)

مسٹر گبن کا ارشاد

مسلمانوں کے نئے سال کا پہلا مہینہ اپنے ساتھ ایک ایسے دردناک و روح فرسا واقعہ کی یاد تازہ کر دیتا ہے کہ جس کے سننے سے بڑے بڑے سنگدل اور بے رحم انسانوں کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ واقعہ ہے کہ مسلمان تو کجا اس واقعہ کو جس کسی نے سُنا اس سے سوائے رونے اور آہ وزاری کے نہ رہا گیا۔ یہ وہ پر اثر اور دردانگیز واقعہ ہے کہ جس نے اپنوں اور غیروں پر مکمل سحر یزم کر کے مسحور بنا دیا ہے۔ چنانچہ مسٹر گبن اپنی مصنفہ تاریخ (ڈکلینیز رومن امپائر) کی جلد ۹ صفحہ ۳۲۶ پر رقمطراز ہے۔

"امام حسینؑ کا پر درد واقعہ ایک دور دراز زمانہ اور دور دراز ملک میں واقع ہوا۔ یہ وہ واقعہ ہے جو بے رحم اور سنگدل کو بھی ہلا دیتا ہے۔ اگرچہ کوئی کتنا ہی بے رحم اور سنگدل ہو مگر حسینؑ کا نام سنتے ہی اس کے دل میں ایک جوش ہمدردی ضرور پیدا ہو جائے گا اور وہ اس واقعہ سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے گا"

یہ پُر درد اور ہمدردانہ جذبات میں ڈوبے ہوئے الفاظ کسی مسلمان کے قلم سے نہیں نکلے بلکہ اس کا لکھنے والا کٹر مذہب پرست عیسائی تھا۔ مگر ان بدنصیب مسلمانوں سے بدرجہا بہتر و برتر تھا۔ جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہوئے بھی امام حسینؑ کی خرابی کے درپے اور ان کی بربادی پر آمادہ تھے۔

انگریزی مرثیہ

علیٰ ہذا القیاس مسٹر جان لونگ کی اس پوئٹری (نظم) سے جو انہوں نے شہادتِ حسینؑ کے متعلق پر درد الفاظ میں سولہ صفحوں پر لکھا ہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ اس منصف مزاج سے بھی یہ واقعہ سُن کر بغیر ہمدردی ظاہر کئے نہ رہا گیا۔ اور اس کے دل پر بھی اس دردانگیز واقعہ نے بہت گہرا اثر کیا۔ موصوف نے نہایت غم انگیز الفاظ میں چند اشعار اس دردناک واقعہ کے متعلق لکھے ہیں۔

امام حسینؑ کے متعلق اس کی رائے ان الفاظ میں ہے۔

"وہ شخص دین دار، خدا پرست فروتن، خلیق اور بے مثل بہادر اور شجاع تھا، وہ سلطنت و حکومت کے لئے نہیں۔ بلکہ خدا پرستی کے جوش میں وہ یزید سے اس لئے بیزار تھا کہ وہ اسلام اور دینِ احمدیؐ کے خلاف تھا"

تمام دنیا کے پر درد واقعات اور دلسوز حادثات کو اکٹھا کر کے اس حسینی واقعہ اور کربلائی حادثہ سے مقابلہ کرو اور پھر دیکھو کہ دل پر کس واقعہ اور کس حادثہ کا بجلی کے مانند اثر ہوتا ہے۔ حسینؑ کا نام آتے ہی دل دھڑکنے لگتا ہے۔ اور آنکھیں رونے پر خود بخود مائل ہو جاتی ہیں۔ یہ نام کیوں دلوں اور آنکھوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے؟ کیوں اس نام کے زبان پر آتے ہی انسانوں کے رگ و ریشہ میں اضطراب کی بجلی دوڑ جاتی ہے۔

محض اس لئے کہ اس واقعہ حسینی میں سچائی، مظلومیت، خدا پرستی، بے کسی، بے مثل بہادری، رحمدلی اور انصاف شامل ہے۔ جس طرح کہتے ہیں "آفتاب آمد دلیلِ آفتاب" اسی طرح حسینؑ کا نام بھی اپنی ازلی صداقت کے زور سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔ اس نام میں ایک طرح کی کشش ہے۔ ایک خاص جذب ہے جو طائرانِ دل کو پکڑتی ہے اور اپنے قابو میں لاتی ہے۔ اس میں ایک ایسا اثر ہے جس کے سامنے دنیا کے بڑے بڑے بہادر بڑے بڑے بے رحم اور سنگدل ادب سے سر جھکاتے ہیں اور تسلیمات بجا لاتے ہیں۔

ایک زندہ معجزہ

شہید مظلوم کا یہ بھی ایک زندہ معجزہ ہے کہ دنیا کے تمام منصف اور رحمدل انسان آپ کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں۔ آپ کی بے مثل بہادری اور بے نظیر شجاعت و استقامت کی داد دیتے ہیں۔ وہ کون ایسا بہادر اور شجاع ہے جسے تمام دنیا نے خراج تحسین ادا کیا ہو۔ وہ کون ایسا مستقیم المزاج اور خدا پرست ہے جس کے ذکر خیر سے دنیا کی تاریخوں نے اپنے صفحات کو زیب و زینت بخشی ہو۔ وہ کون ایسا جوان ہے جس کی نسبت دنیا نے کہہ دیا کہ "ہاں وہ مظلوم ستم رسیدہ بہادر تھا"!

دنیا کی تاریخیں چھان ڈالیں۔ مگر تمہیں سوائے اس ہاشمی جوان یعنی حسینؑ ابن علیؑ کے اور کوئی نہ ملے گا۔ مسٹر جیمس کارن کا یہ کہنا بہت ہی ٹھیک ہے کہ دنیا کی رزمگاہ میں اول درجہ کا بہادر اگر کوئی ہے تو وہ صرف حسینؑ ابن علیؑ کی ذات ہے چنانچہ آپ مصنفہ "تاریخ چین" میں لکھتے ہیں کہ "دنیا میں رستم کا نام بہادری و شجاعت پر مشہور ہے لیکن کئی شخص دنیا میں ایسے بھی گزرے ہیں جن کے سامنے رستم کا نام لینے کے قابل بھی نہیں۔

چنانچہ بہادری میں اول درجہ کا مرتبہ حسینؑ ابن علیؑ کا ہے۔ میدان کربلا میں گرم ریت پر تشنگی و گرسنگی میں جس نے ایسے کام کئے جو تاریخ سے واقفیت نہیں رکھتا کس کے قلم کو قدرت ہے کہ حسینؑ کا حال لکھ سکے۔ کس کی زبان میں وہ لطافت و بلاغت ہے کہ ان بہتر بزرگواروں کی ثابت قدمی و شجاعت اور تیس ہزار خون آشام دشمنوں کے جواب میں استقلال سے ڈٹ کر لڑتے ہوئے ایک ایک کر کے شہید ہو جانے کے متعلق جیسا کہ چاہئے مدحیہ الفاظ لکھ سکے۔ کس کے طائر خیال کی یہ رسائی ہے کہ ان لوگوں کی دلی حالت کا تصور کرے کہ اس وقت سے جبکہ عمر سعد نے دس ہزار سواروں سے ان کو گھیر لیا تھا۔ اُس وقت تک جبکہ شمر ملعون نے ان کے قافلہ سالار کا سر کاٹ لیا ان کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی۔

ایک کی دوا دو مشہور ہے۔ لیکن حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کو آٹھ دشمنوں نے پریشان کر رکھا تھا۔ مگر پھر بھی ان کے پیر نہ ڈگمگائے۔

صبر اور قوت

چنانچہ چاروں طرف سے تو یزید کی بے شمار فوجوں نے گھیر رکھا تھا جن کے تیروں اور نیزوں کی بوچھار مثل آندھی کے آتی تھی۔ اور پانچواں دشمن عراق کی وہ مشہور و معروف دھوپ تھی جس کی مثال زیر فلک کہیں نہیں ملتی اور جس کے لئے یہی کہنا پڑتا ہے کہ عرب کی دھوپ ہے۔ چھٹا دشمن وہ ریت کا میدان تھا جو آفتاب کی تمازت میں شعلہ زن اور تنور کی خاکستر سے زیادہ گرم تھا۔ بلکہ اس کو دریائے قہار کہنا درست ہے جس کے بلبلے بنی فاطمہؑ کے پاؤں کے آبلے تھے۔

بھوک اور پیاس وہ دو ظالم دشمن جو مثل دغاباز ہمراہیوں جن کے برابر کوئی دشمن نہیں۔ ساتھ تھے تشنگی کے سبب جب زبان پھول کر پھٹ جاتی تھی تب ہی ان دو دشمنوں کی خواہش قدرے مٹتی تھی۔ پس جنہوں نے ایسی حالت میں ہزارہا دشمنوں کا مقابلہ کیا ہو ان پر دنیا کی بہادری کا خاتمہ ہو چکا۔

مسٹر جیمس کی داد شجاعت

مسٹر جیمس نے امام حسینؑ کی شجاعت کی جن مندرجہ ذیل الفاظ میں داد دی ہے۔ اور اس کی بابت جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ایک منصفانہ رائے ہے واقعی امام حسینؑ کے مقابلہ میں رستم و اسفندیار اور بونا پارٹ کا نام لینا انصاف کا خون کرنا ہے۔ آج تک کسی ملک و قوم میں ایسا بہادر نہیں گزرا جو امام حسینؑ کی شجاعت و بہادری کو پہنچا ہو مگر پھر بھی مسٹر جیمس کارن نے آپ کی شجاعت کو ظاہری نظروں سے دیکھا اور مقابلہ کیا ہے۔ امام حسینؑ کا ایسی مصیبت کے وقت میں یاد الٰہی میں مشغول ہونا اور عملی طور پر اپنے معبود حقیقی کی بندگی کا ثبوت دینا وہ بہادری و اتقاء و خدا پرستی و حق پژوہی و جوش اسلامی ہے جس کی نظیر کسی مذہبی دنیا میں نہیں ملتی امام حسینؑ نے اپنے بہادرانہ عمل سے مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے کہ خدا پرستی اس کو کہتے ہیں۔ اور اسلام پر یقین رکھنا اس طریق عمل کا نام ہے۔

مگر افسوس ہے کہ ہم ان زرین مثالوں کو ایام رفتہ کی طرح فراموش کرتے جا رہے ہیں۔ اور آجکل تو وہ منحوس زمانہ آپڑا ہے کہ ان بزرگوں کے نام لیوا جو اپنے آپ کو مسلمان بلکہ مسلمانوں کا رہبر و رہنما کہتے ہیں۔ صرف ایک چھوٹی مصروفیت یا کسی قسم کی تکلیف کی وجہ سے فرائض اسلام کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔

درس بصیرت

بیسیوں ایسے ہیں جو اپنے دینی فرائض کو محض تاویلیں ہی کرکے ٹال دیتے ہیں۔ ہمارا ادبار، ہماری پستی اور موجودہ بدبختیاں ایسے ہی شامت اعمال کا اثر و نتیجہ ہیں۔

مسلمانو! اپنے مقدس امامؑ کی اس وقت کی حالت کا اندازہ کرو جب اس کی نورانی گردن تلواروں کی دھار کے نیچے تھی اور اس کے بہشتی جسم پر صدہا زخم لگ چکے تھے۔ اس کے فرق مبارک سے پانی کی طرح خون بہہ رہا تھا جب اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی اولاد و انصار قتل ہو چکے تھے وہ اپنی اجل کو سامنے کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا۔ اس وقت اس نے خلوص نیت اور رندانہ استقامت سے اپنا سر درگاہ خداوندی میں جھکا دیا اور اس کی عبادت میں مشغول ہو گیا۔

امام حسینؑ کی یہ استقامت و عبادت اسلام کے سچا ثابت کرنے کے واسطے صدہا دلائل و براہین سے بڑھ کر قاطع دلیل و واضح برہان ہے۔ وہ کون ایسا سنگدل اور نامنصف شخص ہے جو آپ کی اس استقامت اور قوت

ایمانی کو دیکھ کر آپ کی شان میں مدحیہ قصائد نہ کہتا ہو۔ وہ کون ایسا بزدل ہے جس کے دل پر اس عظیم الشان بہادری کا اثر نہ ہوتا ہو۔

علمبردار صداقت

حق تو یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے ابتدائے اسلام ہی میں جبکہ اسلام کی عمر ساٹھ سال ہی کی تھی اپنی قوت جسمانی اور جوش اسلامی سے اس بات کو ثابت کر دکھایا کہ حق پر جان دینا اور صداقت کی تائید کرنے والا ایسا ہوتا ہے۔

ابتدائے اسلام ہی میں جبکہ دشمنوں نے اسلام کے پودے کو اکھاڑ کر پھینکنے کی پرزور کوششیں کی تھیں۔ اگر اس وقت ان کوششوں کو ناکام و برباد کرنے کی تدبیر نہ کی جاتی۔ تو خدانخواستہ اسلام کو ضرور صدمہ عظیم پہنچ جاتا اور اس صورت میں دیگر مذاہب کے ماننے والے اسلام کی صداقت میں شک و شبہ کرتے۔

لیکن خدائے رحیم نے اپنے سچے اور برحق دین کی حفاظت کے لئے اس جان باشی نے بھی اپنے منصب کو اس خوبصورتی سے نبایا کہ اسلام بال بال بچ گیا۔ اور ثابت ہو گیا کہ صداقت اور حق کے پیرو حامی، مرد دل گردے کے ہوا کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں حق کا جوش اور استقامت اس درجہ کا ہوتا ہے۔

سلام

(از خامۂ حضرت احسن مارہروی بی اے پروفیسر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ)

نبی کا نام ہے لب پر امام سے پہلے　　درود بھیج رہا ہوں سلام سے پہلے
صفیں تھیں مقتدیوں کی امام سے پہلے　　سحر ہوئی ہے قیامت کی شام سے پہلے
سنو حسینؑ سے تفسیر کاظمین الغیظ　　خیالِ عفو رہا انتقام سے پہلے
رضائے حق کا سبق اُمتِ محمدؐ نے　　پڑھا حسین علیہ السلام سے پہلے
وہی تھے مہتمم جنگ، وہی حسینؑ　　بلا چکے تھے جو عامر اہتمام سے پہلے
ملے نہ وارثِ کوثر کو ایک قطرۂ آب　　یہ ننگِ ظلم تھا ہر انتظام سے پہلے
اگرچہ نہر پہ عباسؑ تھے، مگر پانی　　پیا گیا نہ کسی تشنہ کام سے پہلے
اُڑا دئے بعد کو اعدا کے ذوالفقار نے سر　　گرائی برق نکل کر نیام سے پہلے
اشقیا میں گرز نہ اعدا یہ کہتے تھے شبیرؑ　　وہ بچ تو لیں مری ضربِ حسام سے پہلے
منافقین دمِ نزع توبہ کرتے ہیں　　یہ چاہتے تھے قضا کے پیام سے پہلے
شرابِ عشق سے کرتا ہے قلب اگر لبریز　　نکال کبر کی مے دل کے جام سے پہلے
دغا کا قصد کیا بعد کو شہِ دیں نے　　تمام کی گئی حجت تمام سے پہلے
اُسی گروہِ ضلالت پہ حُر نے کی لعنت　　ملا ہوا تھا وہ جس اژدہام سے پہلے
حلال ہونے کو وہ کربلا میں جاتے ہیں　　نہ نکلے جو کبھی بیت الحرام سے پہلے

قطعہ

سواد شہر میں دیکھ کر نزولِ بلا　　سفر کی فکر تھی شہ کو قیام سے پہلے
مگر نصیب کے چکر سے آئے پھر کے وہیں　　اُٹھے تھے ان کے قدم جس مقام سے پہلے
کرینگے اہلِ ہوس قدر کیا قناعت کی　　وہ چھینٹ تو لیں بہ غیر زر کے دام سے پہلے
ہوئے اُصول سے غافل فروع میں اُلجھے　　یہ کی خواص نے بدعت عوام سے پہلے
نہ ہوتی بات اگر کوئی لن ترانی میں　　کلیم ہوش نہ کھوتے کلام سے پہلے

تری ولا سے ہے مولا یہ شہرتِ احسنؔ
وگرنہ کون تھا واقف غلام سے پہلے

نذرِ امام

(از علامہ عیش فیروزپوری)

پھر جوش پہ پھر دیدۂ پُرنم آیا　　پھر میں طرفِ مجلسِ ماتم آیا
کیونکر نہ گریبان تحمل ہو چاک　　اے اہلِ عزا ماہِ محرم آیا

ہر بار کسی شاہ کا نام آتا ہے　　بے ساختہ جو لب پہ سلام آتا ہے
تسبیح کے دانوں کی طرح محفل میں　　سر خم کئے مداحِ امام آتا ہے

مجبور شہِ بندہ نواز آتا ہے　　بے قافلہ سلطانِ حجاز آتا ہے
تھا قولِ امامِ دوجہاں کا تہِ تیغ　　یوں ہو جو ادا لطف نماز آتا ہے

قصیدہ در منقبت سیدنا امام حسین علیہ السلام

(رشحاتِ فکر حضرت مرزا بیضا خان مروی ایرانی امرتسر)

بسکہ دیتا ہے اذیت فلکِ کج رفتار　　روز رکھتا ہے مجھے ایک بلا سے دوچار
خوگرِ رنج ہوں اتنا کہ دعا کرتا ہوں　　دن نہ راحت کا میسر ہو الٰہی زنہار
قتلِ عشاق کو ہے جنبشِ ابرو کافی　　آپ نے کس لئے باندھی ہے کمر میں تلوار
فیضِ قدرت سے پہنچتا ہے بقدرِ ہمت　　تاج شاہوں کو شجاعوں کو ملی ہے تلوار
آتشِ شوق ہے پھر دل میں مرے شعلہ فشاں　　پھر سمائی ہے مرے سر میں ہوائے دیدار
کچھ ہے کیا جامۂ وحشت تنِ عریاں کیلئے　　تیرا مجنوں نہیں محتاج لباسِ زرتار
جوشِ وحشت سے بھی جاتا ہوں ترے کوچے کو　　ہوں تو دیوانہ مگر کام میں اپنے ہشیار
مجھ سے نیاں مں کرائے فلکِ قضا داغ درم　　مجھ سے ہے وش کوائے دو فلک رنج خمار
یک بیک چونک گئے خوابِ عدم سے مردے　　اللہ اللہ تری رفتارِ قیامت آثار
تابشِ نیرِ رحمت سے رہے بے بہرہ　　واعظِ شہر کہ ہے غرقِ غرور و پندار
دشمنِ کام ہے اس درجہ سپہرِ بدکام　　کہ نہ دے مرگ اُسے زیست سے جو ہے بیزار
میں ہوں اور روز سیاہ غم و اندوہ و الم　　دل ہے اور رنجِ مصیبت کی شبِ تیرہ و تار
اے فلک داغِ تمناؤں کے گنواؤں اگر　　ختم ہونے کو کبھی آئیں نہ تا روزِ شمار
میرا سینہ ہے کہ ہے آرزوؤں کا مدفن　　میرا دل ہے کہ نہ برآمدہ حسرت کا مزار
فکرِ گیسو بتِ بزمِ طرب ساز بدہ　　رنج یکجا بگذار دئے گل رنگ ببیار
مجھ کو کیا ڈر کہ ہوں مداحِ شہیدِ اکبرؑ　　مجھ کو کیا خوف کہ ہوں خادمِ شاہِ ابرار
خلفِ شیرِ خدا ابن بتولِ عذرا　　حامیٔ دینِ مبیں بادشہِ عرش وقار
مخزنِ صبر و رضا معدنِ الطاف و عطا　　فدیۂ راہِ خدا کشتۂ تیغِ اشرار
خامسِ آلِ عبا بادشہِ کرب و بلا　　قبلۂ اہلِ وفا جانِ رسولِ مختار
مصدرِ صدق و صفا منبعِ انوارِ خدا　　چشمۂ حلم و حیا گلشنِ عالم کی بہار
مرحبا مجمعِ اربابِ یقیں کی رونق!　　حبذا قافلۂ دینِ مبیں کے سالار
لطف تیرا ہے کہ ہے آیتِ الطافِ نبیؐ　　قہر تیرا ہے کہ ہے صورتِ قہرِ قہار
اے شہنشاہِ زماں فخرِ جوانانِ جناں!　　اک شرارہ ترا کافی ہے جو عقدے ہوں ہزار
ہاں شہ جن و بشر چشمِ کرم ہو مجھ پر　　خار خارِ غمِ حسرت سے ہے دل سیر افگار
جب تلک دہر میں ہے عشق و ہوس کا جھگڑا　　جب تلک دہر میں ہے زشت و نکو کی پیکار

تیرے احباب کو دنیا ہو طربِ خانۂ عیش
تیرے اعدا کو جہاں مجلسِ رنج و آزار

اے روشنیٔ کعبۂ ایماں مددے　　اے یادِ رخِ شاہِ شہیداں مددے
شد تیغ نما ماہِ محرم پیدا　　اے مظہرِ قربانیٔ یزداں مددے

سلام

(از حضرت لسان الملک راز رامپوری)

سہارِ دوشِ حبیبِ خدا امام حسینؑ بہارِ گلشنِ مشکلکشا امام حسینؑ
مہِ درِ سیدۂ خیر النسا امام حسینؑ دلیلِ صبر و ثبوتِ وفا امام حسینؑ

سلام زینتِ کون و مکاں سلام علیک
سلام عزتِ اسلامیاں سلام علیک

قتیلِ خنجرِ اہلِ دغا امام حسینؑ شہیدِ ناوکِ ظلم و جفا امام حسینؑ
فروغِ جلوۂ مصطفےٰ امام حسینؑ چراغِ وادیٔ سینائے ما امام حسینؑ

سلام نورِ حقیقت نما سلام علیک
سلام اے شہِ کرب و بلا سلام علیک

جنابِ اُمتِ دردآشنا امام حسینؑ حبیبِ بادشہِ انّما امام حسینؑ
غبارِ کفش تو خاکِ شفا امام حسینؑ ضیائے تیغِ تو برقِ قضا امام حسینؑ

امامِ دہر ہدایت مآلی سلام علیک
سلام کشتۂ تشنہ لبی سلام علیک

بہ دامنِ رحمتِ ربِ علی امام حسینؑ بجنگ بادشہِ دوسرا امام حسین
شہیدِ اکبر و گردوں سرا امام حسینؑ کرم بہ رازِ عقیدت نما امام حسینؑ

سلام پارۂ قلبِ نبی سلام علیک
سلام نورِ نگاہِ علیؑ سلام علیک

نذرِ حبیب

(از جناب سید امام علی شاہ صاحب نازش رضوی)

مجلس ہیں غمِ سرورؑ میں گہربار آنکھیں لائی ہیں نذر کو کیا کیا دُرِ شہوار آنکھیں
غمِ شبیرؑ میں کیوں محو رہیں بیکار آنکھیں کیوں بہا یا نہ کریں موتیوں کے ہار آنکھیں
آپ کی یاد میں دن رات خدا شاہد ہے وقفِ گریہ ہیں مری اے شہِ ابرار آنکھیں
خواب میں آئیے اک روز و گر نہ ڈر ہے کورہو جائیں نہ یہ طالبِ دیدار آنکھیں
فاطمہؑ زخمِ شہیدوں کے سنیں گی اس سے توڑ ڈالیں نہ کہیں آنسوؤں کا تار آنکھیں
قاتلِ شوم کو شربت کے پلانے والے دیکھ کب سے ہیں مری طالبِ دیدار آنکھیں
یا خدا جلد مسیحِ دوجہاں کو دیکھیں حسرتِ دید میں رہتی ہیں یہ بیمار آنکھیں

سرمۂ طور کی خواہش نہیں لیکن نازش
طوطیائے درِ شہؑ کی ہیں طلبگار آنکھیں

قتلِ حسین علیہ السلام

(از ظفر علی خان صاحب)

ترسا پانی ہے پھر یاد امام الشہدا کی بیتاب ہے ہر ذرہ مدینہ کی گلی کا
آنکھوں میں جو آنسو تھے وہ پہلے ہی تھے خشک کیا نوحہ کرے کوئی حسین ابن علیؑ کا
خاک اڑ گئی کوفہ کی زمانہ کی فضا میں خوں ہو کے گرے گلستاں کی کلی کا
معدودیٔ باطل کی ہے مغلوبیٔ حق سے ہا یہ فیصلہ ہے ہار گیا لم یزلی کا
ہیں زندہ ابھی تک حسنی اور حسینی لاتی کا پتہ ہے نہ نشاں ہی ہبلی کا
اللہ کے رستے میں کٹاتے ہیں جو گردن ضامن ہے وہ خود اُن کی ہی اولی کا
ہے معرکۂ کرب و بلا ہند میں بھی گرم سرود کہ ملے مرتبہ تم کو بھی ولی کا

رونے میں بھی حکمت ہی گر وہ نظری ہے
جاں دو کہ یہ وقت اب کی ہے شان علی کا

سلام

(از ابو الاعجاز سیف اکبرآبادی)

خالق کی رضا دلبرِ بانو کی رضا ہے پروانہ جنت علی اصغرؑ کی ثنا ہے
جو ظلم روا آلِ محمدؐ پہ ہوا ہے آنکھوں نے نہ دیکھا ہے نہ کانوں نے سنا ہے
حیدرؑ کی ولا مجرئی ایماں کی ضیا ہے دل خانۂ کعبہ ہے یہ اس گھر کی ضیا ہے
لٹ کر حرمِ شاہ چلے شام کو لیکن کس طرح اُٹھیں پاؤں قدم گیر جفا ہے
شبیرؑ یہ فرماتے تھے قاتل سے دمِ ذبح سر کاٹ نہ ظالم کہ خدا دیکھ رہا ہے
صبرِ شہِ مظلومؑ پہ ہے صبر رحیلہ دم گود میں فرزندِ جواں توڑ رہا ہے
زینبؑ نے کہا شمر سے کچھ خوفِ خدا کر بھائی مرا آغوشِ محمدؐ میں پلا ہے
ہے ذکرِ علیؑ ذکرِ نبیؐ، ذکرِ محمدؐ فرماتے ہیں احمدؐ بخدا ذکرِ خدا ہے

کر سیف کے بھی عقدے کو حل اے شہِ ابرار
عقدوں کو ہے اقرار کہ تو عقدہ کشا ہے

شہید و یزید

ہر عہد میں ہے زندۂ جاوید شہید ہر دور ہے ظالم کے لئے مرگِ جدید
شبیرؑ کے فرزند ہزاروں ہیں مگر ملتی ہے تجسس سے بھی اولادِ یزید؟

(اخگر امرتسری)

شبیرؑ اور شمشیر

(از جناب خدا بخش صاحب اظہر امرتسری)

اے آلِ نبیؐ ابنِ علیؑ حضرتِ شبیرؑ   ہستی ہے تری آیۂ تطہیر کی تفسیر
گفتار ہے یا خُلقِ محمدؐ کا نمونہ   کردار ہے یا خوابِ براہیمؑ کی تعبیر
دوزخ ترے اعدائے بد اندیش کی میراث   جنت ترے احباب ہوا خواہ کی جاگیر
شمشیر کے سایہ میں کبھی ہوتی نہ جنت   آتا نہ اگر سر ترا زیرِ دمِ شمشیر
یہ شانِ کرم بھی نہ ہوئے راکھ یزیدی   ورنہ تھا ترا موجۂ خوں شعلۂ تقدیر
گو موت شہیدوں کی ہے اک خوابِ مسرت   لیکن ہے شہادت تری اس خواب کی تعبیر
اے سیدِ احرار مگر آج تری قوم   صیادِ حوادث کی ہوئی جاتی ہے نخچیر
پھر قلبِ مسلماں کے لئے مانگ خدا سے   وہ جوش جو ہے شعلۂ ایماں کی تپش گیر
اک مردِ مجاہد نے کہا مجھ کو کہ اظہر   بے سود ہے خلوت میں ترا نعرۂ تکبیر
دیتی ہے یہ پیغام مرے جوشِ عمل کو   حیدرؑ کی شجاعت ہو کہ قربانیِ شبیرؑ

شمشیر کی تفسیر کو نازل ہوا قرآن
قرآں کی حفاظت کیلئے اتری یہ شمشیر

سلام

(از جناب منشی محمد صدیق حسن صاحب صدیق دہلوی)

عشق جس کو ہوا ہے مجرئی شبیرؑ کے ساتھ   جائے گا خلد یں وہ عزت و توقیر کے ساتھ
ابتو صدیق دعا ہے یہی خالق سے مری   حشر کے دن بھی ہوں میں حضرتِ شبیرؑ کے ساتھ
قتل کے بعد بھی شہ کو یہ بہن کا تھا خیال   سرِ شبیرؑ رہا راہ میں ہمشیر کے ساتھ
بولے اکبرؑ کہ ابھی فوج کروں زیر و زبر   پانی مل جائے جو تھوڑا کسی تدبیر کے ساتھ
بھوک اور پیاس میں لڑتے تھے جوانانِ حسینؑ   کیسے کیسے تھے بہادر شہِ دلگیر کے ساتھ
چادریں آلِ محمدؐ کی لعیں چھینتے ہیں   ہو رہا ہے یہ ستم صاحبِ تطہیر کے ساتھ
تا کا معصوم کی گردن کو لعیں نے جس دم   بڑھ کے چلائی کماں ظلم ہے بے شیر کے ساتھ
سُرخرو ہوں یہی فرماتے تھے عباسِ علیؑ   مشک خیمہ میں جو پہنچے کسی تدبیر کے ساتھ
شاہ کہتے تھے بہن ہو گی شہادت میری   زور چلتا نہیں زینبؑ کوئی تقدیر کے ساتھ
سر برہنہ ہے دربار میں زنداں میں کبھی   ظلم کیا کیا نہ کئے عترتِ شبیرؑ کے ساتھ
کربلا میں نہ گئی پیش کوئی حجتِ شاہ   کشمکش ہی رہی تقدیر کی تدبیر کے ساتھ
کرکے بے مقنع و چادر حرمِ شاہ کو آہ   اشقیا شام لئے جاتے ہیں تحقیر کے ساتھ
طوق اور بیڑیاں پہنائیں تو بولے عابدؑ   باندھتا ہے کوئی بیمار کو زنجیر کے ساتھ

نام لیوا نہ رہا شمر کا کوئی صدیق
ابتو وابستہ ہے دنیا غمِ شبیرؑ کے ساتھ

سلام

(از حضرت تپش پروفیسر ایمرسن گورنمنٹ کالج ملتان)

علی اماموں کو سب رنگ و بو رسولوں کی   بہار دیکھنا ان پانچ سات پھولوں کی
بھٹکتے پھرتے ہیں دنیا میں طالبِ عقبےٰ   الٰہی خیر ہو ان تیرے راہ بھولوں کی
یہ مشتِ خاک مری اُڑ کے کربلا پہنچے   نجات پاؤں جو قسمت ملے بگولوں کی
خدا بچائے فریبِ سجودِ زاہد سے   جبیں پہ داغ نہیں آنکھ ہے یہ غولوں کی
دلائے پنجتنِ پاک سے مرے دل میں   سجا کے لایا ہوں ڈالی میں پانچ پھولوں کی
حسینی قافلہ پہنچا ہے لُٹ لُٹا کر شام   بجھے چراغ ہیں یا شکلیں ہیں ملولوں کی
اُٹھایا شمر نے خنجر کو جھک کے جب سینے پہ   کہا حسینؑ نے یہ شان ہے رسولوں کی
کھڑی ہیں صفیں شامیوں کی پیشِ حسینؑ   قطاریں سامنے ہیں سرو کے ببولوں کی

ثنائے راکبِ دوشِ نبیؐ ہے لب پہ تپش!
ہوائیں کھاؤ نکالا باغِ جناں میں جھولوں کی

رفعت و شانِ حسینؑ

(از جناب شیخ محمد عبد سرکش افسری کرتپوری مقیم کراچی)

من چہ گویم اے سلامی رفعت و شانِ حسینؑ   عالمِ علم و عمل شد زیرِ فرمانِ حسینؑ
مسلماں امروز ہستند ایمن از آلامِ کفر   عاصیاں خواہند شد فردا بدامانِ حسینؑ
اللہ اللہ در نگاہِ سبطِ خیر الانبیاؐ   عالماں گشتند اطفالِ دبستانِ حسینؑ
در فضائے گلشنِ اسلام چوں آمد خزاں   نور افشاں شد بہارِ صبحِ فیضانِ حسینؑ
اقتدارِ نورِ چشمِ شافعِ محشر ببیں   آیۂ تطہیر آمد مدحتِ شانِ حسینؑ
چوں فضائے دہر آمد تیرہ و تاریک تر   تاب دادش جلوہ ہائے روئے تابانِ حسینؑ
ہمنشیں پیشم مکن توصیفِ فردوسِ بریں   دیدہ ام رنگِ فروغِ سنگِ ایوانِ حسینؑ
گرچہ میخواہی کشیدن لذتِ زخمِ جگر   مرغِ دل بگذار ندرِ تیغِ مژگانِ حسینؑ
مومناں از شعلۂ نارِ سقر خواہند اماں   زانکہ ہر اکرام آمد ابرِ فیضانِ حسینؑ
اے خوشا تقدیرِ من از صدقۂ آلِ نبیؐ   سبز شد کشتِ دلم از ابرِ فیضانِ حسینؑ

بارک اللہ صرف کارِ نیک شد فکرِ سخن
سرکش ناچیز گشتہ منقبت خوانِ حسینؑ

حاصل ہو زیارت پسر شیر خدا کی

(از جناب مرزا بیضا خان مردی)

اے ماتم شبیر مری آنکھوں سے رواں ہو | اے سوزش اندوہ و الم شعلہ فشاں ہو
[illegible] جگر خوں شدہ خونابہ چکاں ہو | اے شور فغاں غلغلہ کون و مکاں ہو

اغیار نے وہ ظلم ستہ دیں پہ کیا ہے
دنیا میں کسی نے جو نہ دیکھا نہ سنا ہے

کھینوں دل مگیں سے جو اک نالۂ شبگیر | پھٹ جائے تو زلزل پڑے یہ فلک پیر
گر لکھ تصور سے کھینچے جنگ کی تصویر | اعدا کی بڑی کو رہنچے دم شمشیر

کھوں چشم عدو تک بھی نمایاں نظر آئے
بچھے ہوئے سر پر نور ستاں نظر آئے

آثار قیامت ہیں عیاں بزم عزا میں | روتے ہیں سبھی ماتم شاہ شہدا میں
تھی سے غضب نوحہ حسرت کی صدا میں | مصروف ہیں مظلوم کے ستم دیدہ دعا میں

یارب شہ مظلوم کے غم میں اجل آئے
یاں مغفرت عالم کی صورت نکل آئے

اک نرغۂ کفار میں شبیر گھرے ہیں | ظالم لئے ہاتھوں میں سناں تیر کھڑے ہیں
بھائی نہیں بیٹا نہیں دلگیر پڑے ہیں | بے وقر ہے صاحب توقیر کھڑے ہیں

بے ظہر کا ہنگام رہ گئے ہیں سحر کو
سر کٹنے سے پہلے تو جھکا لینے دے سر کو

خاموش ہو اے فیض کہاں تاب فغاں ہے | اس حلق ہوئی سب کی بیاں تاب تواں ہے
آتش غم شبیر ہے ایندھن دل و جاں ہے | مغموم و حزیں بزم ہر مرثیہ خواں ہے

مل جائے جزا نوحہ شاہ شہدا کی
حاصل ہو زیارت پسر شیر خدا کی

سلام

از حضرت مہر حسن نقوی الامروہوی نبیرۂ حضرت [illegible]

اصغر کے گلا چرتی جب تیر گلے میں | تھا خون جرأت عوض شیر گلے میں
جس دم نہ چلی تیغ تو سے کہا ظالم | ہے فاطمہ کے خون کی تاثیر گلے میں
ہوگا سا نمازی کوئی دنیا میں نہ ہوگا | تا نزع رہا نعرۂ تکبیر گلے میں
افسوس کہ تا شام گئے عابد بیمار | زنجیر بپا طوق گلوگیر گلے میں
شہ نے کہا پانی تو پلا دو مجھے ملتد | خشکی ہے بہت شکر ہے پیر گلے میں
تھی شہ کی سماعت میں یہی حسرت کی تمنا | پہنچے کہیں اب دم شمشیر گلے میں

اس طرح سے تا شام گئی عترت اطہار | تھی اک رسن ظلم گرہ گیر گلے میں
خیبر سے چلے رن کو جو سلطان دو عالم | ڈالے ہوئی تھی بانو کو تصویر گلے میں
انکا، و حوادث کا کچھ غم نہیں مہر آج
تسلیم و رضا کی ہے [illegible]

حسین ابن علی

(از جناب رفیق بشارت کاشمیری)

اے حسین ابن علی اے پیکر جوش و خروش | [illegible]
جس میں پنہاں تھیں جنوں کی بیخودی سرمستیاں | تو نے پی جام شہادت سے وہ صہبائے خروش
مشعل راہ حقیقت ہے زمانہ کے لئے | تیرا ہر بستہ تری عظمت تری سطوت تیرا جوش
آج تک ہے تیری عظمت کی بلندی پر گواہ | خون میں لپٹے ہوئے ذروں کا جیتا یانہ جوش
اس دلاوری پہ تجھے عشق الٰہی لے گیا | جس جگہ خاموش ہوتا ہے جرأت عقل و ہوش
کر دیا جس سرزمیں کو تیرے خوں نے لالہ زار | اب کے ہر ذرہ سے پیدا ہوں گے لاکھوں سرفروش
جاں بحق غازی سمجھ سکتے ہیں تیرے راز کا راز | کیا سمجھ سکتا ہے تجھ کو اعدائے قرآں فروش
دہ زبردی وہ پادی وہ حقیقت ناشناس | تیری آہ مردان کو کر گئی آخر خموش
لا نہیں سکتا زمانہ تیری ہمت کا جواب | آ رہی ہے عرش سے اک یہ آواز سروش

تو نے شہ کر کے اسلام مرحوم کو زندہ کیا
مرحبا اے شاہ اقلیم شجاعت مرحبا

ماں باپ کی فکر دور ہو گئی

کیونکہ بچی کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک ایسی کتاب جامع تیار [illegible] شریر بچیوں کو پڑھنے لکھنے میں مشغول کر کے سیدھا بنا دے گی۔ جو بے ہنر لڑکیوں کو ہنرمند بنا دے گی۔ اور جوان کو ایسا نیک اور تمیز دار اور ہنرمند اور ایسا خوش خلق بنا دے گی کہ دیکھنے والے آپ باپ کو شاباش دیں گے۔ اس کتاب کا نام بچی کی استانی ہے۔ اس کی زبان نہایت صاف اور مہذب ہے اور ایسا پرکشش طرز بیان ہے کہ بچہ ہو یا بوڑھا، مرد ہو یا عورت ایک دفعہ شروع کر کے اسے ختم کئے بغیر نہ رہے گا۔ جلد طلب فرمائیں بہت کم جلدیں باقی ہیں قیمت ۸ر۔ ملنے کا پتہ

منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد دہلی

شوق شہادت

(از جناب حضرت نظیر لدھیانوی)

ہوا آتش فشاں ہے ذرہ ذرہ طوفاں نشتر میں — نظر اٹھی ہے جب جانب دشمن کا سمندر ہے
ویا ظلم میں یا نواہی اندوہ دہر ناں کے — جفا کاروں کی فوجیں ہیں ستمگاروں کا لشکر ہے
چمکتی ہیں سنانیں تو رن پر بجلیاں برسو — کھڑکتی ہیں کمانیں کثرت شمشیر و خنجر ہے
زمیں پر دھیر ہیں جگر روشن کو چھتے ہیں — کوئی ادھر ادھر قائم ہے ترچھی نظر ہے
ستاں کی چوٹ ہیں تیر تلواروں کی جھنکار سنائی — جھپٹنے کیلئے لاشوں کو سیل خوں کی چادر ہے
بیے جاتے ہیں کشت کرامت ناز دو لہی نہ وہیں — آئیں لہو سانکے سینہ کو امام دم حملہ آور ہے
تم دو امام کی اس سے طوفان ہے بلا ہیں گا — فلک حیران ہے خورشید اس منظر سے ششدر ہے

چاکت وزیں ہے بہ ہنا شاد ہونے والوں کو
سکو معلوم ہے ان کی حقیقت مرنے والوں کو

جنہیں کلی سمجھتے ہیں چراغ راہ عرفاں ہے — جسے شمشیر کہتے ہیں خم گیسوئے جاناں ہے
وہیں جھنکار میں نافل وہ بلبل کی چہکار ہے — لب جگر دوزاں یہ موسم گل میں حیا غاں ہے
جو شعر بے ہیں نذر بلا میں وہ سب ذرے ہیں — قضا اس سے گریزاں ہے تو تلواروں کو نقصاں ہے
آتش نمرود سے یہ ہو چکا ثابت — جسے ہم آگ کہتے ہیں گلستاں در گلستاں ہے
ڈرا سکتی نہیں موجیں اسے دریائے احمر کی — اسے طوفان کی کیا پروا جو خود طوفان اماں ہے
فضاؤں میں بکھر جاتی ہیں ان سے بجلیاں ہر کر — ستاروں کی طرح چمکی جبیں پر نور ریاں ہے
لپٹ جاتے ہیں شمشیروں سے بے خوف و خطر ہر کر — جنہیں مرنے کا سودا ہے قضا ان کی نگہباں ہے

ثبات عزم کا قائم ہے دنیا میں نشاں ابتک
زمیں کربلا کو یاد ہے اک داستاں ابتک

یہ آئین عشق میں اہل ایماں کا سنگ اب بھی — جبیں کی جھکی شان میں پنہاں ہے بہار اب بھی
ہے صحراؤں کو سودا اب بھی آبلہ پائے شہادت کا — سکون روح کا سامان ہیں زنجیر و دار اب بھی
نگاہ عارفاں سے برق گردوں اب بھی عاشق — خرام عاشقاں کا ہے تقاضا کو ہسار اب بھی
شنا ہے زندگی ہے اب بھی جان دینے کے لئے ہیں — عروس حریت ہے سرفروشوں پر نثار اب بھی
تم چھینے دو تیرے اہل حق اب بھی نہیں مٹنے — شہیدان جفا کے ہیں پیدا بار بار اب بھی

یہی ہر سچے دل میں ہے عشق دامن گیر ہے جبتک
یہی رونق رہے گی است شبیر ہے جبتک

شہید کربلا

(از جناب غوث محمد صاحب غوث سکریٹری بزم محمودی دہلی)

سر کٹا کر راہ حق میں اے شہید کربلا — ختم تو نے کر دیا افسانہ صبر و رضا
جان دے کر تو نے دنیا کو دیا درس حیا — آج تک نازاں ہے تجھ پہ حریت کی کائنات
نقش تیرا تیرے لہو کے قلب اسلام کے — آج تک دھرائے جاتے ہیں تیرے نام کے
ہے زمانہ میں تیری شان است کو فخر — دور باطل میں دیا تو نے حقیقت کو فروغ
حق کو حق کر کے صداقت نے تیری دکھلا دیا — شوق سے سر کربلا کی خاک پر کٹوا دیا
تو نے رکھ لی پرچم اسلام کی دنیا میں بات — اے امام پاک تیرا خون تھا آب حیات
تشنگی میں بھی تو ہر دم شاکر و صابر رہا — تو نے مسلم کو دیا یوں درس استقلال کا
رہ گزاروں سے ہے تیری شکستہ حال کرار — تو نہیں ہے پر یادوں میں ہے تیری داستاں

لکھ رہا ہے اشک خوں سے واقعات کربلا
غوث پر بھی ہو نگاہ لطف سبط مصطفیٰ

شہادت امام حسینؑ

(از جناب سید امام علی شاہ ناصر رضوی مدیر مطلع سیا)

جب مسند شام پر متمکن ہوا یزید ... دیکھا زمانے نے اثر درد ناسعید
اسلام پر کمال کی گھڑی ہوگا پدید ... سونے لگے یہ ایک حادثہ قلم شنید

چھائیں فضا میں ظلمتیں فسق و فجور کی
ماند پڑ گئی ہوا اللہ کے نور کی

سب حامیان شرع متین بیٹھے دل گیر ... بے کارو بے نوا و سرافگندہ بر زمین
مسند پر [illegible] کو کر نہیں کا یقین ... ہے کون جو بچائے محمد کا دین
دیکھا تو اک مدینہ پر جا کر نظر پڑی
واں فاطمہ کے نور نظر پر نظر پڑی

کہا کہ اے حسین یہ آفت کا وقت ہے ... امت پہ [illegible] مصیبت کا وقت ہے
اسلام نزع میں ہے قیامت کا وقت ہے ... آ اے حسین تیری رفاقت کا وقت ہے

گر آج تو نہ آیا تو اسلام مٹ گیا
نانا کا تیرے نام تو کیا کام مٹ گیا

خطبہ سے کربلے قرار ہوا فاطمہ کا لال ... اسلام اور نزع میں ہے کیا قیل و قال
[illegible] کی زیست میں اسلام پر زوال ... یہ زندگی وبال ہے یہ زندگی وبال

لکھا کہ آرہا ہے محمد کا جانشیں
اب اس کے دین پاک کو خطرہ کوئی نہیں

پھر قافلہ امام زمنؑ کا رواں ہوا ... ہمراہ دل فدائے رہ کارواں ہوا
رستہ میں تھے کہ ماہ محرم عیاں ہوا ... دیکھا اسے تو پیر و جواں نوحہ خواں ہوا

تھا جس کا انتظار وہ تقدیر دیکھ لی
ابن علیؑ کی قتل کی تحریر دیکھ لی

وہ وقت بھی ہے یاد تجھے اے مہ منیر ... تھے در پئے شہادت حسینؑ اور ابن شریر
کس میں ہوگیا تھا پا حشر دارو گیر ... ختم رسل کی ذات تھی اور حضرت امیر

اس وقت وہ تھے آج اکیلا حسینؑ ہے
یارب ہو خیر فاطمہ کا نور عین ہے

اے فاطمہ کے لال رحلت قریب ہے ... ناموس سرمدی شہادت قریب ہے
وقت وداع شافع امت قریب ہے ... دولہا اب حسینؑ سے جنت قریب ہے

ہے خاتمہ قریب امام عرب کا
بجھنے کو ہے چراغ خدا کے حبیب کا

جب دیکھے کہ قافلہ آیا سر فرات ... دیکھا کہ فوج گھر گھر لگائے ہوئے ہے گھات
پہلے کبھی نہ ٹلتے تھے ظالموں کے ہاتھ ... وہ بات کہ کہنے کی ہرگز نہیں یہ بات

[illegible] دین محمد کے نام کو

طلوع سے کیا حسین علیہ السلام کو

یہ وہ دل ہے پاک ہو اس طرح تباہ ... اس کی رضا کے سامنے کس کو مجال آہ
اللہ کرے تیرا عشق تیرے عشق کا نباہ ... صلوٰۃ تجھ پہ وہ محبت و مودت [illegible]

عشق خدا کی راہ میں تو سر کو کٹا سکا
[illegible] کا کام تھا نہ فقط تجھ سے ہو سکا

نعرۂ حق

(از جناب عبدالسمیع صاحب [illegible] ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی [illegible])

[illegible] کے سامنے تو کوئی التجا نہ کر ... یہ تو ہے رہزن پرست کبھی وفا نہ کر
نالہ بھی اسے عیش و طرب کا ساز ہے ... آہ کو تم نصیب میں اس کی خوشی کا ہے
ہمت اہل حق مگر [illegible] ... [illegible]
طاقت موسوی سے پھر تو شکست ساحری ... [illegible]
[illegible] مصطفیٰ سے پھر تو سر اہرمن کو توڑ ... قوت حیدری سے پھر خیبر [illegible] کو توڑ

[illegible]
تشنہ ہیں اہل بزم عشق کا ساغر جام دے

روداد شہادت

(رشحاتِ خامہ جناب امیر چند صاحب قلیش جالندھری)

وہ حق کا طلبگار — شبیرؑ رضاکار

سرِ تاجِ عظمت
وہ فخرِ شہادت
خورشیدِ صداقت

تھا حسنؑ کا شیدا — تھا صدق سراپا
عباسؑ علمدار — وہ شہ کا مددگار

ہمت کا خزینہ
جرأت کا سفینہ
سقائے سکینہ

تصویرِ وفا تھا — تنویرِ وفا تھا
شبیرؑ کا وہ بیٹا — حیدرؑ کا وہ پوتا

وہ قاسمؑ ذیشاں
وہ نازشِ دوراں
وہ عاشقِ یزداں

کیا شیرِ رواں تھا — جانباز جواں تھا
وہ حضرتِ اکبرؑ — ہمشکلِ پیمبرؐ

زینبؑ کا وہ جانی
فردوس مکانی
وہ اسکی جوانی

اٹھارہ برس کا — جانباز جواں تھا
اک ننھا سا دلبر — وہ کون وہ اصغرؑ

وہ ہستی معصوم
وہ شیدِ مظلوم
وہ تیر وہ حلقوم

چھ ماہ کا بچہ — وہ غنچہ رعنا
زینبؑ کے وہ دلدار — ماموں کے مددگار

ہر چند تھے بچے
جرأت کے دھنی تھے
جانباز غضب کے

دونوں کا سراپا — تھا حق کا سراپا

وہ عابدؑ بیمار — سجادؑ رضاکار

وہ صاحبِ ایماں
وہ بے سر و ساماں
وہ قیدیٔ زنداں

صابر کوئی ایسا — دنیا میں نہ ہوگا
وہ شاہ کی ہمشیر — وہ زینبؑ دلگیر

یہ صبرِ بلا پر
شاکر تھی قضا پر
راضی تھی خدا پر

وہ شاہ کی شیدا — کیا اس کا جگر تھا
شبیرؑ کا وہ لشکر — سر بازِ بہتّر

اللہ کے پیارے
ہر آنکھ کے تارے
سردار ہمارے

ایک ایک تھا گویا — جانبازی کا پتلا
تلوار پکڑ کر — ایک ایک نے لڑکر

خوں اپنا بہایا
سر تن سے کٹایا
دنیا کو سکھایا

حق کیلئے لڑنا — باطل سے نہ ڈرنا
اے عالمِ ذیشاں — اے صاحبِ ایماں

ہر سرکش و خودسر
ہے شمر سے بڑھ کر
اب فرض ہے تجھ پر

سر اپنا کٹا دے — باطل کو مٹا دے
اٹھ قلیش دعا کر — اے خالقِ اکبر

اے حامیٔ مظلوم
اے یاورِ مغموم
کر ظلم کو معدوم

بگڑی کو بنا دے — باطل کو مٹا دے

رباعیات

(از جناب حضرت احسن مارہروی)

کیا کیا دنیا میں بے قیاسی نہ رہی
تفریق بدی و نیک اساسی نہ رہی
شبیر کو اہل شر نہ پہچان سکے
ناحق کوشوں میں حق شناسی نہ رہی

ہر گوشۂ شانہ کا حق تعالیٰ کے لئے
تھے نیر ہدایت رہ عقبیٰ کے لئے
آنکھیں ہوں تو کربلا کا ذرہ ذرہ
آئینہ معرفت ہے دنیا کے لئے

مسند ہیں مرتا منتہیٰ خالق ہیں حسینؑ
تفسیر کلام پاک خالق ہیں حسینؑ
قرآن کا ان سے بول بالا ہو نہ کیوں
مانند علی مصحف ناطق ہیں حسینؑ

وہ آنکھ نہیں جو تر محرم میں نہیں
وہ دل نہیں ملوم جو اس غم میں نہیں
ستی کر غم شبیر نہ رو سنے والا
ممکن ہے کہ ہو بشر مگر ہم میں نہیں

جس طرح نکلتا ہے محرم کا ہلال
خم ہے یونہی ہر ماہ مکرم کا ہلال
لیکن ماہ عزا سے اس کو احسن
پوری ہے مناسبت کہ ہے غم کا ہلال

محشرستان کربلا

(رشحات فکر جناب پیرزادہ غلام قادر صاحب)

سر صبح ماہ ان شاہ سے نمی برد
کرنا ملک نشاۂ سلاسے نمی برد
غضرا ہمی گریست کہ اے وائے بیکسی
حکم شرا بجوارہ اماسے نمی برد
صد حیف بہر سوختہ سامان اہل بیت
کس تحفۂ شان آب بجاے نمی برد
شد بہت عمر لبقہ۔ آرے مرغکے
خود را جز آزمانہ بدامے نمی برد
لرزد دستے ز ہیبت عباس نامدار
کس دست بر کمان و جلانے نمی برد
عباس گفت جان سلامت دیتغ ما
اے فوج شام زالے وساے نمی برد
گفتے مدینہ۔ زود بنور چشم وا بیسی
شبیر را قضا بقاسے نمی برد
عابد مدام گریہ کند در غم پدر
گا ہے بروں ز زاویہ گامے نمی برد
جز آستان آل بنی طالب خدا
در دامن از در سے دگامے نمی برد
ملی اے اثر کیسے ز سخن گستری تو
جز نکتہ فہم خط کلامے نمی برد

حادثۂ کربلا

(از جناب ڈاکٹر سید شفاعت احمد صاحب تسنیم)

اے عمر زماں حادثۂ کربلا بدہر
جاں مبتلائے درد و دلم سوز غم است
در فرقت امام چہ گویم چہ میکونہ ام
حسرت رفیق حال مرا پاس ہمدم است
شد جاں گسل شہادت شبیر تشنہ کام
یک آبشار خون جگر چشم پرنم است
سر شعلۂ سوز شیون حسرت نوحہ من
در ہر نفس ترنم صد در شور ماتم است
در ظلمت جوار خموش مسند اہل درد
بے شمع انبساط ہمہ بزم عالم است
برق بلا تسبم انجم بہ کشت ہوش
اندوہ خیز جلوۂ ماہ محرم است

تاریک روئے ارض سیہ پوش آسماں
تسنیم نوحہ خوان تہ خاموش آسماں

شہید اعظم

(از جناب حضرت علام قادر فرخ امرتسری)

پیام درد ہلال مہ محرم ہے
جو اہل دل ہے وہ مجروح خنجر غم ہے
نگاہ دلکش فطرت بچشم پرنم ہے
فغان و آہ سے معمور بزم عالم ہے
فضائے دہر میں شور نوائے ماتم ہے

جفا و جور پہ مائل غنیم کا لشکر
محاصرے میں عزیزان خاندان مضطر
کھڑا ہے قتل کو شمر لعیں لئے خنجر
مگر اثر نہیں سالار دین کے دل پر
سر نیاز خدا کے حضور میں خم ہے

ملول جو اسے اہل وفا نہیں ہوتے
بوقت رنج رہائیں لکا نہیں ہوتے
لبوں پہ جان ہو شکوہ سرا نہیں ہوتے
جو راہ حق میں فدا ہوں فنا نہیں ہوتے
حسینؑ زندہ ہیں تیغ یزید بے دم ہے

سیاہ پوش فلک ہے زمین تیرہ و تار
ہوا نظر سے نہاں آفتاب مثل شرار
رخ قمر سے ہے کافور جلوۂ انوار
بحال زار تڑپتے ہیں انجم بیدار
ہے روز حشر کہ یوم شہید اعظم ہے

ملا رہا ہے زبس خون غم شہیدوں کا
رضائے حق پہ سہارا تھا ناامیدوں کا
گرا زمیں پہ نہ اک اشک آبدیدوں کا
غضب ہے ذکر مصائب ستم رسیدوں کا
حزیں و مضطرب و سوگوار عالم ہے

وہ رہنمائے معظم حسینؑ ابن علیؑ
جنہوں نے پیروی ماسوا قبول نہ کی
خدا کی راہ میں جاں عزیز دی اپنی
بلا ہے جس سے زمانے کو درس حق خودی
وہ ایک حادثۂ عشرۂ عالم ہے

بہشتی زیور

یہ کتاب لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہے اس کی کل گیارہ حصے ہیں، ایک عام عورت کو ایک صحیح مسلمان عورت بنانے کیلئے دین، اخلاق، معاملات، فرائض، خانگی کاروبار اور زمانہ امراض وغیرہ کے متعلق جتنا بھی علم ضروری ہے وہ سب کا سب ان گیارہ حصوں میں آگیا ہے یہ کتاب مسلمان عورتوں کے لئے ایک مکمل اسلامی کتب خانہ کا علم رکھتی ہے تمام جلدوں کی قیمت مجلد کامل صرف ہے محصولڈاک ۱۲ر

ضروریات دین

دفتر پیشوا نے فاضل دینیات سے اس کتاب کو مرتب کرایا ہے جس میں اصول دین کو نہایت سلیس اور عام فہم صورت میں تحریر کیا گیا ہے جن مسائل کو ٹھیک طرح سے واقفیت حاصل کئے بغیر ایک مسلمان کا اسلام قائم نہیں رہ سکتا، دینی ضروریات تو مسلمانوں کو یقیناً تعلیم کرنی چاہئے، دینی ضروریات کو کم فرصت وکیل تجارت پیشہ مذہب سے ناواقف زمیندار اور صنعت پیشہ مسلمانوں کو پڑھنی چاہئے تاکہ بہت ہی کم وقت میں اصل اصول اسلام سے واقفیت ہو جائے ضخامت ۸۰ صفحے قیمت ۸ر

پھوہڑ دلہن

جس گھر میں آجائے اس گھر کا امن اور سکون رخصت ہو جائے گھر کے قبرستان میں دفن ہو جاتا ہے بیوی کی تربیت کیلئے والدا اور ساس سسر جو کچھ بھی کہتی ہیں ان کو ایڈیٹر صاحب پیشوا کی لکھی ہوئی کتاب گھر والی کی تربیت بڑے ہی دلچسپ انداز بتایا گیا ہے کہ پھوہڑ دلہن کیونکر سگھڑ بن سکتی ہے اور شریف بیویاں کیونکر اپنے گھر کو جنت بنا سکتی ہیں انداز بیان اتنا دلچسپ ہے کہ کتاب ختم کئے بغیر پہلے آپ کے ہاتھ سے نہیں چھوٹے گی ضخامت ۸۰ صفحے قیمت ۸ر

تعلیم خانہ داری

کتنے گھر ہیں جو بیوی کی حالت سے برباد ہیں عورت گھر کو چاہے تو جنت بنا سکتی ہے اور چاہے تو دوزخ بنا دے اس خانہ داری وہ فن ہے کہ کتنی عورتیں باوجود کوشش کے بھی اپنے گھر کو سلیقہ سے نہیں چلا سکتیں اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ بیوی کو معلوم ہی نہیں کہ سلیقہ کس کو کہتے ہیں ایک مہینہ میں آپ کے گھر کی پلٹ سکتی ہے اگر گھر میں تعلیم خانہ داری منگا کر ایک تمیز دار بیوی کے مطالعہ سے نکلوا دیجئے اچھی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ ضخامت ۲۰۰ صفحے قیمت ۱۲ر

درس معاشرت

مائیہ ناز نظامی پریس کے زیر کیف عبرت خیز دلچسپ اور سبق آموز افسانوں کا دلکش مجموعہ ہے ہر ایک افسانہ اسلام کے طرز معاشرت کی بولتی تصویر ہے افسانہ کے پیرایہ میں مسلمانوں کو موثر الفاظ میں اصلاح رسوم کی عملی تعلیم دی گئی ہے کسی مسلمان کا گھر اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہئے کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ ضخامت ۸۰ صفحے اور قیمت صرف ۸ر

سیرت باقی رح

سلسلۂ نقشبندیہ حضرت خواجہ عزیز نقی از حضور باقی باللہ بخاری کی مفصل سوانح عمری حضرت خواجہ کے تمام خلفاء کا تذکرہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی روحانی تعلیم تزکیہ نفس کے آسان طریقے جو ہر ایک اولیاء اور عارف حضرت خواجہ عزیز نقی از کی صوفیانہ قرآن حکیم کی تفسیر پڑھنی چاہتے ہو تو سیرت باقی کا مطالعہ کرو جسکے مصنف پیرزادہ سید عزیز حسن بقائی نبیرہ خواجہ صاحب نے اپنا تذکرہ بھی لکھا ہے قیمت صرف ۸ر

اسلام کے سو سپاہی

یہ مفید اور اہم کتاب جناب پیرزادہ سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر پیشوا کے بیس سالہ مطالعۂ تاریخ کا نتیجہ ہے پیشوا کے پڑھنے والے خوب جانتے ہیں کہ جس وقت وہ اپنے سحر طراز قلم سے اسلام کے بہادر سپاہیوں کے محیر العقول اور شجاعانہ کارناموں کو بیان کرتے ہیں تو بزدلوں کے دلمیں بھی سچی بہادری کا بحر زخار موجزن ہو جاتا ہے اس کتاب کے مطالعہ سے مسلمانوں میں بہادری کی غیر فانی لہر پیدا ہو گی اور وہ خانہ جنگی کے طوق لعنت کو گلے سے اتار کر پھینک دیں گے قیمت ۸ر

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول اللہ تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا تاریخ گزرا ہے سب کی مکمل سوانح عمری ہے جو مستند احادیث سے منضبط ہے اور ۵۰۰ صفحوں کی کتاب ہے انبیا کے حالات ظاہر ہے کہ عجیب و غریب معارف سے پر ہونگے اہم ترین مقصد اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر مذاہب کی سخت ترین یا ضیاء کے مقابلہ میں امت نبوی کی ہلکی عبادت اور اعلیٰ اجر سے عبادات الٰہی کی تشویق ہوتی ہے قیمت ایک روپیہ ۸ر

شرح رباعیات عمر خیام

مشرق کے سب سے بڑے ادیب فلسفی اور نامور شاعر حکیم عمر خیام کی بے مثل رباعیات یورپ اور امریکہ میں تو مختلف طریقوں اور رنگ و ڈھنگ کی ایجادوں سے شائع ہو چکی ہیں مگر اس ہندو حکیم کے مبسوط اور مفصل تاریخ حیات ابھی تک گوشہ گمنامی میں چھپے ہوئے تھے ان کی تلاش جستجو سے عمر خیام کی سات سو رباعیوں کی شرح نہایت روح پرور انداز میں لکھی گئی ہے۔ شرح میں عمر خیام کا فوٹو اور ایک درجن رباعیوں کو مصور کیا گیا ہے جن میں کئی سہ رنگی تصویریں ہیں قیمت ۱۲ر

مناجات مقبول

ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دام ظلہ کی مقبول کتاب ہے اول سات دن کی اردو نظم میں بہت موثر مناجاتیں ہیں، دعا مانگنے کے طریقے اور اولیائے عظام کی قبولیت دعا کی حکایتیں پھر قرآن شریف سے سات دن کی دعائیں کرام کی عربی دعائیں جنکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے پھر استغفار منزل پھولوائے استخارہ شجرہ امدادیہ نظم مترجم درود شریف منظوم ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب موثر انداز میں بیان کی گئی ہیں لاکھوں مسلمانوں کے زیر عمل ہیں قیمت ۱۰ر

تاریخ اسلام

بعثت رسول سے لیکر ترکوں کی جدید حکومت تک (۱) اسمیں سنہ ہجری سے لیکر ایک صدی پیشتر سے لیکر وفات رسول تک پورے حالات درج ہیں ۱۹۲ صفحے (۲) اسمیں حضرت ابوبکر سے حضرت علی کی خلافت اور فتوحات اسلام ۱۰۰ صفحے (۳) اسمیں خلفائے بنی امیہ کے عہد حکومت اور شہادت الامین کا تذکرہ ہے ۱۲۸ صفحات (۴) اسمیں خلفائے بنی عباس کے تمام و کمال حالات مع تاریخ عروج اسلام ۹۷ صفحے (۵) اس میں سلطنت عثمانیہ ترکی کے پورے حالات ہیں ۸۰ صفحے پانچوں حصے یکجا کپڑے کی جلد قیمت للعہ

تفسیر سورہ یسین

یہ تفسیر ایسے زمانہ میں لکھی گئی ہے جو بغاوت اور طغیانی کا زمانہ ہے اور قدم قدم پر مذہب کیلئے عقلی دلائل مانگے گئے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا گیا ہے جو عقلی دلائل مذہب کی تائید میں تحقیقاتی تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے ماخوذ ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے احکام کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ پڑھنے والا حیرت میں رہ جاتا ہے یہ تفسیر بہت اہم ہے اور ایک ایک واقعہ نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ ہے قیمت ۸ر

مصری افسانے

مصر کے بین الاقوامی شہرت کے مالک حضرت علامہ منفلوطی کے شاہکار افسانوں کا عربی سے اردو میں حضرت مولانا سید سہو صاحب پھلواروی نے ترجمہ کیا ہے چونکہ ایسے مذہبی معاشرتی اصلاحی افسانے چاہتے ہیں جن کو پڑھکر کچھ فائدہ بھی ہو اور آپ اپنے گھروں میں ان کو بے تکلف رکھ سکیں تو مصری افسانے مطالعہ کیجئے۔ اس میں کئی افسانے زنکوگراف کی تصاویر سے مزین ہیں قیمت ۸/

اسکول ماسٹر

جو انگریزی اخبارات پڑھنے سے عاری ہیں جو طلباء انگریزی میں کمزور ہیں جو بغیر استاد کے انگریزی میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور جو تجارت پیشہ انگریزی خط و کتابت نہیں کر سکتے۔ ان کو یہ کتاب ضرور منگانی چاہئے تاکہ وہ سوسائٹی میں متاز مدرسوں میں اپنے کلبوں میں بلند لوگ کا درجہ پیا ہوشمند بن جائیں اب تو قدم قدم پر انگریزی کی ضرورت ہے۔ مدرسوں میں داخل ہو کر پڑھنا طول طویل تین حصے ہیں اور تینوں یکجا قیمت بارہ آنہ (۱۲/)

سائیاں انکھیاں پھیریاں سونبیری ملک جہاں

اگر مایا کمار کی دوہری کی سچی تصویر دیکھنا ہو تو کتاب آہ مظلوم پڑھئے۔ وہ بدنصیب عورتوں کی المناک زندگی کا جو نقشہ ہے۔ آہ وہ جس عورت کے سر سے اس کے تاجدار کا سایہ اٹھ گیا اس کیلئے سوائے گوشہ لحد کے کہیں ٹھکانا نہیں۔ مظلوم کی داستان ختم سنکر کلیجہ منہ کو آئیگا۔ یہ حضرت علامہ راشد الخیری دہلوی کی تصنیف ہے۔ قیمت صرف دس آنے (۱۰/)

عورت سے لطف

حاصل کرنے کیلئے دوشیزہ کو مطالعہ میں رکھئے یہ وہ نایاب کتاب ہے جس میں شب عروسی و دیگر آخر تک کی تمام کیفیات درج ہیں۔ یہ کتاب صدہا مشرقی و مغربی کتابوں کا عطر ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں زائد سو کے قریب فوٹوبلاک اور سادہ تصاویر ہیں تمام دنیا کی عورتوں کے ناچ ابھی تو ہیں اور عورتوں کی تمام جسمانی حصوں کی مفید اور کارآمد تصاویر ہیں۔ ایسی مکمل کتاب اردو میں آج تک شائع نہیں ہوئی قیمت صرف تین روپئے علاوہ محصول

فارسی بول چال

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سکھانے والی کتاب۔ فارسی بول چال جس میں پنجاب یونیورسٹی سے علم فارسی کے اعلیٰ ڈگری یافتہ فاضل جیوت نے سالہا سال کی محنت ریزی سے فارسی زبان کو اردو میں نہایت ہی شرح کتاب میں فارسی کے مفرد الفاظ کو گرامر کے لحاظ سے اردو معنی کے ساتھ درج کیا ہے۔ اس کے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں لکھے ہیں۔ اسکے علاوہ ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے عرضیاں چٹھیاں مبارکبادی اور تعزیت نامہ کے نمونے اردو میں درج ہیں قیمت ۱۲/

دلائل الخیرات

حل مشکلات کیلئے بڑی اکسیر چیز ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے مندرجہ شرائط کے ساتھ ہی پڑھی جائے اسکے اوصاف بیان کرنے کیلئے دفتر کے دفتر درکار ہیں جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہے اسکی ضرورت کبھی اٹکی نہیں رہتی اسکے عامل رسول کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں پھر بھی ایک یہی نعمت کیا کم ہے وظائف اور دعا کے سلسلے میں بے نظیر کتاب ہے اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر کلو سے چھپی ہے جسکی قیمت قسم اعلیٰ مجلد دو روپیہ سستا ایڈیشن بارہ آنے ۱۲/

کتاب التعویذات

یا علاج روحانی از عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین نواب محمد صدیق حسن خاں بڑی تقطیع کے ۲۰ صفحہ کی کتاب جس میں ہر مرض کا روحانی علاج ہے اس کے علاوہ قرآن مجید کی تمام سورتوں کے اعمال و تعویذ ہیں اس لئے ایک بھی دینی یا دنیوی ضرورت ایسی نہ ہوگی جس کا عمل یا وظیفہ یا تعویذ اس کتاب میں نہ ہو مصنف کی قابلیت و تبحر علمی اسکے صحیح اور مجرب ہونے کا ضامن ہے ہر عمل تیر بہدف ہے دین کی ہر ضرورت بفضلہ اسکے ذریعہ پوری ہوسکتی ہے قیمت ۱۲/

مسدس حالی

عالم اسلامیہ ہند میں تہلکہ ڈال دینے والی کتاب جسکے متعلق سرسید مرحوم نے کہا تھا، خدا کے سامنے صرف یہی کتاب لیکر جاؤنگا یہ مسدس اسلامی عروج کی تاریخ اور موجودہ اسلام کی لاکھوں نا قدیمی اور فروغ ہوئی ہے شہرہ آفاق ایڈیشن اعلیٰ کاغذ اور عمدہ تقطیع کا ہے ابتداء میں بڑا دیباچہ ہے جس میں گویا نثر مسدس ہے اور خواجہ الطاف حسین حالی کی سوانح عمری ہے بچوں کو یہ مسدس یاد کرایا جائے تو ان میں ابتدا سے جوش اسلامی پیدا ہوتا ہے قیمت آٹھ آنے (۸/)

جواہر خمسہ

عملیات مجربہ کی مخصوص کتاب ہے جو ہر عامل کے لئے بیش قیمت ہیں اس کے چار حصے ہیں اور ہر ایک ہمہ مستقل ہیں ختم القرآن بسم اللہ اور سورہ یٰسین کے مجرب اعمال و نقوش ہیں۔ حصہ دوم میں اسمائے باری تعالیٰ ختم خواجگان اور قرآن شریف کی ہر سورۃ کے اعمال خواص۔ حصہ سوم میں موکلات کے تابع ہونے کے عمل ہیں حصہ چہارم ادکار کیلئے مخصوص ہے پانچویں حصہ میں متفرق ہیں آخر میں متفرق نقوش ہیں۔ بڑی مجرب ہے قیمت بارہ آنے (۱۲/)

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ دل کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو مخلوق کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو، دوست کا ہو آشنا کا ہو، چھوٹے کا ہو بڑے کا ہو، ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر سکیں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل بن جائینگے تو احباب کا مسخر کرنا دشمن کو مطیع کرنا افسر کا قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب فیصلہ کرنا اسکے عامل کیلئے معمولی بات ہے قیمت ۱۲/

معلم عربی

ہر مسلمان کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ تھوڑی عربی جان جائے جس سے وہ قرآن کو سمجھ کر پڑھ سکے مگر معانی سمجھ میں آجائیں تب بھی الفاظ کے معانی و نحو معلوم ہو جائیں عربی پڑھنے کا قدیم طریقہ بہت دیر طلب تھا اس کے ابتدائی صرف و نحو ہی بچے چھڑا دیتے ہیں معلم عربی میں صرف و نحو کے طویل سلسلہ سے چھڑا کر عربی پڑھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ ہر شخص تھوڑے تامل سے ایک سبق روزانہ پڑھ کے تین ماہ میں خاصہ قرآن کا مفہوم سمجھ سکتا ہے قیمت ۸/

محبت کے پیغام

اگر آپ کو کسی سے محبت ہے اور اس سے آپ عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں اور ایسے خطوط کا ملکہ پیدا کرنا چاہتے ہیں جسے دیکھ کر پڑھنے والا تڑپ جائے تو ہماری کتاب محبت کے پیغام پڑھئے اس میں عاشق مزاج میاں بیوی کے دلچسپ خطوط ہیں جن کے ہر لفظ سے بیتابی اور بیقراری ٹپکتی ہے۔ تمام خطوط نہایت مہذب اور شائستہ ہیں متعدد حسین و جمیل فوٹو بلاک ہیں قیمت صرف ۸/

تلوار اور آنسو

(از جناب شاعر انقلاب جناب جوش ملیح آبادی دہلی)

کربلا کا گرم میدان تمتماتا آفتاب ۔ کشمکش اہل تلاطم شور شور اضطراب
صور سرافیل سے ملتا ہوا غلغلۂ جنگ ۔ برچھیاں نیزے کٹاریں تیر تلوار تفنگ
قائدوں کا طنطنہ بانگ رجز کا دبدبہ ۔ جبل کی دوں دوں کمانوں کے کڑکنے کی صدا
آگ کی لپٹیں شعلوں کی تپش گرمی کا غضب ۔ اسلحہ کی کھڑکھڑاہٹ بو کی رو قرنا کا شور
قلب اعدا پر حسین ابن علی کا رعب و داب ۔ قطرۂ بے مایۂ شبنم پہ گویا آفتاب
زہر اعدا و حق سے ربط آئین اصل سر عنا ۔ عہد جاں بازی سیر مردانگی رسم جہاد

شوق آزادی خیال سرفروشی ذوق مرگ

یہ تھے انصار حسین ابن علی کے ساز و برگ

تم بھی ہو مجموعۂ انصار شاہ کربلا ۔ سچ کہو ان میں سے تم کو کیا وراثت میں ملا
چند اشکوں کے لطائف چند شیون کے نکات ۔ کیوں یہی لے دے کے ہے یا تمہارا کائنات
اے عزیزو اس بلا کی بے حسی کا کیا علاج ۔ چند آہیں اور وہ بھی بسنہ رسم و رواج

ہاں ازل سے ہے یہ تقسیم وراثت کا اصول

مرد کو دیتے ہیں شعلوں کی لپک عورت کا پھول

مرد کو ملتی ہے ترکے میں تجلی ذوالفقار ۔ عورتوں کو شاخ گل کا لوچ شبنم کا نکھار
مرد کو ہوتا ہے حاصل تا تمانہ قہقہہ ۔ عورتوں کو ہچکیوں کی گونج شیون کی صدا

اے کہ تم پوشاک حربی کے عوض پہنے ہو گوں

دل میں خود سوچو تم اس تقسیم سے ہوتے ہو کوں؟

خیر اب تک جو بھی ہونا تھا عزیزو ہو چکا ۔ لیکن اب حق اہل جرأت کو یہ دیتا ہے صدا
جذبۂ مردانگی سے روشنی کرتا ہے کون؟ ۔ حالِ عزم شہید کربلا بنتا ہے کون؟
تا اپنی خون کے دریا میں کھینے کیلئے ۔ کون بڑھتا ہے علیؑ کی تیغ لینے کیلئے
آج وہ سادات آئے سامنے جسکا شباب ۔ دے سکے شبیر جیب ابن مظاہر جواب
کون ہے تم میں سے جذب خاص بشر قرین ۔ کس کی نصرت کو عطا ہو آتش خون حسینؑ؟
کون خون اپنا بہا سکتا ہے پانی کی طرح ۔ کون مٹ سکتا ہے اکبر کی جوانی کی طرح
آئے تقلید حسینؑ ابن علیؑ کرتا ہے کون؟ ۔ کاہلی آزادی سے جینے کیلئے مرتا ہے کون؟
کون میدان میں سنبھالیگا بصد شان وقار ۔ سوا عباس کا پرچم علی کی ذوالفقار

موسنو احق کی قسمیں سوگند ایمان کی قسم

یہ صدا سن کر بڑھو کہتے ہوئے حاضر ہیں ہم

حکم دو تاریخ کو دہرا دے اپنی داستاں ۔ یہ نہیں ہمت تو اٹھو بیٹھ پہن لو چوڑیاں

مرد وہ کب ہے جو مجبور ہے جو مجبور ہو سکتا نہیں

حق ہی جینے کا نہیں اس کو جو مر سکتا نہیں

شکوہ

(از جناب حضرت مولانا عطاء اللہ کلیم ایم۔ اے لاہور)

ناکردہ گناہوں کی سزا میرے لئے ہے ۔ زندان غم و طوق بلا میرے لئے ہے
لکھدیں مرے نامے میں جہاں بھر کی خطائیں ۔ اے منصف عادل ایہ کیا میرے لئے ہے
بیگانۂ دیں بادہ پرست اور نظرباز ۔ جو طعنہ بجا ہے بجا میرے لئے ہے
اوروں کے لئے مطرب گلچہرہ کے نغمے ۔ طوق و سلاسل کی صدا میرے لئے ہے
پھرتا ہوں میں آزردہ و افسردہ و تنہا ۔ آوارگی باد صبا میرے لئے ہے
تم ہو کر قتل بھی دزدیدہ نظر سے ۔ میں دیکھوں تو مجبوری کی سزا میرے لئے ہے
کیوں بیٹھ کے اغیار میں کہتے ہو مجھے یاں ۔ کیا اور کوئی تازہ بلا میرے لئے ہے
ہاں لاکھ جلاؤ مجھے تم نارِ غضب میں ۔ یہ کہہ دو یہ پرواز جلا میرے لئے ہے
غیروں سے نہ پوچھو کہ ہے کیا تلخی الفت ۔ یہ بادۂ ندرہ ربا میرے لئے ہے
ہر ابر سیہ جامہ ذرکار ہے میرا ۔ ہر برق بلا ظلِ ہما میرے لئے ہے
ثروت کی تمنا ہے نہ انعام کی خواہش ۔ کافی مرے مالک کی رضا میرے لئے ہے

دنیا کا سہارا ہے نہ جنت کا سہارا

اس پر بھی میں کہتا ہوں خدا میرے لئے ہے

ہو جائے ادھر اک نگہ لطف و گرنہ ۔ اے جانِ کلیم ایک صدا میرے لئے ہے

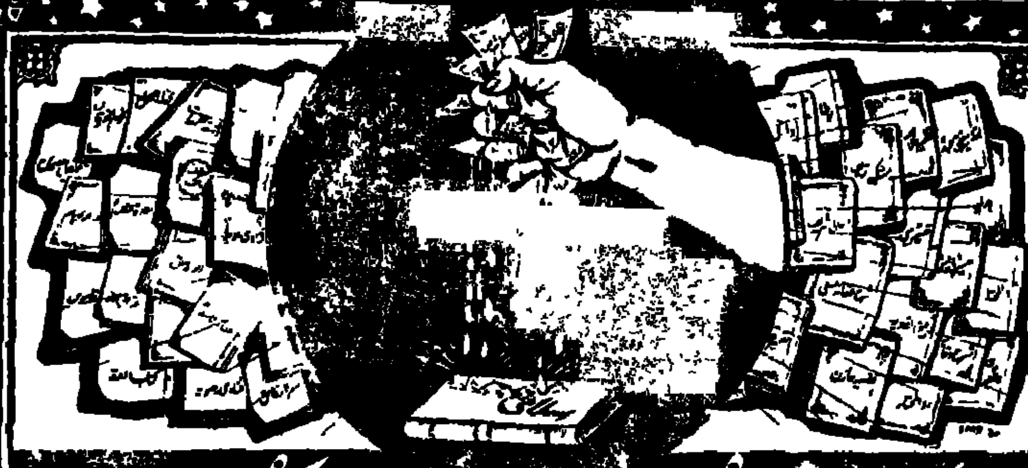
بہارِ قربانی

(از جناب مولانا محمد اکبر صاحب منیر ایم۔ اے ملتان)

شہید راہ حق کا خون کرتا ہے گل افشانی ۔ بہار زندگانی ہے شہید حق کی قربانی
جہاں کا ذرہ ذرہ ڈوب کر خود مسرت میں ۔ چمک اٹھتا ہے قربانی سے مثل لعل پیکانی
زمین رنگین ہوتی ہے بہشتی لالہ زاروں سے ۔ سنہرے بادلوں سے آسماں بنتا ہے نورانی
ستارے مسکرا کر جھومتے ہیں بام گردوں پر ۔ قمر کا نور کرتا ہے فضا میں بال جنبانی
جہاں میں مرد حق کے نعرہ اللہ اکبر سے ۔ دھڑکتی ہے جہانداری تڑپتی ہے جہانبانی
یہی گلگوں کفن ہیں نو بہار ملت بیضا ۔ چمن اندر چمن ہے کربلا والوں کی قربانی

حسینؑ ابن علیؑ کے خون گرم و پاک کے صدقے

ابھی تک خرم و شاداب ہے کشت مسلمانی



اِسلامی معلومات کا دریا کوزے میں

مولویوں سے بے نیاز ہو جایئے ضخیم مذہبی کتابوں کی ورق گردانی بیکار ہے حضرت امام اعظمؒ کی زبردست اور عظیم الشان فقہ تمام و کمال آپ کو

اِسلامی تعلیم

میں ملیگی۔ اس ایک کتاب کے مطالعہ سے آپ خود فقیہ بن سکتے ہیں پیدائش سے لیکر موت تک انسانی زندگی کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ یہ کتاب عقائد اسلامی کی سچی تصویر اور فقہ حنفیہ کا مکمل نصاب ہے اگر اسے مذہب اسلام کی انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو بالکل بجا ہے اس کتاب کا مطالعہ کئے بغیر کوئی مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں بن سکتا۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ یہ کتاب خود پڑھے اپنی بیوی کو پڑھائے اور اپنے بچوں کو پڑھائے اس کے بغیر اسلامی زندگی نامکمل ہے۔ اسلامی تعلیم کے متعلق دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ مذہب اسلام کی اتنی مکمل انسائیکلوپیڈیا آج تک دنیا کی کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی جس میں ان تمام مسائل کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے جو ایک مسلمان کو اپنی زندگی میں پیش آ سکتے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف حضرت العلامہ مولانا سید محمود صاحب مفتی اعلیٰ نے ڈیڑھ سو کے قریب حدیث، فقہ، علم الکلام اور فتاوے کی مستند کتابیں دیکھکر کئی سال کی محنت میں لکھا ہے۔ ہر اسلامی ضرورت کے سوال کا جواب اسلامی تعلیم میں موجود ہے۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ

قیمت بغیر جلد چار روپے علاوہ محصولڈاک فہرست مضامین پڑھئے اور اندازہ کیجئے کہ کس طرح کوزہ میں سمندر کو بند کیا گیا ہے۔

کتاب العقائد
عقائد کی تعریف عقائد کو علم کلام کیوں کہتے ہیں
علم کلام کی تاریخ
[illegible]
سائنس اور علم کلام
[illegible]
خدا ایک ہے
[illegible]

[illegible]
[illegible]
رسول کی تعریف اور احکام اعتقاد
رسولوں میں افضل کون ہے
آنحضرت کی فضیلت
[illegible]
معراج کی تفصیل
[illegible]
جسمانی معراج کا ثبوت
[illegible]

آنحضرت کو خاتم النبیین کیوں کہتے ہیں
سب سے پہلے نبی کون تھے
نبی اور رسول میں فرق
[illegible]
کتب الٰہیہ
[illegible]
قرآن کلام الٰہی ہے
قرآن شریف کس طرح نازل ہوا

قرآن کی ترتیب
قرآن کی سات قرأت
قرآن پہلی کتابوں کا ناسخ ہے
تحریف قرآن ناممکن ہے
قرآن میں ناسخ و منسوخ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

صحابہ کون تھے
[illegible]
فرشتے اور ان کی صفات
شیطان کون تھا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
حضرت عیسیٰ کا نزول
[illegible]
[illegible]
[illegible]
حساب و کتاب
[illegible]

آنحضرت کی شفاعت
[illegible]
جنت و دوزخ کا حال
[illegible]
[illegible]
خلفائے راشدین کی خلافت
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کتاب الطہارت
[illegible]

کتاب الصلوٰۃ

کتاب الصوم

کتاب الحج

کتاب الزکوٰۃ

کتاب النکاح

کتاب الطلاق

کتاب المیراث

کتاب الذبائح

کتاب الاشربۃ والاطعمۃ

کتاب اللباس

کتاب الحقوق

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا

اے ہمارے پروردگار ہم کو پرہیزگاروں کا پیش رو بنا

دہلی

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی

قیمت سالانہ صرف ایک روپیہ

فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (۱۰)

مقام اشاعت جامع مسجد اردو بازار دہلی

ہندستان کی ایک ایسی ایجاد جس کو کمزور انسان نہیں بھول سکتے

کورس

ری جووین

کیا آپ نے کبھی "ری جووین" کا نام سنا ہے جس کو تمام کمزوریاں دور کرنے کا "دسوال تجربہ" کہا جا رہا ہے، اگر نہیں سنا ہے تو آج ہی منگا کر اس کا تجربہ کر لیجئے۔ اس کے استعمال کرنے سے آپ اپنے اندر عجیب و غریب زندگی محسوس کریں گے۔ اگر آپ اپنی طاقت کو نا سمجھی کی وجہ سے برباد کر چکے ہیں اور اس کی وجہ سے تمام جسم کمزور ہو گیا ہے۔ دل اور دماغ بالکل بیکار ہو گئے ہوں، اور طاقت رفتہ رفتہ کم ہو رہی ہو، نقاہت اور اعصابی کمزوری سے بیزاری ہونے لگی ہو، اور شادی کر کے پچھتانا پڑ رہا ہو تو

اپنی مایوسی کو فوراً ختم کر دیجئے

اور اکسیری دواخانہ دہلی کی مشہور دوا "ری جووین" کورس منگا کر اپنے اندر طاقت اور انرجی پیدا کیجئے، طاقت جیسی دولت کو برباد کر کے کوئی انسان چین کی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ اس کو اپنی کمزوری کا غم چوبیس گھنٹہ پریشان کرتا رہتا ہے، وہ ایک کھلونا بن جاتا ہے اور اس کی خوشی اور ناکامی کا نمونہ بن کر رہ جاتی ہے "ری جووین" کورس ہندوستان کے ہر انسان کو طاقتور بنانے کے لئے برسوں سے بہترین کام کر رہا ہے یہی کمزور انسانوں کو بہت جلد دوبارہ جوانی دے کر اپنی شہرت کا سکہ بٹھا چکا ہے اس کو دوا نہیں بلکہ جادو کہا جائے تو بھی کم ہے۔

آپ بوڑھے ہوں یا جوان، آپ کی کمزوری کو دور کر دینا اس کا عجیب کرشمہ ثابت ہو گا۔ اس علاج میں دو دوائیں ہوتی ہیں ایک کھانے کی اور ایک لگانے کی، دونوں دوائیوں کے کورس کا نام "ری جووین" ہے۔ ان دونوں دوائیوں کا استعمال ایک ساتھ شروع ہوتا ہے اور سولہ دن تک جاری رہتا ہے۔ پرہیز پر ہیچاری بہت بھی صرف سات روز کا ہے۔ اگرچہ دوا کا اثر تیسرے روز سے شروع ہو جاتا ہے، یعنی کمزور جسم کے اندر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بجلی سی دوڑ رہی ہے۔ اور مردہ انسان کو زندگی دی جا رہی ہے۔ مگر مکمل آرام سولہ دن میں ہو جاتا ہے۔ کیا انسانی زندگی کو دوبارہ جلانے کے لئے یہ کمال نہیں ہے؟ تجربہ کر لیجئے خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ کس طرح دنیا میں آج بھی ناکارہ انسانوں کو دوبارہ زندگی مل رہی ہے پورے کورس کی قیمت جس میں سولہ دن کی دوا ہوتی ہے پانچ روپے ہے محصول ڈاک گیارہ آنے (۱۱/) علاوہ ہے۔

اکسیری دواخانہ کلاں محل، پوسٹ بکس نمبر ۴۱ دہلی (دلی)

ہندوستان سے سوزاک کا خاتمہ

ہندوستان میں یہ بیماری لاکھوں انسانوں کو دکھ دے رہی ہے اور وہ اس دکھ سے مجبور ہو کر مرجانا اچھا سمجھتے ہیں، وہ ہر طرح کی دوائیں استعمال کرنے کے بعد بھی تندرست نہیں ہوتے اور تکلیف کی وجہ سے رو یا کرتے ہیں؛

پراچین بھارت کے ویدک طریقوں نے اس بات کو اچھی طرح بتادیا کہ ہندوستان میں سوزاک کا علاج ہے تو صرف "گونو" ہے جس سے نیا اور پرانا سوزاک پندرہ دن میں بالکل ختم ہوجاتا ہے۔ مگر تعجب کی بات یہ ہے کہ "گونو" دوا کی پہلی ہی خوراک اپنا اثر دکھاتی ہے۔ درد، پیپ، خون، جلن وغیرہ پہلے ہی دن بند ہوجاتی ہے اور پندرہ دن کے اندر مریض بالکل اچھا ہوجاتا ہے۔ اگر آپ میں سے کسی کو سوزاک کی بیماری لگ گئی ہے اور علاج کرتے کرتے تھک گئے ہوں تو آخری علاج "گونو" دوا کی ایک شیشی منگا کر استعمال کر لیں اور تندرست ہوجائیں۔ شرطیہ علاج ہے قیمت ایک شیشی تین روپے، محصولڈاک گیارہ آنے (۱۱/) علاوہ ہے۔

اکسیری دواخانہ کلاں محل، پوسٹ بکس نمبر [illegible] (پی، ڈی) دہلی

مفت
سونے کی چوڑیاں

آپ ان چوڑیوں کو مفت حاصل کر سکتے ہیں، یہ اس سونے کی بنی ہوئی ہیں جس کو سنار اور صراف نے آج تک نہیں پہچانا کہ یہ اصلی ہیں یا نقلی؛ چمک دمک اور رنگ روپ میں اصلی سونے کی برابر ہیں۔ بیاہ شادی اور تحفوں میں دینے کے واسطے ان چوڑیوں کو ضرور منگا کر دیکھئے۔ ان چوڑیوں کو صرف شہرت کی غرض بہت ہی کم قیمت میں دیا جا رہا ہے اور دہلی شہر کے کاریگروں نے ان چوڑیوں کو بہت ہی خوبصورت بنایا ہے۔ چار تولہ وزن کی آٹھ چوڑیوں کی قیمت تین روپے ہے اور دو سیٹ کی چھ روپے ہے، محصولڈاک تری۔ تین سیٹ منگانے والوں کو ایک سیٹ بالکل مفت دیا جاتا ہے اور محصولڈاک بھی معاف ہوگا

سول ایجنٹ:۔ گڈلک ٹریڈ ایجنسی دریا گنج بازار (پی۔ڈی) دہلی

آپ روزمرہ ایک نئے ڈاکٹر کے پاس چلیئے
ایک سال تک آپ ۳۶۵ ڈاکٹروں سے مشورہ کیجیے
اُن سے لیکوریا کی بیماری کی دوا دریافت کیجیے

اُن سے کہیئے کہ کسی ایسی دوا کا نام بتائیں جو خود اُن کے تجربے میں بھی اول نمبر رہی ہو

جو عورت کی بیماری لیکوریا کو تین دن میں آرام کر دے

آپ یقین کیجئے کہ اِن ۳۶۵ ڈاکٹروں میں سے شاید تین سو ڈاکٹر آپ کو ایک ہی دوا کا نام بتائینگے

"دوا روک"

کیونکہ یہ دوا لیکوریا (یعنی سیلان الرحم) کا ایک ایسا طے شدہ علاج ہے۔ جس کے اثر کو دیکھکر [آ]پ کو تسلیم کرنا پڑتا ہے اور جسے لیکوریا کا بہترین علاج مانا جا چکا ہے۔ پھر بھی اگر کوئی عورت لیکوریا کے [مر]ض میں مبتلا رہے تو یہ اُس کا قصور۔

دوا روک کی ایک شیشی کی قیمت تین روپے ہے۔ مندرجہ ذیل پتہ پر خط لکھکر بذریعہ وی۔ پی [پا]رسل منگا لیجئے۔ پارسل پر صرف نو آنے محصول لگے گا۔ اور آپ کو گھر بیٹھے دوا پہونچ جائیگی۔

مینجر زنانہ دواخانہ پی بی ۲۴۴ کمبس دہلی

نوٹ:۔ دوا روک کا استعمال شروع کرنے کے ٹھیک تیسرے دن رطوبت کا آنا بند ہوجاتا ہے اور پوری شیشی استعمال کرنے کے بعد عورت بالکل تندرست ہوتی ہے۔

جوان عورتوں کو سفید پانی کی بیماری اور اس کا حیرت انگیز علاج

سیلان الرحم کیلئے دنیا کی سرتاج اور شہرۂ آفاق ایجاد



انیس مستورات (رجسٹرڈ)

افسوس کس قدر واجب الرحم ہے وہ خاتون جو سفید پانی کی بیماری میں مبتلا ہے۔ آجکل ۹۵ فی صدی عورتیں سیلان الرحم، لیکو۔ یا کی بیمار ہیں۔ اس مرض میں مبتلا ہونیوالی عورت کے خفیہ بدن سے وقت بےوقت سفید رنگ کا بدبودار پانی یا رطوبت جاری رہتی ہے جو آہستہ آہستہ جوانی کا خاتمہ کردیتی ہے جس کی وجہ سے عورت کا بدن کمزور۔ رنگ پیلا، ہاتھ پیر میں جلن دماغ میں چکر۔ پنڈلیوں میں اینٹھن ہروقت معلوم ہوتی ہے۔ طبیعت ہروقت اداس رہتی ہے ناطاقتی۔ خون کا کم پیدا ہونا۔ دل کی دھڑکن، ایام کی بیقاعدگی۔ بعض اوقات ایام کا رک کر آنا دردکمر ساتھ آنا وغیرہ ضعف رحم کا ہوجانا۔ غرضکہ آخر میں دق تک پہنچکر غریب بے زبان عورت کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ اگر کسی دواخانہ میں اسقدر کامیاب دوا اس مقصد کے لئے موجود ہو تو ہم ہندوستان کے ہر چھوٹے بڑے دواخانہ کو چیلنج کرتے ہیں جس کا دل چاہے آزمالے۔

ہزاروں خواتین دن رات اس سے شفایاب ہو رہی ہیں۔ اور سینکڑوں حکیم ڈاکٹر اپنے مریضوں استعمال کرارہے ہیں باوجود اس قدر فوائد کے۔ قیمت ۴؎ علاوہ محصولڈاک آج ہی آرڈر کرنے جاپیئے یا کارڈ لکھ کر منگا لیجئے۔ استعمال کے دو روز بعد ہی سفید پانی کا آنا بند ہوجاتا ہے۔ ہم عنقریب ہی بین الاقوامی مقابلہ میں اس دوا کو رکھ کر بتا دیں گے کہ اس سے بہتر اس مرض کے لئے دنیا میں کوئی دوا نہیں۔

شمالی ہند کے مشہور روزنامے
اخبار پیام کے لائق ایڈیٹر
سیّد عبدالحمید شملوی کی رائے گرامی

انڈو جینوئن کیمیکل ورکس دہلی جو جنسی امراض کی پیٹنٹ ادویات تیار کرنے میں ہندوستان کی شہرۂ آفاق دیانتدار کمپنی ہے اس کی ادویات کی زود اثری اور فائدہ مندی کے متعلق ہمیں وہ سرٹیفکیٹ دکھائے گئے جو صرف جنوری سنہ ۴۱ء کے ابتدائی ہفتہ کے تھے۔ ان میں سے بعض ایسے مریضوں کے سرٹیفکیٹ تھے جو ہر لحاظ سے ناکارہ ہوچکے تھے۔ مگر جن میں کمپنی مذکور کی ادویات استعمال کرکے نئی زندگی، نئی جوانی اور نئی امنگ پیدا ہوچکی تھیں۔ ڈاک رجسٹر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس قسم کے سینکڑوں خطوط آتے رہتے ہیں اور ہزاروں دل مایوس العلاج اور زندگی سے عاجز مریض کمپنی مذکور کی ادویات استعمال کرکے ایک نیا جنم لے چکے ہیں۔ ذاتی طور پر بھی ہمیں کمپنی مذکور کی صداقت دیانت راستبازی اور اس کی ادویات کے تیر بہدف ہونے میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اور ہم بھی ضرور تمندوں سے پرزور سفارش کرتے ہیں کہ وہ صرف انڈو جینوئن کیمیکل ورکس نزد جامع مسجد دہلی نمبر ۱۷ سے رجوع کریں۔ اور مستفیض ہوں۔

عبدالحمید شملوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشوا دہلی

اسلامیہ دار الاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی۔ اخلاقی۔ اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اُردو بازار
جامع مسجد دہلی

ہر مہینہ کی ۱۵ تاریخ کو ۱۰ سال سے تبلیغ و
اشاعت کے لئے دہلی سے شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ

اعلیٰ ایڈیشن	دو روپے
ارزاں ایڈیشن	ایک روپیہ

ممالک غیر سے

اعلیٰ ایڈیشن	شلنگ
ارزاں ایڈیشن	شلنگ

جلد ۲۰ ‖ بابت ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۶۳ھ مطابق مئی سنہ ۱۹۴۴ء ‖ نمبر ۵

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

گذشتہ مہینہ

خدا کا شکر ہے کہ گذشتہ مہینہ خرید کتب ترقی اشاعت کے اعتبار سے مایوس کن نہیں ۔ اگر اسی رفتار سے ہمدردان پیشوا کام کریں تو یہ مہنگائی کا زمانہ پریشان نہ کرے اور پیشوا کا آمد و خرچ برابر ہوجائے اور پیشوا کی قیمت بھی نہ بڑھانی پڑے

مسٹر ساورکر کی حماقت

مسٹر ساورکر صدر ہندو مہا سبھا نے ایک بیان میں مسز پرمانند جوشی وغیرہ ان مہا سبھائی ہندو ممبران اسمبلی کے رویہ کی تائید کی ہے جنہوں نے بجٹ کی تائید کرتے ہوئے سرکاری ممبران کے ساتھ ووٹ دیکر ذلیل و کردہ فرقہ پرستی کی لاج رکھ لی۔

مسٹر ساورکر بسا اوقات سیاست کے ان پٹے ہوئے مہروں میں سے ہیں جو کبھی آزادی وطن کے نام پر بکتے تھے۔ لیکن اسیر فرنگ ہوتے ہی سوای شردھانند آنجہانی کی طرح نشہ ہرن ہوگیا۔ جن ہاتھوں میں آزادی وطن کا جھنڈا اٹھا وہ لرزنے لگے۔ اور انہوں نے قدم بڑھا کر غلامی کا طوق لعنت گلے میں ڈال لیا۔ اب مسٹر ساورکر کی ساری لیڈری یہ رہ گئی ہے کہ کانگریس کی مخالفت کی جائے۔ اوٹ پٹانگ بیانات دے کر غلامی کی زنجیریں ہندو قوم کے تحفظ حقوق کے نام پر مضبوط کی جائیں۔

مسٹر ساورکر کی غلامانہ جد و جہد اس وقت سے زیادہ ترقی پر ہے۔ جبکہ کانگریسی جیلوں میں ہیں۔ سچ ہے شیر جب کٹہرے میں بند ہوتا ہے تو جنگل میں لومڑی کا راج ہوتا ہے۔

مسٹر ساورکر کی اس حماقت پر لاہور کے روزنامہ پرتاب نے بہت زور سے دبی ملامت کی ہے تو کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ مسٹر ساورکر کو ہندو قوم کا اعتماد حاصل ہے حالانکہ میونسپل کمیٹیوں کے جو انتخابات جہاں کہیں ہوئے ہیں اس سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ نہ صرف ہندو بلکہ مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ حالات کے خراب ہونے کے باوجود کانگریس کے ساتھ ہے۔

اب وقت آگیا ہے کہ مہا سبھائی ہندو آنکھیں کھولیں اور مسٹر ساورکر کے جھنڈے میں لگام ڈالیں۔ اور ان کی احمقانہ لیڈری اور غلامانہ ذہنیت کے خلاف بغاوت کریں۔

مسلمانوں کے نئے مفتی اعظم

مسٹر جناح کی قانونی قابلیت سے انکار نہیں، لیکن ہندوؤں کی حماقت نے ان کو مسلم لیگ کا ڈکٹیٹر بنا دیا اور ناواقف مسلمان شرک فی الرسالت کے مرتکب ہوکر ان کو "قائد اعظم" لکھتے ہیں۔ اب انہوں نے مفتی اعظم کی پوزیشن اختیار کرتے ہوئے لاہور کی پردہ نشین مسلمان خواتین سے فرمایا کہ

"اسلام میں بعض غیر شرعی چیزیں داخل ہوگئی ہیں"۔ ان میں سے پردہ بھی ہے جس کے وہ کٹر مخالف ہیں۔ اور اس پر عمل کرنا اس چودھویں صدی میں ان کے نزدیک اسی طرح غیر ضروری ہے۔ جس طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ان کے دائرہ عمل سے خارج ہیں۔

سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر نے ... ۱۹۔ پر

ہم چاہتے ہیں کہ مسٹر جینا اپنے اس فتوے کی تشریح مکمل کر کریں۔ تو ہم ان کو اسی طرح جواب دیں جس طرح ہم نے مخالفین عید میلاد کو دیا۔

کیا مسٹر جینا میں بہت ہے کہ وہ پردہ کی مخالفت میں اتنی جرأت کا ثبوت دینے والے ڈین لتھ کو کے ساتھ رمضان میں پنج کھا کر اور سگار پی کر فوٹو کھچوانے میں وہ سلے چکے ہیں؟

کیا مسٹر جینا کے نزدیک ولایتی وہسکی، ریس، بے پردگی، سود خواری، رقص اسلام میں جائز ہیں:

کیا مسٹر جینا کو اسلام کی ہوا لگی ہے۔ جس میں کلمۂ طیب، نماز، روزہ، حج زکوٰۃ، ارکان اسلام ہیں۔ اور کیا وہ ان میں سے کسی ایک رکن پر بھی عامل ہیں؟

کیا ان کو معلوم ہے کہ صاحب نصاب ہو کر حج نہ کرے اس کے لئے حضور سرور کائنات نے فرمایا ہے کہ اس کی موت یہود و نصاریٰ کی موت ہوگی اس کا خاتمہ اسلام پر نہ ہوگا۔ کیا اس سخت وعید کے بعد وہ حج کے لئے جانے کا اعلان کریں گے؟

ہم اسلام کے اس نئے مفتی کا بڑی خوشی سے خیر مقدم کریں گے اگر وہ دوسروں کو فتوے دینے کی بجائے دن رات کے ۲۴ گھنٹہ میں سے کسی ایک گھنٹہ میں اسلامی و شرعی زندگی گذارنے کا وعدہ کریں۔

مسٹر منشی کا نیا نسخۂ اتحاد

مسٹر منشی جو ہندو غنڈوں کی سرپرستی، اور اپنی مہاسبھائی ذہنیت کی بدولت متحدہ ہندوستانیوں میں غیر معمولی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ اور جن کی مکروہ سڑی ہوئی فرقہ پرستی نے کانگریس کو مسلمانوں میں زیادہ سے زیادہ بدنام کیا کیونکہ ان کا جسم کانگریسی ہے مگر روح مہاسبھائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کانگریس میں رہتے ہوئے انہوں نے ہندو اکھاڑوں پر اپنا اعتقاد ہی نہیں رکھا، بلکہ اس کی تنظیم کی۔ اور کانگریس والی کمیٹی کی عقلمندی ہے جب یہ بمبئی کی کانگریسی حکومت کے ہوم منسٹر ہوئے تو انہوں نے زیادہ سے زیادہ کانگریس دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے طرز عمل سے مسلمانوں کو کانگریس سے متنفر کیا۔

یہ منشی جی گذشتہ ہفتہ لاہور آئے تو انہوں نے اول درجہ کے فرقہ پرست ہوتے ہوئے اتحاد کے لئے یہ نسخہ تجویز کیا۔

"جب تک مسلمان ہندوؤں اور سکھوں کا احترام کرنا نہیں
سیکھیں گے، تب تک ہندو مسلم اتحاد نہ ہوگا"

ہمیں نہیں معلوم مہاسبھا کے اس حکیم سیاست نے خود اس نئے نسخہ پر اپنی پوری زندگی میں کے مرتبہ عمل کیا۔ لیکن کتنے تعجب کی بات ہے کہ مسٹر منشی اس قوم (مسلمان) کو احترام اور رواداری کا سبق دے رہے ہیں جس کے مذہب کی روح اور جس کی کائنات ہی احترام و رواداری پر قائم ہے۔ جس کی رواداری کی انتہا یہ ہے کہ وہ اپنے عقیدۂ توحید کے خلاف وہ ہر لحظہ عمل ہوتے دیکھتی ہے اور خاموش رہتی ہے۔ وہ پنجاب جس میں ہندو اور سکھ اقلیت میں ہیں۔ یہ مسلمانوں کی رواداری نہیں تو کیا ہے کہ ۷۰ فی صدی سکھ، ۴۰ فیصدی وزارت اور سرکاری ملازمتوں پر قابض ہیں۔ وہ پنجاب جس میں مسلمان ۶۰ فیصدی ہیں وہ درجن مسجدوں میں نہ اذان دے سکتے ہیں، نہ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ وہ پنجاب جس کو پاکستان کا دروازہ کہا جاتا ہے، اس کی وزارت سر چھوٹو رام کے رحم پر قائم ہے۔

ہم نہیں سمجھ سکے کہ جو مسٹر منشی اپنے ہم مذہب اچھوتوں کو ابتدائی انسانی اور شہری حقوق صدیاں گزرنے کے باوجود آج تک نہ دے سکے ہوں، ان کو دوسری اقوام کو رواداری کا سبق دینے کی جرأت کیونکر ہوئی؟

ہم منشی جی سے درخواست کریں گے کہ وہ دوسروں کو سبق دینے کی بجائے اپنے چہرے کو عمل کے آئینہ میں دیکھیں۔

جن

خریداران صاحبان کی میعاد خریداری اس مہینہ ختم ہو رہی ہے ان میں

ایک آپ بھی ہیں اور آپ کا نمبر

خریداری ہے

اگر آپ سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا چاہیں تو کم سے کم دو نئے خریدار فراہم کیجیے اور سب کی قیمت آج ہی منیجر رسالہ پیشوا دہلی کو روانہ کر دیجئے اور اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے آپ خود سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا پسند نہ کریں تو از راہ کرم اسی وقت ایک پوسٹ کارڈ منیجر رسالہ پیشوا کے نام لکھ دیجئے کہ سال آئندہ کے لئے خریداری منظور نہیں آپ کے اس کارڈ کے وصول ہوتے ہی آپ کا نام رجسٹر خریداری سے بصد افسوس خارج کر دیا جائے گا اور اگر آپ نے منی آرڈر نہ بھیجا یا عدم خریداری کا خط نہ لکھا تو حسب دستور آپ کو وی پی نہیں بھیجا جائے گا کیونکہ وی پی بھیجنے کا قاعدہ اب بند کر دیا گیا ہے وی پی آنے کا انتظار نہ کیجئے۔ آج ہی منی آرڈر کے ذریعہ قیمت ارسال فرما دیجئے۔

منیجر رسالہ پیشوا دہلی

آدابِ نبوی صلعم

(حضور سرورِ کائنات کی سیاسی، اخلاقی، معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

(بسلسلہ رسالہ پیشوا ماہ محرم)

حضرت جابرؓ کی ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ "یہ دین (یعنی دین اسلام) نہایت متین و سنجیدہ دین ہے۔ اس میں نرمی کے ساتھ داخل ہو۔ اور اپنے آپ کو اتنی مشقت میں نہ ڈالو کہ خدا کی عبادت سے تم کو نفرت ہو جائے"۔

۳۔ تبشیر۔ بشارت یا خوش خبری دینے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی باتیں یا خبریں مسلمان کو سنانی چاہئیں۔ جس سے وہ خوش ہو۔ یعنی اُس کے بشرہ پر ان باتوں کے سننے سے تازگی پیدا ہو جائے۔ مثلاً حضورؐ مومنین کو یہ بتا کر خوش فرمایا کرتے تھے کہ مومنین پر خدا کا خاص فضل نازل ہوتا ہے اور مومنین خدا کی رحمت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ اس بنا پر مسلمانوں کو خدا کی رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ اُس وقت تک کہ خدا کے احکام پر عمل کیا جائے۔ اُس کی حدود سے تجاوز نہ کیا جائے اور کسی امر میں خدا کی نافرمانی نہ کی جائے۔

۴۔ تغمدہ بالرحمتہ۔ غمد کے معنے ہیں پہنانا۔ اور ڈھانکنا۔ جس طرح تلوار پر غلاف چڑھایا جاتا ہے یا کسی کو لباس پہنایا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس پر خدا کی رحمت چھا جائے گی وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ عمل انسان کو جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ اگرچہ وہ انسان خدا کا رسولؐ ہی کیوں نہ ہو بلکہ خدا کی رحمت انسان کو جنت میں لے جائے گی۔ حضورؐ کا یہ ارشاد بظاہر آیاتِ قرآن کے خلاف ہے۔ جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ جنت میں داخلہ اعمال صالحہ کی بنا پر ہوگا۔ یا جنت کے وارث وہی لوگ ہوں گے جنھوں نے ایمان کے ساتھ نیک عمل کئے ہوں گے۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔

وتلك الجنة التي اورثتموها بما كنتم تعملون } یہ وہی جنت ہے جس کے وارث تم اپنے اچھے اعمال کی وجہ سے ہوئے ہو

ادخلوا الجنة بما كنتم تعملون } تم جنت میں چلو تمہارے عمل کا یہ بدلہ ہے۔

علماء نے اس کے چند جواب دئے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:۔

(۱) عمل کی توفیق خدا کی رحمت سے ہوتی ہے۔ اگر خدا کی رحمت انسان کے شامل حال نہ ہو تو وہ نہ تو مومن بن سکتا ہے اور نہ اعمال صالحہ کر سکتا ہے۔ اس اعتبار سے داخلۂ جنت کا اصلی سبب خدا کی رحمت ہے۔ اور وہ عمل جس پر داخلۂ جنت کا مدار ہے خدا کی رحمت کا اثر و نتیجہ ہے۔

(۲) طاعاتِ الٰہی کے اعمال انسان بہت تھوڑے دنوں کے ہے اور اُن کا ثواب اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ کبھی ختم نہیں ہوتا اس بنا پر قلیل المقدار یا قلیل التعداد اعمال کی جزاء غیر محدود نہیں ہو سکتی حقیقت میں ۔ جزا یا انعام خدا کا فضل و کرم ہی ہے۔ اعمال کی حقیقی جزا نہیں ہے۔

(۳) واقعہ یہ ہے کہ عمل اپنی ذات سے داخلۂ جنت کا سبب خدا کے حکم سے ہوا ہے کہ خدا نے اپنی مقرر کی ہوئی شریعت اُس کو سبب قرار دیا ہے۔ اور عمل کو خدا کا سبب داخلۂ جنت قرار دینا اُس کا ایک خاص فضل و کرم ہے۔ اگر خداوند تعالیٰ چاہتا تو عمل کو جنت کا سبب قرار نہ دیتا۔ مطلب یہ عمل کو جنت کا سبب قرار دینا خدا کے فضل و کرم پر ہے۔ ورنہ عمل حقیقت میں داخلۂ جنت کا سبب نہیں ہے

مختصر یہ کہ خدا نے چونکہ اپنے فضل و کرم سے عمل کو داخلہ کا سبب قرار دیا ہے۔ اس لئے جنت میں داخل ہونے کا عمل ہی ہے۔ اے انسان! عمل میں کوشش کر۔ خدا کی رحمت تلاش کر اور خدا کے فضل و کرم کا جویاں رہ۔

خداوند تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں بتایا کہ خدا کی رحمت کے مستحق پرہیزگار لوگ ہیں۔ اور وہ لوگ جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ لوگ ہیں جو آیاتِ الٰہی پر یقین رکھتے ہیں۔ اور وہ لوگ ہیں جو امی رسولؐ دینی کی اطاعت کرتے ہیں۔

۵۔ خدا کے پسندیدہ اعمال۔ اعمالِ صالحہ یا طیبہ بہت سے ہیں۔ مثلاً نماز۔ صدقات۔ روزے۔ تلاوت قرآن۔ مظلوموں کی اعانت و دستگیری۔ طالبانِ علم و فن میں علم کی اشاعت۔ لوگوں کو فائدہ پہنچانا۔ لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنا۔ ایسے پاکیزہ اعمال اختیار کرنا جن سے ایمان تازہ اور قوی رہے۔ اُمتِ محمدی کی عزت و عظمت بڑھانا۔ اعمالِ طیبہ میں کوشش کرنا۔ اور ہمیشہ عملِ خیر کو کرنا۔ حضورؐ نے اسی قسم کے تمام اعمال کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ خدا کے نزدیک پسندیدہ اور قبولیت و ثواب کی صلاحیت رکھنے والے وہ اعمال ہیں جن کو ہمیشہ کیا جائے۔ اگرچہ وہ مقدار اور تعداد میں تھوڑے ہوں۔ اس لئے کہ اعمالِ صالحہ پر مداومت سے ایمان ہر وقت تازہ رہتا ہے۔ اور کبھی اُس میں اضمحلال یا کمزوری پیدا نہیں ہوتی۔ اور پھر یہ کہ ان اعمال سے انسان درجہ بدرجہ ترقی کرتا رہتا ہے۔ اور آخر کمال کے درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔

اوپر کی تشریح سے ظاہر ہوا کہ طاقت سے زیادہ اعمال میں جدوجہد کرنا انسان کو آخر ایک روز تھکا کر بٹھا دیتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان عمل چھوڑ دیتا ہے۔ ایمان کمزور ہو جاتا ہے اور اُس کا نام غافل و سست لوگوں کی فہرست میں درج ہو جاتا ہے۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ کا عمل دائمی ہوتا تھا دوامی سے مراد وہ عمل یا عبادت یا صدقہ وغیرہ ہے جس پر ہمیشہ عمل کیا جائے۔ مثلاً کوئی شخص دو رکعت نماز نفل روزانہ پڑھنے کا وعدہ کرلے یا ماہوار کسی بیوہ کو کچھ رقم دیتا رہے وغیرہ۔ غرض دوامی سے مراد وہ دوام ہے جو عرفِ عام میں رائج ہے۔

(۴۲)

بندوں پر خدا کے حق اور خدا پر بندوں کے حق کا بیان

عن معاذ بن جبلؓ. قال بینما انا ردیف النبی ليس بيني و بينه الا آخر الرحل فقال یا معاذ فقلت لبیك یا رسول الله وسعديك ثم سار ساعة ثم قال یا معاذ قلت لبيك رسول الله وسعديك ثم سار ساعة ثم قال یا معاذ بن جبل قلت لبيك رسول الله وسعديك قال هل تدری ما حق الله على عباده قلت الله ورسوله اعلم قال حق الله على عباده ان يعبدوه ولا يشركوا به شيئا ثم سار ساعة ثم قال یا معاذ بن جبل قلت لبيك رسول الله وسعديك قال هل تدری ما حق العباد على الله اذا فعلوه قلت الله ورسوله اعلم قال حق العباد على الله الا يعذبهم رواه البخاری ومسلم واحمد وغیرهم

معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ میں حضورؐ کی سواری پر حضورؐ کے پیچھے بیٹھا تھا اور میرے اور حضورؐ کے درمیان صرف کجاوہ کی لکڑی حائل تھی کہ حضورؐ نے فرمایا "معاذ" میں نے عرض کیا "حاضر ہوں یا رسول اللہ میں حاضر ہوں" تھوڑی دور چل کر حضورؐ نے پھر فرمایا "اے معاذ" میں نے عرض کیا "حاضر ہوں خدا کے رسول میں حاضر ہوں" تھوڑی دور اور چل کر حضورؐ نے فرمایا "معاذ بن جبل" میں نے عرض کیا "حاضر ہوں خدا کے رسول میں حاضر ہوں" حضورؐ نے فرمایا "تم جانتے ہو بندوں پر خدا کا کیا حق ہے؟" میں نے کہا "اللہ اور اللہ کا رسول ہی خوب جانتا ہے" حضورؐ نے فرمایا بندوں پر خدا کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور کسی چیز کو اُس کا شریک قرار نہ دیں" تھوڑی دور اور چل کر حضورؐ نے فرمایا "معاذ بن جبل" میں نے کہا "خدا کے رسولؐ میں حاضر ہوں" حضورؐ نے فرمایا تم کو معلوم ہے خدا پر بندوں کا کیا حق ہے جبکہ وہ خدا کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں میں نے کہا "اللہ اور اللہ کا رسول ہی خوب جانتا ہے" حضورؐ نے فرمایا "بندوں کا خدا پر یہ حق ہے کہ وہ اپنے بندوں کو عذاب نہ دے۔"

تشریح الفاظ۔ الردیف والردف۔ اُس شخص کو ردیف یا ردف کہتے ہیں جو کسی کے ساتھ سواری پر سوار ہو اور پیچھے بیٹھے اور جو چیز کسی چیز کے تابع ہو اُس کو بھی ردف یا ردیف کہتے ہیں۔ **رحل۔** اونٹ کے پالان یا کجاوہ کو رحل کہتے ہیں جس کے پیچھے کمر لگانے کی لکڑی ہوتی ہے۔ **لبیک۔** لَبّ سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنے قبول کرنے کے ہیں۔ لَبّ واحد ہے اور لبیک تثنیہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قبول کے بعد قبول ہے۔ لبیک کا استعمال عموماً تثنیہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ واحد کے ساتھ نہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ لبیک تلبیہ سے ماخوذ ہے جس کے معنے بلانے والے کو جواب دینے کے ہیں۔ یا دعوت کو قبول کرنے کے اور بعض علماء کی رائے ہے کہ لبیک کے معنی ہیں میری توجہ اور میری کوشش تیری جانب ہے۔ اور بعض کے نزدیک لبیک کے معنے ہیں میرا اخلاص تیرے لئے ہے سعدیک کے معنی ہیں میں نے تیری طاعت کی کوشش کی۔ اور پھر کوشش کی۔ یہ بھی تثنیہ ہے

حق اُس چیز کو کہتے ہیں جو محقق اور ثابت ہو اگر انسان کے لئے کوئی ایسی چیز ثابت ہو جائے جس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ ہو تو وہ انسان کا حق۔ عبادۃ خضوع کے ساتھ طاعت کو عبادت کہتے ہیں۔ یا عبادت انتہائی عاجزی و خضوع کا نام ہے۔

تشریح معانی حضرت معاذ بن جبلؓ جو ایک عابد جوان۔ مخلص مومن اور بہادر مجاہد تھے اور حضورؐ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے تھے ایک مرتبہ حضورؐ کی سواری پر حضورؐ کے پیچھے بیٹھے ہوئے سفر کر رہے تھے۔ یعنی دونوں میں اتنی قربت تھی کہ صرف کجاوہ کی لکڑی حائل تھی۔ وہ لکڑی جس سے پشت لگائے حضورؐ سواری پر تشریف فرما تھے۔ حضورؐ نے حضرت معاذؓ کو اپنے پیچھے اظہار تواضع کے لئے بٹھا لیا تھا اور اس لئے بھی کہ اس سے نوجوان مجاہد کی عزت بڑھ جائے۔

حضورؐ اور معاذ جبلؓ دونوں سواری پر آگے پیچھے بیٹھے سفر کر رہے تھے کہ چلتے چلتے حضورؐ نے پکارا۔ معاذؓ! معاذ نے کہا۔ حضورؐ میں موجود ہوں اور اطاعت کے لئے حاضر ہوں! حضورؐ نے معاذؓ کا یہ جواب سنکر خاموشی اختیار کر لی اور برابر چلتے رہے۔ تھوڑی دُور چل کر حضورؐ نے پھر پکارا۔ اے معاذ۔ معاذ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! میں پوری طرح آپ کی طرف متوجہ ہوں اور طاعت کے لئے ہر طرح حاضر ہوں! یہ سنکر حضورؐ نے پھر خاموشی اختیار کر لی۔ اور سفر کو جاری رکھا۔ تھوڑی دور اور چل کر حضورؐ نے پھر پکارا۔ اے معاذ بن جبلؓ! معاذ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! میں مخلصانہ حاضر ہوں اور ہر طرح کی اطاعت کے لئے موجود ہوں! مختصر یہ کہ تین مرتبہ حضورؐ نے معاذ کو پکارا اور معاذ بن جبلؓ تین مرتبہ پکارنے سے اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ حضورؐ کوئی اہم بات فرمانے والے ہیں۔ وہ فوراً حضورؐ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اپنے کانوں کو حضورؐ کی طرف لگا دیا۔ اور ہر قسم کے خیالات سے دل و دماغ کو پاک کر کے اُس بات کو سننے کے لئے تیار ہو گئے۔ تاکہ پوری طرح اُس کو محفوظ رکھ سکیں۔

جب حضورؐ نے محسوس کر لیا کہ معاذؓ ہمہ تن متوجہ ہیں تو آپؐ نے فرمایا۔ معاذ! تم جانتے ہو بندوں پر خدا کا کیا حق ہے۔ یعنی خدا کا شکر ادا کرنے کے لئے بندوں پر کیا چیز واجب ہے؟ حضورؐ کا مقصد سوال کا جواب حاصل کرنا نہیں تھا بلکہ اس سوال سے معاذؓ کے دل میں جواب کا شوق پیدا کرنا اور یہ تبلانا مقصود تھا کہ جو بات بتائی جانے والی ہے اُس کو پوری توجہ سے سنو۔ معاذ نے جواب میں عرض کیا کہ۔ اس کا علم تو اُسی خدا کو ہے جو ہر چیز کا علم رکھتا ہے اور پھر خدا کے رسول کو اس کا علم ہے جس کو خدا وحی کے ذریعہ ہر چیز سے آگاہ کرتا ہے۔ حضرت معاذ کا یہ جواب انتہائی ادب پر مبنی تھا۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان اپنی حد سے آگے نہ بڑھے۔ اور جس بات کا علم نہ ہو اُس کے متعلق تلاش رہے۔ حضورؐ نے حضرت معاذ کا جواب سنکر فرمایا کہ خدا کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اُس کی عبادت کریں اور کسی چیز کو اُس کا شریک قرار نہ دیں۔

حضورؐ کا یہ ارشاد ایک ایسا جامع ارشاد ہے جس میں دین اسلام کی چھوٹی بڑی تمام باتیں آگئیں۔ مثلاً یہ کہ عبادت سے مراد خضوع یعنی عاجزی و انکساری کا اظہار ہے۔ اور یہ خضوع امر و نہی الٰہی پر عمل کرنے اور پوری پوری طاعت کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ (باقی آئندہ)

شرح مثنوی مولانا رومؒ

(از معاون ایڈیٹر)

ورتو گوئی غافل است از جبر او ماہِ حق پنہاں شد اندر ابر او

ہست ایں را خوش جواب ار بشنوی بگذری از کفر و بر دیں بگروی

ترجمہ:۔ اور جو تم یہ کہو کہ انسان جبر سے ناواقف ہے اور حق بات کا چاند انسان کی جہالت کے ابر میں چھپ گیا ہے۔ اس کا ایک بہترین جواب ہے۔ اگر تم گمراہی سے علیحدہ ہو کر مذہب کی طرف رجوع کرو اور غور سے سنو۔

تشریح:۔ اوپر سے جبر و اختیار کی بحث چلی آ رہی ہے۔ یعنی ایک طبقہ انسان کو مجبور محض مانتا ہے۔ اور دوسرا مختار۔ مولانا نے آخری مسلک کی تائید کی ہے۔ اور اس پر شہادتیں پیش کی ہیں۔ یہاں سے ایک شبہ کا جو انسان کے اختیار پر وارد ہوتا ہے۔ جواب دیتے ہیں۔ وہ شبہ یہ ہے کہ انسان حقیقت میں اپنے مجبور محض ہونے سے ناواقف ہے۔ اور جبر جو چاند کی طرح روشن و واضح ہے، اُن کی جہالت کے ابر میں چھپ گیا ہے۔ یعنی اس قدر جاہل و غافل ہے کہ اپنے مجبور محض ہونے کا اُس کو علم نہیں ہے۔

حسرت و زاری کہ در بیماری است وقت بیماری ہمہ بیداری است

آں زماں کہ میشوی بیمار تو میکنی از جرم استغفار تو

ترجمہ:۔ بیماری کی حالت میں انسان پر جو حسرت و زاری طاری ہوتی ہے وہ اُس بیماری میں بیداری و آگاہی سے ہوتی ہے۔ جب تم بیمار ہوتے ہو تو خدا سے اپنے گناہوں کی بخشش کی درخواست کرنے لگتے ہو۔

تشریح:۔ مذکورہ بالا شبہ کا جواب ان اشعار سے شروع ہوتا ہے۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ بیماری میں انسان کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے گناہوں اور جرائم پر نادم ہوتا اور طاعت الٰہی بجا لانے سے خوش ہوتا ہے۔ اُس وقت وہ جہالت جس کا تم فکر کرتے ہو کہاں جاتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ انسان نہ پہلے جاہل و غافل تھا نہ بیماری میں ہوتا ہے۔ البتہ بیماری میں اُس کی حس بڑھ جاتی ہے اور وہ دنیا میں ابتدا کی غفلت سے بیدار ہو جاتا اور اپنے اختیاری افعال کو محسوس کر لیتا ہے۔ اور شرم و ندامت کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ دوسرے شعر میں مولانا معترض سے دریافت کرتے کہ اگر انسان مجبور محض ہے تو یہ بتاؤ کہ جب تم بیمار ہوتے ہو تو خدا کی طرف متوجہ ہو کر اپنے ناروا افعال سے کیوں توبہ کرتے اور بخشش کے طلب گار ہوتے ہو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بیماری کی حالت میں غفلت کا پردہ اُٹھ جاتا ہے حس تیز ہو جاتی ہے۔ اور انسان اپنے اختیاری افعالِ ناروا پہ نادم ہوتا اور بخشش چاہتا ہے۔

می نماید بر تو زشتی گنہ میکنی نیت کہ باز آیم بہ رہ

عہد و پیماں می کنی کہ بعد ازیں جز کہ طاعت نبود م کار گزیں

ترجمہ:۔ بیماری کی حالت میں انسان پر اپنے افعالِ ناروا کی بُرائی ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور وہ یہ ارادہ کر لیتا ہے کہ اب راہِ راست پر آ جاؤں گا۔ اور یہ عہد کر لیتا ہے کہ اب طاعتِ الٰہی کے سوا اور کوئی کام نہ کروں گا۔

تشریح:۔ جواب کا سلسلہ ان اشعار میں جاری ہے۔ حاصل یہ ہے کہ انسان جب بیمار ہو جاتا ہے تو اُس پر اپنے اختیاری افعالِ ناروا یعنی جرائم و گناہ کی بُرائی ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور وہ اُن کی بُرائی اور بد انجامی سے اس قدر متاثر ہوتا ہے کہ آئندہ کے لئے یہ ارادہ کر لیتا ہے کہ اب وہ راہِ راست اختیار کرے گا اور یہ عہد و پیمان خداوند تعالیٰ سے کر لیتا ہے کہ آئندہ وہ طاعتِ الٰہی اور اطاعت امر و نواہی کے سوا اور کوئی کام نہ کرے گا۔ اگر جاہل ہوتا اور اپنے اختیار سے واقف نہ ہوتا تو بیماری کی حالت میں ایسا کیوں کرتا۔

جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ بیماری کی حالت میں انسان کی جہالت و غفلت جاتی رہتی ہے اور احساس بڑھ جاتا ہے کہ وہ اپنے اختیاری افعالِ ناروا کی بُرائیوں کو محسوس کرتا اور خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

پس یقیں گشت آنکہ بیماری ترا مے بہ بخشد ہوش و بیداری ترا

ترجمہ:۔ اس جواب سے یہ یقین حاصل ہو گیا کہ بیماری تم کو ہوش و بیداری عطا کرتی ہے اور جہالت و غفلت کو تم سے دُور کر دیتی ہے۔

پس بداں ایں اصل را اے اصل جو ہر کرا درد است اُو بردست بو

ہر کہ او بیدار تر ۔ پر درد تر ہر کہ او آگاہ تر رخ زرد تر

ترجمہ:۔ اس اصل (قاعدہ) سے اب اس اصل کو بھی سمجھ لو کہ جس کے دل میں درد ہے وہ ضرور اُس کی بُو پالے گا اور جو شخص بیدار ہے وہ درد سے بھرا ہوا ہے۔ اور آگاہ ہے۔ اُس کا چہرہ خوب زرد ہے۔

تشریح:۔ اوپر کے اشعار میں شبہ کا جواب دے کر بطور معترضہ کے طور پر سلوک کا ایک قاعدہ مولانا بیان فرماتے ہیں۔ یعنی یہ کہ اے سالک مذکورہ بالا قاعدۂ کلیہ سے اس قاعدہ کو بھی سمجھ لو کہ جس کے دل میں عشقِ حقیقی کا درد ہے وہی محبوب کا پتہ لگا سکتا ہے یا وہی معرفتِ الٰہی حاصل کر سکتا ہے۔ اور بیدار و آگاہ وہی شخص ہے۔ یعنی معرفتِ حق اُسی کو حاصل ہوتی یا وصالِ محبوب اُسی کو نصیب ہوتا ہے جس کا چہرہ زیادہ زرد ہے۔ یعنی چہرہ کے رنگ کی زیادہ زردی معرفتِ حق کی زیادتی کی خبر دیتی ہے۔ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا یعنی جو شخص میری (خدا کی) جانب ایک بالشت بڑھتا ہے میں اُس کی طرف ایک گز بڑھتا ہوں۔ یعنی محبت و رجوع معرفت کی زیادتی کی موجب ہے۔ اور محبت و عشق کا اندازہ چہرے کے رنگ سے لگایا جا سکتا ہے۔

(باقی آئندہ)

شرح دیوانِ حافظ

(از معاون ایڈیٹر)

حُسنت باتفاقِ ملاحت جہاں گرفت
آرے باتفاق جہاں میتواں گرفت

ترجمہ:- تیرے حُسن نے ملاحت سے اتفاق کرکے جہان کو لیلیا اور واقعہ یہ ہے کہ اتفاق و اتحاد سے جہان کو لیا جا سکتا ہے۔

تشریح:- یہ شعر حضورؐ کی تعریف میں ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ انا ملیح واخی یوسف صبیح یعنی میں ملیح ہوں اور میرے بھائی یوسفؑ پیغمبر صبیح تھے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ اتفاق و اتحاد کی قوت سے دنیا بھر کو لیا جا سکتا ہے اور آپ کے حُسن نے ملاحت سے اتفاق کرلیا ہے۔ اس لئے سارے جہان پر آپ کا قبضہ ہوگیا ہے۔

میخواست گُل کہ دم زند۔ از رنگ و بوئے تو
از غیرتش صبا نفس اندر دہاں گرفت

ترجمہ:- پھول نے چاہا تھا کہ تیرے رنگ و بُو سے مقابلہ کرے۔ لیکن صبا نے غیرت کے سبب اُس کا دم اپنے منہ میں لے لیا۔

تشریح:- گُل سے مراد سالک و عارف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سالک نے حق تعالیٰ کی تجلی اپنے اندر مشاہدہ کی تو اُس سے ضبط نہ ہوسکا اور اُس نے چاہا کہ اس راز کو منصور کی طرح انا الحق کہہ کر فاش کردے۔ لیکن عشق کی غیرت اُس کے مانع آئی۔ اور اُس کی زبان کو بند کردیا۔

چوں لالہ کج نہاد کلاہِ طرب ز کبر
ہر داغِ دل کہ بادۂ چوں ارغواں گرفت

ترجمہ:- دل کے داغ نے ارغوان کی مانند شراب سُرخ پاکر لالہ کے مانند خوشی سے غرور و تکبر کی ٹوپی کو ترچھا رکھ لیا

تشریح:- داغِ دل سے مراد صاحبِ داغِ دل یعنی عاشق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عاشق یا سالک نے شرابِ معرفت جو نہایت خوش رنگ و لذیذ ہے۔ پی کر اس قدر ذوق مستی کو نمایاں کیا گویا لالہ کے مانند غرور و تکبر کی ٹوپی سر پر رکھ لی۔ ارغوان نارنجی اور سرخ رنگ کو کہتے ہیں۔ اور ان رنگوں کے پھول کو بھی مراد تشبیہ ہے کہ جس طرح پھول شاخ پر ترچھی ٹوپی کی مانند ہوتا ہے۔ اسی طرح سالک شرابِ معرفت سے مدہوش ہوکر گردن کو ترچھا کرلیتا ہے اور غرور و تکبر کی نمائش کرتا ہے۔

آسودہ برکنار چو پرکار می شوم
دوراں چو نقطہ عاقبتم درمیاں گرفت

ترجمہ:- میں پرکار کی مانند آزاد کنارے کنارے پھر رہا تھا۔ لیکن زمانہ نے نقطہ کی مانند آخرکار درمیان میں جکڑ لیا۔

تشریح:- پرکار دائرہ بنانے میں کنارہ پر گھومتی ہے اور نقطہ اُس چیز کو کہتے ہیں جس کی تقسیم نہ ہوسکے۔ صرف حسی اشارہ کے قابل ہو۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ میں دنیا میں بے تعلق زندگی بسر کررہا تھا یعنی پرکار کی طرح کنارے کنارے گھوم رہا تھا آخر عشقِ الٰہی نے اس روش کو خیرباد کہا اور مجھکو نقطہ کی مانند عشق و محبت کے تعلق سے دوچار ہونا پڑا۔

خواہم شدن بکوئے مغاں آستیں فشاں
زیں فتنہا کہ دامنِ آخر زماں گرفت

ترجمہ:- ان فتنوں سے جو آخری زمانہ کا دامن پکڑ رہے ہیں آستین کو جھاڑتا ہوا مغان (آتش پرست کے کوچہ میں جانا چاہتا ہوں

تشریح:- آخر زمانے میں جو فتنے پیدا ہو رہے ہیں میں چاہتا ہوں کہ ان سے علیحدہ رہنے کے لئے مغاں کے کوچے یعنی عشق و محبت کی منزل میں چلا جاؤں اور وہاں سکون و اطمینان کی زندگی بسر کروں۔ کہ اس سے اچھی پناہ گاہ کوئی نہیں ہے۔

مے دہ کہ ہر کہ آخر کار جہاں بدید!
از غم سبک برآمد و رطل گراں گرفت

ترجمہ:- شراب پلا کہ جس نے جہاں کے انجام کو دیکھ لیا ہے۔ وہ غم سے سبک ہوگیا ہے اور شراب کا بھاری پیالہ اختیار کرلیا ہے۔

تشریح:- جس نے دنیا کے انجام کو دیکھ لیا ہے یعنی یہ محسوس کرلیا ہے کہ دنیا ناپائدار اور فنا پذیر ہے۔ اُس نے دنیا کو چھوڑ دیا ہے اور شرابِ معرفت الٰہی کو اختیار کرلیا ہے۔ اگرچہ وہ نہایت گراں چیز ہے مطلب یہ کہ دنیا سے بے تعلق ہوگیا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ کی محبت کو جو گراں تر چیز ہے۔ اختیار کرلیا ہے۔ اس لئے کہ وہ پابلبلہ ہے؟

سے ۔۔۔ کو فنا منو۔ لقا سے۔ زیر آکثر نہفتہ کہ در سخن حسن است ⁂ خورشید شعلہ ایست کہ بر آسماں گرفت۔ **ترجمہ**:- اس پوشیدہ آگ سے

سالکانِ طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(از سید عزیز حسن لقائی)

(سلسلہ مسلسل پیشوا ماہ محرم)

لوگوں نے کہا۔ یہ گویا آسمانی حکم ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ خداوند تعالیٰ آپ کی تعلیم اور امانت کا کفیل ہے اور اللہ ہمیشہ صالحین کا معاون رہا ہے" جوہری نے کہا، مجھکو اتنی مہلت دو کہ میں بازار جاکر مخلوق کے حقوق ادا کرلوں۔ اور اپنے آپ کو پاک و صاف بنالوں" لوگوں نے مہلت دیدی۔ جوہری وہاں سے دوکان پر گیا۔ اور جس جس کے حقوق اُس کے ذمہ تھے اُن کو ادا کردیا۔ پھر دوکان کو اٹھا دیا۔ بازار ترک کر دیا۔ اور گوشہ نشین ہوگیا۔ فقر کو اختیار کر لیا۔ اور بہت تھوڑے عرصہ میں جوہری بن گیا۔

(۲۰۲) ایک درویش کے کشف کا بیان

شیخ عبدالعزیزؒ کے ایک مرید بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں شیخ ممدوح کے ہمراہ تھا کہ ہم ایک جنگل میں ایک قبر پر پہنچے۔ شیخ ممدوح قبر کے قریب بیٹھ کر رونے لگے۔ میں نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ تو شیخ نے فرمایا "یہ ایک ولی اللہ کی قبر ہے میرے اور ان کے درمیان ایک عجیب واقعہ پیش آیا تھا" میں نے پوچھا "وہ کیا واقعہ ہے" شیخ ممدوح نے فرمایا "ایک شہر کے اندر ایک شخص سے میرا ایک کام تھا۔ میں اپنے اس کام کی غرض سے اُس شہر کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں مغرب کی نماز کا وقت ہوگیا۔ تو میں مسجد کی طرف چل پڑا۔ مسجد میں ایک درویش کو نماز پڑھاتے دیکھا اور میں نماز میں شامل ہوگیا۔ درویش خاص لب و لہجہ میں قرآن پڑھ رہا تھا۔ یہ قرأت مجھکو ناگوار گذری اور دوران نماز کے اندر میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں اپنے کام کو ترک کردوں۔ اور اس درویش کو قرآن پڑھنا سکھا دوں۔ یہ کام میرے کام سے بہتر و اولیٰ ہے۔ بلکہ میرا خاص فرض ہے" درویش نے سلام پھیر کر میری طرف دیکھا اور کہا "شیخ عبدالعزیز فوراً اپنے کام پر روانہ ہوجاؤ جس شخص کے پاس تم جاتے ہو وہ سفر پر جا رہا ہے۔ اگر تم نے دیر کی تو وہ شخص تم کو نہ ملے گا۔ تم قرأت سکھانے اور تعلیم دینے کے خیال میں نہ پڑو۔ اپنا کام پورا کرو" میں درویش کے اس کشف سے حیران رہ گیا اور فوراً تیزی کے ساتھ اپنے کام پر روانہ ہوگیا۔ اُس شہر میں جہاں مجھکو جانا تھا داخل ہوا تو میں نے دیکھا وہ شخص باہر کھڑا ہے۔ مجھکو دیکھ کر وہ شخص ٹھہر گیا۔ اور میری ضرورت پوری کردی۔ اگر میں تھوڑی دیر اور نہ پہنچتا تو وہ چلا گیا تھا۔ میں دل میں یہ کہتا ہوا واپس ہوا کہ کچھ دنوں اس درویش کے پاس ٹھہر کر اس سے برکت حاصل کروں گا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن درویش کی صحبت سے مجھکو زیادہ فیض حاصل کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اسلئے کہ چند روز بعد درویش نے سفر آخرت اختیار کرلیا۔

(۲۰۳) اولیاء اللہ کے بعض خصائص

ایک عالم کا بیان ہے کہ میں بیت المقدس میں مقیم تھا کہ میں نے دو شخصوں کو تنہائی میں رب بزرگ و برتر سے سرگوشی میں مشغول دیکھا۔ جب وہ وہاں سے جانے لگے تو ایک نے دوسرے سے کہا "آؤ اس عرفان کا ایک نتیجہ قرار دیں" دوسرے نے کہا "جو ارادہ تم نے کیا ہے اُس میں تمہارا شریک ہوں" پہلے نے کہا "میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ آئندہ کسی مخلوق کی تیار کی ہوئی کوئی چیز نہ کھاؤں گا" میں نے آگے بڑھ کر اُن سے کہا "میں بھی تمہارے ساتھ ہوں" انھوں نے کہا "ایک شرط ہے" میں نے کہا "تمہاری ہر شرط مجھکو منظور ہے" مختصر یہ کہ ہم روانہ ہوئے اور لکام کی پہاڑی پر پہنچے۔ اور ایک گھاٹی کی طرف اشارہ کرکے دونوں نے مجھسے کہا کہ "تو اس گھاٹی میں عبادت کر" یہ کہہ کر وہ چلے گئے اور میں گھاٹی میں عبادت کرنے لگا۔ دونوں درویش میرے پاس آتے اور جو چیزیں میرے مقدر میں تھیں مجھکو دے جاتے۔ مختصر یہ کہ میں نے مدتوں اسی طرح بسر کی۔ ایک روز میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں کب تک

یہاں پڑا رہوں گا۔ طرطوس چلو۔ حلال چیزیں کھاؤ۔ لوگوں کو علم پڑھاؤ اور قرآن پڑھو۔ یہ خیال مستحکم ہو گیا اور میں طرطوس چلا گیا۔ اور ایک سال تک اپنے شغل میں مشغول رہا۔ ایک روز اُن روزوں میں سے ایک شخص اچانک آیا اور میرے قریب کھڑا ہو گیا۔ اور مجھکو مخاطب کرکے کہا "فلاں شخص! تونے غلط وعدہ کیا۔ اور اپنا عہد توڑ دیا۔ اگر تو ہم لوگوں کی طرح صبر و استقامت سے کام لیتا تو تجھکو بھی وہ باتیں حاصل ہو جاتیں جو ہم کو نصیب ہوئی ہیں" اُس درویش نے کہا۔ "تین باتیں ہیں ایک تو مشرق سے مغرب تک کا راستہ ایک قدم میں طے کرنا۔ دوسرے پانی پر چلنا اور تیسرے جب ہم چاہیں دوسروں کی نظروں سے مخفی ہو جانا" یہ کہہ کر وہ شخص نظروں سے غائب ہو گیا۔ میں نے کہا "کاش تم مجھکو پہلے سے بتا دیتے تاکہ ہم کو اضطراب میں ڈال دیا۔" اُس شخص نے ظاہر ہو کر کہا "کیا چاہتے ہو؟" میں نے کہا "کیا پھر ایسا ہونا ممکن ہے" اُس نے کہا "نہیں۔ نہیں۔ خائن پر بھروسہ نہیں کیا جاتا"

۲۰۴۔ خائن کو کچھ بتانا مناسب نہیں

شیخ یوسف بن حسینؒ کہتے ہیں۔ مجھکو یہ معلوم ہوا کہ ذوالنون مصریؒ کو اسم اعظم معلوم ہے۔ میں اسم اعظم حاصل کرنے کے لئے مکہ سے اُن کی جانب روانہ ہوا۔ اور جیزہ پہنچکر دیکھا کہ ذوالنون مصری لمبی داڑھی کے آدمی ہیں۔ اُن کے ہاتھوں میں ایک بڑا کوزہ ہے۔ کاندھے پر سامان ہے اور پاؤں میں چپل۔ مجھکو دیکھکر اُن کی نظروں میں کراہت سی محسوس ہوئی۔ میں نے قریب پہنچکر سلام کیا تو بد دلی کے ساتھ اُنھوں نے جواب دیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ "دیکھئے کیا پیش آتا ہے" دو تین دن کے بعد ایک متکلم (علم کلام کا فاضل) آیا اور کسی مسئلہ پر ذوالنون مصری سے اُس نے بحث چھیڑ دی۔ بحث میں اُس نے ذوالنون مصری پر غلبہ حاصل کر لیا۔ میں نے اس موقع سے فائدہ اُٹھایا۔ اور متکلم کے سامنے بیٹھکر اُس سے بحث شروع کر دی۔ یہاں تک کہ میں نے اُس پر غلبہ حاصل کر لیا۔ پھر علم کلام کے مسائل پر ایک ایسی تقریر کی کہ متکلم اُس کو سمجھ بھی نہ سکا۔ یہ دیکھکر ذوالنون مصری اپنی جگہ سے اُٹھے اور میرے سامنے بیٹھکر کہا۔ "معاف کیجئے میں آپ کے علمی درجہ سے ناواقف تھا۔ اب تم میرے عزیز ہو" اس کے بعد ذوالنون مصری میری عزت کرنے لگے۔ اور تمام لوگوں سے زیادہ میری خاطر و مدارات کی جانے لگی۔ مختصر یہ کہ میں اسی طرح

میں سال بھر اُن کے پاس رہا۔ آخر ایک روز میں نے کہا۔ "استاد! میں مسافر ہوں۔ ایک سال گزر چکا ہے۔ بیوی بچوں کو دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔ آپ پر میرا حق ہے۔ کہ میں آپ سے یہ مطالبہ کروں کہ آپ مجھکو اسم اعظم سکھا دیجئے" میرا یہ مطالبہ سن کر ذوالنون مصری خاموش رہے۔ اُن کے سکوت کو میں نے اس امر پر محمول کیا کہ وہ مجھکو اسم اعظم بتا دیں گے۔ چھ مہینے اور اسی طرح گزر گئے۔ آخر ایک روز ذوالنون مصری نے مجھ سے کہا "فسطاط میں ہمارا ایک دوست ہے جس کا نام یہ ہے۔ کیا تم اُس سے واقف ہو؟" میں نے کہا "ہاں میں اُن کو جانتا ہوں" یہ سنکر ذوالنون مصری نے ایک طباق نکالا جس پر رومال بندھا ہوا تھا۔ اور مجھکو دے کر کہا "تم اس طباق کو فسطاط میں ہمارے دوست کے پاس لے جاؤ۔ میں طباق لے کر چل دیا۔ طباق بہت ہلکا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ بالکل خالی ہے۔ جیزہ اور فسطاط کے درمیانی پل کو عبور کرکے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ذوالنون مصری نے یہ طباق ہدیہ کے طور پر اپنے دوست کو بھیجا ہے لیکن طباق بالکل خالی معلوم ہوتا ہے۔ دیکھنا چاہیئے آخر اس میں ہے کیا۔ یہ خیال قائم کرکے میں نے رومال کو کھول ڈالا۔ طباق میں سے ایک چوہا زمین پر کودا اور بھاگ گیا۔ مجھکو یہ دیکھکر بڑا غصہ آیا اور دل میں کہا "ذوالنون نے مجھ سے مذاق کیا ہے" میں فوراً لوٹ پڑا۔ ذوالنون نے مجھکو واپس آتے دیکھا تو مسکرائے۔ اور میرے قریب پہنچنے پر کہا۔ "مجنون! میں نے صرف ایک چوہے پر تیرے اعتماد کا امتحان لیا تھا۔ تو نے اس میں خیانت کی۔ ایسے خائن کو اسم اعظم کیونکر بتایا جا سکتا ہے۔ بہتر ہے فوراً یہاں سے واپس چلے جاؤ میں آئندہ کبھی تم کو دیکھنا نہیں چاہتا" میں نامراد واپس چلا آیا۔ (باقی آئندہ)

مذہبی معلومات

عید میلاد النبیؐ کے خلاف متحدہ محاذ

(از عزیز حسن بقائی)

سالہائے گذشتہ میں ہم "علمائے حق" و "علمائے سوء" کے عنوان سے چیدہ چیدہ مدعیان علم و فضل کی مختلف شانیں منظر عام پر لا چکے ہیں۔ منجملہ اُن شانوں کے ایک شان یہ بھی ہے کہ یہ لوگ بعض متمول مسلمان اور اشخاص کے بعض مظاہر عقیدت و محبت پر اس قدر اُدھار کھائے بیٹھے رہتے ہیں کہ جہاں ان کی نظروں کے سامنے کوئی ایسا منظر آیا یا ان کے کانوں نے کوئی ایسی بات سنی فوراً جائز و ناجائز۔ بدعت، سنت اور حلال و حرام کی بحث چھیڑ دی۔ اور اس قدر غلط بحث کیا کہ واقعہ کی صورت کچھ سے کچھ ہو کر رہ گئی۔ گویا اسلام کا دار و مدار ہی بدعت پر رہ گیا ہے۔ اسی طرح ذکر ولادت مبارک حضور سرور کائنات صلعم عرصہ دراز سے مؤقت اور غیر مؤقت ہمارے ملک میں جاری ہے۔ لیکن یہ ذکر مبارک ان مدعیان علم و فضل کے نزدیک معاذ اللہ معاذ اللہ بڑے دن اور ہندوؤں کی جنم اشٹمی کے مشابہ ہے۔ لیکن یہ عقل کے دشمن اپنی اس بدتمیزی پر یہ بھول جاتے ہیں کہ ہندو عیسائی وہی کھانا کھاتے ہیں جو یہ لمبی لمبی ڈکاریں لے کر کھاتے ہیں۔ ویسے ہی کپڑے پہنتے ہیں، جو یہ خدائی فوجدار پہنتے ہیں۔ تو پھر کیا یہ عید میلاد دنیا کے نجات دہندہ کی پیدائش کے دن کو انتہائی گستاخی سے جنم اشٹمی اور بڑا دن کہنے والے بتائیں کہ اُنھوں نے من تشبہ بقوم فھو منھم سے بچنے کے لئے مکھن، توس۔ انڈے، مچھلی، سبزی، روٹی۔ گوشت۔ چاول۔ دال۔ گیہوں۔ پانی کس کو ترک کیا۔

افسوس ہے ان دشمنان عقل و تہذیب پر کہ ذکر ولادت مبارک تو ان کے نزدیک معاذ اللہ معاذ اللہ بڑے دن اور جنم اشٹمی کے مشابہ ہے اور اس کے خلاف کافی کی اس گرانی کے دور میں فتوے اور پوسٹر شائع کئے جاتے ہیں حالانکہ یہ بھی بدعت ہے۔ لیکن ان کی زبان گنگ ہو جاتی ہے اور ضمیر مردہ ہو جاتا ہے۔ اس وقت جبکہ وہ حرام و ممنوع امور کے ارتکابات کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ اپنے شہر، اپنے محلے۔ اپنے پڑوس حتیٰ کہ اپنے مکان کے اندر دیکھتے ہیں اور ان کے علم و فضل کی حقیقت اور حق گوئی مردہ ہو کر رہ جاتی ہے جبکہ اپنی اولاد اور اپنی بیوی بہن کو بدعتوں کی زنجیروں میں جکڑا ہوا پاتے ہیں۔ ان کی اہلیہ کا مکلف لباس، زیور۔ ان کا نہایت بدتمیزی سے پان کھانا اور باتیں کرتے میں مخاطب کے منہ پر تھوک کی افشاں کرنا گویا یہ سب عین سنت ہے۔

زناکاری علانیہ جاری ہے۔ خلاف وضع فطری فعل ہر جگہ ہو رہا ہے۔ مسلمان تاجر اور عوام بلکہ میں تو یہاں تک کہنے کے لئے تیار ہوں کہ مدعیان علم و فضل بھی سودی کاروبار کر رہے ہیں۔ سود خوار تجار کے ہاں دعوتیں کھاتے۔ وعظ کی قیمت، مدرسوں کی اعانت، ان کی شادی غمی کا مرغن کھانا کھایا جاتا ہے۔ مدرسوں میں خیانت کی جا رہی ہے۔ دیانت کو بے حقیقت چیز سمجھ لیا گیا ہے۔ یتیموں اور بیواؤں کے مال کو کھایا جا رہا ہے۔ نہایت ذہنی زندگی اور بے ایمانی سے زمیندار کی زمین پر قرآن حکیم کے احکام کو ٹھکرا کر ضابطہ دیوانی کی آڑ لے کر ناجائز قبضہ اور غصب سے باغ، ناجائز دباؤ اور مکاری و عیاری سے جائدادیں اور مکانات چھینے جا رہے ہیں۔ یہ سب کچھ روزانہ بلکہ ہر لمحہ ہو رہا ہے لیکن ان مدعیان علم و فضل کے نزدیک ان امور پر خاموشی ایک دینی فریضہ ہے۔ ان ارتکابات کے خلاف زبان سے کچھ کہنا یا گرانی کے ان ایام میں فتوے اور پوسٹر شائع کرنا غیر ضروری ہے کیونکہ اس لئے کہ دولت مندوں سے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ان امور کے مرتکبین سے اُن کی کچھ اغراض ہیں، کچھ تعلقات ہیں، خواہ رشتہ داری اور عزیز داری کے تعلقات ہوں یا ہمسائگی اور محلہ داری کے تعلقات یا ان کے خلاف لکھنے کی اس لئے ہمت نہیں ہوتی کہ زکوٰۃ و خیرات بند ہو جائے گی دعوتیں اور حصے بند ہو جائیں گے۔ عرس کے ترجے۔ وعظ کے بلاوے بند ہوں گے۔

مساجد بیچی جاتی ہیں، قبور فروخت کی جا رہی ہیں۔ مسلمانوں کے اوقاف پر ناجائز تصرف جاری ہے۔ ان کی آمدنیاں کھانے

والوں میں زیادہ تعداد اُن لوگوں کی ہے جو ان مولویوں کے عقیدت مند ہیں۔ مدارس عربیہ اور مساجد کے کتب خانوں میں سے اکثر میں بددیانتی سے تجارتی کتابوں کی سپلائی کی جا رہی ہے روزانہ مسلمان جماعتوں کے جلوس نکلتے ہیں۔ ان کے نعرے دن منائے جاتے ہیں۔ پاکستان کے بادشاہ نکلتے ہیں بیشتر جینا وغیرہ کے جلوس نکلتے ہیں۔ کانگریس کے جلوس نکلتے ہیں۔ علما کے جلوس نکلتے ہیں۔ لیکن ان میں سے ان مدعیان علم و فضل کے نزدیک۔ ایک بات بھی اس قابل نہیں کہ اس کی جانب توجہ کی جائے۔ موثر تدابیر اختیار کی جائیں۔ یا فتاوے اور پوسٹر شائع کرکے ان امور سے مسلمانوں کو روکنے کی کوشش کی جائے۔ صرف ایک ذکر ولادت ہی ایسی "بدعات سئیہ" ہے جو ان مدعیان علم و فضل کے نزدیک دنیا میں مسلمانوں کا سب سے بڑا جرم ہے اور اس سے مسلمانوں کو روکنے کی کوشش نہ کرنا کتمان حق ہے جمعیۃ علماء ہند۔ جمعیۃ اہل حدیث و اہل احناف کے جلسے ان کی سجاوٹ۔ جلسوں کی نشستیں۔ جلسہ گاہوں کی آرائش کیا یہ بدعت نہیں ہے؟

ان مدعیان علم و فضل نے کبھی اپنے گھروں کی تمدنی زندگی پر بھی نظر ڈالی ہے۔ کبھی خوشحال مسلمانوں کے تمدن کو بھی دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے یہ سب کچھ ان کے سامنے ہے۔ مشابہت یہود و نصاریٰ کے مناظر اپنی آنکھوں سے آپ دیکھتے ہیں۔ لباس میں۔ رہنے سہنے میں۔ کھانے پینے میں اُٹھنے بیٹھنے میں تحریر و تقریر میں اور گھروں کی آرائش و زیبائش میں سینکڑوں مشابہتیں یہود و نصاریٰ ہنود میں ملوث نظر آتے ہیں۔ روزانہ۔ ہفتہ وار اخبارات پڑھنا۔ شائع کرنا۔ چھاپہ خانوں میں چھپوانا کتابت کرانا۔ کرنا، وغیرہ ایسے امور ہیں جو زمانہ رسالت مآبؐ میں نہیں ہوتے تھے۔ لیکن یہ بدعات کسی نوع سے بھی قابل توجہ نہیں ہیں۔ اس لئے کہ آپ اس میں خود مبتلا ہیں۔ اور اس خوف سے اس کے خلاف زبان و قلم کو حرکت میں نہیں لاتے کہ آپ خود نشانۂ مطاعن بن جائیں گے لیکن ذکر ولادت ضرور اس قابل ہے کہ اس کے خلاف زبان و قلم کے نشتروں سے کام لیں۔ اور ایک بڑی جماعت کے قلوب کو جو حضور صلعم کے ذکر ولادت اور یوم ولادت سے اپنے جذبات محبت و عقیدت کو آشکارا کرتی ہے۔ مجروح کریں۔ حالانکہ ان کو معلوم ہے کہ وہی فضائل ذکر کرنا قرآن میں ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ کا حکم ہے۔ اور یہ دونوں باتیں جلسہ اور جلوس کے علاوہ کسی صورت میں ممکن نہیں۔ لیکن مذہب کے نام پر دھوکہ کھانے والوں کی یہ بےخبری، یہ گستاخانہ جرأت کہ ذکر رسولؐ کو بدعت اور ناجائز کہا جائے انتہائی شرمناک ہے۔ اور صریح خلاف حکم نبوی اور قرآن۔

اے جہل مرکب مدعیانِ علم و فضل! کیا آپ مسلمان گھروں میں اسراف کے مناظر دیکھتے ہیں۔ والدین کے حقوق سے بےپروائی اور حقوق والدین کے مناظر آپ کو نظر آتے ہیں۔ زوجین کی قطعی غیر شرعی زندگی اور تعلقات آپ کو دکھائی دیتے ہیں۔ نافرمان اولادوں کے ارتکابات آپ کو نظر آتے ہیں۔ آپ کو اپنے محلوں میں اکثر مسلمان گالی گلوچ کرتے اور شریف بچوں اور خواتین پر آوازہ کشی کرتے نظر آتے ہیں۔ بازاروں میں مسلمان عورتیں نیم عریاں پھرتی دکھائی دیتی ہیں۔ سینما میں مسلمان عورتوں اور مردوں کا کثرت سے جانا آپ کو معلوم ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ اس کے خلاف کوئی موثر تدبیر اختیار نہیں کرتے اور فتاوے و پوسٹر شائع کرکے امر حق کو ظاہر نہیں کرتے۔ کیا یہ ایسی باتیں ہیں جن سے چشم پوشی جائز ہے۔ اور ذکر ولادت یا یوم ولادت کا منانا اس قدر اہم ارتکاب معصیت ہے کہ اس سے خاموشی و چشم پوشی ممنوع و حرام ہے۔ حالانکہ تمام عالم اسلام میں جلسہ اور جلوس کے ذریعہ اسوۂ رسالت پناہ کی تبلیغ اور رسول پاکؐ کے ذکر کی رفعت ہوتی ہے۔ جس کے لئے قرآن میں ہے کہ وما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللہ رمیٰ پھر اگر جلسہ اور جلوس بدعت ہوتا تو مکہ جو وہابی حکومت کے زیر نگین ہے وہاں فوجی بینڈ کے ہمراہ محمل شریف صلوٰۃ و سلام پڑھتا ہوا کیوں جاتا۔ مصر کے شیخ الاسلام میلاد مبارک کا جلوس نکلنے کی اجازت ہی نہ دیتے۔ بلکہ اس میں انتہائی عقیدت سے شریک کیوں ہوتے؟ تو کیا تمام دنیائے اسلام بدعت سے ناواقف ہے؟

کاروباری حلقوں کو بھی اے مدعیانِ علم و فضل ذرا دیکھئے۔ بات بات پر جھوٹ بولا جاتا ہے۔ خریدار کو دھوکا دیا جاتا ہے۔ جھوٹی قسمیں کھا کر مال بیچا جاتا ہے۔ مال کے نقص سے خریدار کو آگاہ نہیں کیا جاتا۔ چوری اور خیانت کا ارتکاب ہوتا ہے۔ کیا ان میں سے کوئی بات بھی آپ کی توجہ کو اپنی طرف مبذول نہیں کرسکتی اور آپ اُن کے خلاف حق گوئی کا مظاہرہ نہیں کرسکتے۔ کیوں؟ کیا الساکت عن الحق الشیطان الاخرس کا فرمانِ رسالت پناہ نظر سے نہیں گزرا؟

سیاسی معاملات پر نظر ڈالئے۔ علماء کی ایک جماعت زرِ نقد سے کر مسلمانوں کی زندگی کا سودا کرلی ہے۔ انگریزوں کی غلامی سے

خرافات کا اعلان مذہبی حیثیت سے کیا جاتا ہے اور انگریزوں ہی کی غلامی میں اُن کو مبتلا رکھا جاتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ غلامی کی زنجیریں اور مضبوط کر دی جاتی ہیں۔ کبھی اس کے خلاف بھی علماء کی کسی جماعت نے مؤثر تدابیر اختیار کرنے کی جرأت کی ہے اور مسلمانوں کو راہِ راست دکھانے کی کوشش کی ہے؟ کیا ان حنفی اور اہلِ حدیث علماء کا اشتراک دس کروڑ مسلمانوں کی اس غلامی کی زنجیریں توڑنے کے لئے بھی ہوا ہے۔ جس کے جواز کے لئے کلام اللہ میں ایک آیت نہیں ملتی۔ احادیث رسول اللہ میں ایک ٹکڑا، کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی کا ایک قول نہیں ملتا۔ لیکن یہ مدعیانِ حق اظہارِ حق کو ظاہر کرنے کی اپنی بزدلی سے ہمت نہیں رکھتے۔

کہا جا سکتا ہے کہ ان میں سے بعض امور کے خلاف مواعظ میں اور فتاوی اور پوسٹروں کے ذریعہ کافی کہا جا چکا ہے اور لکھا جا چکا ہے۔ لیکن کیا کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ ان میں سے بعض حرام و ممنوع امور کے خلاف مؤثر تدابیر اختیار کی گئی ہیں۔ یا کم از کم اتنی ہی کوشش کی گئی ہے جتنی کہ ذکرِ ولادت اور عید میلاد کو بدعت بنانے میں ہر سال کی جاتی ہے اور پھر اس جلوس کے جواز کے لئے تو فتوی ہی کافی نہیں سمجھا گیا جو مدحِ صحابہ کی بدعت کے لئے لکھنؤ میں نکالا گیا۔ بلکہ دس ہزار سے زیادہ مسلمانوں کو قید کرانا بھی کتاب و سنت سمجھا گیا۔ اور مسلمانوں میں افتراق پیدا ہونے کا لحاظ نہیں کیا گیا۔ لکھنؤ میں سنی اتحاد آویزش کے لئے تو جلوس جائز۔ لیکن ذکرِ رسولؐ کے لئے جلوس بدعت! اللہ اللہ کیا اسلام ہے۔

ماہ ربیع الاول آیا۔ عید میلاد النبی اور ذکرِ ولادت کے اعلانات شائع ہوئے اور مختلف مواقع پر مجالس میلاد کے انعقاد کی اطلاعات دی گئیں کہ بعض مدعیانِ علم و فضل کے تن بدن میں اسی طرح آگ لگ گئی جس طرح ابولہب کے دل میں ذکرِ رسالتؐ نے لگا دی تھی۔ تمام حرام و ممنوع امور میں خاموشی اختیار کی جا سکتی ہے لیکن ذکرِ رسالت مآبؐ پر خاموشی اور صبر سے کام نہ لیا جا سکا اور فتاوے و مضامین شائع ہونے لگے۔ معلوم نہیں کہ ذکرِ ولادت اور یوم النبیؐ میں کون زہر بھرا ہوا ہے جس سے کہ یہ مدعیانِ علم و فضل اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح بم کے گولے سے لوگ بھاگتے ہیں۔ حالانکہ اگر مذہبی ٹھیکیدار عناد اور ہٹ دھرمی سے کام لیں تو تعین یوم و تاریخ وقت کا ثبوت ہی نہیں مل سکتا۔ بلکہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ محدث دہلوی نے تو اس کو ضروری قرار دیا ہے۔

اس وقت ہمارے سامنے صحیفۂ اہلِ حدیث ماہ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ کا مضمون "رسم میلاد کی تحقیق" در دہلی کے حضرات علمائے کرام کا متفقہ فتوی دربارہ عید میلاد النبی صلعم" ہے۔ صحیفۂ اہلحدیث کو ذکرِ ولادت سے تو کوئی مناسبت ہی نہیں کہی جا سکتی اسلئے کہ وہ غالباً حضور رسول صلعم کی نبوت سے پہلے کی زندگی کو عبث خیال کرتا ہے کہ اس کے ذکر کی شریعت اہلِ حدیث میں کوئی وقعت نہیں ہے۔ البتہ فتوی قابلِ توجہ ہے کہ اس میں حنفی علماء بھی شامل ہیں۔

ناظرین کرام کو معلوم ہوگا کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے کہ اہلِ حدیث حنفی جماعت کو حق سے بیگانہ خیال کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا اور اُن سے شرعی تعلقات ازدواج وغیرہ رکھنا بھی بُرا جانتے تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اہلحدیث کی ایک جماعت حنفیوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتی تھی اور تقریباً یہی خیالات حنفیوں کے تھے۔ گویا۔ گویا ان کے خیال میں قال لا الٰہ الا اللہ فقد دخل الجنۃ ایک بے حقیقت (معاذ اللہ) ارشادِ نبوی ہے۔ لیکن فیا للعجب! آج ذکرِ ولادت کو بدعت کہنے میں دونوں جماعتیں اس طرح مل گئی ہیں گویا ان میں کوئی اختلاف ہی نہ تھا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور ان کے فقہ کے یہ دشمن آج ان مدعیانِ علم و فضل کے دوست ہیں۔ اور امام ابن تیمیہ وغیرہ کے دشمن اہلِ حدیث کے دوست۔ کم از کم عید میلاد النبی کی ایک یہ برکت تو نظر کے سامنے موجود ہے کہ دو جانی دشمن جگری دوست بن گئے ہیں اور ذکرِ ولادت کے خلاف دونوں نے متحدہ محاذ قائم کیا ہے۔ دینی دشمنی کو دنیوی دوستی میں تبدیل کرکے ذکرِ ولادت کے خلاف منظرِ عام پر نمایاں ہوئے ہیں۔ اور اس ذکرِ رسالت مآبؐ کی مخالفت کی جاتی ہے جس کو قرآن حکیم نے نمونہ کی زندگی مسلمانوں کیلئے قابلِ تقلید بتایا ہے اور جس کی رفعت کا تذکرہ جس پر درود و سلام بھیجنے کا حکم کلام اللہ میں موجود ہے۔

مذکورہ بالا الفاظ کی تشریح یہ ہے کہ "متفقہ فتوے" پر علماء اہلِ حدیث اور علماء احناف دونوں کے دستخط ہیں۔ اور دو دشمن یک زبان ہوکر نبی آخر الزماں صلعم کے ذکرِ ولادت کو غلط مبحث کرکے ناجائز و بدعت قرار دے رہے ہیں۔ گویا اس طرح انھوں نے اس محبت کا ثبوت دیا ہے جس کا مطالبہ حضور انور روحی فداہ نے مسلمانوں سے کیا ہے۔ جس محبت د

عقیدت کے بغیر حنفی ہو یا وہابی اس کا اسلام ہی مشتبہ ہے۔

وہابیوں کی گستاخیاں شانِ رسالت مآبؐ میں کو عرصہ سے جاری تھیں۔ لیکن حنفی علماء کی یہ نمک پاشیاں شمعِ نبوت کے پروانوں کے لئے نئی ہیں۔ اس مضمون میں انہی گستاخوں کو جواب دینا ہے۔

صحیفۂ اہلِ حدیث اور متفقہ فتوے میں بتایا گیا ہے کہ "جو عمل عہدِ نبویؐ اور خیر القرون میں نہ پایا گیا ہو وہ بدعت ہے۔ اور حضورؐ کے ارشاد کے مطابق "بدعتی کا نہ روزہ قبول ہوتا ہے نہ نماز؛ نہ صدقہ قبول ہوتا ہے۔ نہ حج عمرہ اور جہاد اور نہ کوئی عمل۔ فرض و نفل۔ اور بدعتی اسلام سے اس طرح خارج ہو جاتا ہے جس طرح آٹے میں سے بال نکال کر پھینک دیا جاتا ہے"۔

قبل اس کے کہ ہم بدعت کے موضوع پر بحث کریں ان بر خود غلط مفتیانِ شرع سے ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ ان کے یہ لمبے لمبے جبے جن کی آستینوں میں بلا مبالغہ ایک ایک من قند راشننگ اور کنٹرول کے زمانہ میں چھپایا جا سکتا ہے۔ اور یہ لمبے لمبے ڈھیلے ڈھالے پالوس کرتے اور عمامے جو محض شخصیت کو نمایاں کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں کیا عہدِ نبوی اور خیر القرون کی یادگار ہیں اور کیا اسراف میں ان کو کوئی دخل نہیں ہے؟ کیا مساجد کے عظیم الشان مینار اور قبے عہدِ نبوی سے لئے گئے ہیں؟ کیا کلام اللہ کو چھاپنا ترجمہ کرنا۔ تفسیریں شائع کرنا۔ اس کے اشتہار دینا۔ احادیثِ نبویؐ کو جمع کر کے کتابی صورت میں لانا۔ باوجود عہدِ صدیقیؓ میں اس کی ممانعت کے اور پھر ان کو چھاپ کر انتہائی گراں قیمت پر بیچنا جس سے اشاعت کا مقصد فوت ہوتا ہو، کیا حضورؐ کے ارشاد کے مطابق ہے؟ کیا قرآن و حدیث کی تعلیم کی گراں قدر اجرت لینا اتنی گراں قدر کہ اس حیثیت کو چھوڑ کر چوتھائی رقم بھی ملنا ناممکن ہو عہدِ نبوی اور خیر القرون کی یادگار ہے؟ کیا مساجد میں نماز پڑھانے کی حیثیت شخصی سے زیادہ اجرت لینا عہدِ نبوی کے مطابق ہے؟ کیا زکوٰۃ کے روپے کو تملیک کی فرضی کارروائی کے بعد اُن امور پر خرچ کرنا جو مصارفِ زکوٰۃ سے تعلق نہیں رکھتے عہدِ نبویؐ کے مطابق ہے۔ مساجد کو غیر ضروری نمائشی ساز و سامان سے آراستہ کرنا اور مفتیانِ شرع کا ان مساجد میں نماز پڑھنا اور خاموش رہنا یہ نہیں بتاتا ہے کہ یقیناً عہدِ نبوی میں اس قسم کی غیر ضروری نمائشی چیزوں سے جو نماز کے خلوص میں حارج ہو سکتی ہیں مساجد کو آراستہ کیا گیا ہوگا۔ کیا تار، ٹیلیفون، ریڈیو، ریلوے، گراموفون، سائیکل، گھوڑا گاڑی، موٹر، تانگہ، بہلی، ہاتھی کی سواری، اور حقہ، پان، سگریٹ، بیڑی اور ایجادات عہدِ نبویؐ کی یادگار ہیں؟ کیا ٹینک، ہوائی جہاز، ایرکرافٹ گن، مشین گن، ہوائی، بحری، زمینی سرنگیں، زہریلی گیس وغیرہ ایجادات کو چھوڑ کر یہ علماءِ کرام عہدِ نبوی کی تلواریں، نیزے اور اونٹوں کی ہڈیاں لے کر میدانِ جنگ میں جا سکتے ہیں؟

یہ چند باتیں ہیں ان ہزاروں باتوں میں سے جن کی سند عہدِ نبوی سے طلب کی جا سکتی ہے۔ عہدِ فاروقی میں جب قرآن مجید کو جمع و مرتب کیا گیا تھا اور عہدِ عثمانیؓ میں جب قرآن مجید کی قرأت کے اختلاف کو دور کیا گیا تھا، ان امور کو بعض اہلِ علم اور صحابہ نے بدعت کہا تھا۔ اور رسمِ عثمانی کو تو آج تک بعض فرقے بدعت کہتے ہیں۔ کیا حقیقت میں یہ عمل بھی بدعت میں شامل ہے؟ اور حضرت فاروقِ اعظمؓ و عثمان غنیؓ کو معاذ اللہ بدعتی کہنے کی اسلام کے ان خود ساختہ چودھریوں اور ٹھیکیداروں میں ہمت ہے؟

جب کہ آج تک یہ مفتیانِ شرع متین اپنے بدعتی اور متبعِ سنت ہونے کا باہم فیصلہ نہیں کر سکے ہیں تو ان کو کیا حق ہے کہ دوسروں پر اس بدعت کو اچھالیں۔ ایک جماعت کہتی ہے وتر ایک رکعت ہے۔ تین رکعت پڑھنا بدعت ہے۔ تراویح کی آٹھ رکعتیں ہیں۔ بیس رکعتیں پڑھنا بدعت ہے۔ فاتحہ ایصالِ ثواب کے لئے کھانا بدعت کہا جاتا ہے۔ پھر ان بدعتوں کا ارتکاب علانیہ ہوتا ہے۔ لیکن کسی کو جرأت نہیں ہوتی کہ بدعتی کے متعلق جو ارشادِ نبوی ہے اس کو اس موقع پر دوہرا سکے۔ ہاں یہ بدعتی اور متبعِ سنت ذکرِ ولادتِ نبویؐ کو بدعت کہنے میں یک زبان ہو جاتے ہیں اور اس کو بھول جاتے ہیں کہ خود ان کی زندگی سرتاپا بدعت ہے۔ نہ حضورؐ سرورِ کائنات ایسے پختہ محلات میں رہے۔ نہ ایسے برتنوں میں یہ مرغن کھانے کھائے۔ نہ ایسے مکلف فرش سے آراستہ مسہریاں استعمال کیں۔ نہ ایسا غیر شرعی لباس پہنا۔ لیکن شیطانی اسبابِ راحت و عیش استعمال کرنے کے بعد بھی یہ علماء متبعِ سنت رہے ہیں۔ لیکن ذکرِ رسولِ پاکؐ بدعت۔ فیا للعجب۔

ماہ ربیع الاول میں یا دوسرے ایام میں سیرت النبیؐ کے جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے چندہ کے روپے کو بے دریغ جائز و ناجائز طریقہ سے خرچ کیا جاتا ہے۔ بایں ہمہ

نہ تو یہ جلسے بدعت ہیں اور نہ امورِ محدثات۔ بلکہ ان میں علماء شریک ہوتے ہیں۔ تقاریر میں رطب و یابس سب کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ مرغن کھانے کھلائے جاتے ہیں۔ گراں قدر سفر خرچ اور نذرانہ لیا جاتا ہے۔ اور بدعت سے اُن کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا؟ اللہ اللہ ان سے زیادہ حاملِ کتاب و سنت اس نیلگوں آسمان کے نیچے کون ہے؟ یہی وہ لوگ ہیں جو اول درجہ کے بدعتی ہونے، اول درجہ کے کتمانِ حق، تلبیس الحق بالباطل پر عامل ہونے کے باوجود اپنے تئیں وقت کا امام احمد بن حنبلؒ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ امام کی گلی کے کتے بھی [illegible]

احناف تقلیدِ شخصی کے قائل اور معتقد ہیں۔ کیا اس قسم کی تقلید کی کوئی نظیر عہدِ نبویؐ اور زمانۂ خیر القرون میں پائی جاتی ہے۔ اور کیا صحابۂ کرام نے کبھی ایک امام کی تقلید کی تھی؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر تقلیدِ شخصی کو کیا کہا جائے گا؟ اس کو بدعت کہنے کی ان مفتیانِ احناف میں ہمت نہیں ہے اگرچہ وہ صریح بدعت ہے۔

پھر نوع اہلِ حدیث اور احناف کا ذکرِ ولادتِ مبارک کے خلاف ایک متحدہ محاذ ہے۔ لیکن اس محاذ پر جو شخصیتیں نظر آتی ہیں اُن کی کیفیت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کو حق پر نہیں سمجھتا۔ اہلِ حدیث احناف کو تقلیدِ شخصی کے سبب گمراہ بتاتے ہیں۔ اور احناف اہلِ حدیث کو تقلید، اجماع اور قیاس سے منحرف پاکر گمراہ کہتے ہیں۔ بھلا ایسے لوگوں کا متحدہ محاذ کیوں کر حق پر ہو سکتا ہے۔ جب کہ دونوں گروہوں میں سے کوئی بھی کسی ایک کو حق پر نہیں سمجھتا اور پھر ایسے فتوے کی وقعت کیا ہو سکتی ہے جس کے مفتی خود سر سے پیر تک ہر سانس میں بدعت میں مبتلا رہتے ہوں۔ اُن کا اُٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا، سب بدعت ہے۔ کیا ان خود کاشتہ مفتیانِ عظام میں ہمت ہے کہ وہ ہمارا چیلنج قبول کریں اور اپنے بدعتی ہونے پر ہم سے بحث کریں۔

علماء احناف کی ایک بڑی جماعت طریقت و سلوک کے بصری کیفی ذوق اور منازلِ سلوک طے کرنے کے لئے بعض خاص طریقوں کی پابند ہے۔ یعنی سماع مزامیر، وغیر مزامیر سے لطف اندوز ہوتی ہے۔ عشقِ مجازی کے پردہ میں مردوں کے حسن سے بصارت کا ذوق حاصل کرتی ہے۔ طرقِ سلوک کو طے کرنے میں مختلف قسم کے مراقبات کرتی۔ ذکرِ نفی و اثبات وغیرہ میں مشغول رہتی اور مریدوں کو اس کی تعلیم دیتی ہے۔ کیا یہ تمام چیزیں عہدِ نبویؐ میں موجود تھیں؟ کیا صحابۂ کرام آج کل کے صوفیوں کی طرح مساجد یا مکانات میں ذکرِ نفی و اثبات جہری سے یا قوالی کے خواب شکن شور سے دن بھر کے تھکے ماندے لوگوں کی نیندیں حرام کیا کرتے تھے۔ اور کیا خیر القرون میں اس پر عمل کیا جاتا تھا؟ اگر یہ سب بدعت ہے تو ان مفتیانِ کرام نے کب اس کے خلاف متحدہ محاذ قائم کیا ہے؟ جبکہ انہیں سے اکثر کسی نہ کسی نوع سے اس کے ملزم ہیں۔

مختصر یہ کہ ہزاروں باتیں اس قسم کی موجود ہیں جن کا وجود عہدِ نبوی اور خیر القرون میں نہ تھا۔ لیکن آج ان کو کوئی بھی بدعت نہیں کہتا۔ اور بدعتی کے لئے جو وعید ہے اس پر اس کے عاملوں کو چسپاں نہیں کیا جاتا۔ اگر ہم اس قسم کے بدعات کو شمار کرائیں جو آج علماء احناف و اہلِ حدیث کے عمل میں ہیں تو یہ مضمون ایک کتاب بن جائے گا۔ ایسی حالت میں صرف ذکرِ ولادت اور عید میلاد منانے کو بدعت کہنا کہاں تک مناسب ہے۔ اور اس بدعت کو کہنے والے اشخاص کا متحدہ محاذ کسی کو کیا ضرر پہنچا سکتا ہے۔ خصوصاً جب کہ محاذ کے سپاہی ایک دوسرے کے مخالف اور دشمن ہوں۔ اور باہم اس قدر نفرت کہ ایک دوسرے کو گمراہ کہتا ہو۔ ایک کو دوسرے کے اسلام میں شبہ ہو۔ ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہ سمجھتا ہو تو ان دونوں گمراہ ٹولیوں کو کسی اور مسلمان کو گمراہ و بدعتی کہنے کا حق کیوں کر ہو سکتا ہے۔

اب ہم مختصر سی بحث سنت اور بدعت کے موضوع پر کرتے ہیں۔ صحیفۂ اہلِ حدیث لکھتا ہے ؎

نئی ایجادیں کرنے والا غور سے سن لے!
رہے گا تا ابد دوزخ میں جو بدعت کا بانی ہے

جس بدعت کی یہ وعید بیان کی گئی ہے اس کی تعریف صحیفہ مذکور یوں کرتا ہے کہ "زمانہ خیر القرون میں جو عمل نہ پایا جاتا ہو اس کو دین سمجھ کر انجام دینے کا نام بدعت ہے" متفقہ فتوے میں لکھا ہے کہ شر الامور محدثاتها (بدترین امور نئی ایجادیں ہیں) من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد (جو شخص ہمارے امر (یعنی دین) میں کوئی نئی بات پیدا کرے جو دین میں سے نہیں ہے وہ مردود ہے) یہی دو جملے متفقہ فتوے میں علماء احناف و اہلِ حدیث کے متفقہ ہیں اور حضورؐ کے ارشادات ہو سکتے ہیں۔ باقی امور علماء کے اقوال پر مبنی ہیں۔ جن کی عبارت وہ نہیں مانی جائے جو حدیث صحیح کی ہے۔ پھر بتایا

گیا ہے کہ جس کام کی اصل دین محمدی میں نہ ہو حضورؐ صحابہ کرام۔ تابعین عظام نے جس کام کو نہ کیا ہو اس کو دین قرار دینا اور کارِ ثواب و باعثِ برکت سمجھ کر کرنا یقیناً بدعت ہے۔

ان دلائل کو پڑھنے کے بعد ہم کو اس امر پر غور کرنا ہے کہ دینی امر سے کیا مطلب ہے۔ اور وہ زمانہ خیر القرون کونسا ہے۔ جس کی ایجادات بدعت نہیں ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ دین اصول و فرائض کا نام ہے۔ اور اس صورت میں ظاہر ہے کہ جو کوئی ایسی بات ایجاد کرے گا جس کو اصول و فرائض کا درجہ دے دیا جائے یقیناً وہ بدعت ہے۔ اور اس کا عامل اس وعید کا مستحق ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ لیکن کون ذی ہوش، تعلیم یافتہ اور اصولِ دین سے واقف ایسا شخص ہے جو ذکرِ ولادت کو فرض و واجب کہتا اور فرض و واجب سمجھ کر اس کی مجالس منعقد کرتا ہے یا جلوس میلاد میں شرکت کرتا ہے۔ دہلی میں لاکھوں مسلمان بستے ہیں۔ لیکن مشکل سے ماہ ربیع الاول یا سال کے دوسرے مہینوں میں ذکرِ ولادت کی مجالس کی تعداد ایک ہزار یا اس سے بھی کم نکلے گی۔ اگر دینی فرض سمجھ کر اس کام کو کیا جاتا تو کوئی گھر اس سے خالی نہ رہتا۔ ذکر ولادت کی مجالس صرف وہی لوگ منعقد کرتے ہیں جو دین اسلام کو لانے والے سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ خواہ یہ عقیدت و محبت جذباتی ہو یا روحانی۔ بہر نوع نہ تو ذکرِ ولادت کی مجالس کو کوئی فرض و واجب سمجھ کر کرتا ہے اور نہ عید میلاد فرض و واجب سمجھ کر منائی جاتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس کو جذباتِ محبت و عقیدت پر مبنی کہا جا سکتا ہے۔ اور اس قسم کے جذبات کا مظاہرہ مسلمان بہت سے ایسے امور میں بھی کرتے ہیں جو دین میں داخل ہیں۔ مثلاً عید اضحیٰ پر شخصِ واحد کا متعدد قربانیاں کرنا۔ واجب حج کو ادا کرنے کے بعد متعدد حج کرنا۔ فرض نماز کے بعد نوافل کثرت سے پڑھنا وغیرہ وغیرہ

اب رہی بدعت کی تعریف، علماء احناف و اہلحدیث کہتے ہیں کہ بدعت اس امر کو کہتے ہیں جس کا وجود عہد نبوی۔ صحابہ کرام اور تابعین کے زمانوں سے نہ پایا جائے۔ یہ تعریف متفق علیہ علماء نہیں ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوب ۱۸۶ میں لکھتے ہیں فعلیکم بالاختصار علیٰ متابعۃ سنۃ رسول اللّٰہ والاکتفاء علیٰ اقتداء اصحابہ الکرام۔ یعنی حضورؐ کی متابعت اور صحابہ کرام کی اقتدا کو لازم سمجھو۔ اس سے معلوم ہوا کہ خیر القرون کے تیسرے زمانہ تابعین میں جو چیز ایجاد ہوئی ہو وہ بھی قابل اعتبار نہیں۔ گویا ان کی ایجادات بھی بدعت ہیں۔ علماء اہل حدیث میں سے چند علماء کا قول ہے البدعۃ کا لم یکن فی عہد رسول اللّٰہ۔ یعنی بدعت وہ ہے جس کا وجود عہد نبویؐ میں نہ ہو۔ اس قول سے صحابہ کی ایجادات بھی قابلِ اعتبار نہیں۔ گویا ان کی ایجادات بھی بدعت ہیں۔ یہ قول مفاتیح الاسرار التراویح سے ماخوذ ہے۔

خیر القرون کا زمانہ علماء نے اس حدیث سے لیا ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم یعنی بہترین زمانہ میرا (یعنی حضورؐ کا) زمانہ ہے۔ پھر ان لوگوں کا جو میرے زمانہ کے لوگوں سے متصل ہیں۔ اور پھر ان لوگوں کا کہ جو ان سے متصل ہیں۔ اس حدیث کی عام تشریح یہ کی گئی ہے کہ قرنی سے مراد حضورؐ اور صحابہؓ کا زمانہ ہے۔ ثم الذین یلونھم سے مراد تابعین کا عہد ہے۔ اور دوسرے ثم الذین یلونھم سے مراد تبع تابعین کا دور ہے۔ اور بعض نے قرنی سے صرف حضورؐ کا عہد مراد لیا ہے۔ ثم الذین یلونھم سے صحابہ اور تابعین کا زمانہ۔ اور یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو چیز عہد نبویؐ صحابہؓ تابعینؒ یا تبع تابعینؒ میں ایجاد ہوئی وہ سنت ہے۔ اور بعد کی ایجاد بدعت ہے۔ لیکن حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ اور مولانا احمد علی صاحبؒ سہارنپوری۔ استاد مولانا محمد قاسم صاحب دیوبندیؒ جنھوں نے بخاری شریف پر حاشیہ لکھا ہے کی تحقیق یہ ہے کہ قرنی سے مراد حضورؐ کا زمانہ ہے۔ ثم الذین یلونھم سے مراد حضرت ابوبکرؓ کا عہد اور دوسرے ثم الذین یلونھم سے مراد حضرت عمر فاروقؓ کا دور ہے۔ اس تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق اعظمؓ کے عہد تک کی ایجادات سنت ہیں۔ اور بعد کی بدعت۔ مختصر یہ کہ علماء میں خیر القرون پر بھی اتفاق نہیں ہے۔ اور پھر یہ کہ اس حدیث سے یہ کیوں کر سمجھ لیا گیا کہ خیر القرون کی ایجاد سنت اور بعد کی بدعت ہے۔ حدیث میں خیر القرون کا ذکر ہے۔ ایجاد کے سنت و بدعت ہونے کا کوئی ذکر نہیں۔ لیکن آہ اسلام کے یہ ٹھیکیدار، یہود و نصاریٰ کے علماء و رہبان کی طرح اسلام کی تعلیم کو مسخ کرنے اور اس کے احکام کی غلط تاویل کرنے اور اسلام کے آسان دین کو مشکل کرنے میں آزاد ہیں۔ ایک حدیث یہ ہے کہ من سنۃ فی الاسلام سنۃ

مسنۃ فعمل بھا بعدہ کتب لہ مثل اجر من عمل بھا ولا ینقص من اجورھم شیئ۔ یعنی جو شخص اسلام میں کوئی بہترین بات ایجاد کرے اور اس پر بعد کو عمل کیا جائے تو اس کے حساب میں عاملوں کا اجر بھی لکھا جائے گا۔ اور عاملوں کے اجر میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔ اگر یہ حدیث صحیح مانی جائے جیسا کہ اکابر علماء کی اکثریت اس کو صحیح تسلیم کرتی ہے اور ذکر رسالت مآب کو بدعت بنانے والے یہ مدعیان سنت بھی اس حدیث کو صحیح مانتے ہیں تو اسوۂ نبی کی تبلیغ کے موجد و عید میلاد و جلوس میلاد اور ان کے متبعین قابل مبارک باد ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو نیک کے صحیح راستہ پر لگایا۔

بہر نوع مطلق ذکر ولادت اور اس کے لئے اجتماع۔ مطلق یوم ولادت کی خوشی منانا اور امور منکرہ سے اجتناب اختیار کرنا ہرگز بدعت سیئہ میں داخل نہیں ہے خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ اس قسم کی مجالس یا دن منانے سے اسلام کی جانب رغبت اور شوکت اسلام کا مظاہرہ ہوتا ہے بعینہٖ اسلام کے جلوس، مشاہیر کے مواعظ و تقاریر کے اعلانات بزرگانِ دین کے اعراس جبکہ وہ امور منکرہ سے خالی ہوں۔ اور اسلامی فتوحات وغیرہ کے ایام منانا کسی نوع سے بھی بدعت میں داخل نہیں ہیں۔ اس لئے کہ ان کو مذہبی فرائض خیال نہیں کیا جاتا۔ صحیفۂ اہل حدیث اور متفقہ فتوے میں جو باتیں ظاہر کی گئی ہیں وہ وہی ہیں جن کا اعلان تقریباً ایک صدی سے ہندوستان میں ہو رہا ہے۔ اور جس کی تہ میں مسلمان جماعتوں کے درمیان افتراق و انشقاق کو باقی رکھنا اور قوی و مستحکم کرنا ہے تاکہ رکھ کیں باہمی مذہبی نفرت بڑھتی رہے اور ان مدعیان قاطع بدعت کے حلوے مانڈے میں فرق نہ آئے۔ حکومت مسلمانوں کی طرف سے مطمئن ہو کر ان کی غلامی کے پھندے کو اور مضبوط کرتی رہی ہے۔ وقت اس قسم کی باتوں کا نہیں ہے۔ اور نہ مسلمانوں میں افتراق پھیلانے کو دینی خدمت کہا جا سکتا ہے۔ اور نہ حقیقت میں یہ امر دین کی تبلیغ ہے۔ اس لئے کہ یقیناً اس کی تہ میں باہمی بغض و عناد کام کر رہا ہے۔ اگر حقیقت میں ان علماء کا مقصد اصلاح و فلاح مسلمین ہوتا تو وہ کوئی اور مفید صورت اختیار کر سکتے تھے۔ مثلاً یہ کہ مسلمانوں کو یہ مشورہ دیتے کہ یوم ولادت کو وہ مذہبی امر خیال نہ کریں۔ اور اپنے جذباتِ محبت و عقیدت کا مظاہرہ اس طرح کریں کہ ان میں منکرات کا شائبہ نہ ہو اور مسلمانوں کو اُن سے فائدہ پہنچے اور وہ دین اسلام کی پابندی کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اور یہ کہ ذکر ولادت کی مجالس میں قدیم طرز کو ترک کر دیں۔ ذکر ولادت کے ساتھ حضورؐ کی زندگی کے نصیحت و عبرت آمیز حالات تبلیغ اسلام کے واقعات اور اسلامی فتوحات کے مناظر وغیرہ کو بھی پیش کریں۔ تاکہ مسلمان اُن سے کافی فائدہ حاصل کر سکیں۔ حقوق العباد و حقوق ہمسایہ۔ تجارتی معاملات کی طرف توجہ فرمائیں۔ یعنی کاروباری امور، تجارت، تمدن اور معاشرت پر بھی سبق آموز بیانات سے حاضرین کو مستفید کریں۔ اور عہد نبویؐ کے واقعات و ارشادات نبویؐ سے مسلمانوں کے قلوب و دماغ کو روشنی پہنچائیں۔ یقیناً ان کے مشورات مسلمانوں کو پہنچاتے اور ان کی اصلاح ہو جاتی۔ وہ یقیناً قدیم طرز کی میلاد خوانی چھوڑ دیتے۔ اور جن باتوں کی ذکر ولادت میں آج کل ضرورت ہے وہ اختیار کر لیتے۔ پھر ان ناصحین مشفق کے مشورہ کے الفاظ اس قدر نرم اور مشورات اس قدر دل پذیر ہونے چاہئیں تھے کہ مسلمان فوراً ان کی طرف متوجہ ہو جاتے اور ان کے مشورات کو خیر خواہی قرار دیتے۔ نہ کہ بازاری الفاظ۔ غیر شرعی طرز تحریر، "کرشن کنھیا" جیسے الفاظ لکھکر اسلام کے بلند اخلاق کو غیر مسلموں میں رسوا کرنا، اور ان کو دعوت دینا کہ وہ حضور سرکار دو جہاں کی شان میں گستاخیاں کریں۔ حالانکہ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر کے تحت سری کرشن جی ہندوستان کے پیغمبر تھے جن کا احترام ہر مسلمان پر واجب ہے۔

خدا ہی جانتا ہے ہمارے علماء میں مسلمانوں کی اصلاح اور غلامی کی زنجیریں توڑنے کا صحیح جذبہ کب پیدا ہوگا اور کب خداوند تعالیٰ اُن کے دل و دماغ کو اس قابل بنائے کہ وہ نائب رسولؐ کی حیثیت سے حضورؐ کی صحیح نیابت کا فرض انجام دے سکیں۔ ایک صدی گزر جانے کے بعد بھی ہمارے علماء غالباً یہ سمجھتے ہیں کہ وہ دین کے حاکم ہیں اور اُن کا حکم اسی طرح واجب الاطاعت ہے جس طرح معاذ اللہ خداوند قدوس کا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ آج دنیا اس قدر آگے بڑھ گئی ہے کہ ان علماء کے محدود و تنگ خیالات کا مذاق اُڑایا جاتا ہے اور اُن کو صرف مساجد کا ایک "ملّا" یا مُردے کی حاضری اور پھولوں کی دعوتیں کھانے والا گردانا جاتا ہے۔ بڑے شرم اور افسوس کی بات ہے کہ چند علماء کو چھوڑ کر عام علماء کی روش نے ان خیالات کی تائید کی ہے۔ خدا کے لئے اے علماء کرام اپنی روش کو درست کرو

دنیا و جہان کے موافق حق گوئی سے کام لو۔ اس طرح نہیں کہ لوگ بدک جائیں اور اصلاح فساد بن جائے۔ امید ہے کہ ہمارے ان مشورات پر غور کیا

اگر غوث الاعظم سرکار بغداد رضؓ سے عقیدت ہے؟

تو آپ کی سب سے بڑی سیرت کو روزانہ اپنے مطالعہ میں رکھو۔ گیارھویں کی محفل میں پڑھکر سناؤ۔ ہمیں یقین ہے کہ سب کو حضرت کے فیضان کا حصہ پہونچے گا۔ سرکار بغداد سے ارادت ہے۔ اور بایں ہمہ آپ کی سیرت مبارک نہیں پڑھی یا نہیں سنی، تعجب ہے اور افسوس ہے کہ کیسی بڑی نعمت سے آپ ابھی تک محروم ہیں۔ پس فوراً یہ نسخہ شفا طلب کر لیجئے۔ اور اس کی گوناگوں برکتوں سے مالا مال ہو جایئے۔ دین و دنیا کی کوئی مشکل نہیں ہے جو اس کتاب سے حل نہیں ہو جاتی۔ اور کوئی مصیبت نہیں ہے جو اس سے دور نہیں ہوتی۔ اور دنیا و آخرت کی کوئی نعمت نہیں ہے جو اس کی بدولت نصیب نہیں ہے۔ عجیب و غریب کتاب ہے۔

واضح ہو کہ اس کتاب سے بہتر حضور غوث پاکؒ کی سوانحعمری آجتک شائع نہیں ہوئی

اس میں گیارھویں شریف کی ضرورت اور اس کی افادیت پر ایسے دلائل ہیں کہ آج تک اُن کو نہیں توڑا جا سکا۔ پھر تصوف پر نہایت عالمانہ بحث ہے۔ پھر حضور غوث پاکؒ کی سب سے بڑی اور سب سے جامع، سب سے مکمل سوانح عمری ہے۔ اس کے بعد آپ کی کرامات کا تذکرہ ہے۔ پھر آپ کے مواعظ کا خلاصہ ہے۔ پھر آپ کی

مشہور کتاب فتوح الغیب کا مکمل نچوڑ ہے!

پھر آپ کی شاعری اور روحانی تعلیم کا تذکرہ ہے۔ پھر قادریہ سلسلہ کی تعلیم اور اوراد و وظائف لکھے گئے ہیں۔ ٹائیٹل پر بنز بہٗ اقدس کا ڈسکور ہے۔ اچھی لکھائی چھپائی سفید چکنا کاغذ ضخامت تقریباً ساڑھے تین سو صفحے قیمت صرف تین روپے ... محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ۔ **مینیجر رسالہ پیشوا۔ اُردو بازار۔ جامع مسجد۔ دہلی**



إِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنتُم مُّلْقُونَ ۝

مقرب لوگوں میں داخل ہو جاؤ گے موسیٰ نے اُن سے فرمایا کہ تم جو کچھ ڈالنا ہو ڈالو

فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ ۝

سو انھوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم ہم ہی غالب آویں گے

فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ۝ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ

پھر موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا سو ڈالتے کے ساتھ ہی ان کے تمام تر دھندے کو نگلنا شروع کر دیا سو جادوگر سب سجدے میں

سَاجِدِينَ ۝ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۝ قَالَ

گر پڑے کہ ہم ایمان لے آئے رب العلمین پر جو موسیٰ اور ہارون کا بھی رب ہے فرعون

آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ

کہنے لگا کہ ہاں تم موسیٰ پر ایمان لے آئے بدون اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں ضرور یہ تم سب کا استاد ہے جس نے تم کو

فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُ

جادو سکھایا ہے سو اب تم کو حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا

صَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ قَالُوا لَا ضَيْرَ ۖ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ۝ إِنَّا نَطْمَعُ

اور تم سب کو سولی پر ٹانگ دوں گا انھوں نے جواب دیا کہ کچھ حرج نہیں ہم اپنے مالک کے پاس جا پہنچیں گے ہم امید رکھتے ہیں

أَن يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطَايَانَا أَن كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

کہ ہمارا پروردگار ہماری خطاؤں کو معاف کر دے اس وجہ سے کہ ہم سب سے پہلے ایمان لے آئے

تفسیر قال للملأ سے اول المؤمنین تک :۔ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جو یہ معجزات ظاہر ہوئے تو) فرعون نے اہل دربار سے جو اس کے آس پاس (بیٹھے) تھے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے اس کا (اصل) مطلب یہ ہے کہ اپنے جادو (کے زور) سے (خود رئیس ہو جاوے اور) تم کو تمہاری سرزمین سے باہر کر دے (تاکہ بلا مزاحمت غیرے اپنی قوم کو لے کر ریاست کرے) سو تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو درباریوں نے کہا آپ اُن کو اور ان کے بھائی کو (چندے) مہلت دیجئے اور (اپنے حدود قلمرو کے) شہروں میں (گرداوروں کو یعنی) چپراسیوں کو (حکم نامے دے کر) بھیج دیجئے کہ وہ (سب شہروں سے) سب ماہر جادوگروں کو (جمع کر کے) آپ کے پاس لاکر حاضر کر دیں غرض وہ جادوگر ایک معین دن کے خاص وقت پر جمع کر لئے گئے۔ (معین دن سے مراد یوم الزینۃ ہے اور خاص وقت سے مراد وقت ضحیٰ ہے جیسا سورہ طٰہٰ کے شروع رکوع سوم میں اس کا تعین ہونا مقابلہ کے لئے مذکور ہے یعنی اس وقت کے قریب تک سب جمع کر لئے گئے اور فرعون کو جمع ہونے کی اطلاع کی گئی) اور (فرعون کی جانب سے بطور اعلان عام کے) لوگوں کو یہ اشتہار دیا گیا کہ کیا تم لوگ (فلاں موقع پر واقعہ دیکھنے کے لئے) جمع ہو گے (یعنی جمع ہو جاؤ) تاکہ اگر جادوگر غالب آجاویں (جیسا کہ غالب توقع ہے) تو ہم اُن ہی کی راہ پر رہیں (یعنی وہی راہ جس پر فرعون تھا اور دوسروں کو بھی اُس پر رکھنا چاہتا تھا مطلب یہ کہ جمع ہو کر دیکھو امید ہے کہ جادوگر غالب رہیں گے تو ہم لوگوں کے طریق کا حق ہونا

حجت سے ثابت ہو جاوے گا) پھر جب وہ جادوگر (فرعون کی بستی میں) آئے تو فرعون سے کہنے لگے کہ اگر (موسیٰ علیہ السلام پر) ہم غالب آگئے تو کیا ہم کو کوئی بڑا صلہ (اور انعام) ملے گا فرعون نے کہا کہ ہاں (انعام مالی بھی بڑا ملے گا) اور (مزید برآں یہ ہو جاوے گا کہ) تم اس صورت میں (ہمارے) مقرب لوگوں میں داخل ہو جاؤ گے (غرض اس گفتگو کے بعد عین موقعہ پر آئے اور دوسری طرف موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ اور مقابلہ شروع ہوا اور ساحروں نے موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ اپنا عصا پہلے ڈالئے گا یا ہم ڈالیں) موسیٰ (علیہ السلام) نے اُن سے فرمایا کہ تم کو جو کچھ ڈالنا (منظور) ہو (میدان میں) ڈالو سو اُنھوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں (جو جادو کے اثر سے سانپ معلوم ہوتے تھے) اور کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم بیشک ہم ہی غالب آویں گے پھر موسیٰ (علیہ السلام) نے (بحکم خداوندی) اپنا عصا ڈالا سو ڈالتے کے ساتھ ہی (اژدہا بن کر) اُن کے تمام بنے بنائے دھندے کو نگلنا شروع کر دیا سو (یہ دیکھ کر) جادوگر (ایسے متاثر ہوئے کہ) سب سجدے میں گر پڑے (اور پکار پکار) کہنے لگے کہ ہم ایمان لے آئے رب العالمین پر جو موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کا بھی رب ہے فرعون بڑا گھبرایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ساری رعایا ہی مسلمان ہو جاوے تو ایک مضمون گھڑ کر بصورت عتاب ساحروں سے) کہنے لگا کہ ہاں تم موسیٰ پر ایمان لے آئے بدون اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں ضرور (معلوم ہوتا ہے کہ) یہ (جادو میں) تم سب کا استاد ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے (اور تم اس کے شاگرد ہو اس لئے باہم خفیہ سازش کر لی ہے کہ تم یوں کرنا ہم یوں کریں گے پھر اس طرح ہار جیت ظاہر کریں گے تاکہ قبطیوں سے سلطنت لے کر بفراغ خاطر خود ریاست کرو کقولہ تعالےٰ فی سورۃ الاعراف اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا) سو اب تم کو حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے (اور وہ یہ ہے کہ) میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تم سب کو سُولی پر ٹانگ دوں گا (تاکہ اوروں کو عبرت ہو) اُنھوں نے جواب دیا کہ کچھ حرج نہیں ہم اپنے مالک کے پاس جا پہنچیں گے (جہاں ہر طرح امن و راحت ہے پھر ایسے مرنے سے نقصان ہی کیا ہوا اور) ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہماری خطاؤں کو معاف کر دے اس وجہ سے کہ ہم (اس موقع پر حاضرین میں سے) سب سے پہلے ایمان لائے (پس اس پر یہ شبہ نہیں ہو سکتا کہ ان سے پہلے بعضے ایمان لا چکے تھے جیسے آسیہ اور مؤمن آل فرعون اور بنی اسرائیل) ف نتبع السحرة میں اتباع فرعون کا مقصود ہے اس عنوان سے تعبیر کرنے میں دلیل اتباع کی طرف اشارہ ہے کہ خود غرضی ظاہر نہ ہو اور سورۂ اعراف میں ایسے ہی الفاظ سے یہ قصہ آیا ہے وہاں کچھ ضروری فوائد آیات کے ذیل میں مذکور ہیں ملاحظہ کر لئے جاویں۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ

اور ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ میرے بندوں کو شب ہی شب نکال لیجاؤ تم لوگوں کا تعاقب کیا جاوے گا فرعون نے شہروں میں

فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝ وَاِنَّهُمْ لَنَا

چپراسی دوڑائے کہ یہ لوگ تھوڑی سی جماعت ہے اور انھوں نے ہم کو بہت

لَغَآئِظُوْنَ ۝ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ

غصہ دلایا ہے اور ہم سب ایک مسلح جماعت ہیں غرض ہم نے ان کو باغوں سے اور چشموں سے

وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ كَذٰلِكَ ؕ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ فَاَتْبَعُوْهُمْ

اور خزانوں سے اور عمدہ مکانات سے باہر کیا یوں کیا اور ان کے بعد بنی اسرائیل کو ان کا مالک بنایا غرض سورج نکلنے کے

مُّشْرِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝ قَالَ

وقت ان کو پیچھے سے جا لیا پھر جب دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو موسیٰ کے ہمراہی کہنے لگے کہ بس ہم تو ان کے ہاتھ آگئے موسیٰ نے فرمایا

كَلَّا ۚ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ۝ فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ

کہ ہرگز نہیں کیونکہ میرے ہمراہ میرا پروردگار ہے اور وہ مجھکو ابھی رستہ بتلادیگا پھر ہم نے موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنی عصا کو دریا پر مارو

الْبَحْرَ ۖ فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ۝ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ

چنانچہ وہ پھٹ گیا اور ہر حصہ اتنا تھا جیسا بڑا پہاڑ اور ہم نے دوسرے فریق کو

الْآخَرِينَ ۝ وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ أَجْمَعِينَ ۝ ثُمَّ أَغْرَقْنَا

اس موقع کے قریب پہنچادیا اور ہم نے موسیٰ کو اور اُن کے ساتھ والوں کو بچالیا پھر دوسروں کو غرق کردیا

الْآخَرِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝

اس واقعہ میں بھی بڑی عبرت ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

اور آپ کا رب بڑا زبردست ہے بڑا مہربان ہے

تفسیر فاوحینا سے عزیز الرحیم تک ۔ اور (جب فرعون کو اس واقعہ سے بھی ہدایت نہ ہوئی اور اس نے بنی اسرائیل کی آزادی نہ چھوڑی تو) ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم بھیجا کہ میرے (ان) بندوں کو (یعنی بنی اسرائیل کو) شباشب (مصر سے باہر) نکال لے جاؤ (اور فرعون کی جانب سے) تم لوگوں کا تعاقب (بھی) کیا جاوے گا (چنانچہ وہ موافق حکم کے بنی اسرائیل کو لے کر رات کو چل دیے صبح یہ خبر مشہور ہوئی تو) فرعون نے (تعاقب کی تدبیر کرنے کے لئے جابجا آس پاس کے) شہروں میں چپراسی دوڑا دیئے (اور یہ کہلا بھیجا) کہ یہ لوگ (یعنی بنی اسرائیل ہماری نسبت) تھوڑی سی جماعت ہے (ان کے مقابلہ سے کوئی اندیشہ نہ کرے) اور انھوں نے (اپنی کارروائی سے) ہم کو بہت غصہ دلایا ہے (وہ کارروائی یہ ہے کہ خفیہ چالاکی سے نکل گئے یا یہ کہ زیور بھی ہمارا بہت سا عاریت کے بہانہ سے لے گئے غرض ہم کو احمق بنا گئے ہیں ضرور ان کا تدارک کرنا چاہیئے) اور ہم سب ایک مسلح جماعت (اور باقاعدہ فوج) ہیں غرض (دو چار روز میں حسب سامان اور فوج سے درست ہو گیا تو لاؤ لشکر لے کر بنی اسرائیل کے تعاقب میں چلا اور یہ خبر نہ تھی کہ اب لوٹنا نصیب نہ ہوگا تو اس حساب سے گویا) ہم نے ان کو باغوں سے اور چشموں سے اور خزانوں سے اور عمدہ مکانات سے نکال باہر کیا (ہم نے اُن کے ساتھ تو) یوں کیا اور ان کے بعد بنی اسرائیل کو اُن کا مالک بنا دیا (یہ جملہ معترضہ تھا آگے قصہ ہے) غرض (ایک روز) سورج نکلنے کے وقت ان کو پیچھے سے جا لیا (یعنی قریب پہونچ گئے اس وقت بنی اسرائیل دریائے قلزم سے اُترنے کی فکر میں تھے کہ کیا سامان کریں) پھر جب دونوں جماعتیں (باہم ایسی قریب ہوئیں کہ) ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو موسیٰ (علیہ السلام) کے ہمراہی (گھبرا کر) کہنے لگے کہ (اے موسیٰ) بس ہم تو ان کے ہاتھ آگئے موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ہرگز نہیں کیونکہ میرے ہمراہ میرا پروردگار ہے وہ مجھکو ابھی (دریا سے نکلنے کا) راستہ بتادے گا (کیونکہ موسیٰ علیہ السلام سے امر بالاسراء کے وقت یہ کہہ دیا گیا تھا فاضرب لھم طریقا فی البحر یبسا لا تخاف درکا ولا تخشی گو صورت کی کیفیت بتلائی تھی پس موسیٰ علیہ السلام اس وعدے پر مطمئن تھے اور بنی اسرائیل کیفیت نہ معلوم ہونے سے مضطرب تھے) پھر ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم دیا کہ اپنی عصا کو دریا پر مارو چنانچہ (انھوں نے اس پر عصا مارا جس سے) وہ (دریا) پھٹ (کر کئی حصے ہو) گیا (یعنی پانی کئی جگہ سے اِدھر اُدھر ہٹ کر بیچ میں متعدد سڑکیں کھل گئیں) اور ہر حصہ اتنا (بڑا) تھا جیسا بڑا پہاڑ (یہ لوگ دریا میں امن و اطمینان سے پار ہو گئے) اور ہم نے دوسرے فریق کو بھی اس موقع کے قریب پہونچا دیا (یعنی فرعون اور فرعونی بھی دریا کے نزدیک پہونچے اور موافق پیشین گوئی سابق واترک البحر رھوا ۔ ۔ ۔ اس وقت تک اسی حال پر ٹھہرا ہوا تھا اس سے نکلا ہوتے

بستہ کو غنیمت سمجھا اور آگا پیچھا کچھ سوچا نہیں۔ سارا لشکر اندر گھس گیا اور چاروں طرف سے پانی سمٹنا شروع ہوا اور سارے لشکر کا کام
تمام ہوا) اور (انجام قصہ کا یہ ہوا کہ) ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اور ان کے ساتھ والوں کو سب کو (غرق ہونے سے) بچا لیا پھر دوسروں
(یعنی ان کے مخالفوں کو) غرق کر دیا (اور) اس واقعہ میں بڑی عبرت ہے (یعنی اس قابل ہے کہ کفار اس سے استدلال کریں کہ مخالفت
احکام و رسل موجب عذاب خداوندی ہے اور اس کو سمجھ کر مخالفت سے بچیں) اور (باوجود اس کے) ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ
ایمان نہیں لاتے اور آپ کا رب بڑا زبردست ہے (اگر چاہتا دنیا ہی میں اُن کو عذاب دیتا لیکن) بڑا مہربان (بھی) ہے (اسلئے
اپنی رحمت عامہ سے عذاب کی مہلت مقرر کر دی ہے پس عدم تعجیل عذاب سے بے فکر نہ ہونا چاہئے) **ف** اور رثنا بنی اسرائیل
کے متعلق پارہ نہم کے۔ ربع آیت واورثنا القوم کے ذیل میں بھی کچھ لکھا گیا ہے اس وقت اُس کے متعلق کچھ اور زائد مضمون نظر
سے گزرا اُس کو نقل کئے دیتا ہوں وہ یہ کہ آیت میں یہ تصریح نہیں ہے کہ فرعون کے ہلاک ہوتے ہی بنی اسرائیل مصر پر مسلط ہو گئے
تھے تاکہ آیت پر شبہ لازم آوے کہ تواریخ سے ثابت ہے کہ اس وقت بنی اسرائیل مصر کو نہیں لوٹے بلکہ شام کی طرف بڑھتے رہے
بیچ میں وادی تیہ کا قصہ ہوا پھر چالیس برس کے بعد شام پر قابض ہوئے اور وہاں ہی رہ پڑے۔ اب یہ شبہ نہیں رہا کیونکہ اورثنا
عام ہے بلا فصل اور مع الفصل کو سو حکومت مصر میں ایسے انقلابات ہوتے رہے کہ ایک وقت میں مصر بھی بنی اسرائیل کی سلطنت میں
شامل ہو گیا اور یہ زمانہ سلیمان علیہ السلام کا ہے۔ اور بعض نے مضاف محذوف مانا ہے یعنی واورثنا امثالہا بنی اسرائیل
اور امثال سے مراد شام کے جنات و عیون لئے ہیں۔ یعنی ہم نے عزیزوں کو ذلیل کیا کہ یہ چیزیں ان کے قبضہ سے نکال دیں اور
ذلیلوں کو عزیز کیا کہ ایسا سامان اُن کو عطا کیا، گو دوسرے ملک میں ہی واللہ اعلم۔ اور فرعونیوں کے زیور لینے کے متعلق سورۂ طٰہٰ
میں ایک اور توجیہ لکھ چکا ہوں۔ ایک توجیہ اس وقت اپنی ایک پرانی تحریر میں نظر سے گزری اُس کو نقل کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ
اگر کسی کو شبہ پرایا مال لینے کا ہو تو اس احتمال سے دفع کرنے کہ مصریوں نے خدا جانے ان غریبوں کا کتنا نقصان کر دیا ہو گا۔
اور کتنی مزدوری اُن کی ماری ہو گی۔ اس طور پر تو شاید حساب بھی پورا نہ ہوا ہو گا۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ۘ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ○

اور آپ لوگوں کے سامنے ابراہیم کا قصہ بیان کیجئے جب کہ انھوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کس چیز کی عبادت

قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ○ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ○

کیا کرتے ہو انھوں نے کہا کہ ہم بتوں کی عبادت کیا کرتے ہیں اور ہم ان ہی پر جمے بیٹھے رہتے ہیں ابراہیم نے فرمایا کہ کیا یہ تمہاری سنتے ہیں جب تم اُنکو

اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ○ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ○

پکارا کرتے ہو یا یہ تم کو کچھ نفع پہنچاتے ہیں یا یہ تم کو کچھ ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ انھوں نے کہا نہیں بلکہ ہم نے اپنے بڑوں کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے

قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ○ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ○

ابراہیم نے فرمایا کہ بھلا تم نے ان کو دیکھا بھی جن کی تم عبادت کیا کرتے ہو تم بھی اور تمہارے پرانے بڑے بھی

فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ○

کہ یہ میرے باعث ضرر ہیں مگر ہاں رب العالمین جس نے مجھکو پیدا کیا پھر وہی مجھکو رہنمائی کرتا ہے

وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ○ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ○ وَالَّذِيْ

اور جو کہ مجھکو کھلاتا پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھکو شفا دیتا ہے اور جو مجھکو

يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ۝ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ۝

موت دے گا پھر مجھکو زندہ کرے گا اور جس سے مجھکو یہ امید ہے کہ میری غلط کاریوں کو قیامت کے روز معاف کر دے گا

رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۝ وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ

اے میرے پروردگار مجھکو حکمت عطا فرما اور مجھکو نیک لوگوں کے ساتھ شامل فرما اور میرا ذکر آئندہ آنے والوں میں

فِي الْآخِرِينَ ۝ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۝ وَاغْفِرْ لِأَبِي

جاری رکھ اور مجھکو جنت النعیم کے مستحقین میں سے کر اور میرے باپ کی مغفرت

إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۝ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ

فرما کہ وہ گمراہ لوگوں میں سے ہے اور جس روز سب زندہ ہو کر اٹھیں گے اس روز مجھکو رسوا نہ کرنا جس دن کہ نہ مال کام

مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ

آوے گا اور نہ اولاد مگر ہاں جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آوے گا اور خدا ترسوں کے لئے جنت نزدیک

لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ۝ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ

کر دی جاوے گی اور گمراہوں کے لئے دوزخ سامنے ظاہر کردی جاوے گی اور ان سے کہا جاوے گا کہ وہ

تَعْبُدُونَ ۝ مِنْ دُونِ اللَّهِ ط هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ ۝

معبود کہاں گئے جن کی تم خدا کے سوا عبادت کیا کرتے تھے کیا وہ تمہارا ساتھ دے سکتے ہیں یا اپنا ہی بچاؤ کر سکتے ہیں

فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ۝ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ۝ قَالُوا

پھر وہ اور گمراہ لوگ اور ابلیس کا لشکر سب کے سب دوزخ میں اوندھے منہ ڈالدیئے جاویں گے وہ

وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۝ تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ إِذْ نُسَوِّيكُمْ

کفار اس دوزخ میں گفتگو کرتے ہوئے کہیں گے کہ بخدا بیشک ہم صریح گمراہی میں تھے جب کہ تم کو

بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ۝ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ۝

رب العلمین کے برابر کرتے تھے اور ہم کو تو بس ان بڑے بڑے مجرموں نے گمراہ کیا سو نہ کوئی ہمارا سفارشی ہے

وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ۝ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

اور نہ کوئی مخلص دوست ہے سو کیا اچھا ہوتا کہ ہم کو پھر واپس جانا ملتا کہ ہم مسلمان ہو جاتے بے شک اس

لَآيَةً ط وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

واقعہ میں ایک عبرت ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور بیشک آپ کا رب بڑا زبردست رحمت والا ہے

تفسیر واتل علیھم سے ھو العزیز الرحیم تک ۔ اور آپ ان لوگوں کے سامنے ابراہیم (علیہ السلام) کا قصہ بیان کیجئے (تاکہ ان کو دلائل ذم شرک کے معلوم ہوں خصوص ابراہیم علیہ السلام سے منقول ہو کر کیونکہ یہ مشرکین عرب اپنے کو ملتِ ابراہیمیہ پر بتلاتے ہیں اور وہ قصہ اس وقت واقع ہوا تھا) جبکہ انھوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے (جو کہ بت پرست تھے) فرمایا کہ تم کس (واہیات) چیز کی عبادت کیا کرتے ہو انھوں نے کہا کہ ہم بتوں کی عبادت کیا کرتے ہیں اور ہم ان ہی (کی عبادت) پر جمے بیٹھے رہتے ہیں ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا یہ تمہاری سنتے ہیں جب تم ان کو (اپنی عرض حاجت کے وقت) پکارا کرتے ہو یا (تم جو ان کی عبادت کرتے ہو تو کیا) یہ تم کو کچھ نفع پہونچاتے ہیں یا (اگر تم ان کی عبادت ترک کر دو تو کیا) یہ تم کو کچھ ضرر پہونچا سکتے ہیں (یعنی استحقاق الوہیت کے لئے علم اور قدرت کاملہ تو ضروری ہے) ان لوگوں نے کہا نہیں (یہ بات تو نہیں ہے کہ یہ کچھ سنتے ہوں یا کچھ نفع و ضرر پہونچا سکتے ہوں اور ان کی عبادت کرنے کی یہ وجہ نہیں) بلکہ ہم نے اپنے بڑوں کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے (اس لئے ہم بھی کفر کرتے ہیں) ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کہ بھلا تم نے ان (کی حالت) کو (غور سے) دیکھا بھی جن کی تم عبادت کیا کرتے ہو تم بھی اور تمہارے پرانے بڑے بھی کہ یہ (معبودین میرے (یعنی تمہارے لئے) باعث ضرر ہیں (یعنی اگر ان کی عبادت کی جاوے خواہ نعوذ باللہ میں کروں یا تم کرو تو بجز ضرر کے اور کوئی نتیجہ نہیں) مگر ہاں رب العالمین (ایسا ہے کہ وہ اپنے عابدین کا دوست ہے اور اس کی عبادت سرتاسر نافع ہے) جس نے مجھکو (اور اسی طرح سب کو) پیدا کیا پھر وہی مجھکو (میری مصلحتوں تک) رہنمائی کرتا ہے (یعنی عقل و فہم دیتا ہے جس سے نفع و ضرر کو سمجھتا ہوں) اور جو کہ مجھکو کھلاتا پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں (جس کے بعد شفا ہو جاتی ہے) تو وہی مجھکو شفا دیتا ہے اور جو مجھکو (وقت پر) موت دے گا پھر (قیامت کے روز) مجھکو زندہ کرے گا اور جس سے مجھکو یہ امید ہے کہ میری غلط کاری کو قیامت کے روز معاف کر دے گا (یہ تمام صفات اس لئے سنائیں کہ قوم کو خدا تعالیٰ کی عبادت کی رغبت ہو پھر صفات کمال بیان فرمانے فرماتے غلبہ حضور سے حق تعالیٰ سے مناجات کرنے لگے کہ) اے میرے پروردگار مجھکو حکمت (یعنی جامعیت بین العلم والعمل میں زیادہ کمال) عطا فرما (کیونکہ نفس حکمت تو وقت دعا کے بھی حاصل ہے) اور (مراتب زیادۂ قرب میں) مجھکو (اعلیٰ درجہ کے) نیک لوگوں کے ساتھ شامل فرما (مراد انبیاء عالیشان ہیں) اور میرا ذکر آئندہ آنے والوں میں جاری رکھ (تاکہ میرے طریقے پر چلیں جس میں مجھکو ثواب زیادہ ملے) اور مجھکو جنت النعیم کے مستحقین میں سے کر اور میرے باپ (کو توفیق ایمان کی دے کر اس) کی مغفرت فرما کہ وہ گمراہ لوگوں میں ہے اور جس روز سب زندہ ہو کر اٹھیں گے اس روز مجھکو رسوا نہ کرنا (آگے اس دن کے بعض واقعات ہائلہ کا بھی ذکر فرما دیا تاکہ قوم سنے اور ڈرے یعنی وہ ایسا دن ہوگا) جس دن میں کہ (نجات کے لئے) نہ مال کام آوے گا اور نہ اولاد مگر ہاں (اس کو نجات ہوگی) جو اللہ کے پاس (کفر و شرک سے) پاک دل لے کر آویگا اور (اس روز) خدا ترسوں (یعنی ایمان والوں) کے لئے جنت نزدیک کر دی جاوے گی (کہ اس کو دیکھیں اور یہ معلوم کر کے کہ ہم اس میں جاویں گے خوش ہوں) اور گمراہوں (یعنی کافروں) کے لئے دوزخ سامنے ظاہر کی جاوے گی (کہ اس کو دیکھ کر مغموم ہوں کہ ہم اس میں جاویں گے) اور (اس روز) ان (گمراہوں) سے کہا جاوے گا کہ وہ معبود کہاں گئے جن کی تم خدا کے سوا عبادت کیا کرتے تھے کیا (اس وقت) وہ تمہارا ساتھ دے سکتے ہیں یا اپنا ہی بچاؤ کر سکتے ہیں پھر (یہ کہہ کر) وہ (عابدین) اور گمراہ لوگ اور ابلیس کا لشکر سب کے سب دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دئے جاویں گے (پس وہ بت نہ اپنے کو بچا سکے نہ اپنے معبودین کو اسی طرح شیاطین بھی نہ ناصر ہوسکے نہ منتصر) وہ کفار اس دوزخ میں گفتگو کرتے ہوئے (ان معبودین سے) کہیں گے کہ بخدا بیشک ہم صریح گمراہی میں تھے جبکہ تم کو (عبادت میں) رب العالمین کے برابر کرتے تھے اور ہم کو تو بس ان بڑے مجرموں نے (جو کہ بانی ضلالت تھے) گمراہ کیا سو (اب) نہ کوئی ہمارا سفارشی ہے (کہ چھڑا لے) اور نہ کوئی مخلص دوست ہے (کہ خالی دلسوزی ہی کرے) سو کیا اچھا ہوتا کہ ہم کو (دنیا میں) پھر واپس جانا ملتا کہ ہم مسلمان ہو جاتے (یہاں تک ابراہیم علیہ السلام کی تقریر ہو گئی آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) بیشک اس واقعہ (مناظرۂ ابراہیمیہ و نیز واقعۂ قیامت) میں (بھی طالبان حق اور انجام اندیشوں کے لئے) ایک عبرت ہے (کہ مضامین مناظرہ میں غور کر کے توحید کا اعتقاد کریں اور واقعات قیامت سے ڈریں اور ایمان لاویں)

اور (باوجود اس کے) ان (مشرکین مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لائے بیشک آپ کا رب بڑا زبردست رحمت والا ہے (کہ عذاب دے سکتا تھا مگر مہلت دے رکھی ہے) **ف** خطیئتی سے مراد خلاف اولیٰ ہے ورنہ انبیاء علیہم السلام معاصی سے پاک ہیں۔ الحاق سے مراد زیادت مرتبہ قرب مخصوصہ بالصالحین ہے اور اغفر لابی کے ترجمہ کی جو تقریر کی گئی ہے اس سے شبہ استغفار للکافر جاتا رہا۔ اور ابراہیم علیہ السلام کا یہ فرمانا لا ینفع مال و لا بنون صاف قرینہ ہے کہ استغفار بالمعنی المتبادر تو کافر کے لئے وہ بھی نافع نہ سمجھتے تھے اور لا ینفع مال ولا بنون سے کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ مومنین کو تو مال جس کو تصدق کیا ہو اور اولاد جو صالح ہو یا نابالغ مرگئی ہو نافع ہے۔ بات یہ ہے کہ نفی نفع کی باعتبار ان کی ذات کے ہے اور مومن کے لئے نافع ہونا بوجہ اقتران بالعمل الصالح یعنی تصدق وصبر کے ہے۔ پس اس جواب کی حاجت نہیں کہ یہ عدم نفع کفار سے مخصوص ہے۔ اور آیت سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ اصنام کو اس روز کچھ ادراک ہوگا سو عقلاً نقلاً اس سے کوئی امر مانع نہیں۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝

قوم نوح نے پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان کے برادری کے بھائی نوح نے فرمایا کہ کیا تم نہیں ڈرتے

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور میں تم سے کوئی صلہ

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ

نہیں مانگتا میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے سو تم اللہ سے ڈرو

وَأَطِيعُونِ ۝ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ۝ قَالَ وَمَا

اور میرا کہنا مانو وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا ہم تم کو مانیں گے حالانکہ رذیل لوگ تمہارے ساتھ ہولئے ہیں نوح نے فرمایا کہ

عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي ۖ لَوْ تَشْعُرُونَ ۝

ان کے کام سے تو مجھکو کیا بحث ان سے حساب کتاب لینا بس خدا کا کام ہے کیا خوب ہو کہ تم اس کو سمجھو

وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ قَالُوا لَئِنْ

اور میں ایمانداروں کو دور کرنے والا نہیں ہوں میں تو صاف طور پر ایک ڈرانے والا ہوں وہ لوگ کہنے لگے کہ

لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي

اگر تم اے نوح باز نہ آؤ گے تو ضرور سنگسار کردئے جاؤ گے نوح نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار

كَذَّبُونِ ۝ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

میری قوم مجکو جھٹلا رہی ہے سو آپ میرے اور ان کے درمیان میں ایک فیصلہ کر دیجئے اور مجکو اور جو ایماندار میرے ساتھ ہیں انکو نجات دیجئے

فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ۝

تو ہمنے انکو اور جو انکے ساتھ بھری ہوئی کشتی میں تھے ان کو نجات دی پھر اس کے بعد ہم نے باقی لوگوں کو غرق کر دیا

نصف

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

اس میں بڑی عبرت ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے بیشک آپ کا رب زبردست مہربان ہے

ع ۱۵ / ۱۰

تفسیر: کذبت قوم نوح سے لہو العزیز الرحیم تک :- قوم نوح نے پیغمبروں کو جھٹلایا (کیونکہ ایک پیغمبر کی تکذیب سے سب کی تکذیب لازم آتی ہے) جبکہ ان سے ان کی برادری کے بھائی نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا تم (خدا) نہیں ڈرتے، میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں (کہ بعینہٖ پیغام خداوندی بلاکمی بیشی پہونچا دیتا ہوں) سو (اس کا مقتضا یہ ہے کہ) تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور (نیز) میں تم سے کوئی (دنیوی) صلہ (بھی) نہیں مانگتا میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے سو (میری اس بےغرضی کا مقتضا بھی یہ ہے کہ) تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا ہم تم کو مانیں حالانکہ رذیل لوگ تمہارے ساتھ ہو لئے ہیں (جن کی موافقت سے شرفاء کو عار آتی ہے و نیز اکثر ایسے کم حوصلہ لوگوں کے اغراض بھی حصول مال یا ترفع ہوا کرتا ہے سو یہ لوگ بھی دل سے ایمان نہیں لائے) نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ان کے (پیشہ اور) کام سے تو مجھکو کیا بحث (خواہ شریف ہوں یا رذیل ہوں دین میں اس تفاوت کا کیا اثر رہا یہ احتمال کہ ان کا ایمان دل سے نہیں سو اس پر) ان سے حساب کتاب لینا بس خدا کا کام ہے کیا خوب ہو کہ تم اس کو سمجھو اور رذالت پیشہ کو ایمان کا مانع قرار دینے سے جو اشارۃً یہ درخواست نکلتی ہے کہ میں ان کو اپنے پاس سے دور کر دوں تو) میں ایمانداروں کو دور کرنے والا نہیں ہوں (خواہ تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ میرا کوئی ضرر نہیں کیونکہ) میں تو صاف طور پر ایک ڈرانے والا ہوں (اور تبلیغ سے میرا فرض منصبی پورا ہو جاتا ہے آگے (نیا نفع و نقصان تم لوگ دیکھ لو) وہ لوگ کہنے لگے کہ اگر تم (اس کہنے سننے سے) اے نوح باز نہ آؤگے تو ضرور سنگسار کر دیئے جاؤگے (غرض جب سالہا سال اس طرح گزر گئے تب) نوح (علیہ السلام) نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میری قوم مجھکو (برابر) جھٹلا رہی ہے سو آپ میرے اور ان کے درمیان میں ایک (عملی) فیصلہ کر دیجئے (یعنی ان کو ہلاک کر دیجئے) اور مجھکو اور جو ایماندار میرے ساتھ ہیں ان کو (اس ہلاکت سے) نجات دیجئے تو ہم نے (ان کی دعا قبول کی اور) ان کو اور جو ان کے ساتھ بھری ہوئی کشتی میں (سوار) تھے ان کو نجات دی پھر اس کے بعد ہم نے باقی لوگوں کو غرق کر دیا اس (واقعہ) میں (بھی) بڑی عبرت ہے اور (باوجود اس کے ان کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے بیشک آپ کا رب زبردست (اور) مہربان ہے (کہ باوجود قدرت تعذیب کے ان کو مہلت دئے ہوئے ہے) **ف** آئندہ قصص میں بھی دوسرے انبیاء کی دعوت میں بعینہٖ اسی مضمون کا آنا اس لئے ہے کہ یہ طرز تبلیغ کا سب میں مشترک ہے۔

كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝

قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب کہ ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں ہو

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس پر کوئی

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ

صلہ نہیں مانگتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے کیا تم ہر اونچے مقام پر ایک

رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ۝ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ۝ وَإِذَا

یادگار بناتے ہو جس کو محض فضول بناتے ہو اور بڑے بڑے محل بناتے ہو جیسے دنیا میں تم کو ہمیشہ رہنا ہے اور جب کسی

واجعلنا للمتقین اماماً

(اے ہمارے پروردگار!) ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا

پیشوا

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی



قیمت سالانہ صرف ایک روپیہ

فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (۱۰)

مقام اشاعت جامع مسجد اردو بازار دہلی



کربلا کے بعد اس مستقر میں خاندان رسالت کی بربادی اور سرزمین نینوا کے لٹتے ہوئے گلستان میں فاطمی شہیدوں کی بے گور و کفن لاشوں کے تڑپنے کا خونچکاں مرقع

مظلوم کربلا میں چھپ گیا ہے۔ یہ کتاب کربلا کے المناک واقعات کی منہ بولتی تصویر اور عہد نبوت و عہد خلافت کی وہ دردناک اور مکمل تاریخ ہے جس کا ایک ایک حرف محبان اہلبیت کے دامن کو اشک خونین سے سرخ کر دیتا ہے۔ دنیائے ادب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ

دریائے فرات کے کنارے بیکسی و مظلومی کے الم انگیز نظارے مظلوم کربلا کے مصنف سے زیادہ چابکدستی کے ساتھ آج تک کسی نے صفحہ قرطاس پر نہیں کھینچے اگر روتے روتے ہچکیاں نہ بندھ جائیں تو ایسی کتاب کی شرط ہے۔

مشترکہ شیعہ سنی پلیٹ فارم یہ کتاب نے اسلام کے دو بڑے گروہوں کے درمیان تیرہ سو برس کے بعد ایک مشترکہ پلیٹ فارم تیار کیا ہے۔ اس میں بغیر جانبداری کے تمام واقعات پر تاریخ کی روشنی میں مدلل بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب شیعوں کے لئے بھی قابل دید ہے اور اہل سنت کے لئے بھی۔

حضور سرور کائنات کی وفات کے بعد حضور مولا علی کا خلافت سے محروم ہونا۔ خلیفہ ثالث کے عہد میں بنو امیہ کی ناپاک ریشہ دوانیاں۔ جنگ جمل و جنگ صفین کے نظارے۔ معاویہ و امیر شام کی پالیسی مروان کی فتنہ طرازیاں۔ حضرت امام حسن کی خلافت سے دستبرداری۔ یزید کی ولیعہدی۔ بیعت یزید سے امام عالی مقام کا انکار۔ فرزند رسول کی مدینہ سے جدائی۔ حضرت مسلم بن عقیل کی [illegible] کوفیوں کی غداری۔ حضرت مسلم اور ان کے بچوں کی دردناک شہادت۔ مظلوم کربلا میدان کربلا میں۔ فرزند رسول کے بہتر، غریب الوطن مسافروں کا یزید کی بہتر ہزار فوج سے مقابلہ۔

حضرت امام مظلوم کی تقریریں میدان جنگ میں

کربلا میں بچوں کی پیاس اور غیور بہادروں کی پامالی۔ ناموس رسول کی اسیری۔ [illegible] سب کچھ اس کتاب میں [illegible] موجود ہے۔ [illegible] دردناک مرثیے اس کتاب مظلوم کربلا میں جس خوبی کے ساتھ منتخب کئے گئے ہیں اس نے مظلوم کربلا کی الم انگیزی میں غیر معمولی اضافہ کر دیا ہے۔ علاوہ بریں [illegible] باوجود اپنی کمیابی کے مقدس مقامات کے فوٹو۔ قیمت ان تمام مصارف کثیر کے مقابلہ میں بہت ہی کم یعنی 8/2 محصول 8/ کتاب مظلوم کربلا کی مختصر فہرست مضامین ملاحظہ فرمائیے:-

ملنے کا پتہ منیجر رسالہ پیشوا دہلی

ہمارا چیلنج ہے کہ آپکی محرومی و ناکامی دنوں میں کامیابی میں بدل جائیگی

ایڈیٹر صاحب جریدہ حلت دہلی کیا فرماتے ہیں

آج کل اشتہار بازی نے ایک مستقل فن کی صورت اختیار کرلی ہے اور پبلک کو ایسے تلخ تجربے ہوئے ہیں کہ اشتہار خواہ کتنا ہی سچا ہو مگر مشکل سے یقین ہوتا ہے لیکن مجھے مسرت ہے کہ اس بے اعتمادی کے زمانہ میں مشہور نامور کارخانہ "انڈو جنیوئن کیمیکل ورکس رجسٹرڈ دہلی" نے اپنی دیانتدارانہ خدمات بہترین صحیح اور خالص ادویات عوام کے سامنے پیش کرکے تمام مقبولیت اور ہر دل عزیزی حاصل کرلی ہے۔ اور میری ذاتی معلومات ہیں کہ ان کا تمام کاروبار راستبازی دیانتداری اور نہایت محنت اور قابل ترین کارکنان اور بالکل اشتہار کے مطابق ادویہ پیش کرنے میں مثل کارخانہ ہے یہی وجہ ہے کہ روز افزوں ترقی کررہا ہے اور ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اور بیرون، روسا و تھ افریقہ، یوگنڈا، عدن، سیلون، ملایا، انگلینڈ تک اس کارخانہ کی دواؤں کے استعمال کرنیوالے اور ان کے اثرات کے معترف موجود ہیں جن کی تائید میں ہزاروں مریضوں کے خطوط دیکھے، لہذا میں ان حضرات کی جو ضرورتمند ہوں رہنمائی کرونگا کہ وہ اس کارخانہ کی سریع التاثیر مفید ادویہ استعمال کرکے فائدہ حاصل کریں جو ہر موسم میں قابل استعمال ہیں (ایڈیٹر)

ہمیں امید ہے کہ آپ مذکورہ بالا رائے کو پڑھنے کے بعد ہمارا یہ اشتہار صحیح تصور فرمائیں گے اگر آپ ضرورت مند ہوں تو ضرور دوا طلب فرمائیں انشاءاللہ فائدہ ہوگا۔ اگر فائدہ نہ ہو تو دس روپے انعام اور قیمت واپس ہمارا یہ اعلان ڈنکے کی چوٹ ہے اس میں ذرہ بھر مبالغہ یا دھوکہ نہیں اگر ہم آپ سے دھوکہ کریں تو "خدا اور رسول صلعم سے دھوکہ کریں"

سائنٹیفک آئل رجسٹرڈ اس صدی کا انمول جوہر اور اس موسم کا خاص تحفہ ہے اس حیرت انگیز تیل کی تاثیر سے فائدہ اٹھائیے نہ پان باندھنے کی ضرورت نہ کپڑا لپیٹنے کی حاجت نہ آبلہ کا ڈر لگاتے ہی جذب ہو کر شتاب کر دیتا ہے، جو بیجا جذبات میں طوفان عظیم پیدا ہو جاتا ہے ایک شیشی کا استعمال تمام نقائص خواہ وہ کسی سبب سے کیوں نہ پیدا ہوگئے ہوں مثلاً کجی، خمی، لاغری، نامردی، کم خواہشی جو ... کے سپولا جانیکو دور کرکے کندن و فولاد بنا دیتا ہے۔ یقین مانیے اس سے بہتر آئل آپ کو دنیا کے پردے پر نہ ملیگا۔ اس کے استعمال سے رگوں پٹھوں میں ... غضب کی سختی ناقابل برداشت تیزی پیدا ہو جاتی ہے جس کے اظہار سے تہذیب مانع ہے سب باتوں کے لئے اعجاز کا کام دیتا ہے ہر عمر اور موسم میں استعمال ہو سکتا ہے، تمام نقائص دور کرکے ناکارہ سے ناکارہ آدمی کو قابل فخر بنا دیتا ہے۔ قیمت دو روپے (۲) علاوہ محصول ڈاک۔ اس کے استعمال کے بعد بہت سے مردانہ شکایات دور ہو جاتی ہیں۔ نہایت بے ضرر اور قطعی خوشبو، کسی ذرہ برابر تکلیف کے بغیر عضو میں نئی روح پیدا کرتا ہے۔ یہ دوا دہلی مارکیٹ میں اول نمبر ہے

دافع جریان و احتلام رجسٹرڈ یہ جادو اثر قرص ہر قسم کے شدید جریان اور کثرت احتلام کو بفضل تعالیٰ دعوے کے ساتھ دور کرتے ہیں۔ اور پیشاب سے پہلے یا بعد سفید رطوبت کا آنا۔ مادہ کا پتلا پڑ جانے کو دور کرکے قوت مردی کا معاون ہوتا ہے۔ جسم میں تر و تازگی اور فربہی لاتا اور چہرہ کو مثل لعل بدخشاں سرخ کرتا ہے۔ اس کے چند روز کے استعمال سے جسم میں مادہ کافی مغلظ ہو کر کافی تعداد میں پیدا کرتا ہے۔ قیمت ۸۰ قرص دو روپے۔ علاوہ محصول ڈاک۔ ہماری یہ دوا جواہرات سے تولنے کے قابل ہے جس نے ہزاروں نامرادوں کو بامراد بنا دیا غیر ملکوں تک اسکی دھوم مچی ہے جریان کا قلع قمع کرنے کیلئے ہم ہندوستان کے ہر دواخانہ کو چیلنج کرتے ہیں جس کا جی چاہے آزمالے اس کے استعمال کے بعد بدن میں توانائی، طبیعت میں چستی، دل میں جوانی کی امنگ، نطفہ میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت آجاتی ہے۔

حبوب عشرت رجسٹرڈ یہ گولیاں انتہائی ممسک ہیں خاص وقت کی پشیمانی سے بچاتی ہیں سرعت انزال کی شکایت بالکل نہیں ہوگی بفرد ... جلدی میں چور ہو کر وارفتہ ہو جاتی ہے۔ اور بیدام غلام بنجاتی ہے۔ قیمت دو روپے (۲) ہزاروں آدمیوں کی آزمودہ گولیاں ہیں یہ گولیاں منشی ادویات سے پاک ہیں اور مستقل امساک پیدا کرتی ہیں محصول ڈاک بذمہ خریدار تینوں دوائیں یکجا منگانے پر محصول معاف۔

ٹیلیفون نمبر ۶۹۲۰ قائم شدہ سنہ ۱۹۳۰ء	انڈو جنیوئن کیمیکل ورکس نزد ڈاکخانہ جامع مسجد دہلی	دہلی کا نامور گورنمنٹ رجسٹرڈ کارخانہ۔

ہندوستان کی ایک ایسی ایجاد جس کو کمزور انسان نہیں بھول سکتے

کورس

"ری جووین"

کیا آپ نے کبھی "ری جووین" کا نام سنا ہے؟ جس کو تمام کمزوریاں دور کرنے کا "دسواں عجوبہ" کہا جا رہا ہے۔ اگر نہیں سنا ہے تو آج ہی منگا کر اس کا تجربہ کر لیجئے۔ اس کے استعمال کرنے سے آپ اپنے اندر عجیب و غریب زندگی محسوس کریں گے۔ اگر آپ اپنی طاقت کو ناسمجھی کی وجہ سے برباد کر چکے ہیں اور اس کی وجہ سے تمام جسم کمزور ہو گیا ہے۔ دل و دماغ بالکل بیکار ہو گئے ہوں۔ اور طاقت رفتہ رفتہ کم ہو رہی ہو۔ نقاہت اور اعصابی کمزوری سے بیزاری ہونے لگی ہو، اور شادی کر کے پچھتانا پڑ رہا ہو تو

اپنی مایوسی کو فوراً ختم کر دیجئے

اور اکسیری دواخانہ دہلی کی مشہور دوا "ری جووین" کورس منگا کر اپنے اندر طاقت اور انرجی پیدا کیجئے، طاقت جیسی دولت کو برباد کر کے کوئی انسان چین کی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ اس کو اپنی کمزوری کا غم چوبیس گھنٹہ پریشان کرتا رہتا ہے۔ ایک کھلونا بنتا ہے اور انسان کی خوشی اور ناکامی کا نمونہ بن کر رہ جاتی ہے۔ "ری جووین" کورس ہندوستان کے ہر انسان کو طاقتور بنانے کے لئے برسوں سے بہترین کام کر رہا ہے یعنی کمزور انسان کو بہت جلد دوبارہ جوانی دے کر اپنی شہرت کا سکہ بٹھا چکا ہے اسکو دوا نہیں بلکہ جادو کہا جائے تو کچھ کم ہے آپ بوڑھے ہوں یا جوان! آپ کی کمزوری کو دور کر دینا اس کا عجیب کرشمہ ثابت ہوگا۔ اس علاج میں دو دوائیں ہوتی ہیں ایک کھانے کی اور ایک لگانے کی، دونوں دوائیوں کے کورس کا نام "ری جووین" ہے ان دونوں دوائیوں کا استعمال ایک ساتھ ہوتا ہے اور سولہ دن تک جاری رہتا ہے۔ پرہیز برابر جاری رہنے کا [illegible] ہے اگرچہ دوا کا اثر [illegible] شروع ہو جاتا ہے یعنی کمزور جسم کے اندر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بجلی سی دوڑ رہی ہے اور [illegible] محسوس ہوتا ہے۔ کیا انسانی زندگی کو دوبارہ چلانے کے لئے [illegible] آج بھی ناکارہ انسانوں کو دوبارہ زندگی مل رہی ہے [illegible] محصول ڈاک [illegible] علاوہ [illegible]

اکسیری [illegible] دواخانہ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشوا دہلی

اسلامیہ دار الاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی۔ اخلاقی۔ اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار
جامع مسجد دہلی

جو ہر مہینہ کی ۱۰ تاریخ کو ۱۰ سال سے تبلیغ
اشاعت کے لئے دہلی سے شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ
اعلیٰ ایڈیشن دو روپیہ
ارزاں ایڈیشن ایک روپیہ
ممالک غیر سے
اعلیٰ ایڈیشن ۵ شلنگ
ارزاں ایڈیشن ۳ شلنگ

جلد ۲۰ | بابت ماہ جمادی الآخر ۱۳۶۳ھ مطابق جون ۱۹۴۴ء | نمبر ۶

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

گذشتہ مہینہ

خریدکتب اور جدید خریداروں کے اعتبار سے مایوس کن رہا۔ آمد خرچ برابر نہیں رہا
آمدنی سے خرچ پانچ سو روپے زائد ہوا۔

ایک طرف حالت یہ ہے کہ کتابوں کا ذخیرہ تقریباً ختم ہو رہا ہے صحیح مسلم کامل کے علاوہ کوئی کتاب پانسو بھی نہیں ہے دونوں کلام اللہ بھی بہت کم تعداد میں باقی رہ گئے ہیں۔ دوسری طرف حالت یہ ہے کہ کاغذ و سامان طباعت کی گرانی کا خاتمہ ہی نہیں ہوتا۔ روپے کی قیمت ساڑھے تین آنے رہ گئی ہے۔ لیکن پیشوا کی قیمت میں ایک پائی کا اضافہ نہیں ہوا۔ ایسی صورت میں بتائیے کیونکر کام چلے؟

کتابیں سستی فروخت کرکے نقصان پورا کرلیا جاتا تھا۔ اب کتابیں ہی ختم ہو گئیں۔ نئے ایڈیشن چھاپنے کیلئے کاغذ نہیں ملتا۔ دیسی کاغذ کا کوٹہ ان کو مل رہا ہے جو بلیک مارکٹ میں کاغذ فروخت کرتے ہیں۔ گویا کاغذ کی بلیک مارکٹ دہلی میں حکومت کی نالائقی اور حکومت کی لوگس کمیٹی کے دم سے زندہ ہے۔

بہرحال جو لوگ مسلم شریف کامل کی خریداری اس مہینہ اپنی ذاتی ضروریات میں شامل کرلیں گے۔ ان کو مسلم شریف پرانی قیمت پر تین روپے میں ملجائیگی۔ اور ان کا روپیہ پیشوا کے نقصان میں خرچ ہو جائیگا۔ ورنہ آٹھ سو صفحے کی کامل مسلم اردو اب تین روپے میں ناپید ہے۔ میں بھی اگر اس کو چھپواؤں تو نئی کتاب آٹھ روپے لاگت آئیگی۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں مسلم خریدنے والے کتنے فائدہ میں رہیں گے۔

کیا اس صورت میں یہ سودا مہنگا ہے۔ آئندہ مہینہ مسلم کی قیمت میں ایک روپیہ کا اضافہ ہوجائیگا۔

کیا اگست کی تحریک شروع ہوئی تھی؟

مہاتما گاندھی کی رہائی سے یہ مسئلہ پھر ایک مرتبہ اخبارات میں زیر بحث ہے کہ مہاتما گاندھی کو اگست کی تحریک واپس لینی چاہیئے۔

ہماری رائے ابتدا ہی سے یہ ہے کہ کانگریس نے کوئی تحریک شروع نہیں کی۔ اگست کا رزولیوشن کبھی عوام کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔ کیونکہ واقعات اس کے خلاف ہیں۔

لہذا سمجھ میں نہیں آتا کہ جو تحریک کانگریس نے پیش نہیں کی اس کو واپس لینے کا سوال کس طرح پیدا ہوسکتا ہے۔ مہاتماجی کو آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے ڈکٹیٹر تسلیم کیا۔ مہاتماجی وائسرائے کو ملاقات کے لئے خط لکھ رہے ہیں پولیس نے ان کو گرفتار کرلیا۔ زہائے آئینی اور اخلاقی حیثیت سے اگست کا رزولیوشن عوام کے سامنے کب پیش ہوا۔ اور اس کی ذمہ داری کسی حیثیت سے بھی مہاتماجی پر عاید ہوسکتی ہے؟ کیونکہ جب کوئی تحریک شروع نہیں ہوئی تو اس کی واپسی کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔

(سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر رسالہ پیشوا، اردو بازار جامع مسجد دہلی سے شائع کیا)

باشندگان حجاز موت کے منہ میں

حجاز وادی غیر ذی زرع ہے۔ حجاز سے جو تعلق مسلمانوں کو ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ حجاز کی تمام تر فلاح حج سے وابستہ ہے۔ حجاز کی آبادی کا بڑا حصہ ان ہندوستانی مہاجرین پر ہے جو ہندوستان سے ہجرت کرکے حجاز میں رہنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

جنگ شروع ہوتے ہی ہندوستان سے جانے والے حاجیوں کا بحری راستہ بند ہو گیا جس سے حجاز کی تمام تر فارغ البالی کا خاتمہ ہو گیا حالانکہ حکومت برطانیہ کے لئے بہت سہل تھا کہ حج کا راستہ کھلا رکھا جاتا۔ اور ہندوستان کے حاجی اہم ترین رکن اسلام کی ادائگی سے محروم نہ رہتے۔ اور اس طرح بغیر کسی امداد کے حجاز کا ملک تباہی اور بربادی سے محفوظ رہتا۔

اگر ابن سعود برطانیہ کے ہواخواہ نہ ہوتے تو آج حجاز کی سرزمین سے ایسے فاشی فتنے اٹھتے کہ اتحادیوں کے لئے اُن کا مقابلہ کرنا آسان نہ ہوتا لیکن حکومت برطانیہ نے دس کروڑ مسلمانان ہند کے اہم ترین رکن کی ادائگی کا بندوبست کیا نہ اپنے حلیف حجاز کی بربادی کا خیال کیا۔

حجاز کے باشندے موت کے انتظار میں ایڑیاں رگڑ رہے ہیں غلہ کی گرانی کا یہ عالم ہے کہ پانچ روپئے سیر آٹا ہے جو حجاز جیسے غریب ملک کے لئے ہی نہیں امریکہ جیسے متمول ملک کے لئے بھی ناقابل برداشت ہے۔

حجاز مقدس کے باشندوں کی اس خستہ حالی سے ہندوستان کے مسلمانوں کا متاثر ہونا قدرتی بات تھی۔ وہ متاثر ہوئے انہوں نے ایک معقول تعداد غلہ کی حجاز بھیجنے کی درخواست حکومت ہند کے نوڈ ممبری واسطو صاحب جو ہندو مہاسبھا کے نام پر اگزیکٹو کونسل میں لئے گئے ہیں۔ مہاسبھائی اخبارات نے اس تحریک کی مخالفت کی نتیجہ یہ ہوا کہ "بھارتی کی لاج" رکھنے کے لئے حجاز کو گیہوں کی روانگی کی اجازت نہیں دی گئی

قطع نظر اس کے کہ یہ درخواست ان مسلمانوں کی جانب سے ہے جو ہفتہ میں ایک وقت فاقہ کرکے اپنے حجازی بھائیوں کو موت کے منہ میں جانے سے بچانا چاہتے ہیں۔ یہ درخواست اُن مسلمانوں کے فرزندان کی طرف سے ہے جن کی بڑی تعداد اتحادیوں کے جھنڈے کے نیچے دنیا کے ہر محاذ پر لڑ رہی ہے۔ یہ درخواست اُن مسلمانوں کی جانب سے ہے جنہوں نے لڑائی میں حکومت کو ستانے کی پالیسی اختیار نہیں کی یہ اس ملک کو تباہی سے بچانے کا ارادہ تھا، جس ملک کا فرمانروا آج اتحادیوں کا دوست ہے۔

اگر اس درخواست کو انسانی ہمدردی کے اصول کے پیش نظر منظور کر لیا جاتا تو ہندوستان میں قیامت برپا نہ ہو جاتی۔

جو حکومت بنگال میں ۳۰ لاکھ انسانوں کو قحط کے نام پر موت کے

اندھیر غار میں دھکیلنے کی ملزم ہو جس حکومت نے ہندوستان کا غلہ ایران، روس وغیرہ ممالک کو بھیجا ہو اگر وہ چند ہزار ٹن غلہ حجاز کے باشندوں کو ہلاکت سے بچانے کے لئے بھیجنے کی اجازت دیدیتی تو اس کا اخلاقی اثر کتنا اچھا عالم اسلام پر پڑتا۔ اسکا اندازہ اگر فوڈ ممبر مہاسبھائی ذہنیت سے ہٹ کر کرلیتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ انہوں نے مسلمانوں کو حکومت سے متنفر کرنے کا کام انجام دیکر دطن عوفی کی کوئی خدمت نہیں کی ہے

بہر حال ہماری رائے میں فوڈ ممبر کے جواب بعد مکمل بائیکاٹ ہونا چاہیئے۔ اور ایک متحدہ محاذ لیگ، احرار، علماء نیشنلسٹ مسلمانوں کا قائم کرکے حکومت کو مجبور کرنا چاہیئے کہ وہ حجاز کو گیہوں روانہ کرنے اور حج کے جہازوں کی روانگی کا فوری بندوبست کرے۔

ہمیں امید ہے کہ اگر مسلمانوں کی ہر جماعت نے اس وقت متحدہ آواز بلند کی تو حکومت مسلمانوں کے متفقہ مطالبہ کو ٹالنے کی جرات نہ کریگی۔

ادب نبوی صلعم

(حضور سرور کائنات کی سیاسی، اخلاقی، معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

(بسلسلہ رسالہ پیشوا ماہ جمادی الاول)

...امر و نہی میں طاعت الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ ہم خدا کے رسول پر ایمان لائیں۔ کتاب الٰہی کی تصدیق کریں۔ نماز پڑھیں زکوٰۃ دیں۔ اپنے آپ کو مہذب بنائیں۔ اپنے اجسام کو خطرات سے محفوظ رکھیں۔ بیت اللہ کا حج کریں۔ اس وقت جبکہ تم میں اس کی استطاعت ہو۔ لوگوں کے ساتھ بہترین طریقہ پر زندگی گذاریں۔ معاملات میں صدق و دیانت ملحوظ رکھیں۔ مخالفت یا اختلاف میں حسن خلق سے کام لیں شریعت سے ایک قدم آگے نہ بڑھیں۔ حدود الٰہیہ سے قدم باہر نہ نکالیں۔ رسوم الٰہیہ سے تجاوز نہ کریں۔ جن امور سے خدا نے منع فرمایا ہے ان سے بچیں یعنی خبائث کے قریب تک نہ جائیں کہ اس سے انسان کو مالی نقصان بھی پہنچتا ہے اور عزت آبرو کو بھی بٹہ لگتا ہے اور مخلوق الٰہی کو ضرر پہنچانے کا ارتکاب بھی اس سے ہوتا ہے۔

اوپر جتنی باتیں بتائی گئی ہیں امر و نہی میں شامل ہیں اور ان سب کی بنیاد خدا کی کتاب ہے۔ اس لئے خدا کی کتاب یعنی اس کے مضامین کا علم بھی ضروری ہے اور خدا کی کتاب یا اس کے مضامین کا علم قرآن کی تلاوت اور اس کے مضامین پر غور و فکر یا تدریس و تعلیم سے حاصل ہوتا ہے۔ توحید باری اور شرکت نہ کرنے کا علم قرآن اور حضور کے ارشادات سے حاصل ہوتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم خدا کو واحد و یکتا مانیں اور تمام مخلوق کا خالق اور مالک جانیں اور یہ عقیدہ رکھیں کہ اس کے سوا کوئی بھی کسی کو نہ تو ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع، اور توحید باری میں یہ بھی شامل ہے کہ ہم خالصاً لوجہ اللہ یعنی مخصوص طور پر خدا ہی کی خوشنودی کے لئے تمام اعمال کو بجا لائیں۔ یعنی اعمال صالحہ سے نہ تو کسی کو فریب دینا مقصود ہو اور نہ ریا و نمائش اور نہ تدلیس و نفاق اور توحید باری میں یہ بھی داخل ہے کہ ہم کسی کو خدا کا شریک قرار نہ دیں۔ اور نہ غیر خدا کے سامنے قربانیاں چڑھائیں۔ نہ غیر خدا کی نذر مانیں۔ نہ کسی کو خدا تک پہنچنے کا وسیلہ بنائیں یہ تمام باتیں شرک ہیں۔ اور مقام توحید کے منافی ہیں۔

اس کے بعد حضور نے معاذ بن جبلؓ سے پوچھا "تم کو معلوم ہے اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے یعنی جبکہ بندے خدا کی عبادت کا حق پورے طور پر ادا کردیں۔ دین کو اس کے لئے خالص سمجھیں۔ اپنے آپ کو اس کے حوالہ کردیں۔ اپنے قلوب کو توحید سے معمور کرلیں اور شرک کی نجاست سے اپنے آپ کو بالکل پاک کرلیں تو اُن کا خدا پر کیا حق ہے۔" معاذؓ نے جواب میں وہی الفاظ کہے جو پہلے کہے تھے۔ حضور نے فرمایا "خدا پر بندوں کا حق یہ ہے کہ وہ اُن کو عذاب دے"۔ بھلا خدا ایسے بندوں کو کیونکر عذاب دے سکتا ہے جنہوں نے پوری طرح اس کی طاعت کی ہو یعنی آنکھ سماعت اور بصارت وغیرہ تمام چیزیں طاعت میں لگے رہی ہوں۔ خدا کے احکام کو اس نے سُنا ہو۔ خدا کی وحی کے موافق عمل کیا ہو۔ خدا کے رسول کی ہدایت کو سُنا ہو۔ خدا کے رسول کو ہادی اور رہنما مانا ہو۔ اور اس کی سیرۃ پر عمل کیا ہو۔ اور بھلا کیونکر اس عالی نفس اور پاک روح کو عذاب دیکھتا ہے جس کے جسم میں صرف نور توحید کی جھلک ہو۔ اور شرک کا دھبہ تک نہ ہو۔ یقیناً خداوند تعالیٰ ایسے بندوں کو اپنی نعمتوں سے سرفراز فرمائیگا۔ اور جنت میں داخل کرکے مقرب بندوں میں شمار کرے گا۔ وہ بڑا مہربان اور کریم ہے۔

واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنۃ ھی الماویٰ	جو دنیا میں ڈرتا رہا اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے اور خواہشوں سے اپنے جی کو روکتا رہا تو اسکا ٹھکانا جنت میں ہوگا۔

(۳۷)

نذر طاعت اور نذر معصیت کا بیان

عن عائشۃ رضؓ عن النبی صلعم قال من نذر ان یطیع اللہ فلیطعہ ومن نذر ان یعصیہ فلا یعصہ رواہ البخاری وابوداود۔ والترمذی۔ والنسائی وابن ماجہ	عائشہؓ کہتی ہیں کہ حضور نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ کی طاعت کی نذر مانے وہ اللہ کی اطاعت کرے اور جو شخص اللہ کی نافرمانی کی نذر مانے وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے۔

تشریح معانی کسی واقعہ سے متاثر ہو کر یا کسی خاص غرض کی تکمیل پر غیر واجب چیز کو اپنے اوپر واجب کر لینے کو نذر کہتے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص اس طرح نذر مانے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھکو اولاد مرحمت فرمائے گا تو میں اتنی رقم خیرات کروں گا۔ یا اعتکاف کروں گا۔ یا تہجد کی نماز پڑھوں گا یا اتنے مساکین کو کھانا کھلاؤں گا۔ اس قسم کی نذر صحیح و درست ہے۔ اور اس کا پورا کرنا واجب ہے۔

اس حدیث میں حضور نے یہ حکم دیا ہے کہ طاعت الٰہی کی نذر کو پورا کیا جائے اور اللہ کی نافرمانی کی نذر کو پورا نہ کیا جائے۔ خداوند تعالیٰ بھی اس آیت میں یہی فرماتا ہے۔

ولیوفوا نذورھم　　لوگو اپنی نذروں کو پورا کرو

اگر کسی شخص نے یہ نذر مانی کہ وہ جاہلوں کی رہنمائی کرے گا یا مظلوموں کو جاہلوں کے ہاتھ سے بچائے گا۔ یا کمزوروں کو مدد دیگا یا مفلسوں کی اعانت کرے گا یا قرابتداروں سے ملاقات کرے گا یا خدا کی راہ میں جہاد کرے گا۔ یا دشمنان خدا کو شکست دے کر بھگا دے گا۔ تو اس نذر کا پورا کرنا واجب ہوگا۔

اور مثلاً جس شخص نے یہ نذر مانی کہ وہ اپنے دشمنوں کو قتل کرکے یا اس کا مال چھین کر اس کو نقصان پہنچائے گا۔ یا ایک باطل پرست و گمراہ جماعت میں شامل ہو جائے گا۔ یا کسی مجرم کو انتخاب میں مدد دے گا یا شراب پیئے گا یا جوا کھیلے گا۔ یا رات کو بیدار رہ کر لوگوں کی عزت و آبرو کو خراب کرے گا۔ یا خدا کے احکام کو نہ مانے گا اس قسم کی نذروں کا پورا کرنا واجب نہیں ہے۔ اس لئے کہ خدا کی نافرمانی میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

حدیث میں نذر طاعت کے ایفا کا حکم ہے۔ طاعت میں امور واجب بھی داخل ہیں جیسے فرض نماز۔ فرض زکوٰۃ۔ رمضان کے روزے حج واجب۔ اور بیوی بچوں کے مصارف خورد و نوش وغیرہ اور امور مستحب بھی داخل ہیں۔ مثلاً نفل نماز۔ صدقۂ جاریہ۔ مستحب روزے اور نفل حج۔

اگر کسی شخص نے امور واجب تعین کی نذر مانی مثلاً یہ کہا کہ میں عصر کی نماز پڑھوں گا۔ یا رمضان کے روزے رکھوں گا۔ یا زاد راہ میسر ہو جانے پر حج کرونگا تو یہ نذر درست نہ ہوگی۔ اس لئے کہ نذر کے معنی ہیں غیر واجب چیز کو اپنے اوپر واجب کر لینا اور مذکورہ امور وغیرہ واجب نہیں بلکہ واجب ہیں۔ البتہ اگر کسی نے فرض کفایہ کی نذر مانی مثلاً یہ کہا کہ میں جنازہ کی نماز پڑھوں گا۔ یا جہاد کروں گا۔ یا مسلمانوں کے سلام کا جواب دونگا تو یہ نذر درست ہوگی۔ اور اس کو پورا کرنا واجب ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی امور مستحب و مندوب کی نذر مانی مثلاً یہ کہا کہ میں نفل روزے رکھوں گا یا نفل حج کرونگا تو اس نذر کا پورا کرنا بھی واجب ہے۔ اور جس شخص نے امور مباح کی نذر مانی۔ مثلاً یہ کہا کہ میں گاڑھے کا کرتہ پہنوں گا یا گھوڑے پر سوار ہوں گا یا باغ میں چہل قدمی کروں گا تو یہ نذر بھی درست ہے اس لئے کہ حدیث مذکورہ بالا میں نذر معصیت کی ممانعت ہے۔ اور اس کے سوا تمام اقسام کی نذریں جائز ہیں۔ پھر اس قسم کی نذروں کا جواز بریدہ کی اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے جس کو احمد اور ترمذی نے نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضور کسی غزوہ پر تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک عورت نے یہ نذر مانی کہ اگر حضور صحیح و بسلامت غزوہ سے واپس تشریف لے آئے تو میں آپ کے حضور میں دف بجاؤں گی۔ چنانچہ جب حضور واپس تشریف لے آئے تو اس عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ "یا رسول اللہ میں نے یہ نذر مانی تھی کہ میں آپ کے حضور میں دف بجاؤں گی"۔ حضور نے فرمایا۔ "تو اپنی نذر کو پوری کر لے"۔

امام مالکؒ اور امام شافعی رہ کہتے ہیں کہ نذر مباح درست نہیں اور دلیل میں حضرت ابن عباسؓ کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ۔

بینا النبی صلعم یخطب اذ	حضور خطبہ فرما رہے تھے کہ آپ
ھو برجل قائم فسأل عنہ	نے ایک شخص کھڑا ہوا دیکھا۔
فقالوا۔ ابو اسرائیل نذر	اور اس کا حال پوچھا۔ لوگوں نے
ان یقوم فی الشمس۔ ولا	کہا۔ اس کا نام ابو اسرائیل ہے
یقعد۔ ولا یستظل۔ ولا	اس نے یہ نذر مانی ہے کہ وہ
یتکلم وان یصوم فقال النبی	دھوپ میں کھڑا رہیگا۔ بیٹھے گا
صلعم مروہ فلیتکلم ولیستظل	نہیں کسی چیز کا سایہ نہ لیگا
ولیقعد ولیتم صومہ	اور نہ کسی سے بات کرے گا
رواہ البخاری وابوداؤد	اور روزہ رکھے گا۔" حضور نے
وابن ماجہ	فرمایا: "اس سے کہدو کہ بات

چیت کرے سایہ میں بیٹھے اور روزہ پورا کرلے۔

حضور نے اس حدیث میں امر طاعت کا حکم دیا ہے اور امر مباح کو اس کے ذمہ سے ساقط کر دیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ امور مباح کی نذر درست نہیں۔ امام شافعی رہ اور امام مالکؒ نے حضرت عائشہؓ اور بریدہ کی حدیث کی بابت یہ کہا ہے کہ۔

(باقی آئندہ)

سالکان طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(از سید عزیز حسن لقائی)

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۲۰۵) اعمال حسنہ و سیئہ کو گنا ہ میں رکھو

عمر نعمانی رحمہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک راہب دنیا ترک الدنیا سے ملی فقیر کے قریب سے گذرا جو ایک مقبرہ میں بیٹھا ہوا تھا اس کے داہنے ہاتھ میں پتھر کی سفید کنکریاں تھیں اور بائیں ہاتھ میں کالی کنکریاں۔ میں نے اس سے پوچھا " راہب تم یہاں کیا کرتے ہو" راہب نے کہا " جب میرے دل میں انقلاب اور بے کیفی پیدا ہوتی ہے تو میں قبرستان میں چلا آتا ہوں اور یہاں کے سونے والوں سے عبرت و سکون حاصل کرتا ہوں"۔ میں نے پوچھا " اور یہ کنکریاں تمہارے ہاتھ میں کیسی ہیں" راہب نے کہا جب میں کوئی نیک کام کرتا ہوں تو دائیں ہاتھ کی ایک سفید کنکری بائیں ہاتھ کی کالی کنکریوں میں ڈالدیتا ہوں اور جب کوئی برا کام مجھ سے سرزد ہو جاتا ہے تو ایک کالی کنکری کو سفید کنکریوں میں ڈال دیتا ہوں۔ پھر رات کے وقت میں دونوں ہاتھوں کی کنکریوں پر نظر ڈالتا ہوں اگر مجھکو برائیوں پر نیکیاں غالب نظر آتی ہیں تو میں شام کا کھانا کھا لیتا ہوں اور وظیفہ میں مشغول ہو جاتا ہوں اور برائیاں زیادہ نظر آتی ہیں تو کھانا اور پینا دونوں ترک کر دیتا ہوں۔ یہی میری عادت ہے۔

(۲۰۶) ندامت پر ندامت

فتح موصلی رحمہ کے ایک دوست کا بیان ہے کہ ایک روز میں فتح موصلی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ اس وقت رو رہے تھے اور آنسوؤں میں زردی شامل تھی۔ میں نے کہا " تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم خون کے آنسوؤں سے روتے ہو" فتح موصلی نے کہا " اگر تم مجھکو خدا کی قسم دیکر نہ پوچھتے تو میں کبھی نہ بتاتا۔ میں آنسوؤں سے بھی روتا ہوں اور خون سے بھی" میں نے پوچھا " آنسوؤں سے کیوں روتے ہو" انھوں نے کہا اس لئے کہ خداوند بزرگ و برتر سے رسائی نہیں ہوتی یا میں اس ذکر و شغل کا حق ادا نہیں کر سکتا"۔ میں نے پوچھا " اور خون کے آنسو"۔ انھوں نے کہا " خون کے آنسو اس لئے روتا ہوں کہ ممکن ہے کہ میرا رونا قبول نہ ہوا ہو"۔ دوست کا بیان ہے کہ فتح موصلی کی وفات کے بعد ایک رات میں نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا " خدا نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا"۔ انہوں نے کہا مجھکو بخشدیا اور فرمایا کہ فتح یہ تمہارا رونا کس لئے تھا میں نے عرض کیا۔ خداوند برتر اس خیال سے کہ ممکن ہے میں تیرے حق کو ادا نہ کر سکا ہوں پھر فرمایا اور خون کے آنسو۔ میں نے عرض کیا اس لئے کہ شاید میرا رونا قبول نہ ہوا ہو اس کے بعد فرمایا۔ فتح میں نے جو کچھ کہا ہے اپنی عزت و جلال کی قسم درست کیا ہے تمہارے محافظ فرشتوں نے تمہارے اعمال کے چالیس سال کے کاغذات میرے حضور میں پیش کئے ان میں تمہارا ایک گناہ بھی نہ تھا۔

(۲۰۷) خدا اپنے برگزیدہ بندوں کو ہر جگہ رزق پہنچاتا ہے

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میں ایک صرف ذمت سے جنگل میں چلا جا رہا تھا کہ میری نظر ایک شخص پر پڑی۔ جو خرمادار درخت کے نیچے کھڑا ہوا کھجوریں کھا رہا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر اس کو سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیکر مجھ سے کہا نیچے اتر آؤ اور کھاؤ۔ میں اپنی اونٹنی سے نیچے اتر آیا اور درخت کے نیچے پہنچکر درخت کی شاخ کو ہاتھ میں لے کر کھجوریں توڑنا شروع کیں۔ جو کھجور توڑتا میرے ہاتھ میں وہ کانٹا بنجاتی۔ وہ شخص یہ دیکھکر مسکرایا اور کہا۔ " اگر تم تنہائیوں میں خدا کی اطاعت کرتے تو جنگلوں میں یہ درخت تمہاری اطاعت قبول کرکے تم کو کھجوریں دیتا"۔ اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ مجھکو ذوالنون مصری کے ساتھ جنگل میں جانے کا اتفاق ہوا۔ ہم دونوں ایک طویل میدان میں ایک خاردار درخت کے نیچے ٹھہرے۔ میں نے کہا یہ مقام کس قدر فرحت بخش اور پر کیف ہے۔ کاش اس وقت

ہمارے پاس کھجوریں یا اس میدان میں کھجوروں کے درخت ہوتے تاکہ ہم اطمینان سے کھجوریں کھاتے۔ ذوالنون مصری یہ بات سُنکر مسکرائے اور فرمایا۔ "کیا کھجوریں کھانے کو جی چاہتا ہے؟" یہ کہکر انہوں نے اس خاردار درخت کی ایک شاخ کو پکڑا اور حرکت دی اور کہا: "اے درخت میں تجھکو اس بزرگ و برتر ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے تجھکو پیدا کیا اور درخت بنایا کہ تو ہم پر تازہ کھجوروں کے سوا اور کچھ نہ برسائیگا۔" یہ کہکر ذوالنون نے پھر درخت کی شاخ کو ہلایا اور فوراً تازہ کھجوریں گرنے لگیں ہم نے کھجوریں کھائیں اور ہمارا پیٹ بھر گیا۔ پھر ہم سو رہے سوکر اُٹھے اور دوبارہ درخت کو ہلایا تو صرف کانٹے ہی کانٹے گرے۔

(۲۰۸) خدا نہ تو بخیل ہے اور نہ مفلس

بیان کیا جاتا ہے کہ حبیب عجمی مشہور بزرگ کی بیوی بہت ہی بدخلق اور بدمزاج تھیں۔ ایک روز اس نے اپنے شوہر سے کہا۔ "جس روز خدا تمہارے لئے روزی کا کوئی سامان بہم پہنچائے اس روز تم مزدوری کرکے خرچ لایا کرو۔" یہ سنکر حبیب عجمی مزدوری کے بہانہ سے نکلے اور ایک مقام پر پہنچکر نماز پڑھنی شروع کردی۔ اور عشاء کے وقت تک برابر نماز پڑھتے رہے۔ پھر ندامت سے سر جھکائے واپس آئے اور بیوی کی زجر و توبیخ سے خوف زدہ گھر میں داخل ہوئے۔ بیوی نے پوچھا۔ "مزدوری کے پیسے کہاں ہیں؟" حبیب عجمی نے کہا۔ "میں نے جس شخص کے ہاں مزدوری کی ہے وہ انتہا درجہ کا کریم و سخی ہے مزدوری فوراً اس سے مانگتے ہوئے مجھکو شرم آئی اور میں چلا آیا۔" بیوی خاموش ہوگئی۔ دوسرے دن پھر یہی ہوا اور تیسرے دن بھی۔ کئی روز گذر جانے پر بیوی نے کہا۔ "یا تو آج مزدوری لیکر آؤ اور وہاں سے مزدوری نہ ملے تو پھر کسی دوسری جگہ مزدوری کرو۔ اور پیسے لیکر آؤ۔" حبیب عجمی اجرت طلب کرنے کا وعدہ کرکے چلے گئے اور پھر اسی جگہ پہنچکر عبادت میں مشغول ہوگئے۔ عشاء کے بعد جب گھر کو واپس ہوئے تو بیوی کے خوف سے چہرہ زرد تھا۔ گھر کے دروازے پر پہنچے تو دیکھا گھر سے دھواں نکل رہا ہے۔ اور آگے بڑھے تو دیکھا دسترخوان بچھا ہوا ہے اور بیوی خوش ہے۔ شوہر کو دیکھتے ہی بیوی نے کہا۔ "جس شخص کی تم نے مزدوری کی تھی اس نے اپنی سخاوت و دریادلی سے پوری اجرت بھیجدی ہے۔ بلاشبہ وہ کریم اور سخی ہے۔ اس کے پیامبر نے مجھ سے کہا ہے کہ میں تم سے یہ بات کہدوں کہ تم اپنا کام کئے جاؤ اور اس کا یقین رکھو کہ تمہارا مالک اجرت دینے میں نہ تو بخیل ہے اور نہ مفلس ہے۔" اس کے بعد بیوی نے اپنے شوہر کو روپیوں سے بھرا ہوا پیالہ دکھایا۔ حبیب عجمی ان روپیوں کو دیکھکر رو پڑے اور اپنی بیوی سے کہا۔ "یہ اجرت اس کریم کی طرف سے ہے جس کے ہاتھ میں آسمانوں اور زمین کے خزانے ہیں۔" بیوی نے یہ بات سنی تو اپنی ناشائستہ حرکات سے توبہ کی اور قسم کھا کر عہد کیا کہ آئندہ وہ کبھی ایسا نہ کریگی۔

(۲۰۹) خدا اپنے بندوں کو نہیں بھولتا

بصرہ کا ایک عابد بازار سے لکڑیوں کا گٹھا خریدنے کے لئے گیا۔ راستہ میں نماز کی اقامت کی تکبیر سُنی اور فوراً مسجد کی جانب چل پڑا۔ مسجد کے راستہ میں اس کی نظر ایک تھیلی پر پڑی جس پر لکھا ہوا تھا کہ اس تھیلی میں سو دینار ہیں۔ عابد نے تھیلی کی طرف توجہ نہ کی۔ اور مسجد میں داخل ہوکر نماز میں شریک ہوگیا۔ نماز پڑھ کر مسجد سے باہر آیا اور بازار میں پہنچکر لکڑیاں خرید کیں اور گھر کو لیچلا۔ گھر پہنچکر لکڑیوں کے گٹھے کی رسی کھولی تو لکڑیوں کے اندر سے وہی تھیلی نکلی جس کو اس نے مسجد کے راستہ میں دیکھا تھا۔ عابد نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا۔ "اے اللہ تو جس طرح اپنے بندوں کے رزق کو نہیں بھولتا اسی طرح تو اپنے بندوں کو اپنی طاعت سے غافل نہ رکھ۔"

(۲۱۰) ایک بزرگ کی کرامت

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میں مشہور بزرگ شیخ ابوالخیر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھکو دو سیب مرحمت فرمائے میں نے سیبوں کو اپنی جیب میں رکھ لیا اور دل میں کہا کہ میں ان سیبوں کو ہرگز نہ کھاؤں گا اور شیخ کی یادگار سمجھکر ہمیشہ اپنے پاس رکھوں گا۔ کچھ دنوں بعد ایسا اتفاق ہوا کہ پیہم کئی روز کا فاقہ مجھکو ہوا اور جب کھانے کی کوئی چیز نہ ملی اور میری حالت خراب ہونے لگی تو مجبور ہوکر میں نے جیب سے ایک سیب نکالا اور کھا لیا۔ پھر دوسرا سیب نکالنے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا تو معلوم ہوا جیب میں دو سیب ہیں۔ مختصر یہ کہ میں اسی طرح ایک ایک سیب جیب سے نکال کر کھاتا رہا اور جب جیب میں ہاتھ ڈالا وہی دو سیب جیب میں معلوم ہوئے۔ ان سیبوں کو کھاتا ہوا میں موصل تک پہنچ گیا۔ اور ایک کھنڈر میں جا کر ٹھہرا تو وہاں ایک بیمار پڑا تھا جو پکار پکار کر سیب مانگ رہا تھا حالانکہ موسم سیب کا نہ تھا۔ میں اس کے پاس پہنچا اور

جیب سے دونوں سیب نکال کر اس کے سامنے رکھ دیئے۔ اس نے دونوں سیبوں کو کھا لیا اور تھوڑی دیر بعد اس نے داعی اجل کو لبیک کہی اور مر گیا۔ اور میرے ذہن میں یہ بات پیدا ہوئی کہ شیخ ابوالخیر نے مجھے مجھکو اسی لئے دیئے تھے کہ میں ان کو اس بیمار تک پہنچا دوں۔

(۲۱۱) رضائے الٰہی بڑی نعمت ہے

ذوالنون مصری کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ایک خراسانی جوان تھا جو سات روز ہمارے ساتھ مسجد میں قیام پذیر رہا۔ ان ایام میں میں روزانہ اس کے پاس کھانا لیجاتا۔ لیکن وہ انکار کر دیتا اور کچھ نہ کھاتا۔ ایک روز اس کے پاس ایک سائل آیا اور کچھ مانگا خراسانی نے کہا "اگر کسی انسان سے مانگنے کے بجائے تم خدا سے طلب کرتے تو وہ تم کو غنی کر دیتا۔" سائل نے کہا "یہ مرتبہ مجھکو کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔" خراسانی نے پوچھا۔ اچھا تم کیا چاہتے ہو سائل نے کہا "صرف اتنا کھانا جس سے میری جان بچ جائے اور اتنا کپڑا جس سے میں ستر چھپا لوں۔" خراسانی اٹھا اور مسجد کی محراب میں کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر کپڑوں کا جوڑا اور ایک طباق جس میں پھل بھرے ہوئے تھے لیکر آیا اور سائل کے حوالے کر دیئے۔ ذوالنون مصری نے یہ کرامت دیکھکر کہا "یہ کرامت بتاتی ہے کہ خدا کے نزدیک تمہارا بڑا مرتبہ ہے۔ اور اس حالت میں بھی تم نے سات روز سے کچھ نہیں کھایا۔" خراسانی نے کہا "ذوالنون وہ بندہ کیونکر کوئی چیز طلب کر سکتی ہے جس کا قلب خدا کے انوار رضا سے لبریز ہے۔" یہ کہا اور اپنا کوزہ ہاتھ میں لیکر خراسان روانہ ہو گیا۔

معلومات نماز نئی تشریحات کے ساتھ بالکل نئے انداز میں نماز کو بہترین عبادت ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ اگر صحیح معنوں میں نماز پڑھی جائے تو وہ انسان کو بہترین انسان بنا دیتی ہے چند عنوان یہ ہیں۔ مذہب اسلام۔ عبادت کی حکمت۔ احکام عبادت کے منافع۔ ثمرات عبادت۔ ثمرات آخرت۔ تارک نماز۔ طبی فوائد نماز کے امتیازی عبادت۔ تاکید نماز۔ لفظی عبادت۔ نماز کے وقتوں کا قرآن سے ثبوت۔ بے نمازیوں کی کہانیاں۔ اس کے بعد تمام نمازوں کا بیان ۱۶۰ صفحات۔ قیمت صرف بارہ آنے۔ علاوہ محصولڈاک۔

ضروریات دین دفتر پیشوا نے فاضل دینیات سے اس کتاب کو مرتب کرایا ہے جس میں اصول دین کو نہایت سلیس اور عام فہم اردو میں صرف ان مسائل کو لیا ہے۔ جن سے واقفیت حاصل کئے بغیر ایک مسلمان کا اسلام قائم نہیں رہ سکتا۔ دینی ضروریات کو کم فرصت وکیل۔ تجارت پیشہ۔ مذہب سے ناواقف زمیندار اور صنعت پیشہ مسلمانوں کو پڑھنی چاہیئے تاکہ بہت ہی کم وقت میں اصول اسلام سے واقفیت ہو جائے۔ اچھی لکھائی۔ ضخامت ڈھائی سو صفحے۔ قیمت صرف دس آنے (۱۰؍)

شریر لڑکی ماں باپ کے لئے اس دنیا میں سب سے بڑا عذاب ہے مگر اس عذاب سے نجات پانے کا واحد ذریعہ اڈیٹر صاحب پیشوا کی طلسمی کتاب "بچی کی استانی" ہے جو شریر بچیوں کو پڑھنے لکھنے میں مصروف کر کے نیک اور سلیقہ مند بیویاں بننے کے قابل بنا دیتی ہے۔ اس کے مطالعہ سے ہنرمندی اور تمیز داری سلیقہ شعاری آجاتی ہے۔ اتنی دلچسپ کتاب ہے کہ ایک دفعہ شروع کر کے ختم کئے بغیر چین نہ آئیگا۔ سفید چکنا کاغذ۔ اچھی لکھائی چھپائی ضخامت ۸۰ صفحے۔ قیمت ۸؍ علاوہ محصول۔

تعلیم خانہ داری کتنے گھر ہیں جو بیوی کی جہالت سے برباد ہیں۔ عورت گھر کو چاہے تو جنت بنا سکتی ہے۔ اور چاہے تو دوزخ۔ سوائے ان خاندانی عورتوں کے جن کی عورتیں باوجود کوشش کے بھی اپنے گھر کو سلیقہ سے نہیں چلا سکتیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ بیوی کو معلوم ہی نہیں کہ سلیقہ کس کو کہتے ہیں ایک مہینے میں آپ کے گھر کی حالت پلٹ سکتی ہے اور صرف ایک روپیہ آٹھ آنے میں تعلیم خانہ داری منگا کر ایک دفعہ اپنی بیوی کے مطالعہ سے نکلوا دیجئے۔ ضخامت ۴۰۰ صفحے قیمت آٹھ آنے علاوہ محصول

سائیاں انکھیاں پھیریاں سویری ملک جہاں

اگر بابا کبیر داس کے اس دوہے کی سچی تصویر دیکھنا ہو تو کتاب "آہ مظلوم" پڑھیئے۔ بدنصیب بیواؤں کی الم ناک زندگی خونچکاں منظر ہے۔ آہ جس عورت کے سر سے اس کے تاجدار کا سایہ اٹھ گیا اس کے لئے سوائے گوشہ لحد کے کہیں ٹھکانا نہیں ہے۔ مظلوم بیوہ کی داستان غم سنکر کلیجہ منہ کو آنے گا۔ پھر اس پر طرہ یہ ہے کہ مصور غم علامہ راشد الخیری کا شاہکار ہے کتاب کا ایک ایک حرف کلیجے کے پار ہوتا ہے

قیمت بارہ آنے۔ علاوہ محصول

شرح دیوان حافظ

(از مہان ایڈیٹر)

خیال روئے تو در ہر طریق ہمرہ ماست   نسیم موئے تو پیوند جان آگہ ماست

ترجمہ۔ تیرے چہرہ کا خیال ہر راہ اور ہر منزل میں ہمارے ساتھ ہے اور تیرے بالوں کی بو ہمارے جان کے ساتھ ہے۔

تشریح۔ تصور شیخ کی کیفیت کو اس شعر میں بیان کیا ہے مطلب یہ ہے کہ شیخ کا تصور ہر حالت اور ہر کیفیت میں ہمارے ساتھ ہے اور شیخ کی توجہ کی پاک و نرم ہوا کسی وقت ہم سے جدا نہیں ہوتی یعنی طریقت کی جن منزلوں سے ہم گزر رہے ہیں شیخ کا تصور اور شیخ کی توجہ ہماری رہنما ہے۔

اگر بزلف دراز تو دست ما نرسد   گناہ بخت پریشان و دست کوتہ ماست

ترجمہ۔ اگر تیری لمبی زلف تک ہمارا ہاتھ نہ پہنچے تو یہ ہمارے بخت پریشان اور کوتاہ دست کا قصور ہے زلف کا قصور نہیں۔

تشریح۔ طریقت کے طویل منزلوں تک اگر ہم نہ پہنچے یعنی منازل طریقت کو طے نہ کر سکے تو یہ منازل طریقت یا شیخ طریقت کا قصور نہیں ہے منازل طریقت تو ہمارے سامنے ہیں اور ہمارے استقبال کیلئے کھڑی ہیں اور شیخ طریقت اُن تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن یہ ہماری بدبختی اور کوتاہ دستی یعنی کم ہمتی ہے کہ ہم انکو طے نہ کر سکے۔

بصورت از نظر ما اگرچہ محجوب است   ہمیشہ در نظر خاطر مرفہ ماست

ترجمہ۔ ظاہر میں ہمارا محبوب اگرچہ ہم سے پوشیدہ ہے لیکن باطن میں ہمیشہ ہمارے سامنے رہتا ہے۔

تشریح۔ ہمارا محبوب مجازی یا حقیقی اگرچہ ہم کو نظر نہیں آتا یعنی ہماری نظروں سے مخفی رہتا ہے۔ لیکن باطن میں ہمیشہ ہمارے سامنے رہتا ہے مطلب یہ ہے کہ محبوب کتنے ہی حجابوں میں مخفی ہو یا ہماری نظروں سے پوشیدہ ہو لیکن ہمارے باطن کی آنکھیں ہر وقت اس کو دیکھتی رہتی ہیں اور وہ ایک لمحہ کے لئے بھی ہم سے جدا نہیں ہوتا۔

جریدہ رو کہ گذرگاہ عافیت تنگ است   پیالہ گیر کہ عمر عزیز بے بدل است

ترجمہ۔ تنہا جا کہ عافیت کا راستہ تنگ ہے پیالہ لے کہ عمر عزیز بے بدل ہے۔

تشریح۔ دنیا میں تعلق کی زندگی بسر نہ کر اس لئے کہ سکون و عافیت کا راستہ بہت تنگ ہے اور تعلق کی حالت میں اس راستہ سے گذرنا مشکل بلکہ ناممکن ہے اور غم غلط کرنے کا پیالہ ہاتھ میں لے لے کہ عمر عزیز بار بار نصیب نہ ہوگی۔ اس شعر میں خواجہ حافظ رحمۃ نے دنیوی تعلقات کی خرابی کو بتایا ہے اور ظاہر کیا ہے کہ سکون و عافیت کا راستہ اسقدر تنگ ہے کہ تعلقات کی صورت میں اس سے گذرنا ممکن نہیں ہے۔ پھر یہ بتایا ہے کہ دنیوی رنج و ملال کو رفع کرنے کی تدابیر پر عمل پیرا ہو کر زندگی بار بار نصیب نہیں ہوتی۔ عمر عزیز کو رنج و ملال میں بسر کرنا گویا عمر عزیز کو ضائع کرنا ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ طریقت کا راستہ دشوار گذار اور تنگ ہے اس میں تنہا داخل ہو اور تنہا چل یعنی دنیوی تعلقات کو ختم کر دے اور صرف اسی راستہ پر چلنے سے دھیان رکھ۔ اور شراب معرفت کے پیالہ کو حاصل کر لے اس لئے کہ زندگی ناپائدار ہے اگر یونہی ضائع ہو گئی تو خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہوگا۔

بچشم عقل درین رہگذار پر آشوب   جہان و کار جہان بے ثبات و بے محل است

ترجمہ۔ پر آشوب دنیا کو عقل کی آنکھ سے دیکھ کہ دنیا اور دنیا کا کام سب بے ثبات اور بے محل ہے۔

تشریح۔ فتنہ و فساد کی جگہ اور خطرات کے مقام یعنی دنیا کو عقل و توجہ کی نظر سے دیکھ اور غور کر کہ دنیا کے جسقدر امور ہیں سب بے ثبات یعنی فانی اور بے محل یعنی غیر قائم ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا دل لگانے کی جگہ نہیں ہے۔ یہاں کی تمام چیزیں فانی عارضی اور بے حقیقت ہیں اور دل ایسی چیز سے لگانا چاہئیے جو فنا پذیر نہ ہو یعنی خدا۔

خلل پذیر بود ہر بنا کہ می بینی   مگر بنائے محبت کہ خالی از خلل است

ترجمہ۔ جس بنیاد کو تو دیکھ رہا ہے وہ خلل پذیر یعنی تباہ ہونے والی ہے ہاں صرف محبت کی بنیاد ایک ایسی بنیاد ہے جو خلل سے محفوظ ہے۔

تشریح۔ دنیا سے بے تعلق رہنے اور صرف خدا سے لو لگانے کی ترغیب شعر میں دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ دنیا میں اے انسان جو کچھ تو دیکھ رہا ہے سب فانی ناپائدار اور بے محل ہے پھر ایسی چیز سے دل لگانا کیا۔ ہاں محبت کی دنیا ایسی دنیا ہے جسکو فنا نہیں ہے اور جو ہمیشہ قائم و باقی رہیگی۔ اس محبت الٰہی کو اختیار کر اور خالق کی محبت میں اپنے آپ کو فنا کر دے تاکہ ہمیشہ کی زندگی تجھکو حاصل ہو جائے یعنی واصل بحق ہو کر دائمی بقا کو حاصل کر لے۔

مذہبی معلومات

حیات طیبہ اور تمثیل نگاری

(از جناب مولوی نور احمد خاں صاحب فریدی)

حال میں جناب "ملیح آبادی" نے ایک ایسی کتاب سے ہندوستان کو روشناس کرایا ہے۔ جو سیرت رسول ؐ کے عنوان پر ڈرامائی طرز میں لکھی گئی ہے۔ ممکن ہے بعض حضرات کو یہ انداز پسند ہو۔ مگر جنہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی "حیات طیبہ" اور عام افراد کی سیرتوں کے باہمی امتیاز پر پورا عبور حاصل ہے۔ وہ کسی صورت میں بھی اسے مستحسن خیال نہیں کر سکتے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کا ایک ایک حرف مسلمانوں کے لئے دارین کی سعادتوں کا سرمایہ دار ہے، اور حضرت کے اٹھنے بیٹھنے، چلنے، پھرنے، سونے، جاگنے، ہنسنے غرضیکہ ایک ایک؛ ادا سے شریعت اسلامیہ کے ہزاروں مسائل وابستہ ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ جہاں آقائے دو عالم نے اپنے صحابیوں کو فلیبلغ الشاھد الغائب (جو لوگ موجود ہیں وہ آنے والوں کو میرے حالات کی اطلاع دے دیں) کا حکم سنا دیا تھا۔ وہاں ازواج مطہرات کو بھی یہ ہدایت فرما دی تھی۔ کہ "جو کچھ مجھ سے خلوت میں دیکھو بالکل بے پردہ بیان کرو۔ اسی ارشاد گرامی کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام نے قطع نظر اس کے جو کچھ وہ کہنا چاہتے ہیں۔ اس کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ جو دیکھا اُسے برملا روایت کرنا شروع کیا۔ ایک صحابی نے بیان کیا کہ "حضور کا طلیف نامی ایک گھوڑا اکثر دروہ بہار باغ میں چرا کرتا تھا" دوسرے نے فرمایا کہ "حضور کے جوتے میں دو تسمے تھے" تیسرے نے فرمایا کہ "میں نے دیکھا۔ حضور بائیں پہلو پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے!"

محدثین کرام کی احتیاطیں

ایک طرف تو روایت کا دریا اس جوش سے ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور دوسری جانب مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (جو شخص قصداً کوئی غلط بات میری طرف منسوب کرے گا اس کا ٹھکانا دوزخ ہے) کے پیش نظر فن روایت کے جوہری ایک ایک لفظ کو تحقیق کی کسوٹی پر رکھ کر یہ دیکھ رہے تھے۔ کہ کہیں راویوں کو سننے سمجھنے میں دھوکا تو نہیں ہوا۔ یعنی اگر انہیں یہی روایت پہنچی کہ حضرت کا طلیف نامی گھوڑا تھا تو اس بیان کی تصدیق میں پورے گواہوں کی شہادت طلب کر لی اور پھر ہر ایک کے متعلق یہ دیکھ لیا گیا کہ۔

(۱) اس کی عمر تھوڑی تو نہیں (نابالغ تو نہیں ہے)؟
(۲) اس کا گذارا کسی ناجائز وسائل سے تو نہیں ہوتا؟۔
(۳) لوگوں کی نگاہوں میں بے وقار تو نہیں؟
(۴) کہیں اونچا تو نہیں سنتا؟
(۵) حافظہ اچھا ہے یا نہیں؟
(۶) تفقہ فی الدین کا مادہ رکھتا ہے یا نہیں؟

جو واقعہ بیان کرتا ہے اس کا مشاہدہ ہے۔ یا اس نے دوسروں سے سنا ہے؟ اگر اس کا مشاہدہ نہ ہوتا۔ تو پھر شریک واقعہ تک تمام راویوں کے نام ترتیب وار دیکھے جاتے اور ان سب کے متعلق یہ سب احتیاطیں ملحوظ رہتیں۔ اگرچہ پہلے ہی شمع رسالت کے پروانے آنحضرت صلعم سے کوئی روایت بیان کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے۔ مگر اس تہدید سے بعضوں نے تو احادیث کا بیان کرنا ترک کر دیا کہ کہیں غلطی نہ ہو جائے اور جنہوں نے بلغوا عنی ولو آیة کی تعمیل میں روایت کا سلسلہ برابر جاری رکھا۔ انہوں نے ساتھ ساتھ یہ کہنا شروع کیا کہ

"اگر میں تم سے یہ کہوں کہ میں جو سنتا ہوں بعینہٖ ہی ادا کر دیتا ہوں تو تم میری بات نہ مانو۔ میں صرف مطلب ادا کرتا ہوں۔ (صحیح ترمذی)

حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ جب کبھی روایت فرماتے تو کبھی نہ کہتے کہ "حضور نے یہ فرمایا ہے" ایک دن اُن کی زبان سے یہ لفظ نکل گیا۔ دفعتہً حیرت زدہ رہ گئے۔ سر جھک گیا آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ اور کہنے لگے۔ حضور ؐ نے یوں فرمایا ہے یا یوں اس سے زیادہ یا کچھ کم۔ یا اس کے مشابہ۔

اسی بزرگوار کا ذکر ہے۔ کہ ایک دفعہ آپ نے قیامت کے متعلق آنحضرت کی ایک روایت بیان کی۔ اور جب حدیث ختم ہو گئی تو مسکرا پڑے۔ پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "تم پوچھتے نہیں میں کیوں مسکرایا ہوں؟" لوگوں نے

آپ پر یہی سوال کیا۔ تو بولے "مسلمانو۔ رسول اللہ صلعم یہ حدیث بیان کرنے کے بعد مسکرا پڑے تھے۔"

اس بحث سے مقصود یہ تھا کہ آپ حضرات پر یہ امر واضح کر دیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات قلمبند کرنے یا آپ کی ذات سے کوئی روایت نقل کرنے میں ہمارے اسلاف اس قدر ہے پرواہی سے کام نہ لیتے تھے جتنا کہ ہم لے رہے ہیں۔ خدا کا فضل ہے ہمیں آج اُن صبر آزما مصائب سے دوچار ہونا نہیں پڑتا۔ آج ہر جگہ قرآن اور حدیث کے صحیح نسخے مل سکتے ہیں۔ جتبحر علما بھی ہر شہر اور قصبہ میں موجود ہیں۔ لیکن ذرا اُس زمانہ کا بھی خیال کیجئے۔ جبکہ چپہ چپہ پر شیروں، چیتوں اور درندوں کا خطرہ تھا۔ آمد و رفت کے ذرائع اسقدر آسان نہ تھے۔ اس عالم میں بھی شمع رسالت کے پروانے راویوں کی تلاش میں پہاڑوں اور جنگلوں میں مارے مارے پھرتے تھے۔ انہی جانبازوں کے ذوق طلب کے طفیل خاتم الانبیا کی زندگی کا ایک ایک لمحہ حیطۂ تحریر میں آگیا۔ جن خدا ترس صحابہ نے سیرت پاک کے متعلق ایک بھی زبانی جملے لوگوں تک پہنچائے ان کی تعداد تیرہ ہزار بیان کی جاتی ہے۔ اور وہ حضرات جنہوں نے ایک یا دو واسطوں سے آپ کی سیرت مرتب کرنے میں حصہ لیا ہے ان کی تعداد پانچ لاکھ ہوتی ہے۔ گویا آنحضرت کی سیرت پاک کے ساتھ ساتھ پانچ لاکھ مؤرخین کے حالات زندگی بھی اسماء الرجال کی کتابوں میں محفوظ کر لئے گئے۔ چنانچہ آج نہ صرف رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک ایک لمحہ محفوظ ہے۔ بلکہ اس کے پانچ لاکھ مصنف یا مؤلف بھی شہرت دوام کا تاج پہنے ہر جگہ جیتے جاگتے اور بولتے چالتے دکھائی دیتے ہیں۔

سیرت رسول و توفیق الحکیم

توفیق الحکیم نامی کوئی ڈراما نویس ہیں۔ اُنہوں نے "سرکار مدینہ" کی زندگی کو ڈرامائی انداز میں لکھا ہے۔ پہلے تو یہ انداز ہی موزوں نہیں۔ کیونکہ جس سیرت پاک کی تدوین میں اسقدر احتیاط کا رفرما رہی ہو وہ کسی ڈراما نویس کے حشو و زوائد کی متحمل کیسے ہو سکتی ہے مگر افسوس اس امر کا ہے کہ توفیق صاحب نے سرے سے واقعات ہی غلط دئے ہیں۔ سکندر اور فردوسی کے ڈرامے تیار ہوں۔ تو اس زمانے کے طرز تمدن اور نظام معاشرت کا صحیح چربہ اُتارنے کے لئے ایک مجلس سجائی جائے۔ لیکن فخر دو عالمیان کی "حیات طیبہ" لکھنے بیٹھیں تو تاریخ کے صفحات پر نظر کرنے کی زحمت بھی گوارا نہ ہو؟ صحابہ کرام "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کہتے ہی سہم جائیں، اور خوف سے اُن کی آنکھیں اشکبار ہو جائیں، مگر ہمارے تمثیل نگار آپکی ذات گرامی پر سو قیانہ حملے کریں تو ملیح آبادی جیسے "سارے جہان کا درد" رکھنے والے مسلمان اپنی اشاعت میں ناشرین کی سرخروئی تصور کریں۔ یا للعجب!!

کس دشمن من نیست منم دشمن خویش
ملے وائے دوست من و دامن خویش

زیادہ تعجب اس امر کا ہے کہ "ملیح آبادی" کے ہمراہ دو مددگار بھی ہیں۔ ایک مولینا محمد ابو اللیث صاحب ہیں، جنہوں نے ملیح آبادی کو اس خطرناک کتاب کے ترجمہ کی طرف توجہ دلائی۔ دوسرے مولانا مشتاق احمد صاحب ہیں، جنہوں نے تعاون فی الجرم کا ارتکاب کرکے رسول اللہ کی روح کو بےچین کر دیا۔ اس مضمون میں اجمالاً ان اغلاط اور اسقام پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ جو اس کتاب کے سطح نظر معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ جہاں تک بعض کا گمان ہے توفیق صاحب بھی جرجی زیدان کی طرح کوئی یہودی عالم ہیں اور انہوں نے کسی مشن کے ایما پر عمداً بانئ اسلام کی توہین کی ہے۔۔۔ مگر ملیح آبادی کو کیا ہو گیا ہے کہ اُنہوں نے ایسی فحش اور مسلم آزار کتاب کو اردو کا جامہ پہنا کر بازاروں میں فروخت کے لئے بھیج دیا۔ کیا اُنہیں مشق سخن کے لئے اور کوئی موضوع نہیں مل سکتا تھا جو خواہ اپنی عاقبت ہی خراب کر لی تھی۔!! بہرکیف ان صاحبان نے ایک ایسے فتنے کا فتح باب کر دیا ہے جس کی تلافی کسی طور پر ممکن نظر نہیں آتی۔ اُنہوں نے قبۂ خضرا پر ایسی گہری چوٹ لگائی ہے جس کے نقوش مدتوں تک اس پر نمایاں رہیں گے۔ آہ بدبخت قوم! جب تیرے فاضل فرزندوں کی یہ کیفیت ہے تو تیری کشتی کنارے کیسے لگے گی۔ خدایا تیرا رحم۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ۔

باآں قوم از تو می خواہم کشادے
فقیہش بے یقینے، کم سوادے
بسے نادیدنی را دیدہ ام من
مرا اے کاش کہ مادر نزادے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم
تالیف ۔ توفیق الحکیم
ترجمہ ۔ ملیح آبادی
مبصر و ناقد ۔ نور احمد خان فریدی۔

عبد اللہ بن زبیر بدر کی جنگ میں

"سیرۃ النبی" اور "اسوۂ صحابہ" میں لکھا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سنہ ۱ھ کے آخر میں تولد ہوئے۔ چونکہ ان سے پہلے کسی مہاجر کے ہاں اولاد نرینہ نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے جہاں کہیں مسلمانوں سے یہودی ملتے، آوازیں کس کر کہتے: "دیکھو ہمارے معبودوں نے ان لوگوں پر جادو کر دیا ہے۔ اب ان کے ہاں کبھی اولاد نہ ہوگی۔" عبد اللہ بن زبیر پیدا ہوئے تو مہاجرین نے خوشی سے نعرہ لگایا۔

بدر کا ہنگامہ رمضان سنہ ۲ھ میں برپا ہوا۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن زبیر تقریباً ایک سال کی عمر کے تھے۔ لیکن "توفیق الحکیم" کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ صفحہ ۱۶۹

گھمسان کا رن پڑتا ہے۔ مسلمان دشمن کے چھکے چھڑا دیتے ہیں۔ بہتوں کو قتل کرتے ہیں۔ اور بہتوں کو قیدی بنا لیتے ہیں۔ عبداللہ بن زبیرؓ ایک مقتول کا سب کچھ چھین لیتے ہیں۔ اور امیہ بن خلف اور اس کے لڑکے کو قید کر لیتے ہیں۔

عبداللہ بن زبیر (تلوار اٹھائے ہوئے) اوہ تو یہ امیہ بن خلف!

امیہ۔ (عبداللہ سے) اللہ کے بندے میری جان نہ لے۔ جو کوئی مجھے قید کر لیگا۔ میں اُسے بہت سی دودھیاری اونٹنیاں اپنے فدیہ میں دونگا۔

عبداللہ (امیہ کے بیٹے کو پاس دیکھ کر) اور یہ تیرا لڑکا ہے؟

امیہ (گڑگڑا کر) ہاں ہاں!

عبداللہ۔ تو میرے ساتھ ہو لو۔ اور ذرا تیز دوڑو۔

امیہ (حمزہ کو دیکھتا ہے۔ جو دشمنوں کے سر اڑاتے پھرتے ہیں) اللہ کے بندے تمہارے ساتھ یہ کون آدمی ہے جس کے سینے پر شتر مرغ کا پر نشان کے طور پر لگا ہوا ہے۔

عبداللہ۔ (دیکھ کر) حمزہ بن عبدالمطلب ہیں۔

امیہ۔ اسی شخص نے ہمارا کچومر نکالا ہے۔

(بلال امیہ بن خلف کو عبداللہ کے ساتھ دیکھ لیتے ہیں)

بلال (چلا کر) کفر کا سر امیہ بن خلف، میں مر جاؤں اگر یہ نہ مرے!

عبداللہ۔ (بلال کو چپ رہنے کا اشارہ کرکے) بلال! یہ میرا قیدی ہے

بلال (چلاتے ہیں) میں مروں اگر یہ نہ مرے!

عبداللہ (بلال اور قیدی کے بیچ میں آکر) سنتا ہے کلوٹی کے لڑکے!

بلالؓ (چلاتے ہیں) میں نہ جیوں اگر یہ جئے (پھر اور زیادہ گلا پھاڑ کر) اللہ کے انصار، کفر کا سر امیہ بن خلف یہ موجود ہے۔ میں نہ جیوں۔ اگر یہ جئے۔

(عبدالرحمان بن عوف کچھ مسلمانوں کے ساتھ آجاتے ہیں اور دونوں قیدیوں کو گھیر لیتے ہیں۔ عبدالرحمان تلوار مارتے ہیں اور امیہ کا بیٹا ڈھیر ہو جاتا ہے۔)

امیہ بن خلف (دردناک چیخ مار کر) ہائے میرا بیٹا!

عبداللہ۔ (امیہ سے) جان لے کر بھاگ، مگر اب جان کہاں بچتی ہے۔ واللہ میں تیرے کام نہیں آسکتا (پھر امیہ کا بکھرا دیکھتے ہیں اور وہ دکھائی نہیں دیتا۔ سمجھ جاتے ہیں۔ میدان ہی میں رہ گیا) میرا بکترا! میرا بکتر کیا ہوا؟!

(عبدالرحمان وار کرتے ہیں اور امیہ موت کے گھاٹ اتر جاتا ہے)

عبدالرحمان۔ اے دشمن خدا!

بلال۔ (خوشی سے چلاتے ہیں) خدا کا شکر ختم ہو گیا۔ اللہ کا دشمن۔ احد احد!

عبداللہ۔ (بلال سے) تجھ سے خدا سمجھے۔ میرا بکتر بھی چلا گیا اور میرے قیدی بھی تو نے مروا ڈالے۔ مجھے بڑا فدیہ ملتا!

یہاں توفیق صاحب کا بیان ختم ہو جاتا ہے۔ اب بخاری شریف کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

صحیح بخاری کتاب الوکالہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے امیہ بن خلف سے تحریری معاہدہ کیا۔ کہ میں اس کے اہل و عیال کی جو مدینہ میں ہیں حفاظت رکھونگا۔ اور وہ میرے اہل و عیال کی جو مکہ میں ہیں۔ نگرانی رکھے (دستخط کی جگہ) جب میں نے لفظ "رحمٰن" لکھا تو امیہ کہنے لگا کہ میں رحمٰن کو نہیں جانتا۔ مجھے اس نام کی تحریر دو۔ جو جاہلیت میں تمہارا تھا میں نے عبد عمرو لکھ دیا۔ جب جنگ بدر کا دن ہوا۔ اور رات کو لوگ سو گئے۔ تو میں امیہ کی حفاظت کرنے پہاڑ کی طرف چلا۔ بلال رضی اللہ عنہ نے امیہ کو دیکھ لیا اور اپنی جگہ سے نکل کر انصار کی ایک جماعت کے پاس جا کر کہا۔ کہ "امیہ بن خلف موجود ہے۔ اگر یہ بچ کر چلا گیا تو میں نہ بچونگا۔" بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ انصار کی ایک جماعت ہماری تلاش میں چلی (اور ہم بھاگے) اور جب ہم کو خوف ہوا کہ ہم کو اب یہ پکڑ لیں گے تو امیہ کے بیٹے کو میں نے پیچھے چھوڑ دیا۔ تاکہ لوگوں کو کچھ دیر کے لئے روکے رکھے۔ انصار نے اس کو قتل کر دیا۔ اور پھر ہمارے پیچھے لگ گئے۔ امیہ بھاری آدمی تھا۔ جب لوگ ہم تک پہنچ گئے (اور امیہ نہ بھاگ سکا) تو میں نے کہا کہ اونٹ کی طرح پڑ جا۔ وہ زانو کے بل اوندھا پڑ گیا۔ اور اس کی حفاظت کے لئے میں نے اپنے آپ کو اس پر ڈال دیا۔ لیکن انصار نے نیچے سے تلواریں داخل کرکے اس کو قتل کر دیا۔ اور ایک شخص کی تلوار میرے پاؤں پر بھی لگی۔ جس کا یہ نشان میرے پاؤں پر موجود ہے۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن اپنے پاؤں پر زخم کا نشان ہم کو دکھاتے تھے۔"

اب ناظرین کرام نے دیکھ لیا کہ عبدالرحمٰن خود راوی ہیں۔ اور شہادت کے طور پر ابراہیم کو اپنے پاؤں کا نشان بھی دکھا دیے ہیں۔ توفیق کا بیان ہے کہ اُنہوں نے خود قتل کیا۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک معاہدہ کی بنا پر اسے بچانے چلا تھا۔ مگر خود بھی زخمی ہوا۔

اب توفیق صاحب کی عبارت کے الفاظ پر غور کیجئے۔ اس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مسلمان لوٹ مار کے کھو کے تھے اور فدیہ کی خاطر دشمنان خدا کو چھوڑتے پھرتے تھے۔ حالانکہ یہ اسلام کی پہلی جنگ ہے۔ اور فدیہ وغیرہ کے متعلق کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

ملاحظہ ہو بیان علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ۔

"آنحضرت صلعم نے مدینہ میں آکر صحابہ سے مشورہ کیا کہ اسیران جنگ کے بارے میں کیا کیا جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی کہ سب اپنے ہی عزیز و اقارب ہیں۔ فدیہ لے کر چھوڑ دیے جائیں۔ لیکن حضرت عمرؓ کے نزدیک اسلام کے مسئلہ میں دوست دشمن، عزیز و بیگانہ، قریب و بعید کی تمیز نہ تھی۔ اس لئے انھوں نے یہ رائے دی کہ سب قتل کر دیئے جائیں۔ اور ہم میں سے ہر شخص اپنے عزیز کو آپ قتل کرے۔ آنحضرتؐ نے صدیق اکبرؓ کی رائے پسند کی۔ اور فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ اس پر خدا کا عتاب آیا۔ اور یہ آیت اتری۔

"اگر خدا کا نوشتہ پہلے نہ لکھا جا چکا ہوتا۔ تو جو کچھ تم نے لیا۔ اس پر بڑا عذاب نازل ہوتا"

آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکرؓ یہ عتاب ربانی سن کر رو پڑے۔ سیرۃ النبی۔ جلد اول

"میں مر جاؤں اگر یہ نہ مرے" کے تکرار سے حضرت بلالؓ کی متانت پر حرف آتا ہے۔ اور ان کی حیثیت قائم بجز ایک مسخرے کی رہ جاتی ہے۔

بزرگوں کے ساتھ "چلا کر" اور زیادہ "گلا پھاڑ کر" کے لفظ منسوب کرکے بے ادبی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

"سنتا ہے کلوٹی کے لڑکے" یہ فقرہ نہایت سوقیانہ ہے۔ کلکتہ کے لونڈے تو شاید کہہ سکتے ہوں مگر اصحاب رسول اللہ کی زبان سے ایسے بازاری الفاظ کا نکلنا محالات سے ہے۔ نعوذ باللہ من ہذا القول العظیم و علیٰ قائلہ لعنت اللہ و الملئکۃ والناس اجمعین۔

ابن حقیق کا قتل

کعب بن اشرف اور ابو رافع عبد اللہ بن حقیق نہایت مفسدہ پرداز یہودی تھے۔ اور مسلمانوں کے خلاف دشمنوں کو مدد دیا کرتے تھے۔ جناب توفیق نے ابن حقیق کے قتل کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ بعینہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

فصل سوم ... چودھواں منظر

(محمد ابوبکرؓ کے ہمراہ مسجد کے سامنے نرم بن تبیلہ کے کچھ لوگ ڈرتے آتے ہیں)

عبد اللہ۔ (خوشی سے بے قرار ہوکر)

محمدؐ۔ کیا ہے؟

مسعودؓ۔ خدا کے دشمن ابن ابی الحقیق کو ہم ٹھکانے لگا آئے۔

محمدؐ۔ کہیے۔

ابن عتیکؓ۔ ہم مدینہ سے نکلے۔ خیبر پہنچے۔ ابن ابی الحقیق کے دروازے پر رات کو کھڑے ہوئے۔ ہم نے گھر میں آنے کی اجازت چاہی اس کی عورت باہر آئی اور پوچھنے لگی۔ تم کون ہو؟ ہم نے کہا عرب ہیں اور کچھ کھانا لینا چاہتے ہیں۔ عورت کہنے لگی۔ ٹھیک ہے یہاں سے تمہارا کام ہو جائیگا۔ اندر چلے آؤ نا۔ ہم اندر چلے گئے۔ مگر عورت باہر ہی تھی کہ ہم نے کمرہ اندر سے بند کرلیا۔ ہم چاہتے تھے کہ بیچ میں کوئی گڑبڑ نہ ہونے پائے۔ ابن ابی الحقیق کی عورت نے چلا کر ہمارے آنے کی خبر دے دی۔ یہ شخص اپنے بچھونے پر مزے سے لیٹا تھا۔ ہم تلواریں سونت کر ٹوٹ پڑے۔ رات کے اندھیرے میں کچھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ مگر ابن ابی الحقیق کا گورا رنگ بچھونے پر اس طرح چمک رہا تھا جیسے کوئی قبطی عورت لیٹی ہو۔ عورت جب چلائی تھی تو ہمارے ایک دو آدمیوں نے تلوار اٹھالی تھی۔ مگر رسول اللہ کی ممانعت یاد آگئی۔ ......

اور جب ہم نے ابن ابی الحقیق پر تلواروں سے وار کیا تو میں اس کے پیٹ پر تلوار رکھ کے ٹوٹ پڑا۔ اور تلوار پیٹ اور پیٹھ کو توڑتی ہوئی باہر نکل گئی۔ اس پر وہ چلا اٹھا "بس بس" پھر ہم اس کے گھر سے نکل گئے۔ مگر ابن عتیک اپنی آنکھوں کی خرابی کی وجہ سے سیڑھی پر سے گر پڑے۔ اور ان کے پاؤں کو بہت چوٹ آئی۔ لیکن ہم نے انہیں لاد لیا۔ الیٰ آخرہ۔

صحیح بخاری کا بیان

باب۔ ابو رافع عبد اللہ بن حقیق یا سلام بن حقیق کے قتل کا قصہ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو رافع (بن حقیق) یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچایا کرتا تھا۔ اور آپ کے خلاف دشمنوں کو مدد دیا کرتا تھا۔ اس کا سرزمین حجاز میں ایک قلعہ بھی تھا جس میں خود رہتا تھا۔ حضورؐ نے چند انصاریوں کو (اس کے قتل کرنے کے لئے) بھیجا۔ اور عبد اللہ بن عتیکؓ کو ان کا سردار بنایا۔ صحابہ غروب آفتاب کے بعد قلعہ کے قریب پہنچے۔ ابن عتیک نے کہا آپ لوگ یہیں ٹھیر جائیے۔ میں جاکر دیکھتا ہوں۔"

ابن عتیک کہتے ہیں۔ "میں نے کسی حیلہ سے قلعہ کے اندر جانا چاہا اتفاقاً اہل قلعہ کا ایک گدھا گم ہوگیا۔ وہ مشعل لے کر گدھے کو ڈھونڈنے کے لئے باہر نکلے۔ مجھے خوف ہوا۔ کہیں میری شناخت نہ کرلی جائے۔ اس لئے سر اور پاؤں چادر سے لپیٹ کر رفع ضرورت کرنے والے کی طرح بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دربان نے آواز دی کہ جو شخص

اندر آنا چاہتا ہو آجائے۔ ورنہ دروازہ بند ہوتا ہے۔ میں فوراً قلعے کے اندر داخل ہو گیا۔ اور گدھوں کے اصطبل میں چھپ گیا جو قلعہ کے دروازہ کے پاس ہی تھا۔ اہل قلعہ نے شام کا کھانا ابو رافع کے پاس ہی کھایا۔ اور کچھ رات گئے تک بات چیت کرتے رہے۔ جب سب لوگ اپنے اپنے مکانوں کو چلے گئے اور خاموشی ہو گئی۔ اور کوئی آہٹ بھی کسی کی نہ رہی تو میں نکلا۔ دربان نے جس طاق میں کنجی رکھی تھی۔ میں نے دیکھ لیا تھا۔ کنجی لے کر میں نے قلعہ کا دروازہ کھولا۔ اور دل میں خیال کر لیا کہ اگر لوگوں کو اطلاع ہو جائے گی۔ تو میں آسانی سے نکل جاؤں گا۔ پھر میں نے سب کمروں کے دروازے باہر سے بند کر دئیے۔ اور زینہ سے چڑھ کر ابو رافع کے کمرہ تک پہنچا۔ کمرہ میں بالکل اندھیرا تھا۔ چراغ گل ہو چکا تھا۔ ابو رافع (ابن حقیق) تاریک کمرہ میں اپنی بیوی بچوں کے ساتھ سو رہا تھا۔ لیکن یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ کس جگہ ہے۔ میں نے آواز دی۔

"ابو رافع!" "ابو رافع!!"

بولا۔ "کون ہے؟"

عبد اللہ کہتے ہیں۔ میں آواز کی طرف جھپٹ پڑا۔ اور گھبرا کر تلوار ماری۔ لیکن تلوار نشانہ پر نہ لگی۔ ابو رافع چیخا۔ اور میں کمرہ سے نکل آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر اندر گیا۔ اور آواز بدل کر اعانت کے لہجے میں پوچھا۔

"ابو رافع! یہ کیا آواز تھی"؟

ابو رافع بولا۔ کم بخت۔ تیری ماں مرے۔ کوئی شخص مکان کے اندر موجود ہے۔ ابھی ابھی اس نے میرے تلوار ماری تھی! یہ سنتے ہی میں نے ایک تلوار اور رسید کی۔ لیکن وہ بھی بے کار گئی۔ اور میں قتل نہ کر سکا۔

ابو رافع چلایا۔ اور گھر والے بیدار ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد آواز بدل کر اعانت آمیز لہجہ بنا کر میں پھر پہنچا۔ ابو رافع بالکل چت پڑا ہوا تھا۔ میں نے اس کے پیٹ پر تلوار رکھ کر دبائی کہ ہڈیوں کے ٹوٹنے کی آواز آئی۔ اس کے بعد میں دہشت زدہ ہو کر زینہ پر اترنے کے ارادہ سے آیا۔ زینہ سے اترتے وقت مجھے خیال ہوا کہ زمین پر پہنچ چکا ہوں (اور درحقیقت وہ زینہ کی ایک سیڑھی تھی۔) چاندنی رات تھی میرا پاؤں پھسلا میں گر گیا۔ اور پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اپنی دستار سے پنڈلی باندھی اور آ کر (قلعہ) کے دروازہ پر بیٹھ گیا۔ دل میں خیال کر لیا کہ جب تک اس کے مرنے کی خبر مجھ کو نہ مل جائے گی میں یہاں سے نہ نکلوں گا۔ جب مرغ نے آذان دی۔ تو ایک شخص نے قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر کہا۔ میں ابو رافع تاجر اہل حجاز کے مرنے کی خبر دیتا ہوں۔ میں یہ سنکر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا۔ اور ان سے کہا۔ جلدی کرو۔ بھاگ چلو۔ خدا نے ابو رافع کو قتل کرا دیا۔ اس وقت مجھے درد کا کچھ احساس نہ تھا۔ اس کے بعد (ہم نے) حضور کے پاس پہنچکر آپ سے واقعہ بیان کر دیا۔ حضور نے فرمایا۔ اپنا پاؤں پھیلاؤ! میں نے پاؤں پھیلایا۔ آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا۔ پاؤں اچھا ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

اب دونوں بیانات کا مقابلہ کیجئے۔ ع۔

ببیں تفاوت از کجاست تا بکجا۔

خاص کر یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ۔

"ابن عتیک اپنی آنکھوں کی خرابی کی وجہ سے سیڑھی سے گر پڑے۔"

گویا آنحضرت صلعم نے ایک ایسے آدمی کو رات کے وقت یہودی کے قتل کے لئے بھیجا تھا جس کی بینائی درست نہ تھی۔ حالانکہ بخاری شریف میں صاف یہ لکھا ہے کہ گھبراہٹ کی وجہ سے ابن عتیک کا پاؤں پھسل گیا تھا۔ اس سے حضرت رسالت مآب روحی فداہ کے تدبر پر حملہ کرنا مقصود نہیں تو اور کیا ہے؟ ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

ابن اریقط

مولانا شبلی نعمانی اپنی معرکۃ الآرا تصنیف سیرۃ النبی میں لکھتے ہیں۔

"چوتھے دن آپ غار (ثور) سے نکلے۔ عبد اللہ بن اریقط جس پر اعتماد تھا رہنمائی کے لئے اجرت پر مقرر کر لیا گیا۔ وہ آگے آگے راستہ بتاتا جاتا تھا۔"

مگر توفیق صاحب نے حضرت ابوبکرؓ کی طرح ابن اریقط کو بھی یار غار بنا دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

پہلی فصل ۔ پینتسواں منظر

(غار ثور میں۔ محمد۔ ابوبکرؓ اور انہیں راستہ بتانے والا عبد اللہ بن اریقط)

ابن اریقط (ہڑتا اور دھیرے سے کہتا ہے) ہم پکڑے گئے۔

ابوبکر۔ کوئی آ رہا ہے۔

ابن اریقط۔ (ریگستان کی طرف دیکھتے ہوئے) قریشی نوجوان ہر طرف سے چلے آ رہے ہیں۔ تلواریں، ڈنڈے۔ لاٹھیاں باندھے ہیں۔

(محمد فکر سے سر جھکائے چپ بیٹھے ہیں۔)

ابوبکرؓ (ڈرتے ہوئے اور ہانپتے ہوئے) خدایا تیری رحمت درکار ہے۔
ابن اریقط (کانا پھوسی کرتے ہوئے) چپ۔ دشمن قریب آ گئے۔

(قریش کی آوازیں بلند ہوتی ہیں)

قریش (شور کرتے ہوئے) یہ غار تو ہے۔
بعض قریشی (چلاتے ہوئے) ضرور، وہ دونوں اسی غار میں ہیں۔
کچھ اور قریشی۔ غار کے منہ پر چلو! منہ پر چلو۔
ابن اریقط (بہت دھیرے سے) ایک قریشی ٹھیک غار کے منہ پر ہے۔
(محمدؐ، ادھر اُدھر بلا ہڑبڑی لیتے انتہائی خاموشی سے دیکھتے ہیں)
ایک قریشی (چلا کر) غار کے منہ پر تو محمدؐ کی پیدائش سے بھی پہلے کا مکڑی کا جالا چھایا ہوا ہے!

(یہ قریشی لوٹ جاتا ہے)

ابوبکرؓ (ذرا جس بندھ جاتی ہے جھینک سے) چلا گیا۔
قریش (چلاتے ہیں) دونوں کا کہیں پتہ نہیں۔ چلو غار کے اندر جا کر دیکھیں
ابن اریقط۔ (دھیرے سے) ایک دشمن لپکا چلا آ رہا ہے۔

(ابوبکرؓ چپ ہیں اور کانپ رہے ہیں)

محمدؐ - غم نہ کرو۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔
ایک قریشی (غار کے منہ کو دیکھ کر لوٹ پڑتا ہے) عجیب! یہاں تو دو جنگلی کبوتر بھی چونچ لگائے بیٹھے ہیں۔
ابوبکرؓ (سہمے ہوئے دھیرے سے) خدا نے بلا ٹال دی!
ابن اریقط۔ (آنکھیں گھما کر) لوگ لوٹ رہے ہیں۔
ابوبکرؓ (خوشی سے) خدا نے ہمیں بچا لیا۔
ابن اریقط۔ سب چلے گئے۔ دور نکل گئے۔
محمدؐ۔ الحمد للہ۔ اللہ اکبر

مندرجہ بالا منظر سے صاف ظاہر ہے کہ غار ثور میں تین ہی جا کر چھپے تھے۔ آنحضرت صلعم، ابوبکرؓ اور ابن اریقط۔ لیکن قرآن مجید تین کے وجود سے انکار کرتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ؕ

جب آپ کو کافروں نے جلا وطن کر دیا تھا۔ جبکہ دو آدمیوں ایک آپ ہی تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے اور جب آپ اپنے ہمراہی سے فرما رہے تھے کہ تم غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے "توبہ"

بخاری شریف کی صراحت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

رسول اللہ صلعم اور حضرت ابوبکر مل کر کوہ ثور کے غار میں گئے۔ اور تین دن رات تک وہیں چھپے رہے۔

حضرت ابوبکر رضؓ صدیق کا اپنا بیان یہ ہے کہ
"میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار کے اندر تھا کہ میں نے سر اٹھا کر دیکھا۔ تو لوگوں کے قدم نظر آئے میں نے حضورؐ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اگر ان میں سے کوئی سر جھکا کر نیچے کو دیکھیگا تو ہم نظر پڑ جائیں گے۔ فرمایا۔ ابوبکرؓ خاموش رہو ہم دو ہیں۔ لیکن اللہ ہم میں تیسرا ہے"

اصل کیفیت یہ ہے کہ ابن اریقط تو جب اپنے معاہدے کے چوتھے روز اونٹنیاں لے کر غار ثور پر حاضر ہوا تھا۔ جیسا کہ بخاری شریف کے باب الہجرت میں صاف لکھا ہے کہ۔

"حضرت ابوبکرؓ نے بنی وائل میں سے ایک شخص کو مزدوری پہ لے لیا تھا اور امین بنا کر اپنی دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کر دی تھیں اور اس سے وعدہ لے لیا تھا کہ چوتھے روز صبح کے وقت کوہ ثور کے غار پر دونوں سواریاں لے آنا۔ چوتھے روز صبح کو مزدور سواریاں لے آیا۔ اور ہر دو حضرات کو ساحل کے راستے سے لے چلا" (عن عائشہؓ)

اونٹنی کی خرید و فروخت

توفیق الحکیم مصنف کا منظر

ابن اریقط۔ (سواریاں غار کے منہ پر لا کر) سوار ہو جائیے
ابوبکرؓ۔ (زیادہ اچھی سواری کی طرف اشارہ کر کے نبیؐ سے) میرے ماں باپ قربان سوار ہو جائیے!
محمدؐ - میں ایسے اونٹ پر نہیں بیٹھتا۔ جو میرا نہ ہو۔
ابوبکرؓ - میرے ماں باپ قربان۔ اونٹ آپ ہی کا ہے!
محمدؐ - نہیں۔ لیکن یہ تم نے کتنے میں مول لیا ہے۔
ابوبکرؓ - چار سو درہم میں
محمدؐ - تو میں اس قیمت میں لئے لیتا ہوں
ابوبکرؓ۔ رسول اللہ، اونٹ آپ کا ہی ہے۔

بخاری شریف کا بیان

حضرت ابوبکرؓ نے مدینہ شریف جانے کی تیاری کی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ذرا ٹھہرو امید ہے۔ مجھے بھی ہجرت

ؔلہ جس ذات پاک نے حنین و بدر کی جنگوں میں جھرجھری نہیں لی وہ غار کے معمولی خطرے میں اسقدر خوف و ہراس کیسے محسوس کر سکتے تھے۔ نبی آخر الزمان نے عمر بھر اپنی موت کے لئے کوئی فکر نہیں کیا۔ کیونکہ واللہ یعصمک من الناس کا وعدہ ہو چکا تھا۔ توفیق کا یہ جملہ توکل علی اللہ کے منافی ہے۔ فریدی

کی اجازت مل جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ نثار کیا حضور کو اس کی امید ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمراہ لینے کے لئے رک گئے اور اونٹنیوں کو کیکر کے پتے کھلا کر چار مہینے تک پالتے رہے۔ ایک روز دوپہر کی سخت گرمی کے وقت ہم مکان کے اندر بیٹھے تھے کہ کسی نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا رسول اللہ صلعم تشریف لائے۔ حضور منہ لپیٹے ایسے وقت ہی آئے تھے جو آپ کے آنے کا وقت نہ تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا میرے والدین حضورؐ پر نثار۔ اس وقت کسی اہم کام کی وجہ سے حضورؐ تشریف لائے ہیں۔ حضورؐ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ اور حضرت ابوبکرؓ نے اجازت دیدی۔ تو اندر تشریف لاکر فرمایا۔ ان پاس والے آدمیوں کو باہر کردو۔ کیونکہ ایک پوشیدہ بات کرنی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا یہ تو صرف حضورؐ کے گھر والے ہی ہیں۔ ارشاد فرمایا۔ مجھے یہاں سے چلے جانے کی اجازت مل گئی۔ حضرت صدیقؓ نے کہا۔ کیا صحابہ کو بھی؟ فرمایا۔ ہاں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ میرے والدین نثار۔ ان دونوں اونٹنیوں میں سے آپ ایک لے لیجئے۔ فرمایا۔ میں مول لیتا ہوں۔

(عن عائشہ۔ باب الہجرت)

آپ نے دیکھ لیا۔ کہ توفیق صاحب کا بیان یہ ہے کہ اونٹنی کی قیمت غار سے نکلنے کے بعد طے کی گئی۔ مگر حدیث رسول اللہؐ یہ بتاتی ہے کہ قیمت مکہ شریف میں ہی طے کر لی گئی تھی۔

حضرت ابوبکر کا چرواہے سے مکالمہ

توفیق صاحب کا بیان ہے کہ جب مکہ کے قریش غار ثور سے واپس لوٹ گئے۔ تو ابن اریقط نے چپکے سے حضرت ابوبکرؓ کو کہا کہ

ایک چرواہا اپنے بھیڑوں کے ریوڑ غار کی طرف چلا آرہا ہے۔

ابوبکرؓ۔ کیا چاہتا ہے؟

ابن اریقط۔ ہماری طرح اس کے لئے اور اس کی بھیڑوں کے لئے غار پناہ لینے کی سب سے اچھی جگہ ہے۔

ابوبکرؓ۔ (غار کے منہ پر آکے) لڑکے تو کس کا نوکر ہے؟

چرواہا۔ مدینہ کے ایک آدمی کا۔

ابوبکرؓ (بھیڑوں کو دیکھ کر) دودھ بھی ہے۔

چرواہا۔ ہاں۔

ابوبکرؓ میرے لئے دودھ دوہ دے گا؟

چرواہا۔ ہاں۔

(چرواہا اپنے بادیے ہی میں دودھ دوہ دیتا ہے۔ ابوبکرؓ

بادیہ نبیؐ کی طرف لاتے ہیں۔)

ابن اریقط۔ (چپکے سے) سو رہے ہیں (الی آخرہ)۔

بخاری شریف کا حسین پارہ

اب بخاری شریف کا بیان

ملاحظہ کیجئے۔ ابن اریقط کا کہیں وجود ہی نہیں۔ اور نہ ہی یہ واقعہ غار ثور کے ساتھ کچھ تعلق رکھتا ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں مکہ سے ہم رات کو نکلے تھے۔ رات بھر چلتے رہے۔ پھر دوسرے روز دوپہر تک چلے۔ جب ٹھیک دوپہر ہو گئی۔ اور سامنے ہم کو پتھر کی ایک چٹان نظر پڑی۔ تو اس کے پاس پہنچ گئے۔ اور اس کے سایہ میں رسول اللہ صلعم کے واسطے میں نے ایک پوستین بچھا دی۔ آپ اس پر لیٹ گئے۔ اور میں نگہبانی کرنے کے لئے باہر چلا آیا۔ اتفاقاً ایک چرواہا نظر پڑا۔ جو سامنے سے بکریاں لئے آرہا تھا۔ اور ہماری طرح پتھر کے سائے کا طالب تھا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ تو کس کا غلام ہے۔ اس نے بتایا فلاں شخص کا۔ میں نے پوچھا۔ کیا تیری بکریوں کے پاس دودھ ہے۔ اس نے جواب دیا ہاں۔ ——————————

—————— میں نے پوچھا۔ تجھکو دوہنے کی اجازت ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ یہ کہکر اس نے بکری پکڑی۔ میں نے کہا۔ اس کے تھن جھاڑ لے۔ اس نے تھن جھاڑ لئے۔ اور پیاس بجھانے کے لائق دودھ دوہا۔ الی آخرہ۔

ابن اریقط اور غار ثور سے اس واقعہ کو کیا مناسبت ہے۔ یہ آپ دیکھ لیں!

ابوحذیفہؓ پر حملہ

دوسری فصل۔ آٹھواں منظر۔

محمدؐ۔ (صحابہ سے) عباس بن عبدالمطلب کو دیکھنا۔ تو قتل نہ کرنا۔ کیونکہ وہ خوشی سے لڑنے نہیں آئے۔ مجبور کر دیئے گئے ہیں۔

ابوحذیفہؓ۔ (ایک انصاری سے) سنا، عباسؓ؟!

انصاری۔ ہاں سنا۔ رسول اللہ کے چچا ہیں نہ!

ابوحذیفہؓ۔ (چلاکر) یہ کیا کہ ہم تو اپنے باپ دادا کو بھائیوں کو بیٹوں کو رشتہ داروں کو قتل کریں اور عباسؓ کو چھوڑ دیں! واللہ عباس مل جائیگا تو میں اپنی یہ تلوار اس کے منہ میں اتار دونگا۔

محمدؐ (عمرؓ سے) سنا تم نے۔

عمرؓ غصہ سے بے خود ہو جاتے ہیں۔

محمدؐ (عمرؓ سے) ابوحفص، کیا رسول اللہ کے چچا کے منہ میں

تمہاری تلوار اُٹھ جائیگی۔؟

عمر رضہ (بے قابو ہو کر) رسول اللہ! میں ابو حذیفہ کی گردن اڑا دیتا ہوں بخدا یہ شخص منافق ہو گیا ہے۔

محمد (عمرؓ کو پکڑ کے) نہیں۔ ابو حذیفہ پر ترس کھانا چاہیئے۔ اس نے اپنے باپ عتبہ کو ابھی ابھی اپنی آنکھ سے قتل ہوتے دیکھا ہے۔

ابوبکر رضہ۔ (عمرؓ سے) رسول اللہؐ نے ٹھیک فرمایا۔

مولینا شبلی لکھتے ہیں کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی سے پہلے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ کفار کے ساتھ جو لوگ آئے ہیں۔ ان میں ایسے بھی لوگ ہیں جو خوشی سے نہیں بلکہ قریش کے جبر سے آئے ہیں ان لوگوں کے نام بھی آپ نے بتا دیئے تھے۔ اُن میں ابو البختری بھی تھا۔"

مولانا کے مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت نے

۱۔ یہ حکم لڑائی سے پہلے دیا تھا۔

۲۔ اور اس میں صرف حضرت عباس نہیں بلکہ کئی شخص تھے۔ بنو میں نے احادیث کی کتابوں میں بہتیرا دیکھا ہے۔ مگر مجھے ابو حذیفہ کا یہ جواب نہیں ملا۔ اور میرا خیال ہے کہ ابو حذیفہ رضہ سا فدا کار صحابی جس کا سابقہ ریکارڈ نہایت شاندار ہے کسی صورت میں ایسی بے ادبی کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی کوئی انصاری ایسی آواز کی تائید کر سکتا ہے۔ کیونکہ انصار حضرت عباس رضہ کی ننھیال تھے۔ چنانچہ جب وہ قید ہو کر مدینہ لائے گئے تو چند انصار نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم کو اجازت عطا فرمائیں تاکہ ہم اپنے بھانجے عباس کا کوئی عوض نہ لیں۔ حضور نے فرمایا۔ اس کی رہائی کے عوض میں سے ایک درہم بھی نہ چھوڑنا۔

(عن انس رضہ۔ بخاری شریف)

حضرت عباسؓ کا قد اس قدر اونچا تھا کہ کسی کا کرتہ ان کے بدن پر ٹھیک نہیں اترتا تھا۔ عبداللہ بن ابی کہ حضرت کا ہم قد تھا اپنا کرتہ منگوا کر دیا۔ جب مدینہ کے بہت بڑے منافق نے بھی حضرت عباس سے یہ نیک سلوک کیا۔ تو حضرت ابو حذیفہ رضہ جیسے بے لوث اور نیک نفس صحابی سے ان کلمات کی کیسے توقع ہو سکتی ہے؟ یہ سب توفیق صاحب کے اپنے دماغ کی پیداوار ہے۔ اور اگر وہ کوئی سند پیش کریں تو بھی ہم حافظ ابن القیم کی طرح یہ ضرور عرض کریں گے۔

فلو کان اسناد ھذا الحدیث کالشمس کان غلطا و وھما۔ اگر اس حدیث کی سند آفتاب کی طرح بھی ہوتی تب بھی وہ غلط اور وہم ہوتی۔

(زاد المعاد صفحہ ۵۰)

دوسری فصل

پانچواں منظر

قریش کے قافلہ پر مسلمانوں کا حملہ

(کچھ مہاجرین ہیں جن میں ابوبکر اور عمر بھی ہیں۔ مسجد کے جوار میں باتیں کر رہے ہیں)

بلال رضہ۔ (لپکتے آتے ہیں۔) کچھ سُنا۔

ابوبکر رضہ۔ کیا۔

بلال رضہ۔ ابوسفیان ایک بہت بڑا قافلہ لئے شام سے آرہا ہے۔ یہ قافلہ قریش کی سوداگری کا ہے۔ اور اس میں بہت مال و دولت ہے۔

عمر رضہ (ایک خیال دماغ میں اٹھتا ہے) اور قافلے میں آدمی کتنے ہیں؟

بلال رضہ۔ یہی تیس چالیس ہیں۔

عمر رضہ۔ میرے دل میں ایک بات آتی ہے۔

ابوبکر رضہ۔ کیا؟ میں بھی سنوں!

عمر رضہ۔ میرا خیال ہے کہ ہم اس قافلہ کو روکیں۔ قریش نے ہمیں گھر سے بے گھر کر دیا۔ ہمارے بال بچے بھی ہم سے چھین لئے۔ اور ہمارا مال متاع بھی۔ اب اگر یہ قافلہ ہمیں مل جائے تو ہمارا کچھ حق وصول ہو جائیگا۔ قریش نے ہمارا مال چھینا ہے۔ ہم بھی قریش کا مال چھین لیں۔

(رسول اللہ تشریف لے آتے ہیں اور سب مسلمانوں کو جمع کر کے حکم دیتے ہیں۔)

محمدؐ۔ قریش کا قافلہ آرہا ہے جس میں تمہارا مال ہے۔ چل کر اُسے روکو۔ شاید خدا تمہارے لئے اُسے مالِ غنیمت بنا دے۔

توفیق الحکیم نے آخر میں جو دو تین جملے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے محاذ میں لکھے ہیں۔ خواہ ان کے قریب ان کی کچھ اہمیت نہ ہو لیکن عام مسلمان انہیں "حدیث" کا درجہ دیں گے۔ بہرکیف انہوں نے اس منظر میں یہ دکھایا ہے کہ بلال رضہ نے قافلہ کے آنے کی اطلاع دی۔ حضرت ابوبکر رضہ و عمر کو لوٹنے کا خیال ہوا۔ اور آنحضرت نے عام مسلمانوں کو بلا کر اس قافلے کی غارت گری پر مامور کیا۔ آئیے اب ملاحظہ کیجئے علامہ طبری کا بیان۔

چند روز کے بعد یعنی رجب ۲ھ میں آنحضرت صلعم نے عبداللہ بن جحش کو بارہ آدمیوں کے ساتھ بطن نخلہ کی طرف بھیجا۔ اور انہیں ایک خط دیکر فرمایا۔ کہ دو دن کے بعد اس کو کھولنا۔ عبداللہ نے خط کھولا۔ تو لکھا تھا کہ نخلہ میں قیام کرو۔ اور قریش کے حالات کا پتہ لگاؤ۔ اور اطلاع دو۔ اتفاق یہ کہ قریش کے چند آدمی جو شام سے تجارت کا مال لئے آتے تھے سامنے سے نکلے۔ عبداللہ

نے اُن پر حملہ کیا۔ ان ہی سے ایک شخص عمرو بن الحضرمی مارا گیا۔ دو گرفتار ہوئے اور مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ عبداللہ نے مدینہ میں آکر یہ واقعہ بیان کیا۔ اور غنیمت کی چیزیں پیش کیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ میں نے تم کو یہ اجازت نہیں دی تھی۔ غنیمت کے قبول کرنے سے بھی آپ نے انکار فرمایا۔ صحابہ نے عبداللہ سے نہایت برہم ہو کر کہا۔

> تم نے وہ کام کیا۔ (قافلہ لوٹا) جس کا تم کو حکم نہیں دیا گیا تھا۔ اور ماہِ حرام میں لڑے۔ حالانکہ اس مہینہ میں تم کو لڑنے کی اجازت نہ تھی۔"

آگے چل کر علامہ طبری لکھتے ہیں کہ:۔

> "جس چیز نے بدر کے واقعہ کو ابھارا۔ اور وہ لڑائیاں چھیڑ دیں۔ جو آنحضرت صلعم اور مشرکینِ مکہ کو پیش آئیں۔ سب کا سبب اسی عمرو بن حضرمی کا قتل تھا۔" (تاریخ طبری)

خدا کی قدرت۔ یہ وقت بھی آنا تھا۔ کہ خود مسلمان اپنے قلم سے اپنے اولوالعزم نبی کو چنگیز خاں اور ہلاکو کے زمرے میں شامل کرنے کی ناپاک کوشش کریں۔ ہم خواہ مخواہ غیر مسلم مورخین پر اظہارِ ناراضی کرتے ہیں۔ جب اپنوں کی یہ کیفیت ہو۔ دوسروں سے کیا گلہ؟ ؎

شعلے بھڑک بھڑک کے اُٹھے دل کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ریحانہ کا غلط واقعہ

توفیق صاحب نے دوسری فصل کے اخیر میں قتل کے اسباب کو نظرانداز کرتے ہوئے بنو قریظہ کے قتل کا منظر اس طرح پیش کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کی ذات بے رحم دکھائی دینے لگتی ہے۔ اور پھر ایک بے سروپا داستان شروع کر دی ہے جس کا صحاح کی کسی کتاب میں وجود نہیں ملتا۔ ملاحظہ ہو ؀ منظر

عمرؓ۔ رسول اللہ! میری رائے ہے کہ مدینہ کے بازار میں خندقیں کھود دی جائیں، اور بنی قریظہ کے مردوں کو انہی خندقوں میں قتل کیا جائے۔

محمدؐ۔ ٹھیک ہے۔

عمرؓ۔ اور یہ بھی کیا جائے کہ ہم بنی قریظہ کے غلاموں کو کسی کے ساتھ نجد بھیج دیں۔ اور وہ انھیں بیچ کر ہمارے لئے گھوڑے اور ہتھیار مول لے آئے۔

محمدؐ۔ ٹھیک ہے۔

(بنی خندقوں کے پاس بیٹھے ہیں۔ بنی قریظہ کے مرد لائے جا رہے ہیں۔ اور ان کی گردنیں ماری جا رہی ہیں)

بنی قریظہ۔ رسیوں میں جکڑے ہوئے خندقوں کی طرف جاتے ہوئے) "یہ لوگ ہماری عورتیں نجد کے بازاروں میں بیچ ڈالیں گے!

کعب۔ مگر میں نے تمہیں کیا صلاح دی تھی۔ تم نے مانی ہی نہیں۔

بنی قریظہ۔ اور محمدؐ نے ہماری قیدی عورتوں میں سے ریحانہ بنت عمرو کو اپنے لئے خاص کر لیا ہے!

حی بن اخطب۔ کیا ریحانہ مسلمان ہو گئی؟

کعب۔ (ٹھنڈی سانس لیکر) یہی ہماری تقدیر میں لکھا تھا۔

جب ملیح آبادی جیسے مخلص مسلمان کے قلم سے ایسا بے بنیاد واقعہ آنحضرت کی ذات کے متعلق نکل سکتا ہے۔ تو پھر اگر کوئی عیسائی مورخ یہ لکھدے کہ:۔

> "داعیِ اسلام جب سات سو مقتولین کی لاشوں کے تڑپنے کا تماشا دیکھ چکا تو گھر پر آکر تفریحِ خاطر کے لئے[1] ...."

تو ہم کو ناگواری محسوس کرنے کا کیا حق ہے؟ اسی لئے مولانا شبلی نے لکھا تھا۔

> "اگرچہ یہ واقعہ سرتاپا کذب و افترا ہے۔ لیکن ہم کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ مخالفوں نے رنگ آرائی کے لئے سیاہی ہمارے ہی ہاں سے مستعار لی ہے۔"

وہ رحمۃ للعالمین نبی جو خود بھوکا رہتا تھا مگر دوسروں کے پیٹ بھرتا تھا جنہوں نے اس ذاتِ گرامی پر تیر برسائے۔ اور تلواریں چلائیں مسلح ہو کر بھی آپ نے کبھی اُن پر ہاتھ نہیں اُٹھایا۔ کھانے میں زہر دینے والوں سے بھی درگزر فرمایا۔ کیا وہ ایسے بے رحم ہو سکتے تھے؟ کہ بنو قریظہ کی اتنی بڑی جماعت کو بغیر کسی معمولی قصور کے قتل کرا دیتے؟ کفار، اگرچہ آپ کو کاہن، جادوگر اور شاعر کے خطاب دیتے۔ مگر آپ کے چال چلن پر کسی وقت بھی اشارہ نہ کر سکے، وہ آپ ہمیشہ اپنی بے داغ اور پاکیزہ زندگی کو ثبوت کے ثبوت میں پیش کرتے رہے۔ چنانچہ آپ کا یہ ارشادِ گرامی، احادیث کے اکثر صفحات پر جلوہ ریز ہے۔

لقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ ‎ اے قریش میری ساری عمر تمہارے
افلا تعقلون ‎ سامنے ہے۔ کیا غور نہیں کرتے؟

کسی عاشقِ رسولؐ نے کیا خوب کہا ہے ؎

خاتم انبیاء کی ذات، وہم و گماں سے بلند
یعنی خدا کا انتخاب، انتخاب لاجواب

جس ذاتِ پاک کو رب العلمین اپنی مخلوق کی رہنمائی کے لئے منتخب کرے۔ کیا اس سے یہ لغزش ہو سکتی ہے۔ جس کا کہ توفیق صاحب نے اشارہ کیا ہے؟ اگرچہ ابن سعد نے واقدی کے ذریعہ سے ریحانہ کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ "پھر آنحضرت صلعم نے

[1] سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۴۰۴

بھو کر آزاد کر دیا۔ اور مجھ سے نکاح کر لیا۔"

لیکن محدثین نے اسے اس قابل نہیں سمجھا کہ اس سے تعرض کیا جائے طبقات ابن سعد جو تمام مابعد محدثین کا ماخذ ہے۔ اس کے اصل الفاظ یہ ہیں "ریحانہ کو گرفتار کیا گیا اور پھر آزاد کر دیا۔ تو وہ اپنے خاندان میں چلی گئیں اور وہیں پردہ نشین ہو کر رہیں۔"

ہندوستان کے مشہور محقق آنریبل سید امیر علی بھی اس واقعے کی تکذیب کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ:۔

"ریحانہ کے آنحضرت کی بیوی بننے کی کہانی سراسر جھوٹ ہے کیونکہ اس واقعے کے بعد وہ اوراق تاریخ پر کبھی نظر نہیں آتی حالانکہ آپ کی دوسری ازواج مطہرات کے حالات بالتفصیل مذکور ہیں۔ (۱۹۷۔ سرور کائنات)

بہرکیف اس واقعہ کی تصویر کشی میں مولف نے نیک نیتی سے کام نہیں لیا اور اپنی چابک دستی کے زور سے اسے اس قدر پر منظر بنا دیا ہے کہ کمزور ایمان کے مسلمانوں میں بھی اپنے نبی کریم کے متعلق شکوک و شبہات پیدا ہونے لگیں گے۔ ؎

نہیں معلوم کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا ۔۔۔ قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا

حضرت عائشہؓ کا جلاپا

پہلے تو ہم یہ تسلیم کرنے کے لئے بھی تیار نہیں کہ امہات المومنین میں بھی سوتاپے کی برائیاں ہو سکتی تھیں۔ اور اگر ہوں بھی تو اتنی خفیف کہ ان پر کوئی بشر انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ قرآن مجید نے واضح انداز میں اعلان کر دیا ہے کہ پاکباز مرد پاکباز مستورات کے لئے ہیں۔ یہ کسی طرح باور کیا بھی نہیں جا سکتا کہ آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات اس قدر کج خلق ہوں کہ عام عورتوں کی طرح ایک دوسری سے انسانیت سوز جلاپا رکھتی ہوں۔ توفیق نے جہاں ناقوا... کی تصویر مرصع کر کے کھینچی ہے۔ ہاں اس قسم کے غیر معصوم اور مکروہ امور کو بھی اسی جوش و وارفتگی سے لکھا ہے کہ ان کے قلم میں غیر معمولی روانی آگئی ہے۔ چند مناظر ملاحظہ ہوں۔

نواں منظر ——— فصل دوم

آنحضرت بسبیل تذکرہ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نام لیتے ہیں جس پر حضرت عائشہ غصہ سے بیتاب ہو کر کہتی ہیں۔

"اوہ! آپ ایک لال کلوٹی والی بڑھیا کا ذکر کرتے رہتے ہیں جو مدتیں ہوئیں۔ مر کھپ گئی۔ خدا نے آپ کو اس سے کہیں اچھی بیوی دی ہے۔ (محمدؐ کے چہرے پر غصہ ظاہر ہو جاتا ہے)

عائشہ رضہ۔ غصہ ہو گئے۔

محمدؐ۔ (اٹھتے ہوئے) خدا کی قسم۔ اللہ نے خدیجہ سے اچھی بیوی نہیں دی۔ وہ مجھ پر ایمان لائی۔ جبکہ لوگوں نے مجھے جھٹلا دیا تھا۔ اس نے اپنے مال سے میری مدد کی، جب لوگوں نے مجھے محروم کر دیا تھا۔"

عائشہ رضہ (اٹھتے ہوئے اور غیظ و غضب سے چلاتے ہوئے) تو دنیا میں خدیجہ کے سوا کوئی عورت ہی نہیں ہے: (الی آخرہ)

اب ناظرین کرام ہی اندازہ فرمائیں کہ اگر فی الواقعہ ام المومنین عائشہ رضہ نے یہ لغزش کی بھی تو بھی اسلام کے سپوتوں کو کہاں مناسب ہے کہ وہ اُن کی ازدواجی ناخوشگواری کا ذکر اس طرح کریں کہ غیر مسلم مورخوں کو ان کی ذات پر حملہ کرنے کی سند ہاتھ آ جائے۔ خدا جنت نصیب کرے مولانا شبلی کو کہ وہ واقعہ افک کے لکھنے کے بھی روادار نہیں۔ حالانکہ اس سے حضرت عائشہ رضہ کی شخصیت اور بلند ہو جاتی ہے۔ مگر چونکہ چند مسلمانوں کی لغزش کا ذکر تھا۔ اس لئے اغماض کر گئے۔ ہاں انھوں نے اس عنوان کی ذیل میں جو نوٹ دیا ہے" اس قابل ہے کہ توفیق الحکیم اور ملیح آبادی اسے سرمۂ بصیرت بنائیں۔ فرماتے ہیں۔

"جس واقعہ کی نسبت قرآن مجید میں صاف مذکور ہے کہ سننے کے ساتھ لوگوں نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ بالکل افترا ہے۔ اس کو تفصیل کے ساتھ لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔" (۲۸۵ سیرۃ النبی جلد اول)

خدا آگے چلئے۔

عائشہ رضہ۔ کچھ اور سنا؟

زینب رضہ۔ کیا۔

عائشہ رضہ۔ رسول اللہ نے ماریہ کو پردے میں بٹھا دیا ہے۔ یعنی اب ماریہ بھی رسول اللہ کی ایک بیوی ہے۔

زینب رضہ۔ ہاں۔ ماریہؓ سے رسولؐ کی سب ہی بیویاں تنگ تھیں

ریحانہ کے واقعہ کی طرح یہاں بھی توفیق نے یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ ام المومنین جویریہ رضہ آنحضرت کی پہلی لونڈی تھی۔ پھر حرم میں داخل ہوئی۔ لیکن حافظ ابن حجر، ابن مندہ اور ابن سعد کا بیان ہے۔

"حضرت جویریہ رضہ کا باپ (حارث) رئیس عرب تھا حضرت جویریہ جب گرفتار ہوئیں تو حارث آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ "میری بیٹی کنیز نہیں بن سکتی۔ میری شان اس سے بالاتر ہے۔ آپ اس کو آزاد کر دیں"۔ آپ نے فرمایا کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ خود جویریہؓ کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے۔ حارث نے جا کر جویریہ سے کہا کہ محمدؐ نے تیری مرضی پر معاملہ چھوڑ دیا ہے۔ دیکھنا

مجھے رسوا نہ کرنا۔ اُنھوں نے کہا۔ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں رہنا پسند کرتی ہوں۔ چنانچہ آنحضرت نے ان سے شادی کر لی۔

ابن سعد نے طبقات میں یہ روایت بھی کی ہے۔

"حضرت جویریہ رضہ کے والد نے اُن کا زرفدیہ ادا کیا۔
اور جب وہ آزاد ہوگئیں تو آنحضرت صلعم نے اُن
سے نکاح کیا۔"

اسی نکاح کی تاریخی شہادت بھی ملتی ہے جو اتنی شاندار ہے کہ جوش مسرت سے قلم میں بھی غیر معمولی روانی پیدا ہوگئی ہے اور وہ یہ ہے کہ

"جب آنحضرت صلعم نے حضرت جویریہ رضہ سے نکاح
کیا تو تمام اسیران جنگ جو اہل فوج میں بٹ چکے تھے
دفعۃً آزاد کر دئے گئے۔ فوج نے کہا کہ جس خاندان
میں رسول اللہ صلعم نے شادی کی ہے وہ غلام نہیں
رہ سکتا۔ (سنن ابی داؤد۔ کتاب العتاق)"

مندرجہ بالا شہادتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت جویریہ رضہ حرم نبوی میں شرعی طور سے منکوحہ بن کر داخل ہوئیں۔ مگر یہاں یہ دکھایا گیا ہے کہ جب حضرت جویریہ رضہ کے یہاں حضرت ابراہیم کی ولادت ہوئی تب آنحضرت نے انھیں باقاعدہ بیوی بنا کر پردے میں بٹھایا۔ اور پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کے پردہ میں بیٹھنے سے باقی ازواج مطہرات کو کیا تکلیف تھی۔ ام المومنین زینب رضہ۔ جن کے متعلق حضرت ام المومنین عائشہ کا یہ بیان ہے کہ:۔

"میں نے زینب رضہ سے زیادہ دیندار، زیادہ پرہیزگار، زیادہ سچی
اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والی عورت نہیں دیکھی۔
(بخاری۔ کتاب الہبہ)"

کیا ان کا ورع اس کا متحمل ہو سکتا تھا کہ وہ کسی کی بدگوئی سے اپنی زبان کو آلودہ کرتیں۔ نعوذ باللہ من ہذا القول العظیم۔

توفیق صاحب اسی پر بس نہیں کرتے۔ بلکہ نہایت بیباکی سے مستورات نبوی کے اخلاق فاضلہ پر برابر حملے کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ انہیں عام جھگڑالو عورتوں کی صف میں لا کھڑا کرتے ہیں۔ ملاحظہ

فصل دوم — سولھواں منظر

حضرت جویریہ کے یہاں حضرت ابراہیم رضہ تولد ہوئے ہیں حضرت عائشہ اپنے گھر میں غمگین بیٹھی ہیں اور اپنے آپ سے کہہ رہی ہیں

"رسول اللہ نے اپنے بیٹے کا عقیقہ ساتویں دن کیا۔ اور دو دنبوں کی قربانی دی۔ اس کا سر منڈا تو بالوں کے وزن کی چاندی فقیروں میں بانٹی۔ اور حکم دیا کہ اس کے بال زمین میں دفن کردئے جائیں

اور تو اور انصاری عورتیں دوڑ پڑیں۔ ہر کوئی یہی کہتی تھی کہ میں اس کی اناہوں گی

بریرہ رضہ (خادمہ آتی ہے) رسول اللہ تشریف لا رہے ہیں!

(زینب رضہ گھر سے چلی جاتی ہیں اور نبی اپنے بیٹے ابراہیم کو گود میں لئے ہشاش بشاش گھر میں آتے ہیں)

محمد ص۔ عائشہ! دیکھو۔ دیکھو۔"

عائشہ رضہ (خشکی سے سر اٹھا کر) کیا؟ یعنی کیا دیکھوں؟

محمد ص۔ (اپنے ہاتھوں پر بچے کو دیکھتے ہوئے؟) دیکھو اس کی صورت میری صورت سے کیسی مل رہی ہے۔

عائشہ رضہ۔ مگر مجھے تو کوئی مشابہت دکھائی نہیں دیتی۔

محمد ص۔ اسے تم اس کی سفیدی اور گوشت کو نہیں دیکھتیں؟

عائشہ رضہ۔ جسے بکریوں کا دودھ ٹھونس ٹھونس کر پلایا جائیگا موٹا ہی ہو جائیگا اور گورا بھی۔

محمد ص۔ (اپنے لڑکے کو دیکھتے ہوئے) عائشہ! تو نے کچھ سنا۔ جبریل آئے تھے۔ کہنے لگے۔ ابراہیم کے باپ تم پر سلام!

عائشہ رضہ (خشکی سے) اچھا۔

محمد ص۔ کیا تمہیں خوشی نہیں ہوئی؟

عائشہ رضہ۔ رسول اللہ، آپ اس وقت کیوں آئے ہیں۔

محمد ص۔ میں ابراہیم کو لایا ہوں کہ تو دیکھ لے۔

عائشہ رضہ۔ (سر جھکا کر) میں نے دیکھ لیا۔

محمد ص۔ (عائشہ کی طرف مڑ کر) عائشہ تجھے کیا ہوا؟

عائشہ رضہ۔ کچھ نہیں۔

محمد ص۔ (عائشہ کو غور سے دیکھکر) "وہ رشک نے تجھے بیکار کر ڈالا ہے"۔

عائشہ رضہ۔ (سر اٹھا کر چلاتی ہیں) رشک میں! اُف میری جیسی عورت آپ جیسے مرد کے معاملے میں کیسے نہ رشک میں پھنسے!

محمد ص (مسکرا کر) آخر آگیا۔ تیرا شیطان۔

(لمبی خاموشی)

سترھواں منظر

(عائشہ رضہ اپنے گھر میں۔ بریرہ (دوڑتی آتی ہے)

بریرہ رضہ۔ (ہانپتے ہوئے) تم نے بھی سنا

عائشہ رضہ۔ کیا؟

بریرہ رضہ۔ ابراہیم مر گیا۔

عائشہ رضہ۔ (کھلی خوشی سے) قبطی عورت کا لڑکا؟!

بریرہ رضہ۔ ہاں! ہاں!

عائشہ رضہ۔ (جست مار کے اٹھتے ہوئے) یہ تجھے کیسے معلوم ہوا؟

بریرہ رضہ۔ سب ہی لوگ کہہ رہے ہیں۔ نبی کی بیویاں بھی

باقی ...یں شریک ہونے گئی ہیں۔

عائشہؓ۔ تو میرے کپڑے لاؤ۔

ابوہریرہؓ۔ کہاں جانا ہے؟

عائشہؓ۔ جا کر دیکھوں گی کہ واقعہ کیا ہے۔

اٹھارواں منظر

(جنت البقیع کے مغرب میں۔ فضل بن عباسؓ۔ اور اسامہ بن زیدؓ ساتھ ہیں۔ ابراہیم کی لاش اٹھائے ہیں۔ پیچھے انصار و مہاجرین کی بہت سی عورتیں بھی۔ قبر کھد رہی ہے)

فضلؓ۔ تو ابراہیم کو یہاں بقیع ہی میں دفنایا جائیگا۔؟

محمدؐ۔ (سر جھکائے ہوئے) ہاں۔

اسامہؓ۔ (قبر کے منہ پر سے) فضل آؤ۔ قبر کھد گئی۔

فضلؓ۔ (لاش کو قبر میں رکھتے ہوئے) جنت خلد کو سدھارو۔ ابراہیم!

عورتیں۔ (بین کرتی ہوئیں) جنت میں بھی خدا ابراہیم کے لئے دائیں مقرر کرے گا۔

(ابراہیم کی قبر پر مٹی کا ڈھیر لگا دیا جاتا ہے)

فضلؓ۔ ابراہیم! اللہ کی تجھ پر رحمت ہو۔ تو زندہ رہتا تو صدیق نبی ہوتا۔

محمدؐ۔ (بے خود ہو کر) ابراہیم زندہ رہتا تو میں سب قبطیوں کا جزیہ معاف کر دیتا۔

(نبیؐ کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے ہیں)

اُسامہؓ (نبیؐ سے) آپ بھی روتے ہیں۔ حالانکہ آپ سب کو رونے سے منع کرتے رہے ہیں؟!

محمدؐ۔ (روتے ہوئے) ابراہیم میرا بیٹا تھا اور دودھ پیتے ہی میں مر گیا۔ ضرور جنت میں ابراہیم کو دو دائیاں ملیں گی اور دودھ پلانے کی مدت پوری کر دیں گی۔ (الیٰ آخرہٖ)

ع۔ نقل کفر کفر نباشد۔

یہ ہے رسول اللہ کی معاشرت کی تصویر۔ جو توفیق نے اپنے قلم سے کھینچی ہے۔ یعنی رسول اللہ کا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو بیویاں رشک کے مارے جلنے لگتی ہیں آنحضرت مسکراتے ہیں تو وہ غصہ سے لال پیلی ہو جاتی ہیں۔ آنحضرت کا بچہ فوت ہوتا ہے۔ وہ فرط مسرت سے جھومنے لگتی ہیں۔ حضرت غم سے رو رہے ہیں اور وہ کھل کھلا کر ہنستی ہیں۔ کیا یہی چیز "طبع زاد" دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتے تھے۔ اگر یہی کچھ ان کا مطمح نظر ہے تو پھر وہ جو سیرت پاک لکھنا چاہتے ہیں۔ اس سے خدا ہی محفوظ رکھے استغفر اللہ

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا؟ (احمد رضا خاں)

میں نے مندرجہ بالا بیہودہ اور لغو مناظر اپنے دل پر سخت جبر کر کے نقل کئے ہیں۔ ممکن ہے کہ غیر معتبر کتابوں میں کوئی ایسی باتیں توفیق صاحب کو مل گئی ہوں۔ جنہیں منافقوں اور یہودیوں نے تراش خراش کر مشہور کر دیا ہو۔ لیکن کیا ایک مسلمان کا یہ فرض نہیں ہے کہ جب وہ ایسے موضوع پر کچھ لکھنے بیٹھے تو ان روایات کے ساتھ ساتھ ان محدثین کی رائے بھی ان کے بارے میں دیکھ لے جو عدالت روایت کے حاکمان مجاز ہیں اور جن کا معیار تحقیق بلند خیال کیا جاتا ہے۔ اور اگر اتنی استعداد نہ ہو تو پھر اس قسم کی جرات ہی نہ کرے تاکہ لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔ اور قیامت کے دن مفت میں روسیاہی نہ ہو کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

یہ امر میں اپنی طرف سے پیش نہیں کر رہا۔ بلکہ صحابہ کا بھی یہی دستور تھا۔ محمود بن ربیع نے جب یہ حدیث بیان کی کہ

جو شخص خالص خدا کے لئے لا الٰہ الا اللہ کہیگا
خدا اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیگا (بخاری)

حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے فرمایا کہ

خدا کی قسم۔ میں کبھی یہ خیال نہیں کر سکتا کہ جو تم کہتے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوگا۔ (بخاری)

اسی طرح جب عمار بن یاسرؓ نے حضرت عمرؓ کے سامنے یہ روایت بیان کی تو آپ نے فرمایا۔

اتق اللہ یا عمارؓ اے عمارؓ خدا سے ڈرو۔

(صحیح مسلم۔ باب التیمم)

اب توفیق کے قلم سے بنائی ہوئی تصویروں پر دوبارہ غور فرمایئے بات اتنی ہے کہ ام المومنین نے فقہی ضروریات کے پیش نظر حضرت ابراہیمؓ کی ولادت، ختنہ اور ضروری خیرات کا ذکر کیا۔ جو آنحضرت صلعم نے کی تھیں۔ یہ ایک ایسی چیز تھی جس کی ہر مسلمان کو ضرورت تھی۔ توفیق نے اسے دوسرے رنگ میں لے کر اس پر ایک سر بفلک عمارت کھڑی کر دی۔

تاریخ داں حضرات پر بخوبی روشن ہے کہ ازواج مطہرات کے مکان پاس پاس تھے۔ چودھویں صدی کے محلات نہ تھے کہ ان کی الگ الگ حویلیاں تھیں۔ جس سے ایک گھر کی خبر دوسرے گھر میں نہ پہنچ سکتی۔

بریرہ کا دوڑتے ہوئے آنا اور ہانپ ہانپ کر حضرت ابراہیمؓ کی موت کی خبر سنانا اور پھر حضرت عائشہؓ کا جست مار کے اٹھتے ہوئے پوچھنا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا توفیق صاحب کی اسلامی معلومات کی قلعی کھول رہا ہے۔ پھر بریرہ کا یہ کہنا کہ نبیؐ کی بیویاں بھی ان کے دفن میں شریک ہونے گئی ہیں۔ بی بی ماریہ کا بقیع میں رونا اور عورتوں کا اس قبرستان میں (جسے مقبرہ لکھا گیا ہے) بین کرنا اس امر کا انکشاف کرتا ہے کہ توفیق صاحب وقائع اسلامی سے محض بے خبر ہیں۔ محض کوئی عامی ناول نویس ہیں جنہوں نے بغیر تحقیق و تدقیق کے دنیا کو گمراہ کرنے کے لئے یہ کتاب لکھ ڈالی ہے ورنہ ام المومنین عائشہؓ کے حسن اخلاق کی ایک دنیا قائل ہے۔ آپ کے متعلق حسان بن ثابتؓ دعہد نبوی کے مشہور شاعر) فرماتے ہیں:۔

حصان رزان ماتزن بریبۃ وتصبح غرثیٰ من لحوم الغوافل

یعنی عائشہؓ ایک صحیح فہم والی پاک دامن عورت ہے اس پر کسی طرح کا شک نہیں کیا جا سکتا۔ اور صبح کو ان عورتوں کے گوشت سے بھوکی ہو جاتی ہے جو سامنے موجود نہیں ہوتیں۔ یعنی کسی کی شکایت یا غیبت نہیں کرتی۔

فصل دوم کے اٹھارویں منظر میں حضرت فضل سے ایک روایت منسوب کی گئی ہے کہ وہ حضرت ابراہیمؓ کی قبر پر کھڑے ہو کر فرماتے ہیں۔

اے ابراہیمؑ اللہ کی تجھ پر رحمت ہو تو زندہ رہتا
تو صدیق نبی ہوتا۔

حالانکہ یہ خود سرکار مدنیؐ کا ارشاد گرامی ہے جس کے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

لو عاش ابراہیم کان صدیقاً نبیا (بخاری)

کہاں کہاں تک ذکر کیا جائے۔ الغرض ساری کتاب اغلاط سے پر ہے۔ کہیں اتفاقی غلطی ہے اور کہیں فتنہ۔ جگہ جگہ اصحابہ کرام کو آپس میں سرگوشیاں کرتے دکھایا گیا ہے حالانکہ قرآن پاک نے اس سے برملا منع فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے انما النجوی من الشیطن لیحزن الذین آمنوا مجادلہ یہ جو ہے کانا پھوسی۔ سو شیطان کا کام ہے کہ دلگیر کرے ایمان والوں کو۔

بدر کی لڑائی میں ایک مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ "چلانا" کا لفظ چسپاں کیا ہے ملاحظہ ہو:۔

محمدؐ (مسلمانوں کے سامنے ہو کر چلاتے ہیں) حملہ کرو۔ حملہ کرو۔ حالانکہ سرور عالم نے صرف اس موقعہ پر کہ جب انذر عشیرتک الاقربین (اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا) کا حکم نازل ہوا۔ کوہ صفا پر چڑھ کر قریشیوں کو بلند آواز سے پکارا ہے۔ باقی ساری عمر میں کوئی ایسا موقعہ نہیں ملتا۔ مگر کہاں بلند آواز سے پکارنا اور کہاں چلانا ملیح آبادی نے ہر جگہ چلانا کا لفظ استعمال کیا ہے۔

جب حضرت بنو قریظہ کی مہم پر تشریف لے گئے تو بقول توفیق چلا کر فرمایا۔ (نقل کفر کفر نباشد)

بدروں اور سوروں کے بھائیو ہشیار ہشیار

اور اب ترمذی کی روایت ملاحظہ فرمایئے کہ

مسلمان طنز و تشنیع نہیں کرتا۔ لعنت نہیں بھیجتا۔ بدزبانی اور فحش کلامی نہیں کرتا۔

پہلا بیان توفیق بے توفیق کا ہے اور دوسرا خود رسالتمآبؐ کا۔ اسی طرح ساری کتاب اسہام اور استقام کا مجموعہ ہے۔ مضمون بہت طویل ہو گیا ہے۔ اس لئے باقی اغلاط کو نظر انداز کرتا ہوں ؎

یک دل و خیل آرزو دل بکجا کجا دہم
تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

ملیح آبادی ایک روشن دماغ عالم اور قوی شاعر خیال کئے جاتے ہیں انکے قلم سے اس قسم کی کتاب کا ترجمہ ہو کر نکلنا اور جبکہ محمد ابو اللیث اور مشتاق احمد صاحب جیسے مولاناؤں کی اعانت بھی شامل حال ہو بہت حیران کن ہے جب ان جیسے رجسٹرڈ مسلمانوں کی غفلت شعاری کی یہ کیفیت ہو تو عام مصنفین پر کیا بھروسہ کیا جا سکتا ہے ؎

اکنوں کرا دماغ کہ پرسد زباغبان بلبل چہ گفت، گل چہ شنید، صبا چہ کرد

بہرکیف اگر ملیح آبادی نے یہ غلطی جان بوجھ کر نہیں کی تو ان کا مذہبی اور اخلاقی فرض یہ ہے کہ اس کتاب کے جس قدر نسخے انکے پاس موجود ہیں۔ ان میں سے ان حصص کو تلف کریں یا چھوٹی چٹیں چھپوا کر ان مقامات پر چسپاں کر دیں۔ اگر یہ امر ممکن نہ ہو تو پھر کتاب کو تلف کرا دیں۔ کیونکہ یہ انداز ہی سیرت پاک کے لئے موزوں نہیں ہے۔ چاندی کی چند ٹھیکروں کی خاطر دین و دنیا میں رسوا ہونا اور عذاب ابدی کا مستوجب بننا کہاں کی عقلمندی ہے؟۔

بکائے چرا دست باید کشید
کہ از دین و دنیا تو اند برید

بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَاتَّقُوا

بے پرواہ گیر کرنے لگتے ہو تو بالکل جابر بن کر داروگیر کرتے ہو   سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو   اور اس سے ڈرو

الَّذِیْۤ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ۝ وَجَنّٰتٍ

جس نے تمہاری ان چیزوں سے امداد کی ہے جن کو تم جانتے ہو   مواشی اور بیٹوں اور باغوں اور چشموں سے   تمہاری

وَّعُيُوْنٍ ۝ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ قَالُوْا سَوَآءٌ

امداد کی   اور مجھکو تمہارے حق میں   ایک بڑے سخت دن کے عذاب کا اندیشہ ہے   وہ لوگ بولے کہ

عَلَيْنَاۤ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ۝ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ

ہمارے نزدیک تو دونوں باتیں برابر ہیں   خواہ تم نصیحت کرو خواہ ناصح نہ بنو   یہ تو بس اگلے لوگوں کی ایک

الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِیْ

عادت ہے   اور ہم کو ہرگز عذاب نہ ہوگا   غرض ان لوگوں نے ہود کو جھٹلایا تو ہم نے انکو ہلاک کردیا   بیشک اسمیں

ع ۱۸ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

بڑی عبرت ہے   اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے   اور بیشک آپ کا رب زبردست اور مہربان ہے

تفسیر: کذبت عاد سے لہو العزیز الرحیم تک:۔ قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ اُن سے ان کی (برادری کے بھائی) ہود (علیہ السلام) نے کہا کہ کیا تم (خدا سے) ڈرتے نہیں ہو میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی صلہ نہیں مانگتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے کیا تم (علاوہ شرک کے تکبر و تفاخر میں بھی اس درجہ منہمک ہوکر) ہر اونچے مقام پر ایک یادگار (کے طور پر عمارت) بناتے ہو (تاکہ خوب اونچی نظر آوے) جس کو محض فضول (بلا ضرورت) بناتے ہو اور (اس کے علاوہ جو رہنے کے مکان ہیں جن کی ایک درجہ میں ضرورت بھی ہے ان میں بھی یہ غلو ہے کہ) بڑے بڑے محل بناتے ہو (حالانکہ اُس سے کم میں آرام مل سکتا ہے) جیسے دنیا میں تم کو ہمیشہ رہنا ہے (یعنی ایسی توسیع اور ایسے ایوان رفیع اور ایسا استحکام اور ایسے یادگار اور اعلام اُس وقت مناسب تھے کہ دنیا میں ہمیشہ رہنا ہوتا تو یہ خیال ہوتا کہ وسیع مکان بناؤ تاکہ آئندہ نسل میں تنگی نہ ہو کیونکہ ہم بھی رہیں گے اور وہ بھی ہوں گے اور رفیع بھی بناؤ تاکہ نیچے جگہ نہ رہے تو اوپر رہنے لگیں گے اور مستحکم بناؤ تاکہ ہماری عمر طویل کے لئے کافی ہو اور یادگاریں بناؤ تاکہ ہمارے زندہ رہنے سے ہمارا ذکر زندہ رہے اور اب تو سب فضول ہے بڑی بڑی یادگاریں بنی ہیں اور بانی کا نام تک معلوم نہیں موت نے سب کا نام مٹا دیا کسی کا جلدی کسی کا دیر میں) اور (اُس تکبر کے سبب طبیعت میں سختی اور بے رحمی اس درجہ رکھتے ہو کہ) جب کسی پر داروگیر کرنے لگتے ہو تو بالکل جابر (اور ظالم) بن کر داروگیر کرتے ہو (ان اخلاق ذمیمہ کا اس لئے بیان کیا گیا کہ یہ اخلاق ذمیمہ اکثر مانع ایمان و انقیاد سے ہو جاتے ہیں) سو (چونکہ شرک اور اخلاق ذمیمہ مذکورہ سب موجب ناخوشی خداوند و موجب تعذیب ہیں اس لئے) تم (کو چاہئے کہ) اللہ سے ڈرو اور (چونکہ میں رسول ہوں اس لئے) میری اطاعت کرو اور اُس (اللہ) سے ڈرو (یعنی جس سے ڈرنے کو میں کہتا ہوں وہ ایسا ہے) جس نے تمہاری اُن چیزوں سے امداد کی جن کو تم جانتے ہو (یعنی) مواشی اور بیٹوں اور باغوں اور چشموں سے تمہاری امداد کی (تو منعم ہونے کا مقتضا یہ ہے کہ اس کے

احکام کی اصلا مخالفت نہ کی جاوے) مجھکو تمہارے حق میں (اگر تم ان حرکات سے باز نہ آؤگے) ایک بڑے سخت دن کے
عذاب کا اندیشہ ہے (یہ ترہیب ہے اور امن کہہ دیا نعام ان میں ترغیب تھی) وہ لوگ بولے کہ ہمارے نزدیک تو دونوں
باتیں برابر ہیں خواہ تم نصیحت کرو اور خواہ ناصح نہ بنو (یعنی ہم دونوں حالتوں میں اپنی کردار سے باز نہ آویں گے اور تم
جو کچھ کہہ رہے ہو) یہ تو بس اگلے لوگوں کی ایک (معمولی) عادت (اور رسم) ہے (کہ ہر زمانہ میں لوگ مدعی نبوت
ہوکر لوگوں کو یونہی کہتے سنتے رہے) اور (تم جو ہم کو عذاب سے ڈرانے ہو تو) ہم کو ہرگز عذاب نہ ہوگا غرض ان
لوگوں نے ہود (علیہ السلام) کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو (عذاب صرصر سے) ہلاک کردیا بیشک اس (واقعہ) میں بھی
بڑی عبرت ہے (کہ احکام کی مخالفت کا کیا انجام ہوا) اور (باوجود اس کے) ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان
نہیں لاتے اور بیشک آپ کا رب زبردست اور مہربان ہے (کہ تعذیب پر قادر بھی ہے اور رحمت سے مہلت
بھی دے رکھی ہے)

قصہ ثمود و صالح علیہ السلام

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

قوم ثمود نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب کہ ان سے ان کے بھائی صالح نے فرمایا کیا تم نہیں ڈرتے

اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَا اَسْئَلُكُمْ

میں تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس پر کچھ

عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَتُتْرَكُوْنَ فِیْ

صلہ نہیں چاہتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے کیا تم کو ان ہی چیزوں میں بے فکری

مَا هٰهُنَا اٰمِنِيْنَ ۝ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا

سے رہنے دیا جاویگا جو یہاں موجود ہیں یعنی باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور ان کھجوروں میں جنکے گچھے خوب گندھے

هَضِيْمٌ ۝ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ

ہوئے ہیں اور کیا تم پہاڑوں کو تراش تراش اتراتے ہوئے مکانات بناتے ہو سو اللہ سے ڈرو اور

اَطِيْعُوْنِ ۝ وَلَا تُطِيْعُوْۤا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ

میرا کہنا مانو اور ان حدود سے نکل جانے والوں کا کہنا مت مانو جو سر زمین میں فساد کیا کرتے ہیں

فِی الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝ مَاۤ

اور اصلاح نہیں کرتے ان لوگوں نے کہا کہ تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کردیا ہے تم بس ہماری

اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

طرح کے ایک آدمی ہو سو کوئی معجزہ پیش کرو اگر تم سچے ہو

[illegible] لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ وَلَا تَمَسُّوْهَا

بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ۝

کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تم کو ایک بھاری دن کا عذاب آپکڑے سو انھوں نے اُس اونٹنی کو مار ڈالا پھر پشیمان ہوئے

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

پھر عذاب نے اُن کو آلیا بیشک اس میں عبرت ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

اور بے شک آپ کا رب بڑا زبردست اور بہت مہربان ہے

تفسیر کذبت ثمود سے لھو العزیز الرحیم تک:۔ قوم ثمود نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ اُن کے بھائی صالح (علیہ السلام) نے فرمایا کیا تم (اللہ سے) نہیں ڈرتے میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس پر کچھ صلہ نہیں چاہتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے (اور تم جو نعم کی بدولت اس درجہ اللہ سے غافل ہو تو) کیا تم کو ان ہی چیزوں میں بے فکری سے رہنے دیا جاوے گا جو یہاں (دنیا میں) موجود ہیں یعنی باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتوں میں اور ان کھجوروں میں جن کے گچھے خوب گوندھے ہوئے ہیں (جن میں خوب کثرت سے پھل آتا ہے) اور کیا (اسی غفلت کی وجہ سے) تم پہاڑوں کو تراش تراش اِتراتے (اور فخر کرتے) ہوئے مکانات بناتے ہو سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور اُن حدود (بندگی) سے نکل جانے والوں کا کہنا مت مانو جو سرزمین میں فساد کیا کرتے ہیں اور (کبھی) اصلاح (کی بات) نہیں کرتے (امراد روسا کفار ہیں جو گمراہی پر لوگوں کو آمادہ کرتے تھے اور فساد و عدم اصلاح سے یہی مراد ہے) ان لوگوں نے کہا کہ تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے (جس سے عقل میں اختلال آگیا ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرتے ہو حالانکہ) تم بس ہماری طرح کے ایک (معمولی) آدمی ہو (اور آدمی نبی ہوتا نہیں) سو کوئی معجزہ پیش کرو اگر تم (دعوے نبوت میں) سچے ہو صالح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ یہ ایک اونٹنی ہے (جو بوجہ خلاف عادت پیدا ہونے کے معجزہ ہے جیسا پارہ ہشتم کے ختم کے قریب گذرا اور علاوہ اس کے کہ یہ میری رسالت پر ایک دلیل ہے خود اس کے بھی کچھ حقوق ہیں چنانچہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ) پانی پینے کے لئے ایک باری اس کی ہے اور ایک مقررہ دن میں ایک باری تمہاری (یعنی تمہارے مواشی کی) اور (ایک یہ ہے کہ) اس کو بُرائی (اور تکلیف دہی) کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تم کو ایک بھاری دن کا عذاب آپکڑے سو انھوں نے (نہ رسالت کی تصدیق کی نہ اونٹنی کے حقوق ادا کئے بلکہ) اُس اونٹنی کو مار ڈالا پھر (جب آثار عذاب نمودار ہوئے تو اپنی حرکت پر) پشیمان ہوئے (مگر اول تو معاینۂ عذاب کے وقت ندامت بیکار۔ دوسرے خالی طبعی ندامت سے کیا ہوتا ہے جب تک اختیاری تدارک یعنی توبہ و ایمان نہ ہو) پھر (آخر) عذاب نے اُن کو آلیا بیشک اس (واقعہ) میں بڑی عبرت ہے اور (باوجود اس کے) ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور بے شک آپ کا رب بڑا زبردست بہت مہربان ہے (کہ باوجود قدرت کے مہلت دیتا ہے) **ف** پانی کی باری اس طرح تھی کہ ایک دن اونٹنی کا ایک دن اور مواشی کا جب اونٹنی کی باری کا دن ہوتا تمام پانی پی جاتی اور اُس روز نہ دوسرے مواشی کو پانی ملتا نہ آدمیوں کو اور یہی امر ان لوگوں کو ناگوار ہوا اور اس اونٹنی کے دشمن ہو گئے اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ایک کنواں تھا جس میں یہ باری تھی۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ۝ ۚ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

قوم لوط نے پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ اُن سے اُن کے بھائی لوط نے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں ہو

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس پر کوئی

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ

صلہ نہیں چاہتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے کیا تمام دنیا جہان والوں

مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ

میں سے تم مردوں سے فعل کرتے ہو اور تمہارے رب نے جو تمہارے لئے بیبیاں پیدا کی ہیں ان کو نظر انداز کئے رہتے ہو

بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ۝ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ

بلکہ تم حد سے گزر جانے والے لوگ ہو وہ لوگ کہنے لگے کہ اے لوط اگر تم باز نہیں آؤگے تو

مِنَ الْمُخْرَجِينَ ۝ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ ۝ رَبِّ نَجِّنِي

ضرور نکال دئے جاؤگے لوط نے فرمایا کہ میں تمہارے اس کام سے سخت نفرت رکھتا ہوں لوط نے دعا کی کہ اے

وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ۝ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عَجُوزًا

میرے رب مجھکو اور میرے متعلقین کو ان کے اس کام سے نجات دے سو ہمنے انکو اور انکے متعلقین کو سب کو نجات دی بجز ایک بڑھیا کے کہ

فِي الْغَابِرِينَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ۝ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ

وہ رہجانے والوں میں رہگئی پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا اور ہمنے ان پر ایک خاص قسم کا مینہ

مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ

برسایا سو کیا برا مینہ تھا جو ان لوگوں پر برسا جن کو ڈرایا گیا تھا بیشک اس میں عبرت ہے اور ان میں اکثر لوگ

أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ ع

ایمان نہیں لاتے اور بیشک آپ کا رب بڑی قدرت والا بڑی رحمت والا ہے

تفسیر کذبت قوم لوط سے لھو العزیز الرحیم تک ۔ قوم لوط نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان کے بھائی لوط (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں ہو میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے کیا تمام دنیا جہان والوں میں سے تم (یہ حرکت کرتے ہو کہ) مردوں سے فعل کرتے ہو اور تمہارے رب نے جو تمہارے لئے بیبیاں پیدا کی ہیں اُن کو نظر انداز کئے رہتے ہو (یعنی اور کوئی آدمی تمہارے سوا یہ حرکت نہیں کرتا اور یہ نہیں ہے کہ اس کے قبیح ہونے میں کچھ خفا ہے) بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) تم حد (انسانیت) سے گزر جانے والے لوگ ہو وہ لوگ کہنے لگے کہ اے لوط اگر تم (ہمارے

کہنے سننے سے) باز نہیں آؤ گے تو ضرور (بستی سے) نکال دیئے جاؤ گے لوط (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (میں اس دھمکی سے کہنے
سے نہ رکوں گا کیونکہ) میں تمہارے اس کام سے سخت نفرت رکھتا ہوں (تو کہنا کیسے چھوڑ دوں گا جب کسی طرح ان لوگوں نے
نہ مانا اور عذاب آتا معلوم ہوا تو) لوط (علیہ السلام) نے دعا کی کہ اے میرے رب مجھ کو اور میرے (خاص) متعلقین کو ان کے
اس کام (کے وبال) سے (جو ان پر آنے والا ہے) نجات دے سو ہم نے ان کو اور ان کے متعلقین کو سب کو نجات دی بجز
ایک بڑھیا کے (مراد اس سے زوجہ ہے لوط علیہ السلام کی) کہ وہ (عذاب کے اندر) رہ جانے والوں میں رہ گئی پھر ہم نے
اور سب کو (جو لوط اور ان کے اہل کے سوا تھے) ہلاک کر دیا اور ہم نے ان پر ایک خاص قسم کا (یعنی پتھروں کا) مینہ برسایا
سو کیا برا مینہ تھا جو ان لوگوں پر برسا جن کو (عذاب الٰہی سے) ڈرایا گیا تھا بیشک اس (واقعہ) میں (بھی) عبرت ہے
اور (باوجود اس کے) ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور بیشک آپ کا رب بڑی قدرت والا بڑی رحمت
والا ہے (کہ عذاب دے سکتا تھا مگر ابھی نہیں دیا) **ف** عذاب میں رہ جانا اس لئے تھا کہ وہ کافر تھی اور اس لئے نہ
لوط علیہ السلام کے ساتھ بستی سے نہ نکلی سورۂ ہود میں یہ قصہ آیا ہے اور روح المعانی تفسیر سورۂ قٓ میں ہے کہ یہ لوگ
نسبی بھائی نہ تھے مجازاً بھائی کہہ دیا سسرالی رشتہ دار تھے کیونکہ لوط علیہ السلام یہاں ہجرت کر کے تشریف لائے تھے۔
آپ کی برادری کے لوگ آپ کے ساتھ نہ تھے۔

كَذَّبَ أَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ۚ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُوْنَ ۚ

اصحاب الایکہ نے پیغمبروں کو جھٹلایا — جب کہ ان سے شعیب نے فرمایا کہ کیا تم ڈرتے نہیں ہو

إِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ أَمِيْنٌ ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ ۚ وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ

میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں — سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو — اور میں تم سے اس پر کوئی

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۗ أَوْفُوا الْكَيْلَ

صلہ نہیں چاہتا — بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے — تم لوگ پورا ناپا کرو

وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ۚ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۚ وَلَا

اور نقصان مت کیا کرو — اور سیدھی ترازو سے تولا کرو — اور

تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۚ

لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو — اور سرزمین میں فساد مت مچایا کرو

وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِيْنَ ۗ قَالُوْٓا إِنَّمَآ أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۙ

اور اس سے ڈرو جس نے تم کو اور تمام اگلی مخلوقات کو پیدا کیا — وہ لوگ کہنے لگے کہ بس تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے

وَمَآ أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۚ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا

اور تم تو محض ہماری طرح ایک آدمی ہو — اور ہم تو تم کو جھوٹے لوگوں میں سے خیال کرتے ہیں — سو اگر تم سچوں میں سے ہو

كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۗ قَالَ رَبِّيْٓ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو — شعیب نے کہا [illegible]

[illegible] اصحاب الایکہ

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ

سو وہ لوگ ان کو جھٹلاتے گئے پھر ان کو سائبان کے واقعہ نے آپکڑا بیشک وہ بڑے سخت دن کا

يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ

عذاب تھا اس میں عبرت ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ

اور بیشک آپ کا رب بڑی قدرت والا بڑی رحمت والا ہے

تفسیر كذب اصحب لئيكة سے لهو العزيز الرحيم تک :- اصحاب الایکہ نے (بھی جن کا ذکر سورۂ حجر کے اخیر میں گذر چکا) پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان سے شعیب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو میں تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے تم لوگ پورا ناپا کرو اور (صاحب حق کا) نقصان مت کیا کرو اور (اسی طرح تولنے کی چیزوں میں) سیدھے ترازو سے تولا کرو (یعنی ڈنڈی نہ مارا کرو نہ باٹوں میں فرق کیا کرو) اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور سرزمین میں فساد مت مچایا کرو اور اس (خدائے قادر) سے ڈرو جس نے تم کو اور تمام اگلی مخلوقات کو پیدا کیا وہ لوگ کہنے لگے کہ بس تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے (جس سے عقل مختل ہو گئی اور نبوت کا دعویٰ کرنے لگے) اور تم تو محض ہماری طرح کے) ایک (معمولی) آدمی ہو اور ہم تو تم کو جھوٹے لوگوں میں سے خیال کرتے ہیں سو اگر تم سچوں میں سے ہو تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو (تاکہ ہم کو معلوم ہو جاوے کہ واقعی نبی تھے تمہاری تکذیب سے ہم کو یہ سزا ہوئی) شعیب (علیہ السلام) بولے کہ (میں عذاب کا لانے والا یا اس کی کیفیت کی تعیین کرنے والا کون ہوں) تمہارے اعمال کو میرا رب (ہی) خوب جانتا ہے (اور اس عمل کا جو مقتضا ہے کہ کیا عذاب ہو اور کب ہو اس کو بھی وہی جانتا ہے اس کو اختیار ہے) سو وہ لوگ (برابر) ان کو جھٹلاتے گئے پھر ان کو سائبان کے واقعہ نے آپکڑا بیشک وہ بڑے سخت دن کا عذاب تھا (اور) اس (واقعہ) میں (بھی) بڑی عبرت ہے اور (باوجود اس کے) ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور بیشک آپ کا رب بڑی قدرت والا بڑی رحمت والا ہے (کہ عذاب نازل کر سکتا ہے مگر مہلت دے رکھی ہے) **ف** ان آیات کے بعض الفاظ کی شرح پارۂ ہشتم کے آخر رکوع میں ہو چکی ہے اور اصحاب ایکہ کی تحقیق سورۂ حجر کے آخر میں مع دیگر مضامین ضروریہ کے متعلق گزر چکی ہے اور وہ عذاب سائبان کا جیسا درمنثور میں مروی ہے یہ تھا کہ اوّل ان لوگوں پر گرمی مسلط ہوئی پھر ایک ابر نمودار ہوا جس میں سے ٹھنڈی ہوا آتی تھی سب لوگ اس کے نیچے جمع ہو گئے اس میں سے آگ برسنا شروع ہوئی اور سب جل گئے۔ **ربط** اوپر آیات شروع سورت میں قرآن مجید کی حقانیت مع بعض مضامین متعلقہ اس کے مذکور تھے آگے خاتمہ سورت میں عود ہے اسی مذکور سابق کی طرف اور مضامین متعلقہ اس کے یہ ہیں، وعید و ذم منکرین۔ دفع بعض شبہات۔ امر بالتبلیغ اور ختم پر تہدید شدید

وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَىٰ قَلْبِكَ

اور یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے اس کو امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے آپ کے قلب پر

لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ۝ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ۝

صاف عربی زبان میں تاکہ آپ بھی ڈرانے والوں کے ہوں اور اس کا ذکر پہلی امتوں کی کتابوں میں ہے کیا ان لوگوں کے لئے یہ بات دلیل نہیں ہے

أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ

کہ اس کو علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں اور اگر ہم اس کو کسی

بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ۝ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِم مَّا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ۝ كَذَٰلِكَ

عجمی پر نازل کر دیتے پھر وہ ان کے سامنے پڑھ بھی دیتا یہ لوگ تب بھی اس کو نہ مانتے ہم نے اسی طرح

سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ

اس ایمان نہ لانے کو ان نافرمانوں کے دلوں میں ڈال رکھا ہے یہ لوگ اس پر ایمان نہ لاویں گے جب تک کہ سخت عذاب کو نہ دیکھ لیں گے

الْأَلِيمَ ۝ فَيَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ

جو اچانک ان کے سامنے آکھڑا ہوگا اور ان کو خبر بھی نہ ہوگی پھر کہیں گے کہ کیا ہم کو مہلت

مُنظَرُونَ ۝ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ۝ أَفَرَأَيْتَ إِن مَّتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ۝

مل سکتی ہے کیا یہ لوگ ہمارے عذاب کی تعجیل چاہتے ہیں اے مخاطب ذرا بتلاؤ تو اگر ہم ان کو چند سال تک عیش میں

ثُمَّ جَاءَهُم مَّا كَانُوا يُوعَدُونَ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يُمَتَّعُونَ ۝

رکھنے دیں پھر جس کا ان سے وعدہ ہے وہ ان کے سر پر آ پہنچے تو ان کا وہ عیش کس کام آ سکتا ہے

وَمَا أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ ۝ ذِكْرَىٰ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝

اور جتنی بستیاں ہم نے غارت کیں ہیں سب میں نصیحت کے واسطے ڈرانے والے آئے اور ہم ظالم نہیں ہیں

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ۝ وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ ۝

اور اس کو شیاطین لے کر نہیں آئے اور یہ ان کے مناسب ہی نہیں اور وہ اس پر قادر بھی نہیں

إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ۝ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ

کیونکہ وہ شیاطین سننے سے روک دیے گئے ہیں سو تم خدا کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت مت کرنا کبھی تم کو

مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ۝ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ

سزا ہونے لگے اور آپ اپنے نزدیک کے کنبے کو ڈرائیے اور ان لوگوں کے ساتھ فروتنی سے پیش

لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ۝

آئیے جو مسلمانوں میں داخل ہو کر آپ کی راہ پر چلیں اور اگر یہ لوگ آپ کا کہنا نہ مانیں تو آپ کہہ دیجیے کہ میں تمہارے افعال سے بیزار ہوں

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ

اور آپ خدائے قادر رحیم پر توکل رکھیے جو آپ کو جس وقت کہ آپ کھڑے ہوتے ہیں اور نمازیوں کے ساتھ آپ کی

فِي السّٰجِدِيْنَ ۝ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ

نشست و برخاست کو دیکھتا ہے وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے کیا میں تم کو بتلاؤں کس پر شیاطین

تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ۝ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ

اترا کرتے ہیں ایسے شخصوں پر اترا کرتے ہیں جو دروغ گفتار بدکردار ہوں اور جو کان لگا دیتے

وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ۝ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ

ہیں اور وہ بکثرت جھوٹ بولتے ہیں اور شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلا کرتے ہیں اے مخاطب کیا تم کو

فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ

معلوم نہیں کہ وہ لوگ ہر میدان میں حیران پھرا کرتے ہیں اور زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہاں مگر جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ

ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کئے اور انہوں نے کثرت سے اللہ کا ذکر کیا اور انہوں نے بعد اس کے کہ ان پر ظلم

مَا ظُلِمُوْا ۭ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝

ہو چکا ہے بدلہ لیا اور عنقریب ان لوگوں کو معلوم ہو جائے گا جنہوں نے ظلم کر رکھا ہے کہ کیسی جگہ ان کو لوٹ کر جانا ہے

تفسیر وانہ لتنزیل سے ینقلبون تک :- اور یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے اس کو امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے آپ کے قلب پر صاف عربی زبان میں تاکہ آپ (بھی) منجملہ ڈرانے والوں کے ہوں (یعنی جس طرح اور پیغمبروں نے اپنی امت کو احکام الٰہیہ پہونچائے آپ بھی پہنچائیں) اور اس (قرآن) کا ذکر پہلی امتوں کی (آسمانی) کتابوں میں (بھی) ہے (کہ ایسی ایسی شان کا پیغمبر ہوگا اور اس پر ایسا کلام نازل ہوگا چنانچہ تفسیر حقانی کے اس مقام کے حواشی میں چند بشارتیں نقل کی ہیں آگے اس مضمون وانہ لفی زبر الاولین کی توضیح ہے یعنی) کیا ان لوگوں کے لئے (اس پر) یہ بات دلیل نہیں ہے کہ اس (پیشین گوئی) کو علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں (چنانچہ ان میں جو لوگ اسلام لے آئے ہیں وہ تو علی الاعلان اس کا اعتراف کرتے ہیں اور جو اسلام نہیں لائے وہ بھی خاص خاص لوگوں کے سامنے اس کا اقرار کرتے ہیں جیسا کہ پارہ اول کے ربع پر آیت اتامرون الناس بالبر کی تفسیر میں مذکور ہوا اور ان معترفین و مقرین کا تعدد اور تکثر اس وقت اگر خبر آحاد تک بھی مان لیا جاوے تاہم محفوف بالقرائن ہونے کے سبب معنے تواتر حاصل تھا اور یہ احتجاج امیین عرب کے اعتبار سے ہے ورنہ لکھے پڑھے لوگ خود اصل کتب میں دیکھ سکتے تھے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کتب سابقہ میں تحریف نہیں ہوئی کیونکہ باوجود تحریف کے ایسے مضامین کا رہ جانا زیادہ حجت ہے اور یہ احتمال کہ یہ مضامین ہی تحریف کا نتیجہ ہوں اس لئے غلط ہے کہ اپنے ضرر کے لئے کوئی تحریف نہیں کیا کرتا یہ مضامین تو محرفین کو مضر ہیں جیسا کہ ظاہر ہے یہاں تک تو دعوی وانہ لتنزیل کی دو نقلی دلیلیں یعنی ذکر فی الزبر وعلم بنی اسرائیل کہ ان میں بھی ثانی اول کی دلیل ہے بیان فرمائیں۔ اور آگے بضمن بیان عناد منکرین کے دعوی مذکورہ کی عقلی دلیل کی طرف اشارہ ہے کہ اعجاز ہے یعنی یہ لوگ ایسے معاند ہیں کہ) اگر (بالفرض) ہم اس (قرآن) کو کسی عجمی (غیر عربی) پر نازل کر دیتے پھر وہ (عجمی) ان کے سامنے اس کو پڑھ بھی دیتا (جس میں اعجاز موجود اور زیادہ ظاہر ہوتا کیونکہ اس منزل علیہ کو عربیت پر اصلا قدرت نہ ہوتی اور اب گو عربیت کے درجہ اعجاز پر قدرت نہیں۔ مگر نفس عربیت پر تو قدرت ہے اس لئے اس صورت میں اعجاز بہت ہی زیادہ واضح ہوتا اور اصلا شبہ کو سرسری نظر میں بھی گنجائش نہ ہوتی لیکن) یہ لوگ (بوجہ غایت عناد) تب بھی اس کو نہ مانتے۔



غیبی نوشتے

اگر قسمت کے پوشیدہ رازوں سے آپ واقف ہو کر اپنی بگڑی ہوئی قسمت کو بنانا چاہتے ہیں تو غیبی نوشتے [illegible]

[illegible]

اس کتاب میں کوئی بات ایسی پوشیدہ نہیں [illegible] غیبی نوشتے [illegible]

[illegible] صفحات [illegible] قیمت [illegible]

پہلا حصہ

علم نجوم

[illegible]

دوسرا حصہ

فال و شگون

تیسرا حصہ

چوتھا حصہ

پانچواں حصہ

چھٹا حصہ

(۱) عمل کی پیدائش
(۲) ثور (۳) جوزا
(۴) سرطان (۵) اسد
(۶) سنبلہ (۷) میزان
(۸) عقرب (۹) قوس
(۱۰) جدی (۱۱) دلو
(۱۲) حوت

(الف) احکام آفتاب
آفتاب بخانہ اول
بخانہ دوم
بخانہ سوم
بخانہ چہارم
بخانہ پنجم
بخانہ ششم
بخانہ ہفتم
بخانہ ہشتم
بخانہ نہم
بخانہ دہم
بخانہ یازدہم
بخانہ دوازدہم

(ب) احکام قمر
قمر بخانہ اول

(ج) احکام مریخ
مریخ بخانہ اول
بخانہ دوم
بخانہ سوم

(د) احکام عطارد
عطارد بخانہ اول

(ہ) احکام مشتری
مشتری بخانہ اول

(و) احکام زہرہ
زہرہ بخانہ اول
بخانہ دوم

(ز) احکام زحل
زحل بخانہ اول

(ح) احکام راس
(ط) احکام عقرب

[illegible]

ملنے کا پتہ: مینیجر رسالہ پیشوا دہلی

BASHIR


مقام اشاعت



مظلوم کربلا

دریائے فرات کے کنارے بیکسی و مظلومی کے دردانگیز نظارے

مشترکہ شیعہ سنی پلیٹ فارم

حضور سرور کائنات کی وفات کے بعد

حضرت امام مظلوم کی تقریریں میدان جنگ میں

کتاب مظلوم کربلا کی مختصر فہرست مضامین ملاحظہ فرمایئے

فوٹو بلاک — **فہرست مضامین** — **پہلی مجلس** — **دوسری مجلس** — **تیسری مجلس** — **چوتھی مجلس** — **پانچویں مجلس** — **چھٹی مجلس** — **ساتویں مجلس** — **آٹھویں مجلس** — **نویں مجلس** — **دسویں مجلس** — **گیارہویں مجلس** — **بارہویں مجلس**

ہندوستان کی ایک ایسی ایجاد جس کو کمزور انسان نہیں بھول سکتے

کورس

”ری جووین“

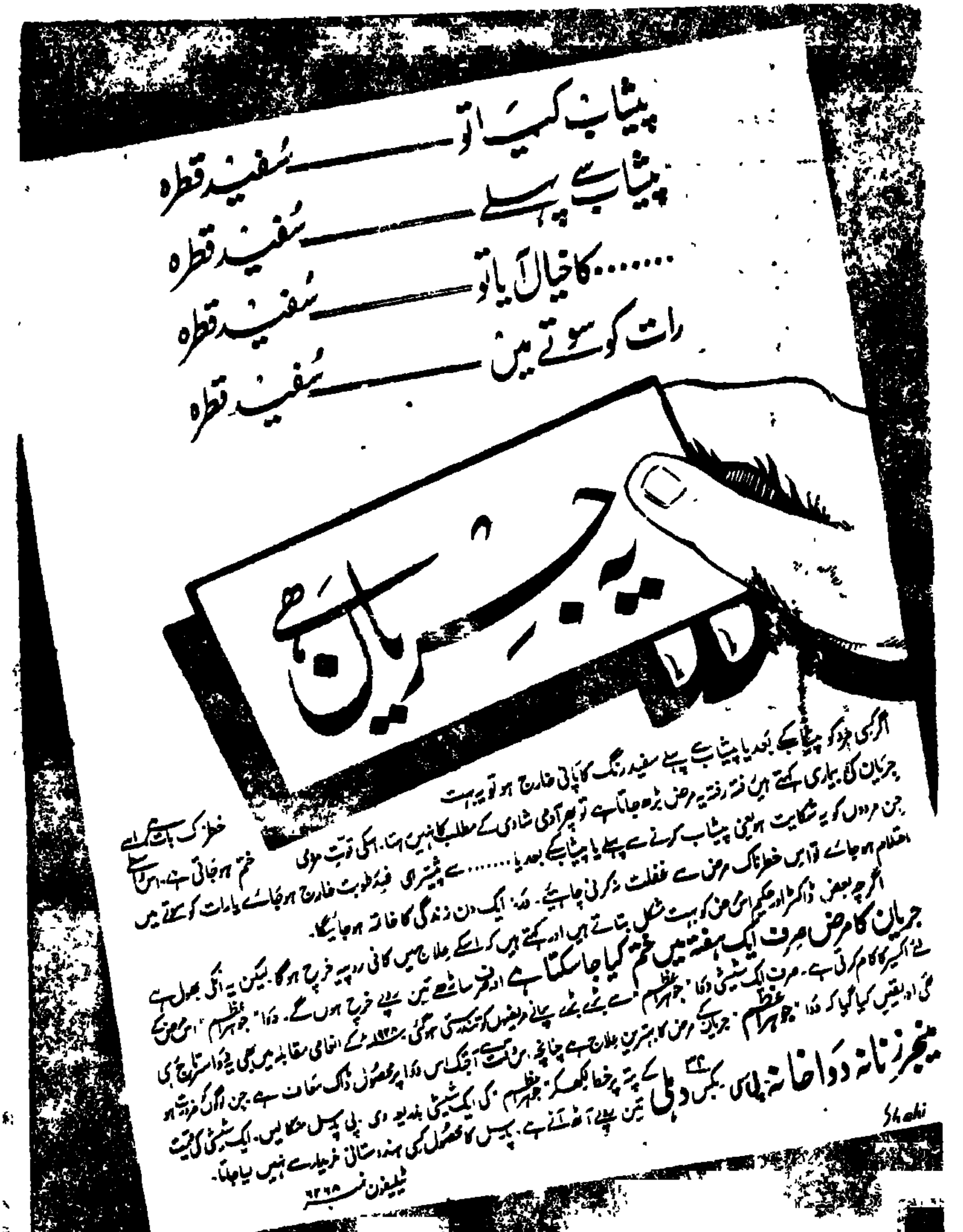
کیا آپ نے کبھی ”ری جووین“ کا نام سنا ہے؟ جس کو تمام کمزوریاں دور کرنے کا ”دسواں عجوبہ“ کہا جا رہا ہے، اگر نہیں سنا ہے تو آج ہی منگا کر اس کا تجربہ کر لیجئے۔ اس کے استعمال کرنے سے آپ اپنے اندر عجیب و غریب زندگی محسوس کریں گے۔ اگر آپ اپنی طاقت کو ناسمجھی کی وجہ سے برباد کر چکے ہیں اور اس کی وجہ سے تمام جسم کمزور ہو گیا ہے۔ دل و دماغ بالکل بیکار ہو گئے ہوں۔ اور طاقت رفتہ رفتہ کم ہو رہی ہو بہت سی اور اعصابی کمزوری سے بیزاری ہونے لگی ہو۔ اور شادی کر کے پچھتانا پڑ رہا ہو تو

اپنی مایوسی کو فوراً ختم کر دیجئے

اور اکسیری دواخانہ دہلی کی مشہور دوا ”ری جووین“ کورس منگا کر اپنے اندر طاقت اور انرجی پیدا کیجئے۔ طاقت جیسی دولت کو برباد کر کے کوئی انسان چین کی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ اس کو اپنی کمزوری کا غم چوبیس گھنٹہ پریشان کرتا رہتا ہے، وہ ہر ایک کا کھلونا بنجاتا ہے اور اس کی خوشی ناکامی کا نمونہ بن کر رہ جاتی ہے۔ ”ری جووین“ کورس ہندوستان کے ہر انسان کو طاقتور بنانے کے لئے برسوں سے بہترین کام کر رہا ہے۔ یعنی کمزور انسان کو بہت جلد دوبارہ جوانی دے کر اپنی شہرت کا سکہ بٹھا چکا ہے۔ اس کو دوا نہیں بلکہ جادو کہا جائے تو بھی کم ہے۔

آپ بوڑھے ہوں یا جوان، آپ کی کمزوری کو دور کر دینا اس کا عجیب کرشمہ ثابت ہو گا۔ اس علاج میں دو دوائیں ہوتی ہیں ایک کھانے کی اور ایک لگانے کی، دونوں دوائیوں کے کورس کا نام ”ری جووین“ ہے ان دونوں دوائیوں کا استعمال ایک ساتھ شروع ہوتا ہے اور سولہ دن تک جاری رہتا ہے۔ پرہیز پر بجاری رہنے کا صرف سات روز کا ہے۔ اگرچہ دوا کا اثر تیسرے روز سے شروع ہو جاتا ہے، یعنی کمزور جسم کے اندر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بجلی سی دوڑ رہی ہے اور مردہ انسان کو زندگی دی جا رہی ہے۔ مگر مکمل آرام سولہ دن میں ہو جاتا ہے۔ کیا انسانی زندگی کو دوبارہ جلانے کے لئے یہ کمال نہیں ہے، تجربہ کر لیجئے خود ہی معلوم ہو جائیگا کہ کس طرح دنیا میں آج بھی ناکارہ انسانوں کو دوبارہ زندگی مل رہی ہے۔ پورے کورس کی قیمت جس میں سولہ دن کی دوا ہوتی ہے پانچ روپے (صہ) (محصولڈاک ۱۱ر علاوہ ہے۔)

اکسیری دواخانہ کلاں محل، پوسٹ بکس نمبر ۱۲ (پی۔ڈی) دہلی


پیشاب کیا تو — سفید قطرہ
پیشاب سے پہلے — سفید قطرہ
...... کا خیال آیا تو — سفید قطرہ
رات کو سوتے میں — سفید قطرہ
یہ جریان ہے
اگر کسی مرد کو پیشاب کے بعد یا پیشاب سے پہلے سفید رنگ کا پانی خارج ہو تو یہ بہت خطرناک بات ہے ایسے
جریان کی بیماری کہتے ہیں رفتہ رفتہ یہ مرض بڑھ جاتا ہے تو پھر آدمی شادی کے مطلب کا نہیں رہتا۔ اسکی قوت مردی ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے
جن مردوں کو یہ شکایت ہو یعنی پیشاب کرنے سے پہلے یا پیشاب کے بعد یا ...... سے پیشتر ہی قطرہ خارج ہو جائے یا رات کو سوتے میں
احتلام ہو جائے تو اس خطرناک مرض سے غفلت نہ کرنی چاہیئے۔ ورنہ ایک دن زندگی کا خاتمہ ہو جائیگا۔
جریان کا مرض صرف ایک ہفتہ میں ختم کیا جاسکتا ہے
اگرچہ بعض ڈاکٹر اور حکیم اس مرض کو بہت مشکل بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسکے علاج میں کافی روپیہ خرچ ہوگا۔ لیکن یہ انکی بھول ہے
اور صرف ساڑھے تین روپے خرچ ہوں گے۔ دوا "جوہر اعظم" اس مرض کے لئے اکسیر کا کام کرتی ہے۔ صرف ایک شیشی دوا "جوہر اعظم" سے بڑے بڑے پرانے مریضوں کو تندرستی ہوگئی
۱۹۳۸ء کے انعامی مقابلہ میں بھی یہ دوا سراج کی گئی اور یقین کیا گیا کہ دوا "جوہر اعظم" جریان کے مرض کا بہترین علاج ہے چنانچہ آجتک اس دوا پر محصول ڈاک معاف ہے۔ جن لوگوں کو ضرورت ہو
منیجر زنانہ دواخانہ پوسٹ بکس ۴۲ دہلی کے پتہ پر خط لکھ کر "جوہر اعظم" کی ایک شیشی بذریعہ وی۔ پی پارسل منگا لیں۔ ایک شیشی کی قیمت تین روپے آٹھ آنے ہے۔ پارسل کا محصول کسی ہندوستانی خریدار سے نہیں لیا جاتا۔
ٹیلیفون نمبر ۶۲۶۸
Shahi

ہندوستان سے سوزاک کا خاتمہ

ہندوستان میں یہ بیماری لاکھوں انسانوں کو دکھ دے رہی ہے اور وہ اس دُکھ سے مجبور ہو کر مرجانا اچھا سمجھتے ہیں۔ وہ ہر طرح کی دوائیں استعمال کرنے کے بعد بھی تندرست نہیں ہوتے اور تکلیف کی وجہ سے رویا کرتے ہیں۔

پراچین بھارت کے ویدک طریقوں نے اس بات کو اچھی طرح بتا دیا کہ ہندوستان میں سوزاک کا علاج ہے تو صرف "گوتو" ہے جس سے نیا اور پرانا سوزاک پندرہ دن میں بالکل ختم ہو جاتا ہے مگر تعجب کی بات یہ ہے کہ "گوتو" دوا کی پہلی ہی خوراک اپنا اثر دکھاتی ہے۔ درد پیپ۔ خون جلن وغیرہ پہلے ہی دن بند ہو جاتی ہے اور پندرہ دن کے اندر مریض بالکل اچھا ہو جاتا ہے۔ اگر آپ میں سے کسی کو سوزاک کی بیماری لگ گئی ہے اور علاج کرتے کرتے تھک گئے ہوں تو آخری علاج "گوتو" دوا کی ایک شیشی منگا کر استعمال کرلیں اور تندرست ہو جائیں شرطیہ علاج ہے۔

قیمت ایک شیشی تین روپے۔ محصول ڈاک گیارہ آنہ علاوہ ہے۔

اکسیری دواخانہ۔ کلاں محل، پوسٹ بکس ۱۱۸۱ (پی۔ ڈی۔) دہلی

مفت سونے کی چوڑیاں

آپ ان چوڑیوں کو مفت حاصل کر سکتے ہیں یہ اس سونے کی بنی ہوئی ہیں جس کو سنار اور صراف نے آج تک نہیں پہچانا کہ یہ اصل ہیں یا نقلی چمک دمک اور رنگ روپ میں اصلی سونے کی برابر ہیں۔ بیاہ شادی اور تحفوں میں دینے کے واسطے ان چوڑیوں کو ضرور منگا کر دیکھئے۔ ان چوڑیوں کو صرف شہرت کی غرض سے بہت ہی کم قیمت میں دیا جا رہا ہے اور دہلی شہر کے کاریگروں نے ان چوڑیوں کو بہت ہی خوبصورت بنایا ہے۔ چار تولہ وزن کی آٹھ چوڑیوں کی قیمت تین روپے ہے۔ دو سیٹ کی چھ روپے ہے محصول ڈاک فری۔ تین سیٹ منگانے والوں کو ایک سیٹ بالکل مفت دیا جاتا ہے اور محصول ڈاک بھی معاف ہوگا۔

سول ایجنٹ

گڈلک ٹریڈ ایجنسی۔ دریا گنج بازار (پی۔ ڈی۔ ۳) دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامیہ دارالاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی، اخلاقی، اصلاحی
ادبی رسالہ

پیشوا دہلی

جو قمری مہینہ کی ۱۰ تاریخ کو ۲۰ سال سے
تبلیغ و اشاعت کیلئے دہلی سے شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ

اعلیٰ ایڈیشن	دو روپے
ارزاں ایڈیشن	ایک روپیہ

ممالک غیر سے

اعلیٰ ایڈیشن	۵ شلنگ
ارزاں ایڈیشن	۳ شلنگ

مقام اشاعت
اُردو بازار جامع مسجد دہلی

DELHI.

جلد ۲۰ ‖ بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۶۳ھ مطابق جولائی ۱۹۴۴ء ‖ نمبر ۸

شذرات

(از سید عزیز حسن بقائی دہلوی)

پیشوا کی بیس سالہ سالگرہ

پیشوا ۱۹۲۴ء میں بے سرو سامانی کی حالت میں جاری ہوا۔ اب ۱۹۴۴ء ختم ہو رہا ہے۔ دسمبر میں پیشوا کی زندگی کے پورے بیس سال ختم ہوں گے۔

اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ
ذی الحجہ کا پیشوا ۲۰ سالہ نمبر
کے نام سے شائع کیا جائے۔

پیشوا کا یہ نمبر اس زمانہ میں ہوگا جب کہ جنگ کے اثرات کی وجہ سے سامانِ طباعت ناپید ہے۔ کاغذ عنقا ہے۔ لیکن اس جنگ میں دنیا کا کونسا کام بند ہے جو اس کو ملتوی کیا جائے؟

ذی الحجہ میں ابھی کافی وقت ہے۔ اس لئے میں یہ فیصلہ پیشوا کے پڑھنے والوں پر چھوڑتا ہوں کہ
سالگرہ کا پروگرام
کیا ہو۔ لیکن یہ مشورہ مجھے زیادہ سے زیادہ
۱۵ شعبان تک
مل جائے۔ ہر خریدار سے درخواست ہے کہ وہ اس کا پروگرام بناکر مجھے بھیجدیں۔ میں ان پروگرام کو حسب ذیل حضرات کی خدمت میں پیش کر دوں گا جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدیر اخبار منادی
(۲) مسیح الملک حکیم محمد جمیل خاں صاحب رئیس اعظم
(۳) خان محمد شفاعت اللہ خاں صاحب بی۔ اے
(۴) مولوی شبیر الحسن خاں صاحب

پیشوا کا ۲۰ سالہ نمبر کس موضوع پر شائع ہو۔ یہ بھی یہ کمیٹی ہی طے کرے گی۔

امید ہے کہ قارئین کرام میں سے تمام بھائی اپنے مشوروں سے مجھے جلد از جلد مستفید فرمائیں گے۔ تاکہ جلد از جلد فیصلہ کیا جا سکے کہ پیشوا کی جوبلی کس طریقہ سے منائی جائے۔

حریت کا اردو نمبر شائع ہو گیا

خدا کا شکر ہے کہ ہفت روزہ اخبار حریت کا سالنامہ موسومہ اردو نمبر شائع ہو گیا۔ ایک درجن سہ رنگی تصاویر ہیں۔ تقریباً ۷۰ بلاک مشاہیر ملک و قوم کے ہیں۔

مضامین کے اعتبار سے حریت کے اردو نمبر کا کوئی مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اردو پر بہترین نظم و نثر کے مضامین ہیں۔ ہر قوم نے اردو کی ترقی میں جو حصہ لیا ہے اس پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ادب لطیف کے سالنامہ میں جو حملہ "اہل زبان" پر کیا تھا اس کا جواب ہے۔

پیشوا سے ڈبل سائز ہے۔ ضخامت ایک سو اٹھ صفحے اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی۔ قیمت ڈھائی روپے ہے۔ پیشوا کے خریداروں کو آٹھ آنے کی رعایت دی جائے گی۔ جلدی منگا لیجئے۔ جس رفتار سے اردو نمبر طلب کیا جا رہا ہے توقع ہے کہ ایک ہی ہفتہ میں اردو نمبر ختم ہو جائے گا۔

حریت روزانہ

پیشوا کے پڑھنے والے اکثر دریافت کرتے ہیں کہ حریت روزانہ کب شائع ہوگا؟

مختصر جواب یہ ہے کہ جب مرکزی حکومت اجازت دیگی کوشش جاری ہے۔ لیکن جو حکومت سکھوں کے اخبار اجیت کو۔ لیگ کے اخبار ڈان۔ ۔ نوائے وقت کو۔ منشور کو کمیونسٹوں کے دینک کو۔ بنگالیوں کے امرتا بازار پتریکہ وغیرہ کو اور روزانہ اخبارات کو جو سفارش پہنچا سکتے ہیں اجازت دیتی ہے لیکن حریت اور پیشوا کا بے نوا ایڈیٹر چونکہ سفارش نہیں پہونچا سکتا اس لئے روزانہ حریت کی اجازت حاصل کرنے میں اب تک کامیاب نہ ہوسکا۔

جس حکومت کا دعویٰ ہے کہ وہ گورے اور کالے میں امتیاز نہیں کرتی، قانون کی نظر میں امیر و غریب سب ایک ہیں۔ اس حکومت کا یہ طریق کہ ایڈیٹر پیشوا کو حریت روزانہ کرنے کی اجازت نہ دی جائے اور دوسرے بیسوں اخبارات کو اسی قانون کے تحت اجازت مل جاتی ہے جس قانون کے تحت حریت کو نہیں ملی۔ حالانکہ ملک معظم کے اعلان میں اور ملک معظم کے احکام میں اور آرڈیننس میں کسی قسم کے امتیاز کا تذکرہ نہیں ہے۔ لیکن قانون کی اسپرٹ انصاف کے منشاء دونوں کے خلاف عمل ہو رہا ہے۔ اور یہ قانون، انصاف کو دشمن اتنا داغدار نہیں کرتا جتنا نوکر شاہی کے ذریعہ کیا جارہا ہے۔ مگر میرا تعاقب جاری ہے اور میں انصاف کی آخری عدالت کو دستک دونگا اور مجھے یقین ہے کہ میں انصاف حاصل کرنے میں کامیاب ہونگا۔

مسلم کی قیمت میں اضافہ

پیشوا کی تمام شائع شدہ کتابوں میں مسلم شریف کامل ہی ایک ایسی کتاب تھی جس کی ضخامت آٹھ سو صفحے تھی لیکن قیمت تین روپے۔ گذشتہ مہینہ اس کثرت سے اس کی مانگ ہوئی کہ اب چند جلدیں اسٹاک میں باقی رہ گئی ہیں۔

اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اب مسلم شریف کی قیمت چار روپے ہوگی اور تمام کتابوں کی گذشتہ قیمتیں منسوخ کی جاتی ہیں۔ جو قیمتیں اس پرچہ میں درج ہیں اب ان ہی پر کتابیں ارسال ہونگی۔

اسٹاک میں ہر کتاب بہت ہی کم تعداد میں باقی ہے اس لئے اگر جلدی فرمائشیں نہ آئیں تو پھر کسی قیمت پر بھی کوئی کتاب میسر نہ آسکے گی۔

کیونکہ حکومت کاغذ کا انتظام نہیں کرتی۔ اس لئے ادارہ پیشوا ہی نہیں بلکہ ہندوستان کا کوئی کتب فروش کوئی کتاب نہ چھاپ سکے گا۔ کاغذ کی یہ دقت نہ امریکہ میں ہے نہ روس میں۔ نہ انگلستان میں۔ لیکن اس غلام آباد ہند کو اور کونسی نعمت حاصل ہے جو کاغذ کی شکایت کی جائے۔ غلامی کا طوق لعنت جس دن اترا، اسی دن ان مصائب سے نجات ملیگی۔

نئی کتابیں

اب چینی جنگ خاتمہ سے پہلے قطعاً ناممکن ہیں اس لئے وہ کتابیں جو زیر تکمیل ہیں یہ ہیں۔

(۱) حسینؑ:۔ سیرت امام پاک اور حادثہ کربلا پر نظم و نثر کا بہترین مرقع۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے۔

(۲) انتخاب صحاح ستہ:۔ (دوسرا ایڈیشن مع اضافہ) صحاح ستہ کا انتخاب لاجواب۔ قیمت چار روپے

(۳) اعجاز نمائے بخشبورہ:۔ (دوسرا ایڈیشن مع اضافہ) قیمت دو روپے

(۴) شیر خدا کی بیٹی:۔ سیدہ حضرت زینب کبریٰ کے مکمل حالات زندگی۔ حادثہ کربلا اور اس کے بعد کے اہم ترین واقعات سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ضخامت چار سو صفحے قیمت ۳ر

عملیات باقی کی ضرورت

دس سال سے زائد عرصہ گزرا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے عملیات پر ایک کتاب "عملیات باقی" کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ عرصہ گزرا کہ وہ ختم ہوچکی ہے اور اس کو اب دوبارہ شائع کرنا ضروری ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ دفتر میں اس کی ایک کاپی بھی موجود نہیں ہے۔ لہٰذا جن بھائیوں کے پاس عملیات باقی موجود ہو وہ مستعار دیدیں۔ یا پھر مجھے دوگنی قیمت پر واپس کردیں۔ یا اس وعدہ پر کہ جب نئی کتاب چھپے گی اسکی دو جلدیں پیش کرونگا۔

سیرت باقی کی نظر ثانی کی جارہی۔ ملفوظات و مکتوبات کے اضافہ ساتھ ہی عملیات باقی بھی سیرت باقی میں شائع کرنے منظور ہیں۔ اس لئے عملیات باقی کی اور بھی زیادہ ضرورت۔

خریدار صاحبان نوٹ کرلیں

چونکہ رجسٹر خریداران رسالہ پیشوا بہت پرانے ہوچکے تھے اس لئے ان رجسٹروں کی تبدیلی میں نمبر خریداری بھی تبدیل ہوگئے ہیں۔ لہٰذا براہ کرم آئندہ دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت اسی نمبر کا حوالہ دیں جو آپ کی چٹوں پر لکھا ہوا ہے۔ مہربانی فرماکر ان نمبروں کو اپنی یادداشت کے لئے کسی نوٹ بک میں سابقہ نمبر کاٹ کر آج ہی درج کرلیجئے۔ اور پھر منیجر کی خط و کتابت میں

اب نئے نمبر کا حوالہ دیں کہ آئندہ اس نمبر خریداری کے خط لکھنا اور تعمیل کی توقع رکھنا بے کار ہے۔

جش!

خریدار صاحبان کی میعاد خریداری اس مہینہ ختم ہو رہی ہے انہیں

ایک آپ بھی ہیں اور آپ کا نمبر خریداری ہے

اگر آپ سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا چاہیں تو کم سے کم دو نئے خریدار فراہم کیجئے۔ اور سب کی قیمت آج ہی دفتر رسالہ پیشوا دہلی کو روانہ کر دیجئے۔ اور اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے آپ خود سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا نہ چاہیں تو از راہ کرم اسی وقت ایک پوسٹ کارڈ منیجر رسالہ پیشوا کے نام لکھ دیجئے۔ کہ سال آئندہ کے لئے خریداری منظور نہیں۔ آپکے اس کارڈ کے وصول ہوتے ہی آپ کا نام رجسٹر خریداری سے بصد افسوس خارج کر دیا جائے گا۔ اور اگر آپ نے منی آرڈر نہ بھیجا۔ یا عدم خریداری کا خط نہ لکھا تو حسب دستور آپ کو کوئی وی۔ پی نہیں بھیجا جائے گا۔ کیونکہ وی۔ پی بھیجنے کا قاعدہ اب بند کر دیا گیا ہے۔ وی۔ پی آنے کا انتظار نہ کیجئے۔ آج ہی منی آرڈر کے ذریعہ قیمت ارسال فرما دیجئے۔

ایک نئے قرآن کی تخلیق

یاد ش بخیر نواب زادہ لیاقت علی صاحب مع اپنی لنگڑی مجلس عمل کے سرحد کی لیگی وزارت کو ڈوبنے سے بچانے کے لئے پشاور پہنچے اور وہاں بہت ہی دلچسپ تقریر فرمائی جس کا ماحصل یہ ہے۔

(۱) پاکستان پر میرا اتنا ہی ایمان ہے جتنا قرآن حکیم پر۔

(۲) ہندوستانی مسلمانوں کا یہی وہ نصب العین (پاکستان) ہے جو قرآن کی بنیاد پر بنا ہے۔

(۳) پاکستان ایک آزاد اور اسلامی حکومت ہوگی۔ جیا قرآن (پاک) کی حکومت ہوگی۔ (خلافت بمبئی ۱۸ جون)

ان نئے لیگی عقائد کا جواب ملاحظہ ہو۔

ہمیں بڑی خوشی ہوتی ہے جس وقت ہم مسلم لیگیوں کی زبان سے قرآن حکیم کا ذکر سنتے ہیں۔ کیوں کہ جس طرح ہم آریہ سماجیوں عیسائیوں کی زبان سے کلام اللہ کی آیات سنکر خوش ہوسکتے ہیں، اسی طرح ہمیں لیگیوں کی زبان پر کلام الٰہی کا ذکر آتے ہی خوشی ہوتی ہے۔ مگر یہ خوشی عارضی ہوتی ہے۔ کیونکہ ان سب کی زبان پر بھی قرآن حکیم کا نام۔ عمل کے دونوں میں سے ایک کا بھی تعلق نہیں۔

ہمیں شیعوں کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ کلام اللہ کے ۴۰ پارے مانتے ہیں۔ تیس پاروں کا قرآن شریف ہم نے پڑھا ہے۔ اور بار بار پڑھا ہے۔ لیکن ہمیں نواب زادہ صاحب کا عقیدہ نظر نہیں آتا۔ ممکن ہے کہ شیعوں کے روایتی اکتیسویں پارہ میں یہ عقیدہ نکل آئے۔ لیکن قرآن حکیم کا یہ دعویٰ غلط ثابت ہوگا کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ۔

خدا کے پیارے نبیؐ نے ہمیں قرآن حکیم پر ایمان لانے کا حکم دیا۔ لیکن نواب زادہ صاحب سرحد جیسے غیور اسلامی صوبہ میں ایک نئے قرآن کی تخلیق کا اعلان کرتے ہیں۔ بھرے جلسے میں اپنے اس گمراہ کن عقیدے کو بیان کرتے ہیں۔ لیکن سرحد کے مسلمان اس کو سننا نہ معلوم کس دل سے گوارا کر لیتے ہیں۔ کہ قرآن ثانی (پاکستان) پر نواب زادہ صاحب کا ایمان ہے۔

(۲) نواب زادہ صاحب کا یہ بیان قطعاً غیر اسلامی اور اسلامی تعلیم سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ جس کے لئے ان کو چیلنج دیا جاتا ہے کہ وہ کلام اللہ اور احادیث رسول اللہؐ سے یہ ثابت کر دیں کہ پاکستان کو قرآن سے کوئی نسبت ہے۔ کیا نواب زادہ صاحب میں جرأت ہے کہ وہ مجھے اس چیلنج کی منظوری کی اطلاع دیدیں اور مجھ سے بحث کر لیں؟

(۳) قرآن حکیم کی حکومت مدینہ کے امّی تاجدارؐ نے قائم کی۔ جو حضورؐ کی پیشین گوئی کے مطابق حضرت امام حسنؓ کی چھ مہینہ کی خلافت کے بعد ختم ہو گئی۔ دنیا میں ہمیشہ اس حکومت الٰہیہ کے نام پر فراڈ کیا گیا۔ لیکن وہ اگر کبھی قائم ہوگی تو حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کے وقت۔ ظاہر ہے امام مہدیؑ کا ظہور نہیں ہوا۔ البتہ اگر نواب زادہ صاحب امام مہدیؑ ہونے کا دعویٰ کریں تو اس وقت غور کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر پاکستان میں حکومت الٰہیہ قائم ہو تو اس میں سب سے پہلے نواب زادہ کا اور ان کے پیر و مرشد اور ان کے حواری پیش ہوں گے جن کو دُرّوں اور سنگساری کی سزا دی جائے گی جس کے خوف سے قرآن کی جھوٹی رَٹ لگانے کے باوجود رات کو نیند نہیں آئے گی۔ ملاحظہ یورپ کے مدارس میں تربیت پانے والے۔ انگریزی میں سوچنے والے دماغ اگر ایک منٹ کے لئے بھی اسلامی ذہنیت اپنے دماغ پر مسلط کریں۔ میکالے اور شیکسپیئر کا مطالعہ کرنے والے اگر کبھی بھولکر بھی غیر مسلموں کی طرح کلام اللہ کو پڑھ لیں تو ایسی ملحدانہ تقریریں نہ کریں۔ جو اگر اسلامی حکومت میں کی جاتی تو اب تک نواب زادہ صاحب کو عبرتناک سزا قانونی دی جا چکی ہوتی۔ دوستو! یہ انگریزی عہد ہے۔ آزادی ہے۔ وہسکی کے گلاس چڑھا کر جتنا چاہو قرآن کی

احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک مسلسل اور لاجواب کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلندشہری)

(بسلسلہ گذشتہ)

امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ پہلی مرتبہ کی چوری میں چور کا داہنا ہاتھ کاٹا جائے۔ دوبارہ چوری کرے تو بایاں پاؤں کاٹا جائے۔ تیسری مرتبہ چوری کرے تو اُس وقت تک قید میں رکھا جائے۔ جب تک وہ چوری سے توبہ نہ کرے۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ تیسری مرتبہ کی چوری میں بایاں ہاتھ اور چوتھی مرتبہ کی چوری میں داہنا پاؤں کاٹا جائے۔

یہ بات بھی اس موقع پر یاد رکھنی چاہئے کہ چور کو قطع ید کی جو سزا دی جاتی ہے وہ مال مسروقہ کا بدلہ نہیں بلکہ چوری کے فعل کی سزا ہے۔

(۱۱۳)

قصاص کا بیان

وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس و العین بالعین و الانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص۔ فمن تصدق بہ فھو کفارۃ لہ۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظلمون۝	کتاب توراۃ میں ہم نے یہود کو تحریری حکم دیا تھا کہ جان کے بدلہ جان۔ آنکھ کے بدلے آنکھ ناک کے بدلے ناک۔ کان کے بدلے کان۔ دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے بدلے ویسے ہی زخم ہونا چاہئے۔ ہاں کسی نے بخش دیا تو یہ اُس کے گناہوں کا کفارہ ہوگیا اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کے مطابق جو حکم نہ دے وہ بے انصاف ہے

تفسیر یہ آیت قصاص کی جامع آیت ہے جس میں قتل اور قتل سے کم کے جرائم کی سزاؤں کا بیان کیا گیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ حکم توراۃ میں موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا جس کی حکایت خداوند تعالیٰ نے کی ہے۔ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں کسی سابق شریعت کے احکام بیان کئے جائیں تو اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ شریعت سابقہ کا واقعہ بیان کیا جائے یعنی یہ بتایا جائے کہ تم سے پہلی شریعت میں یہ حکم تھا اور پھر اُس کا انکار نہ کیا جائے۔ یعنی مسلمانوں کو اُس کے ترک کا حکم نہ دیا جائے تو وہ حکم ہم پر لازم ہوجاتا ہے یعنی وہ حکم ہمارے دین میں داخل ہوجاتا ہے دوسری صورت یہ ہے کہ کسی پچھلی شریعت کا کوئی واقعہ یا حکم بیان کرکے اُس سے مخالفت کر دی جائے۔ اس سے اسلامی شریعت کو کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ ایک کلیہ قاعدہ ہے اور اسی قاعدہ کے مطابق مذکورہ بالا موسوی شریعت کے احکام ہماری شریعت میں بھی داخل ہیں۔

جان کے بدلے جان لینا تو آیت کے اس جملہ سے ثابت ہے کہ ان النفس بالنفس اور اس کے نزول کا سبب یہ ہوا کہ مدینہ کے یہود بنو نضیر و بنو قریظہ میں یہ دستور تھا کہ جب اُن میں سے کوئی آدمی قتل ہوجاتا تو ایک آدمی کے بدلے دو آدمیوں کو قتل کرتے تھے اس پر خداوند تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ ایک آدمی کے بدلے ایک ہی آدمی کو قتل کرو اور اس سے پہلے یہود میں یہ دستور تھا کہ معمولی آدمی کے بدلے بڑے آدمی کو اور غلام کے بدلے آزاد کو قتل کرتے تھے۔ اس کے خلاف خداوند تعالیٰ نے یہ حکم دیا تھا کہ آزاد کے بدلے آزاد و غلام

کے بدلے میں غلام۔ مرد کے بدلے میں مرد اور عورت کے بدلے میں عورت کو قتل کرو۔ جیسا کہ سورۂ بقرہ میں بیان کیا جا چکا ہے۔ پھر خدا وند تعالیٰ نے اس حکم کو بدل دیا اور یہ حکم دیا کہ جان کے بدلے جان لو خواہ وہ آزاد ہو یا غلام، عورت ہو یا مرد۔

قتل سے کم درجہ کے جرائم کی سزا والعین بالعین الخ میں بیان کی گئی ہے۔ یعنی جس عضو کو نقصان پہنچایا جائے بدلے میں اسی عضو کو اتنا ہی نقصان پہنچا دیا جا سکے۔ مثلاً کسی شخص نے کسی کی آنکھ پر کوئی چیز ماری، جس سے آنکھ کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ البتہ بینائی جاتی رہی۔ اس صورت میں قصاص میں مجرم کی آنکھ کو محفوظ رکھا جائے گا۔ صرف اُس کی بینائی کو زائل کر دیا جائے گا۔ یعنی ایسی خاص تدبیر سے اُس کی بینائی کو ضائع کیا جائے کہ جس سے اُس کی آنکھ کو کوئی ضرر نہ پہنچے۔ اسی طرح اگر کسی نے ناک کا بالائی حصہ کاٹ دیا ہے تو مجرم کا بھی صرف اتنا ہی حصہ کاٹ ڈالا جائے۔ ان تمام صورتوں میں ایک کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ اگر انتقام میں مماثلت ناممکن ہو یعنی کوئی عضو اس طرح کاٹا گیا ہو کہ بعینہٖ مجرم کا عضو نہ کاٹا جا سکے یا زیادہ ضرر و نقصان کا احتمال ہو تو پھر سزا نہ دی جائے گی۔ اور یہ تمام صورتیں قصاص کی اُس وقت ہوں گی جب کہ مقتول و مجروح کے ولی قصاص ہی پر آمادہ ہوں اگر وہ مالی معاوضہ پر آمادہ ہو جائیں یا مجرم کے جرم کو معاف کر دیں تو پھر قصاص نہ لیا جائے گا۔

(۱۱۳)

عملِ قلیل نماز کو فاسد نہیں کرتا

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و یؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ ومن یتول اللہ ورسولہ والذین آمنوا فان حزب اللہ ھم الغلبون ۝	مسلمانو! تمہارا دوست بس اللہ ہے اور اس کا رسول ہے۔ اور وہ مومنین ہیں جو نماز پر قائم ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور رکوع کرتے ہیں۔ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کا دوست ہو کر رہے گا وہ اللہ کا لشکر ہے اور غلبہ بیشک اللہ کے لشکر کو ہے۔

تفسیر۔ جب آیت لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء نازل ہوئی تو مسلمانوں نے کفار (یعنی یہود و نصاریٰ) سے تعلقات منقطع کر لئے۔ یہود بنو قریظہ اور بنو نضیر نے جب یہ دیکھا کہ مسلمانوں نے اُن سے تعلقات ترک کر دئے ہیں تو اُنھوں نے بھی حلف اُٹھا کر اس کا عہد کر لیا کہ وہ نہ تو کسی مسلمان سے بات کریں گے اور نہ اُن کے پاس بیٹھیں گے یہ صورت پیش آ جانے پر عبد اللہ بن سلامؓ اور دوسرے صحابہ نے ایک روز حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہؐ! ہمارے قرابت داروں نے ہم سے تعلقات کو منقطع کر لیا ہے اور حالت یہ ہے کہ ہمارے مکانات اُن سے ملے ہوئے ہیں اور اس سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے یا یک انقطاع تعلق نے ہم کو مشکلات میں ڈال دیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا جس میں بتایا گیا ہے کہ مومنو تمہارا دوست تو صرف اللہ اور رسول ہیں۔ کفار نے اگر تم سے تعلقات کو منقطع کر لیا ہے تو اس کی تم پروا نہ کرو۔ خدا تمہارا حافظ و ناصر ہے اور خدا، رسول اور مومن ہی تمہارے لئے کافی ہیں۔

اوپر کے جملہ میں بتایا گیا تھا کہ اے مسلمانو! تمہارے لئے خدا۔ خدا کا رسول اور مومن کافی ہیں۔ اس کے بعد مومنین کی صفات بتائی جاتی ہیں کہ وہ مومن جو تمہاری دوستی کے لئے کافی ہیں۔ ایسے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا کے حضور میں جھکتے ہیں۔ یعنی صرف ایسے ہی لوگ تمہارے لئے کافی ہیں۔ غیر مومنوں سے تعلق رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

آیت کے جملہ وھم راکعون کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرض نماز کو ادا کرتے ہیں۔ فرض زکوٰۃ کو دیتے ہیں اور اس کے علاوہ نفل نماز اور صدقات بھی ادا کرتے رہتے ہیں۔

اگر وھم راکعون کا مطلب یہ لیا جائے کہ وہ زکوٰۃ کو اس حالت میں ادا کرتے ہیں جب کہ وہ نماز کے رکوع میں ہوتے ہیں، تو آیت کا یہ جملہ حضرت علیؓ کی شان میں ہوگا منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ نماز پڑھ رہے تھے اور رکوع کی حالت میں تھے کہ ایک سائل آیا اور سوال کیا۔ حضرت علیؓ نے رکوع ہی کی حالت میں اپنی انگلی سے انگشتری اُتاری اور پیچھے ڈال دی۔ یعنی سائل کے حوالہ کر دی۔ اس روایت کی

بنا پر فقہاء نے یہ کہا ہے کہ نماز میں عمل قلیل نماز کو باطل و فاسد نہیں کرتا۔ پھر اس سے نماز کی حالت میں صدقہ کے دینے کا جواز بھی نکلتا ہے۔

امام ابوحنیفہ اس روایت کی بنا پر کہتے ہیں کہ عمل قلیل مفسد نماز نہیں۔ قاضی بیضاوی کہتے ہیں کہ عمل خواہ قلیل ہو یا کثیر مفسد نماز نہیں اور امام شافعی عمل کثیر کو بھی مفسد نماز نہیں کہتے۔

آیت کے اس جملہ یعنی وَهُمْ رَاكِعُونَ اور حضرت علیؓ کے متعلق مذکورہ بالا روایت سے شیعہ حضرات نے حضرت علیؓ کی امامت پر استدلال کیا ہے اور بتایا ہے کہ آیت کے جملہ وَلِيُّكُمُ میں ولی سے مراد متولی امور ہے۔ یعنی وہ شخص جو امور دین و دنیا میں تصرف کا حق رکھتا ہو اس استدلال پر علماء نے یہ جرح کی ہے کہ وَلِيُّكُمُ جمع کا لفظ ہے۔ اس کو واحد پر محمول کرنا قرین حقیقت نہیں۔

آیت کے جملہ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ الخ کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی جماعت ہی غالب رہنے والی ہے۔ اس لئے جو شخص اس جماعت کو اپنا دوست بنائے گا وہ بھی غالب رہے گا۔

(لم ۱۱)

اذان کی مشروعیت کا بیان

اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ۝	جب (اے مسلمانو) تم نماز کیلئے لوگوں کو بلاتے ہو تو یہ لوگ اسے کھیل اور ہنسی بناتے ہیں، یہ اس لئے ایسا کرتے ہیں کہ یہ گروہ بے عقل ہیں۔

تفسیر کافر جب نماز کی اذان کرتے تو اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب مؤذن اشهد ان محمد رسول اللّٰه کہتا تو مدینہ کا ایک نصرانی جواب میں یہ الفاظ پکارتا احرق اللّٰه الکاذب۔ خداوند تعالیٰ جھوٹے کو جلا ڈالے۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ اس نصرانی کا خادم رات کے وقت جب کہ گھر کے لوگ سو رہے تھے گھر میں آگ لایا۔ آگ کا ایک شرارہ گھر کے سامان میں جا پڑا جس سے گھر میں آگ لگ گئی سارا سامان اور گھر کے تمام آدمی جل کر خاک ہو گئے۔ اور خدا نے کاذب کو جلا ڈالا۔

آیت کے جملہ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ کا مطلب یہ ہے کہ اذان کو ہنسی کھیل بنانے والے لوگ چونکہ غور و فکر کی قوت نہیں رکھتے۔ اس لئے ایسا کہتے ہیں۔ یا یہ کہ وہ لوگ اذان کو سنکر اس کا شرعی جواب دینے کے اجر سے ناواقف ہیں یا وہ نہیں جانتے کہ نماز و دعا سے اللّٰہ خوش ہوتا ہے اور بخشدیتا ہے اور یہ کہ نماز بُری باتوں سے روکنے والی ہے۔

اس آیت سے اذان کا شروع ہونا اور اذان کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے لئے اذان کا دینا نص سے ثابت ہے۔ حدیث سے نہیں رہا۔ حدیث سے خواب میں اذان کے کلمات کا معلوم ہونا یہ ممکن ہے کہ آیت کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہو۔

پانچوں وقت کی نماز کے لئے اذان دینا سنت مؤکدہ ہے۔ نیز جمعہ کی نماز کے لئے بھی اور پاکی کی حالت میں اذان دینا مستحب ہے اور قبلہ کی طرف منہ کرنا اور کھڑے ہو کر اذان دینا بھی مستحب ہے۔ وقت سے پہلے اذان دینا جائز

نہیں ہے۔ اگر قبل از وقت اذان دیدی گئی ہو تو دوبارہ اذان کہنا ضروری ہے۔

(۱۱۵)

کفارۂ یمین کا بیان

لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان۔ فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین من اوسط ما تطعمون اھلیکم او کسوتھم او تحریر رقبۃ فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام۔ ذلک کفارۃ ایمانکم اذا حلفتم واحفظوا ایمانکم۔ کذلک یبین اللہ لکم ایاتہ لعلکم تشکرون ۝

تمہاری لغو قسموں پر تم سے اللہ مواخذہ نہیں کرے گا لیکن پکی قسموں کا وہ تم سے مواخذہ کریگا اس پکی قسم کا کفارہ ہے دس مسکینوں کو اوسط قسم کا کھانا کھلانا جیسا کہ تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا کپڑے پہنانا۔ یا ایک بردہ آزاد کرنا۔ جسے یہ میسر نہ آسکے اسے تین دن روزہ رکھنا چاہئے یہی تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھا بیٹھو اور اُسے پورا نہ کرسکو۔ تم لوگ اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام تم سے بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر گزار ہو۔

تفسیر قسم کی تین قسمیں ہیں۔ لغو۔ غموس اور منعقدہ۔ ان کی تعریفیں اور احکام تفصیل سے سورۂ بقرہ میں بیان کئے جاچکے ہیں۔ ضروری باتیں اس موقع پر لکھی جاتی ہیں۔

سورۂ بقرہ میں یہ الفاظ تھے ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم یعنی تم سے اُن قسموں پر مواخذہ ہوگا جن کا تم نے دل سے ارادہ کیا ہو اور اس آیت میں یہ الفاظ ہیں کہ ولکن یؤاخذکم بما عقدتم الایمان یعنی اُن قسموں پر مواخذہ ہوگا جو پکی قسمیں ہیں پھر سورۂ بقرہ میں صرف مواخذہ ہی کا ذکر تھا اور اس آیت میں کفارہ کا ذکر بھی ہے۔ دونوں آیتوں کی تطبیق یوں کی گئی ہے کہ سورۂ بقرہ میں آیت مطلق تھی اور یہ آیت مقید ہے اور مطلق کو مقید پر محمول کیا جاسکتا ہے۔

آئمہ احناف کے نزدیک بما عقدتم الایمان سے مراد وہ قسم ہے جس کے پورے کرنے کا ارادہ دل میں ہو اور عزم صادق رکھتا ہو۔

مختصر یہ کہ تینوں قسموں میں سے دو پر یعنی لغو اور غموس پر تو آئمہ احناف کے نزدیک مواخذہ نہ ہو۔ اس لئے کہ لغو و بیہودہ قسم تو قسم ہی نہیں ہوتی بلکہ کلام ہوتا ہے یا کلام کی رو میں ایسے الفاظ زبان سے نکل جاتے ہیں جن کا دل اور ارادہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور غموس گذشتہ واقعہ پر محض خیال کی بنا پر قسم کھائی جاتی ہے۔ قسم کھانے والا اپنے گمان میں اُس کو سچ خیال کرتا ہے۔ لیکن وہ حقیقت میں جھوٹ ہوتا ہے۔ صرف ایک قسم یعنی پکی قسم باقی رہی جس پر مواخذہ ہو۔

پکی قسم کا مواخذہ ہوگا جب کہ اُس کا کفارہ ادا نہ کیا جائے۔ آیت کے دوسرے جملہ میں کفارہ کی چند صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ یعنی دس مسکینوں کو اپنی حیثیت کے موافق کھانا کھلانا یا ایسے کپڑے جیسے کہ خود پہنتا ہے۔ دس مسکینوں کو پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا یہ تینوں صورتیں اُن لوگوں کے لئے ہیں جو خوشحال ہوں یا اتنی استطاعت رکھتے ہوں اور جو لوگ اتنی استطاعت نہ رکھتے ہوں اُن کی پکی قسم کا کفارہ تین روزے رکھ لینا ہے۔

فقہا نے لکھا ہے کہ دس مساکین کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا اس صورت ہی میں مقید نہیں ہے کہ سب کو ایک دم کھلایا پہنایا جائے۔ بلکہ جائز ہے کہ ایک شخص کو دس دن تک کھلایا جائے۔ یا دس دن تک کپڑا دیا جائے۔ غرض یہ کہ ادائیگی موقت و متعین نہیں ہے۔

روزے رکھنا بھی موقت نہیں ہے جس وقت جی چاہے لیکن زیادہ تاخیر اس لئے مناسب نہیں ہے کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

کفارہ صرف اس صورت میں واجب ہوگا جبکہ قسم کو پورا نہ کرے یعنی جو قسم کھائی تھی اُس کے خلاف کرنے پر مجبور ہو جائے۔

(۱۱۶)

شراب اور جوئے کی حرمت کا بیان

یا ایھا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون ۰	مومنو! شراب ۔ جوا ۔ بت ۔ پانسے نجس شیطانی کام ہیں ان سے بچو، کہ تم فلاح پاؤ ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تم میں عداوت اور بغض پیدا کرے ۔ اللہ کی یاد اور نماز سے تم کو روکے پھر اب تو تم باز آؤگے۔

تفسیر شراب کے معاملہ میں قرآن مجید میں چار آیات پائی جاتی ہیں ۔ جن میں خداوند تعالیٰ نے تدریجی احکام نافذ فرمائے ہیں ۔ چنانچہ سب سے پہلے آیت ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منہ سکرا ورزقا حسنا نازل ہوئی ۔ جس میں شراب کی مطلق حلت کا حکم تھا۔ پھر آیت قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس نازل ہوئی ۔ جس سے شراب کے استعمال کا گناہ ہونا معلوم ہوا اس کے بعد آیت یا ایھا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ نازل ہوئی ۔ جس میں یہ حکم دیا گیا کہ صرف نماز پڑھنے کے وقت شراب استعمال نہ کرو اور پھر مذکورہ بالا آیات نازل ہوئیں جن میں شراب کو قطعی حرام قرار دیا گیا۔

آیات مذکورہ بالا سے شراب اور جوئے کا قطعی حرام ہونا ظاہر ہوتا ہے اور اس معاملہ میں فقہاء کے درمیان بہت سے اختلافات ہیں ۔ تمام جزئیات کا احاطہ اس موقع پر مشکل ہے ۔ چند ضروری مسائل یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ شراب کی حرمت قطعی ہے اور دوسری نشہ آور چیزوں کی حرمت ظنی اور بعض علماء کا خیال ہے کہ شراب میں تمام مسکرات شامل ہیں اور شراب کی طرح وہ بھی حرام ہیں۔

(۲) آئمہ احناف کہتے ہیں کہ شراب کی حرمت ذاتی ہے سکر سے وابستہ نہیں ہے اور نہ سکر حرمت کی علت ہے دوسرے بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ نشہ اور شراب ہے ۔ اس لئے کہ وہ موجب فساد اور ذکر الٰہی و نماز سے باز رکھتی ہے اور غیر مسکر شراب حرام نہیں ۔ لیکن یہ دلیل درست نہیں ہے ۔ اس لئے کہ خداوند تعالیٰ نے شراب کو رجس (نجس) اور شیطانی عمل بتایا ہے اور شئی رجس ذاتی طور پر حرام ہے ۔ اجماع امت اسی پر ہے:

(۳) شراب کی نجاست احناف کے نزدیک نجاست غلیظہ ہے جیسا کہ پیشاب کی نجاست ہے ۔ اور اُس کا حلال و پاک سمجھنے والا کافر ہے۔

(۴) شراب کو مال نہیں ہے اگر کوئی مسلمان اُس کو تلف کر دے یا کسی سے زبردستی چھین کر ضائع کر دے تو اُس پر اُس کا تاوان لازم نہ ہوگا۔

(۵) شراب کی بیع حرام ہے ۔ اس لئے کہ خداوند تعالےٰ نے اُس کو نجس قرار دیا ہے اور ذلیل بتایا ہے اور چیز کی بیع اُس کی قدر و عزت کو ظاہر کرتی ہے۔

(۶) شراب سے کسی قسم کا نفع اُٹھانا حرام ہے ۔ اس لئے کہ نجس و حرام سے انتفاع ناجائز و ممنوع ہے اور پھر خداوند تعالیٰ نے اُس سے اجتناب (دور رہنے) کا حکم دیا ہے اور انتفاع میں اجتناب نہیں اقتراب (قربت) ثابت ہوتا ہے۔

(۷) شراب پینے والے کو ہر حال میں شرعی سزا دی جائیگی خواہ اُس کو نشہ ہو یا نہ ہو ۔ البتہ اگر شراب کا سرکہ بنا لیا جائے تو اُس کا استعمال جائز ہو جائے گا۔

شراب کی طرح جوا بھی حرام ہے ۔ فقہاء کہتے ہیں کہ جو کھیل بازی لگا کر کھیلے جائیں مثلاً شطرنج اور نرد وغیرہ ۔ وہ بھی قمار کے سبب حرام ہیں ۔ صاحب کشاف کا بیان یہ ہے کہ نرد شطرنج کعاب وغیرہ تمام کھیل قمار میں داخل ہیں ۔ خواہ بازی لگائی جائے یا نہ لگائی جائے نرد تو باتفاق علماء حرام ہے اور شطرنج فقہاء حنفیہ کے نزدیک حرام ہے ۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک مباح ۔ بشرطیکہ کھیل کا شغل نماز سے باز نہ رکھے اور سلام کا جواب دیا جائے اور بازی نہ لگائی جائے۔ (باقی)

ادب نبوی صلعم

(حضور سرورِ کائنات کی سیاسی، اخلاقی، معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

(بسلسلہ ماہ گذشتہ)

(۷۵)

مسلمانوں کے باہم قتال کرنے اور اسکی سزا کا بیان

عن ابی بکرۃ نفیع بن الحارث الثقفی قال سمعت رسول اللہ یقول اذا التقی المسلمان بسیفھما فالقاتل والمقتول فی النار قلت یا رسول اللہ ھذا القاتل فما بال المقتول قال انہ کان حریصا علی قتل صاحبہ۔ رواہ الشیخان وابوداؤد ونسائی	ابی بکرہ نفیع بن حارث ثقفیؓ کہتے ہیں میں نے حضورؐ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب دو مسلمان آپس میں اپنی تلواروں سے لڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے۔ میں نے یہ سنکر عرض کیا "یا رسول اللہؐ! قاتل کا دوزخی ہونا تو ٹھیک ہے۔ مقتول کا کیا حال ہے"۔ حضورؐ نے فرمایا "مقتول اس لئے دوزخی ہے کہ وہ اپنے مقابل کو قتل کرنے کی حرص رکھتا تھا۔"

تشریح الفاظ البال وہ حالت جس کا اہتمام کیا جائے یا جس کو اہم خیال کیا جائے۔ خاطر اور قلب کو بھی بال کہتے ہیں۔ حرص خواہش اور قصد و ارادہ کی زیادتی۔

تشریح معانی ظلماً یا ناحق قتل ایک بڑا گناہ ہے اور جرم عظیم جس پر خداوند تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد میں عذاب شدید کا وعدہ کیا ہے۔

ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالدا فیھا۔ وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا عظیما ۝	اور جو کوئی مومن کو قصداً مار ڈالے تو اُس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ کا اُس پر غضب ہوگا اور اللہ کی لعنت ہوگی۔

مومن کی یہ شان نہیں ہے کہ اُس کے قلب میں ایمان کی دولت ہو اور وہ اپنے مومن بھائی کا خون بہانے کے لئے اور اُس کی زندگی کا خاتمہ کرنے کے لئے اپنا ہاتھ اُس کی طرف بڑھائے۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

وما کان لمومن ان یقتل مومنا الا خطاءً	مومن کو مومن کا مار ڈالنا سزاوار نہیں ہے۔ مگر غلطی ہو جائے تو خیر

اس حدیث میں حضورؐ نے یہ بتایا ہے کہ جب دو مسلمان اپنی تلواروں۔ اپنے خنجروں۔ اپنی چھریوں۔ یا اور آلاتِ قتل سے ایک دوسرے سے مقابلہ یا مقاتلہ کریں اور ان میں سے ہر ایک اپنے ہتھیار سے دوسرے کی زندگی کا خاتمہ کر دینا چاہے تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جائینگے۔

حدیث کے راوی ابو بکرہؓ نے حضورؐ کا یہ ارشاد سن کر پوچھا "یا رسول اللہ۔ قاتل جس نے اپنے مقابل کی جان لی ہے بلاشبہ دوزخ کے عذاب کا مستحق ہے۔ جیسا کہ خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے لیکن مقتول جس کا خون قاتل نے بہایا ہے۔ وہ قاتل کے ساتھ دوزخ میں کیوں جائے گا؟" حضورؐ نے اس کے جواب میں فرمایا "مقتول دوزخ میں اس لئے جائے گا کہ وہ بھی اپنے مقابل کو قتل کرنے کی خواہش رکھتا تھا اور قتل پر حریص و آمادہ تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اُس کو قتل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اگر قاتل کا ہتھیار اُس کی زندگی کو جلد ختم نہ کر دیتا اور وہ خون میں نہا کر زمین پر نہ گر پڑتا تو ممکن اور بہت ممکن تھا کہ وہ اپنے مقابل کو خاک و خون میں آلودہ کر دیتا اور اُس کو قتل کر ڈالتا۔ گویا یوں کہنا چاہئے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کو قتل کرنا چاہتے تھے اور دونوں ارتکابِ قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس لئے دونوں کا جرم مساوی ہے اور دونوں عذابِ دوزخ کے مستحق ہیں۔

اے مسلمان! اگر کوئی شخص ظلم و عدوان اور حسد بغاوۃ

سے تجھ پر تلوار اٹھائے اور تو اپنی تلوار سے اس کا مقابلہ کرے تو تجھ پر نہ تو کوئی گناہ عائد ہوگا اور نہ تیرا فعل قابل ملامت ہوگا اور نہ تجھ کو دوزخ کا عذاب دیا جائے گا۔ بلکہ بعض صورتوں میں تجھ کو اس کا اجر دیا جائے گا۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ تو اپنی تلوار سے سفاک مجرموں کا خاتمہ کردے اور لوگوں کو اُن کے شر سے نجات دے دے۔

اگر مسلمانوں کی دو جماعتوں میں نزاع پیدا ہو اور یہ نزاع جنگ کی صورت اختیار کرلے اور عام مسلمان دشمنی کو ختم کرنے اور خون ریزی رکنے کے لئے امن کی کوشش کریں اور دونوں فریق یا ایک فریق مصالحت کی کوشش پسند نہ کرے یا مصالحت سے انکار کر دے تو عام مسلمانوں پر یہ امر واجب ہو جائے گا کہ وہ اُس فریق کا ساتھ دیں جو حق پر ہو اور اُس کے ساتھ ہو کر باغیوں سے مقابلہ کریں اور اپنی تلواروں کو باغیوں کے خلاف استعمال کریں۔ یہاں تک کہ باغیوں کا خاتمہ ہو جائے یا اُن کی طاقت ختم ہو جائے یا وہ امر حق کو قبول کرلیں جیسا کہ خداوند تعالیٰ کا حکم ہے۔

فان طائفتان من المومنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما۔ فان بغت احدٰهما على الاخرى فقاتلوا التي تبغي حتى تفئ الى امر الله فان فاءت فاصلحوا بينهما بالعدل واقسطوا ان الله يحب المقسطين	اگر تم مومنوں کے دو گروہ آپس میں جھگڑیں تو اُن میں صلح کرا دو اور اگر اُن میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ اللہ کے حکم کی طرف وہ رجوع کرے اور جب وہ رجوع کرے تو عدل کے ساتھ دونوں میں مصالحت کرا دو اور انصاف کرو بیشک اللہ منصفوں کو دوست رکھتا ہے۔

اے مسلمان! اگر کوئی ظالم و باغی تجھ کو نقصان پہنچانا چاہے یا تیرے مال اور تیری عزت کے درپے ہو تو تو اپنی تلوار سے مدافعت کر۔ اس صورت میں تو عذاب دوزخ کا مستحق نہ ہو گا مگر شرط یہ ہے کہ تلوار کو اُس وقت حرکت میں لایا جائے جب مدافعت کے دوسرے طریقوں سے کام نہ چلے۔ یا تو تلوار سے کام لینے پر مجبور ہو جائے اور دوسری شرط یہ ہے کہ تلوار سے کام لیتے وقت تیری نیت صرف مدافعت ہو۔ قتل کا ارادہ نہ ہو۔ اگر تیری مدافعت کی کوشش ظالم و باغی کا خاتمہ کر دے تو گویا تو نے ایک بڑے شر کا خاتمہ کر دیا۔ اور اگر تو مدافعت کی کوشش میں مارا گیا تو خدا کی راہ میں مارا گیا اور تجھ کو شہادت کا مرتبہ حاصل ہوا جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

عن ابی هريرةؓ قال جاء رجل الى النبیؐ فقال يا رسول اللهؐ ارأيت ان جاء رجل يريد اخذ مالی؟ قال فلا تعطه قال فان قاتلنی قال قاتله قال فان قتلنی قال فانت شهيد قال ارأيت ان قتلته قال هو فی النار (مسلم)	ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہؐ! اگر کوئی شخص میرا مال چھیننے کے لئے میرے پاس آئے تو آپ کے خیال میں مجھ کو کیا کرنا چاہئے؟ حضورؐ نے فرمایا "تو اُس کو اپنا مال نہ دے"۔ اُس نے کہا: "اگر وہ مجھ سے لڑے؟" حضورؐ نے فرمایا۔ "تو بھی اُس سے لڑ"۔ اُس نے کہا "اگر وہ مجھ کو مار ڈالے" حضورؐ نے فرمایا "تو شہید ہے"۔ اُس نے کہا "اگر میں اُس کو مار ڈالوں تو آپ کا کیا خیال ہے؟" حضورؐ نے فرمایا "وہ دوزخ میں جائے گا"۔

ایک اور حدیث اس سلسلہ میں یہ ہے

عن عبد اللہ بن عمرؓ قال قال النبیؐ من قتل دون دینہ فھو شھید ومن قتل دون دمہ فھو شھید۔ ومن قتل دون مالہ فھو شھید ومن قتل دون اھلہ فھو شھید (ابو داؤد و ترمذی)

عبد اللہ بن عمروؓ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے دین کی حفاظت میں قتل کیا جائے وہ شہید ہے اور جو اپنی جان کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے اور جو اپنے مال کی حفاظت میں قتل کیا جائے وہ شہید ہے اور جو شخص اپنے اہل کی حفاظت میں مارا جائے وہ شہید ہے۔

حدیث مذکورۂ عنوان کے ظاہری الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ دوزخ کے عذاب میں قاتل و مقتول دونوں برابر کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ دونوں نے اپنے مقابل کو قتل کرنے کی پوری جد وجہد کی تھی۔ فرق صرف اس قدر رہا کہ ایک نے سرعت سے کام لیا اور مقابل کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ دونوں کے درجات میں فرق ہوگا۔ قاتل کو قتال اور قتل دونوں کا عذاب دیا جائے گا، اور مقتول کو صرف قتال کا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قاتل کا عذاب طویل و شدید ہوگا۔

قاتل قتل کے بعد اگر اپنے جرم سے توبہ کرلے تو کیا اس کی توبہ قبول کرلی جائے گی اور دوزخ کا عذاب اس سے اٹھا لیا جائے گا یا نہیں۔ اس میں علماء متقدمین و متاخرین کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت جس میں ابن عباسؓ اور زید بن ثابتؓ صحابہ بھی شامل ہیں یہ کہتی ہے کہ نہ تو توبہ قبول ہوگی اور نہ عذاب اٹھایا جائے گا۔ اس جماعت کی دلیل خداوند تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔

ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم

اور جو کوئی قصداً مومن کو مار ڈالے اس کی سزا دوزخ ہے۔

دوسری جماعت جو اکثریت میں ہے یہ کہتی ہے کہ توبہ اس کے لئے نافع ہوگی۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی شان میں فرماتا ہے۔

ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون۔ ومن یفعل ذالک یلق اثاما۔ یضاعف لہ العذاب یوم القیامۃ ویخلد فیہ مہانا الا من تاب وامن وعمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات وکان اللہ غفورا رحیما ۰

اور جس کا قتل کرنا حرام ہے اُسے ناحق قتل نہیں کرتے اور نہ زنا کرتے ہیں۔ جو کوئی ایسا کرے گا وہ گناہ کے وبال میں پڑے گا کہ قیامت کے دن اُس پر دوہرا عذاب کیا جائے گا اور وہ ہمیشہ اسی حال میں ذلیل رہے گا مگر جو کوئی توبہ کرکے ایمان لایا اور نیک کام کرنے لگا تو اللہ اُس کی برائیاں بھلائیوں سے بدل دیگا اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس جماعت کا خیال ہے کہ اوپر کی آیت میں بھی توبہ کی رعایت کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ اور اُس آیت میں بھی توبہ کا یہی حکم شامل رہے گا۔

دوسرا اختلافی مسئلہ اس سلسلہ میں قصاص کا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ قاتل قصاص لینے کے بعد بھی اخروی عذاب سے نجات نہیں پا سکتا۔ اُن کی دلیل یہ آیت ہے۔

ولکم فی القصاص حیوۃ

اس حکم قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے۔

اس ارشاد باری سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دنیوی قصاص

محض انسانی مصلحت کے لئے ہے۔ یعنی اس غرض سے کہ خونریزی کا انسداد ہو جائے۔ رہا مقتول اُس کا حق ہر حال میں باقی رہے گا۔ اور قیامت کے دن وہ اپنا حق حاصل کرے گا۔ اور بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ دنیوی قصاص اُخروی عذاب کو دفع کر دے گا اس لئے کہ شرعی حکم یہ ہے کہ بُرائی کا بدلہ برابر کی بُرائی ہے۔ جب قصاص لے لیا گیا تو قاتل و مقتول دونوں برابر ہوگئے۔ اُخروی سزا باقی نہ رہی۔ ان کی دلیل حضرت عبادہ بن صامتؓ کی وہ حدیث ہے جس میں قتل اور دیگر جرائم کا ذکر کرنے کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ

ومن اصاب من ذلك شيئاً فعوقب في الدنيا فهو كفارة له (رواہ البخاری)

ان امور میں سے جس امر کا ارتکاب ہوا اور مرتکب کو دنیا میں سزا دے دی گئی تو وہ سزا اُس کے جرم کا کفارہ ہوگی۔

اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جرم کے قصد عزم اور پختگی خیال پر بھی انسان کو سزا دی جائے گی۔ اگرچہ اُس کے جرم کا ارتکاب نہ ہوا ہو اس لئے کہ حدیث میں مقتول کو اُخروی عذاب کا مستحق اس بنا پر قرار دیا گیا ہے کہ وہ فریق مقابل کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا یا قتل کے درپے تھا۔

اس استدلال یا استنباط پر حضرت ابن عباسؓ کی حدیث سے اعتراض کیا گیا ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

ومن همّ بسيئة فلم يعملها كتبها الله عنده حسنة كاملة۔ فان هو همّ بها فعملها كتبها الله له سيئة واحدة (رواہ البخاری)

جس شخص نے کسی بُرے کام کا ارادہ کیا اور اُس کو عمل میں نہ لایا خداوند تعالیٰ اپنے ہاں اُس کے لئے ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے اور جس نے ارادہ کے بعد اُس پر عمل کیا اُس کے لئے اللہ ایک برائی لکھ لیتا ہے

اسی قسم کی حدیث ابوہریرہؓ کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

اذا اراد عبدي ان يعمل سيئة فلا تكتبوها عليه حتى يعملها فان عملها فاكتبوها له بمثلها

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ) جب میرا بندہ کوئی بُرا کام کرنے کا ارادہ کرے (تو اے فرشتو) اُس کے ارادہ کی بُرائی کو نہ لکھو

وان تركها من اجلي فاكتبوها له حسنة

جب تک کہ وہ اُس پر عمل نہ کرے اگر وہ اُس پر عمل کرے تو اُس بُرائی کو اُس کے مثل (یعنی برابر) لکھ لو اور اگر وہ میرے خوف سے اُس کو ترک کر دے تو ایک نیکی لکھ لو۔

ان احادیث سے یہ ظاہر ہوا کہ ارادہ کی بُرائی بُرائی میں شامل نہیں ہے اور اُس پر سزا نہ دی جائے گی اُس وقت تک کہ وہ ارادہ کے موافق عمل نہ کرلے اور اگر وہ خدا کے خوف سے اپنے ارادہ کو عمل میں نہ لائے تو ایک نیکی لکھ لی جائے، اس لئے کہ اُس نے ارادہ کو ترک کرنے میں اپنے اوپر مجاہدہ کیا ہے اور ارادہ کو ختم کر دیا ہے۔

واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي المأوى

اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے جو دنیا میں ڈرتا رہا اور خواہشوں سے اپنے جی کو روکتا رہا تو اُس کا ٹھکانا جنت میں ہوگا۔

مذکورہ بالا احادیث کے باہم تعارض کو بعض علماء نے اس طرح دور کیا ہے کہ قصد اور عزم کے معانی میں فرق کرکے همّ (قصد) کے معنے یہ قرار دئے ہیں کہ خیال میں جو بات پیدا ہو اور اُس بات کا استقرار قلب و دماغ میں نہ ہوا ہو اُس کو ہم (یا قصد) کہتے ہیں اور عزم و ارادہ کی پختگی اور معصیت پر استقرار یا قلبی استحکام کو کہتے ہیں۔ ان معانی کے اعتبار سے همّ (یا قصد محض یا خیال محض) پر سزا دی جائیگی۔ اور معصیت پر استقرار یا عزم موجب عتاب ہوگا۔ لیکن یہ تفریق نہ تو صحیح و درست ہے اور نہ اس پر کوئی شرعی دلیل ہے۔

ہمارے نزدیک حدیث مندرجہ عنوان اور ابوہریرہؓ کی حدیث کا تعارض اس طرح دور کیا جا سکتا ہے کہ حدیث مندرجہ عنوان میں اُخروی عذاب کو محض حرص اور ارادہ پر موقوف نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ یہ عذاب دو باتوں پر موقوف ہے۔ ایک تو جرم کے ارتکاب پر تلوار اُٹھانے اور مقاتلہ کرنے پر اور دوسرے فریق مقابل کو قتل کرنے کی پوری جد و جہد اور اصرار پر یعنی مقتول اس بنا پر عذاب کا مستحق ہے کہ وہ

فریق مقابل کو قتل کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور قتل کی کوئی تدبیر اٹھا نہیں رکھی تھی۔ دوسرے الفاظ میں یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ قتل کا جرم شروع کر دیا گیا تھا۔ یعنی تلوار سے مقابلہ کیا جا رہا تھا اور جرم کے ارتکاب پر عمل شروع ہو گیا تھا۔ جس کو قانونی اصطلاح میں اقدام قتل کہہ سکتے ہیں۔

اب رہی دوسری صورت یعنی محض عزم وارادہ جس پر عمل شروع نہ کیا گیا ہو وہ البتہ قابل مواخذہ نہیں ہے۔ نہ تو حدیث مندرجہ عنوان کی رو سے اور نہ ابوہریرہؓ اور ابن عباسؓ کی احادیث کی رُو سے۔

حدیث مندرجہ عنوان سے حضرات سعد بن وقاصؓ عبداللہ بن عمرؓ۔ محمد بن مسلمہؓ اور ابی بکرہؓ وغیرہ صحابہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ فتنہ کے زمانہ میں قتال جائز نہیں ہے۔ اور اسی خیال کی بنا پر ان حضرات نے حضرت علیؓ اور اُن کی جماعت، اور حضرت عائشہؓ اور اُن کے انصار کی جماعت کے درمیان جو مناقشہ ہوا تھا اس میں شرکت نہیں کی تھی۔

ہم تشریح کے ساتھ بتا چکے ہیں کہ اس قسم کے فتنہ میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئیے اور قرآن اس معاملہ میں کیا حکم دیتا ہے۔ یعنی یہ کہ جب مسلمانوں کی دو جماعتیں باہم مقابلہ پر آمادہ ہوں تو مسلمانوں کو چاہئیے کہ اُن کے درمیان صلح کرا دیں۔ اگر دونوں فریق یا ایک فریق صلح سے انکار کرے تو اُس جماعت سے سب کو لڑنا چاہئیے جو باغی ہو اور اُس وقت تک لڑنا چاہئیے کہ باغی فریق خدا کے فیصلہ پر راضی ہو جائے۔

یہ حدیث مسلمانوں کے درمیان خصومت و عداوت کو قابل نفرت امر قرار دیتی ہے۔ اور اقوام اسلامیہ کے درمیان جنگ کو ہاں ایسی جنگ کو جس کا منشا ملکوں پر قبضہ کرنا۔ اپنی جنس کو طاقتور بنانا اور دوسری جماعتوں کو غلام بنانا ہو ناجائز قرار دیتی ہے۔ اسی قسم کی ممنوع و ناجائز وہ جنگیں تھیں جنھوں نے مسلمانوں کی طاقت کو فنا کر دیا ہے۔ اُن کی حکومتیں برباد ہو گئی ہیں۔ دشمنوں کے آگے وہ سرنگوں ہیں اور غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ اسلام کا جو دشمن اُٹھتا ہے آج اُن کو پیس کر رکھ دیتا ہے۔ اور اُن کو بالکل فنا کر دینا چاہتا ہے۔ مسلمانو! غور کرو تم کو انھیں باہمی جنگوں نے اس نتیجہ پر پہنچا یا ہے۔ کیا اب بھی عبرت حاصل نہ کرو گے۔ (باقی)

سالکانِ طریقت

(مقالات صوفیائے کرام کی ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف پیشوا کیلئے لکھی گئی)

(از سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۲۱۵) توکل کے مناظر!

ذوالنون مصری کہتے ہیں کہ میں مصر سے کسی گاؤں کی طرف جا رہا تھا کہ راستہ میں مجھکو نیند آنے لگی۔ اور میں راستہ کی ایک جانب لیٹ کر سو رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ جس درخت کے نیچے میں سو رہا تھا اُس پر سے ایک اندھی چڑیا گری اور معاً اُس کے قریب کی زمین پھٹی اور دو پیالیاں اُس کے اندر سے نکلیں۔ ایک میں تل بھرے تھے اور دوسری میں عرق گلاب یا پانی تھا۔ چڑیا نے تل چگ لئے اور پانی پی لیا۔ یہ واقعہ دیکھکر میں نے اپنے دل میں کہا۔ "بس میرا اللہ میرے لئے کافی ہے" اور اس کے بعد میں نے تنہائی اختیار کرلی۔ ایک اور واقعہ اس روایت کا راوی یہ نقل کرتا ہے کہ ایک پرہیزگار شخص رزق کی تلاش میں نکلا۔ اُس دن بہت تھک رہا تھا اور بھوکا بھی تھا۔ یکایک بارش آگئی اور وہ شخص پہاڑ کی ایک کھوہ میں بیٹھ گیا۔ کھوہ میں اُس کی نظر ایک سانپ پر پڑی جو اندھا تھا۔ سانپ کو دیکھکر اُس شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ اندھا سانپ کیونکر غذا حاصل کرتا ہوگا۔ یکایک ایک چڑیا بارش سے گھبرا کر کھوہ میں آئی اور سانپ پر گر پڑی۔ سانپ نے منہ کھولا اور چڑیا کو کھا لیا۔ یہ منظر دیکھکر وہ شخص باہر نکلا اور خدا پر توکل کرکے خلوت میں چلا گیا اور رزق کی تلاش ترک کردی۔

(۲۱۶) ڈکیتی اور رہزنی سے توبہ

ایک کُرد ڈاکو کا بیان ہے کہ میں اور میری جماعت ایک مقام پر جمع ہوئے۔ اور ڈکیتی کے لئے ایک خاص مقام کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ہمارا گزر ایک ایسے مقام پر ہوا جہاں کھجور کے تین درخت تھے۔ اُن میں سے دو درخت پھل دار تھے اور ایک درخت پھلوں سے خالی تھا یکایک میری نظر ایک چڑیا پر پڑی جو پھلدار درختوں سے کھجور توڑ کر لاتی اور اُس درخت پر لے جاتی جس میں پھل نہ تھے۔ کئی مرتبہ چڑیا اسی طرح کھجوریں لائی اور کسی کو دے کر یا کہیں رکھکر چلی آئی۔ میں نے غور کیا تو معلوم ہوا دس مرتبہ چڑیا نے ایسا کیا۔ معاً میرے دل میں ایک شبہ گذرا اور میں نے تحقیق حال کا ارادہ کرلیا۔ اور اُس درخت پر چڑھ گیا جس پر پھل نہ تھے۔ میں نے دیکھا کہ درخت مذکور کی اُوپر کی شاخوں پر ایک اندھا سانپ منہ کھولے بیٹھا ہے۔ چڑیا کھجور لاتی ہے اور سانپ کے منہ میں ڈال جاتی ہے۔ یہ منظر دیکھکر بے اختیار مجھپر رقت طاری ہوئی اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے پھر میں نے اپنے دل میں کہا "یا اللہ! یہ ایک سانپ ہے۔ جس کو تو نے اپنے نبی صلعم کی زبان سے قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ جب تو نے اس کو اندھا کردیا تو اس کی خوراک کا انتظام ایک چڑیا کے سپرد کردیا۔ میں بھی تیرا بندہ ہوں۔ اور اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود عبادت کے قابل نہیں ہے۔ پھر تو نے مجھکو رہزنی اور ڈکیتی پر کیوں مامور کیا ہے؟" ادھر یہ الفاظ میری زبان سے نکلے اور ادھر معاً میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ "ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ ڈکیتی اور رہزنی کے ناشائستہ فعل سے توبہ کرلے" دل میں اس خیال کے پیدا ہوتے ہی میں نے اپنی تلوار کو توڑ ڈالا۔ اور توبہ کرلی اور پھر اپنے ہمراہیوں کے پاس پہنچا۔ انھوں نے مجھ سے کہا "سردار! تم کو کیا ہوا۔ تمہاری حرکات سے ہم بہت پریشان ہیں" جواب میں میں نے کہا۔ "میں اب تم سے جدا ہونے والا ہوں۔ میں نے اپنے خدا سے معاملہ کرلیا ہے" یہ کہکر میں نے واقعہ سنایا۔ ساتھیوں نے واقعہ سنکر کہا۔ "ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں۔ اور اپنے افعال سے توبہ کرتے ہیں"

اس کے بعد ہم سب نے اپنے ہتھیاروں کو پھینک دیا۔ کپڑوں کو جلا دیا اور احرام باندھ کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تین دن کی مسافت طے کرنے کے بعد جنگل میں ہم کو ایک اندھی بڑھیا ملی۔ ہماری آواز سنکر اُس نے پوچھا "کیا تم لوگوں میں فلاں کُردی شخص بھی ہے؟" میں نے کہا "ہاں وہ میں ہوں" فوراً اُس بڑھیا نے گٹھڑی سے کپڑے نکالے اور کہا "میرا لڑکا مرگیا ہے یہ اُسی کے کپڑے ہیں۔ میں تین روز سے برابر خواب میں رسول خدا صلعم کو دیکھ رہی ہوں۔ آپ نے مجھکو حکم دیا ہے کہ ان کپڑوں کو فلاں کُردی کو دیدو۔" کُردی کا بیان ہے میں نے کپڑوں کو لے لیا اور اُن کو پہن کر اپنی جماعت کے ساتھ مکہ کی جانب روانہ ہوگیا۔

(۲۱۷) والدین کی اطاعت و خدمت کا ثمرہ

بیان کیا جاتا ہے، خداوند تعالےٰ نے سلیمان بن داؤد علیہ السلام پیغمبر کی طرف یہ وحی بھیجی کہ تم دریا کنارے جاؤ۔ عجیب و غریب چیز دیکھوگے۔

حضرت سلیمانؑ اپنے ہمراہیوں کو لے کر جن میں انسان اور جنات دونوں تھے دریا پر پہونچے اور اپنے چاروں طرف غور سے دیکھا۔ لیکن کوئی عجیب چیز نظر نہ آئی۔ آخر آپ نے ایک جن کو حکم دیا کہ دریا کے اندر غوطہ لگاؤ۔ اور جو کچھ دریا کے اندر نظر آئے واپس آکر اس سے ہم کو آگاہ کرو۔ جن نے دریا میں غوطہ لگایا اور ایک ساعت کے بعد واپس آکر عرض کیا "خدا کے نبی! میں نے دریا کے اندر اتنا گہرا غوطہ لگایا، لیکن نہ تو تہ تک پہنچنا نصیب ہوا اور نہ کوئی چیز نظر آئی"۔ حضرت سلیمانؑ نے دوسرے جن کو غوطہ لگانے کا حکم دیا۔ دوسرا جن دریا میں گیا اور پہلے جن سے دوگنی مسافت غوطہ میں طے کی اور پھر واپس آکر عرض کیا "خدا کے نبی! مجھ کو نہ تو دریا کی تھاہ ملی اور نہ کوئی چیز نظر آئی"۔ آخر سلیمانؑ نے اپنے وزیر آصف بن برخیا جس کا ذکر قرآن مجید میں ان الفاظ سے کیا گیا ہے کہ

قال الذی عندہٗ علم الکتاب: (اُس شخص نے جس کو کتاب کا علم حاصل تھا) کو حکم دیا کہ تم دریا میں غوطہ لگاؤ اور دریا کے اندر کا حال مجھے بتاؤ۔ آصف بن برخیا نے غوطہ لگایا اور دریا کی تہ تک پہنچ گیا اور وہاں سے سفید و شفاف کافور کا ایک قبہ لے کر آیا جس میں چار دروازے تھے۔ ایک دروازہ موتی کا دوسرا یاقوت کا تیسرا جواہرات کا اور چوتھا سبز زبرجد کا۔ اور یہ قبہ اگرچہ پانی کی تہ میں تھا اور چاروں دروازے اُس کے کھلے ہوئے تھے۔ لیکن قبہ کے اندر پانی کا ایک بوند بھی داخل نہ ہوتی تھی۔ آصف بن برخیا نے یہ قبہ حضرت سلیمانؑ کے سامنے رکھدیا۔

حضرت سلیمانؑ نے دیکھا کہ قبہ کے درمیان ایک جوان خوبصورت اور خوش پوشاک کھڑا نماز پڑھ رہا ہے سلیمانؑ اُٹھے۔ قبہ کے اندر داخل ہوئے۔ اور جوان کو سلام کیا اور پھر پوچھا "تم کو کس نے دریا کی تہ میں پہنچایا ہے؟" جوان نے عرض کیا "خدا کے نبی! میرا باپ چلنے پھرنے سے معذور تھا اور میری ماں اندھی تھی۔ میں نے اُن دونوں کی خدمت ستر سال تک کی اور ایسی خدمت کی کہ اُن کو کوئی اذیت نہ پہنچنے دی۔ جب میری ماں کی رحلت کا وقت آیا تو اُس نے میرے لئے یہ دعا کی کہ اے اللہ میرے بیٹے کی زندگی میں برکت عطا کر اور اپنی طاعت کی توفیق مرحمت فرما۔ اور جب باپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اُس نے یہ دعا کی۔ اے اللہ میرے بیٹے کو ایسا مکان عطا کر کہ شیطان اُس کے پاس نہ پہنچ سکے۔ مختصر یہ کہ والدین کی وفات کے بعد میں ایک روز اس دریا کے کنارے پر آیا اور یہاں یہ قبہ رکھا ہوا دیکھا۔ میں قبہ کے اندر اُس کا حُسن دیکھنے کے لئے داخل ہوا کہ معاً ایک فرشتہ آیا اور قبہ کو اُٹھا کر اس دریا کی تہ میں رکھ آیا۔"

حضرت سلیمانؑ نے جوان کا یہ بیان سنکر پوچھا "تم اس دریا کے کنارے کب آئے تھے؟" نوجوان نے کہا "حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں" حضرت سلیمانؑ نے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ اس واقعہ کو دو ہزار برس گزر چکے ہیں لیکن جوان کی حالت میں اس عرصہ میں کوئی تغیر نہیں ہوا ہے۔ یعنی وہ بدستور جوان ہے۔ پھر سلیمانؑ نے پوچھا "دریا کے اندر تم کیا کھاتے پیتے تھے؟" جوان نے کہا "خدا کے نبی! روزانہ ایک سبز پرندہ میرے پاس اپنی چونچ میں ایک زرد رنگ کی چیز لاتا ہے۔ جو انسان کے سر سے مشابہ ہوتی ہے۔ میں اُس کو کھاتا ہوں اور وہ اس قدر خوشگوار ہے کہ دنیا کی تمام لذیذ نعمتوں کا ذائقہ اُس میں پایا جاتا ہے اور اُس کے کھانے سے میری بھوک اور پیاس رفع ہوجاتی ہے نہ گرمی سردی کا اثر ہوتا ہے اور نہ اونگھ اور نیند آتی ہے اور نہ کسی قسم کی وحشت ہوتی ہے"۔ سلیمانؑ نے پوچھا "اگر تم یہاں رہنا پسند کرو تو یہاں رہ جاؤ اور اپنی جگہ جانا چاہو تو وہاں پہنچوا دیا جائے؟" جوان نے کہا "خدا کے نبی! مجھکو وہیں پہنچوا دیجئے"۔ سلیمانؑ نے آصف بن برخیا کو حکم دیا اور وہ قبہ کو پھر دریا کی تہ میں رکھ آئے۔ اس کے بعد حضرت سلیمانؑ نے حاضرین کو مخاطب کرکے فرمایا "دیکھو! خداوند تعالےٰ نے جوان کے حق میں اس کے والدین کی دعا قبول فرمائی۔ تم ہرگز ہرگز والدین کی نافرمانی نہ کرنا۔ اور ہمیشہ اُن کی خدمت و اطاعت کرنا"۔

(باقی)

ملفوظات باقی باللہ

(ایک اہم اور محققانہ کتاب جو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ باقی باللہ کے ملفوظات تصوف کی نادر اور قلمی کتاب سے ترجمہ کی گئی)

(سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۲۶۹) لطیفۂ رُوح

محبوب قلبی کے چہرے اور رُخ بہت سے ہیں۔ وہ اپنے ہر چہرہ اور رُخ سے اپنے محب و مشاہد کی جانب مائل ہے وہ لطیفۂ روح یہی ہے جس کا خاص راستہ احدیت کی جانب ہے۔ اور انسان کا مرنا جینا اسی پر موقوف ہے۔

(۲۷۰) بعض خواب جسمانی کمزوریوں کا نتیجہ ہوتے ہیں

حضرت خواجہؒ نے اپنے خلیفہ شیخ تاج الدین سنبھلیؒ کے عریضہ کے جواب میں جس میں چند پریشان کن خوابوں کا ذکر تھا لکھا ہے کہ "تجربہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ کبھی کبھی جسمانی قوتوں کی کمزوری بھی اس قسم کے خوابوں کا سبب ہوا کرتی ہے۔ دوسرے تجربہ سے یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ ایسے خواب جماع کر چکنے کے بعد آتے ہیں۔ ممکن ہے اس عرصہ میں کچھ گرم دوائیں بھی استعمال کی گئی ہوں۔ اس قسم کے خواب واقعہ یہ ہے کہ شریف مزاج انسان کی نسبت کی فراموشی کا باعث ہوتے ہیں ایک اور سبب اس کا یہ بھی ہوتا ہے کہ سالک فنا اور محویت کے درجے سے نیچے اتر آئے اور اس قسم کے خواب اس کو نظر آئیں۔"

(۲۷۱) مدرک کے آئینہ کے دو منھ ہیں

مدرک یعنی اشیاء کا ادراک کرنے والا دو منھ رکھتا ہے۔ ایک منھ خلق کی طرف اور دوسرا مخلوق کی جانب جب اس کا منھ خالق کی طرف ہو تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اُس نے اپنا مقصود حاصل کر لیا۔ (خواجہ صاحبؒ کا مطلب یہ ہے کہ سالک مدرک دو حالتیں رکھتا ہے۔ ایک حالت تو اُس کی یہ ہوتی ہے کہ وہ مخلوق کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ یعنی عزیزوں اور رشتہ داروں کی محبت میں مبتلا رہتا ہے۔ یہ حالت منازل سلوک طے کرنے میں حارج ہوتی ہے اور دوسری حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ ہمہ تن خالق کی طرف متوجہ رہتا ہے اور غیر خالق سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ یہ حالت حصول مقصود کا ذریعہ ہوتی ہے۔) اور اس سعادت کا حصول ہر وقت ممکن ہے۔ مجذوب سالک اسی حالت میں رہتے ہیں۔

(۲۷۲) ذکرِ قلبی کی تشریح

حضرت خواجہؒ نے ایک طالب کو لکھا کہ "جب دل کی حرکت ذکر کے موافق ہو جائے (یعنی ذکر کے ساتھ دل متحرک رہے) یا خیال کے کانوں سے اللہ کا کلمہ سنائی دے تو اس کو

ذکرِ قلبی کہا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کا ذکر اور اس ذکر سے دل کا حرکت میں آنا کچھ زیادہ قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ ذکرِ قلبی کی حقیقت اور ہے۔ یعنی ذکرِ قلبی جب صحیح ہوتا ہے جبکہ سالک کو خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور اور شہود حاصل ہوجائے۔ اور جب یہ چیز حاصل ہوجائے گی تو قلب سے تمام غیر خطرے اور وساوس دفع ہوجائیں گے۔ اور جب غیر خطرات دفع ہوجائیں اور بارگاہِ الٰہی میں حضور و شہود حاصل ہوجائے تو سالک کا فرض یہ ہے کہ وہ ذکر کو ترک کردے اور اس حالت پر قائم رہے۔ لیکن جب اس حالت میں کوئی فتور رونما ہو یا خلل واقع ہوجائے تو پھر ذکر کو شروع کردے اور اُس وقت تک مشغول رہے جب تک کہ فتور اور خلل دفع ہوکر اصل حالت پیدا نہ ہوجائے۔ اس طریقہ پر عمل کرنے سے حضور و شہود کی دولت دائمی اور ابدی ہوجائیگی۔"

(۲۷۳) اسلام کے معنے!

حضرت خواجہؒ نے ایک طالب کو لکھا کہ "اسلام کے معنی اللہ تعالیٰ کے احکام کے آگے سر جھکا دینے کے ہیں (ربنا توفنی مسلما والحقنی بالصالحین (اے اللہ مجھ کو اسلام کی حالت میں موت دے اور مجھکو پرہیزگاروں میں شامل کردے) دعا کا مطلب یہی ہے کہ انسان آخر وقت تک اسلام پر قائم رہے۔"

(۲۷۴) عقیدہ کی اصلاح ضروری ہے!

حضرت خواجہؒ نے شیخ تاج الدینؒ کو لکھا تھا کہ "سالک راہِ حق کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنی توجہ کو خالص کرے (یعنی غیر کا خیال تک دل میں پیدا نہ ہونے دے) اور اپنے عقیدہ کو اہل سنت و الجماعت کے عقیدہ کے موافق درست کرے اور چونکہ ان باتوں کا حصول علم پر موقوف ہے (اس لئے علم کو حاصل کرے یا) علماء کاملین کی صحبت و خدمت میں رہے۔"

اعجاز نما قرآن مجید مترجم و مفسر

(پر)

محترم علمائے ہند، مشائخ عظام، ایڈیٹران کرام کی رائیں!

(۱) حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ العلماء ہند کی رائے
مترجم نے صرف عربی تفسیر کے ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا ہے۔ بلکہ خود بھی مفید فوائد کا اضافہ کیا ہے۔ ان کے ترجمہ کا طرز اور اضافہ فوائد کی نوعیت محل اعتراض نہیں ہے۔ میں اس کلام الہٰی کے حواشی اور دیباچہ کو پسند کرتا ہوں۔

(۲) معصوم فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی رائے
میں نے اول سے آخر تک سرسری نظر سے اعجاز نما قرآن دیکھا بڑی بہت خوبصورت ہے جس میں مذہبی تصور اور تخیل کی اعلیٰ شان پائی جاتی ہے۔ ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے اور حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان الفرقان کا مکمل اردو ترجمہ حاشیہ پہ ہے۔ ایک سو ستر صفحات پر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب کا مقدمہ اردو زبان میں ہے۔ جو اردو زبان میں قرآن مجید کی نسبت ایک لاجواب چیز ہے۔ کیونکہ اس مقدمہ میں نہایت اہم عنوانات کے ماتحت قرآن مجید کے حقائق و معارف کو عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے قرآن مجید کی تمام سورتوں کے مسائل و احکام کو الگ الگ بہت مقبول اور عام فہم طریقہ اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ جو ایک نئی اور مفید چیز ہے۔ اور جس سے کم علم عورتوں اور مردوں اور بچوں کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اگر وہ اس پر توجہ کریں۔ قرآن مجید کے مضامین کی فہرست بھی بہت اچھی ہے۔ اس معاملہ میں اور لوگوں نے بھی کوششیں کی ہیں۔ لیکن آغا صاحب کا طرز بیان بہت زیادہ عام فہم اور مفید ہے۔ کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ان آیات کا نکالنا آسان ہو جائے گا جو کسی خاص مضمون کے لئے درکار ہوں۔

حضرت علامہ فرید وجدی مصر کے مشہور عالم ہیں، اور ان کی تفسیر بیان الفرقان فہم قرآن کے لئے بہت مفید ہے۔ مگر آغا رفیق صاحب کا مقدمہ مجھکو قرآن مجید کے حقائق و معارف کے بیان اور عام فہم طرز بیان کے اعتبار سے علامہ فرید وجدی کی تفسیر سے زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں پہلی مرتبہ اعجاز نما قرآن مجید میں شائع ہوئی ہیں۔

(۳) حضرت علامہ مفتی عتیق الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند کی رائے
حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی کے مشہور و مقبول ترجمہ کے ساتھ علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر کا ترجمہ اور پھر ڈیڑھ سو سے زائد صفحات کا مبسوط مقدمہ قرآن حکیم اور کامل تفسیر اپنے شکل بہ ایا ہیں کہ مجھے مقابلہ میں یہ یہ مقررہ بالکل بے وزن معلوم ہوتا ہے۔

(۴) حضرت علامہ حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی کی رائے
ترجمہ کے لئے حضرت علامہ تھانوی صاحب کا اسم گرامی کافی ضمانت ہے اور تفسیر کے لئے حضرت علامہ فرید وجدی کی شہرت کفیل اور اسکو عربی سے اردو کے قالب میں لانے کے لئے ادیب شہیر آغا رفیق صاحب کا نام نامی ہر طرح قابل اطمینان ہے۔
میں نے جستہ جستہ اس تفسیر کو پڑھا۔ ترجمہ مستند اور قابل اعتبار ہے۔ صاحب اشاعت کے سلسلہ میں یہ قرآن مجید ہر غریب و امیر مسلمان تک پہنچانے کے لئے ارزانی کا کافی لحاظ رکھا ہے۔
میں ایسے مسلمانوں سے خصوصیت کیساتھ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اعجاز نما قرآن مجید کو اپنے مطالعہ میں رکھیں۔ جو ایک قرآن عزیز کے ساتھ ساتھ ترجمہ اور پھر دوسری تفسیر چاہتے ہوں اور دوسری جانب زیادہ ہدیہ ادا کرنے سے بھی معذور ہوں۔

(۵) حضرت علامہ سعید احمد صاحب ایم اے فاضل دیوبند کی رائے
قرآن مجید کے متن میں صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے اور اس پر طرفہ یہ کہ بین السطور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ترجمہ ہے جو اپنے مستند اور درست ہونے میں کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ حاشیہ پر دور حاضرہ کے مشہور مصری عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کو اردو میں ترجمہ کرکے چڑھایا گیا ہے۔ ترجمہ کی درستی سلاست اور روانی کے لئے جناب محترم مولانا آغا رفیق صاحب کا نام نامی کافی ضمانت ہے۔ یہ دونوں تفسیریں بذات خود نہایت مفید اور قرآنی مطالب و احکام کو آسان طریقہ سے سمجھنے میں مدد دینے والی ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کیا گیا ہے کہ حضرت مترجم نے شروع میں ۱۷۰ صفحات کا مبسوط اور فہم قرآن کے لئے لاجواب مقدمہ لکھ کر اس اعجاز نما قرآن مجید کے ایڈیشن کی افادی حیثیت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں ان تمام اصولی باتوں کا ذکر آگیا ہے جن کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور جن کو پڑھکر ایک مسلمان مسائل و اصول دین سے خاصی واقفیت حاصل کر سکتا ہے۔ مولانا آغا رفیق صاحب کا یہ کمال بہت زیادہ مستحق ستائش ہے کہ وہ دین کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کو بہت آسان طریقہ سے سمجھا دیتے ہیں۔

(۶) ایڈیٹر صاحب اخبار الاَمان دہلی کی رائے

اس اعجاز نما قرآن مجید کا اردو ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو لفظی ہونے کے باوجود بامحاورہ اور فوائد و توضیح کی تشریح سے بے نیاز ہے۔ حاشیہ پر علامہ فرید وجدی کی سب سے بڑی اور سب سے آسان مگر پوری کی پوری تفسیر دیدی گئی ہے۔ جسے علامہ موصوف نے زمانۂ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اور اس کا اردو ترجمہ بصرف زر کثیر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے۔ اکابر علماء اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں۔ اعجاز نما قرآن مجید کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مقدمہ میں علمی، تاریخی اور دینی مضامین کا اتنا بڑا ذخیرہ دیا گیا ہے۔ جو کسی مقدمۃ القرآن میں نہیں ملیگا۔ یہ مقدمہ صدہا کتب متعلق ترجمہ کلام اللہ پر سالہا سال کے محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔

(۷) ایڈیٹر صاحب اخبار مدینہ بجنور کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متن میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا محققانہ اور مستند ترجمہ اور حاشیہ پر نہایت مفید تفسیر درج کی گئی ہے جسمیں علامہ فرید وجدی مصری کی قرآنی تحقیقات بھی شامل ہے۔ ابتدا میں حضرت مولانا آغا رفیق صاحب کا ایک طویل اور مفید مقدمہ بھی درج ہے۔ جو قرآن اور مذہب اسلام کے متعلق بہترین معلومات کا حامل ہے۔

(۸) ایڈیٹر صاحب اخبار حمایت الاسلام لاہور کی رائے

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی جیسے بزرگ محترم عالم دین اس کے مترجم ہیں۔ ان کے ترجمہ کی خوبی کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ تفسیر حضرت علامہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کی ضروریات اور فہم و ادراک کو پیش نظر رکھ کر لکھی ہے اور عالم اسلام میں اس کو بہت پسند کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر گو پہلی تفسیروں کی طرح غیر ضروری تفصیلات کی حامل نہیں ہے لیکن قرآن حکیم کو سمجھنے کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے ان تمام پر حاوی ہے۔ اعجاز نما قرآن مجید میں ایک اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ شروع میں مقدمۃ القرآن کے ماتحت ڈیڑھ سو صفحات ہیں۔ قرآن حکیم سے متعلق تمام وہ معلومات درج کر دی گئی ہیں جن کا ایک مسلمان کے لئے جاننا نہایت ضروری ہے۔ ان تمام معلومات کا ماخذ اعجاز نما قرآن مجید ہے۔ اور اس طرح قرآن کو اچھی طرح سمجھا دینے کے لئے ناشر نے ہر امکانی کوشش کی ہے۔

(۹) ایڈیٹر صاحب رسالہ سب رس حیدرآباد دکن کی رائے

اس قرآن مجید کے مقدمہ میں خدا کے وجود کے دلائل، مذہب اسلام کی حقیقت، نبوت کی تشریح، وحی کی تعریف اور اسکے اقسام وغیرہ قرآن مجید کی خصوصیات، قرآن کے اعجاز و فضائل، قصص امثال، تاریخ اور فضائل وغیرہ کو مختصر مگر دلنشین پیرایہ میں سمجھایا گیا ہے۔ مقدمہ کے آخر میں قرآن مجید کی مفصل فہرست درج ہے۔ ترجمہ سلیس اور واضح ہے۔ حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کامل کا ترجمہ آغا رفیق صاحب نے پیش کیا ہے۔ باوجود ان تمام خوبیوں کے اس قرآن مجید کا ہدیہ بہت ہی کم ہے۔

(۱۰) ایڈیٹر صاحب اخبار دین دنیا دہلی کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید ہماری رائے میں اپنی نوعیت کا اپنی قسم کا ہندوستان میں پہلا قرآن مجید ہے جسے ہر لحاظ سے اور ہر اعتبار سے نہایت مکمل کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس کلام مجید میں وہ خصوصیات جمع کر دی گئی ہیں۔ جو آج تک کسی قیمتی سے قیمتی قرآن مجید میں نہیں پائی گئیں۔ نیز ایک ایسی چیز اس کلام مجید میں موجود ہے جو کسی کلام مجید میں نہیں پائی گئی۔ یعنی کلام اللہ کے مضامین کی مکمل فہرست اور قرآن پاک پر ایک مکمل مقدمہ جس کے مطالعہ کے بعد انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کیا ہے اور اس کا کیا اعجاز ہے یہ ایسی خصوصیات ہیں جو غالباً آج تک کسی کلام اللہ میں نہیں پائی گئیں۔ اور اس کے ساتھ ہی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید ضرورت سے زیادہ لمبا چوڑا بھی نہیں ہے بلکہ نہایت موزوں تقطیع پر ہے۔ جس کی لمبائی ۱۱ انچ ہے اور چوڑائی ۸ انچ۔

(۱۱) ایڈیٹر صاحب اخبار زمزم لاہور کی رائے

اعجاز نما قرآن کا یہ ایڈیشن جس کا متن صحیح، ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا اور حاشیہ پر علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر قرآن کا اردو ترجمہ ہے۔ جسے مولانا آغا رفیق نے اردو میں منتقل کیا ہے۔ ترجمہ اور تفسیر دونوں استناد کے لحاظ سے بہت بلند ہیں۔ اور اس قرآن مجید کا مطالعہ قرآنی بصیرت کا موجب ہو سکتا ہے۔ ترجمہ اور حاشیہ کے علاوہ جو چیز ہمیں سب سے زیادہ پسند آئی وہ ایک مبسوط مقدمہ قرآن ہے۔

جس اعجاز نما قرآن مجید، مترجم و مفسر کی تعریف مسلمانوں کے اتنے بڑے جید علماء ہند، صوفیاء کرام اور ایڈیٹران عظام نے متفقہ طور پر کی ہے اور مسلمانوں سے اس کی خریداری کی اپیل کی ہے اور قرآن سمجھنے کے لئے سب سے بہتر تفسیر بیان الفرقان کامل (جو اعجاز نما قرآن مجید کے حاشیہ پر چھاپ دی گئی ہے) اور علاوہ قرآن اور اسکی تاریخ سمجھنے کیلئے سب سے بہتر دیباچہ کو قرار دیا ہے۔ اس اعجاز نما قرآن مجید کے دو ایڈیشن ہیں۔ ایک رف اور ایک چکنا۔ سائز ۲۰×۳۰ صفحات تقریباً ساڑھے سات سو۔ رف ایڈیشن ختم شدہ ہے۔ مجلد بارہ روپے مع جرمی چار روپے آٹھ آنے اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا کاغذ۔ ہدیہ مجلد بارہ روپے چار روپے مجلد چرمی پشت پر سنہری کام اعلیٰ ہے محصول ڈاک نہ لگے۔ اگرچہ کاغذ کی قیمت دس گنی ہو گئی ہے لیکن اعجاز نما قرآن مجید کا ہدیہ زیادہ نہیں بڑھایا گیا ہے۔ اس لئے جلدی طلب کر لیجئے۔ ورنہ اس ایڈیشن کے ختم ہونے کے بعد اس بے نظیر کلام اللہ کے لئے جنگ کے خاتمہ کا انتظار کرنا ہوگا غالباً شاید ہے کہ ان داموں میں نواب سادہ کاغذ بھی نہ مل سکے گا۔ کیا سب سے بڑی تفسیر سب سے بڑا دیباچہ، سب سے بڑی فہرست مضامین قرآن اور سب سے بہتر ترجمہ کا اتنا سستا اعجاز نما قرآن آج ہی طلب فرمائیں ورنہ ممکن ہے کہ فرمائشوں کی کثرت سے آپ دین اور دنیا کی سب سے بڑی سعادت سے محروم

مذہبی معلومات

ماہِ رمضان اور فریضۂ زکوٰۃ

(از سید عزیز حسن دھسلوی)

اسلام ایک جامع اور مکمل مذہب ہے۔ اس نے ایثار و قربانی کی مختلف دو صورتیں مقرر کی ہیں۔ ایثارِ جان اور ایثارِ مال۔ ایثارِ جان یہ ہے کہ اپنے عیش و آرام کو ٹھکرا کر دوسروں کی بہبود کی خاطر جدوجہد کرنا۔ اور جہاد کے لئے آمادہ رہنا۔ اور ایثارِ مال یہ ہے کہ اپنے سرمایہ میں سے نیک کاموں کی امداد کرنا۔ اور غریبوں کی دستگیری کرنا۔ اپنے جسم کی محنت و ریاضت سے جو نیکیاں ہم حاصل کرتے ہیں۔ ان کا نفع صرف ہماری ذات تک محدود رہتا ہے اور مال و زر کی قربانی سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی لئے سبحانہ و تعالےٰ نے ایثارِ جان کے ساتھ ہی ایثارِ مال کو بھی ضروری قرار دیا ہے حق تعالےٰ نے فرمایا ہے

لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون	تم ہرگز نیکی کا عظیم الشان درجہ حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ تم اپنی محبوب ترین چیز اللہ کی راہ میں قربان نہیں کرو گے۔
(پارۂ ۴ پہلا رکوع)	

اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ اس مقام پر محبوب ترین چیز سے مراد مال و زر ہے۔ کیونکہ یہی وہ چیز ہے جو انسان کو عزت و حیات کے بعد سب سے زیادہ محبوب ہے پس جو مسلمان حق سبحانہ و تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں ان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے مال و زر کو اللہ کی راہ میں صرف کر کے اپنے دامن کو متاعِ سعادت سے بھر لیں۔

اس مالی قربانی کی سب سے اہم منزل زکوٰۃ ہے جس کے متعلق حق سبحانہ و تعالیٰ نے بار بار اپنے کلام معجز نظام میں ہدایت کی ہے اور اس اہم فرض کو ادا کرنے کے لئے سب سے بہتر وقت ماہ رمضان ہے۔ کیونکہ اس ماہ محترم میں ہر نیکی کا اجر و ثواب زیادہ ملتا ہے۔ اس اعلانِ حقیقت کے بعد اب زکوٰۃ کے ضروری مسائل ملاحظہ فرمایئے۔

اسلامی شریعت میں مال کے اس حصہ کو زکوٰۃ کہتے ہیں جس کو حق سبحانہ و تعالیٰ کے حکم کی موافق غریبوں کو دے کر ان کو مالک بنا دیا جائے۔ زکوٰۃ ہر عاقل بالغ آزاد اور مالک نصاب مسلمان پر فرض ہے۔ قرآن مجید کی آیتوں اور صحیح حدیثوں سے اس کی فرضیت ثابت ہے۔ جو شخص اس کے فرض ہونے سے انکار کرے وہ کافر ہے (شرح وقایہ)

جس شخص کے پاس نصاب سے کم مال ہو یا مال تو نصاب کے برابر ہے لیکن وہ قرضدار ہے یا اس کے پاس مال سال بھر تک نہیں رہا۔ یا وہ شخص خود مختار نہیں ہے یا نابالغ ہے۔ یا اس کا مال اصل حاجت سے زیادہ نہیں ہے۔ ان حالتوں میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

(شرح وقایہ صفحہ ۲۲۳ باب الزکوٰۃ)

چاندی سونے کی تمام چیزیں جیسے اشرفیاں، روپے، زیور، برتن، گوٹہ وغیرہ اور ہر قسم کا مالِ تجارت ان پر زکوٰۃ فرض ہے اور جواہرات پر بھی اگر تجارت کے لئے ہوں تو زکوٰۃ فرض ہے۔ اور اگر تجارت کے لئے نہ ہوں تو زکوٰۃ فرض نہیں۔ چاہے کتنی ہی مالیت کے ہوں۔ اسی طرح اگر کسی شخص کے پاس تانبے وغیرہ کے برتن نصاب سے زیادہ قیمت کے ہوں یا کوئی مکان یا دوکان نصاب سے زیادہ قیمت کی ہو اور اس کا کرایہ بھی آتا ہو۔ یا چاندی سونے کے سوا اور کسی قسم کا سامان اور اسباب ہے۔ لیکن یہ چیزیں تجارت کے لئے نہیں ہیں تو ان میں سے کسی پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے سرکاری نوٹ یا سرکاری تمسک یا وار بانڈ یا ڈاک خانہ کے کیش سرٹیفکیٹ اگر کسی کے پاس بقدر نصاب ہوں تو ان پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر کسی کے پاس تھوڑی سی چاندی اور تھوڑا سا سونا ہے اور دونوں میں سے نصاب کسی کا پورا نہیں ہوتا تو اس صورت میں سونے کی قیمت یا چاندی کی قیمت سونے سے لگا کر دیکھو کہ ان دونوں میں سے کسی کا نصاب پورا ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر کسی کا نصاب پورا ہو جائے تو اس کے حساب سے زکوٰۃ فرض ہے۔ اور دونوں سے کسی کا نصاب پورا نہ ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں۔

اگر کسی کے پاس صرف تین چار تولہ سونا ہے اور اس کی قیمت چاندی کے نصاب کے برابر ہے یا زیادہ ہے۔ لیکن چاندی کی اور کوئی چیز اس کے پاس نہیں ہے نہ روپیہ ہے نہ زیور۔ تو اس صورت میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

مالِ تجارت سے مراد وہ مال ہے جو بیچنے اور نفع کمانے کے لئے ہو۔ خواہ کسی قسم کا ہو جیسے غلہ، کپڑا، قند، جوتیاں، لباس، تجارت کتب، تجارت آہن وغیرہ وغیرہ

اب نصاب کی تعریف سنئے۔ جن اموال پر زکوٰۃ فرض ہے ان کی شریعت نے خاص خاص مقدار مقرر کر دی ہے۔ جب اتنی مقدار کسی کے پاس پوری ہو جائے تو زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔ اسی مقدار کو نصاب کہتے ہیں۔ چاندی کا نصاب چون تولہ ۲ ماشہ وزن کی چاندی ہے۔ (تولہ سے انگریزی روپے کا وزن مراد ہے) چونکہ زکوٰۃ میں چالیسواں حصہ دینا فرض ہے پس چون تولہ ۲ ماشہ کی زکوٰۃ ایک تولہ ۴ ماشہ ۵ رتی ہوئی۔

سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ یعنی ساڑھے آٹھ ماشہ سونا ہے اسکی زکوٰۃ دو ماشہ ڈھائی رتی ہے۔ تجارتی مال کا نصاب معلوم کرنے اور اس کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تجارتی مال کی سونے یا چاندی سے قیمت لگاؤ۔ پھر چاندی یا سونے کا نصاب قائم کرکے اسکے حساب سے زکوٰۃ دو۔

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ:۔ زکوٰۃ ادا کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ جس قدر زکوٰۃ واجب ہو وہ کسی غریب مسلمان کو دے کر اس کو مالک بنا دے۔ کسی خدمت یا کسی کام کی اجرت میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ اگر مال زکوٰۃ سے کوئی چیز خرید کر غریبوں کو تقسیم کی جائے۔ مثلاً کتب دینیہ و کلام اللہ، کپڑا وغیرہ تو یہ جائز ہے۔

جب بقدر نصاب مال پر قمری مہینوں کے حساب سے سال پورا ہو جائے تو فوراً زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے۔ تاخیر کرنا مناسب نہیں۔ اور اگر سال گزرنے سے پہلے کوئی شخص زکوٰۃ ادا کرے تو یہ جائز ہے۔ زکوٰۃ دیتے وقت ادائیگی زکوٰۃ کی نیت کرنا ضروری ہے۔ مال زکوٰۃ یا رقم نکالکر علیحدہ رکھتے وقت دل میں یہ ارادہ کرلینا چاہیئے کہ میں یہ رقم زکوٰۃ کے لئے علیحدہ کرتا ہوں۔ اگر بغیر خیال زکوٰۃ کے کسی کو روپیہ دیدیا اور دینے کے بعد اُسے زکوٰۃ کے حساب میں لگالیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

جس غریب یا محتاج کو زکوٰۃ دی جائے اس پر یہ ظاہر کرنا ضروری نہیں کہ میں تم کو یہ زکوٰۃ دے رہا ہوں۔ بلکہ اگر انعام کے نام یا کسی غریب کے بچوں کو عیدی کے نام سے زکوٰۃ دیدی جائے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ اگر سال گزرنے پر زکوٰۃ دینے سے قبل کسی کا سامان ضائع ہو جائے تو اسکی زکوٰۃ بھی اسکے ذمہ سے ساقط ہو جائیگی۔

رمضان المبارک کے مسائل

(از جناب مولانا الحاج حافظ احمد سعید صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند)

رمضان المبارک کا مہینہ اسلامی برکات میں سے ایک عظیم الشان برکت کا مہینہ ہے۔ اس مبارک مہینہ میں حق تعالیٰ جل مجدہٗ کی خاص رحمتوں کا بندوں پر نزول ہوتا ہے۔ بہت خوش قسمت ہیں وہ مسلمان جو اس مہینے سے فائدہ اُٹھانے میں کامیاب ہوئے اور جنھوں نے اس مقدس مہمان کی میزبانی کا حق ادا کردیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ رمضان کی چاند رات کو دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

خدا کی طرف سے اعلان کیا جاتا ہے یا باغی الخیر اقبل ویا باغی الشر اقصر لے بھلائی کے طالب تیرے لئے بہترین موقعہ ہے اگر کچھ حاصل کرسکتا ہے تو کرلے اور اے برائی کے طالب اس مہینہ کا احترام کر اور کم از کم اس مہینے بھر تو اپنی برائیوں سے باز آ۔

ایک حدیث قدسی میں ارشاد ہوتا ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس سے لیکر سات سو گنے تک ہو جاتا ہے۔ بندے کے اخلاص کی قدر اس کے ثواب میں زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ لیکن روزے کو میرے ساتھ ایک خاص تعلق ہے اور اس کا ثواب میں خود ہی بندے کو عنایت کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزہ عذاب دوزخ سے بچانے کی ایک ڈھال ہے اور فرمایا کہ روزہ دار کے منہ کی بھپک خدا کے نزدیک مشک سے زیادہ محبوب و مقبول ہے اور فرمایا کہ جو شخص رمضان کے دنوں میں روزہ رکھے اور رات کو عبادت (تراویح وغیرہ) کرے۔ اس کے پہلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اور فرمایا کہ روزہ دار سے اگر کوئی جاہل لڑنے جھگڑنے لگے تو کہدے کہ بھائی میں تو روزہ دار ہوں یعنی مجھے لڑائی جھگڑے سے معاف رکھو اور فرمایا کہ جس شخص نے بغیر عذر شرعی رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑدیا تو پھر ساری عمر کے روزے بھی اس کے قائم مقام نہ بن سکیں گے یعنی ثواب و فضیلت میں ایک روزہ کے برابر نہ ہوں گے۔ روزہ دار کے لئے دو موقع خاص طور پر مسرت اور شادمانی کے ہیں۔ ایک جس وقت روزہ افطار کرتا ہے تو اس کو اپنی عبادت کے پورا ہو جانے پر خوشی ہوتی ہے اور ایک جس دن یہ روزہ دار اپنے پروردگار سے ملاقات کرے گا تو اُس دن اُس کی خوشی اور مسرت کا کوئی ٹھکانا نہ ہوگا۔

روزہ کے ضروری مسائل: مسلمان عاقل، بالغ، مقیم، تندرست پر روزہ فرض ہے۔ بشرطیکہ کوئی شرعی عذر نہ ہو۔ شرعی عذروں کا ذکر آگے آتا ہے۔ روزہ کے لئے نیت کا کرنا ضروری ہے۔ نیت یعنی دل سے روزہ کا قصد کرنا اور زبان سے بصوم غد نویت کہنا مستحب ہے۔

اگر روزہ کی نیت نہ کرے اور تمام دن نہ کھائے نہ پیئے تو روزہ صحیح نہ ہوگا۔ روزہ کی نیت سحری کھانے کے بعد کرلی لیکن ابھی صبح صادق نہیں ہوئی تو نیت کے بعد بھی صبح صادق سے پہلے کھانا پینا درست ہے۔ رمضان کے ہر روزہ کی نیت ہر روز کرنی چاہیئے۔ سحری کھانا نیت کے قائم مقام ہے۔

سحری اور افطار کے مسائل: سحری کھانے کی حدیث شریف میں بہت فضیلت آئی ہے اور اس کو انبیاء علیہم السلام کی سنت فرمایا گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو۔ اسمیں بہت برکت ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ پیٹ بھر کر ہی کھاسکے۔ بلکہ حسبِ رغبت ہو کھا پی لے۔ ایک دو لقمے کھا لینے یا پانی کے ایک دو گھونٹ پی لینے سے بھی سنت ادا ہو جائے گی۔ سحری آخری وقت میں کھانی مستحب ہے۔ بشرطیکہ طلوع صبح صادق سے یقیناً پہلے ختم کر دی جائے اگر صبح صادق ہو جانے کا شبہ ہو جائے تو پھر نہ کھائے سحری کھانے کی اجازت صبح صادق سے پہلے پہلے ہے۔ کسی ناواقف موذن کی اذان سے سحری کھانا ممنوع نہیں ہو جاتا۔

آفتاب غروب ہوتے ہی افطار کرنا مستحب ہے۔ دیر نہ کرنی چاہیئے ہاں ابر کے روز احتیاطاً تھوڑی تاخیر بہتر ہے۔ کھجور سے افطار کرنا چاہیئے کھجور نہ ہو تو پانی افضل ہے۔ اگر کسی اور چیز سے افطار کیا جب بھی مضائقہ نہیں۔ افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا بہتر ہے۔ اللھم لک صمت وعلیٰ رزقک افطرت۔ ذھب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء اللہ تعالیٰ۔

روزہ کے مستحبات و مکروہات: روزہ میں لغو و فضول باتوں سے پرہیز کرنا۔ کثرت سے عبادت کرنا شب بیداری کرنا عشرہ اخیرہ کا اعتکاف کرنا مستحب ہے۔

روزہ میں یہ چار چیزیں مکروہ ہیں۔ انہیں سے کسی بات کے کرنے سے روزہ کا ثواب کم ہو جاتا ہے۔ غیبت کرنا۔ جھوٹ بولنا چغلی کھانا کسی کو برا کہنا۔ گالی دینا۔ بلا ضرورت کسی چیز کو چبا کر تھوک دینا۔ روزہ کی حالت میں بلا ضرورت ناپاک رہنا۔ منہ میں قصداً تھوک جمع کر کے نگل جانا۔

روزہ کے فاسد ہونے اور نہ ہونے کا بیان: قصداً کھا پی لینا۔ قصداً منہ بھر کے قے کرنا۔ کان یا ناک میں دوا ڈالنا۔ قصداً جماع کرنا۔ حلق کے راستہ یا حقنہ کے ذریعہ پیٹ میں دوا پہونچانا۔ روزہ یاد ہونے کی حالت میں کلی کرتے ہوئے بلا قصد حلق میں پانی چلا جانا صبح صادق کے بعد رات سمجھ کر سحری کھا لینا۔ دن میں یہ سمجھ کر کہ شام ہو گئی افطار کر لینا ان سب چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور افطار واجب ہو جاتا ہے۔ اور صرف اس صورت میں کہ کوئی غذا یا دوا قصداً کھا پی لے یا قصداً جماع کرے کفارہ بھی واجب ہوتا ہے۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور مکروہ بھی نہیں ہوتا ہے۔ بھولے سے کھا پی لینے یا جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ بلا اختیار حلق میں مکھی مچھر پہنچ جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کان میں پانی چلا جائے یا خود بخود تھوڑی قے ہو جائے۔ یا خواب میں احتلام ہو جائے یا قے خود بخود آ کر حلق میں لوٹ جائے۔ یا آنکھ میں دوا ڈالی جائے ان باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ روزہ میں مسواک کرنا خوشبو سونگھنا سرمہ لگانا۔ سر میں تیل ڈالنا جائز ہے۔

روزہ نہ رکھنے کے عذر: اگر مرض بڑھ جانے یا مرض پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ دودھ پلانے والی کو اپنی یا اپنے بچے کی جان کا خوف ہو۔ یا عورت حاملہ ہو اور روزہ سے نقصان کا خوف ہو یا مسافر ہو یا عورت کو حیض و نفاس آتا ہو یا اس قدر کمزوری ہو کہ روزہ رکھنے کی برداشت نہ ہو۔ یا جہاد میں ہو یا شدت بھوک پیاس سے جان کا خوف ہو ان تمام حالتوں میں جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور عذر زائل ہونے کی حالت میں قضا کرے۔ سوائے حیض و نفاس کے باقی عذروں کے ہوتے ہوئے روزہ رکھ لے تو روزہ ہو جائے گا۔

جو ایسا بوڑھا ہو کہ نہ اس میں روزہ کی طاقت ہے اور نہ آئندہ امید۔ اُسے جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے ایک صدقۂ فطر کی مقدار مسکین کو دے۔

نماز تراویح: نماز تراویح رمضان شریف میں مرد اور عورت کے لئے سنت مؤکدہ ہے (درمختار)

نماز تراویح روزہ کے تابع نہیں ہے۔ جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں ان کو بھی تراویح پڑھنا سنت ہے۔ اگر نہ پڑھیں گے تو ترک سنت کا گناہ ان پر ہوگا۔ مسافر اور مریض جو روزہ نہ رکھتا ہو اور اسی طرح حیض و نفاس والی عورت اگر تراویح کے وقت طاہر ہو جائے اور اسی طرح وہ کافر جو اسلام لائے ان سب کو تراویح پڑھنی سنت ہے۔ اگرچہ ان لوگوں نے روزہ نہیں رکھا۔ (مراقی الفلاح)

تراویح کا وقت بعد نماز عشاء کے شروع ہوتا ہے اور صبح کی نماز تک رہتا ہے۔ نماز عشاء سے پہلے اگر تراویح پڑھی جائے تو اس کا شمار تراویح میں نہ ہوگا۔ وتر کے بعد تراویح پڑھنا بہتر ہے۔ اگر پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے۔

اعتکاف: رمضان شریف کے آخر عشرہ میں مسجد میں اعتکاف سنت مؤکدہ ہے۔

عورتوں کو اپنے اپنے گھروں میں اعتکاف کرنا چاہیئے۔ بلا ضرورت باہر نہ جائیں۔ اعتکاف میں نفلیں، تسبیحیں، تلاوت قرآن شریف کرنی چاہیئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کا اہتمام خصوصاً آخر عشرہ میں زیادہ فرماتے تھے۔ اور اعتکاف بھی آخر عشرہ میں فرماتے تھے۔ تخصیص کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ لیلۃ القدر غالباً اسی عشرہ میں ہوتی ہے۔ جس کی نسبت قرآن شریف میں وارد ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔



ترمذی شریف کامل اُردو

جس کے پہلے احادیث کی قسمیں بتائی ہیں پھر حضرت امام ترمذی کے حالاتِ زندگی، اور احادیث صحیح کرنے میں ان کی کوششوں کا تذکرہ ہے۔ پھر ترمذی شریف کی پوری احادیث کا سلیس عام فہم اردو زبان میں ترجمہ ہے اور اس حدیث کی مکمل شرح ہے جس سے حدیث اس طرح سمجھ میں آجاتی ہے جیسے استاد شاگرد سے سمجھتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی۔ سفید چکنا کاغذ۔ ضخامت تقریباً نوسو صفحے۔

قیمت آٹھ روپے۔ بلا جلد نو روپے محصول علاوہ

مشکوٰۃ المصابیح کامل اُردو

حضرت علامہ ولی الدینؒ کی مشکوٰۃ المصابیح کا جس میں بخاری مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، موطا، رزین کی اہم ترین احادیث ہیں۔ اور ان احادیث کے راویوں کے حالات ہیں۔ شروع میں ایک طویل فہرست مضامین ہے۔ پھر تمام جامعانِ احادیث کی سوانح عمریاں ہیں۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی۔ سفید چکنا کاغذ۔ بڑا سائز۔ ضخامت ۱۰۰۰ صفحات سے زائد۔ قیمت بلا جلد نو روپے۔ مجلد دس روپے۔ محصول علاوہ

صدپارۂ دل

سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر رسالہ پیشوا نے ۱۹۳۲ء میں مضامین لکھنے شروع کئے تھے۔ اس وقت سے آج تک کے اہم ترین مضامین ادبی، وجدانی، رومانی، سیاسی، تاریخی مضامین کا لاجواب انتخاب۔ بہترین لکھائی چھپائی۔ سفید چکنا کاغذ۔

ضخامت تین سو صفحے۔ قیمت تین روپے علاوہ محصول

ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ پیشوا، اردو بازار جامع مسجد دہلی

اسرارِ دربارِ مصر

دریائے نیل (مصر) کا ایک اہم تاریخی، عربی ناول، کا سلیس اردو میں ترجمہ۔ عشق و محبت، فرض و سیاست کی ٹکر ہے۔ عبارت رنگین۔ اچھی لکھائی چھپائی۔ سفید چکنا کاغذ۔ ضخامت دو سو صفحات سے زائد۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی

دی مغل لائن لمیٹڈ

جنگ کے زمانہ میں عدن۔ جدہ۔ پورٹ سوڈان۔ مصر اور ماریشش کو ہمارے مسافروں اور باربرداری کے جہازوں کی آمد و رفت کا سلسلہ ناگزیر طور پر بے قاعدہ ہو جاتا ہے۔۔۔ لیکن

ہم ہونے والی فتح اور امن کا انتظار کر رہے ہیں

جبکہ کمپنی کی مسلسل اور باقاعدہ آمد و رفت اور مکمل سروس سفر کرنے والے حجاج اور جہاز سے مال بھیجنے والوں کے لئے دوبارہ جاری ہو جائے گی

خط و کتابت کے لئے:۔ ٹرنر مارین اینڈ کمپنی لمیٹڈ

منیجنگ ایجنٹس — دی مغل لائن لمیٹڈ ۱۶ بنک اسٹریٹ بمبئی

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى

بلقیس نے کہا کہ اے اہل دربار تم مجھ کو میرے اس معاملہ میں جواب دو میں کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تم

تَشْهَدُوْنِ ۝ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ

میرے پاس موجود نہ ہو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم بڑے طاقتور اور بڑے لڑنے والے ہیں اور اختیار

اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ۝ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا

تم کو ہے سو تم ہی دیکھ لو جو کچھ حکم دینا ہو بلقیس کہنے لگی کہ والیان ملک جب کسی بستی میں داخل

قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ

ہوتے ہیں تو اس کو تہ و بالا کر دیتے ہیں اور اس کے رہنے والوں میں جو عزت دار ہیں ان کو ذلیل کیا کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا

وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝

ہی کریں گے اور میں ان لوگوں کے پاس کچھ ہدیہ بھیجتی ہوں پھر دیکھوں گی کہ وہ فرستادے کیا لے کر آتے ہیں

فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۡ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ

سو جب وہ فرستادہ سلیمان کے پاس پہنچا فرمایا کیا تم لوگ مال سے میری امداد کرتے ہو سو اللہ نے جو کچھ مجھ کو دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں

خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ۝ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ

بہتر ہے جو تم کو دے رکھا ہے ہاں تم ہی اپنے اس ہدیہ پر اتراتے ہوگے تم ان لوگوں کے پاس

فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ

لوٹ جاؤ سو ہم ان پر ایسی فوجیں بھیجتے ہیں کہ ان لوگوں سے ان کا ذرا مقابلہ نہ ہو سکے گا اور ہم ان کو وہاں سے ذلیل کر کے نکال دیں گے اور وہ ماتحت

تفسیر قالت سے صاغرون تک :۔ (سلیمان علیہ السلام نے ہدہد سے یہ گفتگو کر کے بلقیس کے نام ایک خط لکھا جس کا مضمون آگے قرآن میں مذکور ہے اور ہدہد کو حوالہ کیا وہ اس کو منقار میں لے کر چلا اور خلوت میں یا مجلس میں بلقیس کے پاس ڈال دیا) بلقیس نے (پڑھ کر اپنے سرداروں کو مشورہ کے لئے جمع کیا اور) کہا کہ اے اہل دربار میرے پاس ایک خط جس کا مضمون نہایت) باوقعت اور عظیم الشان ہے ڈالا گیا ہے (باوقعت اس لئے کہا کہ حاکمانہ مضمون ہے جس میں باوجود نہایت وجازت کے اعلیٰ درجہ کی بلاغت ہے۔ اور) وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اس میں یہ (مضمون) ہے (اول) بسم اللہ الرحمن الرحیم (اور اس کے بعد یہ کہ) تم لوگ (یعنی بلقیس اور سب اعیان سلطنت جن کے ساتھ عوام بھی وابستہ ہیں) میرے مقابلہ میں تکبر مت کرو اور میرے پاس مطیع ہو کر چلے آؤ (پس مقصود دعوت جمیع اہل سبا کی ہے اور یہ لوگ سلیمان علیہ السلام کا یا تو پہلے حال سن چکے ہوں گے گو سلیمان علیہ السلام ان لوگوں کو نہ جانتے ہوں اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بڑے آدمی چھوٹوں کو نہیں جانتے اور چھوٹے بڑوں کو جانا کرتے ہیں اور یا خط آنے کے بعد تحقیق کر لیا ہوگا اور مضمون خط کی اطلاع دینے کے بعد) بلقیس نے (یہ) کہا کہ اے اہل دربار تم مجھ کو میرے اس معاملہ میں رائے دو (کہ مجھ کو سلیمان علیہ السلام کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیے اور) میں (کبھی) کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک کہ تم میرے پاس موجود نہ ہو (اور مجھ سے مشورہ نہ دو) وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم (اپنی ذات سے ہر طرح حاضر ہیں اگر مقابلہ و مقاتلہ مصلحت سمجھا جاوے تو ہم) بڑے طاقتور اور بڑے لڑنے والے ہیں اور (آگے) اختیار تم کو ہے سو تم ہی (مصلحت) دیکھ لو جو کچھ (تجویز کر کے) حکم دینا ہو بلقیس کہنے لگی کہ (میرے نزدیک لڑنا تو مصلحت نہیں کیونکہ سلیمان صاحب ملک ہیں اور) والیان ملک (کا قاعدہ ہے کہ وہ) جب کسی بستی میں (مخالفانہ طور پر) داخل ہوتے ہیں تو اس کو تہ و بالا کر دیتے ہیں اور اس کے رہنے والوں میں جو عزت دار ہیں ان کو ذلیل

زور گھٹانے کے لئے) ذلیل (وخوار) کیا کرتے ہیں اور (اُن سے مقاتلہ کیا جاوے تو ممکن ہے کہ ان ہی کو غلبہ ہو تو پھر) یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے (تو بے ضرورت خلجان میں پڑنا خلاف مصلحت ہے سو قتال کو تو ابھی ملتوی کیا جاوے) اور (اس وقت یوں مناسب ہے کہ) میں ان لوگوں کے پاس کچھ ہدیہ (کسی آدمی کے ہاتھ) بھیجتی ہوں پھر دیکھوں گی کہ وہ فرستادے (وہاں سے) کیا (جواب) لے کر آتے ہیں (اس وقت پھر غور کیا جاوے گا چنانچہ ہدایا تحائف کا سامان درست ہوا اور قاصد اس کو لے کر روانہ ہوا) سو جب وہ فرستادہ سلیمان (علیہ السلام) کے پاس پہونچا (اور ہدایا پیش کئے تو سلیمان علیہ السلام نے) فرمایا کیا تم لوگ (یعنی بلقیس اور اہل بلقیس) مال سے میری امداد کرنا (چاہتے) ہو (جو یہ ہدایا لائے ہو) سو (سمجھ رکھو کہ) اللہ نے جو کچھ مجھے دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تم کو دے رکھا ہے (کیونکہ تمہارے پاس صرف دنیا ہے اور میرے پاس دین بھی اور دنیا تم سے زیادہ سو میں تو ان چیزوں کا حریص نہیں ہوں) ہاں تم ہی اپنے اس ہدیہ پر اتراتے ہو گے (سو یہ ہدایا ہم نہ لیں گے) تم (ان کو لے کر) ان لوگوں کے پاس لوٹ جاؤ سو (اگر وہ اب بھی ایمان نہ لاویں تو ان کو کہہ دو) ہم اُن پر ایسی فوجیں بھیجتے ہیں کہ اُن لوگوں سے ان کا ذرا مقابلہ نہ ہو سکے گا اور ہم اُن کو وہاں سے ذلیل کر کے نکال دیں گے اور وہ (ذلت کے ساتھ ہمیشہ کے لئے) ماتحت (اور رعیت) ہو جاویں گے (یہ نہیں کہ نکالنے کے بعد آزادی سے چھوڑ دئے جاویں کہ جہاں جاہیں چلے جاویں بلکہ ذلت دائمی لازم حال ہو جاوے گی)

ف سلیمان علیہ السلام نے ان کو دعوت الی الاسلام کی تھی۔ اور آنے سے مراد جسمانی حاضری نہیں ہے بلکہ اطاعت میں آنا۔ اور ہدیہ کا لوٹانا اگر جزیہ اُن کی شریعت میں مشروع نہ ہو تو ظاہر ہے اور اگر مشروع ہو تو یہ ہدیہ جزیہ نہ تھا جو اطاعت کی علامت ہے بلکہ بلا اطاعت دوستی کا ذریعہ تھا سو یہ مشروع نہیں۔ الا بضرورت اور یہ امر کہ سلیمان علیہ السلام نے اپنے نبی ہونے پر دلیل قائم کرنے کے لئے کوئی معجزہ کیوں نہ پیش کیا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ طلب کے وقت اس کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ بعض کو انبیاء کے کمالات معنویہ سے نبوت کا یقین ہو جاتا ہے اور جس کو اس سے یقین نہ ہو وہ خود طلب کر سکتا ہے۔ اور چونکہ مضمون خط کا قرآن میں ممکن ہے کہ روایت بالمعنے کے طور پر مذکور ہو اسلئے ضرور نہیں کہ بسم اللہ کی طرح

قَالَ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمَلَؤُا۟ أَيُّكُمْ يَأْتِينِى بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَن يَأْتُونِى مُسْلِمِينَ ۝

سلیمان نے فرمایا کہ اے اہل دربار تم میں کوئی ایسا ہے جو اُس کا تخت قبل اس کے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آویں حاضر کر دے

قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ ٱلْجِنِّ أَنَا۠ ءَاتِيكَ بِهِۦ قَبْلَ أَن تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ ۖ وَ

ایک قوی ہیکل جن نے جواب میں عرض کیا کہ میں اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کروں گا قبل اس کے کہ آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں اور

إِنِّى عَلَيْهِ لَقَوِىٌّ أَمِينٌ ۝ قَالَ ٱلَّذِى عِندَهُۥ عِلْمٌ مِّنَ ٱلْكِتَٰبِ أَنَا۠ ءَاتِيكَ

میں اس پر طاقت رکھتا ہوں امانت دار ہوں جس کے پاس کتاب کا علم تھا اُس نے کہا کہ میں اُس کو تیرے سامنے تیری آنکھ جھپکنے

بِهِۦ قَبْلَ أَن يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَءَاهُ مُسْتَقِرًّا عِندَهُۥ قَالَ

سے پہلے لا کھڑا کر سکتا ہوں پس جب سلیمان نے اُس کو اپنے روبرو رکھا دیکھا تو کہنے لگے کہ

هَٰذَا مِن فَضْلِ رَبِّى لِيَبْلُوَنِىٓ ءَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ۖ وَمَن شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ

یہ بھی میرے پروردگار کا ایک فضل ہے تاکہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جو شخص شکر کرتا ہے

لِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّى غَنِىٌّ كَرِيمٌ ۝ قَالَ نَكِّرُوا۟ لَهَا عَرْشَهَا نَنظُرْ

وہ اپنے ہی نفع کیلئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے میرا رب غنی ہے کریم ہے سلیمان نے حکم دیا کہ اس کے لئے اس کے تخت کی صورت

أَتَهْتَدِىٓ أَمْ تَكُونُ مِنَ ٱلَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ۝

بدل دو ہم دیکھیں اُس کو اس کا پتہ لگتا ہے یا اُس کا انہیں میں شمار ہوتا ہے جن کو پتہ نہیں لگتا

تفسیر قال یایھا الملؤا سے لا یھتدون ۔ غرض وہ قاصد وہ ہدایا لے کر واپس گیا اور سارا قصہ بلقیس سے بیان کیا جو بوجہ حالات سے اُس کو کمالات سلیمانیہ کا علم اور نبوت کا یقین ہو گیا۔ اور حاضر ہونے کے قصد سے اپنے ملک سے چلی) سلیمان (علیہ السلام کو وحی سے یا اور کسی طیر وغیرہ کے ذریعہ سے اس کا چلنا معلوم ہوا تو انہوں) نے (اپنے دربار والوں سے) فرمایا کہ اے اہل دربار تم میں کوئی ایسا ہے جو اُس (بلقیس) کا تخت قبل اس کے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آویں حاضر کر دے (مسلمین قید واقعی ہے کیونکہ وہ لوگ اسی قصد سے آ رہے تھے تخت کا منگانا غالباً اس غرض سے ہے کہ وہ لوگ میرا معجزہ بھی دیکھ لیں کیونکہ اتنا بڑا تخت اور پہرہ کا ایسے سخت پہروں میں اُس طور پر یکایک آ جانا کہ اطلاع تک نہ ہو عادت بشریہ سے خارج ہے اگر تسخیر جن سے ہے تب بھی خود جن کو مسخر ہو جانا خارق عادت ہے ۔ اور اگر بواسطہ کرامت کسی ولی امت کے ہے تو ولی کی کرامت نبی کا معجزہ ہے اور اگر بلا واسطہ ہے تو براہ راست معجزہ ہے۔ بہر حال ہر طور پر یہ اعجاز اور دلیل نبوت ہے پس یہ مقصود ہوگا کہ کمالات باطنہ کے ساتھ کمالات اعجازیہ بھی دیکھ لیں کہ ایمان و اطمینان زائد ہو) ایک قوی ہیکل جن نے جواب (میں) عرض کیا کہ میں اُس کو آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ آپ اپنے اجلاس سے اُٹھیں اور (گو وہ بہت بھاری ہے مگر) میں اُس (کے لانے) پر طاقت رکھتا ہوں (اور گو بڑا قیمتی مرصع جواہرات سے ہے مگر میں) امانت دار (بھی ہوں (اس میں کوئی خیانت نہ کروں گا) جس کے پاس کتاب (الٰہی یعنی توریت کا یا اور وحی کی ہوئی کتاب جس میں اسمار الٰہیہ کی تاثیرات ہوں اُس) کا علم تھا (اقرب یہ ہے کہ سلیمان علیہ السلام مراد ہیں غرض) اُس (علم والے) نے (اُس جن سے) کہا کہ (بس تجھ میں تو اتنی ہی قوت ہے اور) میں اُس کو تیرے سامنے تیری آنکھ جھپکنے سے پہلے لا کر کھڑا کر سکتا ہوں (کیونکہ میں قوت معجزہ سے لاؤں گا چنانچہ آپ نے حق تعالیٰ سے دعا کی ویسے ہی یا کسی اسم الٰہی کے ذریعہ سے اور تخت فوراً سامنے آ موجود ہوا) پس جب سلیمان (علیہ السلام) نے اُس کو اپنے روبرو رکھا دیکھا تو (خوش ہو کر شکر کے طور پر) کہنے لگے کہ یہ بھی میرے پروردگار کا ایک فضل ہے (کہ میرے ہاتھ سے یہ معجزہ ظاہر کیا) تاکہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں شکر کرتا ہوں یا (خدانخواستہ) ناشکری کرتا ہوں اور (ظاہر ہے کہ) جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع کے لئے شکر کرتا ہے (اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع نہیں) اور (اسی طرح) جو ناشکری کرتا ہے (وہ بھی اپنا ہی نقصان کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا کوئی ضرر نہیں کیونکہ) میرا رب غنی ہے کریم ہے (اس کے بعد) سلیمان (علیہ السلام) نے (بلقیس کی عقل آزمانے کے لئے) حکم دیا کہ اُس (کی عقل آزمانے) کے لئے اس کے تخت کی صورت بدل دو (جس کے بہت سے طریقے ہو سکتے ہیں مثلاً جواہرات کے مواقع بدل دو یا اور کسی طرح) ہم دیکھیں اس کو اس کا پتہ لگتا ہے یا اس کا انھیں میں شمار ہے جن کو (ایسی باتوں کا) پتہ نہیں لگتا (پس اول صورت میں معلوم ہوگا کہ عاقل ہے اور عاقل سے حق فہمی کی زیادہ اُمید ہے اور اس کے حق پرستی کا اثر دوسروں تک بھی بہت متعدی ہوتا ہے اور دوسری صورت میں امید اور تعدیہ دونوں کم ہیں)

فَلَمَّا جَاۗءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ

سو جب بلقیس آئی تو اُس سے کہا گیا کہ کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے وہ کہنے لگی کہ ہاں ہے تو ویسا ہی اور ہم لوگوں کو تو اس

مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ۝ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ

واقعہ سے پہلے ہی تحقیق ہو چکی ہے اور ہم مطیع ہو چکے ہیں اور اس کو غیر اللہ کی عبادت نے روک رکھا تھا

اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ

وہ کافر قوم میں کی تھی بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو تو جب اس کا صحن دیکھا تو اس کو

حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ

پانی سمجھا اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں سلیمان نے فرمایا کہ یہ تو ایک محل ہے جو شیشوں سے بنایا گیا ہے

قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

بلقیس کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا اور سلیمان کے ساتھ ہو کر رب العلمین پر ایمان لائی

تفسیر فلما جاءت سے رب العلمین تک (سلیمان علیہ السلام نے یہ سب سامان کر رکھا پھر بلقیس پہونچی) سو جب بلقیس آئی تو اس سے (تخت دکھا کر) کہا گیا (خواہ سلیمان علیہ السلام نے خود کہا ہو یا کسی سے کہلوایا ہو) کہ کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے وہ کہنے لگی کہ ہاں ہے تو ویسا ہی (بلقیس سے اس طور پر اس لئے سوال کیا کہ اس کی ہیئت تو بدل دی گئی تھی تو مادہ تو وہی تخت تھا اور بصورت وہ نہ تھا اس لئے کاف تشبیہ کا بڑھا دیا گیا اور بلقیس اس کو پہچان گئی اور اس کے بدل دینے کو بھی سمجھ گئی اس لئے جواب بھی مطابق سوال کے دیا) اور (یہ بھی کہا کہ) ہم لوگوں کو تو اس واقعہ سے پہلے ہی (آپ کی نبوت کی) تحقیق ہو چکی ہے اور ہم (اسی وقت سے دل سے) مطیع ہو چکے ہیں (جب سے کہ قاصد سے آپ کے کمالات معلوم ہوئے تھے اس معجزہ کی چنداں حاجت نہ تھی) اور (چونکہ اس معجزہ کے قبل تصدیق واعتقاد کر لینا دلیل کمال عقل کی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اُس کے عاقل ہونے کی تقریر فرماتے ہیں کہ فی الواقع وہ تھی سمجھدار مگر چند روز تک جو ایمان نہ لائی تو وجہ اس کی یہ ہے کہ) اس کو (ایمان لانے سے) غیر اللہ کی عبادت نے (جس کی اس کو عادت تھی) روک رکھا تھا (اور وہ عادت اس لئے پڑ گئی تھی کہ) وہ کافر قوم میں کی تھی (پس جو سب کو دیکھا وہی آپ کرنے لگی اور عادت اکثر اوقات تنبہ سے حاجب ہوتی ہے مگر چونکہ تھی عاقل اس لئے جب تنبیہ کی گئی متنبہ ہو گیا اس کے بعد سلیمان علیہ السلام نے یہ چاہا کہ علاوہ اعجاز و شان نبوت دکھلا دینے کے اس کو ظاہری شان سلطنت بھی دکھلا دی جاوے تاکہ اپنے کو دنیا کے اعتبار سے بھی عظیم نہ سمجھے اس لئے ایک شیش محل بنوا کر اس کے صحن میں حوض بنوایا اور اس میں پانی اور مچھلیاں بھر کر اس کو شیشہ سے پاٹ دیا اور شیشہ ایسا شفاف تھا کہ بادی النظر میں نظر نہ آتا تھا اور وہ حوض ایسے موقع پر تھا کہ اس محل میں جانے والے کو لامحالہ اس پر سے عبور کرنا پڑے چنانچہ اس تمام سامان کے بعد) بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو (ممکن ہے کہ وہی محل قیام کے لئے تجویز کیا ہو تو اس میں جانا اور بعضر ناضرور ہوا غرض وہ چلیں راہ میں حوض آیا) تو جب اس کا صحن دیکھا تو اس کو پانی (سے بھرا ہوا) سمجھا اور (چونکہ قرینہ سے پایاب گمان کیا اس لئے اس کے اندر گھسنے کے لئے دامن اٹھائے اور) اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں (اس وقت) سلیمان (علیہ السلام) نے فرمایا کہ یہ تو ایک محل ہے جو (سب کا سب مع صحن) شیشوں سے بنایا گیا ہے (اور یہ حوض بھی شیشہ سے پٹا ہوا ہے دامن اٹھانے کی ضرورت نہیں اس وقت) بلقیس (کو معلوم ہو گیا کہ یہاں دنیوی صنائع بدائع بھی ایسے ہیں جو آج تک میں نے آنکھ سے نہیں دیکھے تو اُن کے دل میں ہر طرح سے سلیمان علیہ السلام کی عظمت پیدا ہوئی اور بے ساختہ) کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار میں نے (اب تک) اپنے نفس پر ظلم کیا تھا (کہ شرک میں مبتلا تھی) اور میں (اب) سلیمان (علیہ السلام) کے ساتھ (یعنی انکے طریق پر) ہو کر رب العالمین پر ایمان لائی۔ **ف** اس قصہ سے بھی علاوہ اخبار عن الاخبار الماضیۃ بلا مدارستہ و ممارستہ جو کہ دلیل نبوت کی ہے خود موافقت انبیاء کی ترغیب کہ بلقیس باوجود اس شان و شوکت کے جب اس پر حق واضح ہوا ایمان لے آئی اور مخالفت انبیاء سے ترہیب کہ اگر ایمان نہ لاتی تو وہی ہوتا جو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تھا لنأتینھم بجنود الخ نیز معلوم ہوئی جو کہ ان قصص کے بعض مقاصد میں سے ہے اور نیز اشارۃً تسلی بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ مثل لشکر سلیمانی کے ہم آپ کے لشکر کو بھی ان کفار پر اگر یہ ایمان نہ لائے مسلط کریں گے چنانچہ بعد میں جہاد شروع ہو گیا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ فَاِذَا ھُمْ

اور ہم نے ثمود کے پاس اُن کے بھائی صالح کو بھیجا کہ تم اللہ کی عبادت کرو سو اچانک اُن میں دو فریق ہو گئے

فَرِیْقٰنِ یَخْتَصِمُوْنَ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّیِّئَۃِ قَبْلَ الْحَسَنَۃِ

جو باہم جھگڑنے لگے صالح نے فرمایا کہ اے بھائیو تم نیک کام سے پہلے عذاب کو کیوں جلدی مانگتے ہو تم لوگ اللہ کے

لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ

سامنے معافی کیوں نہیں چاہتے جس سے توقع ہو کہ تم پر رحم کیا جاوے وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو تم کو اور تمہارے ساتھ والوں کو

مَّعَكَ ۭ قَالَ طٰۗىِٕرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ۝ وَكَانَ

منحوس سمجھتے ہیں صالح نے فرمایا کہ تمہاری نحوست اللہ کے علم میں ہے بلکہ تم وہ لوگ ہو کہ عذاب میں مبتلا ہو گے اور اس

فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝

بستی میں نو شخص تھے جو سرزمین میں فساد کیا کرتے تھے اور اصلاح نہ کرتے تھے

قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا

انہوں نے کہا کہ آپس میں سب اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم شب کے وقت صالح اور ان کے متعلقین کو جا ماریں گے پھر ہم ان کے وارث

مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ

سے کہہ دیں گے کہ ہم ان کے متعلقین کے مارے جانے میں موجود نہیں تھے اور ہم بالکل سچے ہیں اور انہوں نے ایک خفیہ تدبیر کی اور ایک خفیہ تدبیر

لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَ

ہم نے کی اور ان کو خبر بھی نہ ہوئی سو دیکھئے ان کی شرارت کا کیا انجام ہوا کہ ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو

قَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

سب کو غارت کر دیا سو یہ ان کے گھر ہیں جو ویران پڑے ہیں ان کے کفر کے سبب سے بلاشبہ اس میں بڑی

لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

عبرت ہے دانشمندوں کے لئے اور ہم نے ایمان اور تقویٰ والوں کو نجات دی

تفسیر ولقد ارسلنا سے یتقون تک :۔ اور ہم نے (قوم) ثمود کے پاس ان کے (برادری کے) بھائی صالح کو (پیغمبر بنا کر) بھیجا یہ (پیغام دے کر) کہ تم (شرک کو چھوڑ کر) اللہ کی عبادت کرو سو (چاہیے تو یہ تھا کہ سب ایمان لے آتے مگر خلاف توقع) اچانک ان میں دو فریق ہو گئے جو (دین کے بارہ میں) باہم جھگڑنے لگے (یعنی ایک فرقہ تو ایمان لایا اور ایک نہ لایا اور ان میں جو جھگڑا اور کلام ہوا بعض اس میں کا سورۂ اعراف میں مذکور ہے قال الملاء الذین استکبروا للذین استضعفوا الخ اور بعض اس میں کا آگے مذکور ہے قالوا اطیرنا بک الخ اور جب ان لوگوں نے کفر پر اصرار کیا تو صالح علیہ السلام نے موافق عادت انبیاء علیہم السلام کے ان کو عذاب الٰہی سے ڈرایا جیسا سورۂ اعراف میں ہے فیاخذکم عذاب الیم تو انہوں نے کہا کہ لاؤ وہ عذاب کہاں ہے جیسا سورۂ اعراف میں ہے قالوا یا صالح ائتنا بما تعدنا ان کنت من المرسلین اس پر) صالح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ ارے بھائیو تم نیک کام (یعنی توبہ و ایمان) سے پہلے عذاب کو کیوں جلدی مانگتے ہو (یعنی چاہیے تو یہ تھا کہ عذاب کی وعید سنکر ایمان لے آتے نہ یہ کہ ایمان تو نہ لائے اور بالعکس اس عذاب ہی کی درخواست کرنے لگے بڑی بے باکی کی بات ہے بجائے اس استعجال عذاب کے) تم لوگ اللہ کے سامنے (کفر سے) معافی کیوں نہیں چاہتے جس سے توقع ہو کہ تم پر رحم کیا جاوے (یعنی عذاب سے محفوظ رہو) وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو تم کو اور تمہارے ساتھ والوں کو منحوس سمجھتے ہیں (کہ جب سے تم نے یہ مذہب نکالا ہے اور تمہاری یہ جماعت پیدا ہوئی ہے قوم میں نا اتفاقی ہو گئی اور نا اتفاقی کی جو مضرتیں اور خرابیاں ہوتی ہیں وہ سب مرتب ہونے لگیں پس مبداء ان تمام تر شرور کے تم لوگ ہو) صالح (علیہ السلام) نے (جواب میں) فرمایا کہ تمہاری (اس) نحوست (کا سبب) اللہ کے علم میں ہے (یعنی تمہارے اعمال کفریہ اللہ کو معلوم ہیں یہ شرور ان ہی اعمال پر مرتب ہیں چنانچہ ظاہر ہے کہ نا اتفاقی مذموم

وہی ہے جو حق کے خلاف کرنے سے ہو تو اس کا الزام ایمان والوں پر نہیں ہو سکتا بلکہ اہل کفر پر ہو گا اور بعض تفاسیر میں
ہے کہ اُن پر قحط ہوا تھا اور تمہارے کفر کی مضرت کچھ ان شرور ہی تک ختم نہیں ہوئی) بلکہ تم وہ لوگ ہو کہ (اس کفر کی بدولت)
عذاب میں مبتلا ہو گے اور (یوں تو کافر اُس قوم میں بہت تھے لیکن سرغنہ) اُس بستی (یعنی حجر) میں نو شخص تھے جو سرزمین
میں (یعنی بستی سے باہر تک بھی) فساد کیا کرتے تھے اور (ذرا) اصلاح نہ کرتے تھے (یعنی بعض مفسد ایسے ہوتے ہیں کہ
کچھ فساد کیا کچھ اصلاح کر لی مگر وہ ایسے نہ تھے بلکہ خالص مفسد تھے چنانچہ ایک بار یہ فساد کیا کہ) انھوں نے (ایک دوسرے
سے) کہا کہ آپس میں سب (اس پر) اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم شب کے وقت صالح اور ان کے متعلقین (یعنی ایمان والوں)
کو جا ماریں گے پھر (اگر تحقیق کی نوبت آئی تو) ہم ان کے وارث سے (جو خون کا دعویٰ کرے گا) کہہ دیں گے کہ ہم ان کے متعلقین
کے (اور خود اُن کے) مارے جانے میں موجود (بھی) نہ تھے (اور مارنا تو درکنار) اور (تاکید کے لئے یہ بھی کہہ دیں گے
کہ) ہم بالکل سچے ہیں (اور گواہ کوئی معائنہ کا ہو گا نہیں بس بات دب دبا جاوے گی) اور (یہ مشورہ کر کے) انھوں
نے ایک خفیہ تدبیر کی (کہ شب کے وقت اس کارروائی کے لئے چلے) اور ایک خفیہ تدبیر ہم نے کی اور (اُس تدبیر کی)
ان کو خبر بھی نہ ہوئی (وہ یہ کہ ایک پہاڑ پر سے ایک پتھر ان پر لڑھک آیا اور وہ سب وہاں ہی کھیت رہے یعنی
ہلاک ہوئے) سو دیکھئے ان کی شرارت کا کیا انجام ہوا کہ ہم نے ان کو (بطریق مذکور) اور (پھر) ان کی (باقی) قوم کو
(آسمانی عذاب سے) سب کو غارت کر دیا (جس کا قصہ دوسری آیات میں ہے فعقروا الناقة الیٰ فاخذتہم
الرجفة و اخذ الذین ظلموا الصیحة) سو یہ ان کے گھر ہیں جو ویران پڑے ہیں اُن کے کفر کے سبب سے
(جو کہ اہل مکہ کو شام کے سفر میں ملتے ہیں) بلاشبہ اس (واقعہ) میں بڑی عبرت ہے دانشمندوں کے لئے اور ہم نے ایمان
اور تقویٰ والوں کو (اُس قتل سے بھی جس کا مشورہ ہوا تھا اور عذاب قہری سے بھی) نجات دی۔

وَلُوطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ اَئِنَّكُمْ

اور ہم نے لوط کو بھیجا تھا جب کہ انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم یہ بےحیائی کا کام کرتے ہو حالانکہ سمجھدار ہو — کیا تم

لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝

مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو — عورتوں کو چھوڑ کر — بلکہ تم جہالت کر رہے ہو

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ

سو ان کی قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا — بجز اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ لوط کے لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ

اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ؗ قَدَّرْنٰهَا

بڑے پاک صاف بنتے ہیں — سو ہم نے لوط کو اور ان کے متعلقین کو بچا لیا بجز ان کی بیوی کے — کہ اُس کو ہم نے اُن ہی

مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝

لوگوں میں تجویز کر رکھی تھا — جو عذاب میں رہ گئے تھے اور ہم نے ان پر ایک نئی طرح کا مینہ برسایا سو اُن لوگوں کا کیا برا مینہ تھا جو ڈرائے گئے

تفسیر وَلُوطًا سے مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ تک :۔ اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو (پیغمبر کر کے اُن کی قوم کے پاس) بھیجا تھا
جب کہ انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم یہ بےحیائی کا کام کرتے ہو حالانکہ سمجھدار ہو (کیا اس کی قباحت نہیں سمجھتے
آگے اُس بےحیائی کا بیان ہے یعنی) کیا تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر (اور اس کے ارتکاب کے
لئے کوئی منشا اشتباہ نہیں ہو سکتا) بلکہ (اس باب میں) تم (محض) جہالت کر رہے ہو سو (اس تقریر کا) ان کی قوم
سے کوئی (معقول) جواب نہ بن پڑا بجز اس کے کہ (آخر میں بیہودگی کی راہ سے) آپس میں کہنے لگے کہ لوط (علیہ السلام
کے لوگوں کو (یعنی مومنین کو مع لوط علیہ السلام کے) تم اپنی (اس) بستی سے نکال دو (کیونکہ) یہ لوگ بڑے پاک
صاف بنتے ہیں سو (جب یہاں تک نوبت پہنچی تو) ہم نے (اُس قوم پر عذاب نازل کیا اور) لوط (علیہ السلام) کو اور

ان کے متعلقین کو (اس عذاب سے) بچا لیا بجز ان کی بیوی کے کہ اس کو (بوجہ ایمان نہ لانے کے) ہم نے ان ہی لوگوں میں
تجویز کر رکھا تھا جو عذاب میں رہ گئے تھے اور (- - - - - - - - - وہ عذاب جو اُن پر نازل ہوا یہ تھا کہ) ہم نے
ان پر ایک نئی طرح کا مینہ برسایا (کہ وہ پتھروں کا مینہ تھا) سو ان لوگوں کا کیا برا مینہ تھا جو (اول عذاب خدا سے) ڈرائے
گئے تھے (جس پر انھوں نے التفات نہ کیا) ربط ۔ شروع سورت سے یہاں تک رسالت کی بحث تھی آگے توحید کی بحث
ہے جس کو ایک بلیغ اور موثر خطبہ سے شروع کیا ہے ۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا

آپ کہئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے سزاوار ہیں اور اس کے اُن بندوں پر سلام ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا ہے کیا اللہ بہتر ہے یا وہ

ع ۵

يُشْرِكُوْنَ ؕ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ

چیزیں جن کو شریک ٹھہراتے ہیں یا وہ ذات جس نے آسمان اور زمین کو بنایا اور اس نے آسمان سے پانی برسایا

مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ

پھر اس کے ذریعہ سے ہم نے رونق دار باغ اُگائے تم سے تو ممکن نہ تھا کہ تم اُن کے درختوں کو اُگا سکو کیا اللہ کے ساتھ

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ؕ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا

کوئی اور معبود ہے بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ خدا کی برابر ٹھہراتے ہیں یا وہ ذات جس نے زمین کو قرارگاہ بنایا

وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ

اور اس کے درمیان نہریں بنائیں اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان

حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اَمَّنْ يُّجِيْبُ

ایک حدِ فاصل بنائی کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے بلکہ ان میں زیادہ تو سمجھتے بھی نہیں یا وہ ذات جو بیقرار آدمی

الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ

کی سنتا ہے جب وہ اس کو پکارتا ہے اور مصیبت کو دور کر دیتا ہے اور تم کو زمین میں صاحبِ تصرف بناتا ہے کیا اللہ

مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

کے ساتھ کوئی اور معبود ہے تم لوگ بہت ہی کم یاد رکھتے ہو یا وہ ذات جو تم کو خشکی اور دریا کی تاریکیوں میں رستہ سجھاتا

وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ

ہے اور جو کہ ہواؤں کو بارش سے پہلے بھیجتا ہے جو خوش کر دیتی ہیں کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے

تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؕ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے شرک سے برتر ہے یا وہ ذات جو مخلوقات کو اول بار پیدا کرتا ہے پھر اس کو دوبارہ پیدا کریگا

مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

اور جو کہ آسمان و زمین سے تم کو رزق دیتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے آپ کہئے کہ تم اپنی دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو

تفسیر قل الحمد سے صٰدقین تک ۔ آپ (بیان توحید کے لئے بطور خطبہ کے) کہئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے سزاوار ہیں اور اس کے اُن بندوں پر سلام (نازل) ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا ہے (یعنی انبیاء و صلحاء) آگے مضمون توحید ہماری طرف سے بیان کیجئے وہ یہ کہ (لوگو یہ بتلاؤ کہ) کیا (کمالات اور احسانات میں) اللہ بہتر ہے یا وہ چیزیں (بہتر ہیں) جن کو (الوہیت میں) شریک ٹھہراتے ہیں (یعنی ظاہر اور مسلم ہے کہ اللہ ہی بہتر ہے پس مستحق عبادت بھی وہی ہوگا اس خیریت تو عقلی ہونے کے سبب کفار کے نزدیک بھی مسلم تھی اور استلزام اس خیریت کا تفرد فی الالوہیت کو قضیہ عقلیہ ہے ۔ یہ تو اجمالی بیان تھا جو بوجہ بداہتہ مقدمات کے باوجود اجمال کے بھی کافی ہے مگر اہتمام و زیادت تقریر و تنبیہ کے لئے آگے تفصیل ہے کہ اچھا خدا تعالیٰ کے کمالات میں غور کرکے بتلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں) یا وہ ذات (بہتر ہے) جس نے آسمان اور زمین کو بنایا اور اس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس (پانی) کے ذریعہ سے ہم نے رونق دار باغ اگائے (ورنہ) تم سے تو ممکن نہ تھا کہ تم ان (باغوں) کے درختوں کو اگا سکو (یہ سنکر اب بتلاؤ کہ) کیا اللہ کے ساتھ (شریک عبادت ہونے کے لائق) کوئی اور معبود ہے (مگر مشرکین پھر بھی نہیں مانتے) بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ (دوسروں کو خدا کے برابر (عبادت میں) ٹھہراتے ہیں (اچھا پھر اور کمالات سنکر یہ بتلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں) یا وہ ذات جس نے زمین کو (مخلوق) کا قرارگاہ بنایا اور اس کے درمیان درمیان نہریں بنائیں اور اس (زمین) کے (ٹھہرانے کے) لئے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان ایک حد فاصل بنائی (جیسا فرقان میں مرج البحرین آچکا ہے یہ سنکر اب بتلاؤ کہ) کیا اللہ کے ساتھ (شریک عبادت ہونے کے لائق) کوئی اور معبود ہے (مگر مشرکین نہیں مانتے) بلکہ ان میں زیادہ تو (اچھی طرح) سمجھتے بھی نہیں (اچھا پھر اور کمالات سنکر بتلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں) یا وہ ذات جو بے قرار آدمی کی سنتا ہے جب اس کو پکارتا ہے اور (اس کی) مصیبت کو دور کر دیتا ہے اور تم کو زمین میں صاحب تصرف بناتا ہے (یہ سنکر اب بتلاؤ کہ) کیا اللہ کے ساتھ (شریک عبادت ہونے کے لائق) کوئی اور معبود ہے (مگر) تم لوگ بہت ہی کم یاد رکھتے ہو۔ (اچھا پھر اور کمالات سنکر بتلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں) یا وہ ذات جو تم کو خشکی اور دریا کی تاریکیوں میں رستہ سوجھاتا ہے اور جو کہ ہواؤں کو بارش سے پہلے بھیجتا ہے جو (بارش کی امید دلا کر دلوں کو) خوش کر دیتی ہیں۔ (یہ سنکر اب بتلاؤ کہ) کیا اللہ کے ساتھ (شریک عبادت ہونے کے لائق) کوئی اور معبود ہے (ہرگز نہیں بلکہ) اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے شرک سے برتر ہے (اچھا پھر اور کمالات سنکر بتلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں) یا وہ ذات جو مخلوقات کو اول بار پیدا کرتا ہے (جو کہ مسلم ہے) پھر اس کو دوبارہ پیدا کرے گا (جس پر برہان قطعی قائم ہے) اور جو کہ آسمان اور زمین سے (پانی برسا کر اور نباتات نکال کر) تم کو رزق دیتا ہے (یہ سنکر اب بتلاؤ کہ) کیا اللہ کے ساتھ (شریک عبادت ہونے کے لائق) کوئی اور معبود ہے (اور اگر وہ یہ سنکر بھی کہیں کہ ہاں اور معبود بھی مستحق ہیں تو) آپ کہئے کہ (اچھا) تم (ان کے استحقاق عبادت پر) اپنی دلیل پیش کرو اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو (اس طرح سے کہ ان میں مقتضیات عبادت کو ثابت کرو) **ربط** اوپر نبوت کے بعد توحید کا ذکر ہو چکا آگے معاد کا ذکر ہے جس کی طرف دلائل توحید میں اس قول سے اجمالی اشارہ بھی ہوا ہے۔ ثم یعیدہ ۔ اور چونکہ کفار اس کی تکذیب کی وجہ یہ بھی قرار دیتے تھے کہ قیامت کا وقت پوچھنے پر بھی نہیں بتلایا جاتا عدم تعیین کو عدم وقوع کی دلیل ٹھہراتے تھے اس لئے اس مضمون کو اختصاص علم غیب باللہ تعالیٰ سے شروع کیا ہے قل لا یعلم جس میں ان کے منشاء اشتباہ کا من وجہ جواب بھی ہو گیا ۔ پھر اُن کے شک و انکار پر تشنیع ہے بل ادارک پھر ان کے ایک انکاری قول کی نقل ہے وقال الذین کفروا پھر اس انکار پر تہدید ہے قل سیروا پھر اس انکار پر آپ کی تسلی ہے ولا تحزن پھر اس تہدید کے متعلق ان کے ایک شبہ کا جواب ہے ویقولون الخ پھر تہدید کی گئی ہے وان ربک لیعلم الخ جیسا تقریر ترجمہ سے ظاہر ہوگا۔

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا

آپ کہہ دیجئے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں موجود ہیں کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے اور اُن کو

یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ ۣ قف

یہ خبر نہیں کہ وہ کب دوبارہ زندہ کئے جاویں گے بلکہ آخرت کے بارہ میں اُن کا علم نیست ہو گیا



غیبی نوشتے

[illegible]

پہلا حصہ

علم نجوم

بروج و کواکب کی ماہیت

بروج کا اصلی

نچھتر

نچھتروں کے بیان

نچھتروں کا تعلق

کواکب کی ماہیت

ستاروں کی ...

(۱) آفتاب

(۲) قمر

(۳) مریخ

(۴) عطارد

(۵) مشتری

(۶) زہرہ

(۷) زحل

(۸) راس و ذنب

بروج آسمانی کی کیفیت

...

رفتار کواکب

قرآن ...

...

ستاروں کی کیفیت

[illegible]

(الف) احکام آفتاب

آفتاب بخانہ اول

بخانہ دوم

بخانہ سوم

بخانہ چہارم

بخانہ پنجم

بخانہ ششم

بخانہ ہفتم

بخانہ ہشتم

بخانہ نہم

بخانہ دہم

بخانہ یازدہم

بخانہ دوازدہم

(ب) احکام قمر

قمر بخانہ اول

بخانہ دوم

بخانہ سوم

بخانہ چہارم

بخانہ پنجم

بخانہ ششم

بخانہ ہفتم

بخانہ ہشتم

بخانہ نہم

بخانہ دہم

بخانہ یازدہم

بخانہ دوازدہم

(ج) احکام مریخ

مریخ بخانہ اول

بخانہ دوم

بخانہ سوم

[illegible]

(د) احکام عطارد

(ہ) احکام مشتری

(و) احکام زہرہ

(ز) احکام زحل

(ح) احکام راس

(ط) احکام ذنب

دوسرا حصہ

[illegible]

تیسرا حصہ

[illegible]

چوتھا حصہ

[illegible]

پانچواں حصہ

[illegible]

ملنے کا پتہ: مینیجر رسالہ پیشوا دہلی


ان کی ھوئی فوج کو
فزیکل ٹریننگ انسٹرکٹروں کی ضرورت ھے
نوجوانوں کیلئے نادر موقع
For detailed Information apply to any of the listed Recruiting Offices below
IAF
تفصیلات کیلئے ریکروٹنگ آفیسر سے ان پتوں پر خط و کتابت کیجئے
۱- لوتھین روڈ - کشمیری دروازہ دھلی
۱۰۱- دی مال - انبالہ
ویسٹرن کچہری روڈ - میرٹھ

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

(اے ہمارے پروردگار!) ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا

پیشوا

دہلی

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی



قیمت سالانہ صرف ایک روپیہ

فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (۱٫)

مقام اشاعت جامع مسجد اردو بازار دہلی

(6) 2

ہمارا مجرب ہے اپنی تحریری گارنٹی پر ۵ دن میں کامیابی حاصل ہو جائیگی

ایڈیٹر صاحب جلے کیا فرماتے ہیں

آج کل اشتہار بازی نے ایک ذریعہ معاش کی صورت اختیار کر لی ہے اور پبلک کو ایسے تلخ تجربے ہوئے ہیں کہ اشتہار خواہ کتنا ہی سچا ہو مگر مشکل سے یقین ہوتا ہے لیکن مجھے مسرت ہے کہ اس بے اعتمادی کے زمانہ میں مشہور نامور کارخانہ انڈو جنیوین کیمیکل ورکس رجسٹرڈ دہلی نے اپنی دیانتدارانہ خدمات بہترین صحیح اور خالص ادویات عوام کے سامنے پیش کر کے تمام مقبولیت اور ہردلعزیزی حاصل کر لی ہے، اور میری ذاتی معلومات ہیں کہ ان کا تمام کاروبار راستبازی دیانتداری اور نہایت محنت اور قابل ترین کارکنان اور بالکل اشتہار کے مطابق ادویہ پیش کرنے میں بے مثل کارخانہ ہے یہی وجہ ہے کہ روز افزوں ترقی کر رہا ہے اور ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اور بیرون ہندوستان جنوبی افریقہ، یوگنڈا، عدن، سیلون، ملایا، انگلینڈ تک اس کارخانہ کی دواؤں کے استعمال کرنیوالے اور ان کے اخلاص کے معترف موجود ہیں جن کی تائید میں ہزاروں مریضوں کے خطوط دیکھے، لہذا میں ان حضرات کی جو ضرورتمند ہوں ہمسائی کرونگا کہ وہ اس کارخانہ کی سریع التاثیر مفید ادویہ استعمال کر کے فائدہ حاصل کریں جو ہر موسم میں قابل استعمال ہیں (ایڈیٹر)

ہمیں امید ہے کہ آپ مذکورہ بالا رائے کو پڑھنے کے بعد ہمارا یہ اشتہار صحیح تصور فرمائیں گے اگر آپ ضرورتمند ہوں تو ضرور دوا طلب فرمائیں انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ اگر فائدہ نہ ہو تو دس روپے انعام اور قیمت واپس ہمارا یہ اعلان ڈنکے کی چوٹ ہے اس میں ذرہ بھر مبالغہ یا دھوکہ نہیں اگر ہم آپ سے دھوکہ کریں تو "خدا اور رسول صلعم سے دھوکہ کریں"

سائنٹیفک آئل رجسٹرڈ اس صدی کا انمول جوہر اور اس موسم کا خاص تحفہ ہے اس حیرت انگیز تیل کی تاثیر سے فائدہ اٹھاتے زبان باندھنے کی ضرورت نہ کرنے پیٹنے کی حاجت نہ آبلہ کا ڈر لگاتے ہی بند ہے کو کرینا ب کر دیتا اور خوابیدہ جذبات میں طوفان عظیم پیدا ہو جاتا ہے ایک شیشی کا استعمال تمام نقائص خواہ وہ کسی سبب سے کیوں نہ پیدا ہو گئے ہوں مثلاً کجی، لاغری، نامردی، کم خواہشی، رگوں کے پھول جانیکو دور کر کے کندن و فولاد بنا دیتا ہے یقین مانیے اس سے بہتر آئل آپ کو دنیا کے پردے پر نہ ملیگا۔ اس کے استعمال سے رگوں پٹھوں میں نئی زندگی شہوت کی نہ ناقابل برداشت تیزی پیدا ہو جاتی ہے جس کے اظہار سے تہذیب مانع ہے سب باتوں کے لئے اعجاز کا کام دیتا ہے ہر عمر اور موسم میں استعمال ہو سکتا ہے۔ تمام نقائص دور کر کے ناکارہ سے ناکارہ آدمی کو قابل فخر بنا دیتا ہے۔ قیمت دو روپے (عہ) علاوہ محصول ڈاک۔ اس کے استعمال کے بعد صحت کیلئے مردانہ شکایات دور ہو جاتی ہیں۔ نہایت بے ضرر دیسی نوش جان ذرہ برابر تکلیف کے بغیر عضو میں نئی روح پیدا کرتا ہے ہندوستان اور دہلی مارکیٹ میں اول نمبر ہے

دافع جریان و احتلام رجسٹرڈ یہ جادو اثر قرص ہر قسم کے شدید جریان اور کثرت احتلام کو بفضل تعالیٰ دعوے کے ساتھ دور کرتے ہیں اور پیشاب سے پہلے یا بعد سفید رطوبت کا آنا۔ مادہ کا پتلا پن جلنے کو دور کر کے قوت مردی کا معاون ہوتا ہے۔ جسم میں تروتازگی اور فربہی لاتا اور چہرہ کو مثل لعل بدخشاں سرخ کرتا ہے۔ اس کے چندروز کے استعمال سے جسم میں مادہ کافی مغلظ ہو کر کافی تعداد میں پیدا کرتا ہے۔ قیمت ۲۰ قرص دو روپے۔ علاوہ محصولڈاک۔ ہماری یہ دوا جواہرات سے تولنے کے قابل ہے جس نے ہزاروں نامرادوں کو بامراد بنا دیا غیر ملکوں تک اس کی دھوم مچی ہے جریان کا قلع قمع کرنے کیلئے ہم ہندوستان کے ہر دواخانہ کو چیلنج کرتے ہیں جس کا جی چاہے آزمالے اس کے استعمال کے بعد بدن میں توانائی طبیعت میں چستی، دل میں جوانی کی امنگ۔ نطفہ میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت آجاتی ہے۔

حبوب عشرت رجسٹرڈ یہ گولیاں نہایت ممسک ہیں خاص وقت کی پشیمانی سے بچاتی ہیں سرعت انزال کی شکایت بالکل جاتی رہتی ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں مسرور کر دیتی ہیں ... ہو جاتی ہے۔ اور بیدام غلام بنجاتی ہے قیمت دو روپے (عہ) ہزاروں ... ہیں یہ گولیاں منشی اور دیاسک پاک ہیں ... تمام محصولڈاک بذمہ خریدار تینوں دوائیں یکجا منگانے پر محصول معاف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامیہ دارالاشاعت دہلی کا
ایک ماہوار
مذہبی ، اخلاقی ، اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد دہلی

پیشوا دہلی

ٹیلیفون نمبر ۹۰۲۲

جو ہر قمری مہینہ کی ۱ تاریخ کو محض
تبلیغ و اشاعت کیلئے دہلی سے شائع ہوتا ہے
قیمت سالانہ
اعلیٰ ایڈیشن دو روپے
ارزاں ایڈیشن ایک روپیہ
ممالک غیر سے
اعلیٰ ایڈیشن ۵ شلنگ
ارزاں ایڈیشن [illegible] شلنگ

جلد ۲۰ || بابتہ ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۶۳ھ مطابق اگست سنہ ۱۹۴۴ عیسوی | نمبر ۹

شذرات

(سید عزیز حسن دہلوی)

پیشوا کا بیس سالہ نمبر

پیشوا کے ہزاروں پڑھنے والوں نے اس تحریک کا خیر مقدم کیا کہ پیشوا کا بیس سالہ سالگرہ نمبر نکالا جائے۔ اس سلسلہ میں اب تک متعدد تجاویز میرے پاس آئی ہیں۔ جن میں سے چند قابل ذکر ہیں۔

(۱) مفکرین اسلام (حضرت شاہ ولی اللہؒ وغیرہ) کے کارناموں کو نہایت تفصیل سے لکھا جائے۔

(۲) حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے مرید حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مجاہدانہ کارناموں پر مشتمل نمبر نکالا جائے۔

(۳) غازیان اسلام (غزنوی، غوری، ابدالی) کے کارناموں پر تبصرہ کیا جائے۔

(۴) مقننین اسلام (حضرات امام اعظمؒ، ابو یوسفؒ وغیرہ) کے کارناموں کی یاد دلائی جائے۔

(۵) ناموران وطن (سر سید۔ گوکھلے۔ لاجپت رائے۔ حکیم اجمل خان، ڈاکٹر انصاری۔ مہاتما گاندھی۔ جواہر لال۔ مسٹر جینا وغیرہ) کے تذکرے ہوں۔

(۶) عہد حاضر کے بڑے لوگ۔ لینن۔ اسٹالن۔ چرچل۔ روزویلٹ مسولینی۔ ہٹلر۔ مصطفےٰ کمال، ابن سعود۔ رضا شاہ وغیرہ کے کارناموں کا تذکرہ کیا جائے۔

(۷) دلی کے باکمال لوگوں کا تذکرہ کیا جائے۔

(۸) ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۴ء تک کی سیاسی تحریکات کی تاریخ لکھوائی جائے۔
میں نے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے کہ ان تجاویز میں

کس کو قبول کیا جائے۔ اور نہ مجوزہ کمیٹی کے سامنے یہ اسکیمیں پیش کی ہیں۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ قارئین پیشوا کی رائے بھی معلوم کر لی جائے۔

پس آج ہی ایک کارڈ لکھ کر مجھے ہر خریدار کو بتانا چاہیے کہ وہ کس تحریک کے حامی ہیں۔ تاکہ میں ان رایوں کی روشنی میں نتیجہ پر پہنچ سکوں۔ لیکن جو حضرات اس سلسلہ میں خط لکھنا چاہیں وہ جلدی لکھیں۔

اعجاز نما قرآن شریف قریب الختم

اعجاز نما قرآن شریف اور مسلم شریف کامل بہت تھوڑی تعداد میں باقی رہ گئی ہیں۔ اس لئے جو بھائی احادیث رسولؐ پاک کی سب سے معتبر سب سے سستی کتاب خریدنا چاہیں وہ جتنی جلدی ہوسکے مسلم شریف کامل فوراً طلب فرمالیں۔ ورنہ پھر اس قیمت میں یہ نعمت کو نہیں کہاں! ہندوستان کے کسی کتب خانہ میں اب اردو مسلم کامل نہیں ہے۔ صرف پیشوا کے دفتر میں کچھ جلدیں باقی ہیں۔ ان کے ختم ہونے کے بعد جنگ کے ایک سال بعد کہیں دین دنیا کی فلاح مل سکے گی۔

یہی حالت اعجاز نما قرآن شریف کی ہے۔ وہ بھی تقریباً ختم ہے۔ چند جلدیں رہ گئی باقی ہیں۔ اور شاید دو سو جلدیں بکنے کا غذ کی ہیں۔ جو رمضان المبارک کے پہلے ہفتہ میں ختم ہو جائیں گی اس کے لئے بھی جنگ کے ختم ہونے کا انتظار کرنا ہوگا۔ لہٰذا بالاری سے سے بچنے کے لئے جتنی جلدی ہوسکے طلب فرمالیں۔ جو فرمائش پہلے آئے گی اس کی تعمیل ہوگی۔

آسان ترجمہ کے قرآن کی بھی ڈھائی سو جلدیں باقی رہ گئی ہیں یہ بھی جلد ختم ہو جائے گا۔ اب اتنا سستا کلام اللہ ہندوستان کے کسی کتب خانہ میں نہیں ہے۔ لہٰذا جو لوگ رمضان المبارک میں کلام اللہ اور احادیث رسول اللہؐ خرید کر غریب و نادار مسلمانوں میں تقسیم کیا کرتے ہیں ان کے لئے یہ بہترین موقع ہے۔ ورنہ کلام اللہ اور کلام رسول اللہؐ کا یہ نادر ذخیرہ پھر اتنا سستا کسی صورت میں بھی نہ مل سکے گا۔

کلام اللہ کی طباعت پر پابندی

کنٹرول کے نام پر جو حماقتیں روزانہ حکومت کے رنگروٹ قانون ساز کر رہے ہیں، اس میں سب سے بڑی حماقت ۱۲ جولائی کا پیپر کنٹرول آرڈر ہے جس پر ہندوستان کے ہر حصہ میں انتہائی زبردست ایجی ٹیشن ہوا اور دو ہفتہ میں اس میں ترمیمات کرنے پر حکومت مجبور ہو گئی۔

ہم حکومت کے اس عذر گناہ۔ اس سجدۂ سہو کو تسلیم کر لیتے اگر اس نے ملکہ معظمہ وکٹوریہ آنجہانی اور ملک معظم قیصر ہند کے اعلان مذہبی آزادی کو چیلنج نہ کیا ہوتا۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس پیپر کنٹرول آرڈر کی موجودگی میں یہ اعلان مذہبی آزادی بے حقیقت ہو گیا ہے۔ کیونکہ کلام اللہ اور احادیث رسول اللہؐ کی طباعت پر پابندی لگادی گئی ہے جو صریحاً مداخلت فی الدین ہے۔ حکومت کے یہ ناعاقبت اندیش قانون ساز نہ اصول جہانبانی سے واقف ہیں۔ اور نہ قوموں کی نفسیات کو سمجھتے ہیں۔ احمقانہ احکام بناتے وقت یہ بھول جاتے ہیں کہ جس آگ سے وہ اس جنگ کے زمانہ میں کھیل رہے ہیں۔ وہ آگ اندر ہی اندر سلگ کر ملک کے امن کو تباہ کر سکتی ہے وہ اس تاریخی حقیقت سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ کہ غدر ۱۸۵۷ء کی بنیاد ہی اس غلط فہمی پر تھی کہ حکومت سپاہیوں کو گائے اور سور کی چربی کے کارتوس دے رہی ہے جو ہندو اور مسلمان سپاہیوں کے لئے مذہباً ممنوع ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ حکومت کا یہ منشاء نہیں ہو سکتا کہ وہ مذہبی معاملات میں مداخلت کرے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس آرڈیننس کے نفاذ سے صورت ایسی ہی پیدا کر دی ہے۔ کہ مسلمان کلام اللہ اور احادیث رسول اللہؐ کی طباعت نہیں کرا سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان بھر میں ایک سرے سے لیکر دوسرے تک ایک آگ لگ گئی ہے کیونکہ مسلمان اس دینی مداخلت کو قطعاً نہیں برداشت کر سکتے۔ جلسے ہو رہے ہیں، فتوے شائع کئے جا رہے ہیں۔ ناراضی کے رزولیوشن پاس کئے جا رہے ہیں۔ اخبارات میں مقالات لکھے جا رہے ہیں۔

اگر حکومت نے اس احمقانہ آرڈیننس سے کتب دینیہ کو مستثنیٰ نہ کیا، تو مسلمان چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ اور اس احمقانہ آرڈیننس کو مختلف صورتوں میں چیلنج کریں گے جس کی ابتدائی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ ایسی صورت میں حکومت ہند کا فرض ہے کہ وہ اس آگ کو زیادہ نہ بڑھنے دے۔ اور جس طرح اس نے کتب درسیہ۔ بیڑی والوں، عطاروں وغیرہ کو مستثنیٰ کیا ہے۔ اسی طرح کتب دینیہ کی اشاعت کو بھی مستثنیٰ کر دے۔ کاغذ نہ دینے کی ذمہ داری سے اس کو واسطہ نہ ہونا چاہیئے۔ کتب دینیہ کی اشاعت کرنے والے اگر کاغذ فراہم کر کے قرآن شریف اور احادیث نبوی شائع کرتے ہیں تو حکومت کو اس پر اعتراض کرنے کی ضرورت کیا ہے! اس سے ملک کے امن اور جنگ کی کامیابی پر کیا اثر پڑتا ہے۔ جو اس قسم کے آرڈیننس نافذ کر کے خواہ مخواہ بے چینی پیدا کی جاتی ہے

کیا ہم توقع کریں کہ حکومت ہند اپنی پوری زندگی میں ایک مرتبہ عقل مندی کا ثبوت دیتے ہوئے معاملہ کو آگے بڑھنے سے پہلے سلجھائے گی اور ایجی ٹیشن پیدا ہونے سے پہلے کلام اللہ اور کتب دینیہ کو آرڈیننس سے مستثنیٰ کرے گی۔ اور مسلمانوں میں جان بوجھ کر بلا ضرورت بے چینی پیدا کر کے ففتھ کالمسٹ کا کام نہ کرے گی۔

جون

خریدار صاحبان کی میعاد خریداری اس مہینہ ختم ہو رہی ہے ایسے

ایک آپ بھی ہیں، اور آپ کا نمبر خریداری .... ہے۔

اگر آپ سال آئندہ کیلئے خریدار رہنا چاہیں تو کم سے کم دو نئے خریدار فراہم کر لیجئے۔ اور سب کی قیمت آج ہی دفتر رسالہ پیشوا دہلی کو روانہ کر دیجئے اور اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے آپ خود سال آئندہ کیلئے خریدار رہنا پسند نہ کریں تو از راہ کرم اسی وقت ایک پوسٹ کارڈ منیجر رسالہ پیشوا کے نام لکھ دیجئے کہ سال آئندہ کیلئے خریداری منظور نہیں۔ آپکے اس کارڈ کے وصول ہوتے ہی آپ کا نام رجسٹر خریداری سے بصد افسوس خارج کر دیا جائیگا اور اگر آپ نے منی آرڈر نہ بھیجا، یا عدم خریداری کا خط نہ لکھا تو حسب دستور آپ کو کوئی وی۔ پی نہیں بھیجا جائیگا۔ کیونکہ وی۔ پی بھیجنے کا قاعدہ اب بند کر دیا گیا ہے۔ وی۔ پی آنے کا انتظار نہ کیجئے۔ آج ہی منی آرڈر کے ذریعہ قیمت ارسال فرما دیجئے۔

جو کتابیں چھپ چکیں!

مطبوعات پیشوا میں جو کتابیں چھپ چکی ہیں لیکن ابھی دفتری کے ہاں زیر تکمیل ہیں انکے نام یہ ہیں۔ (۱) انتخاب صحاح ستہ۔ (۲) قرآنی دعائیں (۳) پیغمبری دعائیں (۴) صد پارۂ دل (۵) اسرار مصر (۶) حسینؑ (۷) زینب کبریٰؑ (۸) الٰہی زنا بالجبر ہ ۔۔۔ جو کتابیں زیر طباعت ہیں انکے نام یہ ہیں۔ (۱) نسائی (۲) ابن ماجہ (۳) موطا (۴) ایوبی (۵) سیف اللہ (۶) غزنوی (۷) غوری (۸) خواجہ غریب نواز (۹) خواجہ باقی

احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک مسلسل اور لاجواب کتاب جو صرف ناظرینِ پیشوا کے لئے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۱۷)

احرام میں شکار کی ممانعت اور کفارہ کا بیان

یا ایہا الذین آمنوا لا تقتلوا الصید وانتم حرم۔ ومن قتلہ منکم متعمداً فجزاءٌ مثل ما قتل من النعم یحکم بہ ذوا عدلٍ منکم ہدیاً بالغ الکعبۃ او کفارۃ طعام مساکین او عدل ذلک صیاماً لیذوق وبال امرہ عفا اللہ عما سلف ومن عاد فینتقم اللہ منہ واللہ عزیز ذوانتقام ٥

مومنو! حالتِ احرام میں تم شکار نہ کرو۔ تم میں سے جو کوئی ایسا قصداً کرے گا اُسے بدلہ میں ایسا جانور یا یہ کعبہ میں لے جا کر ذبح کرنا ہوگا جو شکار مقتول کے مثل ہو۔ اور جسے تم میں سے دو صاحبِ عدل ٹھہرا دیں۔ یا اس کی قیمت کے برابر مساکین کو کھانا کھلانا ہوگا۔ یا ان مساکین کی تعداد کے برابر روزے رکھنے ہوں گے تاکہ وہ اپنے کئے کی سزا پائے۔ جو ہو گیا اُسے تو اللہ نے معاف کر دیا اور جو شخص پھر کرے گا اللہ اُس سے انتقام لے گا اللہ زبردست انتقام لینے والا ہے

تفسیر اس آیت میں حج وعمرہ کے احرام کی حالت میں شکار کی ممانعت اور شکار کے بعد اس کی جزا کا بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ آیت کے بعد یا ایہا الذین آمنوا لا تقتلوا الصید وانتم حرم میں شکار کی حرمت بیان کی گئی ہے۔ مفسرین کا بیان ہے کہ شکار سے مراد یہاں ہر وہ جانور ہے جو انسان سے وحشت رکھتا ہو خواہ وہ حلال ہو یا حرام۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ شکار سے مراد صرف وہ جانور لیتے ہیں جن کا گوشت کھانا حلال ہے۔

ان تمام جانوروں میں سے ائمہ مذہب نے وحشی کتے۔ کوّے۔ بچھو چیل اور چوہے کو مستثنیٰ کیا ہے۔ یعنی ان کا قتل حرم میں بھی جائز ہے اور بعض روایات میں بچھو کے بجائے سانپ اور بعض میں کتے کی جگہ بھیڑیا آیا ہے۔ اسی طرح مچھر۔ کچھوا۔ چیونٹی وغیرہ علماء احناف کے نزدیک مستثنیٰ ہیں۔

اگر کسی محرم نے حرم میں شکار کر لیا یا کسی جانور کو قصداً مار ڈالا تو اُس کی جزا خداوند تعالیٰ یہ بتاتا ہے کہ مثل ما قتل من النعم یعنی مقتول شکار کے مثل جانور ہے کہ اُس کو حرم میں ذبح کر دیا جائے۔ اور جزا کے لئے جو جانور تجویز کیا جائے اُس کو دو عادل و ثقہ آدمی تجویز کریں۔ اگر مقتول شکار کے مثل جانور نہ ملے یا اصل ملے نہ یا وہ پر دستیاب ہو تو پھر جانور کی اصل قیمت کے برابر کھانا پکوایا جائے اور مساکین کو کھلا دیا جائے اور اگر جانور کو خریدنے کی استطاعت نہ ہو تو جتنے آدمیوں کو مقتول جانور کے مثل کی قیمت میں کھانا کھلایا جا سکتا ہے۔ ان آدمیوں کی تعداد کے موافق روزے رکھ لے۔

اس مسئلہ کے متعلق چند باتیں قابلِ گذارش ہیں۔

(۱) آیت میں مثل کا لفظ وارد ہوا ہے۔ امام ا[illegible] امام ابو یوسفؒ مثل سے قیمت مراد لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں [illegible] مراد لینے کا قرینہ یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے مثل مقرر کرنے [illegible] دو صاحبِ عدل شخصوں کی تجویز کا مشورہ دیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معاملہ غور و توجہ کا مستحق ہے۔ اور غور و توجہ قیمت ہی کے تقرر میں ہو سکتی ہے۔ مثل مقرر کرنے میں نہیں۔ پھر مثل کا لفظ عموماً یا تو صورۃً مثل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یا معنیً مثل کے مفہوم میں۔ خلقت میں مثل کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا۔

امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام محمدؒ کہتے ہیں کہ مثل سے مراد خلقت اور صورت میں مثل ہونا ہے۔

مذکورہ بالا تشریح کے بعد امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ دو صاحب عدل شخص اُس مقام پر جہاں محرم نے جانور کو قتل کیا ہے یا شکار کیا ہے یا اُس کے قریب کے مقامات میں تحقیق کر کے مقتول جانور کی قیمت مقرر کریں۔ قیمت تجویز ہو جانے کے بعد محرم کو اختیار حاصل ہوگا۔ یا تو وہ اُس قیمت کا جانور خرید کر مکہ میں ذبح کر دے اور چاہے تو اُس قیمت کا کھانا خرید کر مساکین کو کھلا دے۔ اور امام شافعیؒ وغیرہ کہتے ہیں کہ اول تو محرم مقتول جانور کے مثل بہم پہنچائے مثلاً جنگلی گدھا مارا گیا ہو تو اُس کے بدلہ میں گائے کو۔ ہرن مارا گیا ہو تو بدلہ میں بکری کو ذبح کرے۔ اور جن جانوروں کا مثل نہ ہو اُس کی قیمت مقرر کی جائے اور مساکین کو کھانا کھلا دیا جائے۔

(۳) مقتول جانور کے مثل کو خداوند تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق حرم میں ذبح کیا جائے۔ کعبہ کے اندر نہیں۔ لیکن کھانا دوسرے مقامات پر بھی کھلایا جا سکتا ہے۔ اور روزے دوسرے شہر میں بھی رکھے جا سکتے ہیں۔

(۴) آیت میں قتل یا شکار کی جزاء کو قصد و ارادہ کے ساتھ مقید کیا گیا ہے یعنی جبکہ محرم کو اپنا احرام یاد ہو اور وہ شکار کرلے۔ لیکن اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ قصد و ارادہ شرط نہیں ہے۔ اگر بلا قصد یا غلطی سے بھی جرم کا ارتکاب ہوگا تو اُس کی جزا دینی پڑے گی۔ آیت میں قصد کی قید محض ایک واقعہ کی صورت میں لگائی گئی ہے جس کے سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ محدثین کا بیان ہے کہ واقعۂ حدیبیہ میں ابوالیسر نامی ایک شخص نے احرام کی حالت میں جنگلی گدھے کو قصداً نیزہ سے شکار کر لیا تھا۔ اور اسی پر یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ زہریؒ کہتے ہیں یہ آیت اگرچہ قصد و ارادہ سے مشروط نازل ہوئی ہے۔ لیکن طریقۂ نبویؐ سے قصد و ارادہ کے خلاف بھی جزا ثابت ہے۔ فقہاء احناف کا مسلک یہ ہے کہ جزاء قصد و غیر قصد دونوں حالتوں میں واجب ہوگی صرف یہی نہیں بلکہ محرم نے اگر شکاری کو شکار بتایا ہوگا یا شکار کی طرف اشارہ بھی کیا ہوگا یا شکاری کی مدد کی ہوگی۔ تمام حالتوں میں جزا واجب ہوگی۔ جیسا کہ حضورؐ نے ابوقتادہ کے ساتھیوں سے جو احرام کی حالت میں تھے یہ فرمایا تھا کہ "کیا تم نے شکار کی طرف اشارہ کیا تھا۔ کیا تم نے شکار کی حالت میں اعانت کی تھی کیا تم نے شکار کو بتایا تھا؟" اس سے معلوم ہوا کہ یہ تمام باتیں موجب جزا ہیں۔

(۱۱۸)

احرام کی حالت میں بحری شکار جائز ہے

احل لکم صید البحر و طعامہ متاعاً لکم و للسیارۃ و حرم علیکم صید البر	بحری شکار اور اُس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدے کے لئے حلال کیا گیا ہے اور جب تک تم

ما دمتم حرماً - واتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون ٥ | احرام میں رہو خشکی کا شکار تم پر حرام ہے - اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم کو جمع ہونا ہے -

تفسیر اس آیت میں محرم کے لئے بحری شکار کی اجازت اور بری شکار کی ممانعت کا حکم ہے - چنانچہ آیت کے پہلے جملہ احل لکم صید البحر میں بحری شکار کی اجازت دی گئی ہے - خواہ اُس کا کھانا حلال ہو یا حرام - بحری شکار سے مراد اُس جاندار کا شکار ہے جو پانی کے اندر رہتا ہو اور اُس کی زندگی پانی سے وابستہ ہو -

آیت کے جملہ وطعامہ متاعا لکم الخ کا مطلب یہ ہے کہ بحری شکار کا کھانا جائز ہے اور بحری شکار کی اجازت تم کو اس لئے دی گئی ہے کہ تم اُس سے فائدہ اُٹھاؤ - یعنی جن بحری جانوروں کا کھانا حلال ہے اُس کو خود بھی کھاؤ اور مسافروں کو بھی کھلاؤ اور غیر ماکول چیزوں کی ذات سے جو نفع ممکن ہے اُٹھاؤ -

آیت کے جملہ وحرم علیکم صید البر الخ کا مطلب یہ ہے کہ احرام کی حالت میں خشکی کا شکار تمہارے لئے حرام ہے - خشکی کے شکار سے مراد وہ جانور ہیں جو خشکی میں زندگی بسر کرتے ہوں اگرچہ وہ بعض اوقات پانی میں بھی رہتے ہوں مثلاً بط -

امام ابو حنیفہ ؒ کہتے ہیں بحری شکار سے مراد صرف مچھلی ہے دوسرے فقہا کہتے ہیں کہ ہر وہ جانور جو دریا میں زندگی بسر کرتا ہو اور جس کا کھانا جائز ہو بحری شکار میں داخل ہے -

امام ابو حنیفہ ؒ فرماتے ہیں کہ خشکی کا شکار محرم کے لئے حرام ہے - لیکن اگر کسی غیر محرم نے شکار کیا ہو اور محرم نے اُس کو نہ تو بتایا ہو نہ اُس کی طرف اشارہ کیا - اور نہ شکار کی اعانت کی ہو اُس کا کھانا محرم کے لئے جائز ہے اگرچہ غیر محرم نے محرم کو کھلانے کی نیت ہی سے شکار کیا ہو -

(۱۱۹)

قربانی اور قربانی کے نشان زدہ جانوروں کی مشروعیت کا بیان

جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاماً للناس والشھر الحرام والھدی والقلائد - ذلک لتعلموا ان اللہ یعلم ما فی السموات وما فی الارض وان اللہ بکل شیءٍ علیم ٥ | اللہ نے خانۂ محترم کعبہ کو - حرمت والے مہینوں کو - قربانی کو - اور قلائد کو آدمیوں کے لئے انتظام کا سبب بنایا ہے یہ اس لئے ہے کہ تمہیں معلوم رہے کہ اللہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب جانتا ہے اور بیشک اللہ ہر چیز سے باخبر ہے

تفسیر آیت کا مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے کعبہ کو محترم مکان بنایا ہے - یعنی زیارت کا مقام قرار دیا ہے تاکہ مسلمان یہاں آکر جمع ہوں اور امور دین و دنیا پر مشورہ کرکے فائدہ اُٹھائیں - تجارتی اغراض اور معاشی ضروریات پر غور کریں - بیرونی ممالک کے مسلمانوں سے ملیں اور اُن کے تجربات سے فائدہ اُٹھائیں -

اسی طرح شہر حرام یعنی ماہ ذی الحجہ کو جس میں حج ادا کیا جاتا ہے - خداوند تعالیٰ نے محترم قرار دیا ہے - تاکہ اس مہینہ میں جبکہ قتل وغارتگری حرام ہے مسلمان امن و سکون سے سفر کرکے مکہ میں آئیں اور ارکان حج کو ادا کریں - شہر حرام میں اگرچہ چار مہینے داخل ہیں یعنی رجب - ذیقعدہ ذی الحجہ اور محرم کہ ان کے اندر عرب میں قتل و غارتگری ممنوع تھی اور ہر شخص طمانیت و سکون کے ساتھ قریب و بعید سفر کرتا تھا - لیکن ہم نے اس خیال سے صرف ماہ ذی الحجہ کا ذکر اوپر کیا ہے کہ یہ مہینہ تمام مہینوں میں زیادہ بابرکت ہے - اس لئے کہ حج اسی مہینہ میں ادا کیا جاتا ہے -

اسی طرح خداوند تعالیٰ نے ہدی (یعنی اُس جانور کو جو قربانی کے لئے مکہ میں لیجایا جائے) اور قلائد (یعنی اُن جانوروں کو جن کے گلے میں قربانی کے نشانات پڑے ہوں) کو محترم قرار دیا ہے - تاکہ مسلمان آسانی کے ساتھ ان جانوروں کو مکہ لے جائیں - اور یہ خطرات سے محفوظ رہیں - عرب میں دستور تھا کہ قربانی کے جانوروں سے کوئی مزاحمت نہ کی جاتی تھی - اور اُن کو محترم خیال کیا جاتا تھا - اسی احترام کا ذکر خداوند تعالیٰ نے آیت میں فرمایا ہے -

آیت کے جملہ ذٰلک لتعلموا الخ میں بتایا گیا ہے کہ ہم نے (یعنی خدا نے) کعبہ کو - شہر حرام کو - ہدی اور قلائد کو اس لئے محترم و معزز قرار دیا ہے کہ عالم کا انتظام درست رہے اور ان چیزوں

کو کوئی ضرر نہ پہنچے۔

اس آیت سے مقصود ہدی اور قلائد کی مشروعیت ہے۔ ہدی سے مراد بکری گائے اور اونٹ ہیں۔ اور قلادہ سے مراد وہ گائے اور اونٹ ہیں جن کے گلوں میں نشان ڈال کر یہ ظاہر کیا جائے کہ ان کو حرم میں ذبح کرنے کے لئے لیجایا جا رہا ہے ان تمام چیزوں کی تفصیل اور احکام کتب فقہ میں درج ہیں۔ وہاں دیکھ لیں۔

(۱۲۰)

مطلق چیز کو مقید پر محمول کرنے کا بیان

یا ایہا الذین آمنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم و ان تسئلوا عنہا حین ینزل القرآن تبد لکم عفا اللہ عنہا واللہ غفور حلیم۔ قد سألہا قوم من قبلکم ثم اصبحوا بہا کافرین

مومنو! بہت باتیں نہ پوچھا کرو۔ اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔ اس وقت کہ قرآن نازل ہو رہا ہے تم جو باتیں پوچھوگے بتا دی جائیں گی۔ ان مشقتوں سے اللہ نے تم کو معاف رکھا ہے۔ اللہ بخشش والا اور تحمل والا ہے تم سے پہلے بھی لوگوں نے ایسے ہی سوالات کئے تھے لیکن جواب ملا تو اس کی تعمیل سے انکار کرنے لگے۔

تفسیر:- اس آیت کے نزول کے دو واقعے بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) جب آیت وللہ علی الناس حج البیت نازل ہوئی سراقہ بن مالک نے حضورؐ سے پوچھا۔ کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے؟ حضورؐ نے یہ سوال سنکر منہ پھیر لیا۔ سراقہ نے حضورؐ کے اعراض کا خیال نہ کیا اور تین مرتبہ یہی بات پوچھی حضورؐ نے فرمایا۔ "نہیں" اس کے بعد حضورؐ نے صحابہ کو مخاطب کرکے کہا۔ (سراقہ کے جواب میں) اگر میں ہاں کہدیتا تو تم پر ہر سال حج کرنا واجب ہو جاتا اور تم اس واجب کو ادا نہ کرسکتے اور جب واجب کو ترک کر دیتے تو کافر ہو جاتے۔ تم جب کوئی بات پوچھا کرو تو میری مرضی پر چھوڑ دیا کرو (میں اس کا جواب دوں یا نہ دوں) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۲) ایک روز صحابہ نے حضورؐ سے بہت سے بیکار و بے فائدہ سوالات کئے۔ حضورؐ ان سوالات سے غضبناک ہو گئے اور غیظ و غضب کی حالت میں آپ نے فرمایا۔ "جو بات مجھ سے پوچھی جائے گی میں ضرور اس کا جواب دوں گا" یہ سنکر ایک شخص نے پوچھا "یا رسول اللہ میرا ٹھکانا کہاں ہے؟" حضورؐ نے فرمایا۔ "دوزخ میں" دوسرے شخص نے پوچھا "یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟" حضورؐ نے فرمایا "تیرا باپ حذافہ ہے" یہ شخص دوسرے باپ کے نام سے پکارا جاتا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

آیت کے جملہ لا تسئلوا عن اشیاء کا مطلب یہ ہے مومنو! بہت سی باتیں نہ پوچھا کرو اس لئے کہ اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں گی تو تم کو برا معلوم ہوگا ایک اور معنی یوں ہو سکتے ہیں کہ نزول وحی کے زمانہ میں تم جو بات پوچھو گے وہ تم کو بتا دی جائے گی اگرچہ وہ تم کو بری معلوم ہو یعنی اس کا اظہار تم پر شاق گزرے۔ یا تم کو رنج و فکر میں مبتلا کرے اور پھر تم اپنے سوال پر نادم و پشیمان ہو۔

عفا اللہ عما سلف کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت تک تم جس قدر بیکار باتیں دریافت کر چکے ہو اللہ نے وہ تم کو معاف کر دی ہیں لیکن آئندہ ایسا نہ کرنا یعنی پھر خدا کے رسول سے بیکار و فضول باتیں دریافت نہ کرنا۔ ایک اور معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اے مسلمانو! جن باتوں سے خداوند تعالی نے تم کو معاف کر دیا ہے۔ یعنی جن امور کا تم کو مکلف قرار نہیں دیا ہے تم ان باتوں کو نہ پوچھو۔

آیت کے جملہ قد سألہا قوم من قبلکم کا مطلب یہ ہے کہ پہلی قوموں نے بھی تمہاری طرح اپنے انبیاء سے سوالات کئے تھے۔ پھر وہ کافر ہو گئے۔ یعنی ان کے پوچھنے پر جو احکام ان کو دیئے گئے تھے ان پر انھوں نے عمل نہیں کیا بلکہ ان پر عمل کرنے سے قطعاً انکار کر دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بنو اسرائیل اپنے انبیاء سے باتیں پوچھا کرتے تھے ان کے سوال پر جب ان کو احکام بتائے جاتے تو ان پر عمل نہ کرتے اور خداوند تعالی ان کو اس کی سزا دیتا۔

بعض محدثین کا بیان ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یعنی آیت کا پہلا جملہ تو صحابہ نے ضروری و غیر ضروری ہر قسم کی باتوں کو دریافت کرنا چھوڑ دیا۔ اس پر آیت کا دوسرا جملہ نازل ہوا اور صحابہ کو بتایا گیا کہ نزول قرآن کے عہد میں ضروری باتوں کو پوچھ لیا کرو۔

اس آیت سے ایک عجیب مسئلہ نکلتا ہے۔ یعنی مطلق حکم کو مقید پر محمول کرنا۔

بعض علماء کی رائے تو یہ ہے کہ جو حکم مطلق ہو یعنی کسی شرط یا قید سے وابستہ نہ ہو اس کو مشروط و مقید حکم پر محمول نہ کیا جائیگا اس لئے کہ اس سے برائی پیدا ہوگی۔ اسی رائے کے بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ مطلق حکم میں چونکہ قیود و شرائط سے سکوت ہوتا ہے اس لئے جن باتوں سے سکوت اختیار کیا گیا ہے ان کو دریافت نہ کرنا چاہیئے۔ اسی بنا پر اس میں قید و شرط کا اضافہ ناجائز ہے۔

اکثر علماء خصوصاً احناف کی رائے یہ ہے کہ خداوند تعالی نے حکم دیا ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون اگر تم کو کوئی بات معلوم نہ ہو تو اہل علم سے دریافت کر لیا کرو اسی بنا پر غیر معلوم امور کا دریافت کرنا ممنوع نہیں اور اسی بنا پر مطلق حکم کو مقید پر محمول کیا جا سکتا ہے۔

علماء احناف نے اس موضوع پر طویل بحث کی ہے اور دلائل و شواہد سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ضرورت کے وقت مطلق کو مقید پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ تفصیل کتب اصول فقہ میں دیکھنی چاہیئے۔

ادبِ نبوی صلعم

(حضور سرورِ کائنات کی سیاسی، اخلاقی، معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)
(حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)
(بسلسلہ ماہ گذشتہ)

(۷۶)

نعمتِ قرآن اور نعمتِ مال کا بیان

عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہؐ قال لا حسد الا فی اثنین رجل علمہ اللہ القراٰن فھو یتلوہ اٰناء اللیل و اٰناء النھار فسمعہ جار لہ فقال یا لیتنی اوتیت مثل ما اوتی فلان فعملت مثل ما یعمل۔ و رجل اٰتاہ اللہ مالا فھو یھلکہ فی الحق۔ فقال رجل لیتنی اوتیت مثل ما اوتی فلان فعملت مثل ما یعمل رواہ البخاری والنسائیؒ وفی روایۃ للشیخین لا حسد الا فی اثنتین رجل اٰتاہ اللہ مالا فسلطہ علی ھلکتہ فی الحق و رجل اٰتاہ اللہ الحکمۃ فھو یقضی بھا و یعلمھا۔

ابوہریرہؓ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا ہے، صرف دو شخصوں پر حسد کرنا جائز ہے ایک تو اُس شخص پر جس کو خدا نے قرآن سکھا دیا ہو اور وہ رات دن اُس کو پڑھتا رہتا ہو اور اُس کا پڑوسی اُس سے قرآن سنکر یہ کہے کاش مجھکو بھی قرآن کا ایسا ہی علم دیا گیا ہوتا جیسا فلاں شخص کو اور میں بھی وہی عمل کرتا جو وہ کرتا ہے اور دوسرا شخص جس پر حسد کیا جائے وہ ہے جس کو خدا نے مال دیا ہو اور وہ راہِ حق میں مال کو خرچ کرتا ہو اور کوئی شخص اُس کو دیکھکر کہے کاش مجھکو بھی اس شخص کی طرح مال دیا گیا ہوتا اور میں بھی اسی طرح عمل کرتا اور مسلم و بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ صرف دو آدمیوں پر حسد کیا جائے ایک اُس پر جس کو خدا نے مال دیا ہو اور راہِ حق میں خرچ کرنے کی توفیق اُس کو عطا کی ہو اور دوسرے اُس شخص پر جس کو خدا نے حکمت (علم قرآن) عطا کی ہو وہ اُس کے موافق کام کرتا ہو اور دوسروں کو اُسے سکھاتا ہو۔

تشریحِ الفاظ الحسد کوئی شخص اپنے بھائی (دینی یا حقیقی) کے پاس کوئی نعمت دیکھے اور اس امر کی آرزو کرے کہ یہ نعمت اُس کو یا کسی دوسرے کو مل جائے اور اُس کے پاس سے جاتی رہے اس کو حسد کہتے ہیں کبھی مطلق زوالِ نعمت کی تمنا کو بھی حسد کہتے ہیں۔ اور غبطہ اُس کو کہتے ہیں جبکہ بھائی کی نعمت کے زوال کی آرزو نہ ہو۔ بلکہ اُس کے مثل خود پا جانے کی آرزو ہو۔ التلاوۃ عام معنے قرأت کے ہیں۔ یعنی پڑھنا اور اصطلاح میں تلاوت سے مراد صرف کلام اللہ کی قرأت ہے۔ اس لفظ کی اصل تِلو (ت۔ل۔و) ہے جس کے معنی تابع کے ہیں، اور اسی اعتبار سے بکری اور اونٹنی کے اُس بچہ کو جس کا دودھ چھڑا دیا گیا ہو۔ اور وہ ماں کے پیچھے لگا رہتا ہو تِلو کہتے ہیں۔ اور ہر اُس چیز کو جو کسی کے تابع ہو یا کسی کے پیچھے تلو کہا جاتا ہے۔ قرأت قرآن کو تلاوت اس لئے کہتے ہیں کہ قرآن بار بار پڑھا جاتا ہے۔ یا ایک آیت کی تلاوت کے بعد دوسری آیت پڑھی جاتی ہے۔ یا اس لئے کہ قرآن کی شان یہ ہے کہ اُس کی ہدایت کا اتباع کیا جائے یا قرأت کے بعد اُس پر عمل کیا جائے۔ چنانچہ بعض علماء نے اسی اعتبار سے تلاوت قرآن کی تفسیر اتباعِ قرآن اور عمل بالقرآن کے ساتھ کی ہے الانکم

وات اور دن کی ساعتوں کو اناء کہتے ہیں۔ التسلیط قدرت و اختیار و عمل کرنا اور خواہش کے موافق کام کرنا یا حکم جاری کرنا۔ الھلکۃ۔ ضائع کرنا۔ ہلاک کرنا۔ خرچ کرنا۔ الحکمۃ علم و عمل کے ذریعہ حق یا راہِ راست کو حاصل کر لینا دوسرے الفاظ میں حکمت کی تشریح یوں بھی کی جا سکتی ہے کہ ہر چیز کو اُس کے مقام پر رکھنا یا شئے سے برمحل کام لینا اور انھیں معنی کے اعتبار سے اُس شخص کو جو صناعات کے دقائق اور نکات سے واقف ہو اور خوبی کے ساتھ اُن اشیاء سے کام لینا جانتا ہو جس کام کے لئے وہ وضع کی گئی یا پیدا کی گئی ہیں۔ حکیم کہتے ہیں اس موقع پر حکمت سے مراد قرآن یا علم قرآن ہے۔

تشریح معانی حسد ایک رذیل و ذلیل خصلت ہے۔ اس لئے کہ حسد کے معنی لوگوں کی بھلائی کو بُرا سمجھنا اور اُن کی نعمت کا زوال چاہنا ہیں۔ اور یہ خصلت صرف انھیں لوگوں میں ہوتی ہے جو خبیث و ناپاک خیالات رکھتے ہیں۔ اور جن کے قلوب میں بھلائی کا شائبہ نہیں ہوتا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ جن لوگوں میں حسد کا مادہ ہوتا ہے اُن کے بھلائی کے جذبات مُردہ ہو جاتے ہیں۔ اور شرارت و بدی اُن کی جگہ لے لیتی ہے۔ اگر اس کے ساتھ ہی حاسد کی کوشش یہ بھی ہو کہ دوسروں کی نعمت کو زائل کر دیا جائے۔ اور اس سلسلہ میں وہ سازش سے بھی کام لے تو حسد کی بُرائی دوگنی ہو جاتی ہے۔ اور اس کی خباثت بہت بڑھ جاتی ہے۔ خداوند تعالےٰ نے حسد سے مسلمانوں کو ان الفاظ میں منع فرمایا ہے۔

ولا تتمنوا ما فضل اللہ } اللہ نے تم میں سے ایک کو دوسرے
بہ بعضکم علےٰ بعض } پر جو فضیلت دے رکھی ہے اُس کا
ارمان نہ کرو۔

اور سورۂ فلق میں خداوند تعالیٰ نے حسد سے پناہ مانگنے کا ان الفاظ میں حکم دیا ہے۔

ومن شر حاسد اذا } اور حاسد کے حسد کے شر سے میں
حسد } مالک صبح کی پناہ مانگتا ہوں۔

جب یہ معلوم ہو گیا کہ حسد کی تمام اقسام اور تمام صورتیں بُری ہیں تو حضورؐ کا یہ ارشاد کہ صرف دو شخصوں پر حسد کیا جا سکتا ہے تو استثنا منقطع ہوگا۔ یعنی حسد کی اقسام و انواع میں سے صرف دو صورتیں محمود و جائز ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی صورت جائز نہیں ہے۔ یعنی مال۔ علم۔ منصب اور جاہ وغیرہ تمام خداوندی نعمتوں پر حسد ممنوع ہے۔ خواہ اس آرزو کے ساتھ ہو کہ وہ نعمت اُس سے زائل ہو کر مجھکو یا کسی دوسرے کو مل جائے۔ خواہ مطلق زوالِ دولت کی آرزو ہو۔

مختصر یہ کہ حسد کی اقسام میں سے صرف دو باتیں ایسی ہیں جو محمود و جائز ہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ حسد ہی نہیں ہیں۔ یا حدیث میں لفظ حسد سے غبطہ مراد لیا جائے۔ اس صورت میں حدیث کے معنے یہ ہوں گے کہ غبطہ صرف ان دو باتوں میں جائز ہے۔ غبطہ کے معنے ہیں کسی کی نعمت کو دیکھ کر یہ آرزو کرنا کہ خدا مجھ کو بھی یہ نعمت مرحمت فرمائے۔ چونکہ غبطہ ہر چیز میں جائز ہے۔ اس لئے حدیث میں دو باتوں کے حسد کا مطلب یہ ہوگا کہ غبطہ اگرچہ ہر چیز میں جائز ہے۔ لیکن ان دو چیزوں کے لئے تو غبطہ ضروری ہے۔ اس لئے کہ یہ باتیں بلند مرتبہ ہیں یا یہ مطلب ہے کہ غبطہ کے قابل یہی دو چیزیں ہیں۔ اگرچہ ان کے سوا دوسری نعمتوں پر بھی غبطہ کیا جا سکتا ہے۔

حدیث میں جن دو باتوں پر حسد یا غبطہ کیا جانا جائز و محمود بتایا گیا ہے اُن کی مناسب تشریح یہ ہے۔

(۱) وہ انسانی خصلت جس کے حصول کی آرزو مناسب ہے۔ جس کو جد و جہد کر کے حاصل کرنا چاہیے۔ اور جس کے حصول کی کوشش محمود و مسعود ہے۔ اُس انسان کی خصلت ہے جس پر خداوند تعالےٰ نے قرآن کا احسان کیا ہے۔ یعنی قرآن حفظ کرنے کی توفیق اُس کو مرحمت فرمائی ہے۔ اور قرآن کا علم اُس کو عطا کیا ہے۔ کہ قرآن کے حلال و حرام۔ حکم و احکام۔ قصص و اخبار اور آداب و اخلاق سے وہ خوب واقف ہے۔ قرآن کی تلاوت کا ذوق رکھتا ہے۔ حلاوتِ قرآن سے متمتع ہوتا ہے۔ قرآن کی قدر و منزلت جانتا ہے۔ اور قرآن سے اتنا شغف رکھتا ہے کہ ہر وقت اُس کو پیشِ نظر رکھتا ہے۔ رات اور دن کے اکثر اوقات میں اُس کی تلاوت کرتا رہتا ہے۔ تلاوتِ قرآن سے اُس کی زبان تر اور شیریں ہے۔ اور قلب ذاکر ہے۔ قرآنی احکام پر غور و فکر سے اُس کی عقل بڑھتی اور ذکاوت تیز ہوتی رہتی ہے۔ قرآن کی ہدایت سے وہ ہدایت حاصل کرتا ہے۔ اس کے احکام پر چلتا ہے۔ مشکلات میں اُس سے فیصلہ طلب کرتا ہے باہمی جھگڑوں میں اُس کو حکم مانتا ہے۔ شبہات کو اُس سے دو

کرتا ہے۔ سائلوں کے جوابات وشبہات کا جواب اُس سے دیتا ہے۔ اُس کے احکام سنا کر لوگوں کو فسادات اور جھگڑوں سے باز رکھتا ہے۔ قرآن کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔ قرآنی تعلیم قبول کرنے پر لوگوں کو آمادہ کرتا ہے۔ قرآنی آیات سنا کر لوگوں کے قلوب کو نرم کرتا ہے۔ قرآنی احکام لوگوں کو بتاتا ہے۔ قرآن کے وعظ ونصائح لوگوں کو سناتا ہے۔ قرآنی بشارات سے لوگوں کو خوش کرتا ہے۔ اور دوزخ کے عذاب سے لوگوں کو ڈراتا ہے۔

ایسا شخص جو قرآن کا علم رکھتا ہے۔ اُس کے احکام کو سنتا اور اُن پر عمل کرتا ہے۔ اُس کی آیات تلاوت کرتا رہتا ہے۔ اُس کے احکام کے موافق فیصلہ کرتا ہے۔ اُس کے اوامر ونواہی، قصص وامثال وغیرہ کی اشاعت کرتا ہے۔ حقیقت میں ایک ایسا انسان ہے جس کو خدا کے خزانہ سے حکمت عطا کی گئی ہے۔ کہ وہ اس حکمت سے حق کی ترازو میں امور کو وزن کرتا ہے۔ اور حق فیصلہ کرتا ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

یوتی الحکمۃ من یشاء و من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا وما یذکر الا اولی الالباب	جسے چاہتا ہے وہ (یعنی اللہ) سمجھ دیتا ہے اور جسے سمجھ دی گئی ہے اُس نے بڑی دولت (یا بھلائی) پائی ہے اس کو وہی لوگ سمجھتے جو صاحبانِ عقل ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ جس شخص کو قرآن کی نعمت دی گئی ہے اس کو بڑی بھلائی عطا ہوئی ہے۔ یعنی اُس کو جسمانی صحت۔ پاکیزگیٔ نفس۔ کمال عقل۔ مالی وسعت۔ تواضع کی عزت۔ مہربانی وہمدردی کی زیادتی۔ علم میں رسوخ اور قول میں صدق کی نعمتیں عطا ہوئی ہیں۔ اور اس بات کو صرف وہی لوگ سمجھتے جن کو خاص عقل اور خاص دانش وذکاوت عطا ہوئی ہے۔

ایسے شخص کی مبارک سعی وکوششوں اور اس کے تلاوتِ قرآن کے ذوق وشوق کو دیکھ کر یقیناً اُس کے پڑوسی یہ آرزو کریں گے کہ اُن کو بھی خداوند تعالیٰ اس نعمت سے سرفراز فرمائے کہ وہ بھی رات اور دن کے اوقات میں تلاوتِ قرآن کی حلاوت سے متمتع ہوں اور جس طرح پڑوسی قرآن پر عمل کرتا ہے وہ بھی عمل کریں۔ پڑوسی کی یہ آرزو یقیناً ایک مشروع آرزو ہے۔ ایک محمود تمنا ہے۔ اور مسابقت وتنافس کے لائق ہے۔

(۳) خداوند تعالیٰ نے ایک شخص کو دولت عطا کی ہے۔ وہ نہ تو لالچی اور بخیل ہے کہ اُس میں سے ایک پیسہ بھی خرچ کرنا پسند نہ کرے۔ اور نہ بیوقوف فضول خرچ ہے کہ دولت کو برتنوں کی خریداری میں ضائع کردے۔ یا خوبصورت پوشاک، نازک اندام، اور ماہر فن راقصات (ناچنے گانے والی عورتوں) پر خرچ کردے۔ یا جوئے کے اڈوں اور تاش کی میزوں کی بھینٹ چڑھا دے۔ یا شہرت وناموری کے لئے دلیموں اور دعوتوں کی نذر کردے۔ بلکہ سمجھدار وہوشیار ہے۔ اور خدا نے اُس کو خرچ کرنے کی توفیق عطا کی ہے وہ اپنی دولت کو خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ امورِ حق کے قیام میں صرف کرتا ہے۔ قوم کی عزت وعظمت کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ اپنے شہر یا اپنے ملک کی آزادی واستقلال کی راہ میں صرف کرتا ہے۔ اُس سے اپنے آپ کو مہذب اور ترقی یافتہ بناتا ہے۔ اپنی اولاد کو اُس سے بہترین تعلیم دلاتا ہے۔ قرابت داروں کو اُس سے مدد دیتا ہے۔ دوستوں کے افکار وغم کو اُس سے دُور کرتا ہے۔ مدارس کھولتا ہے۔ شفاخانے اور مہمان سرائیں بناتا ہے۔ کارخانے قائم کرتا ہے۔ قوم اور

ملک کے فائدے کے لئے مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں بناتا ہے۔ بیوہ اور یتیم عورتوں اور بچوں کی دستگیری کرتا ہے۔ مساکین و فقرا کو مدد دیتا ہے۔ مقروض اشخاص کے قرضے ادا کرتا ہے۔ ظالموں کی قوت کو توڑتا اور مظلوموں کی حمایت و اعانت کرتا ہے۔ اور بے گناہ بردوں کو چھڑاتا اور غلاموں کو آزاد کراتا ہے۔

مختصر یہ کہ امور خیر و نافع میں ایسے شخص کا ہاتھ مطلق الغان ہوتا ہے اور وہ بے دریغ خرچ کرتا ہے۔ نہ ہزاروں کی پروا کرتا ہے۔ اور نہ لاکھوں کی۔ یقیناً ایسے شخص پر غبطہ کرنا۔ یعنی یہ آرزو کرنا کہ خداوند تعالے مجھکو بھی مال و دولت دے کہ میں بھی اس شخص کی طرح خدا کی رضا میں، قوم کی فلاح و بہبود پر اور ملک کی آسائش و راحت پر پیسے دریغ خرچ کروں۔ ایک محمود آرزو ہے ایک پسندیدہ غبطہ ہے۔ اور ایک مبارک حسد۔

مذکورہ بالا دونوں خصلتیں اس قابل ہیں کہ انسان انکی تمنا کرے۔ کیونکہ بہت سے فضائل اُن سے وابستہ ہیں۔ بہت سے مکارم ان میں داخل ہیں۔ اور بہت سی بھلائیاں ان میں پائی جاتی ہیں۔

(۷۷)

رعیت کو نصیحت کرنے اور تارک نصیحت کی سزا کا بیان

عن معقل بن یسار قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من عبد استرعاہ اللہ رعیۃ فلم یحطہا بنصحہ الا لم یجد رائحۃ الجنۃ وفی لفظ آخر عنہ ما من وال یلی رعیۃ من المسلمین فیموت وھو غاش لھم الا حرم اللہ علیہ الجنۃ رواہ ذلک البخاری ومسلم

معقل بن یسار کہتے ہیں میں نے حضور صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس بندہ کو خداوند تعالی رعیت کی نگہبانی سپرد کرے اور وہ بھلائی اور خیر خواہی کے ساتھ نگہبانی نہ کرے وہ جنت کی بُو نہ پائے گا۔ اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جو حاکم مسلمانوں کی سرداری کو اپنے ہاتھ میں لے اور اس حال میں مرے کہ خائن و ظالم ہو تو خداوند تعالی اُس پر جنت کو حرام کر دیگا

تشریح الفاظ الرعیۃ وہ چیز جس کی رعایت۔ حفاظت اور بھلائی کی انسان تدبیر کیا کرے۔ استرعاہ الرعیۃ رعیت کی رعایت و حفاظت کا مطالبہ۔ نصح جن زوال وافعال میں منصوح (وہ شخص جس کو نصیحت کی جائے) کی خیر خواہی پائی جائے اُن کا خیال رکھنا اور یہ جذبہ عموماً منصوح سے اخلاص کے سبب پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر نصح کے معنے خالص کے کئے گئے ہیں۔ محاورہ میں کہا جاتا ہے، ناصح العسل یعنی خالص شہد۔ حاط۔ حفاظت کرنا۔ غش۔ ضمیر کے خلاف کسی چیز کو ظاہر کرنا یا مصلحت کے خلاف خوبی کے ساتھ کسی چیز کو دکھانا۔

تشریح معانی رعیت راعی کے ہاتھ میں (خدا کی) ایک امانت ہے۔ راعی کا فرض ہے کہ وہ اسکی حفاظت کرے۔ اُس کے ساتھ بہترین سلوک کرے۔ جو عہد اُس سے کرے خوبی کے ساتھ اُس کو پورا کرے۔ ہر وقت اُس کے مصالح کو پیش نظر رکھے اور اُس کے آرام و آسائش کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرے۔

خداوند تعالی جس شخص کو اپنی مخلوق کے امور کا منتظم و نگراں بنائے۔ خواہ وہ بادشاہ ہو یا امیر۔ رئیس ہو یا وزیر۔ مدیر ہو یا مامور۔ اُس کا فرض ہے کہ وہ مخلوق الہی کی بھلائی و خیر خواہی میں ہر وقت مشغول رہے۔ احکام میں اخلاص اور مصالح کو مد نظر رکھے۔ اور جو بات اپنے لئے پسند کرتا یا جو صورت اپنے لئے مفید سمجھتا ہے۔ رعیت کے لئے بھی اُس کو پسند کرے اور مفید سمجھے جس طرح اپنی ذات کے لئے عدل و صدق کو پسند کرتا ہے۔ اسی طرح رعیت کے ساتھ عدل کرے اور اُس سے معاملہ کرنے میں صدق و دیانت کو ملحوظ رکھے۔ جس طرح اپنے لئے سلامتی و عافیت چاہتا ہے اور علم و ثروت کا خواہشمند ہے۔ اسی طرح امراض سے رعیت کی سلامتی اور مضرات سے اُس کی حفاظت کا جویاں رہے۔ اُس کے لئے مدارس و مکاتب قائم کرے۔ اور اُن ذرائع کو عمل میں لائے جو اُس کی ثروت کو بڑھائیں۔ مثلاً صنعتی۔ شترکہ کارخانے قائم کرے۔ تجارتی کاروبار کو ترقی دے۔ زراعت کی ترقی کی کوشش کرے اور اُن تمام امور میں تمام ممکن آسانیاں بہم پہنچائے۔ پھر جس طرح اپنے لئے امن و سکون کو چاہتا ہے اور اپنے مال اور عزت کی حفاظت کرتا ہے اسی طرح رعیت کی جانوں کی حفاظت کرے اُس کے مال کی نگرانی کرے اور اُس کی عزت کو کسی قسم کا صدمہ نہ پہنچنے دے۔ مثلاً آبادی یا ملک میں جو لوگ شرارت پسند۔ ڈاکو۔ چور اور دوسروں کی عزت کے درپے ہوں اُن سب کو گرفتار کرکے بند کردے۔ یا اُن کو مصلحت وقت سے قتل کرا دے یا اُن کے خلاف اپنے

ہاتھوں کو مضبوط رکھے اور جب کوئی شرارت وقوع میں آئے فوراً آہنی ارادوں سے کام لے۔ اور جس طرح اپنی ذات کے لئے عزت و منزلت۔ علو اور شرف کا خواستگار ہے اسی طرح رعیت کی عزت و منزلت اور شرف و کرامت کا خواستگار رہے۔

مختصر یہ کہ بادشاہ یا حاکم اپنے آپ کو رعیت کے مانند سمجھے۔ بلکہ رعیت کا ایک فرد شمار کرے۔ اور رعیت سے اس طرح معاملات رکھے جس طرح اپنے ساتھ معاملات کی خواہش رکھتا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ حاکم و بادشاہ میں سے جو شخص رعیت کے ساتھ خیر خواہی نہ کرے گا اور اپنے قول اور فعل سے اُسکی حفاظت کے فرض کو ادا نہ کرے گا۔ یعنی بادشاہ یا حاکم سست و غافل ہوگا۔ ظلم و ستم کو پسند کرے گا۔ مکر و فریب سے کام لے گا۔ یعنی زبان سے تو دلجوئی کرے گا اور شیریں و نرم الفاظ استعمال کرے گا۔ لیکن اُس کا دل پتھر کی مانند ہوگا۔ یا اُس میں نفرت و عداوت بھری ہوگی۔ ظاہر میں تو رعایا کے مصالح کے موافق کام کرے گا اور باطن میں فساد بھرا ہوگا۔ دیکھنے میں جوان و عابد اور متقی نظر آئے گا۔ لیکن اُس کے پہلوؤں میں غدر، و فریب متمکن ہوگا۔ ایسا حاکم اگر اپنی مکاری پر قائم رہے گا اور اپنی ظلم و ستم کی روش کو ترک نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ موت آکر اس کو دبوچ لے گی۔ تو خداوند تعالیٰ اُس پر جنت کو حرام کر دے گا۔ یعنی وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ بلکہ جنت کی بُو تک جو تمام عالموں میں پھیلی ہوگی اُس کو نہ پہنچے گی۔ اُس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور وہاں (یعنی آخرۃ میں) ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

(باقی)

سالکانِ طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف پیشوا کیلئے لکھی گئی)

(سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۲۱۸) موسیٰ علیہ السلام کو خداوند تعالیٰ کی وصیتیں

حضرت شیخ ذوالنون مصریؒ کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے وحی کے ذریعے موسیٰ علیہ السلام کو یہ وصیتیں کیں کہ "اے موسیٰ! تو اپنے آپ کو تنہا پرندہ کے مانند بنا لے کہ وہ درختوں سے (ان کے پھلوں کو) کھا لیتا ہے۔ اور دریاؤں سے پانی پی لیتا ہے۔ اور جب رات ہوتی ہے تو کسی گوشہ یا کھوہ میں چلا جاتا ہے۔ تو بھی گوشۂ عافیت میں بسر کر۔ صرف مجھ سے مانوس ہو اور نافرمانوں سے دور رہ۔ ..... اے موسیٰ! میں نے اپنے اوپر یہ لازم کر لیا ہے کہ میں بے عمل لوگوں کی رہنمائی نہ کروں گا۔ جو شخص غیروں سے امیدیں وابستہ رکھے گا اسکی امیدیں پوری نہ کروں گا۔ جو شخص غیر پر بھروسہ کرے گا اسکی کمر کو توڑ دوں گا۔ جو شخص دوسروں سے انس و محبت کرے گا اس میں وحشت کو پیدا کر دوں گا۔ اور جو شخص میرے سوا کسی سے لطف کرے گا اس سے منہ پھیر لوں گا ...... اے موسیٰ! میرے ایسے بندے بھی ہیں جو مجھ سے سرگوشی کرنا چاہتے ہیں۔ میں اُن کی طرف اپنے کان لگا دیتا ہوں اور جو مجھ کو پکارتے ہیں میں اُن کی پکار سنتا ہوں اور جو میری طرف بڑھتے ہیں میں اُن کی طرف بڑھتا ہوں۔ اور جو میری قربت چاہتے ہیں میں اُن کو اپنا مقرب بناتا ہوں اور جب مقرب بنا لیتا ہوں تو اُن کو وصال کی دولت بخشتا اور اُن کا کفیل ہو جاتا ہوں۔ اور جب اُن کا والی و کفیل ہو جاتا ہوں تو اُن کو دوست بنا لیتا ہوں۔ پھر وہ جو عمل کرتے ہیں اُن کا بدلہ دیتا ہوں اُنکے کاموں کو درست کرتا ہوں۔ اُن کے قلوب کو راحت بخشتا ہوں اُنکے احوال کا نگراں رہتا ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے قلوب حضرت میرے ذکر سے راحت و تسکین حاصل کرتے ہیں میرا ذکر اُن کے امراض (جسمانی و روحانی) کی شفا ہے۔ اُن کے قلوب روشن ہیں۔ صرف مجھ ہی سے اُن کو انس ہے۔ وہ میری ہی جانب متوجہ رہتے ہیں۔ اور مجھ ہی سے اُن کو قرار و سکون حاصل ہوتا ہے"۔

(۲۱۹) انسیت اور وحشت

ایک شخص حضرت فضیل بن عیاضؒ کی خدمت میں جبکہ وہ مسجد میں بیٹھے تھے حاضر ہوا اور سلام کر کے اُن کے سامنے بیٹھ گیا۔ فضیلؒ نے پوچھا "کیوں کر آئے ہو؟" اس شخص نے کہا آپ سے انسیت حاصل کرنے کے لئے۔ فضیلؒ نے کہا "خدا کی قسم! یہاں تو وحشت کے سوا کچھ نہیں ہے"۔ اس کے بعد فضیلؒ نے کہا "تم یہاں سے اُٹھ کر چلے جاؤ گے تو بہتر ہے ورنہ پھر میں اُٹھ کر چلا جاؤں گا"۔ چنانچہ وہ شخص یہ سنکر چلا گیا ......

حضرت ابراہیم ادہمؒ نے فرمایا ہے کہ "اے انسان اگر تو توبہ کے آئینہ کو ہمیشہ دیکھتا رہے تو گناہ کی قباحت تجھ پر واضح ہو جائے"۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "لوگوں سے میل جول کے تعلقات کو کم کر دو۔ جن لوگوں سے واقفیت نہیں ہے اُن سے تعلق پیدا نہ کرو۔ جن کو جانتے ہو اُن سے دور رہو اور اس طرح اُن سے بھاگو جس طرح انسان وحشی درندہ سے بھاگتا ہے اور جمعہ و جماعت کو لازم پکڑو"۔ ایک اور اہل دل نے فرمایا ہے کہ "تم غیر معروف و غیر مناسب لوگوں سے میل جول پیدا کرتے ہو اور ہم واقف کاروں سے بھی بھاگتے ہیں"۔ ابراہیم ادہم وغیرہ کے جو اقوال اوپر نقل ہوئے ہیں۔ اُن کے متعلق علمائے سلف کے درمیان اختلاف ہے۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ اخوت اور تعارف لوگوں کے ساتھ مناسب نہیں ہے اس لئے کہ آسائش و سلامتی اسی میں زیادہ ہے اور ادائیگی حقوق سے بھی نجات ہے۔ پھر اس طرح زندگی بسر کرنے میں عبادات و طاعات کے لئے بھی کافی وقت ملتا ہے۔ دوسری جماعت

کہتی ہے کہ احادیث نبوی صلعم کے مطابق پرہیزگار لوگوں سے تعلقات رکھنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ ان کی صداقت و محبت آخرت کے لئے نافع ہوتی ہے: احمد بن ابی الحواری بزرگ سے کسی نے پوچھا تھا کہ نجات کا راستہ کیا ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ "ہمارے اور راہِ نجات کے درمیان بہت سے حجاب حائل ہیں۔ اور ان حجابات کو دور کرنا بھی آسان نہیں اگر لوگوں کے ساتھ دیانتداری کا معاملہ کیا جائے اور خدا سے دور رکھنے والے تعلقات کو منقطع کر دیا جائے تو یہ حجابات رفع ہو جاتے ہیں:

(۲۲۰) ایک بہترین دعا

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ہم حضرت ابراہیم بن ادھم کے ساتھ تھے کہ چند لوگ آن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "شیخ! ہمارے راستہ میں ایک شیر کھڑا ہوا ہے اور ہم آگے بڑھنے سے ڈرتے ہیں: ابراہیم ادھم یہ سن کر شیر کے پاس گئے اور اُس سے کہا" ابو حارث! اگر تجھ کو ہمارے معاملہ میں کوئی حکم ملا ہے تو اُس کو انجام پر پہنچا اور اگر کوئی حکم نہیں ملا ہے تو پھر ہمارے راستہ کو چھوڑ دے" شیر یہ سنکر چلا گیا اور راستہ چھوڑ دیا۔ اس کے بعد ابراہیم ادھم نے ہم لوگوں کو مخاطب کر کے کہا "بہتر یہ ہے کہ تم لوگ صبح و شام اس دعا کو پڑھا کرو۔

اللھم احرسنا بعینک التی لا تنام واحفظنا بر کنک الذی لا یرام وارحمنا بقدرتک علینا فلا نھلک وانت ثقتنا ورجاءنا	اے اللہ اپنی آنکھوں سے جو سوتی نہیں ہیں ہماری حفاظت کر اور اپنے اُس رکن سے جو منہدم ہونے والا نہیں ہے ہم کو محفوظ رکھ اپنی قدرت سے ہم پر رحم کر اور ہم کو ہلاکت سے بچا تو ہی ہمارا معتمد اور امید گاہ ہے۔

ملفوظاتِ باقیؒ

(ایک اہم اور محققانہ کتاب جو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ باقی باللہ کے ملفوظات، تصوف کی نادر اور قلمی کتابوں سے ماخوذ)

(ادیب عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۲۷۵) اہلِ دل کی دل آزاری سے بچو

حضرت خواجہؒ نے ایک مرید کو جس کی عمر کا بڑا حصہ بادشاہوں کی خدمت میں گذرا تھا تین سال کی تربیت و اصلاح کے بعد لکھا کہ "خداوند تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچنے کا سب سے بڑا ذریعہ یہ ہے کہ اہلِ دل یعنی اللہ والوں کی ناراضگی و دل آزاری سے بچتے رہیں۔ بزرگانِ طریقت نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص اگر عرش سے گر جائے تو اس کے گرنے کا اتنا ڈر نہیں جتنا کسی اہلِ دل کے گر جانے کا خوف ہے۔"

(۲۷۶) ہستیٔ موہوم سے موافقت کی کوشش

ایک مرید کو حضرت خواجہ صاحب نے لکھا کہ "میں بہت چاہتا ہوں کہ اپنے آپ کو فقر اور نیستی کے خلوت خانہ میں ڈال کر اپنی موہوم ہستی کی موافقت کروں۔ (یعنی فقر میں ترقی اور حصولِ نیستی کی کوشش میں بھی لگا رہوں اور موہوم ہستی کے ساتھ بھی موافقت رکھوں) اور اپنی گرفتاری (غالباً ہستی کی گرفتاری) اور خرابیٔ (حال) کی شکایت نہ کروں۔ مگر ایسا نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے۔ پھر عجیب بات یہ ہے کہ کوئی ایسا ذریعہ بھی ہاتھ نہیں آتا۔ جو طلب اور قلق کی آگ کو بھڑکا کر بے قرار کر دے۔"

(۲۷۷) دوست موافق ہو تو ساری بلائیں آسان ہیں

پیر جام کا یہ قول نقل کر کے کہ "دونوں جہان میں سب سے زیادہ آسودہ وہ لوگ ہیں جو غافل ہیں" حضرت خواجہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں کہ "خداوند تعالیٰ ہمیں اپنے درد کے ساتھ رکھے۔ اسی درد کے ساتھ دنیا سے لے جائے۔ اور قیامت میں اسی درد کے ساتھ اٹھائے۔ حقیقت سے واقف اور بلند ہمت اشخاص کی نظر میں اگرچہ شعور کا ہونا، نہ ہونا یکساں ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ باطنی حقیقت کو نفرہی سے آرام ملتا ہے دوست موافق ہو تو ساری بلائیں آسان ہیں۔"

(۲۷۸) مسلمان بنو اور احکامِ الٰہی کی اطاعت کرو

حضرت خواجہ صاحب نے ایک خط میں لکھا ہے کہ "حضورؐ اس موقع پر نرمی و مہربانی سے کام لیتے تھے جس موقع پر قرآن نے نرمی و مہربانی کا حکم دیا ہے اور اس مقام پر سختی و درشتی سے کام لیتے تھے جس مقام پر سختی و درشتی کا حکم ہوا ہے مختصر یہ کہ مسلمان بننا چاہیے اور احکامِ الٰہی کی اطاعت کرنی چاہیے۔"

(۲۷۹) دنیوی افکار و تردّدات حجاب ہیں

ایک گرامی نامہ میں حضرت خواجہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ "نفسانی خواہشات لغو و بیہودہ آرزوئیں اور طرح طرح کے افکار و تردّدات ایسی چیزیں ہیں جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے دور رکھتی ہیں۔ تمام دنیوی اندیشے اور خطراتِ بشری صفات سے پیدا ہوتے ہیں (گویا یہ چیزیں باطن کے لئے حجاب ہیں)"

(۲۸۰) فنائے رُوح کی علامت

حضرت خواجہ صاحب ایک گرامی نامہ میں لکھتے ہیں کہ

جو شخص نفس اور روح کے فنا سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اس کا باطن ہمیشہ (یعنی ہر وقت) وجہ مطلق کے شہود (یعنی خداوند تعالیٰ کی ذات کے مشاہدہ) کے غلبہ میں مغلوب رہتا ہے (یعنی ذات باری کے مشاہدہ کا اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ اُس کے سوا کوئی چیز محسوس نہیں ہوتی) وحدانیت یا ذات باری کا مشاہدہ اس کی روح کی غذا ہو جاتی ہے۔ باطنی حیثیت سے اس کو نہ اپنی خبر ہوتی ہے نہ ماسوا کی۔ فنائے روح کا ایک نشان یہ (بھی) ہے کہ دنیا اور آخرت اس کی نظر میں وقعت نہیں رکھتے (یعنی مشاہدہ جمال باری میں اس قدر محو ہوتا ہے کہ دنیا و آخرت کی اُس کو پروا نہیں ہوتی) اور کشف کے وقت کرامات و مقامات اس کے دل سے محو ہو جاتے ہیں:

(۲۸۱) طریق رابطہ میں مغلوبیت کا علاج

ایک مرید نے حضرت خواجہ صاحب کو لکھا تھا کہ "ایک درویش رابطہ کے طریق میں مشغول ہو، اس کے غلبہ میں مغلوب و غائب ہے۔ اس کا علاج کیا ہے (یعنی اس درویش کو حالت اصلی پر لانے کا کیا طریق ہے) حضرت خواجہ صاحب نے جواب میں لکھا کہ "اس طرح کے مشغول درویش کا علاج یہ ہے کہ وہ چند روز کے لئے دنیوی کاموں کو ترک کر دے۔ اور پوری کوشش سے اپنے تمام اوقات کو اسی شغل میں لگا دے۔ تاکہ صورتوں اور شکلوں کے مراتب (یعنی درجات صوری) سے گذر کر حضور (الٰہی) کے شرف سے مشرف ہو اور اسمیں تمکن (قرار) حاصل کر لے۔ بہتر یہ ہے کہ ایک شخص کو اُس درویش کی نگرانی پر مقرر کر دیں کہ وہ خاص اوقات میں اُس کو حاضر کر دیا کرے (یعنی قوت کے غلبہ سے اُس کو ہوشیار کر دے) اور اگر ایسے شخص کی مشغولی و محویت کے وقت بار بار اُس پر توجہ ڈالی جائے تو اُمید ہے کہ وہ اس منزل کو جلد طے کرنے گا۔ بشرطیکہ اہل و عیال کے حقوق اُس کے دامنگیر نہ ہوں۔ اگر وہ اہل و عیال کے حقوق رکھتا ہے تو اُس کے لئے توجہ کا طریق کافی ہے"۔ ... ...

اس کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے ایک اور ضروری بات بتائی ہے جس کا جاننا اس شغل کے عاملوں کے لئے ضروری ہے، اور وہ یہ ہے کہ "شغل کے دوران میں اگر اس پر کشف کا دروازہ کھل جائے اور اس کو عالم مثال کی سیر کرائی جائے تو اس حال میں ایسے شخص کے لئے بہتر یہ ہے کہ اُس کو یہ ہدایت کریں کہ وہ ان واقعات اور حالات کی نفی کرتا رہے، اور اپنی نظر کو اپنے وجود کے دائرے سے باہر نہ جانے دے۔ اور ہر وقت اپنی صفا اور فنا میں کوشش کرتا رہے"۔

شرحِ دیوانِ حافظؔ

(از معاون ایڈیٹر)

ساقی بیا بادہ کہ ماہِ صیام رفت
در دہ قدح کہ موسمِ ناموس و نام رفت

ترجمہ ساقی شراب لا کہ رمضان کا مہینہ گیا۔ پیالہ دے کہ ناموس اور عزت کا موسم گیا۔

تشریح منازلِ سلوک میں ایک مقام جذب و سُکر کا ہوتا ہے اس شعر کو اسی مقام سے وابستہ کیا جا سکتا ہے وجہ یہ ہے کہ انسان جب تک ہوش و حواس کی دنیا میں رہتا ہے شرعی امور و احکام کی پابندی اس کا فرض ہوتا ہے اور جب ہوش و حواس سے بیگانہ ہو جاتا ہے شرعی احکام کا پابند نہیں رہتا۔ حافظ اسی مقام کے پیش نظر کہتے ہیں کہ شرعی احکام کی بجا آوری اور عزت و ناموس کا زمانہ تو رخصت ہو گیا۔ اب آزادی اور بیفکری کا زمانہ ہے اور اس میں جو کام کیا جائے اس پر باز پرس نہیں۔

وقتِ عزیز رفت بیا تا قضا کنیم
عمرے کہ بے حضورِ صراحی و جام رفت

ترجمہ عزیز وقت گزر گیا۔ آؤ اب اس عمر کی قضا کریں جو صراحی اور جام کے بغیر گذری ہے۔

تشریح عمر کا عزیز حصہ تو محبوب کی محبت کی شراب میں مست و بیخود رہنے کے بغیر گذر گیا۔ آؤ اب اس عمر کی قضا کریں۔ یعنی جو عمر عبث گزر چکی ہے اس کو شراب محبت کے جام لنڈھانے اور مست و بیخود رہنے میں بسر کریں تاکہ عمرِ عزیز کی [illegible] ہو جائے۔

در تاب توبہ چند توان سوخت ہمچو عود
مے دہ کہ عمر در سرِ سودائے خام رفت

ترجمہ توبہ کی تپش اور سوزش میں عود (خوشبودار لکڑی) کی طرح کب تک جلتے رہیں۔ شراب دے کہ ساری عمر خیالِ خام میں گذری۔

تشریح ہوش و حواس کی دنیا میں امور منکرات و محرمات سے توبہ کے خیال میں ساری عمر گذر گئی اب وہ دن گزر گئے اب تو جذب و سکر یا خیالِ محبوب میں محویت کے دن ہیں۔ محبتِ الٰہی میں مست و مخمور رہنے کے لئے شرابِ الفت کی ضرورت ہے ہاں وہ شراب دے کہ خیالِ خام میں گذری ہوئی عمر کی تلافی ہو۔

مستم کن آنچناں کہ ندانم ز بیخودی
در عرصۂ خیال کہ آمد کدام رفت

ترجمہ مجھکو ایسا مست بنا دے کہ بیخودی کے عالم میں مجھکو یہ بھی پتہ نہ چلے کہ کون آیا اور کون گیا۔

تشریح ساقی یعنی اے مرشد کامل اب تو مجھکو محبت الٰہی کی شراب پلا کر ایسا مست و بیخود بنا دے کہ میرے وہم و خیال میں بھی یہ بات نہ آئے کہ کون آیا اور کون گیا۔ یعنی مجھکو دنیا و مافیہا سے بیگانہ بنا دے اور محبتِ الٰہی میں بیخودی و سرشاری کی کیفیت عطا کر دے۔

بر بوئے آنکہ جرعۂ جامے بما رسد
در مصطبہ دعائے تو ہر صبح و شام رفت

ترجمہ اس امید پر کہ شراب کا ایک جام ہم کو مل جائے روزانہ صبح و شام عبادت خانے میں اے ساقی تیرے لئے دعا کر رہا ہوں۔

تشریح ساقی یعنی اے مرشد کامل صرف اس امید پر کہ تیرے ہاتھوں سے مجھکو شرابِ معرفت کا ایک جام مل جائے میں صبح و شام عبادت میں تیرے لئے دعا کر رہا ہوں۔ یعنی عرصہ دراز سے تیری خیر منا رہا ہوں اور تیرے بتلائے ہوئے طریقوں پر عمل کر رہا ہوں تاکہ معرفتِ کامل کی شراب کا پیالہ مجھ کو مل جائے۔

دل را کہ مردہ بود حیاتے ز نو رسید
تا بوئے از نسیمِ میش در مشام رفت

ترجمہ دل جو مردہ تھا پھر اس کو زندگی نصیب ہوئی جب سے کہ اس کے دماغ میں شراب کی بُو پہنچی۔

تشریح دنیا کے افکار و ترددات یا مشاغل نے دل کو مردہ بنا دیا تھا۔ کہ مرشد کامل نے اس میں شرابِ معرفت کی بُو پہنچائی اور اس کو نئی زندگی نصیب ہوئی۔ اس شعر سے یہ معلوم ہوا کہ دنیوی مشاغل دل کو بے حس اور مردہ بنا دیتے ہیں۔ اور اس میں معرفتِ الٰہی کا نور باقی نہیں رہتا۔ مرشد کامل سب سے پہلے سالک کی اسی کمزوری کو دور کرتا اور دنیوی مشاغل میں انہماک سے اس کو روکتا ہے۔ اور بتدریج قلب میں معرفتِ الٰہی کی روشنی پیدا کرتا ہے اور یہی روشنی مردہ دل کو نئی زندگی عطا کرتی ہے۔

زاہد غرور داشت سلامت نبرد راہ
رند از رہِ نیاز بدار السلام رفت

ترجمہ زاہد مغرور رہا۔ اس لئے سلامتی کی راہ اس کو نہ ملی اور رند اپنی عاجزی کے سبب جنت میں چلا گیا۔

تشریح زاہد نے اپنی عبادت اور زہد پر غرور کیا۔ اس لئے غرور کے سبب اس کو سلامتی کی راہ یعنی جنت نصیب نہیں ہوئی اور رند یعنی عاشقِ صادق چونکہ عجز و نیاز کو اپنا شیوہ بنائے رہا۔ اس لئے اس کو جنت مل گئی۔ مطلب یہ ہے کہ بارگاہ الٰہی میں غرور و تمکنت پسند نہیں ہے۔ عجز و نیاز پسند ہے۔ زاہد کو غرور کے سبب جنت نہ ملی۔ اور عاشق کو عجز و نیاز کے سبب جنت مل گئی۔

غرض یہ ہے کہ انکسار اور عجز و نیاز سلوک میں ترقی کا بڑا ذریعہ ہے۔ سالک کو غرور و نخوت نہ کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ وہ ترقی میں حارج ہوتے ہیں۔

شرح مثنوی مولانا رومؒ

(از معاون ایڈیٹر)

انبیا در کارِ دنیا جبری اند · کافراں در کارِ عقبیٰ جبری اند

ترجمہ انبیا دنیا کے کاموں میں جبری ہیں اور کافر آخرت کے کاموں میں جبری ہیں۔

تشریح اوپر بیان ہوا تھا کہ لوگ اس قدر بدعقیدہ ہیں کہ مؤمن کے پیش نظر عقیدہ رکھتے ہیں۔ کبھی وہ جبر کے قائل ہو جاتے ہیں اور کبھی اختیار کے۔ یعنی کبھی انسان کو مجبور محض مانتے ہیں اور کبھی مختار تسلیم کر لیتے ہیں۔ یہ طریقہ اور عقیدہ درست نہیں۔ صحیح عقیدہ یہ ہے کہ جبر اور اختیار دونوں درست ہیں۔ انسان نہ تو مجبور محض ہے اور نہ فاعلِ مختار ان میں سے دونوں چیزیں دوسری قیود کے ساتھ مقید ہیں۔ بعض انسانوں پر جبر کی کیفیت غالب ہوتی ہے۔ اور بعض پر اختیار کی جیسا کہ انبیاء علیہم السلام ہیں کہ دنیوی کاموں میں وہ اپنے آپ کو مجبور تسلیم کرتے ہیں اور تمام دنیوی کاموں کو خدا کے حوالہ کر دیتے ہیں اور آخرت کے کاموں میں اپنے آپ کو مختار سمجھتے ہیں۔ اور آخرت کی خوبیاں حاصل کرنے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں اور کافر لوگ کہ دنیوی امور میں اپنے آپ کو مختار خیال کرتے ہیں۔ اور دنیوی اسباب و ذرائع سے کام لینے میں کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے اور آخرت کے کاموں میں اپنے آپ کو مجبور سمجھتے ہیں کہ آخرت کی نیکیاں حاصل کرنے کی مطلق کوشش نہیں کرتے۔

انبیا را کارِ عقبیٰ اختیار · کافراں را کارِ دنیا اختیار

ترجمہ انبیا نے آخرت کے کام کو اختیاری سمجھا ہے اور کافروں نے دنیا کے کاموں کو اختیاری خیال کیا ہے۔

تشریح انبیاء نے فقر و درویشی کو اختیار کر کے حصول آخرت کے اسباب و ذرائع میں کوشش کی ہے اور دنیا اور دنیوی اسباب و ذرائع کو ترک کر کے اپنے تمام دنیوی امور کو خدا کے حوالہ کر دیا ہے۔ اور یہی عقیدہ صحیح و درست ہے۔ اور کافروں نے آخرت کی نیکیوں کے حصول کے ذرائع و اسباب کو ترک کر دیا ہے اور حصول دنیا کے اسباب و ذرائع کو اختیار کر کے اُس میں مشغول ہیں یعنی انبیا آخرت کے کاموں میں چالاک و چست ہیں اور کافر دنیا کے کاموں میں۔

زانکہ ہر مرغے بسوئے جنس خویش · می پرد او در پس و جاں پیش پیش

ترجمہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر جانور اپنی جنس کی طرف چلا کرتا ہے وہ پیچھے ہوتا ہے اور اُس کی روح یعنی خواہش و رغبت اس کے آگے آگے ہوتی ہے۔

تشریح ہر انسان اپنی خواہش و رغبت کے پیچھے چلا کرتا ہے یعنی جو خواہش اور ارادہ اُس کا ہوتا ہے۔ اُس کا اتباع کرتا ہے اور اُسی کی جانب اُس کا قدم اُٹھتا ہے۔

کافراں چوں جنسِ سجین آمدند · سجن دنیا را خوش آئین آمدند

ترجمہ کافر چونکہ دوزخ کی جنس ہیں اس لئے دنیا کے قید خانہ کے طریقوں کو پسند کرتے ہیں۔

تشریح کافر چونکہ سب کے سب دوزخی ہیں اس لئے دوزخ میں لے جانے والے کاموں کو پسند کرتے ہیں یعنی زندانِ دنیا کے طریقوں کو محبوب رکھتے ہیں۔ اور دن رات حصولِ دنیا کی کوشش میں مشغول رہتے ہیں۔

انبیا چوں جنسِ علیین بدند · سوئے علیین بجان و دل شدند

ترجمہ انبیا چونکہ جنت کی جنس سے ہیں۔ اس لئے جان و دل سے جنت کی طرف متوجہ ہیں۔

تشریح انبیاء چونکہ بہشت کے لائق ہیں۔ اس لئے وہ دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ بلکہ آخرت کی جانب متوجہ ہوئے اور اُن کاموں کو اختیار کیا جو اُن کو جنت میں لے جانے والے ہیں۔

ایں سخن پایاں ندارد لیک ما · باز گوئیم آں تمامی قصہ را

ترجمہ یہ بات چونکہ کوئی انتہا نہیں رکھتی۔ اس لئے اس کو مختصر کر کے ہم بقیہ قصہ کو بیان کرتے ہیں۔

تشریح جبر و قدر اور اختیار کا مسئلہ چونکہ بہت وسعت رکھتا ہے۔ اس لئے طوالت کو نظر انداز کر کے اب ہم اصل قصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یعنی یہودی وزیر کے مکر و فریب کا بقیہ واقعہ بیان کرتے ہیں۔

"عملیات باقی" کی ضرورت

دس سال سے زائد عرصہ گزرا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے عملیات پر ایک کتاب "عملیات باقی" کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ عرصہ گذرا کہ وہ ختم ہو چکی ہے اور اُس کو اب دوبارہ شائع کرنا ضروری ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ دفتر میں ان کی ایک کاپی بھی موجود نہیں ہے۔ لہٰذا جن بھائیوں کے پاس عملیات باقی موجود ہو وہ مستعار دیدیں یا پھر مجھے دو گنی قیمت پر واپس کر دیں۔ یا اس وعدہ پر کہ جب نئی کتاب چھپے گی اس کی دو جلدیں پیش کر دوں گا۔

سیرت باقی کی نظر ثانی کی جا رہی ہے ملفوظات و مکتوبات کے اضافہ کے ساتھ ہی عملیاتِ باقی بھی سیرت باقی میں شائع کرنے منظور ہیں۔ اسلئے

اعجاز نما قرآن مجید مترجم و مفسر

(پر)

محترم علمائے ہند، مشائخ عظام، ایڈیٹران کرام کی رائیں

(۱) حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند کی رائے

مترجم نے صرف عربی تفسیر کے ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ خود بھی مفید فوائد کا اضافہ کیا ہے۔ انکے ترجمہ کا طرز اور اضافہ فوائد کی نوعیت قابل اعتراض نہیں ہے۔ میں اس کلام الٰہی کے حواشی اور دیباچہ کو پسند کرتا ہوں۔

(۲) معروف فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی رائے

میں نے اول سے آخر تک سرسری نظر سے اعجاز نما قرآن دیکھا۔ بہت ہی خوبصورت ہے جس میں مذہبی تصور اور تخیل کی اعلیٰ شان پائی جاتی ہے۔ ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا ہے اور حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان القرآن کا مکمل اردو ترجمہ حاشیہ پر ہے۔ ایک سو ستر صفحات پر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب کا مقدمہ اردو زبان میں ہے جو اردو زبان میں قرآن مجید کی نسبت ایک لاجواب چیز ہے کیونکہ اس مقدمہ میں نہایت اہم عنوانات کے ماتحت قرآن مجید کے حقائق و معارف کو عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی تمام سورتوں کے مسائل و احکام کو الگ الگ بہت عمدگی اور عام فہم طریقہ اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ جو ایک نئی اور مفید چیز ہے جس سے کم علم عورتوں اور مردوں اور بچوں کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے اگر وہ اس پر توجہ کریں۔ قرآن مجید کے مضامین کی فہرست پہلی بہت اچھی ہے۔ اس معاملہ میں اور لوگوں نے بھی کوششیں کی ہیں لیکن آغا صاحب کا طرز بیان بہت زیادہ عام فہم اور مفید ہے۔ کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ان آیات کا نکالنا آسان ہو جائیگا جو کسی خاص مضمون کیلئے درکار ہوں۔

حضرت علامہ فرید وجدی مصر کے مشہور عالم ہیں اور اُن کی تفسیر بیان القرآن فہم قرآن کے لئے بہت مفید ہے۔ مگر آغا رفیق صاحب کا مقدمہ مجھکو قرآن مجید کے حقائق و معارف کے بیان اور عام فہم طرز بیان کے اعتبار سے علامہ فرید وجدی کی تفسیر سے زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں پہلی مرتبہ اعجاز نما قرآن مجید میں شائع ہوئی ہیں۔

(۳) حضرت علامہ مفتی عتیق الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند کی رائے

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب کے مشہور و مقبول ترجمہ کے ساتھ علامہ فرید وجدی کی تفسیر کا ترجمہ اور پھر ڈیڑھ سو صفحات کا مبسوط مقدمہ قرآن حکیم اور مکمل تفسیر اسکیلئے علمی ہدایا ہیں کہ انکے مقابلہ میں ہدیہ مقرر و بالکل بے وزن معلوم ہوتا ہے۔

(۴) حضرت علامہ حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی کی رائے

ترجمہ کے لئے حضرت علامہ تھانوی کا اسم گرامی کافی ضمانت ہے اور تفسیر کے لئے حضرت علامہ فرید وجدی کی شہرت کافی اور اسکو عربی سے اردو کے قالب میں لانے کے لئے ادیب شہیر آغا رفیق صاحب کا نام نامی ہر طرح قابل اطمینان ہے۔

میں نے جستہ جستہ اس تفسیر کو پڑھا — ترجمہ مستند اور قابل اعتماد، سید صاحب نے اشاعت کے سلسلہ میں قرآن مجید ہر امیر و غریب مسلمان تک پہنچانے کے لئے ارزانی کا کافی لحاظ رکھا ہے۔

میں اپنے مسلمانوں سے خصوصیت کیساتھ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اعجاز نما قرآن مجید کو اپنے مطالعہ میں رکھیں جو ایک طرف قرآن عزیز کے ساتھ ترجمہ اور بہترین تفسیر چاہتے ہوں اور دوسری جانب زیادہ ہدیہ ادا کرنے سے بھی معذور ہوں۔

(۵) حضرت علامہ سعید احمد صاحب فاضل دیوبند ایم اے کی رائے

قرآن مجید کے متن میں صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے اور اس پر طرفہ یہ کہ بین السطور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے جو اپنے مستند اور درست ہونے میں کسی دلیل کا محتاج نہیں، حاشیہ پر دورِ حاضر کے مشہور مصری عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرآن اردو میں ترجمہ کرکے چڑھایا گیا ہے۔ ترجمہ کی درستی و سلاست اور روانی کے لئے جناب محترم مولانا آغا رفیق صاحب کا نام نامی کافی ہے۔

یہ دونوں تفسیریں بذات خود نہایت مفید اور قرآنی مطالب اعلیٰ کو آسان طریقے سے سمجھانے میں مدد دینے والی ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کیا گیا ہے کہ حضرت مترجم نے شروع میں ۱۷۰ صفحہ کا مبسوط اور محققانہ تفسیر کے لئے لاجواب مقدمہ لکھکر اس اعجاز نما قرآن مجید کے ایڈیشن کی افادی حیثیت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں ان تمام اصولی باتوں کا ذکر آگیا ہے جن کا جاننا ہر مفسر قرآن کے لئے ضروری ہے۔ اور جن کو پڑھکر ایک مسلمان مسائل و اصول سے اچھی واقفیت حاصل کرسکتا ہے۔ مولانا آغا رفیق صاحب کا یہ کمال بہت زیادہ مستحق ستائش ہے کہ وہ دین کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو آسان طریقے سے بعید عام فہم انداز میں سمجھانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

(۶) ایڈیٹر صاحب اخبار الامان دہلی کی

اس اعجاز نما قرآن مجید کا اردو ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو لفظی ہونے کے باوجود بامحاورہ اور زوائد و قوسین کی تشریح سے بے نیاز ہے۔ حاشیہ پر علامہ فرید وجدی کی سب سے بڑی اور آسان مگر پوری کی پوری تفسیر دیدی گئی ہے۔ جسے علامہ موصوف نے زمانہ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا ہے۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اور اس کا اردو ترجمہ بصرف زر کثیر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے۔ اکابر علماء اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مقدمہ میں علمی تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ دیا گیا ہے۔ جو کسی مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا۔ یہ مقدمہ صدہا کتب متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔

(۷) ایڈیٹر صاحب اخبار مدینہ بجنور کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متن میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا محققانہ اور مستند ترجمہ اور حاشیہ پر نہایت مفید تفسیر درج کی گئی ہے جس میں علامہ فرید وجدی مصری کی قرآنی تحقیقات بھی شامل ہے۔ ابتدا میں حضرت مولانا آغا رفیق صاحب کا ایک طویل اور مفید مقدمہ بھی درج ہے۔ جو قرآن اور مذہب اسلام کے متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔

(۸) ایڈیٹر صاحب اخبار حمایت الاسلام لاہور کی رائے

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی جیسے محترم بزرگ عالم دین اس کے مترجم ہیں۔ انکے ترجمہ کی خوبی کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرآن کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ تفسیر حضرت علامہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کی ضروریات اور فہم و ادراک کو پیش نظر رکھ کر لکھی ہے اور عالم اسلام میں اس کو بہت پسند کیا گیا ہے۔

یہ تفسیر گو پہلی تفسیروں کی طرح غیر ضروری تفصیلات کی حامل نہیں ہے لیکن قرآن حکیم کو سمجھنے کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے اُن پر حاوی ہے۔

اعجاز نما قرآن مجید میں ایک اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے شروع میں مقدمۃ القرآن کے تحت ایک سو ستر صفحات میں قرآن حکیم سے متعلق وہ تمام معلومات درج کر دی گئی ہیں۔ جن کا ہر ایک مسلمان کیلئے جاننا ضروری ہے۔

ان تمام معلومات کا ماخذ اعجاز نما قرآن حکیم ہے۔ اور اس طرح قرآن کو اچھی طرح سمجھانے کے لئے ناشر نے بڑی کامیاب کوشش کی ہے۔

(۹) ایڈیٹر صاحب رسالہ سب رس حیدرآباد دکن کی رائے

اس قرآن مجید کے مقدمہ میں خدا کے وجود کے دلائل۔ مذہب اسلام کی حقیقت نبوت کی تشریح۔ وحی کی تعریف اور اسکے اقسام وغیرہ قرآن مجید کی خصوصیات قرآن کے اعمال و وظائف قصص امثال، تاریخ اور فضائل وغیرہ کو مختصر مگر دلنشین پیرایہ میں سمجھایا گیا ہے۔ مقدمہ کے آخر میں مضامین قرآن مجید کی مفصل فہرست درج ہے۔ ترجمہ سلیس اور واضح ہے۔ حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرآن کا کامل ترجمہ آغا رفیق صاحب نے پیش کیا ہے۔ باوجود ان ساری خوبیوں کے اس قرآن مجید کا ہدیہ بہت ہی کم ہے۔

(۱۰) ایڈیٹر صاحب اخبار دین دنیا دہلی کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید ہماری رائے میں اپنی نوعیت کا اور اپنی قسم کا ہندوستان میں پہلا قرآن مجید ہے جسے ہر لحاظ سے اور ہر اعتبار سے نہایت مکمل کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کلام مجید میں وہ خصوصیات جمع کر دی گئی ہیں جو آج تک کسی قیمتی سے قیمتی قرآن مجید میں نہیں پائی گئیں۔ نیز ایک ایسی چیز اس میں موجود ہے جو کسی کلام مجید میں نہیں پائی گئی۔ یعنی کلام اللہ کے مضامین کی مکمل فہرست اور قرآن پاک پر ایک مکمل مقدمہ جس کے مطالعہ کے بعد انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کیا ہے اور اس کا اعجاز کیا ہے۔ یہ ایسی خصوصیات ہیں جو۔۔۔۔ آج تک کسی کلام اللہ میں نہیں پائی گئیں۔ اور اسکے ساتھ ہی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید ضرورت سے زیادہ لمبا چوڑا بھی نہیں ہے بلکہ نہایت موزوں تقطیع پر ہے۔ یعنی لمبائی ۱۰، انچ اور چوڑائی ساڑھے سات انچ

(۱۱) ایڈیٹر صاحب اخبار زمزم لاہور کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کا یہ ایڈیشن جس کا متن صحیح، ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا اور حاشیہ پر علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر قرآن مجید کا اردو ترجمہ ہے جسے مولانا آغا رفیق نے اردو میں منتقل کیا ہے۔ ترجمہ اور تفسیر دونوں استناد کے لحاظ سے بہت بلند ہیں۔ اور اس قرآن مجید کا مطالعہ قرآنی بصیرت کا موجب ہو سکتا ہے۔ ترجمہ اور حاشیہ کے علاوہ جو چیز ہیں سب سے زیادہ پسند آئی وہ ایک مبسوط مقدمہ قرآن ہے۔

جس اعجاز نما قرآن مجید مترجم و مفسر کی تعریف مسلمانوں کے بڑے بڑے جید علماء ہند صوفیائے کرام اور ایڈیٹران عظام نے متفقہ طور سے کی ہے اور مسلمانوں سے اس کی خریداری کی اپیل کی ہے اور قرآن سمجھنے کے لئے سب سے بہتر تفسیر بیان الفرقان کامل (جو اعجاز نما قرآن کے حاشیہ پر چھاپی گئی ہے) اس اعجاز نما قرآن کے دو ایڈیشن ہیں ایک رف اور ایک چکنا۔ سائز ۳۰×۲۰ ضخامت تقریباً ۷۰۰ صفحے۔ رف ایڈیشن حاشیہ دار مجلد پارچہ تین روپے مجلد چرمی چار روپے آٹھ آنے اعلیٰ ایڈیشن سفید چکنا کاغذ ہدیہ مجلد پارچہ چار روپے مجلد چرمی پشتہ پانچ روپے چرمی کامل اعلیٰ چھ روپے محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ اگرچہ کاغذ کی قیمت دس گنی ہو گئی ہے لیکن اعجاز نما قرآن کا ہدیہ زیادہ نہیں بڑھایا گیا ہے اس لئے جلد ہی طلب کریجئے۔ ورنہ اس ایڈیشن کے ختم ہونے کے بعد اس بے نظیر کلام اللہ کے لئے جنگ کے خاتمہ کا انتظار کرنا ہوگا۔ خدا شاہد ہے کہ ان داموں میں تو اب سادہ کاغذ بھی نہ مل سکے گا۔ کجا سب سے بڑی تفسیر سب سے بڑا دیباچہ سب سے بڑی فہرست مضامین قرآن اور سب سے بہتر ترجمہ کا اتنا سستا اور عمدہ قرآن۔ آج ہی طلب فرمائیں۔ ورنہ ممکن ہے کہ فرمائشوں کی کثرت سے آپ دین اور دنیا کی سب سے بڑی سعادت سے محروم رہ جائیں۔ اعجاز نما قرآن مجید کی بہت کم جلدیں باقی ہیں۔

ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ پیشوا۔ اردو بازار، جامع مسجد دہلی

مذہبی معلومات

نفس کا جائزہ

(از جناب مولانا مولوی حکیم محمد رکن الدین صاحب دانا)

خدائے قدوس نے کتب علیکم الصیام اور فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ فرما کر پورے ماہ رمضان کے روزے مسلمانوں پر فرض کر دئے۔ سوا مریض۔ مسافر۔ اور شیخ فانی کے کسی کو مستثنیٰ نہیں رکھا۔ اس کی غرض و غایت کے متعلق خود فرمایا کہ لعلکم تتقون۔ مسلمانوں میں تقویٰ اور پرہیزگاری آئے۔ وہ گناہوں سے مجتنب اور محترز رہیں۔ اور اُن کا نفس قدسی صفت ہو جائے۔ شریعت اسلام کے یہ احکام بظاہر سخت اور دشوار تھے اور یہی بات ہے کہ کتب علیکم الصیام فرما کر خدا کو کما کتب علی الذین من قبلکم بھی کہنا پڑا کہ مسلمان مہینے بھر کا روزہ سنکر گھبرا نہ جائیں بلکہ سمجھیں کہ ان کے لئے احکام کا یہ کوئی غیر معمولی بوجھ نہیں ہے۔ یہ بوجھ پہلی امتیں اٹھاتی رہی ہیں۔ حکم کی دیر تھی۔ مسلمان لبیک کہتے آگے بڑھے۔ اور خدائے قدوس کے اس حکم پر سر تسلیم خم کر دیا۔ مہینہ بھر کیا چھ چھ مہینے اور سال سال بھر مسلمانوں نے روزے رکھے۔ اگر منع نہ کئے جاتے تو زندگی بھر رکھتے۔ اور انھوں نے خدائے قدوس کو پکار کر کہہ دیا روزے کیا چیز ہیں ؎

ہم تری راہ میں مٹ جائینگے سوچا ہے یہی
ورد مندان محبت کا طریقہ ہے یہی

تجھ کو روزہ پسند ہے تو ہم زندگی بھر روزہ رکھتے کو تیار رہیں اور رکھ کر دکھا دیا اور اس کا صلہ اور معاوضہ جس کا خدائے قدوس نے اعلان کیا تھا یعنی تقویٰ اور قدسی صفاتی حاصل کر کے خدا کی قربت حاصل کر لی یا حدیث کے لفظوں میں جو خدا نے فرمایا الصوم لی وانا اجزی بہ روزہ صرف میری چیز ہے اور میں خود ہی اس کی جزا ہوں۔ خدا کو پا لیا۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ اس عمل صعب کے مجسم پیکر تھے۔ جس کو تفصیل ڈھونڈھنا ہو اُن کے حالات میں ڈھونڈھے۔

قرون اولیٰ میں صاحبان اور قدسی صفات مسلمانوں کی عام کثرت تھی۔ لیکن جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا۔ دوسرے اعمال حسنہ کی طرح روزے بھی مسلمانوں سے چھوٹنے لگے اور آج بمشکل چالیس فیصدی مسلمان روزہ دار نظر آئیں گے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ تقویٰ اور تقدس بھی رخصت ہو جائے اور ہو گیا۔ کہ اس وقت صحیح تقوےٰ اور حقیقی تقدس نہ علماء سے مدرسوں میں رہا نہ فقراء کی خانقاہوں میں۔ اور آج علماء کی طرح جیب و دامن کی طرح فقراء کی جھولیاں بھی اس متاع گراں مایہ سے خالی ہیں۔

اب جو کچھ رہا یہ ایک رسمی نقالی ہے۔ جو مدتوں سے چلی آتی ہے۔ اور یوں ہی چلی جائے گی۔ لیکن اچھے کاموں کی نقل بھی اچھی ہے۔ یہی نقل ممکن ہے کہ کبھی اصل کی طرف منتقل ہو جائے۔ اور ہم اپنی کھوئی ہوئی متاع حاصل کر لیں۔ رمضان کا چاند آگیا ہے اور رکھنے والوں نے روزے رکھے اور اُن کے سوکھے سوکھے منہ۔ اُترے ہوئے چہرے۔ حلقہ دار آنکھیں بتلا رہی ہیں کہ وہ اس عالم سے علیحدہ کسی دوسرے عالم سے لگاؤ رکھتے ہیں۔ اور اُن کے قلوب مصفا ہو کر جلوہ گاہ بننے کی صلاحیت پیدا کرتے جاتے ہیں ؎

تاب نظارہ نہ لایا طور جل کر رہ گیا
اور میرے دل کو دیکھو جلوہ گاہ یار ہے

پس خوش نصیب اس انسان کے جن کے دل مصفےٰ ہو گئے اور رمضان کی برکات کا اس پر اچھی طرح نزول ہوا۔ اُس نے جھوٹ بولنا چھوڑا۔ چوری کرنا چھوڑا۔ حرام کاری اور حرام خوری ترک کر دی۔ دغا فریب سے باز آگیا۔ اور غلط بیتوں سے وہ قطعاً محترز ہو گیا۔ اگر تم نے بھی اپنے گناہوں سے توبہ کی۔ بُری باتوں سے باز آگئے۔ تمہاری نفسانی ناجائز خواہشات سرد پڑ گئیں۔ اور تم میں سلامت روی میانہ روی آگئی۔ تو سمجھو کہ مہینہ بھر کے روزے پورے ہو گئے۔ اور خدا نے ان کو قبول کیا۔ اور تم نے وہ بات حاصل کی جس کے لئے روزہ فرض کیا گیا تھا۔ اور اگر دیکھو کہ تمہارے عادات بدستور ہیں۔ تمہارا نفس اسی طرح سرکش ہے اور تمہاری برائیوں میں سے کچھ بھی کم نہ ہوئیں تو سمجھو کہ تمہارے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ اور تمہارے لئے مہینے بھر کا صرف فاقہ ہوا جس کی خدا کو مطلق ضرورت نہ تھی۔ اور جس سے خدا بالکل بے نیاز ہے۔

رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے بند کر دئے جاتے ہیں۔ اور جس میں قدر کی ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یہی مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جس میں فرشتے روئے زمین پر آتے ہیں اور جس میں تمام اعمال کا ستر گنا ثواب ملتا ہے۔ خدا کی رحمت اور مغفرت پکارتی پھرتی ہے کہ کون ہے جو اپنا گناہ معاف کرائے اور خدا کی رحمت سے ہمکنار ہو؟ پس دنیا کا وہ بدبخت ترین

مسلمان ہے جس نے رمضان میں بھی اپنے گناہ معاف نہ کرائے اور خدا کی رحمت سے ہم کنار نہ ہوا۔

آہ ایسا خیر و برکت کا مہینہ اب ہم سے جدا ہو رہا ہے۔ خدا جانے آئندہ ہمیں دیکھنا میسر ہوگا بھی یا نہیں۔

عید خوشی کا دن ہے۔ لیکن کس کے لئے خوشی ہے جس نے رمضان میں روزے رکھے اور اپنے نفس کا کامل محاسبہ کیا۔ اور رمضان کی برکات اس کو حاصل ہوئیں گناہوں سے توبہ کی خیرات و صدقات میں اُس نے دل کھول کر حصہ لیا۔

اور کس بات کی خوشی؟ یہ کہ بحمد اللہ اس کے روزے بخیر و خوبی اور اپنے تمام شرائط اور ضوابط کے ساتھ پورے ہو گئے پس اس کے شکرانے میں اُس نے عیدگاہ میں جا کر "دوگانہ" ادا کیا کہ در اصل عید کی شادی رمضان کے بخیر و خوبی گزرنے کا۔ دوگانہ شکریہ ہے۔ پس عید نہ روزہ خواروں کے لئے ہے نہ فاقہ کشوں کے لئے بلکہ عید ان کے لئے ہے جن کا رمضان تھا۔

عید کس کی ہے؟

(از جناب مولانا مولوی حافظ پیر محمد امام الدین صاحب)

یوم عید عام طور پر خوشی کا دن سمجھا جاتا ہے اور ہر شخص سمجھتا ہے کہ عید کا دن ہمارے لئے خوشی کا روز ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یوم عید بعض لوگوں کے لئے عید کا دن ہے بعض لوگوں کے لئے وعید کا۔ عید کا دن تو ان لوگوں کے لئے ہے جو صالح اور نیکوکار ہیں۔ اور جو فاسق اور فاجر ہیں اُن کے لئے وعید کا۔ عید کے روز عام طور پر لوگ ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں۔ لیکن در اصل تمام لوگ مبارک باد کے مستحق نہیں ہوتے۔ بعض مبارک باد کے مستحق ہوتے ہیں۔ اور بعض ماتم پرسی کے۔ مبارکباد کے مستحق تو وہ ہوتے ہیں جو ماہِ رمضان کو تقوے اور پرہیزگاری کے ساتھ صائم اور قائم رہکر گزارتے ہیں اور وہ لوگ تعزیت اور ماتم پرسی کے قائل ہوتے ہیں جو صیام رمضان میں تحصیل حسنات و برکات سے محروم رہتے ہیں اور اس خیر و برکت کے مہینے کو فسق اور فجور میں کھو دیتے ہیں۔ عوام عید کی خوشی کا معیار لذیذ کھانوں اور نفیس کپڑوں کو قرار دیتے ہیں۔ اور اسی کو عید سمجھتے ہیں جبکہ عید کے روز عمدہ سے عمدہ غذا اور اعلیٰ لباس میسر ہو۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ عید اس کی نہیں ہے جو عمدہ کپڑے پہنے اور اچھے کھانے کھائے۔ بلکہ عید اس کی ہے جو محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اعمال صالحہ بجا لائے۔ عید اس کی نہیں ہے جو نئے نئے لباس و پوشاک زیب بدن کرے اور خوشیاں منائے بلکہ عید اُس کی ہے جو لباسِ تقوے سے ملبوس اور یوم وعید سے خائف ہو۔ عید اس کی نہیں ہے جو مشک و عنبر سے جسم و جامہ معطر کرے۔ بلکہ عید اس کی ہے جو گناہوں سے تائب ہو کر اور شمیم طہارت اور پاکیزگی سے مشام روح کو عطر آگیں کرے۔ آہ! آج ہم گناہوں سے زیر بار اور حسنات و خیرات سے تہی دست ہونے کے باوجود عید کے روز ذوق و مسرت سے از خود رفتہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن دیکھو کیا حال تھا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا جن کی حضور رسالت میں یہ قدر و منزلت تھی کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ضرور نبی ہوتے"۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال دخلت علی عمر بن الخطاب رضی الله عنه، يوم العيد وقد اغلق الباب علی نفسه وهو يبكي فقلت يا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں عید کے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا آپ نے اپنا پکا دروازہ میں بند کر رکھا تھا اور گریہ و زاری کر رہے تھے۔ میں نے عرض کیا

امیرالمومنین ابتکی — والناس فی فرح فقال والعلم الفرحون ما فرحوا ویجعل یبکی ویقول ان کانوا من المقبولین فلیفرحوا وان کانوا من المطرودین فلیبکوا فانی لا دری من المقبولین ام من المطرودین

امیرالمومنین آپ رو رہے ہیں اور سب لوگ خوشیاں منا رہے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر خوش ہونے والوں کو علم ہوتا تو وہ ہرگز خوش نہ ہوتے۔ یہ فرما کر آپ پھر رونے لگے اور کہنے لگے کہ اگر مقبولوں میں ہوں تو انھیں خوش ہونا چاہئے اور اگر مردودوں میں ہیں تو ان کو رونا لازم ہے اور مجھے خبر نہیں کہ مقبولوں میں ہوں یا مردودوں میں

اللہ اللہ۔ عظمٰی سرورِ کون ومکاں کے برگزیدہ جانشین کا وہ حال اور ہمارا یہ حال!

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

بعض لوگ عید کی خوشی میں اس طرح ہوش وحواس گم کردیتے ہیں کہ باوجودیکہ ان پر صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے اور انہیں کچھ اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک کو نسیاً منسیاً کر دیتے ہیں۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لم یزل صومکم معلقا بین السماء والارض الیٰ ان احدکم یؤدی زکوٰۃ صومہ

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ جب تک تم میں کوئی شخص اپنے روزے کی زکوٰۃ (فطرہ) ادا نہیں کرتا اس کا روزہ آسمان اور زمین کے مابین معلق رہتا ہے

افسوس جس کا روزہ ہی درجۂ قبول تک نہ پہونچا اس کی عید کیسی؟ مسلمانو! ایسے کام کرو کہ یوم عید تمہارے لئے عید اور تہنیت کا دن ہو نہ کہ وعید اور تعزیت کا۔

عید کی نماز کا بیان

(از جناب مولانا مولوی احمد سعید صاحب جمعیۃ علماء ہند)

صدقۂ فطر جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا مال زکوٰۃ تو نہ ہو مگر ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال اس کے پاس ہو۔ جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ صدقہ اپنی طرف سے اور باپ پر اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے دینا واجب ہے۔ اگر نابالغ اولاد مالدار ہو تو واجب نہیں۔ بلکہ انہی کے مال سے دے۔ میاں پر بیوی کی طرف سے اور بیوی پر شوہر کی طرف سے دینا واجب نہیں۔ دیدیں تو احساناً جائز ہے۔ صدقہ فطر میں گیہوں یا اس کا آٹا دے تو انگریزی تول سے پونے دو سیر دینا چاہیے۔ اگر جو یا جو کا آٹا دے تو اس کا دگنا اگر کوئی دوسرا اناج دینا چاہے تو اتنا دے کہ اس کی قیمت پونے دو سیر گیہوں کے برابر ہو۔ گیہوں اور جو کی قیمت دیدی جائے تو جائز ہے۔ ایک آدمی کا صدقہ ایک ہی فقیر کو دے یا کئی فقیروں کو اختیار ہے۔ صدقہ فطر کے مستحق وہ ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں۔ اور حتی الامکان صدقہ فطر عید کی نماز سے پہلے ادا کر دینا چاہیے۔

سنن عید الفطر غسل کرنا حتی المقدور عمدہ کپڑے پہننا خوشبو لگانا کوئی میٹھی چیز کھا کر عیدگاہ جانا ایک راستے سے جانا دوسرے راستے سے واپس آنا۔ پیدل جانا۔ آہستہ تکبیر کہنا۔

نماز عید الفطر نماز کی نیت یہ ہے۔ نیت کی میں نے دو رکعت نماز عید الفطر واجب کی ساتھ چھ زائد تکبیروں کے پیچھے امام کے اللہ اکبر۔ کہہ کر ہاتھ باندھ کر ثنا پڑھے۔ پھر تین مرتبہ اللہ اکبر کہتا ہوا کانوں تک ہاتھ اٹھائے پہلی دو مرتبہ میں ہاتھ چھوڑ دے۔ تیسری بار باندھ لے۔ دوسری رکعت میں قرأۃ کے بعد رکوع سے پہلے تین تکبیریں کہے۔ ہاتھ ہر بار چھوڑ دے۔ چوتھی تکبیر کہتا ہوا رکوع کرے۔ نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے۔ اور سب لوگ خاموشی سے سنیں۔ دور والے لوگ جن کو آواز نہ پہونچے وہ بھی خاموش بیٹھے رہیں۔ عید کی نماز میں اذان اور تکبیر نہیں ہوتی۔

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی کی مذہبی، تبلیغی، اصلاحی، ادبی تصانیف

مجالسِ حسنہ - حضرت خواجہ صاحب کے خاص ارشادات اور نصیحت آمیز کلمات۔ قیمت صرف ۱۰

کائنات بیتی - کل کائنات کے متعلق نہایت دلچسپ البیلے اور عارفانہ مضامین ہیں۔ قیمت ۱۴

پنواڑی کی دکان - ایک تبلیغی رسالہ ہے اس میں مسلمان پنواڑی کی دکانداری کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ قیمت فی عدد ۳

ہندو مذہب کی معلومات - داعیانِ اسلام کے لئے نہایت ضروری اور مفید رسالہ ہے۔ قیمت ۸

علاج بالخیال - فرانس کے ایک مشہور سائنسدان ڈاکٹر کے نظریہ کا اردو بیان قیمت ۸

احوال جنگ محمد بن قاسم - پوربی زبان میں اسلامی آلہا مع ترجمہ دیہاتی مسلمانوں کے پڑھنے کے لئے قیمت ۸

ہندوستانی شاہنامہ (حصہ اول) اس میں حضرت آدم سے لیکر حضرت نوح کے فرزندوں تک کے بچوں کے لئے منظوم حالات قیمت ۴

ایک جن کی نعت - رسول اللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہونے والے ایک جن کی نعت مع اردو ترجمہ قیمت ۱۰

عید کارڈ - قرآن مجید اور حدیث شریف اور تبلیغ اسلام اور اصلاح مسلمین کے ۱۲ عید کارڈ کتابی شکل میں قیمت ۲

سفرنامہ ہندوستان - حضرت خواجہ صاحب کے بمبئی، گجرات کاٹھیاواڑ اور مندر سومنات کی سیر و سیاحت کے حالات قیمت صرف ۱۲

تاریخ مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تمام زندگی اور تعلیم کے تاریخی حالات انجیلوں اور عیسائیوں کی معتبر کتابوں سے قیمت ۱۲

اولاد کی شادی - اولاد کی شادی کی تمام دینی اور دنیاوی معلومات کا ذخیرہ قیمت ایک روپیہ

۱۹۴۳ء کا روزنامچہ - حضرت خواجہ صاحب کے متعلق صحیح معلومات اور مفید کارآمد باتیں ضخامت ۴۴۴ قیمت ۱۲

غزنی نامہ حضرت غازی سلطان محمود غزنوی کے منظوم حالات جنگ بطرز شاہنامہ قیمت ۸

روزہ کے احکام و مسائل - ضخامت ۱۰۰ صفحے قیمت صرف ۸

ملنے کا پتہ:- مینیجر رسالہ پیشوا۔ اردو بازار جامع مسجد - دہلی

دی مغل لائن لمیٹڈ

جنگ کے زمانہ میں عدن - جدہ - پورٹ سوڈان - بمصر اور ماریشش کو ہمارے مسافروں اور باربرداری کے جہازوں کی آمد و رفت کا سلسلہ ناگزیر طور پر بے قاعدہ ہو جاتا ہے ... لیکن

ہم ہونے والی فتح اور امن کا انتظار کر رہے ہیں!

جبکہ کمپنی کی مسلسل اور باقاعدہ آمد و رفت اور مکمل سروس کرنے والی پبلک اور جہاز سے مال بھیجنے والوں کے لئے دوبارہ جاری ہو جائیگی

خط و کتابت کے لئے:- ٹرنر مارسین اینڈ کمپنی لمیٹڈ

منیجنگ ایجنٹس:- دی مغل لائن لمیٹڈ ۱۶ بینک اسٹریٹ بمبئی


ہندوستان کی ہوائی فوج کو
اسلحہ سازوں کی ضرورت ہے
نوجوانوں کے لئے نادر موقع
For detailed information apply to any of the Recruiting Offices listed below
تفصیلات کے لئے ریکروٹنگ آفیسر سے ان پتوں پر خط و کتابت کیجئے
(۱) لوتھین روڈ کشمیری گیٹ دہلی
(۲) دی مال روڈ۔ انبالہ
(۳) ویسٹرن کچہری روڈ میرٹھ
I.A.F
AAA 690

حریت کا سالنامہ

(پیشوا کے خریداروں کو) **اُردو نمبر** (آٹھ آنے کی رعایت)

مشاہیر ملک و قوم کی نظر میں

حریت کے اردو نمبر پر جن مشاہیر ملک و قوم نے اپنے خیالات کا اظہار کرکے ہماری حقیر خدمات ادب کو سراہا ہے ہم ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور رب العالمین سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس سے زیادہ خدمت ادب کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارے حاسد و دشمنوں کو اس سے زیادہ حسد اور کینگی کے اظہار کا ذریعہ بنائے جو حریت کی ترقی کو نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ برداشت کر سکتے ہیں۔ لیکن قدرت ان کو یہ روز بد دکھاتی ہے۔ دھو بالمرینا لوا

ایڈیٹر صاحب اخبار جدت مرادآباد کی رائے

آج حریت کا اردو نمبر وصول ہوا۔ میں تو ظاہری رعنائیاں دیکھ کر ہی محو حیرت رہ گیا۔ اس زمانہ میں جبکہ معمولی اشاعتوں کا نکالنا ہی مشکل ہے۔ اتنا ضخیم۔ اتنا رنگین۔ اتنا منظر نواز اور اتنا خوبصورت نمبر شائع کرنا..........

واقعی آپ کی ہی اولوالعزمی اور بلند نظری کے شایان شان ہے۔ ترتیب مضامین اور جامعیت کا کیا کہنا سبحان اللہ موضوع بیان (اردو اور ادبیات اردو) کے مختلف پہلو بڑی خوبی اور وضاحت کے ساتھ اُجاگر کئے گئے ہیں۔ یہ دیکھکر اور بھی مسرت ہوئی کہ اردو نمبر کی ترتیب میں ہندو ارباب قلم اور ادبا نے بھی نمایاں حصہ لیا ہے۔ آپ نے اشاعت اردو کے سلسلے میں مختلف طبقات (پارسی۔ فرنگی۔ سکھ وغیرہ) کی ادبی سرگرمیوں کے متعلق مستقل مضامین درج فرماکر اس نمبر کو ایک تاریخی اہمیت بخش دی ہے۔

جناب محترم۔ اس موقع پر میرا مبارک باد پیش کرنا گستاخی ہے۔ ایک خرد اپنے بزرگ کے کسی کارنامے پر آفرین و تحسین کے پھول نچھاور کرنے کا سزاوار نہیں۔ اس کا فرض یہ ہے کہ بزرگو کے نقش قدم پر چلے۔ لہٰذا مجھے تبریک و تہنیت پیش کرنے کا یارا نہیں۔ صرف یہ دعا ہے کہ خدا مجھے بھی آپ جیسی ادبی اولوالعزمی اور صحافت میں بلند نظری کرامت فرمائے۔

ایڈیٹر صاحب اخبار انصاری دہلی کی رائے

جناب سید عزیز حسن صاحب لقائی ایڈیٹر حریت ہفتہوار قابل مبارکباد ہیں کہ انھوں نے اس زمانہ میں جب کہ کاغذ کتابت اور طباعت کی مشکلات بہت زیادہ ہیں۔ ایک سو ۔۔ صفحوں کا ضخیم سالنامہ شائع کر دیا۔

ہم بلاشبہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ حریت کا یہ سالنامہ جو انھوں نے اردو نمبر کے نام سے موسوم کیا ہے۔ یہ نہ صرف حریت کے پہلے سالنامے سے اچھا ہے بلکہ اس وقت دہلی سے جس قدر ہفتہ وار اخبار شائع ہو رہے ہیں ان سب میں ایک امتیازی شان رکھتا ہے۔

اس سالنامہ میں کم وبیش ۷۶ یک رنگی او دو رنگی تصاویر ہیں جو نہایت اچھی دل کش اور خوبصورت ہیں۔ ان تصاویر نے سالنامہ کے حسن کو دوبالا کر دیا ہے۔ سالنامہ میں ۳۱ مضامین شریک ہیں۔ جن میں سے چند افسانے ہیں۔ اور باقی سب اردو زبان کے متعلق لکھے گئے ہیں۔ مضمون نگار حضرات ہندوستان کے مختلف صوبوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور انھوں نے اپنے اپنے انداز میں اردو پر مضامین لکھے ہیں اور اس کے متعلق مختلف نظریئے پیش کئے ہیں۔ مثلاً اردو کی ترقی میں ہندوؤں کا حصہ۔ اردو کی مخالفت ہندوستان سے غداری ہے۔ اردو کی ترقی کے وسائل۔ اردو کی تاریخ پر ایک طائرانہ نظر۔ اردو کی ترقی میں پارسیوں کا حصہ وغیرہ وغیرہ ایسے مضامین ہیں جنکو پڑھکر اردو کی تاریخ اور اردو زبان کی صلاحیت کے متعلق اچھی خاصی معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ ان تمام مضامین کا مرکز خیال صرف ایک ہے کہ اردو کسی خاص فرقہ کی زبان نہیں ہے۔ یہ ایک مشترکہ ورثہ ہے جس میں سب کا حصہ ہے۔ اردو زبان ملک کی واحد زبان بننے کی پوری پوری صلاحیت رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ اس سالنامے میں نظمیں اور غزلیں بھی ہیں۔

خاں صاحب ابوالاثر حفیظ جالندھری کا نام اس سلسلہ میں قابل ذکر ہے۔ موصوف کی ایک نظم بعنوان "میرا کلام بہترین" اس نمبر میں شائع ہوئی ہے۔ سالنامہ کی کتابت نہایت اچھی ہے طباعت بہت صاف ہے۔ اور سید عزیز حسن لقائی صاحب نے اس پرچہ کے شائع کرنے میں اسی احتیاط سے کام لیا ہے جس کے ساتھ کہ وہ اپنی دیگر مطبوعات شائع کرتے رہے ہیں۔ سالنامے میں ٹائیٹل کا صفحہ بھی نہایت شاندار ہے۔ اور اس میں بہترین کاغذ استعمال کیا گیا ہے جس سے اس کی خوبصورتی اور بھی بڑھ گئی ہے۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود اس کی قیمت صرف ڈیڑھ روپے رکھا ہے۔

روزنامہ مسلمان دہلی کی رائے

کاغذ کے اس قحط کے زمانہ میں لقائی صاحب نے حریت کا جو سالنامہ ۱۹۴۲ء اردو نمبر کے نام سے نکالا ہے واقعی وہ بڑی ہمت کا کام ہے۔ اردو نمبر کافی ضخیم ہونے کے ساتھ ساتھ دیدہ زیب اور شاندار بھی ہے۔ اس نمبر میں ملک کے اکثر مشہور ادبا اور شعراء نظم و نثر کے شاہکار اکٹھے ہوگئے ہیں۔ اردو زبان کے مختلف پہلوؤں پر بعض بعض مضامین ایسے پُرمغز اور مسبب لکھے گئے ہیں کہ بے اختیار لکھنے والوں کی تحقیق کی داد دینا پڑتی ہے۔ بعض بعض علمی مقالے تو ایسے ہیں کہ وہ مستقل تصنیف کا درجہ دیتے ہیں۔ آرٹ پیپر پر سہ رنگی اور یک رنگی تصاویر اس کثرت سے ہیں کہ نمبر پکچر البم معلوم ہوتا ہے۔ اس نمبر پر لقائی صاحب نے بہت محنت کی ہے۔ اور واقعی اسے ایک شاہکار کی حیثیت دیدی ہے۔ اردو زبان کی اشاعت سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے یہ نمبر غنیمت ہے۔ امید ہے کہ جس شوق اور محنت سے یہ نمبر مرتب کیا گیا ہے اسی ذوق و شوق سے ملک اس کا خیر مقدم بھی کرے گا۔ قیمت ڈھائی روپے۔ جو اس کی لاگت پر بہت کم ہے۔

ایڈیٹر صاحب ہمدرد صحت دہلی کی رائے

ہفتہ وار اخبار حریت کا اردو نمبر جس کی تیاریاں کچھ مدت سے ہو رہی تھیں اور جس کی راہ میں بعض دفتری رکاوٹیں بھی پیدا ہو گئی تھیں۔ حافظ سید عزیز حسن صاحب لقائی کی ہمت اور کوشش سے آخر شائع ہوگیا۔ سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ اس نمبر کو صوری اور معنوی اعتبار سے کامیاب بنانے میں لقائی صاحب کی محنت اور جد و جہد بارآور ثابت ہوئی اور یہ نمبر شاندار اور ضخیم ہی نہیں بلکہ مفید اور دلچسپ مضامین سے آراستہ بھی ہے۔ ظاہری شان کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ پابندی اور گرانی کے زمانہ میں ۱۳ سہ رنگی تصاویر اور ۴۶ یک رنگے فوٹو بلاکس آرٹ پیپر پر چھپے ہوئے اس نمبر میں شامل ہیں معنوی اعتبار سے اس کی کافی لمبی فہرست مضامین شائقین ادب و زبان کے لئے جاذب توجہ ہے۔ لقائی صاحب کی یہ کامیاب جد و جہد یقیناً مبارکباد کی مستحق ہے۔

ایڈیٹر صاحب شیر پنجاب لاہور کی رائے

دہلی کے مشہور قوم پرست اخبار حریت نے جو زیر ادارت مولانا حافظ سید عزیز حسن صاحب لقائی عرصہ سے شائع ہوتا ہے اپنا نہایت شاندار اردو نمبر شائع کیا ہے۔ اس قحط القرطاس کے زمانہ میں ۱۱۲ بڑے صفحوں کی ضخامت اور بیسیوں رنگدار اور یک رنگی تصاویر کا یہ نمبر لقائی صاحب کا معجزہ ہے۔ یہ نمبر شائع کرکے لقائی صاحب نے زبان اردو کی بیش قیمت خدمت انجام دی ہے۔ اردو زبان کی خوبیوں اور اردو شاعری کے محاسن پر یہ نمبر ایک خاصا اردو کی انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اردو شاعری کے قدیم و جدید اساتذہ کے حالات زندگی اور اُن کے کلام کے نمونے بڑی محنت سے جمع کرکے شائع کئے گئے ہیں جس کے لئے لقائی صاحب حامیان اردو کے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔ مضامین نگاروں میں ڈاکٹر سر ایس۔ ایس بھٹناگر۔ لالہ دھرمپال صاحب ایڈیٹر تیج۔ خان صاحب مولانا ابوالاثر حفیظ جالندھری۔ لالہ چندی پرشاد شیدا دہلوی۔ خان محمد رفاقت اللہ خاں۔ ایم۔ اے۔ جناب جوش ملسیانی اور لالہ امیر چند ممتاز کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ نمبر ہر لحاظ سے کامیاب اور شاندار ہے۔ قیمت ۲/۸

ڈائرکٹر صاحب اخبار وین دنیا کی رائے

اس نازک زمانہ میں جبکہ صفحات گھٹا کر بھی اخبارات کا نکالنا ایک مصیبت بنا ہوا ہے۔ اخبار حریت دہلی کا اردو نمبر نکالنا ایک ایسا حوصلہ مندانہ کارنامہ ہے جسے صحافتی دنیا میں کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

حریت کا اردو نمبر عام اخبارات کے نمبروں کی طرح صرف ضخیم ہی نہیں ہے بلکہ اس میں اردو لٹریچر پر ایسا کارآمد اور مفید مواد موجود ہے جس کو ادبی حلقوں میں بلند ترین حیثیت دی جائے گی۔ مثلاً اردو کے مشہور شاعر۔ اردو کی ترقی میں ہندوؤں کا حصہ۔ علم ہجا پر ایک عالمانہ مقالہ۔ ایک ملک اور ایک قوم کے لئے ایک زبان۔ اردو کی ترقی کے وسائل۔ اردو کی تاریخ پر ایک طائرانہ نظر۔ اردو کی ترقی میں پارسیوں کا حصہ۔ اردو کی ترقی میں سکھوں کا حصہ۔ اور دیگر اسی قسم کے درجنوں بلند پایہ مضامین نے حریت کے اردو نمبر کے معیار کو بے حد بلند کر دیا ہے۔

ایڈیٹر صاحب پارس لاہور کی رائے

آزاد خیال اور وطن پرورانہ پالیسی کے مالک اخبار ہفتہ وار حریت دہلی کا اردو نمبر دفتر میں موصول ہوا ہے۔ یہ ایک ضخیم کتاب کی شکل میں ہے جس کا سائز حریت کے عام سائز کے مطابق ۲۰×۳۰/۸ ہے۔ سہ رنگا ٹائیٹل نہایت ہی سادہ اور دیدہ زیب ہے۔ فہرست مضامین پر نظر ڈالنے سے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ نمبر کس پایہ کا ہے۔ نمبر مذکور میرے زیر مطالعہ ہے۔ جسے میں چند روز تک ختم کر سکوں گا۔ اور آئندہ اشاعت میں اس پر مفصل ریویو لکھوں گا۔ پرچہ کی قیمت ڈھائی روپے فی کاپی ہے۔ جو اسکی ظاہری و باطنی خوبیوں کے مقابلہ میں بالکل واجبی ہے۔

ایڈیٹر صاحب روزنامہ وطن دہلی کی رائے

ہمارے سامنے ہمارے اولوالعزم دوست سید عزیز حسن صاحب بقائی ایڈیٹر حریت دہلی کا اردو نمبر ہے۔ ان دنوں جبکہ کاغذ کی گرانی اور ناموافق حالات نے اخباروں کا گلا گھونٹ رکھا ہے، اس قدر شاندار ضخیم و خوشنما اور ادبی دلچسپیوں سے پُر نمبر نکالنا آسان کام نہیں۔ بقائی صاحب کی ہمت اور محنت کی جس قدر بھی داد دی جائے کم ہے۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

حق تو یہ ہے کہ اس قدر شاندار نمبر شائع کرنا، اچھے بھلے وقتوں میں بھی آسان کام نہ تھا۔ بقائی صاحب نے خادمانِ اردو پر اس نمبر کے شائع کرنے سے ایک احسان کیا ہے۔ اردو نمبر کے مضامین دلچسپ انوکھے اور معلومات سے پُر ہیں۔ اردو نمبر میں دلچسپی رکھنے والوں کے لئے حریت کا اردو نمبر بے حد مفید ہے۔ انھیں ادبی حوالجات کے لئے یہ کافی مدد دے گا۔ نظمیں بھی اعلیٰ پایہ کی ہیں۔ تصاویر کے انتخاب میں خاص محنت سے کام لیا گیا ہے۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود قیمت صرف ڈھائی روپے۔

ہم اردو داں پبلک سے اس کے مطالعہ کی پُر زور سفارش کرتے ہیں۔

ایڈیٹر صاحب روزنامہ پیام دہلی کی رائے

مولانا حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی ایک کہنہ مشق اخبار نویس، شگفتہ قلم، ادیب، بے حیائی و بے شرمی کے خلاف اصلاحی آواز اٹھانے والے مبصر اور دورِ حاضرہ کے بہترین ناثر، نقاد و انشا پرداز ہیں۔ انھوں نے اردو اخبار نویسی میں ایک نئے طرزِ تحریر کی بنیاد ڈالی ہے۔ اور بلاشبہ وہ اس طرزِ تحریر کے مالک ہیں۔ اور شاید اس طرزِ تحریر میں ان کا کوئی جانشین پیدا بھی نہ ہو۔ ان کے اندازِ تحریر کی کشش ملاحظہ ہو کہ وہ اپنے مخالف پر سخت سے سخت نکتہ چینی کرتے ہیں سخت سے سخت حملہ کرتے ہیں۔ مگر اس پیارے انداز میں کہ مخالف خود اپنی تعریف پڑھنے کے لئے بیقرار ہو جائے۔ اور غصہ میں آنے کے باوجود ہنس پڑے۔ وہ نہ اپنے کسی دوست کی تعریف اس کی خدمات کے اعتراف میں کرتے ہیں۔ مگر اتنے لطیف انداز میں کہ دوسروں کے دل کی گہرائیوں میں بھی اس کی جگہ بن جائے۔ حافظ صاحب کے اصلاحی مضامین خشک ہونے کے باوجود بھی اسی قسم کی رنگینیوں سے سجے ہوتے ہیں۔ اردو اور کتبِ اسلامیہ کی اشاعت سے انھیں خاص لگاؤ ہے۔ اس سلسلہ میں انھوں نے بیش بہا خزائن بہا کر کے اور شائع کئے ہیں۔ غرضکہ قابلِ تعظیم سید عزیز حسن صاحب بقائی نے اردو ادب کے ہر شعبہ اور ہر اسلوب ہر نوعیت سے جو شاندار خدمات کی ہیں ان میں اس مرتبہ انھوں نے ایک اور گرانقدر اضافہ کیا ہے۔ یہ اضافہ اس گرانی و قیود کے زمانہ میں حریت کے اردو نمبر کا نادر تحفہ ہے اسے موتیوں سے تولنے کے قابل کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ حریت کا خاص اردو نمبر ایک سو بچاس صفحات کی ضخامت پر شائع ہوا ہے۔ اس کا سائز ۲۰×۳۰ ہے جو سب سے بڑا سائز ہے۔ ٹائیٹل پر اردو یا اردو کے گہوارہ دہلی قطب اور اردوئے معلیٰ کے مرکز شاہجہاں آباد کے فوٹو اردو کی قدیم تاریخ اور اس کے قدیم سرپرستوں کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ ہم عصر حاضرہ کے اردو داں حضرات کے فوٹو بلاک ہیں۔ اور ستر کے قریب دیگر ہاف ٹون بلاک یک رنگے اور سہ رنگے آرٹ پیپر پر شائع کئے گئے ہیں۔ حصہ نثر میں متعدد پراز معلومات علمی مقالات ہیں۔ جن میں اردو کے شعرائے قدیم و جدید کی سوانح حیات پر ایک دلچسپ علمی مقالہ بھی ہے۔ اردو کی انگریز۔ ہندو۔ یہودی۔ پارسی شاعرہ خواتین کا تذکرہ۔ مشاہیر ہندو شعرائے ہند جنھوں نے اردو کی سرپرستی کی۔ ان کی خدمات پر جامع تبصرہ وغیرہ وغیرہ بلند پایہ افسانے۔ نتیجہ خیز مباحث۔ اس کی جان ہیں۔ غرضیکہ حریت کا اردو نمبر ایک مستقل انسائیکلوپیڈیا ہے۔ جو تاریخی و علمی اعتبار سے ایک ایسی پیش کش ہے جو حافظ صاحب کا نام روشن رکھے گی۔ اور ان کی خدمات اردو میں ایک اور طرۂ امتیاز کے اضافہ کا سبب بنے گی۔ ہم حافظ صاحب کو اس اہم خدمت پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

ایڈیٹر صاحب چترالاہور کی رائے

ہفتہ وار حریت دہلی نے اخباری سائز کے ۱۲۰ صفحات پر اپنا سالنامہ شائع کیا ہے۔ جو آرٹ پیپر کی بہت سی سہ رنگی اور یک رنگی تصاویر سے مزین ہے۔ جنگ کے ان دنوں میں جبکہ کاغذ کے حصول کا مسئلہ بہت پیچیدہ ہو چکا ہے اتنا ضخیم سالنامہ شائع کرنا واقعی دل گردے کا کام ہے۔ اور اس سال حریت کے علاوہ ابھی تک کسی اور پرچے کو اتنا بڑا سالنامہ شائع کرنے کی جرات نہیں ہو سکی۔ نظم و نثر کے لحاظ سے بھی یہ نمبر نہایت شاندار ہے اور اردو زبان کے بہترین شعرا، مضمون نویس و افسانہ نویس اصحاب کے خاص مضامین خاص دلچسپی کا باعث ہیں۔ اردو کے قدیم و جدید شعرا کے حالات زندگی، ان کے کلام پر تبصرے ان کے کلام کا انتخاب نمبر کی ایک خاص خوبی [illegible] معنوں میں اردو شعرائے [illegible] کا نام دیا جا[illegible]

ڈاکٹر ایس۔ ایس بھٹناگر۔ جناب عبدالمالک۔ لالہ دھرمپال ایڈیٹر تیج۔ حافظ صاحب حفیظ جالندھری۔ [illegible]

بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْهَا بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا

بلکہ یہ لوگ اس سے شک میں ہیں بلکہ یہ اس سے اندھے بنے ہوئے ہیں اور یہ کافر یوں کہتے ہیں کہ کیا ہم لوگ جب

ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا

ع ۵

خاک ہو گئے اور ہمارے بڑے بھی تو کیا ہم نکالے جاویں گے اس کا تو ہم سے اور ہمارے بڑوں سے پہلے سے

مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ

وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے نقل ہوتی چلی آئی ہیں آپ کہہ دیجئے کہ تم زمین میں چل پھر کر

فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ ۝ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَلَا تَكُنْ

دیکھو کہ مجرمین کا انجام کیا ہوا اور آپ ان پر غم نہ کیجئے اور جو کچھ یہ

فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ ۝ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

شرارتیں کر رہے ہیں اس سے تنگ نہ ہوجئے اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم

صٰدِقِیْنَ ۝ قُلْ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ تَسْتَعْجِلُوْنَ

سچے ہو آپ کہہ دیجئے کہ عجب نہیں کہ جس عذاب کی تم جلدی مچا رہے ہو اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہی آ لگا ہو

وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَشْكُرُوْنَ ۝

اور آپ کا رب لوگوں پر بڑا فضل رکھتا ہے و لیکن اکثر آدمی شکر نہیں کرتے

وَاِنَّ رَبَّكَ لَیَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۝ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ

اور آپ کے رب کو سب خبر ہے جو کچھ ان کے دلوں میں مخفی ہے اور جس کو وہ علانیہ کرتے ہیں اور آسمان اور زمین

فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝

میں ایسی کوئی مخفی چیز نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو

تفسیر قل لا یعلم سے کتٰب مبین تک :۔ یہ لوگ جو قیامت کا وقت نہ بتلانے سے اس کے عدم وقوع پر استدلال کرتے رہتے ہیں اس کے جواب میں) آپ کہہ دیجئے کہ (یہ استدلال غلط ہے کیونکہ غایت مافی الباب اس سے اتنا لازم آیا کہ مجھ کو اور تم کو اس کی تعیین کا علم غائب رہا سو اس میں اسی کی کیا تخصیص ہے۔ غیب کے نسبت قاعدہ کلیہ ہے کہ) جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین (یعنی عالم) میں موجود ہیں (ان میں سے) کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے اور (اس وجہ سے) ان (مخلوقات) کو یہ خبر (بھی) نہیں کہ وہ کب دوبارہ زندہ کئے جاویں گے (یعنی اللہ تعالیٰ کو تو بے بتلائے سب کچھ معلوم ہے اور کسی کو بے بتلائے کچھ بھی معلوم نہیں۔ مگر دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے امور جن کا پہلے سے علم نہیں ہوتا واقع ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عدم علم عدم وقوع کو مستلزم نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بعض علوم کا غیب رکھنا منظور ہے سو قیامت کی تعیین بھی ان ہی امور میں سے ہے۔ اسی لئے مخلوق کو اس کا علم نہیں دیا گیا۔ مگر اس سے عدم وقوع کیسے لازم آگیا اور یہ عدم علم بالتعیین تو سب میں امر مشترک ہے لیکن ان کفار منکرین میں صرف عدم علم بالتعیین ہی نہیں) بلکہ (اس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ) آخرت کے بارے میں (خود) ان کا (نفس) علم (بالوقوع ہی) نیست ہو گیا یعنی خود اس کے وقوع ہی کا علم نہیں جو تعیین کے علم نہ ہونے سے بڑھ کر ہے اور مذموم بھی کیونکہ علم معاد کا واجب ہے اور ترک واجب مذموم ہے) بلکہ (اس سے بڑھ کر) یہ لوگ اس (کے وقوع) سے شک میں ہیں (کہ یہ عدم علم سے بدتر ہے کیونکہ عدم علم فی نفسہ عام ہے خلو

ذہن کو بھی، اور شک میں باوجود التفات ذہن کے پھر مدد تصدیق ہے) بلکہ (اُس سے بڑھ کر یہ ہے کہ) یہ اُس سے اندھے بنے ہوئے ہیں (یعنی جیسے اندھے کو طریق نظر نہیں آتا۔ اس لئے مقصود تک پہنچنا مستبعد ہے۔ اسی طرح تصدیق بالآخرت کا جو طریق ہے یعنی دلائل صحیحہ یہ لوگ غایت عناد سے اسمیں تدبر و تامل نہیں کرتے۔ اس لئے وہ دلائل ان کو نظر نہیں آتے جس سے مطلوب تک پہونچ جانے کی اُمید ہوتی پس یہ شک سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ شک والا بعض اوقات دلائل میں نظر کرکے رفع شک کرلیتا ہے اور یہ نظر بھی نہیں کرتے پس ایان بیعثون سے بڑھ کر تدارک علم ہوا اور اس سے بڑھ کر شک اور اس سے بڑھ کر عمی پس یہ انتقالات ترقی کے واسطے ہیں۔ اور ترقی میں ماقبل کی نفی نہیں ہے کہ تعارض کا شبہ ہو بلکہ اثبات شئ زائد ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ سب اوصاف ثابت ہیں یعنی عدم تعیین بھی اور تدارک بھی اور شک بھی اور عمی بھی اور چونکہ ہر ما قبل ہر ما بعد سے مفہوماً عام ہے یعنی لا بشرط شئ ہے بشرط لا شئ نہیں ہے بنا اجتماع میں کوئی اشکال نہیں جیسا ترجمہ کی تقریر سے یہ عموم و خصوص ظاہر ہے) اور (اس تشنیع علی الانکار کے بعد آگے اُن کا ایک انکاری قول نقل فرماتے ہیں کہ) یہ کافر یوں کہتے ہیں کہ کیا ہم لوگ جب (مرکر) خاک ہو گئے اور (اسی طرح) ہمارے بڑے بھی تو کیا (پھر) ہم (زندہ کرکے قبروں سے) نکالے جاویں گے اُس کا تو ہم سے اور ہمارے بڑوں سے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے) پہلے سے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے (کیونکہ تمام انبیاء کا یہ قول مشہور رہا ہے لیکن نہ آج تک ہوا اور نہ کسی نے بتایا کہ کب ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ) یہ بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے نقل ہوتی چلی آئی ہیں آپ کہدیجئے کہ (جب اس کے امکان پر دلائل عقلیہ اور وقوع پر دلائل نقلیہ جابجا بار بار تم کو سنا دئے گئے ہیں تو تم کو تکذیب سے باز آنا چاہئے ورنہ جو اور مکذبین کا حال ہوا ہے کہ مشہور ہو گئے وہی تمہارا حال ہوگا اگر اُن کی حالت میں کچھ شبہ ہو تو) تم زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرمین کا کیا انجام ہوا (چنانچہ آثار ہلاکت بالعذاب کے نمایاں اور باقی تھے) اور (اگر باوجود ان مواعظ بلیغہ کے پھر بھی مخالفت پر کمر بستہ ہیں تو) آپ ان پر غم نہ کیجئے اور جو کچھ یہ شرارتیں کر رہے ہیں اس سے تنگ نہ ہوجئے (کہ اور انبیاء کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا ہے) اور (قل سیروا الایۃ میں اور اُس کے امثال دوسری آیات میں جو ان کو وعید عذاب سنائی جاتی ہے تو چونکہ دل میں تصدیق نہیں اس لئے) یہ لوگ (بیباکانہ) یوں کہتے ہیں کہ یہ وعدہ (عذاب و قہر کا) کب ہوگا اگر تم سچے ہو (تو بتلاؤ) آپ کہدیجئے کہ عجب نہیں کہ جس عذاب کی تم جلدی مچا رہے ہو اُس میں سے کچھ تمہارے پاس ہی آ لگا ہو اور (اب تک جو دیر ہو رہی ہے تو اُس کی وجہ یہ ہے کہ) آپ کا رب لوگوں پر (اپنا) بڑا فضل رکھتا ہے (اُس رحمت عامہ کی وجہ سے قدرے مہلت دے رکھی ہے) و لیکن اکثر آدمی (اس بات پر) شکر نہیں کرتے (کہ تاخیر کو غنیمت سمجھیں اور اس مہلت میں حق کی طلب اور اُس کو قبول کرلیں کہ عذاب سے نجات ابدی حاصل ہو بلکہ بالعکس انکار اور علی سبیل الاستہزاء استعجال کرتے ہیں) اور (یہ تاخیر چونکہ مصلحت ہے اس لئے یوں نہ سمجھیں کہ ان افعال کی کبھی سزا ہی نہ ہوگی کیونکہ) آپ کے رب کو سب خبر ہے جو کچھ ان کے دلوں میں مخفی ہے اور جس کو وہ علانیہ کرتے ہیں اور (علاوہ حق تعالیٰ کو خبر ہونے کے ظاہری طور پر بھی باضابطہ سب چیزیں دفتر خداوندی میں درج ہیں جن میں کچھ انہی کے افعال کی تخصیص نہیں بلکہ) آسمان اور زمین میں ایسی کوئی مخفی چیز نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو (اور وہ دفتر یہی ہے اور جب مخفی چیزیں جن کو کوئی نہیں جانتا اُس میں موجود ہیں تو ظاہر چیزیں تو بدرجۂ اولیٰ موجود ہیں۔ غرض اُن کے اعمال کی خدا کو بھی خبر دفتر میں بھی محفوظ اور وہ اعمال خود مقتضی سزا کو بھی اور وقوع سزا پر اخبار صادقہ بھی متفق پھر اس سمجھنے کی کیا گنجائش ہے کہ سزا نہ ہوگی۔ البتہ دیر ہونا ممکن ہے۔ چنانچہ بعض سزائیں ان منکرین کو دنیا میں ہوئیں جیسے قحط و قتل اور بعض برزخ میں ہوں گی۔ کہ یہ سب قریب ہیں اور کچھ آخرت میں ہوں گی اس لئے ردف کے ساتھ بلفظ بعض فرمایا۔ رلط ۔ چونکہ قیامت کا امکان عقلی اور وقوع نقلی و سمعی ہے اور اوپر اُس کے وقوع کی خبر دی گئی ہے اور اخبار کے اثبات کے لئے صدق مخبر کا اثبات ضروری ہے اس لئے آگے قرآن کا کہ وہ مخبر ہے صادق ہونا ایک خاص طور پر علاوہ اس کے معجز ہونے کے ثابت فرماتے ہیں مع اس کے برکات کے۔

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ

بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل پر اکثر ان باتوں کو ظاہر کرتا ہے جس میں وہ

يَخْتَلِفُونَ ۝ وَإِنَّهُ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝

اختلاف کرتے ہیں اور بالیقین وہ ایمانداروں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے

تفسیر ان ھذا سے للمومنین تک :۔ بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل پر اکثر ان باتوں (کی حقیقت) کو ظاہر کرتا ہے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں (اور پھر ظاہر بھی ایسے طور پر کرتا ہے جس میں علماء بنی اسرائیل کو بھی جو اُن میں کسی قدر منصف ہیں کلام نہیں رہتا اور علماء کے اختلاف کا فیصل کرنے والا اُن علماء سے اعلم ہونا چاہیے اور اعلم ہونے کے دو طریقے ہیں یا تو خالق سے علوم کا استفادہ کیا ہو اور یا مخلوق سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شق ثانی یقیناً منفی ہے چنانچہ یہ احتمال کسی مخالف نے کبھی نہیں نکالا تھا پس لامحالہ شق اول متعین ہو گئی پس آپ کا صاحب وحی ہونا اور قرآن کا وحی ہونا ثابت ہو گیا اور وحی کا صدق ضروری ہے پس قرآن کا جو کہ مخبر عن القیامت ہے صادق ہونا ثابت ہو گیا اور اس سے قیامت کا وقوع جو قرآن میں منقول ہے ثابت ہو گیا وہو المطلوب) اور (اس کا دلیل ہونا گو برکت ظاہری ہے موافق و مخالف سب کے لئے عام ہے لیکن اس کے برکات معنویہ اگر دیکھنا ہو تو ایمان لا کر کوئی دیکھے کہ) بالیقین وہ ایمان داروں کے لئے (خاص) ہدایت اور (خاص) رحمت ہے (ہدایت باعتبار طاعات کے اور رحمت باعتبار ثمرات کے) ربط اوپر دلیل معاد کا کہ قرآن ہے صحیح و مثبت ہونا مذکور تھا جس کا مقتضا تھا کفار کا انکار سے باز آجانا اور پھر بھی باز نہ آنے کا مقتضی تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا محزون ہونا اس لئے آگے تسلیہ ہے آپ کا جیسا کہ اوپر آیت ولا تحزن علیھم میں بھی یہ مضمون تھا

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۝ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ

بالیقین آپ کا رب ان کے درمیان اپنے حکم سے فیصلہ کرے گا اور وہ زبردست اور علم والا ہے — سو آپ اللہ پر توکل رکھئے

إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ۝ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ

یقیناً آپ صریح حق پر ہیں — آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے — اور نہ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتے ہیں

إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِنْ

جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر چل دیں — اور نہ آپ اندھوں کو اُن کی گمراہی سے رستہ دکھلانے والے ہیں — آپ تو صرف

تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ ۝

اُنہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں پھر وہ مانتے ہیں

تفسیر وان ربک سے مسلمون تک :۔ (آپ ان لوگوں کی حالت پر نہ تاسف کیجئے اور نہ ان کی مخالفت کی فکر کیجئے کیونکہ اُن کا کام حد فہمائش سے گزر گیا ہے اب یہ عقلی، و شرعی فیصلہ کو نہ مانیں گے بلکہ عملی فیصلہ کی ضرورت ہے جو خدا کا کام ہے اور) بالیقین آپ کا رب اُن کے درمیان اپنے حکم سے (وہ عملی) فیصلہ (قیامت کے دن) کرے گا (اُس وقت معلوم ہو جاوے گا کہ دین حق کیا تھا اور باطل کیا تھا تو ایسے لوگوں پر کیا تاسف کیا جاوے) اور (اسی طرح فکر مخالفت بھی نہ کیجئے کیونکہ وہ زبردست اور علم والا ہے (پس بدون اُس کی مشیت کے کوئی کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتا اور اُس سے کسی کی تدبیر ضرر رسانی کی مخفی نہیں وہ سب کو جانتا ہے اور اپنی قدرت سے سب کو دفع کر سکتا ہے) سو (جب وہ ایسا ہے تو) آپ اللہ پر توکل رکھئے کہ قدرت علی النصر تو اوپر ثابت ہوئی اور وقوع نصر کا مرجح یہ امر ہے کہ) یقیناً آپ صریح حق (طریقہ) پر ہیں (اور اہل حق بمقابلہ اہل باطل کے منصور ہوا کرتے ہیں پس خوف و فکر کچھ نہ کیجئے اور چونکہ بہ نسبت خوف و فکر کے آپ کو حزن زیادہ ہوتا تھا اس لئے اُس کے متعلق پھر مکرر دوسرے عنوان سے فرماتے ہیں کہ) آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتے ہیں (خصوصاً) جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر چل دیں اور نہ آپ اندھوں کو اُن کی گمراہی سے (بچا کر) رستہ دکھلانے والے ہیں آپ تو صرف اُن ہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں (اور) پھر وہ مانتے (بھی) ہیں (مطلب یہ کہ یہ لوگ تو مشابہ مُردوں اور بہروں اور اندھوں کے ہیں پھر اُن سے توقع ہدایت اور فہم کی بیکار ہے جب توقع نہ ہوگی حزن بھی نہ ہوگا) ف اس آیت سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ مُردے نہیں سنا کرتے ہر چند کہ مُردوں سے مراد یہاں کفار ہیں مگر تشبیہ جب ہی درست ہو سکے گی جب مُردے نہ سنتے ہوں لیکن چونکہ بعض احادیث میں مُردوں کا سننا قریب جگہ سے نہ کہ بعید سے وارد ہے اس لئے بعض علماء نے آیت میں کہا ہے کہ مراد سماع نافع ہے اور قرینہ اس کا ملا دہ دفع تعارض حدیث سماع نفی سے

گے یہ بھی ہے کہ کفار سے مطلق سماع کا منفی ہونا مشاہدہ کے خلاف ہے البتہ سماع نافع منفی تھا پس مُردوں سے بھی یہی منفی ہے
چنانچہ ظاہر ہے کہ اگر کوئی مُردوں کو نصیحت کرے بیکار ہے کیونکہ وہ دارالعمل نہیں اور ثواب سے نفع ہونا یا تلاوت قرآن سے اثر
ہونا یہ دوسری بات ہے مقصود مواعظ کا نافع نہ ہونا ہے اور بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ مُردے میں مُردہ حقیقی جسد ہے وہ نہیں
سن سکتا مگر اس سے روح کی نفی سماع لازم نہیں آتی۔ اور علماء مانعین نے حدیثوں میں کچھ مناسب تاویلیں کرکے تعارض کو دفع کیا
ہے واللہ اعلم۔ **ربط** اوپر قل لا یعلم الخ میں قیامت کا ذکر تھا آگے پھر اسی طرف عود ہے اور درمیان میں تبعاً دوسرے
مناسب مضامین آگئے تھے جن کا تناسب تقریرات ربط میں مذکور ہوا ہے پس اول بعض اشراط قیامت کے مذکور ہیں واذا وقع
پھر وقوع حشر کا ذکر ہے۔ ویوم نحشر پھر ایک دلیل امکان بعث کی مذکور ہے الم یروا پھر بعض واقعات مبین قیامت
کے مذکور ہیں ویوم ینفخ۔ پھر طریقہ جزا و سزا کا مذکور ہے من جاء بالحسنۃ الخ۔

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ

اور جب وعدہ ان پر پورا ہونے کو ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے کہ وہ ان سے باتیں کرےگا

أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ۝ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ

کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہ لاتے تھے اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک ایک گروہ

فَوْجًا مِّمَّن يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ

ان لوگوں کا جمع کریں گے جو میری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے پھر انکو روکا جاویگا یہاں تک کہ جب حاضر ہو جاویں گے تو ارشاد

أَكَذَّبْتُم بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَوَقَعَ

ارشاد فرماویگا کہ کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تم ان کو اپنے احاطۂ علمی میں بھی نہیں لائے بلکہ اور بھی کیا کیا کام کرتے رہے

الْقَوْلُ عَلَيْهِم بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنطِقُونَ ۝ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا

اور ان پر وعدہ پورا ہو گیا بوجہ اس کے کہ انہوں نے زیادتی کی تھی سو وہ لوگ بات بھی نہ کرسکیں گے کیا انہوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ

اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ

رات بنائی تاکہ لوگ اس میں آرام کریں اور دن بنایا جس میں دیکھیں بھالیں بلاشبہ اس میں بڑی دلیلیں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں

وَيَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا

اور جس دن صور میں پھونک ماری جاوے گی سو جتنے آسمان اور زمین میں ہیں سب گھبرا جاویں گے مگر جس کو

مَن شَاءَ اللَّهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ۝ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً

خدا چاہے اور سب کے سب اسی کے سامنے دبے جھکے حاضر رہیں گے اور تو پہاڑوں کو دیکھ رہا ہے ان کو خیال کر رہا ہے

وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ إِنَّهُ خَبِيرٌ

کہ یہ جنبش نہ کریں گے حالانکہ وہ بادلوں کی طرح اُڑے اُڑے پھریں گے یہ خدا کا کام ہوگا جس نے ہر چیز کو مضبوط بنا رکھا ہے یہ یقینی بات ہے

بِمَا تَفْعَلُونَ ۝ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُم مِّن فَزَعٍ

کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب افعال کی پوری خبر ہے جو شخص نیکی لاویگا سو اس شخص کو اس سے بہتر ملیگا اور وہ لوگ بڑی گھبراہٹ سے

يَوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِى

اُس روز اس میں رہیں گے اور جو شخص بدی لاوے گا تو وہ لوگ اوندھے منہ آگ میں ڈال دئے جاویں گے

النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

تم کو تو ان ہی عملوں کی سزا دی جا رہی ہے جو تم کیا کرتے تھے

تفسیر واذا وقع سے تعملون تک :- اور جب وعدہ (قیامت کا) ان (لوگوں) پر پورا ہونے کو ہوگا (یعنی قیامت کا زمانہ قریب آ پہونچے گا) تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک (عجیب) جانور نکالیں گے کہ وہ اُن سے باتیں کرے گا کہ (کافر) لوگ ہماری (یعنی اللہ تعالیٰ کی) آیتوں پر (بالخصوص جو آیتیں قیامت کے متعلق ہیں اُن پر) یقین نہ لاتے تھے۔ سو اب قیامت قریب آ پہونچی ہے چنانچہ ایک علامت اُس کی میرا ظہور ہے مقصود اس سے الزام حجت اور تبکیت کفار کی ہے اور چونکہ یہ خارق عظیم ہوگا اس لئے بالاضطرار اس کی تصدیق کریں گے تو اس میں زیادہ تشنیع کفار کی ہے کہ انبیا کی تکذیب کرتے رہے اب دابہ کی تصدیق کیوں کی اور چونکہ یہ طلوع الشمس من المغرب کے زمانہ میں ہوگا خواہ اُس سے ذرا قبل یا ذرا بعد جیسا خازن میں مسلم سے نقل کیا ہے اس لئے وہ تصدیق مقبول نہ ہوگی یہ تو قرب قیامت میں واقعہ ہوگا) اور پھر قیامت ہی آ جاوے گی جس کے واقعات آگے فرماتے ہیں کہ اُس دن کو یاد دلائیے) جس دن (قبروں سے زندہ کرنے کے بعد) ہم ہر امت میں سے (یعنی امم سابقہ میں سے بھی اور اس امت میں سے بھی) ایک ایک گروہ ان لوگوں کا (حساب کے لئے) جمع کریں گے جو میری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے پھر (اُن کو موقف کی طرف حساب کے لئے روانہ کیا جاوے گا اور چونکہ کثرت سے ہوں گے اس لئے) اُن کو (چلنے میں پچھلوں کے آ ملنے کے واسطے) روکا جاوے گا (یعنی تاکہ آگے پیچھے نہ رہیں سب شامل ہو کر موقف کی طرف چلیں یہ کنایہ ہے کثرت سے کہ کثرت میں ایسا ہوتا ہے خواہ روک ٹوک ہو یا نہ ہو) یہاں تک کہ جب (چلتے چلتے موقف میں) حاضر ہو جاویں گے تو (حساب شروع ہوگا اور) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماوے گا کہ کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تم اُن کو اپنے احاطہ علمی میں بھی نہیں لائے جس کے بعد غور کرنے کا موقع ملتا اور غور کر کے اسپر کچھ رائے قائم کرتے مطلب یہ کہ سنتے ہی بلا تدبر و بلا تفکر ان کی تکذیب کر دی) اور تکذیب ہی پر اکتفا نہیں کیا) بلکہ (یاد تو کرو اس کے علاوہ) اور بھی کیا کیا کام کرتے رہے (مثلاً انبیاء کو اور اہل ایمان کو آزار دیا جو تکذیب سے بھی بڑھ کر ہے اسی طرح اور عقائد و اعمال کفریہ و فسقیہ میں مبتلا رہے) اور (اب وہ وقت ہے کہ) ان پر (بوجہ قائم ہو جانے جرم کے) وعدہ (عذاب کا) پورا ہو گیا (یعنی سزا کا استحقاق ثابت ہو گیا) بوجہ اس کے کہ (دنیا میں) انھوں نے (بڑی بڑی) زیادتیاں کی تھیں (جن کا آج ظہور و ثبوت ہو گیا) سو (چونکہ ثبوت قوی ہے اس لئے) وہ لوگ (عذر وغیرہ کے متعلق) بات بھی نہ کر سکیں گے (اور بعض آیات میں جو اُن کا اعتذار مذکور ہے وہ ابتدا میں ہوگا پھر بعد اقامت حجت نطق نہ ہوگا اور یہ لوگ جو امکان قیامت کے منکر ہیں تو حماقت محضہ ہے کیونکہ علاوہ دلائل نقلیہ ثابتۃ الصدق کے اس پر دلیل عقلی بھی تو قائم ہے مثلاً) کیا انھوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم نے رات بنائی تاکہ لوگ آرام کریں (اور یہ آرام مشابہ موت کے ہے) اور دن بنایا جس میں دیکھیں بھالیں (چونکہ موقوف ہے بیداری پر اور وہ مشابہ حیات بعد الموت کے ہے پس) بلاشبہ اس (روزانہ خواب و بیداری) میں (امکان بعث پر اور ان آیات کے حق ہونے پر جو اسپر دال ہیں) بڑی دلیلیں ہیں (کیونکہ موت کی حقیقت ہے زوال تعلق عن الجسد اور حیات ثانیہ کی حقیقت ہے عود اُس تعلق کا اور نوم بھی من وجہ زوال ہے اُس تعلق کا کیونکہ ضعف بھی اُس شے کے مراتب وجودیہ سے کسی مرتبہ کا زوال ہوتا ہے اور تیقظ عود ہے اُس تعلق زائل کا پس دونوں میں تشابہ تام ہوا اور ایک نظیر کے ساتھ قدرت کا تعلق مشاہد ہے اور یہ تعلق معلل کسی علت سے ہے نہیں بلکہ ذات واجب اس کو مقتضی ہے اور محل قدرت کا امتناع کسی دلیل سے ثابت نہیں اور امکان اولاً بدیہی ہے پھر اس کی نظیر کا امکان اُس بداہت کو اور قوی کرتا ہے پھر اس کے ساتھ تعلق قدرت میں کیا کلام ہے اور یہ دلیل چونکہ عقلی ہے اس لئے ہر شخص کے لئے عام ہے مگر باعتبار انتفاع کے ان (ہی) لوگوں کے لئے (ہے) جو ایمان رکھتے ہیں (کیونکہ وہ تدبر کرتے ہیں اور دوسرے تدبر نہیں کرتے اور انتاج کے لئے نظر و فکر ضروری ہے اس لئے دوسرے اس سے منتفع نہیں ہوتے) اور (ایک واقعہ ہولناک اس حشر مذکور سے پہلے ہوگا جس کا آگے ذکر ہے یعنی اس دن کی ہیبت بھی یاد دلائیے) جس دن صور میں پھونک ماری جاوے گی (یہ نفخہ اولیٰ ہے اور حشر مذکور نفخہ ثانیہ کے بعد تھا) سو جتنے آسمان اور زمین میں (فرشتے اور آدمی وغیرہ) ہیں سب گھبرا جاویں گے (اور

مرجاویں گے اور جو مرچکے ہیں اُن کی روحیں بے ہوش ہو جاویں گی) مگر جس کو خدا چاہے (وہ اس گھبراہٹ سے اور موت سے محفوظ
رہے گا مراد ان سے حسب حدیث مرفوع جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و ملک الموت و حاملان عرش ہیں پھر ان سب کی بھی
بدون اثر نفخ وفات ہو جاوے گی اور (دنیا میں جیسے عادت ہے کہ جس سے گھبراہٹ اور ڈر ہوتا ہے اس سے بھاگ جاتے
ہیں وہاں اللہ تعالیٰ سے کوئی بھاگ نہ سکے گا بلکہ) سب کے سب اُسی کے سامنے دبے جھکے حاضر رہیں گے (یہاں تک کہ زندہ
مردہ اور مردے بیہوش ہو جاویں گے) اور (نفخہ کی یہ تغییر و تاثیر جانداروں میں ہوگی اور بے جان چیزوں میں یہ تاثیر
ہوگی کہ اے مخاطب) تو (جن) پہاڑوں کو دیکھ رہا ہے (اور) اُن کو (سرسری نظر سے ہمیشہ کے لئے خیال کر رہا ہے کہ یہ
(اپنی جگہ سے جنبش نہ کریں گے (وہ اب تو ظاہر میں ایسے ہیں) حالانکہ (اُس وقت اُن کی یہ حالت ہوگی کہ) وہ بادلوں کی
طرح (متخلخل اور خفیف اور منفصل الاجزا ہو کر جو یعنی فضا بین السماء والارض میں) اُڑے اُڑے پھریں گے (کقولہ تعالیٰ وبست
الجبال بسافکانت ھباء منبثا اور اس پر کچھ تعجب نہ کرنا چاہیئے کہ ایسی ثقیل اور صلب چیز کا یہ حال کیسے ہو جاویگا
وجہ یہ کہ) یہ خدا کا کام ہوگا جس نے ہر چیز کو (مناسب انداز پر) مضبوط بنا رکھا ہے (اور ابتداءً جیسے کسی شئے میں کوئی صفت
نہ تھی کیونکہ خود اُس شئے کی ذات ہی نہ تھی پس صفت تو بدرجۂ اولیٰ نہ تھی سو جیسے اُس نے معدوم سے موجود اور ضعیف
سے قوی بنایا اسی طرح اس کا عکس بھی کر سکتا ہے کیونکہ قدرت ذاتیہ کی نسبت تمام مقدورات کے ساتھ یکساں ہے بالخصوص
متناظرات و متشابہات کا تماثل تو زیادہ واضح ہے اسی طرح دوسری مخلوقات مثلاً آسمان و زمین وغیرہ میں تغیر عظیم ہونا اور
آیات میں ہے وحملت الارض والجبال فدکتا دکۃ واحدۃ فیومئذ وقعت الواقعۃ وانشقت السماء
پھر اس کے بعد نفخۂ ثانیہ ہوگا جس سے ارواح ہوش میں آکر اپنے ابدان سے متعلق ہو جاویں گی اور عالم خلق جدید سے درست
ہو جاوے گا اور اوپر جو حشر کا ذکر تھا وہ اسی نفخۂ ثانیہ کے بعد ہوگا۔ آگے اصل مقصود قیامت کا کہ مجازات ہے بیان ہے پس
اول اُس کی تمہید کے طور پر ارشاد ہے کہ) یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب افعال کی پوری خبر ہے (جو شرط اعظم
ہے مجازاۃ کی اور دوسرے شرائط بھی مثل قدرت وغیرہا مستقل دلائل سے ثابت ہیں۔ پس مجازاۃ کا ممکن ہونا تو اس سے ظاہر ہے
اور پھر حکمت مقتضی ہے وقوع کو پس مجازات کا واقع ہونا ثابت ہو گیا۔ چنانچہ بعد تمہید کے آگے اس کا وقوع بیع اُس کے
قانون اور طریقے کے بیان فرماتے ہیں کہ) جو شخص نیکی (یعنی ایمان) لاوے گا سو (وہ ایمان لانے پر جس اجر کا مستحق ہے) اُس
شخص کو اُس (نیکی کے اجر مذکور) سے بہتر (اجر) ملے گا اور وہ لوگ بڑی گھبراہٹ سے اُس روز امن میں رہیں گے جیسا سورۂ
انبیاء میں ہے لایحزنھم الفزع الاکبر (الآیۃ) اور جو شخص بدی (یعنی کفر و شرک) لاوے گا تو وہ لوگ اوندھے
منہ آگ میں ڈال دیے جاویں گے اور اُن سے کہا جاوے گا کہ) تم کو تو ان ہی عملوں کی سزا دی جا رہی ہے جو تم (دنیا میں)
کیا کرتے تھے (بے وجہ تو عذاب نہیں ہو رہا) **ف** دابۃ الارض کے متعلق درمنثور و روح المعانی میں روایات مرفوعہ
و موقوفہ کثرت سے منقول ہیں خلاصہ ان کا یہ ہے کہ وہ کوئی دابہ عجیب الخلقت ہے مکہ کی سرزمین سے قریب قیامت کے نکلیگا
اور انسان کی طرح باتیں کرے گا اور نفخ صور کے عدد میں بہت مختلف اقوال ہیں لیکن آیات میں تعدد تو منصوص ہے اور کوئی عدد
مصرح نہیں اس لئے اقل درجہ کہ دو ہے متیقن ہے اور تمام تر واقعات جو نفخوں کے متعلق آئے ہیں وہ دو نفخوں میں سب صادق
آسکتے ہیں لہٰذا تین چار ماننے کی کوئی ضرورت نہیں نہ نقلی نہ عقلی۔ **ربط** اوپر سورت بھر میں جو مضامین متعلقہ نبوت و توحید و معاد
مفصل مذکور ہیں آگے خاتمہ میں اُن کا اجمال و تضمین ہے۔

إِنَّمَآ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ

مجھکو تو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر کے مالک کی عبادت کیا کروں جس نے اُس کو محترم بنایا ہے اور سب

شَيْءٍ وَّأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَأَنْ أَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ

چیزیں اُسی کی ہیں اور مجھکو یہ حکم ہوا ہے کہ میں فرمانبردار رہوں اور یہ کہ میں قرآن پڑھ پڑھ کر سناؤں سو جو شخص

اهْتَدٰى فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَآ أَنَا مِنَ الْمُنْذِرِينَ

راہ پر آوے گا سو وہ اپنے ہی فائدہ کے لئے راہ پر آوے گا اور جو شخص گمراہ رہے گا تو آپ کہدیجئے کہ میں تو صرف ڈرانے والے پیغمبروں میں سے ہوں

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

اور آپ کہہ دیجئے کہ سب خوبیاں خالص اللہ ہی کے لئے ثابت ہیں وہ تم کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھلا دے گا سو تم اُن کو پہچان لوگے اور آپ کا رب ان کاموں سے بے خبر نہیں ہے جو تم سب لوگ کر رہے ہو

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٍ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً

تفسیر انما امرت سے عما تعملون تک ۔ اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے کہہ دیجئے کہ) مجھکو تو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے مالک (حقیقی) کی عبادت کیا کروں جس نے اس (شہر) کو محترم بنایا ہے (کہ حرم ہونا اُسی احترام پر مرتب ہے مطلب یہ کہ عبادت میں شرک سے برکنار رہوں جیسا اب تک برکنار رہوں) اور (اُس کی عبادت کیوں نہ کی جاوے جبکہ وہ ایسا ہے کہ) سب چیزیں اُسی کی (ملک) ہیں اور مجھکو یہ (بھی) حکم ہوا ہے کہ میں (عقائد و اعمال سب میں) فرمانبردار رہوں (یہ تو توحید ہوئی) اور (مجھکو) یہ (بھی حکم ملا ہے) کہ میں (تم کو) قرآن پڑھ پڑھ کر سناؤں (یعنی تبلیغ احکام کروں جو نبوت کے لوازم سے ہے) سو (میری تبلیغ کے بعد) جو شخص راہ پر آوے گا سو وہ اپنے ہی فائدہ کے لئے راہ پر آوے گا (یعنی اُس کو اجر و ثواب و نجات ہوگی میں اُس سے کسی مالی یا جاہی نفع کا خواہاں نہیں ہوں) اور جو شخص گمراہ رہے گا تو آپ کہہ دیجئے کہ (میرا کوئی ضرر نہیں کیونکہ) میں تو صرف ڈرانے والے (یعنی حکم سنانے والے) پیغمبروں میں سے ہوں (یعنی میرا کام صرف حکم پہونچانا ہے سو پہونچا کر سبکدوش ہو جاؤں گا آگے نہ ماننے کا وبال تم کو بھگتنا پڑے گا مطلب یہ کہ میں پیغمبر ہوں اور تم سے کوئی غرض نہیں رکھتا یہ رسالت کا مسئلہ ہوگیا) اور آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ (تم جو قیامت کا اس بنا پر انکار کرتے ہو کہ اب تک واقع نہیں ہوئی اگر یہ تو وافع کرو جیسا جا بجا کفار کا استعجال مذکور ہے تو یہ تمہاری غلطی ہے کیونکہ عدم وقوع مفید مستلزم نہیں ہے مطلق عدم وقوع کو اور مجھ سے درخواست کا محض بیکار ہے کیونکہ میں نے تو کبھی دعوے قدرت کا نہیں کیا بلکہ سب خوبیاں خالص اللہ ہی کے لئے ثابت ہیں (قدرت بھی، علم بھی، حکمت بھی، سو اپنے علم کے موافق اپنی قدرت سے جب حکمت کا مقتضا ہوگا قیامت کو واقع کردے گا البتہ اجمالاً اس قدر معلوم ہے کہ بہت زیادہ مدت نہیں ہے بلکہ) وہ تم کو عنقریب اپنی نشانیاں (یعنی قیامت کے واقعات) دکھلا دے گا سو تم (وقوع کے وقت) ان کو پہچانو گے (اور اب انکار کر رہے ہو) اور (صرف دکھلانے ہی پر کفایت نہ ہوگی بلکہ اپنے اعمال کے موافق تم کو بھگتنا بھی پڑے گا کیونکہ) آپ کا رب ان کاموں سے بے خبر نہیں ہے جو تم سب لوگ کر رہے ہو (پس پیغمبر اور مومنین کو جزا اور کفار کو سزا دے گا۔ یہ قیامت کا بیان ہوگیا) سورۃ القصص مکیۃ وقیل الا قولہ الذین اٰتینٰھم الکتٰب الٰی قولہ الجٰھلین وھی ثمان وثمانون اٰیۃ کذا فی البیضاوی ربط اوائل سورت قرآن سے افتتاح کرکے بطور تمہید کے بے نصف سورت میں قصہ موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے ساتھ اور ختم سورت کے قریب قارون کے ساتھ مذکور ہے ۔ پس سے سورت سابقہ کے خاتمہ کے جملہ ومن ضل الآیۃ کے مدلول پر من وجہ استدلال بھی ہے جو دونوں میں مابہ الارتباط بھی ہو سکتا ہے اور دونوں قصوں کے درمیان میں ولقد اٰتینا موسی الکتٰب سے رسالت محمدیہ کا اثبات بمناسبت مضمون رسالت موسویہ کے اور اُس کے بعد والے رکوع میں مصدقین رسالت کی مدح اور مکذبین رسالت کی مذمت و تشنیع پھر اس کے بعد والے رکوع میں معاد کا مضمون اور اُس کے ساتھ شرک کی مذمت اور توحید کے دلائل اور پھر ذکر معاد کے ساتھ شرک کی مذمت مذکور ہے اور پھر قصہ قارون میں جو جملہ ثواب اللّٰہ خیر ہے تلک الدار الاٰخرۃ سے اس کی توضیح و تائید ہے اور پھر خاتمہ میں یعنی ان الذی فرض سے آخر تک نہایت بلاغت و وجادت کے ساتھ رسالت اور توحید اور بعث کی تکریر بطور تلخیص کے ہے اور مضمون رسالت کے ساتھ آپ کا تسلیہ اور مضمون توحید کے ساتھ سب ممکنات کا اضمحلال وجود اور مضمون بعث کے ساتھ مجازاۃ کا بیان ہے واللہ اعلم باسرار کلامہ وخفیات مرامہ

تلخیص مباحث توحید و رسالت و معاد رکوع ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو کہ بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

طسٓمٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى

طسم یہ کتاب واضح کی آیتیں ہیں ہم آپ کو موسیٰ اور فرعون کا کچھ قصہ ٹھیک

وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ

ٹھیک پڑھ کر سناتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں فرعون سرزمین میں بہت بڑھ چڑھ گیا تھا

وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ

اور اس نے وہاں کے باشندوں کو مختلف قسمیں کر رکھا تھا کہ ان میں سے ایک جماعت کا زور گھٹا رکھا تھا ان کے بیٹوں کو ذبح کرا

وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ

دیتا تھا اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دیتا تھا واقعی وہ بڑا مفسد تھا اور ہم کو یہ منظور تھا کہ جن لوگوں کا

عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝

زمین میں زور گھٹایا جا رہا تھا ہم ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنا دیں اور ان کو مالک بنا دیں

وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا

اور ان کو زمین میں حکومت دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے تابعین کو ان کی

مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ

جانب سے وہ واقعات دکھلا دیں جن سے وہ بچاؤ کر رہے تھے اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کو الہام کیا کہ تم ان کو دودھ

اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا

پلاؤ پھر جب تم کو ان کی نسبت اندیشہ ہو تو ان کو دریا میں ڈال دینا اور نہ تو

تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَالْتَقَطَهٗٓ

اندیشہ کرنا اور نہ غم کرنا ہم ضرور ان کو پھر تمہارے ہی پاس واپس پہنچا دیں گے اور ان کو پیغمبر بنا دیں گے تو فرعون کے لوگوں

اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۗ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَ

نے موسیٰ کو اٹھا لیا تاکہ وہ ان لوگوں کے لئے دشمن اور غم کا باعث بنیں بلاشبہ فرعون اور ہامان اور ان کے

جُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ ۝ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ

تابعین بہت چوکے اور فرعون کی بی بی نے کہا کہ یہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

وَلَكَ ۭ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

اس کو قتل مت کرو عجب نہیں کہ ہم کو کچھ فائدہ پہنچا دے یا ہم اس کو بیٹا ہی بنا لیں اور ان لوگوں کو خبر نہ تھی

وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۭ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا

اور موسیٰ کی والدہ کا دل بے قرار ہو گیا قریب تھا کہ وہ موسیٰ کا حال ظاہر کر دیتیں اگر ہم ان کے دل کو اس نظر سے



غیبی نوشتے

[illegible]

پہلا حصہ

[illegible]

دوسرا حصہ

[illegible]

تیسرا حصہ

[illegible]

چوتھا حصہ

[illegible]

پانچواں حصہ

[illegible]

چھٹا حصہ

[illegible]

ملنے کا پتہ: مینیجر رسالہ پیشوا دہلی

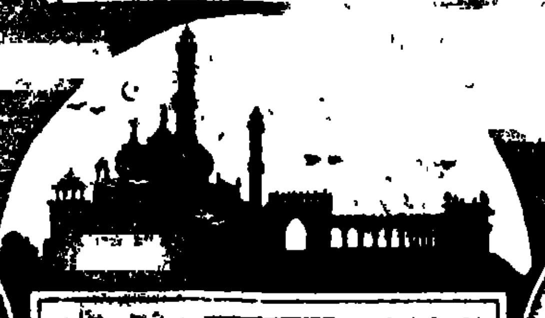
وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا

(اے ہمارے پروردگار!) ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا

پیشوا
دہلی

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی



قیمت سالانہ صرف ایک روپیہ

فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (۱۰)

مقام اشاعت جامع مسجد اردو بازار دہلی



مظلوم کربلا

[illegible]

دریائے فرات کے کنارے بیکسی و مظلومی کے الم انگیز نظارے

[illegible]

مشترکہ شیعہ سنی پلیٹ فارم

[illegible]

حضور سرور کائنات کی وفات کے بعد

[illegible]

حضرت امام مظلوم کی تقریریں میدان جنگ میں

[illegible]

فہرست مضامین

پہلی مجلس ... دوسری مجلس ... تیسری مجلس ... چوتھی مجلس ... پانچویں مجلس ... چھٹی مجلس ... ساتویں مجلس ... آٹھویں مجلس ... نویں مجلس ... دسویں مجلس ... گیارھویں مجلس ... بارھویں مجلس

[illegible]

گھر کی جنگ ختم ہوگئی۔ راحت سے زندگی بسر کیجیے

مردانہ کمزوریوں کا خاتمہ

طلائے مخصوص رجسٹرڈ دنیا کے تمام طلوں سے افضل ہے جسکے استعمال سے کبھی خمی لاغری سستی نامردی رگوں کا اُبھر آنا، پتلا پن اور ٹیڑھا پن بغیر آبلہ اور چھالے کے دور ہو کر نامرد کو مرد بنا کر رگوں اور پٹھوں میں بجلی کی مانند قوت اور فولاد کے مانند سختی پیدا کرتا ہے قیمت فی شیشی پانچ روپے سوا روپیہ جن کو معمولی شکایت ہو ان کے لیے۔ نمونہ دس بار کے لیے کافی ہے۔ محصول علاوہ

راحت کا سمندر

فوری طلا رجسٹرڈ ان کو وقت پرستی کے باعث شرمندگی اٹھانی پڑتی ہو ایسے مایوسوں کو وقتی ضرورت کے لیے سرخرو کر دیتا ہے۔ فوری طور پر اس کا استعمال اعصاب میں برقی لہریں دوڑا دیتا ہے اور اس بلا کی گرمی، استادگی، خیزی پیدا کرتا ہے کہ بوڑھا ہو یا جوان دنگ رہ جاتا ہے۔ اس کے استعمال سے ناکارہ سے ناکارہ آدمی وقت پر کیا ہو جاتے ہیں قیمت ۴۰ بار کیلئے پانچ روپے نمونہ دس بار کیلئے سوا روپیہ (محصول علاوہ)

—— (۰:۰) ——

امساکی رجسٹرڈ رکاوٹ کے لیے عجیب تحفہ عورت کو مطیع کر دینے کے لیے زندہ جادو ہے بے حد ممسک و ملذذ جب تک ترشی نہ کھاؤ فراغت ناممکن ہے۔ قیمت تین درجن دو روپے پندرہ آنے (۱۵؍۲) نمونہ کے لیے ایک درجن ایک روپیہ چار آنے (۴؍۱) علاوہ محصول ڈاک)

تحفہ عجیب رجسٹرڈ زبردست ملذذ دوا ہے۔ خلوت میں عمر بھر ایسی لذت افزا دوا نہ استعمال کی ہوگی، اس کے استعمال سے مغرور محبوبہ بے خودی میں چور ہو کر دار فتہ اور بے دام غلام بن جاتی ہے۔ اس کی آنکھوں میں ڈورے پڑ جاتے ہیں۔ اس دوا کو لوگ لذت کا بادشاہ کہتے ہیں قیمت فی شیشی پانچ روپئے (۵؍) نمونہ ایک درجن ایک روپیہ چار آنے (۴؍۱) عیش کا پورا لطف ان میں ہے۔

سدا بہار رجسٹرڈ فراغت کے بعد ذرا سی معجون کھا لینے سے طاقت کم نہ ہوگی اور ہر بار نصف گھنٹہ کے بعد سابقہ جوش اور پہلی سی طاقت پیدا ہوگی، اس کے استعمال سے لوگ چار چار بار تک فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ قیمت چالیس بار کے لیے پانچ روپئے (۵؍) نمونہ دس بار کے لیے ایک روپیہ چار آنہ (۴؍۱) دنیا میں یہ دوا اپنی قسم کی سرتاج ایجاد ہے جو نہ طاقت کم ہونے دیتی ہے اور بے قابو خواہش ختم کرتی ہے۔ محصول علاوہ۔

خدا گواہ ہے

نمونے بالکل اصلی لاگت پر بھیجے جا رہے ہیں، تاکہ زیادہ سے زیادہ آدمی نمونہ منگا کر ہماری اس حقیر پیش کش سے فائدہ اٹھائیں اور ہمیشہ کے لیے زندہ اشتہار بن جائیں ۵ نمونے چار روپے۔ ۴ نمونے تین روپے آٹھ آنے ...... دو نمونے دو روپے چار آنے۔ دو نمونوں سے کم ہرگز نہ بھیجے جائیں گے محصول ڈاک ہر حالت میں ذمہ خریدار ہوگا۔ جن لوگوں کو معمولی شکایت ہو۔ ان کے لیے نمونہ کافی ہے۔ زائد دوا منگانے کی ضرورت نہیں۔

ملنے کا پتہ

کارخانہ نیو ایجنسی جڑی بوٹی سپلائی کمپنی پشت جامع مسجد دہلی نمبر ۶



مجھے جوانی چاہئے

- مردانہ طاقت کی کمزوری
- دھات گرنا
- سوتے میں خواب کا ہونا
- جوانی کے جوش کا ختم ہو جانا
- وقت پر شرمندگی اٹھانا
- بچپن کی غلطیوں کا شکار ہونا
- جوانی کو تیزی سے برباد کرنا
- مایوسی و ناکامی کی دلدل میں پھنسنا
- شادی سے خوف اور انکار کرنا

ری جووین کی اس عجیب اور حیرت انگیز ایجاد نے سائنس کی دنیا میں ہیجان پیدا کر دیا ہے کیوں کہ جب انسانی طاقتیں زیادہ دن تک برے طریقوں سے ضائع ہو جاتی ہیں تو بہت ہی کمزور ہو کر انسان مایوس ہو جاتا ہے پھر برباد کی ہوئی طاقت کو حاصل کرنا چاہتا ہے وہ جوانی کی اُمنگوں کو پھر یک بار دیکھنا چاہتا ہے، وہ راتوں کی تنہائی میں اپنے کیے پر پچھتاتا ہے، ہزار ہا دوائیں استعمال کرنے کے بعد بھی وہ زندگی کو ختم کر دینے کا ارادہ کر لیتا ہے۔ کیوں کہ اس کو ناکامی ہی ہوتی رہتی ہے۔ یہ تمام کمزوریاں اس کو بچپن کی خراب عادتوں کا باعث ہوتی ہیں۔

دنیا کو حیران کر دیا مدت مدید سے یہ بات ہر شخص کے کان میں گونج رہی ہے کہ "ری جووین" کورس ہی اس صدی میں نامردی سستی، کمزوری، کم خواہشی، شرمندگی قطرہ گرنا، دل و دماغ، گردہ، مثانہ دھات کا پتلا پن کا لاثانی علاج ہے، اور آج تک اس علاج سے بے شمار لوگ تندرست ہو چکے ہیں، اور اپنے گھروں کے لیے جوانی کا نمونہ بنے ہوئے ہیں۔ یہ تو تعجب کی بات نہیں کیونکہ جہاں سائنس کی مدد سے دنیا میں انقلاب برپا ہو رہا ہے وہی سائنس کی ایجاد انسانی جسموں کے اندر بھی تہلکہ پیدا کر رہی ہے اور اس کورس کے استعمال سے سات دن کے اندر کیا کچھ بن جاتا ہے اس کا اظہار تحریر میں نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کورس مردہ جسم میں زندگی کی روح پھونک دے گا۔ پہلی خوراک کا اثر ہی آپ کو حیرت میں ڈال دیگا۔ آپ اپنے اندر ایک چمک اور برقی رو دوڑتے ہوئے دیکھیں گے سوتی ہوئی رگوں میں طاقت اور مردہ پٹھوں میں تناؤ اور سختی پیدا ہو جائے گی۔ اس برق اثر علاج سے سات دن کے اندر وہ بڈھا بھی جو اپنی جوانی سے بالکل کنارہ کش ہو چکا ہو طاقت سے جھومنے لگتا ہے۔

ری جووین کورس آیورویدک اور یونانی طب کے فلاسفر دماغ بڑے غور و فکر کے بعد برسوں کی محنت سے ایجاد کیا ہے جس کا صلہ اس ایجاد کی بدولت مل رہا ہے کہ ہزار ہا مایوس انسان پڑھنا اور عبادت کے وقت ہماری لئے دعائیں دیتے ہیں اس حقیقت سے آج کسی کو انکار نہیں کہ اگر قوت مردمی میں کچھ بھی کمی محسوس ہونے لگے تو "ری جووین" کی مدد سے پوری طرح قبضہ میں کیا جا سکتا ہے اور ناکامی اور شرمندگی ہمیشہ کے لیے دور ہو جاتی ہے اور ایک ہفتہ استعمال کرنے پر انسان برسوں مرد سرشار رہتا ہے اس کورس میں دو دوائیں ہوتی ہیں ایک کھانے کی اور ایک لگانے کی اور ان کا استعمال ایک ساتھ شروع ہوتا ہے پورے کورس کی قیمت پانچ روپے ڈاک آٹھ آنے علاوہ۔

دعویٰ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو سات دن میں اس کورس سے آرام نہ ہو تو قیمت واپس، بار بار دوا مفت اور مشورہ مفت دیا جاتا ہے (آرڈر کے ساتھ مرض کی کیفیت ضرور لکھیں، ڈاکٹری ہدایات کا اقرار کریں کہ سات دن تک ضبط سے کام لیا جائے گا۔)

پتہ اکسیری دواخانہ پوسٹ بکس ۱۴۹ کلاں محل پی۔ ڈی دہلی

اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر پر

محترم علمائے ہند، مشائخ عظام، ایڈیٹران کرام کی رائیں

(۱) حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ العلماء ہند کی رائے

مترجم نے صرف عربی تفسیر کے ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ خود بھی مفید فوائد کا اضافہ کیا ہے، انکے ترجمہ کا طرز اور اضافہ فوائد کی نوعیت محل اعتراض نہیں ہے میں اس کلام الٰہی بے حواشی اور دیباچہ کو پسند کرتا ہوں۔

(۲) مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی رائے

میں نے اول سے آخر تک سرسری نظر سے اعجاز نما قرآن دیکھا۔ سر ورق بہت خوبصورت ہے جس میں مذہبی تصویر اور تخیل کی اعلیٰ شان پائی جاتی ہے ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا ہے، اور حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان القرآن کا مکمل اردو ترجمہ حاشیہ پر ہے ایک سو ستر صفحات پر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب کا مقدمہ اردو زبان میں ہے جو اردو زبان میں قرآن مجید کی نسبت ایک لاجواب چیز ہے کیونکہ اس مقدمہ میں نہایت اہم عنوانات کے ماتحت قرآن مجید کے حقائق و معارف کو عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے قرآن مجید کی تمام سورتوں کے مسائل و احکام کو الگ الگ بہت مقبول اور عام فہم طریقہ اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جو ایک نئی اور مفید چیز ہے اور جس سے کم علم عورتوں اور مردوں اور بچوں کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے، اگر وہ اس پر توجہ کریں قرآن مجید کے مضامین کی فہرست بھی بہت اچھی ہے اس معاملہ میں اور لوگوں نے بھی کوششیں کی ہیں لیکن آغا صاحب کا طرز بیان بہت زیادہ عام فہم اور مفید ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ان آیات کا نکالنا آسان ہو جائیگا جو کسی خاص مضمون کے لیے درکار ہوں۔

حضرت علامہ فرید وجدی مصر کے مشہور عالم ہیں، اور انکی تفسیر بیان القرآن فہم قرآن کے لیے بہت مفید ہے۔ مگر آغا رفیق صاحب کا مقدمہ مجھے قرآن مجید کے حقائق و معارف کے بیان اور عام فہم طرز بیان کے اعتبار سے علامہ فرید وجدی کی تفسیر سے زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں پہلی مرتبہ اعجاز نما قرآن مجید میں شائع ہوئی ہیں۔

(۳) حضرت علامہ مفتی عتیق الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند کی رائے

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب کے مشہور و مقبول ترجمہ کے ساتھ علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر کا ترجمہ اور پھر ڈیڑھ سو صفحات کا مبسوط مقدمہ قرآن حکیم اور کامل تفسیر ایسے علمی ہیرا ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ہدیہ مقررہ بالکل بے وزن معلوم ہوتا ہے۔

(۴) حضرت علامہ حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی کی رائے

ترجمہ کے لیے حضرت علامہ تھانوی صاحب کا اسم گرامی کافی ضمانت ہے اور تفسیر کے لیے حضرت علامہ فرید وجدی کی شہرت کفیل، اور اس کو عربی سے اردو قالب میں لانے کے لیے ادیب شہیر آغا رفیق صاحب کا نام نامی ہر طرح قابل اطمینان ہے۔

میں نے جستہ جستہ اس تفسیر کو پڑھا، ترجمہ مستند اور قابل اعتبار ہے سید صاحب نے اشاعت کے سلسلہ میں قرآن مجید ہر امیر و غریب مسلمان تک پہنچانے کے لیے ارزانی کا کافی لحاظ رکھا ہے۔

میں ایسے مسلمانوں سے خصوصیت کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اعجاز نما قرآن مجید کو اپنے مطالعہ میں رکھیں جو ایک طرف قرآن عزیز کے ساتھ ساتھ ترجمہ اور مختصر سی تفسیر چاہتے ہوں اور دوسری جانب مہنگا ہدیہ ادا کرنے سے بھی معذور ہوں۔

(۵) حضرت علامہ سعید احمد صاحب فاضل دیوبند ایم اے کی رائے

قرآن مجید کے متن میں صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے اور اس پر طرفہ یہ کہ بین السطور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے جو اپنے مستند اور درست ہونے میں کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ حاشیہ پر دور حاضرہ کے مشہور مصری عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرآن کا اردو میں ترجمہ کر کے چڑھایا گیا ہے، ترجمہ کی درستی و سلاست اور روانی کیلیے جناب محترم مولانا آغا رفیق صاحب کا نام نامی کافی ضمانت ہے۔ یہ دونوں تفسیریں بذات خود نہایت مفید اور قرآنی مطالب و احکام کو آسان طریقہ سے سمجھانے میں مدد دینے والی ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کیا گیا ہے کہ حضرت مترجم نے شروع میں ۱۷۰ صفحہ کا مبسوط اور فہم قرآن کیلیے لاجواب مقدمہ لکھ کر اس اعجاز نما قرآن مجید کے ایڈیشن کی افادی حیثیت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں ان تمام اصولی باتوں کا ذکر آگیا ہے جن کا جاننا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے اور جن کو پڑھ کر ایک مسلمان مسائل و اصول دین سے پوری واقفیت حاصل کر سکتا ہے، مولانا آغا رفیق صاحب کا یہ کمال بہت زیادہ مستحق ستائش ہے کہ وہ دین کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو بہت آسان طریقے سے سمجھا دیتے ہیں۔

(۶) ایڈیٹر صاحب اخبار الامان دہلی کی رائے

اس اعجاز نما قرآن مجید کا اردو ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو لفظی ہونے کے باوجود بامحاورہ اور زائد قوسین کی تشریح سے بے نیاز ہے حاشیہ پر علامہ فرید وجدی کی سب سے بڑی اور سب سے آسان سمجھ میں آنے والی تفسیر دی گئی ہے جسے علامہ موصوف نے زمانہ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لیے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اور اس کا اردو ترجمہ بصیرت درکشیر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے، اکابر علما اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مقدمہ میں علمی، تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ دیا گیا ہے جو کسی مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا یہ مقدمہ صدہا کتب متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے

(۷) ایڈیٹر صاحب اخبار مدینہ بجنور کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متن میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا محققانہ اور مستند ترجمہ درج ہے حاشیہ پر نہایت مفید تفسیر درج کی گئی ہے جس میں علامہ فرید وجدی مصری کی قرآنی تحقیقات بھی شامل ہے ابتدا میں حضرت مولانا آغا رفیق صاحب کا ایک طویل اور مفید مقدمہ بھی درج ہے جو قرآن اور مذہب اسلام کے متعلق بہترین معلومات کا کامل ہے۔

(۸) ایڈیٹر صاحب اخبار حمایت الاسلام لاہور کی رائے

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی جیسے بزرگ محترم عالم دین اس کے مترجم ہیں ان کے ترجمہ کی خوبی کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ تفسیر حضرت علامہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کی ضروریات اور فہم و ادراک کو پیش نظر رکھ کر لکھی ہے، اور عالم اسلام میں اس کو بہت پسند کیا گیا ہے۔

یہ تفسیر دوسری تفسیروں کی طرح غیر ضروری تفصیلات کی حامل نہیں ہے لیکن قرآن حکیم کو سمجھنے کے لیے جن باتوں کی ضرورت ہے ان تمام پر حاوی ہے۔

اعجاز نما قرآن مجید میں ایک دوسری سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے شروع میں مقدمۃ القرآن کے ماتحت ڈیڑھ سو صفحات میں قرآن حکیم سے متعلق وہ تمام معلومات درج کر دی گئی ہیں جن کا ایک مسلمان کے لیے جاننا ضروری ہے۔

ان تمام معلومات کا ماخذ اعجاز نما قرآن حکیم ہے اور اس طرح قرآن کو اچھی طرح سمجھانے کے لیے ناشر نے ہر امکانی کوشش کی ہے۔

(۹) ایڈیٹر صاحب رسالہ سب رس حیدرآباد دکن کی رائے

اس قرآن مجید کے مقدمہ میں خدا کے وجود کے دلائل مذہب اسلام کی حقیقت، نبوت کی تشریح، وحی کی تعریف اور اس کے اقسام وغیرہ قرآن مجید کی خصوصیات قرآن کے اعمال و وظائف قصص امثال تاریخ اور فضائل وغیرہ کو مختصر مگر دل نشین پیرایہ میں سمجھایا گیا ہے مقدمہ کے آخر میں مضامین قرآن مجید کی مفصل فہرست درج ہے۔ ترجمہ سلیس اور واضح ہے۔ حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کامل کا ترجمہ آغا رفیق صاحب نے پیش کیا ہے۔ باوجود ان ساری خوبیوں کے اس قرآن مجید کا ہدیہ بہت ہی کم ہے۔

(۱۰) ایڈیٹر صاحب اخبار دین دنیا دہلی کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید ہماری رائے میں اپنی نوعیت کا اور اپنی قسم کا ہندوستان میں پہلا قرآن مجید ہے جسے ہر لحاظ سے اور ہر اعتبار سے نہایت مکمل کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کلام مجید میں وہ خصوصیات جمع کر دی گئی ہیں جو آج تک کسی قیمتی سے قیمتی قرآن مجید میں نہیں پائی گئیں نیز ایک ایسی چیز اس کلام مجید میں موجود ہے جو کسی کلام مجید میں نہیں پائی گئی یعنی کلام اللہ کے مضامین کی مکمل فہرست اور قرآن پاک پر ایک مکمل مقدمہ جس کے مطالعہ کے بعد اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کیا ہے؟ اور اس کا اعجاز کیا ہے؟ ایسی خصوصیات ہیں جو غالباً آج تک کسی کلام اللہ میں نہیں پائی گئیں اور اس کے ساتھ ہی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید ضرورت سے زیادہ لمبا چوڑا بھی نہیں ہے، بلکہ نہایت موزوں تقطیع پر ہے یعنی لمبائی ۱۱ انچ ہے اور چوڑائی ۷ انچ

(۱۱) ایڈیٹر صاحب اخبار زمزم لاہور کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کا یہ ایڈیشن جس کا متن صحیح مترجم حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا اور حاشیہ پر علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر قرآن کا اردو ترجمہ ہے جسے مولانا آغا رفیق نے اردو میں منتقل کیا ہے، ترجمہ اور تفسیر دونوں استناد کے لحاظ سے بہت بلند ہیں اور اس قرآن مجید کا مطالعہ قرآنی بصیرت کا موجب ہو سکتا ہے ترجمہ اور حاشیہ کے علاوہ جو چیز ہمیں سب سے زیادہ پسند آئی وہ ایک مبسوط مقدمہ قرآن ہے۔

جس اعجاز نما قرآن مجید مترجم و مفسر کی تعریف مسلمانوں کے اتنے بڑے جید علماء ہند مصنفین کرام اور ایڈیٹران عظام نے متفقہ طور سے کی ہے، و مسلمانوں سے اس کی خریداری کی اپیل کی ہے اور قرآن سمجھنے کے لیے سب سے بہتر تفسیر بیان الفرقان کامل (جو اعجاز نما قرآن کے حاشیہ پر چڑھائی گئی ہے) اور علوم قرآن اور اس کی تاریخ سمجھنے کے لیے سب سے بہتر دیباچہ کو قرار دیا ہے۔ اس اعجاز نما قرآن کے دو ایڈیشن ہیں ایک رف اور ایک چکنا۔ سائز ۲۰×۳۰ ضخامت تقریباً ۷۰۰ صفحے۔

رف ایڈیشن ختم شدہ ہدیہ بلا جلد ۶ مجلد پارچہ ۶ مجلد چرمی کامل تین روپے ۔۔

اعلیٰ ایڈیشن چکنا سفید عمدہ کاغذ ہدیہ بلا جلد ۸ مجلد پارچہ تین روپے مجلد چرمی اعلیٰ للعہ محصول ڈاک ۱۴، اگرچہ کاغذ کی قیمت چہار گنی ہو گئی ہے لیکن اعجاز نما قرآن مجید کا ہدیہ بڑھایا نہیں گیا ہے۔ اس لیے جلد ہی طلب کریجئے۔ ورنہ اس ایڈیشن کے ختم ہونے کے بعد اس بے نظیر کلام اللہ کے لیے جنگ کے خاتمہ کا انتظار کرنا ہوگا۔ خدا شاید ہے کہ ان داموں میں تو اب سادہ کاغذ بھی نہ مل سکے گا کجا سب سے بڑی تفسیر سب سے بڑا دیباچہ سب سے بڑی فہرست مضامین قرآن اور سب سے بہتر ترجمہ کا اتنا سستا اور عمدہ قرآن آج ہی طلب فرمالیں ورنہ ممکن ہے کہ فرمائشوں کی کثرت سے آپ دین اور دنیا کی سب سے بڑی سعادت سے محروم رہ جائیں۔

دی مغل لائن لمیٹڈ

بمبئی کراچی و کلکتہ سے جدہ کو عازمین حج کی سروس

بمبئی و کراچی سے عدن، پورٹ سوڈان، جدہ و سویز کو مسافروں اور مال کی سروسیں، نیز حسب موقع بمبئی و کراچی سے پورٹ لوئی مورشیس کو تمام سروسیں و تاریخیں بلا پیشگی اطلاع کے منسوخ کی جا سکتی ہیں کرایوں اور شرح باربرداری وغیرہ کے متعلق تفصیلات کے لیے حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کیجیے۔

ٹرنر موریسن اینڈ کمپنی لمیٹڈ ۱۶ بنک اسٹریٹ بمبئی

قلبی (رجسٹرڈ)

قلب (دل) اور اعضائے رئیسہ کو تقویت دینے والی لاثانی اکسیر صفت دوائی

قلبی اختلاج قلب، ضعف قلب، عام جسمانی کمزوری اور اعضائے رئیسہ کے ضعف کو دور کرنے میں بے مثل دوائی۔ لمبے بخاروں کے بعد مثلاً تپ محرقہ، شدید ملیریا وغیرہ کے بعد ہونے والی کمزوریوں کو دور کرنے میں زود اثر ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

ملنے کا پتہ

دواخانہ شفائے عالم رجسٹرڈ لوہاری منڈی لاہور

قرآن شریف منگانے اور مدارس میں تقسیم کرنے میں صرف ناظرین پیشوا کے لیے بڑی آسانی

ہوگئی اب آپ اس ہدیہ پر مترجم قرآن لے سکتے ہیں جو بڑے بڑے تاجروں کی

لاگت

سے بھی کم ہو لیکن یہ رعایت صرف ناظرین پیشوا کیلیے ہے اور ان کے احسان کا ادنیٰ کرشمہ ہے
جو کہ پیشوا کی ہر اپیل کو گوش شنوا سے سنتے اور پیشوا کی بروقت امداد فرماتے ہیں۔ خدا کے فضل سے آپ کی امداد اور میری محنت سے
اب دوسرا قرآن شریف مترجم مفسر تیار ہوگیا ہے۔ اور اس مرتبہ سے بشکرانہ فضل ایزدی اور باتفاق معاونین پیشوا یہ تہیہ کرلیا
ہے کہ اگر حالات اجازت دیتے رہیں تو یہ قرآن شریف بالکل اسی ہدیہ پر ناظرین پیشوا کو دے دوں جو خالصاً میرا خرچ ہوا ہے۔ حتیٰ کہ اشتہارات اور
اسٹامپ کا بھی کوئی خرچ آپ سے نہ لوں۔ مگر یہ سب کچھ پیشوا کے ساتھ ہوگا جس کے لیے ان کے نمبر خریداری کا حوالہ ضروری ہے۔ یہ عربی

آسان ترجمہ والا قرآن مجید

ہے ترجمہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کا ہے حاشیہ
پر ان کی ہی تفسیر موضح القرآن ہے بڑی تقطیع ہے شروع
میں بے شمار خوبیوں کا دیباچہ ہے جس میں سات باب ہیں
پہلے باب میں مذہب کی اور مذہبی کتابوں کی ضرورت ثابت
کی گئی ہے اور دوسرے باب میں قرآن کے نزول اور حفاظت و ترتیب پر بحث کی گئی ہے تیسرے باب میں قرآن حکیم کی تلاوت کے احکام اور فضائل بتائے
گئے ہیں چوتھے باب میں اوقات اور اشارات قرآنی کی تشریح ہے، پانچویں باب میں قرآن مجید کی ہر سورۃ کے مجرب اوراد و وظائف لکھے گئے ہیں
جن کی ہر مسلمان کو قدم قدم پر ضرورت رہتی ہے چھٹے باب میں قرآن شریف کی ہر سورۃ کا نقش اور کلام اللہ کے تعویذ لکھے گئے ہیں۔ ساتویں باب میں پورے
کلام اللہ کی فہرست مضامین بطور ابواب کے لکھی گئی ہے قلم جلی ہے، صحت اکیس علماء اور قاریوں نے کی ہے سفید ناروے کا کاغذ ہے ہدیہ جلد اگر
باجلد خانشدہ ہو حاشدہ ارغوانی بلا مجلد عہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ محصول ڈاک ۱۳ چند سطروں کا نمونہ درج ہے۔

اَلٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا
کیا یہ سمجھے ہیں لوگ کہ چھوٹ جاویں گے اتنا کہہ کر ہم یقین لائے اور ان کو جانچ

يُفْتَنُوْنَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
نہ لیں گے اور ہم نے جانچا ہے ان کو جو ان سے پہلے تھے سو البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ

صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ
سچے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جھوٹے کیا یہ سمجھے ہیں جو لوگ کرتے ہیں برائیاں

اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ۚ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ
کہ ہم سے آگے نکل جاویں بڑی بات چکاتے ہیں ف۳ جو کوئی توقع رکھتا ہے اللہ کی ملاقات کی سو اللہ کا وعدہ

لَاٰتٍ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۚ اِنَّ
آتا ہے اور وہ سنتا جانتا ہے اور جو کوئی محنت اٹھاتا ہے سو اٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے اللہ

اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ
کو پروا نہیں جہان والوں کی اور جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام ہم اتار دیں گے

تفسیر موضح القرآن کامل

ف۱ پہلی دو آیتیں ہمیں ایمان والوں کو جو گرفتار تھے کافروں کو ایذا میں اور یہ آیت جو کافروں کو ستاتے تھے مسلمانوں کو ان کا ذمہ

ف۲ یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں ملیں گی اور برائیاں معاف ہوں گی

ملنے کا پتہ: منیجر رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامیہ دارالاشاعت کا
ایک ماہوار
مذہبی۔ اخلاقی۔ اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد دہلی

پیشوا دہلی

جو ہر مہینے کی ۱۱ تاریخ کو مدہ سال سے تبلیغ و
اشاعت کے لیے دہلی سے شائع ہوتا ہے
قیمت سالانہ
اعلیٰ ایڈیشن　دو روپے ۸ر
ارزاں ایڈیشن　ایک روپیہ ۸ر

ممالک غیر سے
اعلیٰ ایڈیشن　۵ شلنگ
ارزاں ایڈیشن　۳ شلنگ

جلد ۲ | بابت ماہ شعبان المعظم ۶۲ھ مطابق ماہ اگست ۴۳ء | نمبر ۱۸

شذرات

(سید عزیز حسن بقائی)

پیشوا کی اشاعت میں تاخیر

میں ۲۰ جون کو دہلی سے روانہ ہو کر ۲۲ کو کشمیر پہنچا۔ ایک مہینہ سری نگر میں قیام کر کے ۲۱ جولائی کو دہلی پہنچا۔ اپنی ۵۳ سالہ زندگی میں مجھے اتنی دور دراز اتنے عرصہ دہلی سے باہر رہنے کا اتفاق اس سے پہلے نہیں ہوا۔

جانے سے پہلے میں نے دفتر اور ادارت کے متعلق تمام انتظامات اطمینان بخش طریقہ سے کر دیئے تھے۔ اور مجھے یقین تھا کہ حریت اور پیشوا کی اشاعت میں تاخیر نہ ہوگی۔ لیکن سچ کہا تھا۔ حضرت مولا علی ؑ نے عرفت ربی بفسخ العزائم انتظامات ناقص ثابت ہوئے۔ اور پوری زندگی میں پیشوا گذشتہ مہینہ دیر سے شائع ہوا۔ بہت افسوس ہوا۔ لیکن کشمیر میں بیٹھ کر میں کر ہی کیا سکتا تھا۔؟

سری نگر میں میرا قیام کپ کار روڈ نمبر ۲۹ پر رائے بہادر ڈاکٹر متھرا داس صاحب ریٹائرڈ سول سرجن کی کوٹھی پر ایک مہینہ رہا۔ جہاں میں نے گھر سے زیادہ آرام پایا۔ لیکن چونکہ ایک ہفتہ تک مسلسل میری ناک سے بکثرت خون جاری رہا۔ اور ناک کا زخم مندمل ہو گیا۔ اس لیے میری صحت پر زیادہ بہتر نہ ہو سکی۔

میں نے کشمیر کے تقریباً ضروری مقامات کی سیاحت کی جس کی تفصیل حریت میں شائع ہو رہی ہے۔ سری نگر کی فراخ سڑکیں، دلکش تھیٹر بھی دیکھیں اور گندے سڑے اور متعفن گلیوں میں سے بھی گذرا۔ کشمیر کے انتہائی جفاکش لیکن بے حد مفلس مسلمان بھی دیکھے۔ اور ان کی بے کسی و مظلومیت سے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ان کی بے حیائی، اور جھوٹ سے کلیجہ منہ کو آتا تھا۔

میں کشمیر کے ہر طبقہ سے ملا۔ اندرونی حالات کی تحقیقات اور مشاہدات سے اپنی معلومات مکمل کر کے میں حیرت میں رہ گیا کہ کشمیر میں اوسط آمدنی دو پیسے فی کس روزانہ ہے جس سے اس غربت و افلاس کا اندازہ ہو سکتا ہے جو کشمیر کے چالیس لاکھ مسلمانوں پر مسلط ہے۔ اور اس کے لیے ریاست کو مبارکباد نہیں دی جا سکتی۔

کشمیر میں مناظر قدرت کی فراوانی نے اس کو حقیقتاً جنت نظیر بنا رکھا ہے۔ لیکن باشندگان کشمیر کے لیے کشمیر دوزخ سے بھی بدتر ہے۔ کشمیر کی زمین　سونا اگل سکتی ہے۔ اگر اس سے ریاست فائدہ اٹھائے۔ کشمیر کے پہاڑوں میں کانوں کے خزانے مدفون ہیں اگر ان کو برآمد کرنے کی کوشش کی جائے۔ کشمیر کے آبشاروں سے اگر بجلی پیدا کر کے اس سے کام لیا جائے، تو کشمیر کا کاری گر اشرفیوں کی کھیل سکتا ہے۔ کشمیر کی مصنوعات کو اگر ترقی دے کر اس کے لیے ہندوستان کے ہر صوبہ کے دار السلطنت میں ایک اسٹور کھول

دیا جائے تو کشمیر کا مزدور بھوکا نہیں رہ سکتا۔

لیکن حکومت لاپرواہ اور فارغ البالی ہے۔ جن کو کشمیر سے واقفیت نہ ہمدردی۔ ایسی صورت میں کشمیر میں فارغ البالی کا دور ہو تو کیوں کر ہو؟

کشمیر کے حسن کے جز۔ باغات، پہاڑ، آبشار، ڈل، چنار، سفیدہ، بیدہ کے درخت ہیں۔ کشمیری مصنوعات میں لکڑی اور اس پر نقش کاری، شال اور اس کی کڑھائی اور ریشم کی کڑھائی بید کا کام مٹی کے برتن اور ان پر روغنی کام ترقی کرنے والی صنعتیں ہیں۔ جن پر اگر ذرا توجہ کی جائے اور بجلی سے کام لیا جائے تو یہ صنعتیں ہندوستان کی ہر تجارتی منڈی پر قابض ہو سکتی ہیں۔ مزید صنعتوں اور بجلی سے چلنے والے کارخانوں کی بڑی گنجائش ہے۔ لیکن نظام حکومت میں جب تک انقلاب نہ ہو اور کشمیری باشندوں کے مصائب و آلام کو دور کرنے کا جذبہ وزارت میں نہ ہو۔ اس وقت تک کشمیر کی غریبی دور نہیں ہو سکتی۔

کشمیر کا کاریگر دنیا کے بہترین کاریگروں کی صف اول میں ہے۔ لیکن کشمیر کا تجارت پیشہ دنیا کے جھوٹ بولنے کا سردار ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سیاح جس وقت کسی دوکان پر جاتا ہے، تو اس بکری کی طرح کانپتا ہے جس کو مذبح لے جاتے ہیں۔ اگر کشمیری رہنما تھوڑی سی توجہ کریں تو ان عیوب کا خاتمہ ہو سکتا ہے جس سے سیاح اور صناع دونوں فائدے میں رہیں گے۔

میں نیشنل کانفرنس کے مخلص ترین رہنماؤں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ کشمیری تانگہ والوں، کشمیری قلیوں، کشمیری دوکانداروں کے اس جھوٹ کے خلاف جدوجہد کریں۔ جو دنیا کے کسی حصہ میں نہیں بولا جاتا۔ اور کشمیر کے جسم پر کوڑھ سے زیادہ مکروہ ہے۔ اگر انہوں نے انکے دماغ کی اصلاح کر لی تو یہ کشمیر کی نہیں بلکہ انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہوگی۔

گذشتہ مہینہ

کاغذ کسی قیمت پر بازار میں نہیں ملا۔ حکومت نے لائسنس دیدیا۔ تو کاغذیوں کے پاس مال نہ تھا۔ اس لیے جو وقت اور پریشانی کاغذ حاصل کرنے میں اٹھانی پڑی ہے، اس کا اندازہ وہ لوگ کر ہی نہیں سکتے جن کو پریس کے کام سے واسطہ نہ ہو۔

لیکن اس سے زیادہ تعجب یہ ہے کہ فروخت کتب کا سلسلہ بہت ہی مایوس کن رہا حالانکہ یہ تین مہینہ سیزن کے کہے جاتے ہیں۔ لیکن مندے میں بھی کبھی ایسی خاموشی نہیں دیکھی۔

ایسی صورت میں قارئین کرام کو خود ہی محسوس کرنا چاہئے کہ یہ کاغذی ناؤ کب تک طوفان خیز موجوں کا مقابلہ کرتی رہے گی؟ بڑے بڑے سرمایہ دار اخبارات نے قیمتیں بڑھا دیں لیکن پیشوا کی قیمت میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ ضخامت بھی اس کی سب سے زیادہ ہے۔ مضامین اور ترتیب میں بھی کوئی فرق نہیں آیا۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ پیشوا کے خریدار اتنی سی زحمت بھی گوارہ نہیں فرماتے کہ اس پرچہ کو دکھا کر اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو خریدار بنائیں۔ جو کچھ زیادہ مشکل کام نہیں ہے۔ لیکن اس کا اثر پیشوا کے جسم کے لیے روح کی حیثیت رکھتا ہے۔

پیشوا کا کتب خانہ جب تک باقی ہے۔ میں کبوتر کے مرغی کے نیچے اور مرغی کے مرغی کے نیچے انڈے رکھکر جس طرح بھی ہو سکے گا پیشوا کو اسی شان سے نکالے جاؤں گا۔ لیکن جب کتابوں ہی کی فروخت بند ہو جائے تو میں کیا کروں؟ یہ ایسی مشکل ہے کہ اس کا حل .... آپ ہی کو کرنا چاہیئے۔ دنیا میں گرانی کی وجہ سے کونسا کام بند ہے۔؟ جو پیشوا کے نئے خریدار نہ ملیں۔ اور کتابیں فروخت نہ ہوں۔ سینماؤں کی بھیڑ میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ کپڑا غلہ اور دوسری ضروریات زندگی کی گرانی بھی تو بخندہ پیشانی برداشت کی جا رہی ہے۔ لیکن پیشوا اور اس کی مطبوعات کے لیے تو گرانی کا عذر بھی نہیں پیش کیا جا سکتا۔ کیوں کہ قیمتوں میں تقریباً اضافہ نہیں کیا گیا ہے۔ ایسی حالت میں تو اور بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ پیشوا کے لیے نئے خریدار فراہم کیے جائیں۔ اور پیشوا کے کتب خانہ سے زیادہ سے زیادہ کتابیں خریدی جائیں۔ تاکہ جو نقصان پیشوا کی اشاعت سے ہوتا ہے، وہ کتابوں کی فروخت سے پورا ہو جائے۔

پیشوا کے کتب خانہ کی مطبوعات کی قیمتیں ہندوستان کے تمام کتب خانوں سے کم ہیں۔ ایسی صورت میں اگر آپ خود بھی خریدیں اور اپنے دوستوں کو بھی اس مہنگے سمہ میں سستی کتابوں کی خریداری پر توجہ دلائیں تو یقیناً یہ پیشوا کی بہت ہی بڑی خدمت ہوگی۔ جس سے آپ کو بھی فائدہ ہوگا۔ اور پیشوا کی مالی حالت بھی درست ہوگی۔

کیا مسٹر جناح حج کرنے جائیں گے؟

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مسٹر جناح ڈکٹیٹر لیگ جیشوا کے اعتراضات سے بچنے کے لیے اور مسلمانوں میں اپنا اثر زیادہ کرنے کے لیے اس سال فریضہ حج کی ادائیگی کا عزم کر چکے ہیں۔

ہمیں اس خبر سے بڑی خوشی ہوئی۔ کیوں کہ احادیث میں تارک حج کے لیے جتنی سخت وعید ہے، اتنی کسی رکن اسلام کے ترک کرنے کے لیے نہیں ہے یعنی صحیح بخاری کی مستند حدیث کا مفہوم یہ ہے۔

.. استطاعت کے باوجود جس مسلمان نے حج ادا نہیں کیا، اس کی موت یہود و نصاریٰ کی موت ہوگی، اسلام پر اس کا خاتمہ نہ ہوگا!

خدا کرے کہ مسٹر جناح تمام ارکان اسلام ادا کرنے کے لیے تیار

ہو جائیں، اور صوم و صلوٰۃ کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی بھی شروع کریں، جن ماکولات و مشروبات کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے، ان کو حرام سمجھیں اور جن کو حلال فرمایا ہے، ان کو حلال سمجھیں، اور ایک سچے مسلمان کی طرح احکام الٰہی کو اپنی ذاتی رائے سے ارفع سمجھیں کہ یہی اسلام

مولانا ✕ مولانا

خدا کا شکر ہے کہ اقلیم مذہب کے دو نئے تاجداروں میں اتفاق ہو گیا ہے۔ حالانکہ ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہا کرتیں۔ یعنی مولانا دریا بادی اور مولانا مودودی میں جزوی اختلافات کے باوجود "اسلام کامل" پر اتفاق ہونے کا مژدہ ان الفاظ میں سنایا جاتا ہے۔

"لیگ، جمعیت علماء ہند، مجلس احرار وغیرہ جتنی جماعتیں
اس وقت کام کر رہی ہیں، اسلام کامل ان میں سے کسی
کا بھی نہ نصب العین ہے نہ طریق کار۔
اس لیے ان کو ناکافی سمجھنے میں صدق تمام تر
مولانا مودودی کا ہمنوا ہے"

ماشاء اللہ! مولانا مودودی اور مولانا ماجد جس "اسلام کامل" کے مبلغ ہیں۔ اس کا مسلم لیگ، جمعیت علماء ہند، مجلس احرار کا نصب العین اور طریق کار اسلام نہیں ہے جو اسلام کامل ان دو حضرات کا ہے وہ تو شاید خلفائے اسلام اور صحابہ کرامؓ کو بھی میسر نہ ہوا ہوگا، کیوں کہ ان کا اسلام کامل اسلام کے نصب العین سے قریب تر ہے، اور کسی کا اسلام بجز انبیاء کرام کے دوسرے درجہ کا میسر نہیں ہے۔" سُن لیا آپ نے؟ اب کس میں ہمت ہے کہ اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر سکے؟ جب انبیاء کرام ہی کا اسلام دوسرے درجہ کا ہے، تو دوسرے کس شمار میں ہیں اگر غور سے کام لیا جائے تو یہ (تحدی) گریبان تک ہے، کیا ہم ان ہونے والے پیغمبروں میں سے کسی ایک سے بدیانت کر سکتے ہیں کہ اسلام کامل نہ سہی، اسلام ناقص بھی آج کل کسی مسلمان کو میسر ہے یا نہیں؟

خدا کی قدرت ہے کہ جو لوگ کافیہ کی گردان کرنے کے بھی اہل نہ ہوں، وہ منہ آتے ہیں۔ حضرت علامہ حسین احمد صاحب مدنی کے جس نے حضور سرور کائنات کی گدی پر سالہا سال درس دیا ہے۔ وہ منہ آتے ہیں۔ حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب کے جن کے تبحر کو سمجھنے کے لیے حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت قاضی ابو یوسفؒ کے دل و دماغ کی ضرورت ہے، نہ کہ ان کی جن میں جہالت کے ساتھ رعونت ہو جن علماء کرام کی جوتیاں سیدھی کرنے کی ان دونوں میں سے کسی ایک میں بھی اہلیت نہیں ہے، ان کی جماعت (جمعیت علماء ہند) اگر اسلام کامل کو نہ سمجھ سکی، تو پھر دنیا میں کون ہے، جو اسلامی نصب العین کو سمجھ سکے؟ کیا عبد الماجد دریا آبادی اور ابو الاعلیٰ مودودی جس قسم کی

تحریریں یہ دونوں لکھنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ ایسے مقالات تو بہت سے جاہل بھی لکھ سکتے ہیں۔

جن علماء کرام نے اعلاء کلمۃ اللہ کو اپنا نصب العین بنایا ہو، جن علماء عظام نے حق و صداقت کا علم بلند رکھنے کے لیے حضرت امام حنبلؒ کی طرح قید و بند کو دعوت دی ہو، آج وہ تو اسلام کامل سے محروم لیکن اسلام کو سمجھ نہیں سکتے اور اسلام کامل سمجھنے کے مدعی وہ ہیں جن کو ان بزرگوں کے شاگردوں کے شاگردوں سے سبق پڑھنا چاہیے، جن کا سارا زور اپنی مہدیانہ لیڈری کے پراپیگنڈے پر خرچ ہوتا ہو۔

پنجاب اور یوپی کے ان حالی مدعیان مہدویت کا مستقبل اگرچہ اعلان پیغمبری سے وابستہ ہے کیوں کہ قادیان کی "نبوت" کی کامیابی سے ان کے منہ میں پانی بھر آیا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ نبوت کی جو دکان قادیان میں کامیاب ہو گئی ہے، وہ پٹھان کوٹ (پنجاب) اور دریا آباد (یو۔ پی) میں بھی کامیاب ہو جائے۔

اگرچہ یہ اپنی دکانوں کے یہ چلتے پھرتے پوسٹر اپنی مہدویت کا خود بلاواسطہ پراپیگنڈا کر رہے ہیں۔ اس لیے بہت ممکن ہے کہ کچھ ناواقف ان کے دامِ تزویر کا شکار ہو جائیں۔ لہٰذا پبلک مفاد کا تقاضا ہے کہ ہم ان دونوں خود ساختہ مصلحوں اور خود ساختہ مہدیوں کے حالات ابتداء سے لے کر اس وقت تک کے پیشوا۔۔ میں شائع کریں اور بتائیں کہ انہوں نے آج تک کتنے رنگ بدلے ہیں۔ اور ان کا یہ نیا ڈھونگ کن اغراض کے لیے ہے؟

یہ دودھ پینے والے مجنوں آرام کے ساتھ کرسی پر بیٹھ کر کوس لمن الملک الیوم بجا سکتے ہیں۔ لیکن ان میں ہمت نہیں ہے کہ یہ حکومت کی سخت گیری اور مسٹر جناح کی بے دینی کے خلاف ایک لفظ کہہ سکیں، ان کا نشانہ تو وہ مولوی ہیں جو اسیر فرنگ ہیں۔ ہلدی لگے نہ پھٹکری رنگ آئے چوکھا اسی موقع کے لیے ہے۔

بیمار اسیروں کو بلا شرط رہا کرو

مختلف صوبوں سے اطلاعات آ رہی ہیں بہت سے پولیٹکل قیدی اور نظر بند جیلوں میں بیمار ہیں۔ جن میں سے بعض کی حالت تشویشناک ہے۔ خصوصاً لالہ دلیپ بندھو، مسٹر رگھونندن سرن، مسٹر قدوائی مسٹر پرشوتم داس، مسٹر پنڈت، حافظ محمد ابراہیم وغیرہ درجنوں رہنما ایسے ہیں جن کو کسی عدالت نے ہنگامی قوانین کے ماتحت سزا دی ہے اور اگر وہ پیروی کر کے ہائی کورٹ تک اپنا کیس لے جاتے تو ان میں سے بہت سے اب سے پہلے رہا ہو چکے ہوتے اور بہت سے ایسے ہیں جن کو حکومت نے پولیٹکل وجوہات کے ماتحت محض شبہ یا احتیاط کے طور پر ان کو نظر بند کیا ہے۔ اگر کسی عدالت کے سامنے ان کا کیس جاتا تو بہت ممکن ہے کہ وہ بے قصور ثابت ہوتے۔ لیکن ہنگامی حالات ختم ہو چکے،

ملک میں امن و سکون کا دور دورہ ہے حکومت سختی سے تحریک کو دبانے میں کامیاب ہو چکی۔ نظر بند اور قیدی شدید علالت میں مبتلا ہیں، اور جس علاج طبی امداد کے وہ عادی ہیں، ان کو جیل میں وہ میسر نہیں ہے ۔جمہور ہند کا مطالبہ ہے کہ ایسے قیدیوں اور نظر بندوں کو بلا شرط رہا کرنا چاہیئے لیکن حکومت خاموش ہے وہ ان معزز قیدیوں کو رہا کرنے کے لیے تیار نہیں ۔ایسی صورت میں کیا ان لوگوں کا جو جیل سے باہر ہیں، یہ فرض نہیں ہے کہ وہ ان رہنمایان ملک کی آزادی کے لیے پریس اور پلیٹ فارم سے آواز بلند کریں ؟

بہتر ہوگا کہ حکومت بدلتے ہوئے حالات کے ماتحت اپنی سخت گیری میں تبدیلی کرے اور بیمار قیدیوں اور نظر بندوں کو بلا شرط رہا کرکے ان کو اپنی جانیں بچانے کا موقع دے اور یہ ذمہ داری اپنے سر نہ لے کہ اس کی عاقبت نااندیشانہ ضد سے ملک کے معزز رہنماؤں نے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر قید خانہ میں بحالت اسیری جان جان آفریں کے سپرد کردی کیوں کہ جو سکون طاقت کی وجہ سے حکومت ملک میں پیدا کرنے میں کامیاب ہوگئی ہے اس میں ایسی خبروں سے پھر طوفان برپا ہو سکتا ہے جو کسی صورت میں بھی مفید نہیں۔ اور اگر حکومت اپنی ضد سے باز نہ آئے تو پھر ملک و قوم کا فرض ہوگا کہ وہ موثر آئینی ایجی ٹیشن شروع کرکے اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے، جب تک کانگریسی رہنما باعزت طریقہ سے رہا نہ کر دیئے جائیں۔

کانگریسی ممبران کی شکست خوردہ ذہنیت

مسٹر سری پرکاسا سابق پارلیمنٹری سکریٹری یو-پی گورنمنٹ اس تحریک کے روح رواں ہیں کہ

"جو ممبران آل انڈیا کانگریس جیل سے باہر ہیں، بعض ملک کی موجودہ حالت کے پیش نظر اگست کا رزولیو اس وقت تک ملتوی کر دیں، جب تک آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا باضابطہ اجلاس ہو۔"

کچھ ممبران آل انڈیا کانگریس کمیٹی اس سے متاثر ہیں کہ مہاسبھا اور لیگ کے سنگھٹن سے وزارتیں قائم ہو رہی ہیں، اور۔ ملک کا جمود حکومت کی سخت گیری سے قائم ہے ۔اس لیے مسٹر سری پرکاسا بعض ممبران کی تائید حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

کوئی محب وطن ایسا نہ ہوگا جو کانگریسی رہنماؤں کی آزادی اور سیاسی ڈیڈ لاک کا خاتمہ نہ چاہتا ہو۔ لیکن سوال یہ ہے کہ

الف ا۔ آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے اگست کا رزولیوشن منظور کیا تھا، نافذ نہیں کیا تھا۔ اس لیے اس کے تعطل کا سوال کیوں کر پیدا ہو سکتا ہے ؟

ب ا۔ بقیہ ممبران جلسہ طلب کرنے کا حق رکھتے ہیں یا نہیں، جبکہ صدر و سکریٹری نظر بند ہیں۔

د ا۔ کانگریس کی گذشتہ ۵۵ سالہ زندگی میں کبھی ایسا ہوا ہے جو کہ ممبران گرفتاری سے بچ رہے ہوں انھوں نے کسی رزولیشن کو کانگریس کی ورکنگ کمیٹی اور ممبران آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی اکثریت کی عدم موجودگی میں جلسہ طلب کیا ہو، اور کانگریس کے کسی رزولیشن کو معطل کیا ہو۔

ی آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی پالیسی کو تبدیل کرنے کا حق چند ممبران کو حاصل ہے یا نہیں؟

ہماری رائے میں مذکورہ بالا سوالات کا جواب اگر کوئی ہو سکتا ہے تو صرف ایک ہی ہے جو یہ ہے کہ نہیں تو پھر ہم نہیں سمجھ سکتے کہ استخاثہ کے یکطرفہ بیان پر کانگریس کے گلے میں پھانسی کا پھندا خود اپنے ہاتھوں ڈالنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے اور کیا اس شکست خوردہ ذہنیت کو تسلیم کرلینے کے معنی یہ نہ ہوں گے کہ حکومت جو الزامات کانگریس کی اپنی تقریری پروپیگنڈا میں لگا رہی ہے، اور جن کو مہاتما گاندھی اپنی اس خط و کتابت میں جو پونہ سے انہوں نے وائسرائے سے کی ہے چیلنج کر چکے ہیں صحیح تسلیم کرکے مہاتما جی اور کانگریس کو ملزم تسلیم کر لیا جائے لہذا کانگریس کی عزت کانگریس کا وقار کانگریس کی قربانیاں یہ چاہتی ہیں کہ کسی قسم کی شکست خوردگی کا اظہار نہ کیا جائے۔

انصاف کی پکار یہ ہے کہ جو الزامات کانگریس پر لگائے گئے ہیں ان کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کیلئے زور دیا جائے اور کانگریسی رہنماؤں کی بلا شرط اور باعزت رہائی کیلئے ملک میں آواز پیدا کی جائے نہ یہ کہ ڈیڈ لاک دور کرنے کے نام پر وہ نادانی کی جائے جس سے بجائے پھر اس کی یہ پکار ہی ہے کہ اسطرح کانگریس کو ذلیل کرکے حکومت سمجھوتہ پر آمادہ کیا جا سکتا ہے ؟ جبکہ حکومت اپنی جگہ سے

جن

خریداران صاحبان کی میعاد خریداری اس مہینہ ختم ہو رہی ہے ان میں

ایک آپ بھی ہیں اور آپ کا

نمبر خریداری　　ہے

اگر آپ سال آئندہ کیلیے خریدار رہنا چاہیں تو کم سے کم دو خریدار نئے فراہم کر کیجیے اور سب کی قیمت آج ہی منیجر رسالہ پیشوا دہلی کو روانہ کر دیجئے اور اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے آپ خود سال آئندہ کیلیے خریدار رہنا پسند نہ کریں تو از راہ کرم اسی وقت ایک پوسٹ کارڈ منیجر رسالہ پیشوا کے نام لکھ دیجیے کہ سال آئندہ کے لیے خریداری منظور نہیں آپ کے اس کارڈ کے وصول ہوتے ہی آپ کا نام رجسٹر خریداری سے بصد افسوس خارج کر دیا جائیگا اور اگر آپ نے منی آرڈر بھیجا یا عدم خریداری کا خط نہ لکھا تو حسب دستور یہ سمجھا جائیگا کہ آپ سال آئندہ کے لیے خریداری منظور کرتے ہیں، اور وی پی بھیجنے کی اجازت دے رہے ہیں جو اگر خدانخواستہ واپس ہوا تو ہم آپ کے نقصان کا

احکام القرآن

(قرآن احکام پر ایک مسلسل اور لاجواب کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لیے لکھی گئی)

از حضرت العلامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری

گزشتہ سے پیوستہ

اور اس کی سزا جہنم مقرر کی ہے جو یقیناً کفر کی سزا ہے۔ پھر اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مومنوں کی سبیت کا اتباع واجب ہے اور دوسرے الفاظ میں اسی کا نام اجماع ہے اجماع امت کی تفصیلی بحث اصول فقہ کی کتب میں درج ہے وہاں دیکھیں۔

(۹۹)

بیویوں سے مصالحت کر لینے کا حکم

وان امراۃ خافت من بعلھا	اگر کسی عورت کو اپنے شوہر سے جھگڑے
نشوزًا او اعراضًا فلا	یا بے پروائی کا اندیشہ ہو تو ان دونوں
جناح علیھما ان یصلحا	پر کچھ گناہ نہیں ہے اگر وہ آپس
بینھما صلحًا والصلح خیر	میں صلح کر لیں۔ صلح خوب چیز ہے
واحضرت الانفس	بخل تو سب ہی کی طبیعت میں
الشح۔ وان تحسنوا	ہوتا ہے اگر تم سلوک کرو اور
وتتقوا فان اللہ کان	پرہیزگاری کرو تو بیشک اللہ تمہارے
بما تعملون خبیرًا	اعمال سے باخبر ہے۔

تفسیر: آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دینی چاہی بیوی کو معاش کی تنگی اور تربیت اولاد کے خیال سے شوہر کی مفارقت گوارا نہ ہوئی اس نے شوہر سے کہا "تم مجھ کو طلاق نہ دو میں اپنی باری کا دن تمہاری دوسری بیوی کے لیے ہبہ کیے دیتی ہوں۔" مفسرین کا بیان ہے یہ واقعہ محمد بن سلمہ کی بیٹی اور رافع بن خدیج کی بیوی کا ہے اور بعض کا خیال یہ ہے کہ یہ واقعہ حضور کی بیوی حضرت سودہ رضی بنت زمعہ کا ہے حضور نے جب ان کو طلاق دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ! میں شوہر کی محبت کی بھوکی نہیں ہوں میں تو یہ چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن میرا حشر آپ کی بیویوں کے ساتھ ہو میں اپنی باری کا دن آپ کی بیوی عائشہ رض کے لیے ہبہ کرتی ہوں" مختصر یہ کہ یہ آیت اسی قسم کے واقعہ کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے آیت کے جملہ وان امراۃ خافت کے معنی یہ ہیں کہ جو عورت اپنی شوہر کی طرف سے جھگڑے یا اعراض کے اندیشہ میں مبتلا ہو یعنی اس کو یہ خیال ہو کہ اس کا شوہر اس کو اپنی صحبت یا خلوت میں رکھنا پسند نہیں کرتا ہے یا اس سے ہم کلام ہونا اس کو گوارا نہیں ہے تو ایسی حالت میں میاں اور بیوی دونوں کا آپس میں صلح کر لینا کوئی گناہ کی بات نہیں ہے یعنی مثلاً وہ دونوں اس طرح مصالحت کر لیں کہ شوہر بیوی کو طلاق نہ دے اور بیوی اپنی باری کا دن شوہر کی دوسری بیوی کو دیدے۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ بیوی اپنی باری کا دن شوہر کی دوسری بیوی کو دے سکتی ہے اور اس کا یہ ہبہ شرعاً جائز ہے اس لیے کہ اس موقع پر صلح سے مراد یہی ہے اور اسی قسم کے واقعہ کے سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

آیت کے ایک اور معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ میاں بیوی آپس میں اس طرح صلح کر لیں کہ بیوی اپنے مہر کی پوری رقم یا کچھ رقم یا اپنا نفقہ وغیرہ شوہر کو معاف کر دے اور شوہر اس کو علیحدہ کر دینے کے ارادہ کو ترک کر دے۔ یا مذکورہ بالا طریقہ پر مطلق صلح کر لیں۔

امام زاہد رح کہتے ہیں کہ اس مصالحت کا گناہ عورت پر نہ ہوگا البتہ مرد ضرور گنہگار ہوگا۔ اس لیے کہ اس نے اپنی بیوی کے حق کو ادا نہیں کیا ہے لیکن یہ گناہ اس وقت ساقط ہو جائے گا جب کہ میاں بیوی دونوں رضامندی سے فیصلہ کر لیں۔

مصالحت کی ایک اور صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شوہر خانہ داری اور حکمرانی کے حقوق بڑی بیوی کے سپرد کر دے اور لذت عیش و مباشرت وغیرہ نوجوان بیویوں کے لیے رکھ لے۔

اور جملہ والصلح خیر کا مطلب یہ ہے کہ مفارقت اور سوء عشرت سے صلح بہتر ہے یا یہ کہ جملہ امور میں مخاصمت سے صلح بہتر ہے یا یہ کہ تمام بھلائیوں میں صلح بہترین بھلائی ہے۔ اور جملہ واحضرت الانفس الشح کا مطلب یہ ہے کہ بخل انسانی فطرت میں داخل ہے۔ عورت کو چاہیے کہ وہ بخل کو اعراض خیال نہ کرے اور اسی طرح مرد عورت کو بے پروا نہ سمجھے۔

اورجملہ وان تحسنوا الخ کا مطلب یہ ہے کہ اگر اے مردو تم عشرت میں عورت کے ساتھ سلوک و احسان کرو اور جھگڑے و اعراض سے اپنے آپ کو بچاؤ تو اللہ تمہارے اعمال سے اچھی طرح واقف ہے۔ اس سلسلہ میں یہ قصہ غالباً لطف سے خالی نہ ہوگا کہ عمران خارجی ایک انتہاور بہ کا بدشکل شخص تھا اور اس کی بیوی انتہادرجہ کی حسین وجمیل ایک روز بیوی نے عمران خارجی کے طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا: "خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھ کو اور تم کو دونوں کو جنتی بنادیا ہے": عمران نے پوچھا: "یہ کیوں کر": بیوی نے کہا: "اس طرح کہ خدا نے تم کو مجھ جیسی بیوی مرحمت فرمائی اور تو نے اس پر خدا کا شکر ادا کیا اور مجھ کو خدا نے تم جیسا شوہر عنایت کیا اور میں نے اس پر صبر کیا اور جنت کا وعدہ شاکروں اور صابروں کے لیے خدا کی طرف سے ہی۔"

(۱۰۰)

بیویوں کے درمیان عدل وانصاف کا حکم

ولن تستطیعوا ان تعدلوا	تم (اے مسلمانو) چاہو گے بھی تو
بین النساء ولو حرصتم	عورتوں میں پورا پورا عدل نہ کر
فلا تمیلوا کل المیل	سکو گے لیکن تم ایک طرف پورے
فتذروھا کالمعلقۃ ط	طور سے جھک کر دوسری کو بیچ
وان تصلحوا وتتقوا	ادھر میں لٹکتا ہوا نہ چھوڑ دو اگر
فان اللہ کان غفوراً	صلح کرلو اور ڈرو تو اللہ بخشنے والا
رحیما۔ وان	مہربان ہے اگر وہ دونوں جدا ہو
یتفرقا یغن اللہ	جائیں گے تو اللہ اپنی کشائش سے
کلا من سعتہ۔ وکان	دونوں کو غنی کردے گا اللہ وسعت
اللہ واسعاً حکیما	دینے والا حکیم ہے

تفسیر اوپر سورۃ کے شروع میں ایک آیت عورتوں کے درمیان عدل کے متعلق گذر چکی ہے اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ عدل قلبی محبت کے لیے شرط نہیں ہے اور تمام دوسرے امور میں شرط ہے آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے متعدد عورتوں کے شوہرو! یہ مشکل بات ہے کہ تم اپنی تمام بیویوں کے درمیان پورا پورا عدل کرسکو اس لیے کہ عدل کامل کا منشاء یہ ہے کہ تمام بیویوں سے تم کو یکساں قلبی محبت ہو اور یہ بات تمہارے اختیار سے باہر ہے اس لیے کہ قلبی محبت اختیاری چیز نہیں ہے۔

اسی بناء پر حضورؐ نفقہ۔ لباس اور سکونت کے معاملہ میں اپنی تمام بیویوں سے یکساں سلوک کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ "اے اللہ! یہ تقسیم اس چیز سے تعلق رکھتی ہے جس کا میں مالک ہوں تو مجھ سے اس معاملہ میں مواخذہ نہ کر جس کا مالک میں نہیں ہوں یعنی قلبی محبت۔" حضورؐ اپنی تمام بیویوں میں حضرت عائشہ رضؓ سے زیادہ محبت فرماتے تھے اور اس معاملہ میں مجبور تھے، اس لیے کہ قلبی محبت انسان کی اختیاری چیز نہیں ہے، مسلمانو، اگر تم کوشش بھی کرو اور اپنی بیوں کے درمیان کامل انصاف کرنا چاہو تب بھی تم پورا پورا عدل نہیں کرسکتے یعنی تمہاری معاشرت کا برتاؤ اور قلبی محبت دونوں یکساں نہیں ہوسکیں اس لیے تم معاشرت میں تو ان سے یکساں برتاؤ کرو یعنی نفقہ لباس اور سکونت میں سب کو یکساں رکھو اگرچہ قلبی محبت میں یکسانیت نہ ہو مثلاً کسی بیوی سے تم کو زیادہ محبت ہو کسی سے کم یا کسی بیوی سے مقاربت کو دل زیادہ پسند کرے، ورکسی سے کم اس معاملہ میں تم مجبور ہو اور اگر ایسی صورت پیش آجائے کہ معاشرت میں بھی تم یکساں برتاؤ نہ کرسکو اور عورت کی حالت یہ ہوجائے کہ وہ مطلقہ یا معلقہ کی مانند ہوجائے تو یہ تمہارے لیے جائز نہیں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ معاشرت اور محبت میں ایک بیوی کی طرف زیادہ مائل ہو تو قیامت کے دن اس کی حالت یہ ہوگی کہ اس کا جسم ایک جانب جھکا ہوا ہوگا۔

اس تشریح سے یہ معلوم ہوا کہ بقدر امکان عدل واجب ہے اور امکان میں وہی صورتیں داخل ہیں جن کا ذکر اوپر کیا جاچکا ہے

اورجملہ وان تصلحوا وتتقوا کا مطلب یہ ہے کہ تم نے اپنی بیوی پر جو زیادتی کی ہے اس معاملہ میں اگر اس سے صلح کرلو اور آئندہ اپنے برتاؤ میں خدا سے ڈرتے رہو تو خداوند تعالےٰ تمہاری گذشتہ فرد گذاشتوں کو معاف فرمادے گا۔

اورجملہ وان یتفرقا کا مطلب یہ ہے کہ اگر دونوں میاں بیوی طلاق وغیرہ کے ذریعہ ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں تو خداوند تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے دونوں کو رزق دے گا اور غنی کردے گا۔

امام جعفر صادقؑ کے پاس ایک شخص آیا اور اپنے فقر و افلاس کی شکایت کی امام ممدوح نے اس سے فرمایا: "کسی عورت سے نکاح کرلو۔" اس نے نکاح کرلیا اور چندے بعد پھر حاضر ہوکر افلاس کی شکایت کی امام ممدوح نے فرمایا: "ایک اور عورت سے نکاح کرو": اس نے دوسرا نکاح کرلیا اور افلاس اور بڑھ گیا اس نے پھر امام ممدوح سے شکایت کی امام ممدوح نے فرمایا: "ایک عورت کو طلاق دے دو" وہ شخص چلا گیا تو لوگوں نے اس کی وجہ دریافت

ادبِ نبوی صلعم

(حضور سرورِ کائنات کی سیاسی اخلاقی معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(حضرت آغا رفیق صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

ممکن تھا سخت چھینک آنے پر دماغ کا مادہ (مغز) بالکل نکل جاتا یا آنکھوں کو کوئی ضرر پہنچ جاتا یا طوفانی چھینکیں ناک کے راستہ خون بہا دیتیں وغیرہ وغیرہ۔

ہر نوع چھینک کے بعد خدا کا شکر واجب ہے اور خدا کا شکر چونکہ خدا کی اطاعت ہے اس لیے موجب رحمت ہے اس بنا پر جب چھینکنے والا الحمد للہ کہے یعنی خدا کا شکر ادا کرے تو سننے والے کا فرض ہے کہ وہ اس کے حق میں دعا کرے یعنی خدا سے اس پر رحمت کے نزول کی دعا کرے اور چھینکنے والے کا فرض ہے کہ وہ اس دعا کو سن کر جواب دینے والے کے لیے خدا سے ہدایت و اصلاح کا طالب ہو کر اس کی دعا کا بدلہ دے

علماء کی رائے یہ ہے کہ اگر چھینکنے والا مسلمان نہ ہو تو اس کی چھینک کے جواب میں اس کی ہدایت کی دعا کرے نزول رحمت کی دعا نہ کرے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ فرماتے ہیں کہ یہود حضورؐ کے سامنے چھینکتے اور یہ امید رکھتے کہ حضور ان کی چھینک کے جواب میں یرحمکم اللہ کہیں گے لیکن آپ یھدیکم اللہ و یصلح بالکم کے الفاظ جواب میں فرماتے

علماء کہتے ہیں کہ اگر ایک مجلس میں تین مرتبہ سے زیادہ کسی کو چھینکیں آئیں تو پھر جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ چھینکیں زکام کی ہوتی ہیں۔

چھینک کا جواب دینا احادیث متواتر سے واجب ہے جمہور اہل ظواہر اور بعض مالکیہ بھی وجوب کے قائل ہیں اور بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ چھینک کا جواب دینا فرض کفایہ ہے یعنی اگر چند لوگ جواب دے دیں تو سب کے ذمہ سے فرض ادا ہو جاتا ہے اور کوئی جواب نہ دے تو سب گنہگار ہوتے ہیں۔ ائمہ احناف اور جمہور حنابلہ کی رائے یہی ہے اور مالکیہ کی ایک جماعت چھینک کے جواب کو مستحب قرار دیتی ہے یعنی ایک شخص بھی جواب دے دے تو کافی ہے اور یہی خیال امام شافعیؒ کا ہے۔

۸ چاندی کے برتن استعمال کرنا۔ صحیح احادیث میں آیا ہے کہ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا ناجائز و ممنوع ہے اور ایسا کرنے والا خدا کے عذاب کا مستحق ہے چنانچہ حذیفہ رضؓ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

سمعت رسول اللہ یقول — میں نے حضورؐ کو یہ فرماتے سنا ہے
لاتلبسوا الحریر ولا الدیباج — کہ ریشم و دیبا کو نہ پہنو۔ سونے
ولا تشربوا فی آنیۃ — چاندی کے برتنوں میں نہ پیو
الذھب والفضۃ ولا — اور نہ ان میں کھاؤ۔ سونے چاندی
تاکلوا فی صحافھا فانھا لھم — کے برتن دنیا میں کفار کے لیے
فی الدنیا ولکم فی الآخرۃ۔ — ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں

حضرت ام سلمہ رضؓ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

ان النبیؐ قال ان — حضورؐ نے فرمایا ہے جو شخص چاندی
الذی یشرب فی انیۃ — کے برتن میں کوئی چیز پیتا ہے
الفضۃ انما یجرجر فی — اس کا یہ پینا اس کے پیٹ میں
بطنہ نار جھنم (وفی — دوزخ کی آگ بھڑکائے گا (اور
روایۃ لمسلم) ان — مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں)
الذی یاکل او یشرب — جو شخص سونے چاندی کے برتنوں
فی اناء الذھب والفضۃ — میں کھائے اور پئے گا اس کا یہ
انما یجرجر فی بطنہ — کھانا پینا اس کے پیٹ میں دوزخ
نار جھنم — کی آگ کو بھڑکائے گا۔

ان احادیث صحیحہ کی بناء پر فقہاء کرام نے مسلمان مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا حرام قرار دیا ہے، البتہ عورتوں کو سونے چاندی کے زیورات استعمال کرنا جائز ہیں بعض علماء کہتے ہیں یہ حکم کراہت پر مبنی ہے حرمت پر نہیں ان کا خیال ہے کہ احادیث میں جو ممانعت آئی ہے اس کا منشا زہد اختیار کرنا ہے۔ لیکن غالباً ان علماء نے حضرت ام سلمہ رضؓ کی حدیث کے الفاظ وعید پر غور نہیں کیا ہے۔ علماء کی ایک اور جماعت مطلقاً اباحت کی قائل ہے

یعنی سونے چاندی کے برتنوں کے استعمال کو جائز کہتی ہے لیکن یہ قول نص صریح کے خلاف ہے۔

سونے چاندی کے برتنوں کو دوسرے طریقوں پر استعمال کرنا مثلاً ان میں خوشبو رکھنا تیل رکھنا یا سرمہ بھرنا فقہاء کی ایک جماعت کھانے پینے کی طرح استعمال کے ان طریقوں کو بھی ممنوع وحرام کہتی ہے لیکن محقق فقہاء نے اس کو درست تسلیم نہیں کیا ہے اور ابوداؤد کی یہ حدیث پیش کی ہے۔

علیکم بالفضة فالعبوا بها لعبا.	چاندی کو لو اور اس سے کھیل کی چیزیں بنا کر کھیلو

فقہا کی بڑی جماعت جس طرح چاندی سونے کی اور چیزوں کے استعمال کو جائز قرار دیتی ہے اسی طرح قیمتی جواہر کے برتنوں کے بنانے اور استعمال کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ جو سونے چاندی سے زیادہ قیمتی ہوتے ہیں اور بعض نے ان کو بھی ممنوع قرار دیا ہے اس باب میں اس قاعدہ کلیہ کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے کہ ان الاصل فی الاشیاء الحل اشیا میں اصل چیز حلت ہے جیسا کہ خداوند تعالے نے فرمایا ہے

خلق لکم ما فی الارض جمیعا	زمین میں جس قدر چیزیں ہیں خدا نے تمہارے لیے پیدا کی ہیں۔

اس بنا پر کسی چیز کو اس وقت حرام قرار دیا جائے گا جبکہ اس کی حرمت پر قطعی دلیل موجود ہو مثلاً سونے چاندی کے برتنوں کے استعمال کی ممانعت کا سبب اسراف اور غرور ہے اور اسراف نص قرآن سے حرام ہے چنانچہ ارشاد ہے

یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد. وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انه لا یحب المسرفین	آدم کے لڑکو! ہر نماز کے وقت اپنے کپڑے پہن لیا کرو۔ کھاؤ پیو لیکن صرف بیجا نہ کرو۔ اللہ صرف بیجا کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

اسی آیت کی بنا پر قیمتی جواہر کا استعمال۔ اور سونے چاندی کے زیورات کی اتنی کثرت یا زیادتی جو حد قصد سے گذر جائے حرام وممنوع ہے جس طرح کھانے پینے میں اسراف ممنوع وحرام ہے، البتہ اگر اسراف نہ ہو تو حرام نہیں ہے جیسا کہ خداوند تعالے نے فرمایا ہے۔

قل من حرم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق قل ھی للذین امنوا فی الحیاة الدنیا خالصة یوم القیامة کذلک نفصل الایات لقوم یعلمون	اے محمدؐ! تو ان لوگوں سے پوچھ اللہ نے جو زینت اپنے بندوں کے لیے بنائی ہے اور جو اچھے رزق اس نے پیدا کیے ہیں کس نے ان کو حرام کر دیا ہے اے محمدؐ! تو کہہ دنیا کی زندگی میں جو ایمان لائے ہیں ان کے لیے یہ نعمتیں قیامت کے دن مختص ہوں گی۔ سمجھدار لوگوں کے لیے ہم اسی طرح اپنی احکام مفصل بیان کرتے ہیں۔

ہمارے لیے مناسب یہ ہے کہ ہم سونے چاندی کے ایسے آوزار۔ آلات اور برتن بنائیں جو صنعتی کارخانوں اور کاموں میں درکار ہوتے ہیں یا زراعت میں کام آتے ہیں یا جن کی تجارت ہوتی ہے اور اس طریقہ سے اپنی ثروت کو بڑھائیں اپنی قوم کو خوش حال بنائیں۔ اور غیروں کے سرمایہ سے اپنے ملک کو بچائیں جو حقیقت میں ملک اور قوم کی غلامی کا ذریعہ ہے

۹۔ سونے کی انگوٹھی کا حکم:۔ سونے کی انگوٹھی کے استعمال کی ممانعت کا حکم بتاتا ہے کہ اس کا استعمال شرعاً حرام ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ کی حدیث میں اس کی حرمت نہایت واضح اور صاف ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

ان النبیؐ قال احل الذهب والحریر للاناث من امتی وحرم علی ذکورها۔	حضورؐ نے فرمایا ہے سونا اور ریشم میری امت میں سے صرف عورتوں کے لیے حلال کیا گیا ہے اور ان کا استعمال مردوں کو حرام ہے۔

سونے اور ریشم کا استعمال مردوں کے لیے جمہور علماء کے نزدیک حرام ہے لیکن علماء کی ایک جماعت ان کے استعمال کو مکروہ قرار دیتی ہے اور بتاتی ہے کہ صحابہ میں سے حضرات سعد بن ابی وقاص رضؓ طلحہ بن عبید اللہ رضؓ صہیب رضؓ۔ حذیفہ رضؓ جابر بن سمرہ رضؓ اور براء بن عازب رضؓ وغیرہ نے ریشم کو استعمال کیا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی تھی جس پر محمدؐ رسول اللہ کندہ تھا اور حضورؐ اس نقش کو ہتھیلی کی جانب رکھتے تھے لوگوں نے جب آپ کی انگوٹھی کو دیکھا تو انہوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں حضورؐ نے جب صحابہ کی انگلیوں میں سونے کی انگوٹھیوں کو دیکھا تو اپنی انگلی سے اپنی انگوٹھی کو نکال کر پھینک دیا۔

باقی آئندہ

ملفوظات باقی رحمۃ اللہ

ایک اہم اور محققانہ کتاب جو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ شیخ ازفانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے ملفوظات تصوف کی نادر و قلمی کتابوں سے اخذ کئے گئے

(جامع سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

حضرت خواجہ رح نے ان کو سینہ سے لگا لیا اور دو تین مرتبہ اپنا سینہ ان کے سینہ سے لگا کر خوب دبایا اور پھر آہستہ سے ان کے کان میں فرمایا۔ "آج رات کو تم دونوں میاں بیوی برہنہ ایک جگہ سونا۔" ان عالم کا بیان ہے کہ میں نے یہ واقعہ گھر جا کر بیان کیا اور اپنے جسم میں غیر معمولی قوت محسوس کی اور میری مشکل حل ہو گئی اور مدتوں تک یہ قوت مجھ میں باقی رہی۔

(۲۵۲)

کشف باطن کا ایک واقعہ

حضرت خواجہؒ کے ایک ارادت مند کا بیان ہے کہ میں حضرت خواجہؒ کے ارادتمندوں میں سے تھا اور کبھی کبھی حاضر ہوا کرتا تھا۔ ماہ شعبان کی ۱۴ تاریخ تھی کہ میں حضرت خواجہؒ کی خدمت میں یہ ارادہ کر کے حاضر ہوا کہ اگر آج حضرت خواجہؒ اپنی روحانی طاقت سے مجھکو اپنی طرف کھینچ لیں یا مجھ سے کم از کم گفتگو فرماتے ہوئے طریقت کا کوئی مسئلہ بیان فرمائیں تو میں حضور کے خدام میں شامل ہو جاؤں گا۔" میں ارادتمندوں کے حلقہ میں پہنچ کر بیٹھا ہی تھا کہ حضرت خواجہ رح نے مجھ کو مخاطب کر کے پوچھا۔ "تمہارے چشتیہ سلسلہ میں جو نماز آج کی رات پڑھتے ہیں اس کی کتنی رکعتیں ہیں۔" میں نے عرض کیا سو رکعتیں اور ایک روایت میں صرف دو رکعتیں بھی آئی ہیں۔" حضرت خواجہ رح نے فرمایا۔ "اگر دوسری روایت بھی درست ہے تو پھر ہم بھی ادا کر سکیں گے یعنی دو رکعتوں والی روایت۔" اس کے بعد حضرت خواجہ رح نے فرمایا کہ: "ہمارے جیسے آدمی گاؤ ریش کی مانند ہیں اور اس (اصطلاح) کا واقعہ یہ ہے کہ ایک بزرگ نے اپنے بیٹے سے پوچھا کہ تو کبھی گاؤ ریش بھی رہا ہے بیٹے نے عرض کیا اباجان! گاؤ ریش کا مطلب کیا ہے باپ نے کہا گاؤ ریش کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص گھر سے نکلے اور یہ کہتا ہوا چلے کہ بغیر محنت و مشقت کے میں خزانہ پالوں۔" بیٹے نے کہا۔ "اگر گاؤ ریش کے معنی یہ ہیں تو پھر جب سے میں پیدا ہوا ہوں اس وقت سے آج تک گاؤ ریش ہی رہا ہوں۔" یہ فرما کر حضرت رح نے کہا۔ "واقعہ یہ ہے کہ ہم بھی جب سے پیدا ہوئے ہیں اس وقت سے اب تک گاؤ ریش ہی رہے ہیں۔"

(۲۵۳)

خطرات قلب پر آگاہی کا ایک واقعہ

ایک شخص کا بیان ہے جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں نیا نیا داخل ہوا تھا کہ حضرت خواجہ رح ان لوگوں سے جو حلقہ میں نئے نئے داخل ہوئے تھے بہت کم کوئی خدمت لیا کرتے تھے بلکہ خدمات چند خاص اشخاص ادا کیا کرتے تھے اور ان کی خدمات بھی معین تھیں۔ یعنی چند خاص اشخاص چند خاص کاموں پر مامور تھے۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت خواجہ رح نے مجھ کو طلب کیا اور حکم دیا کہ بازار سے تربوز لے آؤ۔" میں نے عرض کیا حضرت جی! مجھ کو اچھے برے کی شناخت نہیں ہے۔" فرمایا۔ "جو تمہارے خیال میں اچھا معلوم ہو وہ لے آؤ۔" شخص مذکور کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ سردی کے ایام میں ایسا اتفاق ہوا کہ ہم میاں بیوی دونوں کے پاس صرف ایک کپڑا (چادر) تھا جس کو رات کے وقت ہم دونوں اوڑھ لیا کرتے تھے اور اتنی استطاعت نہ تھی کہ لحاف بنا لیں ایک رات کو ہم میاں بیوی سو رہے تھے کہ میری آنکھ کھلی اور میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میری بیوی ضرور اپنے دل میں یہ کہتی ہوگی کہ عجب بے غیرت و بے حمیت شخص سے پالا پڑا ہے۔ جس کو دوسرے کی تکلیف کا بھی احساس نہیں ہے صبح کو اٹھ کر نماز پڑھنے گیا تو نماز میں بھی یہی خیال بار بار آتا رہا میں نے اس خیال کو دور کرنے کی کوشش کی لیکن دور نہ ہوا نماز سے فراغت کے بعد حضرت خواجہ رح نے میری طرف دیکھا اور پھر اس خادم کو طلب کیا جس کے متعلق مصارف حلقہ کا کام تھا اور حکم دیا۔ "ہمارے دوستوں سے دریافت کرو کہ کس کے پاس لحاف نہیں ہے یا اس کی بیوی لحاف کی حاجت مند ہے اور اس کو لحاف بنوا دیا جائے۔ چنانچہ خزانچی نے ہم سب سے پوچھا اور میری طرح کئی آدمی لحاف کے حاجت مند نکل آئے۔ باقی آئندہ

سالکان طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لیے لکھی گئی)

از سید عزیز حسن بقائی

گزشتہ سے پیوستہ

مچھلی کو ہم نے اسی جگہ چھوڑ دیا اور نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں داخل ہوئے ہم نے اور اس لڑکے نے نماز ادا کی اور واپس آکر دیکھا تو مچھلی اپنی جگہ پر رکھی ہوئی تھی لڑکے نے مچھلی کو اٹھا لیا اور ہمارے ساتھ چلا گھر پہنچ کر والد نے والدہ سے واقعہ بیان کیا والدہ نے کہا لڑکے سے کہو تھوڑی دیر بیٹھ جائے اور ہمارے ساتھ کھانا کھا کر جائے والد نے لڑکے سے یہ بات کہی تو اس نے جواب میں کہا: "میں روزہ سے ہوں۔" والد نے کہا۔ "تو شام کو مغرب کے بعد کھانا یہیں کھا لینا۔" لڑکے نے کہا: "خیر آج تو میں نے مچھلی لانے کی مزدوری کر لی آئندہ کبھی نہ کروں گا۔ شام کو لڑکا مسجد میں آیا۔ اذان کے بعد روزہ افطار کیا نماز پڑھی اور پھر ہمارے گھر آیا اور ہم نے اس کے ساتھ کھانا کھایا کھانے سے فراغت کے بعد والد نے لڑکے سے کہا۔ رات کو یہیں آرام کرو۔ دیکھو یہ سونے کا کمرہ ہے اور وہ سامنے پاخانہ اور طہارت خانہ ہے۔" والد نے یہ کہہ کر لڑکے کی طرف دیکھا تو اس کو خلوت کا شائق پایا والد اس کو چھوڑ کر اندر چلے آئے۔ ہمارے مکان کے اندر ہی ایک سن رسیدہ عورت رہتی تھی رات کا ایک حصہ گذر جانے پر وہ عورت گھر میں آئی اور ادھر ادھر پھرنے لگی والد کی آنکھ کھلی تو عورت سے پوچھا: "تم یہاں پریشان سی کیوں پھر رہی ہو۔" عورت نے کہا میں آپ کے مہمان کو تلاش کر رہی ہوں خدا اس کے وسیلہ سے میرے جرائم کو معاف فرما دے۔" والد فوراً اٹھے اور مکان کے اندر لڑکے کو تلاش کرنا شروع کیا مکان کے دروازے ہر طرف سے مقفل تھے اور لڑکے کا پتہ نہ تھا۔

اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ولایت کے لیے عمر کی قید نہیں ہے بعض نوعمر بچے بھی ولی ہوتے ہیں بالغ مرد بھی غلام بھی اور آزاد بھی۔ عورتیں بھی۔ درعقل مند و مجنون بھی چنانچہ بزرگان دین سے منقول ہے کہ یمن میں ایک شیخ طریقت کا ایک نوعمر بچہ تھا جو محلہ کے بچوں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا محلہ کے بچے جو چیز اس سے طلب کرتے وہ فوراً غیب سے اس کو طلب کرتا اور بچوں کو دے دیتا تھا اور اپنی جگہ سے ایک لمحہ کے لیے بھی جدا نہ ہوتا بچوں اور جوانوں میں اس کی شہرت ہو گئی تھی اور وہ اکثر اس سے کھانے کی چیزیں طلب کیا کرتے تھے۔ اس بچہ کو والد کو جب اس کی خبر ملی تو انھوں نے بچہ کو طلب کیا اور کہا: "میں کھانے کی فلاں فلاں چیزیں چاہتا ہوں۔" لڑکے نے فوراً یہ چیزیں اسی جگہ بیٹھے بیٹھے منگائیں اور والد کو کھلائیں والد نے بچہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا۔ خداوند تعالٰے تیری عمر میں برکت دے تو نے ہم کو عمدہ عمدہ چیزیں کھلائیں۔ اس واقعہ کے بعد بچہ نے جب کوئی چیز طلب کی تو پھر اس کو نہ ملی گویا یہ سلسلہ بند ہو گیا لوگوں نے شیخ سے پوچھا شیخ نے فرمایا۔ "میں پسند نہیں کرتا کہ ایسی بات کے ساتھ بچہ کی شہرت ہو ممکن ہے یہ بات بچہ کے دل میں عجب و غرور پیدا کر دے اس لیے میں نے اس سلسلہ کو ختم کر دیا۔"

(۱۹۳)

محبوب الٰہی کون ہے۔

حضرت ذوالنون مصری رح فرماتے ہیں کہ میں را۔ کے وقت کنعان کی وادی میں چلا جا رہا تھا کہ میری نظر ایک آدمی پر پڑی جو میری طرف یہ آیت پڑھتا ہوا آ رہا تھا وبدالھم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون جب وہ قریب آ گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ ایک عورت ہے جو صوف کا جبہ کاندھوں پر ڈالے اور صوف کا برقعہ سر پر اوڑھے ہے اور ہاتھوں میں کوزہ اور چھاگل ہے عورت نے میرے قریب آکر مجھ سے پوچھا تم کون ہو جو بے خوف میرے قریب آئے ہو؟" میں نے کہا: "میں ایک بیکس مسافر ہوں" عورت نے کہا: "حیرت ہے کیا وہ شخص بھی بیکس ہو سکتا ہے جو خدا کے ساتھ ہو۔ خدا تو بے کسوں کا مونس اور کمزوروں کا مددگار ہے" یہ سن کر میں رونے لگا عورت نے پوچھا "تمہارے رونے کا کیا سبب ہے؟" میں نے کہا: "دوا تیر بہدف ثابت ہوئی یعنی مرض کے موافق دوا مل گئی" عورت نے کہا۔

باقی آئندہ

شرح دیوانِ حافظ

(ازمعاون مدیر)

مطلب یہ ہے کہ سالکان راہ خدا عشق الٰہی کے ذوق۔ وجد و مستی میں جو اسرارِ معرفت یا عشق و محبت کے وہ جذبات جو ظاہر میں جرم کی حد تک پہنچ چکے ہیں تم سے ظاہر ہو چکے ہیں ان پر ندامت اور گریہ کا پانی ڈالو اور ان کے دھبے دور کر دو اس لیے کہ زمانہ کچھ اور ہے یعنی اتقا اور پرہیز گاری کا عہد ہے اس عہد میں اس قسم کی باتیں مناسب نہیں ہیں۔

ان تمام اشعار میں حضرت حافظ رحمۃ نے یہ بتایا ہے کہ عشق و محبت ایک ایسی آگ ہے کہ جب اس کے شعلے دل و جگر تک پہنچتے ہیں تو عاشق مجبور و مضطر ہو جاتا ہے اور بے خودی یا ذوق و کیف کی حالت میں اچھے برے کی تمیز باقی نہیں رہتی ہے بعض اوقات ایسی حالت میں خلاف شرع امور کا ارتکاب بھی ممکن ہے اور بے اختیاری کے سبب زبان پر بھی قدرت نہیں رہتی ہے ایسی حالت طاری ہونے پر مناسب یہ ہے کہ اپنے آپ کو خلوت میں رکھیں جلوت میں نہ آئیں اور جب یہ حالت رفع ہو جائے تو اپنی رفتار و گفتار پر غور کریں اگر کوئی ایسی بات ظہور میں آئی ہو تو اس پر ندامت کے گریہ کا پانی ڈالیں اور پرہیزگاری کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

مجو ئے عیش خوش از دور واژگون سپہر   کہ صاف این سرخم جملہ دُرد آمیز است

ترجمہ: پسندیدہ عیش کو الٹے چکر والے آسمان سے طلب نہ کر اس لیے کہ اس مٹکے کی صاف شراب بھی تلچھٹ ہے۔

تشریح: شعر کا مطلب صاف ہے یعنی الٹا چکر کھانے والے آسمان سے تو عیش و آرام کا امیدوار نہ رہ اس لیے کہ اس مٹکے کی صاف شراب بھی تلچھٹ کے مانند ہے دوسرے الفاظ میں یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ آسمان تصوف کا چکر نہایت پیچیدہ ہے اس لیے اس سے (یعنی راہ سلوک کی منازل طے کرنے میں) تو آرام و عیش یا راحت و آسائش کی امید نہ رکھ اس راہ کی آسانیاں بھی مشکلات سے بھری ہوئی ہیں اور قدم قدم پر ٹھوکر کھانے کا اندیشہ ہے۔

یا رب آن شمع شب افروز ز کاشانۂ کیست
جان ما سوخت بپرسید کہ جانانۂ کیست

ترجمہ: اے پروردگار! وہ شمع یعنی محبوب کس کے محل کی رونق یا تاریکی کی روشنی ہے کہ وہ ہماری جان کو جلا کر پوچھتا ہے کہ تیرا محبوب کون ہے۔

تشریح: حافظ رحمۃ نے اس شعر میں ایک انداز معشوقانہ کا ذکر کیا ہے یعنی یہ کہ محبوب کو اگرچہ معلوم ہے کہ طالب میرا ہی عاشق ہے اور اپنا عاشق خیال کر کے مجھ کو جلاتا بھی ہے باین ہمہ مجھ سے یہ بھی پوچھتا ہے کہ تیرا محبوب کون ہے مطلب یہ ہے کہ ابھی اس کو طالب کی محبت میں شک و تردد ہے۔

حالیا خانہ برانداز دل و دین منست   تا ہم آغوش کہ می باشد و ہمخانۂ کیست

ترجمہ: اس وقت تو وہ (محبوب) میرے دل و دین کو برباد کرنے والا ہے۔ آئندہ معلوم نہیں کس کے آغوش کی زینت بنے اور کس کے گھر کا اجالا ہو۔

تشریح: اس شعر میں حافظ رحمۃ نے ابتداء عشق کی حالت کو بیان کیا ہے یعنی عشق کے ابتدائی ولولہ اور جوش کی کیفیت بتائی ہے مطلب یہ ہے کہ میرا محبوب اس وقت تو میرا محبوب ہے، جو میرے دل اور دین دونوں کو برباد کر رہا ہے یعنی میرے دل کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور مجھ کو دین سے بے پرواہ بنا رہا ہے لیکن آئندہ کا حال معلوم نہیں کس کی آغوش میں جائے اور کس سے ہمخواب ہو۔

میدمد ہر کسش افسونی و معلوم نشد   کہ دل نازک او مائل افسانۂ کیست

ترجمہ: ہر شخص اس (محبوب) پر افسون پھونک رہا ہے لیکن اب تک کسی کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس کا نازک دل کس کی جانب مائل ہے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ہر شخص محبوب کو اپنا بنانے کی تدبیریں کر رہا ہے۔ اور محنت و ریاضت اور ذکر و شغل سے اس کو اپنی طرف مائل کرنے کی فکر میں ہے لیکن کسی کو یہ معلوم نہیں ہے کہ خود محبوب کو کس کے افسانہ سے رغبت ہے اور وہ کس کی جانب مائل ہے۔

اس شعر میں حافظ رحمۃ نے سلوک کی منازل طے کرنے کی رغبت دلائی اور بتایا ہے کہ محبوب اس کا ہے جس کی جسمانی و روحانی ریاضت اور ذکر و شغل و فکر کا افسانہ اس قدر ذوق و لطف کا حامل ہو کہ محبوب اس سے

شرح مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

(از معاون مدیر)

مطلب یہ ہے کہ آسمان صرف ظاہر میں بلند و رفیع ہیں لیکن آپ کی محبت میں رہ کر ہم کو معنوی یعنی روحانی رفعت حاصل ہو سکتی ہے جو اصلی و حقیقی رفعت حاصل ہے دوسرا مطلب یہ کہ افلاک جسم ہیں اور اجسام کو صوری (ظاہری) رفعت حاصل ہوتی ہے اور روح امر معنوی ہے، اس لیے روح کو حقیقی اور اصلی رفعت حاصل ہوتی ہے

اللہ اللہ یک نظر بر ما فگن — لاتقنطنا فقد طال الحزن

ترجمہ:- خدا کے لیے ہم پر ایک نظر ڈال اور ہم کو ناامید نہ کر اس لیے کہ رنج و غم بہت بڑھ گیا ہے

مریدوں نے اپنے پیر و مرشد کے عذرات کا معقول جواب دے کر آخر میں رحم و کرم کی التجا کی ہے اور بتایا ہے کہ اب آپ کی جدائی کی تکلیف برداشت کی حد سے گذر چکی ہے خدا کے لیے رحمت و شفقت کی نظر سے ہم کو دیکھئے اور مایوس نہ کیجئے

گفت حجت ہائے خود کوتہ کنید — پند را در جان و در دل رہ کنید

ترجمہ- وزیر نے جواب دیا اپنے دلائل اور حجتوں کو چھوڑ دو جو نصیحت تم کو کی گئی ہے اس کو جان اور دل میں جگہ دو

تشریح:- یہودی وزیر نے جو دین مسیح کو برباد کرنے کے لیے مسیحیوں کا پیر و مرشد بن گیا تھا اپنے مریدوں کی مذکورہ بالا درخواستوں - دلائل اور حجتوں کے جواب میں کہا کہ تم لوگوں کو جو نصیحت کی جا چکی ہے یعنی یہ کہ تم میری خلوت پسندی کی مخالفت نہ کرو اور ترک خلوت پر اصرار سے باز آؤ اس نصیحت کو مان لو اور دل و دماغ میں محفوظ کر لو مطلب یہ کہ میں خلوت کو ترک نہ کروں گا تم اصرار نہ کرو اور بے کار باتوں سے میرا وقت ضائع نہ کرو۔

گر امینم متہم نبود امین — گر بگویم آسمان را من زمین

ترجمہ اگر میں امین ہوں تو امین پر تہمت نہیں لگائی جا سکتی اگرچہ میں آسمان کو زمین ہی کیوں نہ کہوں۔

تشریح:- اگر تم (اے مریدو) مجھ کو دیانت دار اور امین سمجھتے ہو تو پھر امین پر تہمت کیسی امین آدمی تو اگر آسمان کو زمین بھی کہہ دے تب بھی اس پر تہمت نہیں لگائی جا سکتی مطلب یہ کہ اگر تم مجھ سے عقیدت رکھتے ہو۔ میرے خیرخواہ ہو تو مجھ پر تہمت نہ دھرو اور میں جو کچھ کہوں چوں و چرا بغیر اس پر عمل کرو۔

گر کمالم با کمال انکار چیست — ور نیم این زحمت و آزار چیست

ترجمہ:- اگر میں کامل ہوں تو کمال کے ساتھ انکار کیسا۔ اور کامل نہیں ہوں تو پھر یہ زحمت و تکلیف کیوں۔

تشریح:- اگر (اے مریدو) تم مجھ کو کامل سمجھتے ہو تو اعتقاد کمال کے ساتھ میرا انکار اور پھر مجھ سے بیکار سوال و جواب کا سلسلہ کیوں جاری ہے اور اگر تمہارے خیال میں میں کامل نہیں ہوں تو پھر مجھ سے محبت و عقیدت کا یہ تعلق کیسا اور اس تعلق و ربط کی زحمت و تکلیف کیوں۔

من نخواہم شد ازیں خلوت بروں — زانکہ مشغولم باحوال درون

ترجمہ:- میں ہرگز اس خلوت سے باہر نہ نکلوں گا اس لیے کہ میں باطنی احوال میں مشغول ہوں۔

تشریح:- میں نے جو خلوت اختیار کی ہے میں ہرگز اس کو ترک نہ کروں گا اور خلوت سے باہر نہ آؤں گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں خلوت کے اندر باطن کی صفائی میں مشغول ہوں اور باطن کا ذوق مجھے ترک خلوت سے روک رہا ہے۔

جملہ گفتند اے وزیر انکار نیست — گفت ما چوں گفتن اغیار نیست

ترجمہ:- یہودی وزیر کے مذکورہ بالا امور کے جواب میں تمام مریدوں نے کہا اے وزیر ہم کو انکار نہیں ہے اور ہمارا کہنا غیروں کا سا کہنا نہیں ہے۔

تشریح:- وزیر نے جب ترک خلوت سے انکار کر دیا تو مریدوں نے جواب میں کہا کہ آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ اگر تم مجھ کو کامل سمجھتے ہو تو میرے کمال کا انکار کیوں کرتے ہو یعنی میرے حکم پر عمل کیوں نہیں کرتے واقعہ یہ ہے کہ ہم کو آپ کے کمال کا انکار ہے اور نہ ہم آپ کے حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ ہم نے جو کچھ بھی عرض کیا ہے وہ غیروں کا سا کہنا نہیں بلکہ باہمی عرض و معروض ہے، شکایت و اعتراض نہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ

باقی آئندہ

مذہبی معلومات

کتاب اسلامی معاشیات

(از جناب مولانا سید مناظر احسن گیلانی صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ)

الغرض الصدقات کے خفیف محصول کو قبول کر لینے کے بعد اتنی قیمتی آزادی کا حصول یعنی "الصدقات" کے نام سے مسلمانوں کے مال و جائداد مویشی پر جو محصول عائد کیا گیا، وہ کوئی نئی چیز کبھی بھی نہیں ہے، ہر مذہب والے اپنی آمدنی کا ایک حصہ خیر و خیرات میں صرف ہی کیا کرتے تھے، اسلام نے اسی مبہم غیر منظم خیرات کو صرف منتظم اور باقاعدہ شکل میں تبدیل کر دیا، اور واقعہ تو یہ ہے، کہ اس تنظیم کی وجہ سے اگر نسبتاً عام خیرات سے کچھ رقم بڑھ بھی گئی ہو، جب بھی ہر قسم کے مطالبات سے مستثنیٰ کرنے کی وجہ سے الصدقات کے فنڈ میں شریک ہونے والے قطعاً نفع ہی میں رہتے ہیں، کہاں پیداوار کا نصف حصہ کہاں دسواں اور بیسواں حصہ دونوں میں کوئی نسبت بھی ہے اور اس پر لطف یہ ہے، کہ جس علاقہ کے لوگوں سے لیا جاتا تھا، زیادہ تر اس کی کوشش کی جاتی تھی، کہ اسی علاقہ کے حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا جائے، جو ان اتفاقی مصائب کے شکار ہو گئے ہوں، بلکہ ان کے اعزہ اقربا، خاندان والوں کو جب ترجیح دی جاتی تھی، تو گویا قریب قریب الصدقات میں شریک ہونے سے وہی غرض حاصل ہوئی جس غرض سے آدمی آج کل بیمہ کمپنیوں یا انجمن ہائے اتحاد باہمی میں شریک ہوتا ہے، پھر محصول عائد کرنے میں اتنی نرمیاں کہ اپنے اور خاندان بھر کے روزمرہ مصارف سے بچانے اور فراغ بالی کے ایک خاص معیار کے بعد اس محصول کا مطالبہ کیا جاتا ہے، وقت رسی کے تمام اصولوں، محبت رجائکاہی کی تمام نزاکتوں کا خیال کرتے ہوئے سال بھر کے استفادہ کا موقع دینے کے بعد اُن کو وصول کرنا اور صرف یہی نہیں، بلکہ اس کو خدا کی خوشنودی کا ایک بہترین ذریعہ قرار دینا قرآن و حدیث جن کے

فضائل سے معمور ہیں، اس کے بعد ملک کے ان واقعی حاجت مندوں کی اعانت کا ارادہ کرکے حکومت کا اس مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں لینا اور اپنی تمام فوجی وعسکری قوتوں کو اس کی وصولی کے لیے مختص کر دینا حتیٰ کہ ایسے خطرناک وقت میں جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عرب کے ایک بڑے حصہ میں بغاوت پھیل گئی ہو لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکومت کے خراج کے لیے نہیں جیسا کہ اکثر مغربی مورخین کو دھوکا ہوا ہے، بلکہ غریبوں کے ان حقوق کی حفاظت کے لیے اپنی آخری قوت تک مقابلہ کا چیلنج دینا کہ

لو منعونی عقالا — اگر "الصدقات" کے سلسلہ میں کسی ایسی
مما اعطوہ رسول — ڈوری تک کے ادا کرنے سے انکار کریں
اللہ صلی اللہ علیہ — گے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لجاھدتھم — وسلم کے زمانہ میں ادا کرتے تھے،

تو ان سے میں جہاد کروں گا۔

جیسا کہ صحاح کی ہر کتاب میں مذکور ہے، حضرت عمرؓ کی مخالفت کے باوجود اس پر اصرار کرنا اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ اسلام نے حکومت کے موازنہ میں جہاں ان جدید مصارف کا اضافہ کیا ہے۔ وہیں اس کی وصولی کی کتنی آسان اور کتنی قطعی و یقینی راہیں اس نے اختیار کی تھیں، خود الصدقات کا ایک مذہبی فریضہ ہونا اور کیسا مذہبی فریضہ کہ صحابہ میں بعضوں کا خیال تھا۔

ماانتم الذکوٰۃ بمسلم — زکوٰۃ کا نہ ادا کرنے والا مسلمان
ومن لم یودھا فلا صلاۃ لہ — ہی نہیں ہے اور جو زکوٰۃ ادا نہیں

(الخراج لابی یوسف ص ۲۵) کرتا اس کی نماز بھی نہیں ہوتی

قرآن اور صحیح حدیثوں میں اس مطالبہ کے نہ ادا کرنے والوں کے متعلق اتنی شدید تاکیدیں مثلاً اس کی پیشانی، اس کے پہلو پیٹھ میں داغ دیئے جائیں گے، (قرآن) قیامت کے دن اس کا مال جس کی زکوٰۃ ادا نہ ہوئی ہو، اس شخص کے سر پر بشکل اژدر یا چیختے ہوئے اونٹ اور بکریوں کی شکل میں آنا۔ اور ان کے سب پر مزید برآں حکومت کی تلوار کا اس کی وصولی کی ضمانت لینا کون کہہ سکتا ہے کہ دینے والے کے پاس اس مد کا ایک پیسہ بھی باقی رہ سکتا ہوگا۔ پھر سوچنا چاہیئے کہ جس حکومت کے خزانہ میں ملک کے ان نارسان طبقات کے لیے ایسا انتظام کیا گیا ہو، اس ملک کے امن و عافیت کا کیا حال ہو سکتا ہے، نہ کوئی باپ اپنے مرنے سے اس لیے خوف زدہ رہ سکتا ہے کہ اس کے بچے یتیم ہو جائیں گے، بیوی بیوہ ہو کر لاوارث ہو جائے گی، نہ کسی کو اس کا خطرہ رہ سکتا ہے کہ میں اگر اتفاقی طور پر کسی مصیبت یا مرض کا شکار ہوا اور میرا ہاتھ خالی ہو گیا، تو علاج کون کرائے گا، میرے بچے کیا کھائیں گے، اگر کسی تاجر کو تجارت میں خسارہ آ جائے، کسان کو زراعت میں نقصان پہنچے کوئی لنگڑا ہو جائے، اندھا ہو جائے، سب کو اطمینان ہے کہ میری امداد کے لیے سرکاری خزانہ میں مستقل کافی رقم موجود ہے، جس ملک کے مقروضوں کو قرض ادا کرنے کے لیے نہ سودی قرض کی حاجت نہ جائداد بیچنے کی ضرورت کہ ان کے قرض کی ادائی کا سامان حکومت کے خزانہ میں موجود ہے، بیوپار کاروبار کرنے والے مسافر جو ایک جگہ سے دوسری جگہ آتے جاتے رہتے ہیں، نہ ان کو اس کی فکر کہ

کس جگہ جا کر زیرا ہاتھ خالی ہو جائے گا، کہ ہر ضلع ہر تعلقہ کے مقامی خزانہ میں اس کی مداد کا فنڈ موجود ہے اور شاید صاحب حیثیت مسافروں کو شبہ ہو کہ اس مد کا تعلق ہم سے نہیں ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ والیہ وسلم نے یہ فرما کر اعلان کر دیا کہ

لا تحل صدقة الا في سبيل الله وابن السبيل (سنن بیہقی)
صدقہ کا مال جائز نہیں مستطیع لوگوں کے لیے، لیکن جہاد اور مسافر کے لیے۔

بلکہ مسافروں کے لیے تو اسلام نے ایک جدید سہولت کا بھی اضافہ کر دیا ہے کہ یوں تو ہر مسلمان پر واجب قرار دیا کہ

ان نزلتم بقوم فان ادوا لکم بما ینبغی للضيف فاقبلوا فان لم يفعلوا فخذوا منهم حق الضيف الذي ينبغي لهم (رواه البخاري)
تم کسی کے یہاں مہمان بن کر جب اترو، اور میزبان اگر مہمان کے لیے مناسب انتظام کرے تو اس کی مہمانی کو قبول کر لیا کرو، اور اگر میزبان ایسا نہ کرے تو پھر ان سے مہمانی کا حق جو میزبان کی آمدنی کے مناسب حال ہو وصول کر لیا کرو۔

اسی طرح غیر اقوام جب اسلامی حکومت کی رعایا بننے پر آمادہ ہوتی تھیں، تو اس وقت ان سے جو معاہدہ لیا جاتا تھا اس میں یہ بھی ہوتا تھا کہ

ضيافة من مر بهم من المسلمين (بیہقی)
مسلمانوں کا جو آدمی ان پر گزرے اس کی مہمانی کریں گے،

اگرچہ فقہائے اب ضیافت کے مسئلہ کو بجائے واجب کے مستحب قرار دیا ہے، لیکن جب بہ کثرت حدیثوں میں۔

من اصبح الضيف بفنائه فهو عليه حق ادفان شاء اقتضاه وان شاء ترکه (بیہقی)
جس کے گھر کی انگنائی میں مہمان پہنچے تو مہمان کا اس پر حق قائم ہو جاتا ہے (بعض روائتوں میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ والیہ وسلم نے فرمایا کہ میزبان پر دَین ہے) چاہے اس دین کو مہمان وصول کرے چاہے چھوڑ دے۔

وغیرہ الفاظ آئے ہیں تو مسافروں کے لیے اسلام کی مہیا کردہ سہولت کو آسان کیوں نہ کیا جائے۔ گھر میں رہنے والے نے سے کسی باہر سے آنے والے مسافر کا کھانا غالباً باعث مشقت نہیں ہو سکتا۔

واقعہ یہ ہے کہ اسلام نے ابتدا میں جو نقشہ قائم کیا تھا کاش کچھ دن بھی مسلمان اس نقشہ کو باقی رکھتے، تو آج گھبرا گھبرا کر نہ دنیا بیمہ اور انشورنس کے دامن میں پناہ ڈھونڈتی، نہ غریب مخلوق اور کاشتکاروں کے مشکلات کا حل باہمی اتحاد والی سود خوار انجمنوں میں سوچا جاتا، گویا بچہ گرگ" (ساہوکار) سے نکال کر اس کے حلق پر ان انجمنوں کی چھری چلائی جاتی ہے، مسلمان علماء کو مجبور کیا جا رہا ہے، کہ سود اور بیمہ وغیرہ کی شکلوں کے جواز کی صورت پیدا کریں، سمجھا جاتا ہے، کہ اسلام کے نظام میں ان مشکلات کے حل کی کوئی تدبیر نہ تھی، اور گویا اب یورپ کا ذہن پہلی دفعہ ان مسائل کی طرف منتقل ہوا، لیکن کیا کیجیے کہ کسی ایک حصہ کے دیکھنے سے پوری تصویر کا حال معلوم نہیں ہو سکتا، صرف زندگی کا یہ ایک

شعبہ ہے جس میں اسلام کی ان حکمت نوازیوں کا کوئی ٹھکانا ہے یہی یورپ اور اس قسم کے دوسرے مفکروں کو بدت چاہئیے جو اللہ کے بنائے ہوئے نظام تمام حیات کو خود تو کیا بنا سکیں گے سمجھ لیں تو غنیمت ہے۔

الصدقات کے متعلق ایک تاریخی تغییر

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس جدید اسلامی نظام زندگی کی جو شادابی و تر و تازگی عہد نبوت اور عہد صحابہ میں تھی، وہ بعد کو باقی نہ رہی لیکن اس معاشی نظام کی پہلی اینٹ خدا جانے کن اسباب کے تحت کہتے ہیں، کہ حضرت عثمان رضہ ہی کے زمانہ میں اپنی جگہ سے سرک گئی آپ نے "الصدقات" کی اور تمام مدوں دیہی مویشی کاشت لگان ... کی شکل میں جو وصول ہوتی تھی۔ ان کو تو باقی رکھا، لیکن روپیہ اور اشرفی سونا چاندی کی شکل میں جو اندوختہ مسلمانوں کے پاس تھا، اس کی زکوٰۃ کو بجائے حکومت کے پھر انفرادی طور پر دینے کی اجازت دے دی، امام ابوبکر جصاص رازی اپنی تفسیر میں ناقل ہیں،

اما زکوٰۃ الاموال فقد	الاموال (سونا چاندی) کی زکوٰۃ
کانت تحمل الی رسول	رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
اللہ صلی اللہ علیہ والیہ	اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ
وسلم وابی بکر وعمر	عنہم کے عہد تک انہی بزرگوں تک
وعثمان ثم خطب	پہنچائی جاتی تھی یعنی حکومت
عثمان فقال	میں یہ آمدنی داخل ہوتی تھی، پھر
هذا شهر زكوتكم	حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
[...] كان عليه	نے ایک دن خطبہ دیا اور فرمایا کہ
دين فليوده ثم	(رمضان) یہ مہینہ تمہاری زکوٰۃ
ليترك بقية	ادا کرنے کا مہینہ ہے، پھر جس پر
ماله،	کچھ دین (باقی ہو) وہ ادا کر دے
(احکام القرآن جصاص	اور اپنے باقی مال کو چھوڑ دے۔
۱۵۵ جلد ۲	

جصاص لکھتے ہیں کہ اس دن کے بعد سے

فجعل لهم اداءها	حضرت عثمان رضہ نے زکوٰۃ دینے والوں
الى المساكين وسقط	کو اختیار دے دیا کہ خود براہ راست
من اجل ذلك حق الا	مسکینوں کو دیدیا کریں، اس وجہ
مام فى اخذها	سے امام (حکومت) کا جو حق اس

مد کی وصولی کا تھا، وہ ساقط ہوگیا۔

حالانکہ چند سطر پہلے جصاص ہی نے آیت قرآنی

خذ من اموالهم	ان کے مال سے اے پیغمبر صدقہ
صدقة	لیا کرو کے تحت یہ لکھا تھا گیا۔
يدل على ان اخذ الصدقات	یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ الصدقات
الى الامام وانه متى اداها	کی وصولی امام (حکومت) کے
من وجبت عليه المساكين	سپرد ہے، اور وہ شخص جس پر زکوٰۃ
لم يجزه لان حق	واجب ہے، اگر خود مسکین کو (براہ
الامام قائم فى اخذ	راست) ادا کر دے گا، تو زکوٰۃ ادا
ها فلا سبيل	نہ ہوگی کیوں کہ زکوٰۃ کی وصولی کا
الى اسقاطه	جو حق امام (حکومت) کو حاصل تھا

اردو بخاری

اصح الکتب بعد کلام اللہ تسلیم کی جاتی ہے مگر امام بخاری نے شہرت روایت کے ثبوت میں ہر مضمون کی کئی کئی نامکمل و ناتمام حدیثیں بھی درج کر دی ہیں پھر عن فلان وعن فلان کی ترکیب نے کتاب کو اور بھی طویل کر دیا ہے جس سے اختلاف وقت اور پریشانی لازمی ہے الحمد للہ کہ نویں صدی ہجری میں حضرت علامہ حسین بن مبارک زبیدی رحمۃ اللہ نے بکمال محنت پہلے تو بخاری کی تمام مستند مفصل حدیثوں کو یکجا کیا اور پھر ان میں سے بھی ہر ایک مضمون کی صرف ایک ایک ایسی جامع مکمل حاوی حدیث انتخاب فرمائی کہ پھر کسی دوسری حدیث کی ضرورت نہ رہی چنانچہ علمائے عرب مصر و شام و حجاز نے مصنف کو اس کی سندیں عطا فرمائیں، اسی دریا بکوزہ عربی تجرید البخاری مطبوعہ مصر کا سلیس اردو ترجمہ بہترین کتابت و صحت و طباعت کے ساتھ شائع کیا گیا۔ شروع میں حضرت امام بخاری اور حضرت علامہ مبارک کی سوانح عمریاں ہیں حجم ۵۲۵ صفحے ۱۲ جلد عہ مجلد پارچہ عا مجلد چرمی پشتہ ۶ سفید چکنا کاغذ مجلد پارچہ للعہ مجلد چرمی پشتہ للعہ بذمہ خریدار محصول

ملنے کا پتہ: ایجنٹ رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی

وہ اب تک باقی ہے اور اس کے ساقط ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے

جب یہ قرآنی قانون ہے اور تنظیم جس کا قرآن نے ارادہ کیا تھا، اس کا اقتضا بھی یہی ہے، سمجھ میں نہیں آتا، کہ حضرت عثمان رضؓ کے قول سے یہ کیسے ....

.....اخذ کر لیا گیا کہ آئندہ ہمیشہ کے لیے مالی زکوٰۃ کی حد تک قانون منسوخ ہو گیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قول سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ خصوصیت کے ساتھ اس سال حضرت نے کسی خاص وجہ سے اموال کی زکوٰۃ کا اختیار خود مالکوں کو عطا کر دیا تھا، اور یہ ہو سکتا ہے، کہ امام کسی سال اپنی مرضی سے اپنے کسی اختیار کو دوسرے کے سپرد کر دے، لیکن اس کو دوامی قانون بنا دینا، اور حضرت عثمانؓ کے بعد ہر امام سے اس حق کو چھین لینا جو قرآن کا عطا کیا ہوا حق بلکہ سپرد کی ہوئی خدمت ہے، آخر کس بنا پر جائز ہو سکتا ہے، مگر باوجود اس ایک مد کے انفرادی ہونے کے "الصدقات" کی اور دوسری مدیں جو کم نہ تھیں، اور بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ خلافتِ عباسیہ تک ان مدوں کی آمدنی کروڑوں سے متجاوز ہوگی، جرجی زیدان نے موجودہ مورخوں کی تحقیقات کی بنا پر لکھا ہے کہ

ان متوسط جبایۃ الدولۃ فی العصر العباسی الاولی بلغ ۳۶۰ ملیون درھم فی العام (صفحہ ۷۷ جلد ۲)	عباسی عہد کی ابتدا میں حکومت کی آمدنی تین سو ساٹھ ملین درہم سالانہ آمدنی تھی۔

جرجی زیدان ہی کا بیان ہے کہ خراجی آمدنی جو حکومت کے مصارف پر خرچ ہوتی تھی۔

لا ینفق منہا علی مصالح الدولۃ اکثر من ۵۰ ملیون والباقی نحو ۳۰۰۰۰۰۰ درھم تبقی فی بیت المال (صفحہ ۷۶ جلد ۲)	حکومتی کاروبار میں گذشتہ بالائی آمدنی میں سے صرف پچاس ملین خرچ ہوتا تھا، اور تیس کروڑ درہم بیت المال میں باقی رہ جاتا تھا

بہ ظاہر یہ تیس کروڑ درہم والی آمدنی ہی "الصدقات" کی آمدنی تھی، جن کے مصارف "مصالح الدولہ" کے سوا وہی تھے جن کی فہرست حق تعالیٰ نے قرآن میں نازل کی تھی، اور جہاں تک میرا خیال ہے اکثر و بیشتر ان میں بے ضابطگی کم برتی جاتی تھی، آخر کتاب الخراج امام ابو یوسفؒ ہارون الرشید کے زمانے کی کتاب ہے، اس کو ہارون نے فرمائش کر کے لکھوایا ہے، کہ حکومت کے دستور العمل کی حیثیت سے وہ کام آئے، اس کتاب میں "الصدقات" کے متعلق جو

جو قوانین درج ہیں، ان کے بعض اجزا گذر چکے، اسی کا نتیجہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گو عباسیوں کے عہد تک پہنچتے ہوئے، بہت کچھ اصل راہ سے ہٹ گئے تھے، لیکن پھر بھی عام مسلمانوں کی فراغ بالیاں ایسی تھیں جنھیں تاریخ کی زبان باوجود چھپانے کی انتہائی کوششوں کے اب بھی چھپا نہ سکی، جرجی زیدان جیسے آدمی کے قلم سے بھی یہی الفاظ نکل پڑے، کہ حکومت کے خزانہ میں ملک کا جو کچھ روپیہ جاتا تھا۔

فیعود الی العامة	وہ بالآخر عامہ ملک کے عام باشندوں
کانہ لم یوخذ	کی طرف واپس آجاتا تھا، ایسا
منہم وھی سنة	معلوم ہوتا تھا گویا لوگوں سے کچھ
الارتزاق تظہر لاول	لیا ہی نہیں گیا، اور یہ نتیجہ اس
وھلة انہا من	خاص رواج کا تھا جسے الارتزاق
خصائص التمدن	(وظائف حکومت) کہتے ہیں، پہلی
الاسلامی	نظر میں معلوم ہو جاتا ہے کہ اسلامی

حکومتوں کی یہ خاص خصوصیت تھی،

جرجی زیدان اگرچہ اس "ہنر" پہ عیب کی چادر اڑھانے کے لیے اس پر اضافہ بھی کرتا ہے، یعنی شاید یہ کوئی نئی بات نہ تھی، قدیم زمانہ میں :-

فاھل اثینا وھم خاصة	ایتھنز کے باشندوں کا بھی یہی حال
الیونانین کانوا لا یعملون	تھا، اور یہ یونانیوں میں خواص کا
عملا ولا یحترفون	طبقہ تھا جو نہ کوئی کاروبار کرتے
حرفة فی سبیل	تھے اور نہ کوئی دستکاری کا پیشہ
الرزق وانما	روزی حاصل کرنے کی راہ میں اختیار
کانت ارزاقہم	کرتے تھے، ان کے وظائف حکومت
من خزینة الدولة	کے خزانہ سے جاری تھے، جسے
یتناولونہا رواتب	وہ ماہ بماہ مقررہ اوقات میں وصول
فی اوقات معینة	کرتے تھے یا غیر معین طور پر بطور
او ھبات فی اوقات غیر	ہبہ اور بخشش کے ان کو ملا کرتا
معینة ولم یکن	تھا، اسی کا نتیجہ تھا، کہ ایتھنز
لہم شغل غیر سماع	والوں کا نام اس کے سوا کچھ نہ تھا
لخطب سیاسیة	کہ سیاسی یا علمی لکچروں کو گھوم گھوم
او العلمیة او التمشی فی	کر سنا کریں، یا باغوں اور پارکوں
حدائق المدینة وحضور	میں گھوما کریں، یا ملک کی سرکاری
الاحتفالات الرسمیة ونحوھا	مجلسوں میں شرکت کیا کریں۔

مگر اس بندۂ خدا کو پھر خیال آیا کہ آخر پھر وہ کیا چیز ہے جو اسلامی تمدن دنیا کے سارے تمدنوں سے ہر مورخ کو جدا نظر آتا ہے پھر خود جواب دیتا ہے کہ یونانیوں کی یہ خصوصیت

کانت محصورة فی اثینا	یونانیوں کی یہ خصوصیت صرف
او غیرھا من العواصم	ایتھنز شہر یا چند دوسرے مرکزی
الکبری اما المسلمون	شہروں تک محدود تھی، لیکن
فتوسعوا فیہ حتی اشمل	مسلمانوں نے اس میں وسعت
کل مدینة وکل طبقة	پیدا کی حتی کہ ہر شہر اور ہر طبقہ
(صفحہ ۷)	تک اس کو عام کر دیا،

پھر اس کی توجیہ و تاویل میں حسب عادت آسمان و زمین کے قلابے ملانے کے بیکار کوشش کی ہی یہ مذبوحی کوشش یہاں تک پہنچی ہے۔ زیدان نے دعوی کیا ہے کہ اسلام سے پہلے سلاطین عرب کا بھی یہی دستور تھا، غریب عرب بھلا سلاطین سے آشنا آشنا ہی کب تھا، اور کچھ تھا بھی تو عرب کو اس سرسبزی و شادابی اس امن و عافیت سے قبل الاسلام کیا تعلق تھا جس

سنہ الارتزاق دراصل ہمارے، یہاں کے "وظائف" کے لفظ کا ترجمہ ہے، اسلامی حکومتوں کے بیت المال اور خزانہ کی یہ ایسی خصوصیت ہے جس کی یادگار بحمد اللہ کسی نہ کسی شکل میں اب تک ان ممالک میں پائی جاتی ہے، جہاں اسلامی حکومت قائم ہے، خصوصاً سلطنت آصفیہ کا خزانہ عامرہ اس زمانہ میں نہ صرف ہندوستان بلکہ عرب و عجم میں بھی اس خاص معاملہ میں کافی شہرت رکھتا ہے، خدا کا فضل ہے کہ اب تک وظائف کے نام سے ہر سال بیش قرار رقوم یکمشت ارباب استحقاق میں تقسیم ہوتے رہتے ہیں، جن لوگوں کو اسلامی بیت المال کی اس خصوصیت اور نقطۂ نظر کا علم نہیں ہے، وہ حیدرآباد میں کروظائف کے رواج پر حیرت کا اظہار کرتے ہیں۔ میں نے بعضوں سے تو یہاں تک سنا ہے کہ اس آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر صرف سلطنت آصفیہ کا ہی ایک خزانہ ہے جہاں سے بغیر کسی معاوضہ کے لوگوں کو امدادیں ملتی ہیں، شاید جنگ عظیم کے بعد یورپ کے بعض ممالک نے بھی بے روزگاروں کے لیے کچھ وظائف منظور کیے ہیں، لیکن جو باتیں آج دوسری قوموں کے لیے نئی ہیں، مسلمانوں کے لیے اس میں کوئی اجنبیت نہیں ہے۔

کا نظارہ عرب اور عجم کی آنکھوں نے اسلامی دور میں دیکھا کہ ہر یتیم، ہر بیوہ، ہر معذور، ہر مقروض، ہر نادار، ہر رسیدہ تاجر، مصیبت زدہ کسان سب اپنی جگہ مطمئن ہیں کہ ان کی انجمن اتحاد باہمی اور بیمہ کمپنی میں ان کا کثیر سرمایہ جمع شدہ ہے۔ خصوصاً کاشتکاروں کے ساتھ حکومت کی دلچسپیاں اس حد تک بڑھی ہوئی تھیں، کہ زمین اور آبپاشی کے انتظامات کے ساتھ ساتھ مسلم ہی نہیں بلکہ غیر مسلم کاشتکاروں تک کے لیے یہ حکم تھا کہ اگر تخم اور ہل بیل وغیرہ کے لیے ان کے پاس سرمایہ نہ ہو تو

ان یدفع للعاجز — جو کسان تخم وغیرہ کے مہیا کرنے
کفایتہ من بیت — سے معذور ہو، اسے سرکاری خزانہ
المال قرضاً — سے بطور قرض کے اتنا سرمایہ
لیعمل فیھا — دیا جائے جس سے وہ اپنے کاروبار
(فتح القدیر صفحہ ۲۷۴ جلد ۱) — کو جاری کر سکے۔

کون کہہ سکتا ہے کہ تقاوی کی رقم مسلمانوں ہی کی نکالی ہوئی نہیں ہے یا ہندوستان میں اب تک اس کا رواج ان کی بدولت باقی ہے۔

بہر حال اسلامی حکومت کے خزانہ میں جو روپیہ جمع کیا جاتا ہے اس کے جو اغراض تھے یا ان کو ہونا چاہئے غالباً اس کے متعلق کافی بحث ہو چکی جن لوگوں کے سامنے معاش کا یہ نظام پیش کیا گیا ہے وہ اب فیصلہ کر سکتے ہیں کہ بیت المال کے اس عجیب وغریب نظام کے بعد پھر کیا دنیا کو بیمہ، انشورنس، انجمن ہائے اتحاد باہمی جیسے سطحی اور وقتی معالجوں کی ضرورت باقی رہتی ہے بے روزگاری کی جو عام شکایت پھیل گئی ہے، کیا اس کا احتمال اس وقت بھی باقی رہ سکتا ہے جب حکومت اپنی رعایا کے بے سرمایوں کو سرمایہ دینے کے لیے اپنے پاس مستقل بیش قرار رقم رکھتی ہو، ہبہ بھی دینے کے لیے تیار ہو اور قرض بھی۔

"الصدقات" کی "وصولی" اور "صرف" کے متعلق اسلام نے جن نکات کو اپنے پیش نظر رکھا ہے، اگرچہ موٹی موٹی باتیں اس سلسلہ میں جو یہاں قابل اندراج ہو سکتی تھیں، ان کا بیان گذر چکا لیکن اسی ذیل کی دو چیزیں چھوٹ گئی تھیں، مناسب ہے کہ آخر میں ان کا بھی اضافہ کر دیا جائے۔

میرا مطلب یہ ہے کہ منجملہ گذشتہ بالا امور کے "الصدقات" کے متعلق اسلام نے ان دو شرطوں کا بھی اضافہ کیا ہے۔

(۱) ایک تو یہ ہے کہ جس طرح "الصدقات" کی مد کی آمدنی کو الخراج والجزیہ وغیرہ کی آمدنیوں سے بالکلیہ جدا رکھنے کا حکم ہے، اسی طرح یہ بھی حکم دیا گیا ہے، کہ اس مد کی آمدنی کا ایک حبہ کسی ایسے آدمی کو نہیں مل سکتا، جو اسلامی نقطۂ نظر سے غنی اور صاحب حیثیت ہو اس غنی سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ ہزاروں اور لاکھوں کا مالک ہو، بلکہ ملک کا ہر ایسا باشندہ جو اپنی اور اپنے اہل وعیال کے روزمرہ مصارف کے سوا دو سو درم یا ساڑھے باون تولہ چاندی[1] یا اس کے مساوی کسی سرمایہ کا مالک ہو، اس کے لیے اس آمدنی کا ایک حبہ تک حرام ہے اس معاملہ میں کتنی شدید احتیاط کی ضرورت ہے، اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ حضرت عمر رض کے سامنے ایک آدمی آیا، جس کے مشکیزے میں دودھ تھا، حضرت عمر رض کو بھی ایک پیالہ اس دودھ کا ملا دودھ کچھ مزیدار تھا، آپ نے دریافت فرمایا کہ کہاں سے لائے ہو، بیان کیا فلاں گاؤں کی چراگاہ پر میرا گذر ہوا، وہاں "الصدقات" کے اونٹ چر رہے تھے، ایک اونٹنی کا لوگ دودھ دوہ رہے تھے، میں نے بھی تھوڑا سا مانگ کر اپنے چھاگل میں رکھ لیا، یہ سننا تھا، کہ حضرت عمر رض پر عجیب حالت طاری ہو گئی، راوی کا بیان ہے۔

قد خل اصبعہ فی واستقاہ — اپنی انگلی منہ میں ڈالی اور قے کرتے
(بیہقی) — جاتے تھے۔

بہ حال قانونی "الغنی" کے لیے تو قطعاً اس مال کا ایک ایک پیسہ حرام ہے، لیکن جو قانونی غنی نہ رکھتا ہو بلکہ شب و روز کی خوراک سے زیادہ اس کے پاس سامان ہو ایسے آدمیوں کے لیے یہ حرام نہیں ہے لیکن "الصدقات" کے شعبہ سے مانگنا اس کے لیے بھی ناجائز ہے، اس سے سمجھا جا سکتا ہے، کہ ایک طرف ملک کے ان مصیبت زدہ طبقات کے لیے اسلامی حکومت نے اپنے خزانہ میں اگرچہ یہ سارا انتظام بڑی طاقت سے کر رکھا تھا، لیکن اسی کے ساتھ اس کی نظر اس پر بھی تھی، کہ کہیں خزانہ کی اس مد پر بھروسہ کر کے ایتھنز کے خوش باشوں کی طرح بیکاری اور بیکار وقت گذاری کے لوگ عادی نہ ہو جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والیہ وسلم کی اس پر خاص نظر تھی، جب کوئی مد سے مانگنے والا آتا، تو آپ ایک خاص نظر سے اس کو دیکھتے، اور نرمی سے مختلف الفاظ میں ان کو سمجھاتے جس کا مطلب یہی ہوتا تھا، کہ حتی الوسع "الصدقات" کے مال سے صاحب استطاعت لوگوں کو پرہیز ہی کرنا چاہئے حضرت ابو سعید خدری رض فرماتے ہیں، کہ مجھ پر اور میرے اہل وعیال پر ایک

---

[1] یہ ہندستان کے قدیم فقہا کے حساب کا نتیجہ ہے اس زمانہ میں ساڑھے چھتیس تولہ ہی کو غنی کا نصاب قرار دیا جا رہا ہے میرے نزدیک پہلی صورت زیادہ درست ہے

وقت میں بڑی تنگی پیدا ہو گئی، گھبرا کر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و الیہ وسلم کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا کہ الصدقات کی رقم سے کچھ میری مدد فرمائی جائے۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے عرض کرنے پر ارشاد فرمایا۔

من استغنی اغناہ اللہ من استعف اعفہ اللہ،	جو بے نیازی کا رویہ اختیار کرے گا خدا اسے بے نیاز رکھے گا، اور جو دوسروں سے لینے میں احتیاط برتے گا، خدا بھی اس کی آبرو کی حفاظت کرے گا

حضرت ابوسعید رض پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والیہ وسلم کی اس نصیحت کا یہ اثر ہوا کہ

فلا استعف نیعفنی اللہ ولا ستغنی نیغنی اللہ،	میں دوسروں سے مانگنے میں احتیاط کروں گا۔ خدا میری آبرو بچائے گا، اور میں اپنے کو مخلوقوں سے بے نیاز رکھوں گا، خدا مجھے بے نیاز رکھے گا،

کہتے ہوئے واپس ہوئے ان کا بیان ہے کہ اپنے اس استعفات و استغنار کے نتائج کو بالآخر میں نے اپنی آنکھوں سے اس شکل میں دیکھا کہ

سالت علینا الدنیا فغرقتنا الا من عصم اللہ (الطحاوی)	ہم پر دنیا کا سیلاب چھا گیا، اور ہمیں اس نے ڈبو دیا، لیکن وہی جنھیں اللہ نے محفوظ رکھا ہو،

اس کاہلی اور بے عملی کے خطرہ کے انسداد کے لیے تقریباً عام مجلسوں میں آں حضرت صلی اللہ علیہ والیہ وسلم جہاں چند اور باتیں فرماتے، ان میں ایک فقرہ عموماً یہ بھی ہوتا تھا۔

الید العلیا خیر من الید السفلی (صحاح)	اوپر والا ہاتھ دینے والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

یہ بھی ارشاد ہوتا۔

الایدی ثلث فید اللہ العلیاء وید المعطی التی تلیھا وید السائل السفلی الی یوم القیامۃ فاستعفف ما استطعت ولا تعجز عن نفسک ولا تلام علی کفاف واذا اتاک اللہ خیراً فلیر علیک (الطحاوی)	ہاتھ تین ہیں، تو سب سے اونچا ہاتھ خدا کا ہے اور دینے والے کا ہاتھ (خدا کے ہاتھ کے بعد ہے) اور مانگنے والے کا ہاتھ سب سے نچلا ہاتھ ہے، اور یہ نسبت قیامت تک قائم رہے گی ایس جہاں تک مانگنے سے بچ سکتے ہو، بچو، اور خود کمانے سے نہ تھکو، اور بہ قدر کفایت اگر تمہارے پاس ہو تو پھر قابل ملامت نہ ہو اور خدا تمہیں جب کچھ خیر (مال) دے تو چاہیے کہ اس کو اپنے اوپر نمایاں کرو،

یعنی حتی الوسع لوگوں کو واقعی مستحقین کے "اس حق" سے بچنے اور کنارہ کش رہنے کا حکم دیا جاتا تھا، اصرار اس پر کیا جاتا تھا کہ جہاں تک ممکن ہو اپنی خداداد قوتوں سے روزی حاصل کرنے میں کوشش کی جائے (لا تعجز عن نفسک کا یہی مطلب ہے) اور زیادہ امیر نہ ہونے کو کوئی جرم نہ خیال کرے، اور اس جرم سے بری ہونے کے لیے "الصدقات" کی رقم سے امیری نہ پیدا کی جائے (مثلاً عموماً اپنی لڑکیوں کی شادی میں نمائشی مصارف کے لیے لوگ کنیا دان مانگا کرتے ہیں کہ سوسائٹی میں ورنہ بے عزتی ہوگی)

(۲) دوسری بات اس سلسلہ میں جو یہاں قابل ذکر ہے وہ الصدقات کی ایک اور خوبصورت بھی ہے۔

مقصد یہ ہے کہ جس وقت مسلمانوں سے "الصدقات" کا مطالبہ کیا گیا، بدگمانوں کو شاید اندیشہ ہو سکتا تھا، کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والیہ وسلم نے (العیاذ باللہ) خود اپنی اور اپنے اہل خاندان کی معاشی مشکلات کے حل کی یہ راہ تو نہیں بنائی ہے خصوصاً مہم

(جو تیوی) وسعت والے ہیں وہ اہلِ قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں (یعنی اس قسم کے مقتضے پر استمرار نہ کریں بلکہ توڑ ڈالیں یہ مطلب ہے ورنہ قسم تو ہو ہی چکی تھی یعنی ان صفات کا مقتضے ہے امداد کرنا خصوص جس میں سب ہوں جیسے حضرت مسطح رضؓ کہ وہ ابوبکر رضؓ کے نزدیک کے رشتہ دار بھی ہیں اور مسکین اور مہاجر بھی ہیں آگے ترغیب کے لیے فرماتے ہیں کہ) کیا تم یہ بات نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کردے (سو تم بھی اپنے قصور واروں کو معاف کردو) بے شک اللہ غفور رحیم ہے (سو تم کو بھی تخلق باخلاق الہیہ چاہیے آگے منافقین کی وعید کی تفصیل ہے جس کا اوپر ان الذین یحبون الخ میں اجمالاً ذکر تھا یعنی) جو لوگ (بعد نزول آیات کے بدکاری کی) تہمت لگاتے ہیں اُن عورتوں کو جو پاک دامن ہیں (اور) ایسی باتوں (کے کرنے اور ارادے) سے (محض) بے خبر ہیں (اور) ایمان والیاں ہیں (اور جن کی براءۃ نص سے ثابت ہو چکی ہے اور جمع لانا اس لیے ہے کہ سب ازواج مطہرات کو شامل ہو جاوے کہ الطیبات سے سب کی طہارت ثابت ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے لوگ جو ایسی مطہرات کو متہم کریں کافر اور منافق ہی ہو سکتے ہیں) ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی جاتی ہے (یعنی خدا تعالیٰ کی رحمت خاصہ سے دارین میں بوجہ کفر کے دور رہیں گے) اور ان کو (آخرت میں) بڑا عذاب ہوگا جس روز اُن کے خلاف میں ان کی زبانیں گواہی دیں گی اور ان کے پاؤں بھی (گواہی دیں گے) اُن کاموں کی جو کہ یہ لوگ کیا کرتے تھے (مثلاً زبان کہے گی کہ اس نے میرے ذریعے سے فلاں فلاں کفر کی بات بکی اور ہاتھ پاؤں کہیں گے کہ اس نے ترویج کفریات کے لیے یوں یوں تگاپو کی) اس روز اللہ تعالیٰ ان کو ان کا واجبی بدلہ پورا پورا دے گا اور (اس روز ٹھیک ٹھیک) ان کو معلوم ہوگا کہ اللہ ہی ٹھیک فیصلہ کرنے والا (اور) بات (کی حقیقت) کو کھول دینے والا ہے (یعنی اب بوجہ کفر کے اس امر کا اعتقاد کما حقہ نہیں اُس روز معلوم ہو جاوے گا اور یہ معلوم کرکے بالکل نجات سے مایوس ہو جاویں گے کیونکہ ان کے لیے مناسب فیصلہ عذاب ابدی ہے۔ یہ آیتیں غیر تائبین کے بارے میں ہیں کہ نزول آیت کے بعد بھی اعتقاد افک سے باز نہیں آئے تائبین کو فضل اللہ ورحمتہ میں مرحوم دارین فرمایا اور غیر تائبین کو لعنوا میں ملعون دارین فرمایا تائبین کو لمسکم فی ما افضتم فیہ عذاب عظیم میں عذاب سے محفوظ بتلایا تھا اور غیر تائبین کو لھم عذاب عظیم میں و نیز اس سے قبل والذی تولی کبرہ الخ میں مبتلائے عذاب بتلایا تائبین کے لئے ان اللہ غفور رحیم میں بشارت عفو و غفران یعنی ستر معصیت کی فرمائی تھی اور غیر تائبین کے لئے تشہد اور یوفیھم میں وعید عدم عفو اور فضیحت کی فرمائی تائبین کو ما زکی منکم الخ میں طاہر بتلایا تھا غیر تائبین کو اگلی آیت میں خبیث فرمایا جس میں مضمون براءۃ پر استدلال کرکے قصہ کو ختم فرمایا ہے یعنی یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہوتے ہیں اور ستھری عورتیں ستھرے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور ستھرے مرد ستھری عورتوں کے لائق ہوتے ہیں (ایک مقدمہ تو یہ ہوا اور دوسرا مقدمہ ضروریات سے ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر چیز آپ کے لائق اور مناسب ہی دی گئی ہے پس جب آپ ستھرے ہیں تو ضرور اس مقدمۂ ضروریہ کے اعتبار سے آپ کی بی بی بھی ستھری ہیں اور اُن کے ستھرے ہونے سے اس تہمت خاص سے حضرت صفوان کا منزہ ہونا بھی لازم آیا اسی لیے آگے فرماتے ہیں کہ) یہ اُس بات سے پاک ہیں جو یہ (منافق) بکتے پھرتے ہیں اُن (حضرات) کے لیے (آخرت میں) مغفرت اور عزت کی روزی (یعنی جنت) ہے (مغفرت ہر ایک کی اُس کی حالت کے مناسب ہے پس محل اشکال نہیں اور اس میں منافقین کے خبث کا بھی بیان ہو گیا اور نوح ولوط علیہما السلام کی بیبیاں گو کافر ہوں مگر خبیث یعنی زنا سے پاک تھیں اور نکتہ اس میں یہ ہے کہ کفر زوجہ منفر نہیں اور زنائے زوجہ منفر ہے اور انبیاء منفرات سے منزہ ہیں اور شہادت السنہ منافی نہیں ختم علی الافواہ کے کیونکہ ختم علی الافواہ سے معذرت نافعہ کی نفی ہے اور شہادت میں قول مضر کا اثبات ہے۔ و نیز شہادت میں زبان خود متکلم ہوگی متکلم کا آلہ نہ ہوگی یہ مراد ہے ختم سے اور اگر شبہ ہو کہ حضرت علیؓ نے اس مشورہ میں کہا تھا کہ اگر آپ طلاق دیدیں تو عورتیں بہت ہیں جواب یہ ہے کہ ان کو سوء ظن نہ تھا بلکہ اس مشورے میں تسکین و تقویت قلب اور تخفیف غم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی اور متوجہ کرنا تھا تحقیق کی طرف تاکہ براءۃ خوب ثابت ہو جاوے تو واقع میں اعانت تھی ثبوت براءۃ میں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا

اے ایمان والو تم اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل مت ہو جب تک کہ اجازت حاصل نہ کرلو

وَتُسَلِّمُوا عَلٰٓى اَهۡلِهَا ؕ ذٰ لِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ۝ فَاِنۡ لَّمۡ

اور اُن کے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو یہی تمہارے لئے بہتر ہے تاکہ تم خیال رکھو پھر اگر ان

تَجِدُوۡا فِيۡهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدۡخُلُوۡهَا حَتّٰى يُؤۡذَنَ لَـكُمۡ‌ ۚ وَاِنۡ قِيۡلَ

گھروں میں تم کو کوئی معلوم نہ ہو تو ان گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ تم کو اجازت نہ دی جائے اور اگر تم سے یہ کہدیا

لَـكُمُ ارۡجِعُوۡا فَارۡجِعُوۡا‌ هُوَ اَزۡكٰى لَـكُمۡ‌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ عَلِيۡمٌ ۝ لَيۡسَ

جاوے کہ لوٹ جاؤ تو تم لوٹ آیا کرو یہی بات تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے تم کو

عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَدۡخُلُوۡا بُيُوۡتًا غَيۡرَ مَسۡكُوۡنَةٍ فِيۡهَا مَتَاعٌ لَّـكُمۡ‌ ؕ وَاللّٰهُ

ایسے مکانات میں چلے جانے کا گناہ نہ ہوگا جن میں کوئی نہ رہتا ہو ان میں تمہاری کچھ برت ہو اور تم جو کچھ

يَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَمَا تَكۡتُمُوۡنَ‏ ۝

علانیہ کرتے ہو اور جو پوشیدہ طور پر کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے

تفسیر:۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ سے تکتمون تک،۔ (مکانات کی چار قسمیں ہیں ایک خاص اپنے رہنے کا جس میں دوسرے کے آنے کا احتمال ہی نہیں۔ دوسرا جس میں کوئی اور بھی رہتا ہو گو وہ محارم ہی کیوں نہ ہوں یا کسی کے آجانے کا اُس میں احتمال ہو۔ تیسرا جس میں کسی کا بالفعل رہنا یا نہ رہنا دونوں محتمل ہوں۔ چوتھا جس میں کسی کی خاص سکونت نہ رکھنا متیقن ہو جیسے مدرسہ خانقاہ سرائے۔ پس قسم اول کا حکم تو یہ ہے کہ اس میں کسی کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں، کیونکہ علت وجوب استیذان کی جو آئندہ معلوم ہوگی وہاں منتفی ہے، اور دوسری اقسام کا حکم اگلی آیتوں میں فرماتے ہیں کہ) اے ایمان والو تم اپنے (خاص رہنے کے) گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں (جس میں دوسرے لوگ رہتے ہوں خواہ بطور ملک کے یا بطور رعایت یا اجارہ کے) داخل مت ہو جب تک کہ (اُن سے) اجازت حاصل نہ کرلو اور (اجازت لینے کے قبل) ان کے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو (یعنی اول سلام کرکے ان سے پوچھو کہ ہم آویں اور ویسے ہی بے اجازت لئے ہوئے مت گھس جاؤ اور گو اجازت لینے کو بعضے آدمی خلاف شان اور موجب ذلت سمجھتے ہیں اور اس لئے اجازت نہ لینے کو مستحسن سمجھتے ہیں لیکن واقع میں) یہ (اجازت لے کر اندر جانا) ہی تمہارے لئے (بے پوچھے چلے جانے سے) بہتر ہے (یہ بات تم کو اس لیے بتائی ہے) تاکہ تم (اس کا) خیال رکھو (اور اس پر عمل کرو اور بہتر اس وجہ سے ہے کہ بے پوچھے چلے جانے میں احتمال ہے ناجائز موقع پر نظر پڑجانے کا یا گھر والوں کی کسی ایسی حالت پر مطلع ہونے کا جس پر مطلع ہونا ان کو ناگوار ہے اسی لئے تجسس کی ممانعت ہے اسی لئے یہ حکم عام ہوگا اعمیٰ اور نساء کے لئے بھی اور اس احتمال پر جو مفاسد مرتب ہوسکتے ہیں وہ اُس ذلت وہمیہ سے جو استیذان میں سمجھی جاتی ہے کہیں زائد ہیں یہ حکم ہوا قسم دوم کا) پھر اگر ان گھروں میں تم کو کوئی (آدمی) معلوم نہ ہو (خواہ واقع میں وہاں کوئی ہو یا نہ ہو) تو (بھی) اُن گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ تم کو (مختار اذن کی جانب سے) اجازت نہ دی جاوے (کیونکہ اول تو اُس میں آدمی کے ہونے کا احتمال ہے اور وہی علت مذکورہ وجوب استیذان کی محتمل ہے اور اگر یقین بھی ہو جاوے کہ اس میں کوئی نہیں اور پھر بھی بے اجازت جانے میں تصرف ہے ملک غیر میں بلا اُس کے اذن کے جو کہ حرام ہے۔ یہ حکم ہوا قسم سوم کا) اور اگر (اجازت لینے کے وقت) تم سے یہ کہہ دیا جاوے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ تو تم لوٹ آیا کرو یہی بات تمہارے لئے (اس سے) بہتر ہے (کہ وہیں جم جاؤ کیونکہ یہ پوری ذلت اور دوسرے شخص کے قلب پر گرانی ڈالنا ہے اور ایذا کی حرمت ظاہر ہے اسی طرح بے وجہ ذلیل ہونا بھی مذموم ہے کہ بیہودہ ذلت واقعیہ اور بے ضرورت ہے اور پہلی ذلت وہمیہ اور دوسرے کے حفظ حقوق کے لیے ہے فافترقا) اور اللہ تعالیٰ

تو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے (اگر خلاف حکم کرو گے سزا کے مستحق ہو گے اور یہی حکم ہے لوٹ آنے کا جب تین بار پوچھنے پر اجازت نہ ملے جیسا حدیث میں ہے اور) تم کو ایسے مکانات میں (بے خاص اجازت کے) چلے جانے کا گناہ نہ ہوگا جن میں (گھر کے طور پر کوئی نہ رہتا ہو (اور) اُن میں تمہاری کچھ برت ہو (یہ حکم ہے قسم چہارم کا جہاں منافع عامہ متعلق ہیں تو دلالۃً وہاں جانے کی عام اجازت ہوتی ہے پس جس کو اجازت نہ ہو اُس کو اُن مکانات میں بھی جانا جائز نہ ہوگا جن میں چوری یا ضرر رسانی کا احتمال و شبہ ہو) اور تم جو کچھ علانیہ کرتے ہو اور جو پوشیدہ طور پر کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے (پس سر و علن میں تقویٰ کی ملازمت لازم ہے) **ف** یہ مسئلہ استیذان کا مردانہ اور زنانہ سب گھروں کے لیے ہے افسوس ہے کہ دوسری بعض قومیں اس سے منتفع ہو رہی ہیں اور مسلمانوں میں سے بالکل متروک ہو گیا ہے' اور استیذان واجب ہے اور تقدیم سلام سنت ہے اور اپنے جس گھر میں یقیناً بجز منکوحہ یا مملوکہ شرعی کے کوئی نہ ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہے ورنہ وہ بیوت بھی حکم میں غیر بیوتکم کے ہو جاویں گے لاشتراک العلۃ اور وہ مکان مردانہ بھی اس سے مستثنیٰ ہے جہاں آدمی اسی غرض سے بیٹھا ہو کہ جس کا دل چاہے ملنے کو آوے للاذن دلالۃ اور جو مکان خلوت اور آرام کے لیے مخصوص ہے گو مردانہ ہی ہو یا مکان ملاقات کا خلوت خانہ بن جانا کسی وقت قرائن سے معلوم ہو جاوے وہاں استیذان کی حاجت ہوگی اور ہر چند کہ یہاں خطاب مردوں کو ہے مگر عورتوں کا حکم بھی یہی ہے مردانہ میں بھی اور زنانہ میں بھی اور ابن عباسؓ سے جو اس آیت سابقہ کا آیت لیس علیکم جناح سے نسخ منقول ہے معنی اصطلاحی مراد نہیں بلکہ بیوتا غیر بیوتکم سے عموم ظاہری کی تخصیص بیوتا غیر مسکونۃ سے مراد ہے۔

حکم ششم غض بصر و اخفاء زینت

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى

آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ اُن کے لیے زیادہ

لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ

صفائی کی بات ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی

اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہے

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰي جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ

اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہروں پر

اَوْ اٰبَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ

یا اپنے باپ پر یا اپنے شوہر کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہر کے بیٹوں پر یا

اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَاۗىِٕهِنَّ اَوْ

اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی بہنوں کے بیٹوں پر یا اپنی عورتوں پر یا

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ

اپنی لونڈیوں پر یا اُن مردوں پر جو طفیلی ہوں اور اُن کو ذرا توجہ نہ ہو

أَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ

یا ایسے لڑکوں پر جو عورتوں کے پردہ کی باتوں سے ابھی واقف نہیں ہوئے اور اپنے پاؤں

بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۗ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ

زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے اور مسلمانوں تم سب اللہ

جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ

تفسیر:۔ قل للمؤمنین سے تفلحون تک :۔ آپ مسلمان مردوں سے کہدیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (یعنی جس عضو کی طرف مطلقاً دیکھنا ناجائز ہے اُس کو بالکل نہ دیکھیں اور جس کو فی نفسہ دیکھنا جائز ہے مگر شہوت سے جائز نہیں اُس کو شہوت سے نہ دیکھیں) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (یعنی ناجائز محل میں شہوت رانی نہ کریں جس میں زنا اور لواطت سب داخل ہے) یہ اُن کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے۔ (اور اس کے خلاف میں آلودگی ہے زنا یا مقدمۂ زنا میں) بے شک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں (پس خلاف کرنے والے سزا یابی کے مستحق ہوں گے) اور (اسی طرح) مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ (وہ بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (یعنی جس عضو کی طرف مطلقاً دیکھنا ناجائز ہے اُس کو اصلاً نہ دیکھیں اور جس کو فی نفسہ دیکھنا جائز ہے مگر شہوت سے جائز نہیں اُس کو شہوت سے نہ دیکھیں) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (یعنی ناجائز محل میں شہوت رانی نہ کریں جس میں زنا و سحاق سب داخل ہے) اور اپنی زینت (کے مواقع) کو ظاہر نہ کریں (زینت سے مراد زیور جیسے کنگن، چوڑی، خلخال، بازو بند، طوق جھومر، پٹی، بالیاں وغیرہ اور ان کے مواقع سے مراد ہاتھ، پنڈلی، بازو، گردن، سر، سینہ، کان یعنی ان سب مواقع کو سب سے چھپائے رکھیں بلحاظ ان دو استثناؤں کے جو آگے آتے ہیں اور جب ان مواقع کو اجانب سے پوشیدہ رکھنا واجب ہے جن کا ظاہر کرنا محارم کے روبرو جائز ہے جیسا آگے آتا ہے تو اور مواقع و اعضاء جو بدن کے رہ گئے جیسے پشت و شکم وغیرہ جن کا کھولنا محارم کے روبرو بھی جائز نہیں ان کا پوشیدہ رکھنا بدلالۃ النص واجب ہوگیا۔ حاصل یہ ہوا کہ سر سے پاؤں تک تمام بدن اپنا پوشیدہ رکھیں) مگر جو اس (موقع زینت) میں سے (غالباً) کھلا (ہی) رہتا ہے (جس کے چھپانے میں ہر وقت حرج ہے مراد اس موقع زینت سے وجہ اور کفین اور قدمین علی الاصح ہے کہ وجہ تو قدرتی طور پر مجمع زینت ہے اور بعضی زینتیں قصداً بھی اس میں کی جاتی ہیں مثل سرمہ وغیرہ۔ اور کفین و اصابع انگوٹھی چھلے مہندی کا موقع ہے اور قدمین بھی چھلوں اور مہندی کا موقع ہے پس ان مواقع کو بضرورت ظہور مستثنیٰ فرمایا ہے اور ظہر کی تفسیر وجہ اور کفین کے ساتھ حدیث میں آئی ہے اور قدمین کو بالمقایسہ اس میں بعض روایات فقہیہ میں داخل کیا ہے) اور (خصوصاً سر اور سینہ ڈھکنے کا بہت اہتمام کریں اور) اپنے دوپٹے (جو سر ڈھانکنے کے لئے موضوع ہیں) اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں (گو سینہ قمیص سے ڈھک جاتا ہے لیکن اکثر قمیص میں سامنے سے گریبان کھلا رہتا ہے اس لیے اس اہتمام کی ضرورت ہوئی) اور (جیسے الا ما ظہر منہا میں ایک استثناء بعض مواد ضرورت کا باعتبار منظور کے اوپر آیا ہے ایک استثناء بعض مواقع رخصت کا باعتبار ناظر کے آگے آتا ہے یعنی) اپنی زینت (کے مواقع مذکورہ) کو (کسی پر) ظاہر نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہروں پر یا (اپنے محارم پر یعنی) اپنے باپ پر یا اپنے شوہر کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہر کے بیٹوں پر یا اپنے (حقیقی و علاتی و اخیافی) بھائیوں پر (نہ کہ چچازاد و ماموں زاد وغیرہ پر) یا اپنے (مذکورہ) بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی (حقیقی و علاتی و اخیافی) بہنوں کے بیٹوں پر (نہ کہ چچازاد خالہ زاد بہنوں کی اولاد پر) یا اپنی (یعنی اپنی دین کی شریک) عورتوں پر (مطلب یہ کہ مسلمان عورتوں پر کیونکہ کافر عورت کا حکم مثل اجنبی مرد کے ہے) یا اپنی لونڈیوں پر مطلقاً گو وہ کافرہ ہوں کیونکہ غلام کا حکم ابوحنیفہ کے نزدیک مثل اجنبی مرد کے ہے یا اُن مردوں پر جو (محض کھانے پینے کے واسطے) طفیلی (کے طور پر رہتے) ہوں اور اُن کو (بوجہ حواس درست نہ ہونے کے عورتوں کی طرف) ذرا توجہ نہ ہو (تابعین کی تخصیص اس لیے ہے کہ اس وقت ایسے لوگ تھے اور اسی حکم میں ہے ہر مسلوب العقل جس پر حکم سلب حواس پر ہے نہ کہ تابع ہونے پر اس وقت وہ تابع ایسے ہی تھے۔ اور جو سمجھ رکھتا ہو آخر وہ اجنبی مرد ہے گو بوڑھا یا خصی یا مجبوب ہی کیوں

سنو) یا ایسے لڑکوں پر جو عورتوں کے پردہ کی باتوں سے ابھی واقف نہیں ہوئے (مراد غیر مراہق پس ان سب کے سامنے وجہ وکفین وقدمین کے ساتھ زینت کے مواقع مذکورہ کا ظاہر کرنا بھی جائز ہے اور شوہر کے روبرو کسی جگہ کا بھی اخفاء واجب نہیں گو خاص بدن کو دیکھنا خلاف اولیٰ ہے) اور (پردے کا یہاں تک اہتمام رکھیں کہ چلنے میں) اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جاوے اور مسلمانو (تم سے جو ان احکام میں کوتاہی ہوگئی ہو تو) تم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ (ورنہ معصیت مانع فلاح کامل ہو جاتی ہے) ف مسئلہ مرد کو شہوت کے ساتھ کسی طرف قصداً نظر کرنا جائز نہیں بجز زوجہ اور مملوکہ کے اور بلا شہوت نظر کرنے میں تفصیل ہے کہ محارم کے وجہ اور راس اور صدر اور ساقین اور عضدین اور ذراع وکفین وقدمین کی طرف نظر جائز ہے اور غیر محارم کی وجہ اور کفین اور بعد اپنے قدمین بھی دیکھنا جائز ہے مطلب یہ کہ یہ اعضاء داخل ستر نہیں اور یہ مطلب نہیں کہ بلا ضرورت عورت کا سب پر وہ پھرنا اور مردوں کا اس کو نظارہ کرنا درست ہے البتہ بضرورت سامنے آنا یا باہر نکلنا درست ہے اسی طرح بہت بوڑھی سے یہ پردہ نہیں باقی بلا ضرورت اور خوف فتنہ کے وقت چہرہ چھپانا بھی واجب ہے۔ چنانچہ حکم دراز دہم میں آتا ہے درمختار میں ہے تمنع الشابۃ من کشف الوجہ بین الرجال لا لانہ عورۃ بل لخوف الفتنۃ احقر کے رسالہ القول الصواب میں اس کی پوری تحقیق ہے۔ اور مرد کا دوسرے مرد کے بدن کو بجز ناف سے زانو تک کے دیکھنا درست ہے۔ اور بقیہ بدن دیکھنا مطلق جائز نہیں لیکن اگر کوئی شرعی ضرورت ہو تو اجازت ہے لیکن حتی الامکان قلب سے شہوت کو دفع کرے جیسے کسی جگہ کوئی زخم وغیرہ ہو معالج کو صرف اتنا بدن دیکھنا درست ہے۔ یہ تفصیل ہے مضمون یغضوا من ابصارھم کی اور اسی تفصیل کی وجہ سے من تبعیضیہ ہو سکتا ہے کہ بعض جگہ اجازت ہے اور بعض جگہ نہیں اور قصداً اس لیے لکھا کہ بلا قصد اگر نظر پڑ جاوے اور فوراً نگاہ ہٹالی جاوے تو گناہ نہیں مسئلہ عورت کو شہوت کے ساتھ کسی کی طرف قصداً نظر کرنا جائز نہیں بجز زوج کے اور بلا شہوت نظر کرنے میں تفصیل ہے کہ عورت کا دوسری عورت کے بدن کو بجز ناف سے زانو تک کے دیکھنا درست ہے اور مرد کے بدن کو ناف اور زانو کے درمیان تو بالاتفاق حرام ہے اور اس کے ماسوا کا دیکھنا مختلف فیہ ہے شافعیہ کے نزدیک حرام ہے اور حنفیہ کے نزدیک بلا شہوت گو حرام نہیں مگر خلاف اولیٰ ہے چنانچہ ابوداؤد و ترمذی ونسائی وبیہقی میں حدیث ہے کہ ابن ام مکتوم صحابی نابینا نے حضور کی خدمت میں آنا چاہا تو آپ نے ام سلمہ ومیمونہؓ سے فرمایا پردہ میں ہو جاؤ انھوں نے عرض کیا کہ وہ تو نابینا ہیں ہم کو نہ دیکھیں گے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم بھی نابینا ہو کیا تم ان کو نہ دیکھو گی اور شرعی ضرورت سے اجازت ہے۔ اسی طرح بلا قصد نظر پڑنے سے جبکہ فوراً ہٹالی جاوے گناہ نہیں جیسا اوپر کے مسئلہ میں بیان ہوا۔ یہ تفصیل ہے یغضضن من ابصارھن کی اور اس میں بھی من تبعیضیہ کی وہی توجیہ ہے مسئلہ یہ تفصیل تو عورت کے ناظر ہونے میں تھی اور منظور الیہا ہونا یعنی اپنے اعضا کیا کیا اور کس کے سامنے ظاہر کرے اور کس سے پوشیدہ کرے اس کی تفصیل ضمن تقریر ترجمہ میں ہوگئی ہے حاجت اعادہ نہیں البتہ یہ حکم حرائر کا ہے بقرینہ مقابلہ ما ملکت ایمانھن کے اور حکم اماء کا یہاں مذکور نہیں اور شوہر کے آباء میں اس کے اجداد امام اور اب دونوں کی طرف سے داخل ہو گئے اسی طرح ابناء میں ابناء الابناء بھی۔ اسی طرح بنی اخوان میں خود بنی البنین بھی اسی طرح بنی اخوات میں ان کے بنین بھی اور یہاں عورت کے اخوال اور اعمام کا گو ذکر نہیں فرمایا مگر حکم ان کا بھی یہی ہے۔ غرض مدار محرمیت پر ہے اور محرم وہ رشتہ دار ہے جس سے ابداً نکاح حرام ہو خواہ نسب سے ہو یا مصاہرۃ سے یا رضاع سے البتہ بعض فقہا نے زمانہ کے فتن کو دیکھ کر مصاہرۃ اور رضاع سے خلوت میں رہنے بیٹھنے کو منع کیا ہے مسئلہ کافر عورت سے مثل اجانب کے بدن ڈھانکنا واجب ہے بجز مملوکہ کے اس کا بیان بھی ضمن تفسیر میں ہو چکا مسئلہ جس زیور کی آواز پیدا ہو وہ دو قسم کا ہے ایک وہ جو خود بھی بجتا ہو جیسے گھونگرو یا باجہ دار چھاگل اس کا پہننا تو بوجہ اس کے کہ حدیث میں جرس سے نہی آئی ہے بالکل ممنوع ہے اور قرآن میں یہ مراد نہیں اور دوسری قسم وہ جو خود نہیں بجتا مگر دوسری چیز سے لگ کر آواز دیتا ہے جیسے چھڑے اور کڑے اس کا پہننا جائز ہے اور اسی کی نسبت اس آیت میں حکم ہے کہ پاؤں زور سے نہ رکھیں یعنی پہننا درست ہے مگر اس کا اظہار بوجہ خوف فتنہ ومیلان اجانب کے درست نہیں۔ اس سے یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ جب زیور کی صوت کے اخفا کا ایسا اہتمام ہے تو خود صاحب زیور کی صوت کا کہ اکثر مورث فتنہ ومیلان ہو جاتی ہے اخفا کیوں نہ قابل اہتمام ہوگا الا بضرورت چنانچہ دوسری جگہ اس کی تصریح بھی ہے فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبه مرض وقلن قولا معروفا اور نیز یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ جب صوت ایسی قابل اخفا ہے تو صورت تو کیوں نہ قابل اخفا ہو گی۔ کہ اصل مبدأ فتنہ ہے الا بضرورت رفع حرج جس کی طرف ما ظہر سے اشارہ ہے اور اس کی تقریر ترجمہ میں کردی گئی ہے۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ

اور تم میں جو بے نکاح ہوں تم اُن کا نکاح کر دیا کرو اور تمہارے غلام اور لونڈیوں میں جو اس لایق ہو اُس کا بھی

اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

اگر وہ لوگ مفلس ہوں گے تو خدا تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ تعالیٰ وسعت والا ہے

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ

اور ایسے لوگوں کو کہ جن کو نکاح کا مقدور نہیں اُن کو چاہیے کہ ضبط کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ

مِنْ فَضْلِهٖ ؕ

ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے

تفسیر۔ وانکحوا سے من فضلہ تک:۔ (یعنی احرار میں) جو بے نکاح ہوں (خواہ مرد خواہ عورت اور خواہ ابھی نکاح ہی نہ ہوا ہو یا بوفات و طلاق سے اب تجرد ہو گیا ہو) تم ان کا نکاح کر دیا کرو اور (اسی طرح) تمہارے غلام اور لونڈیوں میں جو اس (نکاح کے) لایق ہو (یعنی حقوق زوجیت کو ادا کر سکے) اس کا بھی (نکاح کر دیا کرو اور محض اپنی مصلحت کے خیال سے باوجود غلام لونڈیوں کو ضرورت ہونے کے اُن کی اس مصلحت کو فوت مت کیا کرو اور احرار کے نکاح میں اُس اپنے عزیز یا اپنی عزیزہ کے شوہر یعنی پیغام دینے والے کے فقر و افلاس بالفعل کو جبکہ بالقوہ اُس میں مادہ اکتساب و خدمت عیال کا ہو مانع مت سمجھا کرو کیونکہ) اگر وہ لوگ مفلس ہونگے تو خدا تعالیٰ (اگر چاہے گا) اُن کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا (پس نہ عدم غنا کو مانع نکاح سمجھیں اور نہ نکاح کو مانع غنا اس کا دارومدار مشیت پر ہے اگر فقر کے ساتھ مشیت متعلق ہو جاوے تو باوجود نکاح نہ ہونے کے بھی ہو جاوے گا اور اگر غنا کے ساتھ مشیت متعلق ہو جاوے تو باوجود نکاح ہونے کے بھی ہوگا۔ پس ایسے ارتباطات وہمیہ باطلہ پر کیوں نظر کی جاوے) اور اللہ تعالیٰ وسعت والا ہے (جس کو چاہے غنی کر دے) اور سب کا حال) خوب جاننے والا (جس کو اہل غنا کا دیکھے غنی کر دے جس کو اہل فقر کا جانے فقیر کر دے) اور (اگر کسی کو بوجہ فقر کے نکاح کا سامان مثلاً بیوی یا مہر معجل میسر نہ ہو تو) ایسے لوگوں کو کہ جن کو نکاح کا مقدور نہیں ان کو چاہیے کہ (اپنے نفس کو) ضبط کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (اگر چاہے) اُن کو اپنے فضل سے غنی کر دے (پھر نکاح کر لیں)

وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ

اور تمہارے مملوکوں میں سے جو مکاتب ہونے کے خواہاں ہوں تو اُن کو مکاتب بنا دیا کرو

فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ؕ

اگر اُن میں بہتری پاؤ اور اللہ کے اس مال میں سے اُن کو بھی دو جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دے رکھا ہے

تفسیر۔ والذین سے اٰتٰکم تک ۔ اور تمہارے مملوکوں میں سے (غلام ہوں یا لونڈیاں) جو مکاتب ہونے کے خواہاں ہوں تو (بہتر کہ) اُن کو مکاتب بنا دیا کرو اگر اُن میں بہتری (کے آثار) پاؤ اور اللہ کے (دیے ہوئے) اُس مال میں سے اُن کو بھی دو جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دے رکھا ہے (تاکہ جلدی آزاد ہو سکیں) **ف** مکاتبت شرع میں ایک معاہدہ ہے درمیان آقا اور غلام کے آقا اُس سے یہ کہے کہ تو مجھکو اس قدر مال کما کر دیدے تو تو آزاد ہے اور غلام قبول کر لے اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کما کر دے دیا تو آزاد ہو جاوے گا اور اگر کما کر نہ دے سکا سو اگر خود کہدیا کہ میں دینے سے عاجز ہوں اور کتابت کو فسخ کرتا ہوں تو فسخ ہو جاوے گی ورنہ حاکم سے درخواست کی جاوے گی اور وہ فسخ کر دے گا۔

حکم ترغیب نکاح و ترغیب در عفت برائے عاجز از نکاح

حکم مکاتب کردن غلام و اعانت او

وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا

اور اپنی لونڈیوں کو زنا کرانے پر مجبور مت کرو جب وہ پاک دامن رہنا چاہیں محض اس لئے

عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ

کہ دنیوی زندگی کا کچھ فائدہ تم کو حاصل ہو جاوے اور جو شخص اُن کو مجبور کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُن کے مجبور کئے جانے

اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ؀

کے بعد بخشنے والا مہربان ہے

تفسیر۔ ولا تکرھوا سے غفور رحیم تک۔ اور اپنی (مملوکہ) لونڈیوں کو زنا کرانے پر مجبور مت کرو (اور بالخصوص) جب وہ پاکدامن رہنا چاہیں (اور پھر مجبور بھی محض ایک خسیس غرض کے لئے یعنی) محض اس لئے کہ دنیوی زندگی کا کچھ فائدہ (یعنی مال) تم کو حاصل ہو جاوے اور جو شخص اُن کو مجبور کریگا (اور وہ بچنا چاہیں گی) تو اللہ تعالیٰ اُن کے مجبور کئے جانے کے بعد (اُن کے لیے) بخشنے والا مہربان ہے **ف** جاہلیت میں بعض لوگ اس بات کی کمائی کرتے تھے اور عبداللہ بن ابی منافق نے بھی اپنی لونڈیوں کو اس پر مجبور کیا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور اس آیت میں چند قیدیں ہیں ایک فتیات جس کے اصلی معنی ہیں جوان عورتیں پھر یعنی مملوکات مستعمل ہونے لگا۔ دوسری ان اردن تحصنا۔ تیسری لتبتغوا یہ سب قیود بناءً علی الواقع ہیں یعنی بجائز یہ بوجہ غیر مرغوب فیہ ہونے کے اکراہ نہ کیا جاتا تھا اور اُن مکرہین نے اس سے بچنا چاہا تھا چنانچہ مسلم کی روایت میں ہے کہ اُن لونڈیوں نے حضور نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں اس کی شکایت کی تھی اور ان مکرہین کی غرض اکتساب مال ہوا کرتا تھا ورنہ اگر یہ قیود نہ بھی ہوں تب بھی یہ اکراہ جائز نہیں بلکہ یہ بات کہنا ہی جائز نہیں گو بلا اکراہ ہو۔ پس اس تقریر سے سب شبہات دفع ہوگئے۔ اور جس اکراہ سے مکرہات پر مواخذہ نہیں ہوتا وہ ہے جس میں اتلاف نفس یا اتلاف عضو کا خوف ہو اس کو اکراہ ملجی کہتے ہیں۔ اور چونکہ فی نفسہ زنا موجب معصیت ہے گو عارض کی وجہ سے معصیت نہ رہا۔ اس لئے غفور کا استعمال فرمایا ہے۔ وہ مغفرت سے شبہ معصیت کا ہوتا ہے سو یہ بلحاظ اُس کے ذاتی اثر کے ہے۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ

اور ہم نے تمہارے پاس کھلے کھلے احکام بھیجے ہیں اور جو لوگ تم سے پہلے ہو

قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ؀

گزرے ہیں اُن کی بعض حکایات اور ڈرنے والوں کیلئے نصیحت کی باتیں

ع ۱۰

تفسیر۔ ولقد انزلنا سے للمتقین تک۔ اور ہم نے (تم لوگوں کی ہدایت کے واسطے اس سورت میں یا قرآن میں رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے) تمہارے پاس کھلے کھلے احکام (علمیہ وعملیہ) بھیجے ہیں اور جو لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں اُن کی (یا اُن کی سی) بعض حکایات اور (خدا سے) ڈرنے والوں کے لیے نصیحت کی باتیں (بھیجی ہیں) **ربط** اوپر اور اسی طرح آگے بھی مضامین ہدایت آگیں ارشاد فرمائے ہیں اور آیت سابقہ لقد انزلنا الخ میں تمام سورت یا تمام قرآن بلکہ عند التامل تمام تر وحی کا (متلو ہو یا غیر متلو جلی ہو یا خفی) موجب ہدایت ہونا اجمالا بیان فرمایا ہے چونکہ بعض اُس کو قبول کر کے مہتدی ہوتے ہیں اور بعضے قبول نہ کرنے سے ضال رہتے ہیں اس لئے آگے آیت نور میں توضیح و تمکین فی الذہن کے لئے ہدایت اور ضلالت کی مثال اور اہل ہدایت و اہل ضلالت کا حال اور مآل بیان فرماتے ہیں۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ

اللہ تعالیٰ نور دینے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اُس کے نور کی حالت عجیبہ ایسی ہے جیسے ایک طاق ہے اُس میں ایک چراغ

اَلْمِصْبَاحُ فِىْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ

ہے وہ چراغ ایک قندیل میں ہے وہ قندیل ایسا ہے جیسا ایک چمکدار ستارہ ہو وہ چراغ ایک نہایت مفید درخت سے روشن کیا جاتا

مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِىْٓءُ وَ

ہے کہ وہ زیتون ہے جو نہ پورب رخ ہے اور نہ پچھم رُخ ہے اُس کا تیل اگر اُس کو

لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

آگ بھی نہ چھوئے تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل اٹھے گا نور علیٰ نور ہے اللہ تعالیٰ اپنے ورنگ جس کو چاہتا ہے راہ دیتا

وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۙ فِىْ بُيُوْتٍ

ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے وہ ایسے گھروں میں ہیں

اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا

جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اُن کا ادب کیا جاوے اور ان میں اللہ کا نام لیا جاوے ان میں ایسے لوگ صبح و شام اللہ کی پاکی

بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ

بیان کرتے ہیں جن کو اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے نہ خرید

ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا

غفلت میں ڈالنے پاتی ہے اور نہ فروخت وہ ایسے دن سے ڈرتے رہتے

تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۙ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ

ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں اُلٹ جاویں گی انجام یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے

مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ

اعمال کا بہت ہی اچھا بدلا دے گا اور ان کو اپنے فضل سے اور بھی زیادہ دے گا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بے

حِسَابٍ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ

شمار دے دیتا ہے اور جو لوگ کافر ہیں اُن کے اعمال ایسے ہیں جیسے ایک چٹیل میدان میں چمکتا ہوا

الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ

ریت کہ پیاسا اُسکو پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب اُس کے پاس آیا تو اُس کو کچھ بھی نہ پایا اور وہاں قضاء الٰہی کو پایا

فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۙ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِىْ بَحْرٍ لُّجِّىٍّ

سو اللہ تعالیٰ نے اُس کا حساب اُس کو برابر سرابر چکا دیا اور اللہ تعالیٰ دم بھر میں حساب کر دیتا ہے یا وہ ایسے ہیں جیسے بڑے گہرے سمندر کے اندرونی



غیبی نوشتے

اگر قسمت کے پوشیدہ رازوں سے آپ واقف ہو کر بنی بنائی ہوئی قسمت کو بنانا چاہتے ہیں تو غیبی نوشتے [illegible] مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کی قسمت [illegible] [illegible]

اس کتاب میں کوئی بات ایسی پوشیدہ نہیں [illegible] غیبی نوشتے کا مطالعہ آپ کو دنیا کے [illegible]

[illegible] صفحات [illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

پہلا حصہ

علم نجوم
بروج و کواکب کی ماہیت
بروج آسمانی
تعبیر
بستروں کے گھر
[illegible] کا تعلق بروج سے
کواکب کی کیفیت و خاصیت
ستاروں کی دوستی و دشمنی
(۱) آفتاب
(۲) قمر
(۳) مریخ
(۴) عطارد
(۵) مشتری
(۶) زہرہ
(۷) زحل
(۸) راس و ذنب
بروج آسمانی کی کیفیت
[illegible]
بروج کی روزانہ رفتار
[illegible]
رفتار کواکب
[illegible]

[illegible]
(۱) حمل کی پیدائش
(۲) ثور (۳) جوزا
(۴) سرطان (۵) اسد
(۶) سنبلہ (۷) میزان
(۸) عقرب (۹) قوس
(۱۰) جدی (۱۱) دلو
(۱۲) حوت
[illegible] (د)
(الف) احکام آفتاب
آفتاب بخانہ اول
بخانہ دوم
بخانہ سوم
بخانہ چہارم
بخانہ پنجم
بخانہ ششم
بخانہ ہفتم
بخانہ ہشتم
بخانہ نہم
بخانہ دہم
بخانہ یازدہم
بخانہ دوازدہم
(ب) احکام قمر
قمر بخانہ اول
بخانہ دوم
بخانہ سوم
بخانہ چہارم
بخانہ پنجم
بخانہ ششم
بخانہ ہفتم
بخانہ ہشتم
بخانہ نہم
بخانہ دہم
بخانہ یازدہم
بخانہ دوازدہم
(ج) احکام مریخ
مریخ بخانہ اول
بخانہ دوم
بخانہ سوم

مریخ بخانہ چہارم
بخانہ پنجم
بخانہ ششم
بخانہ ہفتم
بخانہ ہشتم
بخانہ نہم
بخانہ دہم
بخانہ یازدہم
بخانہ دوازدہم
(د) احکام عطارد
عطارد بخانہ اول
بخانہ دوم
بخانہ سوم
بخانہ چہارم
بخانہ پنجم
بخانہ ششم
بخانہ ہفتم
بخانہ ہشتم
بخانہ نہم
بخانہ دہم
بخانہ یازدہم
بخانہ دوازدہم
(ہ) احکام مشتری
مشتری بخانہ اول
بخانہ دوم
بخانہ سوم
[illegible]
(و) احکام زہرہ
زہرہ بخانہ اول
بخانہ دوم

زہرہ بخانہ سوم
بخانہ چہارم
بخانہ پنجم
بخانہ ششم
بخانہ ہفتم
بخانہ ہشتم
بخانہ نہم
بخانہ دہم
بخانہ یازدہم
بخانہ دوازدہم
(ز) احکام زحل
زحل بخانہ اول
بخانہ دوم
بخانہ سوم
بخانہ چہارم
بخانہ پنجم
بخانہ ششم
بخانہ ہفتم
بخانہ ہشتم
بخانہ نہم
بخانہ دہم
بخانہ یازدہم
بخانہ دوازدہم
(ح) احکام راس
بخانہ اول
بخانہ دوم
[illegible]
(ط) احکام عقرب
بخانہ اول

بخانہ اول
بخانہ دوم
بخانہ سوم
بخانہ چہارم
بخانہ پنجم
بخانہ ششم
بخانہ ہفتم
بخانہ ہشتم
بخانہ نہم
بخانہ دہم
بخانہ یازدہم
بخانہ دوازدہم

دوسرا حصہ

فال و شگون
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تیسرا حصہ

[illegible]

[illegible]
اور انسانی خصائل
[illegible]
[illegible]
[illegible]
سینے کمر اور پنڈلیاں
پاؤں اور پیر کی انگلیاں
[illegible]

چوتھا حصہ

[illegible]

[illegible]

چھٹا حصہ

[illegible]

[illegible]

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

(اے ہمارے پروردگار! ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا)

دہلی

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی

قیمت سالانہ صرف ایک روپیہ

فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (۱ ۱/۲)

مقام اشاعت جامع مسجد اردو بازار دہلی


کاتب قسمت کی پوشیدہ تحریر



ہمارا چیلنج ہے کہ آپکی محرومی و ناکامی ۹ دن میں کامیابی سے بدل جائیگی

مالک روزنامہ وحدت دہلی کیا کہتے ہیں ؟

آجکل اشتہار بازی نے ایک ذریعہ معاش کی صورت اختیار کرلی ہے اور پبلک کو ایسے تلخ تجربے ہوئے ہیں کہ اشتہار خواہ کتنا ہی سچا ہو مگر مشکل سے یقین ہوتا ہے لیکن

مجھے مسرت ہے کہ اس بے اعتمادی کے زمانہ میں مشہور و نامور کارخانہ **انڈو جینوئن کیمیکل ورکس رجسٹرڈ دہلی** نے اپنی دیانتدارانہ خدمات بہترین صحیح اور خالص ادویات عوام کے سامنے پیش کرکے عام مقبولیت اور ہردلعزیزی حاصل کرلی ہے اور میری ذاتی معلومات ہیں کہ ان کا تمام کاروبار استباری دیانتداری اور رعایت اور قابل ترین کارکنان اور بالکل اشتہار کے مطابق ادویہ پیش کرنے میں بے مثل کارخانہ ہے یہی وجہ ہے کہ روزافزوں ترقی کررہا ہے اور ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اور بیرون ہند ساؤتھ افریقہ یوگنڈا عدن سیلون وغیرہ تک اس کارخانہ کی دواؤں کو استعمال کرنے والے اور ان کے اثرات کے معترف موجود ہیں جن کی تائید میں میں نے ہزاروں مریضوں کے خطوط دیکھے لہٰذا میں ان حضرات کی جو ضرورتمند ہوں رہنمائی کروں گا کہ وہ اس کارخانہ کی سریع التاثیر و مفید ادویہ استعمال کرکے فائدہ حاصل کریں جو ہر موسم میں قابل استعمال ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ مذکورہ بالا رائے کو پڑھنے کے بعد ہمارے اشتہار کو صحیح تصور فرمائیں گے، اگر آپ ضرورتمند ہوں تو مندرجہ دوا طلب فرمائیں انشاء اللہ ضرور فائدہ ہوگا اگر فائدہ نہ ہو تو دس روپئے انعام اور قیمت واپس ہمارا یہ علاج تنکے کی چوٹ ہے اس لیے کہ بلا مبالغہ یا دھوکہ نہیں اگر ہم آپ سے دھوکہ کریں تو خدا اور رسول سے دھوکہ کریں۔

سائنٹفک آئل رجسٹرڈ

اس صدی کا انمول جوہر اور اس قسم کا خاص تحفہ ہے اس حیرت انگیز تیل کی تکرر سے فائدہ اٹھایئے نہ پان باندھنے کی ضرورت نہ کپڑا لپیٹنے کی حاجت نہ آبلہ کا ڈر فلسفہ ہی جذب ہوکر سیراب کردیتا اور خوابیدہ جذبات میں طوفان عظیم پیدا ہوجاتا ہے ایک شیشی کا استعمال تمام نقائص خواہ کسی سبب کیوں نہ پیدا ہوگئے ہوں مثلاً کجی خمی لاغری نامردی کم خواہشی رگوں کے پھول جانے کو دور کرکے کندن و فولاد بنا دیتا ہے یقین مانئے اس سے بہتر آئل آپ کو دنیا کے پردہ پر نہ ملے گا۔ اس کے استعمال سے رگوں پٹھوں میں نئی زندگی غضب کی سختی، ناقابل برداشت تیزی پیدا ہوجاتی ہے جس کے اظہار سے تہذیب مانع ہے سب باتوں کے لیے اعجاز کا کام دیتا ہے ہر عمر اور ہر موسم میں استعمال ہوسکتا ہے تمام نقائص دور کرکے ناکارہ آدمی کو قابل فخر مرد بنا دیتا ہے قیمت ڈیڑھ روپیہ (عه) محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

اس کے استعمال کے بعد ہمیشہ کے لیے مردانہ شکایات دور ہوجاتی ہیں نہایت بےضرر قطعی خوش کن ذرہ برابر تکلیف کے بغیر عضو میں نئی طرح اکڑ نئی جوانی پیدا کرتا ہے۔ یہ دوا دہلی مارکیٹ میں اول نمبر پر ہے۔

دافع جریان و احتلام

(رجسٹرڈ) یہ جادو اثر قرص ہر قسم کے شدید جریان اور کثرت احتلام کو بفضلہ تعالیٰ دعوے کے ساتھ دور کرتے ہیں پیشاب سے پہلے یا بعد سفید رطوبت کا آنا اور پتلا پڑ جانے کو دور کرکے قوت مردمی کا تعاون ہوتا ہے جس میں تر و تازگی اور فربہی لاتا ہے اور چہرہ کو مثل لعل بدخشاں سرخ کرتا ہے۔ اس کے چند روز کے استعمال سے جسم میں مادہ کافی مغلظ اور مضبوط ہوکر کافی تعداد میں پیدا ہوتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۸۰ قرص دو روپئے (عار) علاوہ محصول ڈاک

ہماری یہ دوا جواہرات سے تولنے کے قابل ہے جس نے ہزاروں نامرادوں کو بامراد بنا دیا غیر ملکوں تک اس کی دھوم مچی ہے۔

جریان کا قلع قمع کرنے کے لیے ہم ہندوستان کے ہر دواخانہ کو چیلنج کرتے ہیں جس کا دل چاہے آزمائے

اس کے استعمال کے بعد بدن میں توانائی طبیعت میں چستی دل میں جوانی کی امنگ اور نطفہ میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت آجاتی ہے۔ تینوں دوائیں یک جا منگانے پر محصول ڈاک معاف۔

جیوت بارت رجسٹرڈ

یہ گولیاں انتہائی ممسک ہیں خاص وقت کی پشیمانی سے بچالیتی ہیں سرعت انزال کی شکایت بالکل نہیں ہوگی معشوق محبوبہ رفتہ ہوجاتی ہے اور بے دام غلام بن جاتی ہے قیمت فی شیشی دو روپئے (عار) ہزاروں آدمیوں کی آزمودہ گولیاں ہیں یہ گولیاں نشی ادویات سے پاک ہے اور مستقل امساک پیدا کرتی ہیں، محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

دہلی کا نامور گورنمنٹ سے رجسٹرڈ دواخانہ :- **انڈو جینوئن کیمیکل ورکس نزد ڈاکخانہ جامع مسجد دہلی ۶ فون نمبر ۶۹۲**

سیرت نبوی کی پانچ ہزار کتابیں

پیشوا کے سالہائے گزشتہ میں جتنے رسول نمبر شائع ہوئے ہیں ان میں سے ہر رسول نمبر اپنی جگہ مکمل سیرت نبوی ہے جس کی یہ خصوصیت ہے کہ ہر کتاب میں سیرت نبوی کو جداگانہ طریقے سے پیش کیا گیا ہے سیرت نبوی کا یہ عظیم الشان ذخیرہ پیشوا کی جانب سے صرف محصول ڈاک اور دفتری خرچ پر ہر ہمدرد مسلمان طلب کر سکتا ہے۔ ہر رسول نمبر پر ایک پیسہ لاگت ہے لیکن آپ ایک روپیہ کی آٹھ جلدیں طلب کر لیجئے تاکہ آسانی کی ایک سیرت نبوی دوستوں کو تحفہ میں دیجئے غیر مسلموں میں تبلیغ کیلئے مفت تقسیم کیجئے۔ آج ہی ایک روپیہ کا منی آرڈر بھیجکر آٹھ جلدیں طلب فرمائیں

سائیں آنکھیاں پھڑیاں ہو یری ملک جہاں

اگر بابا کبیر داس کے اس دوہے کی سچی تصویر دیکھنا چاہتے ہو تو کتاب "آہ مظلوم" پڑھیے بعیب عورتوں کی المناک زندگی کا سوختہ گداز ہے آہ جس عورت کے سر سے اس کے تاجدار کا سایہ اٹھ گیا ہے اس لیے سوائے گوشہ لحد کے کہیں ٹھکانا نہیں۔ مظلوم کی داستان غم سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے حضرت علامہ راشد الخیری مرحوم دہلوی کی تصنیف ہے۔

قیمت ۸ ر

قاعدہ یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا وہ مقبول عام اور بہترین قاعدہ جو ہر سال تقریباً چار لاکھ ہدیہ ہوتا ہے اور جو مدرس اس کی خوبیوں سے واقف ہیں وہ اسی کو منگاتے ہیں بہت ہی آسان قاعدہ ہے اس میں سب سے بڑھ کر کتابت کی خوبی ہے یعنی زیر زبر پیش کیا ہے اور حروف مرکبات کی پہچان ہونے کے بعد قرآن شریف پڑھنے میں ذرا بھی دشواری نہیں ہوتی مصنف کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ ختم کرنے کے بعد بچہ مہینہ ڈیڑھ مہینہ کی محنت سے پورا قرآن شریف پڑھ لیتا ہے ۲۴ صفحات فی جلد ۴ر

سیرت باقی ر7

سالار نقشبندیہ حضرت خواجہ غریب نواز حضور باقی باللہ بخاری کی مفصل مکمل سوانح عمری حضور خواجہ کے تمام خلفاء کا تذکرہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی روحانی تعلیم تزکیہ نفس کے آسان طریقے مجرب المجرب اوراد و وظائف حضرت خواجہ غریب نواز کی صوفیانہ قرآن حکیم کی تفسیر پڑھنا چاہتے ہو تو سیرت باقی کا مطالعہ کرو جس کے مصنف پیرزادہ سید عزیز حسن بقائی نبیرہ خواجہ باقی باللہ ایڈیٹر رسالہ پیشوا ہیں۔ اس میں پیرزادہ صاحب نے اپنا تذکرہ بھی لکھا ہے

قیمت ۱۰ ر

عورت سے لطف (باتصویر)

حاصل کرنے کے لیے دوشیزہ کو مطالعہ میں رکھئے یہ نایاب کتاب ہے جس میں شب عروسی سے لیکر آخر عمر کی تمام کیفیات عورت کے جذبات درج ہیں کتاب مشرقی و مغربی غیر مطبوعہ کتابوں کا لب لباب ہے نیز ایک جس میں ڈیڑھ سو کے قریب فوٹو بلاک کی سادہ تصاویر میں تمام عورتوں کے لاجواب فوٹو ہیں اور عورتوں کے تمام جسمانی حصوں کی مفید اور کارآمد تصاویر ہیں اردو میں آج ایسی مکمل کتاب شائع نہیں ہوئی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد آپ کو تجربات ہو جائیں گے جو کئی سال تک حاصل کرنا ناممکن ہیں قیمت

زبان کا چٹخارہ

اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسلامی تہذیب کے گہوارہ بادشاہوں کی پیاری نگری دہلی کے رنگ برنگ کے لذیذ کھانوں سے واقف نہ ہوں لہٰذا دہلی کا مکمل باورچی خانہ فوراً طلب کیجئے جس میں قدیم امراء و شرفاء دہلی کے لذیذ نت نئے کھانوں کی تفصیل اور ان کے پکانے کے آسان طریقے درج ہیں جو جناب حافظ سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر پیشوا کی تصنیف ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحے ہے قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے ہے تھوڑے عرصہ میں چار ایڈیشن فروخت ہو چکے ہیں۔

تعلیم خانہ داری

کتنے گھر ہیں جو بیوی کی جہالت سے برباد ہیں عورت گھر کو چاہے تو جنت بنا سکتی ہے اور چاہے تو دوزخ سوائے ان خاندانی عورتوں کے جن کی عورتیں باوجود کوشش کے بھی اپنے گھر کو سلیقہ سے نہیں چلا سکتیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ بیوی کو معلوم ہی نہیں کہ سلیقہ کس کو کہتے ہیں ایک مہینہ میں آپکے گھر کی کایا پلٹ سکتی ہے اور وہ صرف یہ ہے کہ تعلیم خانہ داری منگا کر ایک دفعہ اپنی بیوی کے مطالعہ سے نکلوا دیجئے سفید چکنا کاغذ ضخامت ۱۰۰ صفحے قیمت ۱۲ ر

شریر لڑکی

ماں باپ کے لیے اس دنیا میں سب سے بڑا عذاب ہے مگر اس عذاب سے نجات پانے کا واحد ذریعہ ایڈیٹر صاحب پیشوا کی طلسمی کتاب "لڑکی کی استانی" ہے جو شریر لڑکیوں کو پڑھنے لکھنے میں مصروف کر کے نیک و سلیقہ مند بیویاں بننے کے قابل بنا دیتی ہے۔ اس کے مطالعہ سے ہنرمندی اور خانہ داری سلیقہ شعاری آ جاتی ہے اتنی دلچسپ کتاب ہے کہ ایک دفعہ شروع کر کے ختم کیے بغیر چین نہ آئیگا سفید چکنا کاغذ اچھی لکھائی ضخامت ۱۰۰ صفحے قیمت ۸ ر

پیام خیام

مشرق کے سب سے بڑے ادیب فلسفی اور نامور شاعر حکیم عمر خیام کی بے مثل رباعیات۔ یورپ اور امریکہ میں تو مختلف طریقوں اور رنگ برنگ کی ایجادوں کے ساتھ شائع ہوئی ہے مگر اس نامور حکیم کے مبسوط اور مفصل سوانح حیات ابھی تک گوشہ گمنامی میں پڑے تھے اب بڑی تلاش و جستجو سے عمر خیام کی سات سو رباعیوں کی شرح نہایت پُر لطف انداز میں لکھی ہے شروع میں عمر خیام کا فوٹو ایک مصور نے رباعیوں کو مصور کیا ہے قیمت ۱۲ ر

درس معاشرت

ماہنامہ انشاپرداز کے زور رقم کا عبرت خیز دلچسپ اور سبق آموز افسانوں کا دلکش مجموعہ ہے ہر ایک افسانہ اسلام کے طرز معاشرت کی بولتی ہوئی تصویر ہے۔ افسانہ کے پیرایہ میں مسلمانوں کو موثر الفاظ میں اصلاح رسوم کی عملی تعلیم دی گئی ہے کسی مسلمان کا گھر اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیئے کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ ضخامت ۸۰ صفحے۔ باوجود اتنی خوبیوں کے قیمت صرف ۸ آنے ہے جلد طلب فرمائیں۔ بہت کم ہیں۔

اسکول ماسٹر

جو انگریزی اخبارات پڑھنے کے عادی ہیں جو طلباء انگریزی میں کمزور ہیں جو بغیر استاد کے انگریزی میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور جو تجارت پیشہ انگریزی خط و کتابت نہیں کر سکتے ان کو یہ کتاب ضرور منگانی چاہیئے تاکہ وہ سوسائٹی میں ممتاز مدرسوں میں ہونہار بچے کالجوں میں بلند اور کاروبار میں ہوشیار سمجھے جائیں اب تو قدم قدم پر انگریزی کی ضرورت ہے لہٰذا بیکار اور ناکارہ ہو کر زمانہ طول عمل پھر آپ کیوں نہیں یہ کتاب منگا لیتے جو اپنے انداز تعلیم میں یگانہ ہے تین حصے ہیں اور تینوں یکجا قیمت ۱۲ ر

زندگی کو جنت کی کھیتی بنالو

کھیتی خواہ دنیا کی ہو خواہ عقبیٰ کی وہ جنت کی کھیتی بن سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ تم اپنے دماغ کو اس سانچہ میں ڈھال لو جس میں اللہ نے ڈھالنا چاہا۔ بنانے کیلئے قرآن نازل فرمایا۔ اور زندگی کا وہ سانچہ اس طرح تیار ہو سکتا ہے کہ تم معلومات قرآن کا مطالعہ کرو تم اس کتاب کے مطالعہ کے بعد کلام اللہ کی تلاوت کرو تاکہ تم کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نائب مقرر کرتے ہوئے جنت کی دائمی خوشیوں کا حقدار ٹھہراتے ہوئے کیا کیا ہدایت فرمائی ضخامت ۱۰۰ صفحے اچھی لکھائی چھپائی قیمت ۱۲ ر

دہلی کا مشہور بے لاگ ہفتہ وار مصور اخبار

حریت

جس سے مکار سیاسی لیڈر اور ریاکار مذہبی رہنما کانپتے ہیں

حریت کے ایڈیٹر ملک کے نامور اہل قلم سیف الحق جناب سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر سالہ پیشوا ہیں جن کو اخبار نویسی کا تیس سالہ تجربہ ہے اور ان کے شذرات خریداران پیشوا مزے لے لے کر پڑھتے ہیں۔

حریت ہی اردو کا وہ قوم پرست اخبار ہے جس کے ایڈیٹوریل نیشنل ہندوستان ٹائمز بمبئی کرانیکل ہریجن آزاد جیسے وقیع انگریزی و سندھی اخبارات نقل کرتے ہیں۔

حریت دہلی سے ہر اتوار کو پابندی وقت سے شائع ہو رہا ہے۔

حریت کی بے باک نکتہ چینی کی سارے ہندوستان میں دھوم ہے۔

حریت میں بلند پایہ تاریخی ادبی علمی مقالات بے باک تنقیدیں نصیحت آموز افسانے بلند پایہ سیاسی جنگی فلمی مقالات ہوتے ہیں۔

حریت بہت ہی سستا مصور اخبار ہے پیشوا سے دگنا سائز اور ۲۰ صفحے کی ضخامت ہے ہر صفحے پر بات دلوں عکسی تصاویر ۲ رنگ کا خوشنما ٹائٹل قیمت پانچ روپیہ سال ہوگی۔

حریت کا نمونہ دیکھے بغیر آج ہی خریداری کے لیے بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیج دیجئے ناپسند ہونے پر اپنی قیمت واپس منگا لیجئے۔

روپیہ بھیجنے کا پتہ:- مینیجر اخبار حریت اردو بازار جامع مسجد دہلی

اعجاز نما قرآن مجید مترجم و مفسر

ترجمہ اعجاز نما قرآن مجید میں شیخ الہند حضرت علامہ اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا ہے جو لفظی ہونے کے باوجود بامحاورہ ہے اور زوائد و قوسین کی تشریح سے بے نیاز ہے حاشیہ پر شیخ العرب والعجم حضرت علامہ فرید وجدی کی سب سے بڑی اور سب سے آسان تفسیر بیان الفرقان پوری کی پوری چڑھائی گئی ہے جو علامہ موصوف نے زمانہ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا مفہوم سمجھانے کے لیے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھی ہے اور دنیائے اسلام میں بیحد مقبول ہے اس کا اردو ترجمہ حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے اس ترجمہ و تفسیر بیان الفرقان کو علماء ہند مشائخ عظام ایڈیٹران اخبارات امرائے ملت بے حد پسند فرما چکے ہیں سب سے بڑی خوبی اعجاز نما قرآن مجید کی اس کا بے مثل دیباچہ ہے جس کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کے متعلق اتنے علمی تاریخی و دینی مضامین کا ذخیرہ آپ کو کسی دوسرے مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا۔ اس میں مبالغہ ذرہ برابر بھی نہیں کہ قرآن مجید کا ایسا ایڈیشن دنیائے اسلام نے آج تک شائع نہیں کیا۔ اعجاز نما قرآن مجید کی صحت اکیاون جید حافظوں اور عالموں نے کی ہے۔

کاغذ سفید نارس کا قیمت ۶؎ مجلد چرمی مجلد پارچہ ۵؎ چرمی نقرئی کار ۷؎ اعلیٰ ایڈیشن مجلد پارچہ ۱۰؎ مجلد چرمی کامل ۱۲؎

آسان ترجمہ و تفسیر القرآن مجید

ترجمہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی کا ہے۔ حاشیہ پر انہی کی تفسیر موضح القرآن ہے بڑی تقطیع ہے۔ شروع میں بے شمار خوبیوں کا دیباچہ ہے جس میں سات باب ہیں پہلے باب میں مذہب کی اور مذہبی کتابوں کی ضرورت ثابت کی گئی ہے اور دوسرے باب میں قرآن کے نزول اور حفاظت اور ترتیب پر بحث کی گئی ہے تیسرے باب میں قرآن حکیم کی تلاوت کے احکام اور فضائل بتائے گئے ہیں۔ چوتھے باب میں اوقات اور اشارات قرآنی کی تشریح ہے پانچویں باب میں قرآن شریف کی ہر سورت کے مجرب اوراد و وظائف لکھے گئے ہیں جن کی ہر مسلمان کو قدم قدم پر ضرورت رہتی ہے چھٹے باب میں قرآن شریف کی ہر سورت کا نقشہ اور کلام اللہ کے تعویذ ہیں ساتویں باب میں پورے کلام اللہ فہرست مضامین بطور ابواب کے لکھی گئی ہے قلمی ہے۔ صحت اکیس علماء اور قاریوں نے کی ہے۔ سفید نارو ے کا کاغذ ہے۔ ہدیہ اتنا کم ہے کہ آپ اس گرانی کے زمانہ میں اس کا خیال بھی نہیں کر سکتے مساجد میں رکھنے یا بیاہ میں تقسیم کرنے کے لیے اس سستا قرآن مجید آپ کو کہیں نہیں ملے گا۔

قیمت:- بلا جلد خانہ ۵؎ مجلد پارچہ ۶؎

ملنے کا پتہ: ... اردو بازار جامع مسجد دہلی

فن خطابت

اگر آپ خدا نخواستہ تقریر کی جادو بیانی
محروم ہیں اگر آپ کی گفتگو شیریں نہیں ہے اگر آپ
کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت
نہیں رکھتی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی
زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا
اثر ہو تو فن خطابت کو ملاحظہ فرمائیے اور پڑھیے
کہ آپ کے الفاظ طلسم بن جائیں گے آپ
کی گفتگو میں انتہا درجہ کی شیرینی
پیدا ہو جائیگی ہر محفل میں لوگ سر آنکھوں
پر بٹھائیں گے آپ ہزاروں کے مجمع میں
بے دھڑک تقریریں کریں گے قیمت ۸ر

کلید قرآن

جو بچے کسی سبب کی وجہ سے بعد کلام الٰہی
نہ پڑھ سکے ان کو کلید قرآن پڑھانے سے
دو مہینہ میں قرآن مجید پڑھنا اور سمجھنا آجائیگا
جو بوڑھے اپنے بچپنے میں قرآن مجید کی
نعمت سے محروم رہے ان کو کلید قرآن
پڑھائیے دو مہینے میں کلام اللہ پر عبور
ہو جائیگا۔ کلید قرآن دنیا میں سب سے
پہلی کتاب ہے جس کے مصنف کا دعویٰ ہے
کہ اس کے پڑھنے سے دو مہینہ میں قرآن پڑھنا
آجاتا ہے آپ بھی منگا کر تجربہ کیجیے۔ قیمت
صرف ایک روپیہ ۸ علاوہ محصول

مسدس حالی

عالم اسلامیہ ہند میں تہلکہ ڈال دینے والی
کتاب جس کے متعلق سر سید مرحوم نے کہا
تھا خدا کے سامنے صرف یہی کتاب پیش کروں گا۔ یہ
مسدس اسلام کی جوشیلی تاریخ اور مسدد
جز و اسلام ہے لاکھوں سے زائد بھی اور
فروخت ہوئی زیر نظر اشتہار ایڈیشن اعلیٰ کاغذ
کا عمدہ تقطیع کا ہے ساتھ ہی اس میں بڑا دیباچہ ہے
جس میں گویا نثر مسدس ہے اور خواجہ
الطاف حسین حالی کی سوانح عمری ہے۔ بچوں کو
یہ مسدس یاد کرایا جائے تو ان میں ابتدا سے
جوش اسلامی پیدا ہوتا ہے قیمت ۸ر

قرآن ایک معجز نما کتاب ہے

حقائق و معارف فصاحت و بلاغت قرآن
پاک پر اردو میں پہلی اور سب سے آخری کتاب ہے
جو علامہ ابو البصیر صاحب آزاد دہلوی کے ۴۰
سالہ مطالعہ قرآن شریف اور تمام صحائف
آسمانی کا نچوڑ ہے۔ قرآن کے متعلق غیر مسلم
رہنماؤں کے تبصرے اور ان کا اقرار اور
منکرین کلام الٰہی کا اس کو مسلمان ہونا
قرآن کے منزل من اللہ ہونے اور معجز نما ہونے
پر معرکۃ الآراء دلائل۔ اشاعت قرآن حکیم
کی تاریخ ہے یہ کتاب تبلیغ اسلام کے لیے
بہترین ہے۔ سفید چکنا کاغذ قیمت ۸ر

مصری افسانے

مصر کے بین الاقوامی شہرت کے مالک
حضرت علامہ منفلوطی کے شاہکار افسانوں کا
عربی سے اردو میں حضرت مولانا سید سجاد
صاحب میرٹھی نے ترجمہ کیا ہے جو لوگ اچھے
مذہبی، معاشرتی، اصلاحی افسانے چاہتے
ہیں جن کو پڑھکر کچھ فائدہ بھی ہو اور آپ اپنے
گھروں میں ان کو بے تکلف رکھ سکیں تو
مصری افسانے مطالعہ کیجیے اس میں کئی
اس میں کئی افسانے فوٹو بلاک کی
تصاویر سے مزین ہیں۔
قیمت صرف ۸ر

ضروریات دین

دفتر پیشوا نے ایک فاضل دینیات سے ایک
کتاب کو مرتب کرایا ہے جس میں اصول دین
کو نہایت سلیس اور عام فہم اردو میں صرف
ان مسائل کو دیا گیا ہے جن سے واقفیت حاصل
کیے بغیر ایک مسلمان کا اسلام قائم نہیں رہ سکتا
دینی ضروریات مسلموں میں تقسیم کرنی چاہیے
دینی ضروریات کو کم فرصت وکیل تجارت
پیشہ مذہب سے ناواقف زمیندار اور صنعت پیشہ
مسلمانوں کو پڑھنی چاہیے تاکہ بہت ہی کم
وقت میں اصول اسلام سے واقفیت ہو
ضخامت ... صفحے۔ قیمت ۱۰ر

حقوق و فرائض اسلام

یہ ایک ایسی لاجواب کتاب ہے جس کی ہر مسلمان
کو اپنی زندگی میں ضرورت ہے پیدائش سے
لیکر وفات تک جتنے حقوق و فرائض ایک
مسلمان کے ذمہ ہیں ان سب کا مفصل تذکرہ
قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ اور دلائل عقلیہ
سے اس کتاب میں ہے یہ بے مثل کتاب
عربی فارسی کی تمام مستند کتابوں کے پچاس
ہزار صفحات کا نچوڑ ہے عربی کے ساتھ
ترجمہ اور تشریح بھی ہے اعلیٰ درجہ کی لکھائی
چھپائی سفید چکنا کاغذ ضخامت ... صفحے
قیمت سوا روپیہ محصول ڈاک الگ

تقدیر کا راز

معلوم ہو سکتا ہے اگر تم بزرگان اسلام کے
بتائے اور آزمائے ہوئے طریقہ سے ہر کام
کرنے سے پہلے روحانی فالنامہ میں فال
دیکھ لیا کرو جس میں علم قیافہ، استخارہ قرآنی
فالنامہ دیوان حافظ کا فالنامہ مثنوی شریف
کا فالنامہ، سعدی کا فالنامہ، اسلامی
فالنامہ انگریزوں کا فالنامہ، فرانس کا فالنامہ
جرمنوں کا فالنامہ، حضار کے بچھڑے ہوئے
سے فالیں روحانی عملیات درج
ہیں قیمت بہت ہی کم یعنی صرف
۸ر آنے محصول الگ

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو پانا چاہتے ہیں
وہ دل کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو، خاوند
کا ہو، حاکم کا ہو، دوست کا ہو، آشنا کا ہو
چھوٹے کا ہو بڑے کا ہو، ہم دعوے سے
کہہ سکتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر
سکیں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر
جو اس میں لکھا جائے اس کے عامل بن جائیں
تو احباب کا مسخر کرنا دوسروں کا مطیع کرنا
آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے
حسب منشا فیصلہ کرنا اس کے عامل
کے لیے معمولی بات ہے۔
قیمت ۸ر

معلم عربی

ہر مسلمان کی قدرتی خواہش ہوتی ہے کہ وہ
اتنی عربی ضرور جان جائے جس سے وہ قرآن
مجید کو سمجھ کر پڑھ لے اگر معانی بھی نہ معلوم ہوں
تب بھی الفاظ کے معانی ضرور معلوم ہو جائیں
عربی پڑھنے کا قدیم طریقہ بہت دیر طلب تھا
اس کے ابتدائی صرف و نحو ہی چھڑا دیتے ہیں
معلم عربی میں صرف و نحو کے طویل سلسلہ سے
بیزار کر عربی پڑھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ
ہر شخص تھوڑے تامل سے ایک سبق روزانہ
پڑھکر تین ماہ میں خاصہ قرآن کا مفہوم
سمجھ سکتا ہے۔
قیمت صرف بارہ آنے (۱۲ر)

محبت کے پیغام

اگر آپ کو کسی سے محبت ہے اور اس سے
آپ عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے
ہیں اور ایسے خطوط کا ملکہ پیدا کرنا چاہتے
ہیں جسے دیکھ کر پڑھنے والا تڑپ جائے
تو ہماری کتاب محبت کے پیغام پڑھیے
اس میں عاشق مزاج میاں بیوی کے وہ
خطوط درج ہیں جن کے ہر لفظ سے بیتابی
اور بے چینی ٹپکتی ہے تمام خطوط نہایت
مہذب اور شائستہ ہیں متعدد حسین
و جمیل فوٹو بلاک ہیں۔ اس کتاب کا
مطالعہ آپ کے کلام میں جادو کا اثر
پیدا کر دے گا۔ قیمت ۸ر

پھوہڑ دلہن

جس گھر میں آجائے اس گھر کا امن و سکون
لڑائی جھگڑوں کے قبرستان میں دفن
ہو جاتا ہے بیوی کی تربیت کے لیے دولہا
اور ساس نندیں بے چین رہتی ہیں ان کو
ایڈیٹر صاحب پیشوا کی لکھی ہوئی کتاب
"گھر والی کی تربیت" پڑھاؤ جس میں
راز بتایا گیا ہے کہ پھوہڑ دلہن کیونکر
سگھڑ بن سکتی ہے اور شریف بیویاں کیونکر
اپنے گھر کو جنت بنا سکتی ہیں اندازہ
آشنا دلچسپ ہے کہ کتاب ختم کر
سے پہلے آپ کے ہاتھ سے نہیں چھوٹ
سکتی۔ قیمت ۸

آل رسول پر کیا بیتی

کربلا کے بعد

اگر آپ قاتلان حسینؑ کا عبرتناک انجام معلوم کرنا چاہتے ہیں تو کربلا کے بعد پڑھیے
اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ حادثہ کربلا کے یزید کے جانشین بادشاہوں نے سادات بنی فاطمہؑ پہ کیسے کیسے وحشیانہ و سفاکانہ مظالم کیے تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیے
اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ بنو فاطمہؑ نے بنو عباس پر کیسے ہولناک اور بیدردانہ مظالم کیے تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیے
اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ خلافت اموی کے کارنامے کیا ہیں۔ تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیے۔
اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ خلافت عباسی کے کیا کارنامے ہیں اور ہارون الرشید اور مامون الرشید کے درباروں میں کیا ہوتا تھا تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیے۔
اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ فاطمی خلافت کیونکر تباہ ہوئی اور اس نے کیا کارنامے انجام دیے تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیے۔
اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ بنو فاطمہؑ نے مصر اور مراکو میں کیونکر خلافت قائم کی تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیے۔
اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ سادات بنی فاطمہ نے خلافت کے لیے کیسی سرفروشانہ جد و جہد کی تو کتاب کربلا کے بعد پڑھیے۔

مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ تاریخ کی روح

کربلا کے بعد میں تیرہ سو سالہ تاریخ کے ایک لاکھ اوراق سے نکالی گئی ہے اور کتاب کربلا کے بعد میں جمع کر دی گئی ہے صدہا کتابیں تاریخ اسلام کو پڑھ کر وہ معلومات آپ کو حاصل نہ ہوگی جو کتاب کربلا کے بعد پڑھنے سے حاصل ہوگی۔ کتاب کربلا کے بعد کی تین جلدیں ہیں پہلی جلد میں بنی امیہ کے حالات ہیں۔ دوسری میں بنی عباس کے تیسری جلد میں بنی فاطمہؑ کے خلافت کے حالات ہیں۔ کتابت طباعت اعلیٰ درجہ کی سفید چکنا بڑھیا کاغذ ضخامت ۔۔۔ ۴۰۰ صفحے ٹائٹل دو رنگ کا قیمت بلا جلد ۔۔ مجلد ۔۔ چند عنوانات کی بہت ہی مختصر فہرست مضامین کربلا کے بعد یہ ہے:

ملنے کا پتہ:- رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی
[redacted]

اسلامیہ دار الاشاعت کا
ایک ماہوار
مذہبی - اخلاقی - اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد دہلی

پیشوا دہلی

جو ہر مہینہ کی ۱۰ تاریخ کو اسلام سے تبلیغ و اشاعت کے لیے دہلی سے شائع ہوتا ہے۔
قیمت سالانہ
اعلیٰ ایڈیشن — دو روپے (عہ)
ارزان ایڈیشن — ایک روپیہ (عہ)
ممالک غیر سے
اعلیٰ ایڈیشن — ۵ شلنگ
ارزان ایڈیشن — ۳ ″

جلد ۲۰ | بابت ماہ شوال ۱۳۶۲ھ مطابق ماہ اکتوبر ۱۹۴۳ء | نمبر ۲۱

شذرات

(سید عزیز حسن بقائی)

گذشتہ مہینہ

نئے خریدار بھی بڑھے۔ اور خرید کتب کے اعتبار سے بھی قابل ستائش تو نہیں، البتہ برا بھی نہیں کہا جا سکتا۔ الحمد للہ علی احسانہ

نئے خریدار فراہم کرنے والوں میں سب سے اول نمبر مولوی نیاز محمد خان شیروانی صاحب بی۔ اے، ایڈوکیٹ کا ہے جنھوں نے گذشتہ مہینہ دس خریدار پیشوا کے لیے مرحمت فرمائے۔

اگر شیروانی صاحب کی طرح ہر خریدار پیشوا اپنے فرض کو محسوس کرنے تو پیشوا کو ہر مہینہ اتنے نئے خریدار فراہم ہو سکتے ہیں کہ اس کو خرچ زیادہ آمدنی کم کی شکایت نہ رہ سکے۔

خدا کا شکر ہے کہ اس گئی گذری حالت میں بھی پیشوا کے خریدار چھ ہزار ہیں۔ پس اگر دس فی صدی خریدار بھی شیروانی صاحب کی طرح نئے خریدار فراہم کریں تو ایک دم کئی ہزار اشاعت بڑھ جائے۔ لیکن کتنے ہیں جو شیروانی صاحب کی طرح پیشوا کو پڑھتے ہیں؟ اور اپنے دل میں یہ بھی احساس رکھتے ہیں کہ اس انتہائی گرانی کے زمانہ میں پیشوا کو وقت پر اور ناقابل برداشت مصیبتوں کا مجھے سامنا کرنا پڑ رہا ہوگا۔ جبکہ بڑے بڑے سرمایہ دار اخبارات و رسائل اپنی وضع قائم نہیں رکھ سکے۔ تو کیا ...... اپنے فرض کو محسوس نہیں کریں گے؟

برادران کشمیر کا شکوہ

پیشوا کے خریداروں کی تعداد کشمیر میں تقریباً ایک ہزار سے زائد ہے۔ شعبان کے پرچے میں میری واپسی کشمیر کا اعلان شائع ہوتا تھا کہ درجنوں خطوط کشمیری دوستوں کے شکوہ شکایت کے آئے۔ جن میں اس پر ناراضی کا اظہار کیا گیا تھا۔ میں نے کشمیر کو روانگی کی اطلاع ایک مہینہ قبل پیشوا میں شائع کیوں نہیں کی؟ تاکہ یہ لوگ میرا شاندار استقبال کرتے اور زبردست مہمان نوازی کرتے۔

نیز اکثر دوستوں نے اس سلسلہ میں نظم و نثر کے ایڈریس ارسال کرکے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ ان کو پیشوا میں شائع کیا جائے اور سال آئندہ کے پروگرام سے مطلع کیا جائے۔

برادران کشمیر کا شکوہ سر آنکھوں پر۔ ان کی شکایت سے مجھے خوشی ہوئی۔ کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ان کو مجھ سے کس قدر تعلق ہے۔

لیکن کیا وہ میری رسالہ روش سے ناواقف ہیں اجارہ نے مجھے یہ شکایت نامے بھیجے؟

کیا اس اٹھارہ سال کے عرصہ میں انہوں نے ایک مرتبہ بھی کوئی مضمون یا نظم ایسی شائع ہوتے دیکھی، جس میں میری تعریف کسی نوعیت سے بھی... نظر نہیں آتی ہو؟

کیا میں نے اٹھارہ سال کے طویل عرصہ میں کبھی اپنی ذات کے لیے کچھ طلب کیا، ؟ یا وصول کیا ؟ یا پیشوا سے کوئی ناجائز نہ سہی اپنی ذات کیلیے جائز مطالبہ کیا ؟ جو میرے دوستوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ؟

میں اگر لیڈر پیشہ ہوتا تو مجھے کشمیر کے دوستوں کو جلسہ، جلوس قیام وغیرہ کے سلسلہ میں وہ سب باتیں کرنی چاہئے تھیں، جو میں جانتا ضرور ہوں۔ لیکن طبیعت اس مکروہ طریق کار کی طرف مائل نہیں ہوتی، اگر یہ منافقانہ روش مجھے پسند ہوتی تو اپنے جد حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے مزار شریف پر پیری مریدی کی دکان لگا سکتا تھا۔ لیکن میں نے تو صورت بھی ایسی نہیں بنائی کہ کسی کو اس کا شبہ ہو سکے۔ رند مشرب ہی سہی، لیکن، یہ تو احتیاط دوکانداری کے خلاف ہے۔ اگر مجھے یہ منافقانہ طرز عمل پسند ہوتا، تو میں کانگریس کی حمایت اپنے تئیں خطرات میں ڈال کر کیوں کرتا ؟ اور اس کی وجہ سے لاکھوں مسلمانوں کی ناراضی اور دس ہزار روپے سالانہ کے مالی نقصان کو کیوں دعوت دیتا ؟ اگر روپیہ ہی حصول مقصد ہوتا تو آج مسلم لیگ کی حمایت کر کے پیشوا کا داخلہ فوج میں کھلوا سکتا ہوں۔ اور ہزاروں خریداران پیشوا جنھوں نے محض میرے سیاسی مسلک سے ناراض ہو کر پیشوا سے رشتہ منقطع کیا ہے۔ وہ سب واپس آنے کے لیے تیار ہیں۔

لیکن میں اپنی جگہ چٹان کی طرح مضبوط ہوں۔ کیوں کہ میں نے جو روش اختیار کی ہے، اس کو میں اپنے ضمیر کی آواز سمجھتا ہوں اور مسلمانوں کے لیے اور ہندوستان کے لیے مفید سمجھتا ہوں۔

پس جن لوگوں نے مجھے اتنے عرصہ سے مطالعہ کیا ہے تعجب ہے کہ ان کو شکایت نامے اور سپاس نامے بھیجنے کی ضرورت ہوتی ؟

تاہم میں ان سب کشمیری دوستوں کا شکرگزار ہوں۔ اور کوئی وعدہ نہیں کر سکتا کہ سال آئندہ کشمیر آؤں گا یا نہیں۔ اور نہ اپنے اصول کے ماتحت ان کے لیے چوڑے نظم و نثر کے قصیدے شائع کرنے کی ضرورت سمجھتا ہوں۔

اگر زندگی بخیر ہے، تو ارادہ آئندہ سال کے لیے ڈیرہ دون میں قیام کا ہے۔

اگرچہ ڈیرہ دون کو کشمیر سے کوئی نسبت نہیں، اور جناب محترم رائے بہادر ڈاکٹر متھرا داس صاحب نے اپنی شاندار کوٹھی میں سال آئندہ کے لیے قیام کی دعوت ابھی سے دے دی ہے۔ لیکن کشمیر کا راستہ خطرناک اور طویل ہونے کی وجہ سے میرا سال آئندہ کشمیر جانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

حکومت ہند کا عذر گناہ

۹ ستمبر کو حکومت ہند نے حج ایجی ٹیشن کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لیے ایک بہت ہی دلچسپ کمیونک شائع کیا ہے، جس میں خشکی کے راستے زائرین حج بیت اللہ کے قافلوں کے انتظام کے مطالبہ پر حسب ذیل الفاظ میں حکومت نے عذر گناہ کیا ہے۔

(۱) خشکی کے تین راستے (بحرین ایران، عراق ہیں) جن کے لیے خلیج فارس کا طویل بحری راستہ لازمی اور پرخطر ہے۔

(۲) راستہ کی مشکلات (پانی، پٹرول، ٹائر، ٹیوب غذائی اشیاء، اور پرزوں کی عدم دستیابی) پر کسی طرح قابو نہیں پا سکتا۔

(۳) ایران میں کرایہ کی موٹریں نہیں چل رہیں۔

(۴) حکومت حجاز نے زائرین حرم کو سواریوں کے انتظام سے مجبوری ظاہر کی ہے"

مذکورہ وجوہات کی بنیاد پر خشکی کا راستہ بھی نہیں کھولا جا سکتا نہیں معلوم حکومت کس طرح یہ سمجھے گی کہ حج میں اور سیاحت میں کتنا فرق ہے۔ سیاحت ٹالی جا سکتی ہے، لیکن حج ہر حالت میں فرض ہے اور استطاعت کے باوجود اگر حج نہ کیا جائے تو خواہ کتنا ہی پکا مسلمان کیوں نہ ہو، مگر اس کی موت کفر پر ہوگی۔ اسلام پر ہرگز نہ ہوگی۔

اگر صدیق اکبرؓ (خدا ان کی قبر کو نور سے بھر دے) کا عہد خلافت ہوتا تو جس طرح منکرین زکوٰۃ پر آپ نے باوجود حضرت فاروق اعظمؓ کی مخالفت کے جہاد کیا تھا اسی طرح صاحب استطاعت مسلمان اگر حج کے لیے نہ جاتا، تو آپ اس پر بھی جہاد کرتے۔ سن لیں لیگ کے کرور پتی ڈکٹیٹر کہ وہ صاحب استطاعت ہو کر حج نہیں کرتے، اگر پاکستان میں اسلامی حکومت ہوئی تو ان کا کیا حشر ہوگا ؟ اور اسلامی حکومت نہ ہونے پر بھی ان کے لیے فرمان رسالت پناہؐ میں کوئی ترمیم کوئی لیگی ملاں کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اس لیے ان کو اپنی موت سے پہلے حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے تیار ہو جانا چاہئے، ورنہ اسلام نے جو موت مقرر کی ہے، اس سے چھٹکارا نہیں۔)

نہیں معلوم وہ حکومت جو مسلمانوں کی اکثریت پر صدیوں سے حکمراں ہے، مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو کیوں نہیں سمجھتی ؟ اور ان کا احترام کرتے ہوئے حج کے سفر کا بندوبست کرنے کا اعلان

کرنے سے کیوں گھبراتی ہے؟

حکومت ہند نے جو کمیونک شائع کیا ہے اس کو ہم عذر گناہ سمجھتے ہیں۔ جو بدتر از گناہ کا مصداق ہے۔ تاہم اس کا جواب تشنہ نہ رہ جائے اس لیے ملاحظہ ہو۔

(۱) اس سے انکار نہیں، لیکن یہ بحری راستہ فوجی اور تجارتی جہازوں کے لیے جب خطرناک نہیں تو حاجیوں کے لیے کیوں خطرناک کہا جاتا ہے، پھر خطرہ کس سے ہو سکتا ہے؟ اٹلی سے؛ جس نے بلا شرط ہتھیار رکھ دیئے اور جس کا کوئی تعلق خلیج فارس سے نہیں، کیا جاپان سے جس کی بحری طاقت جنرل میک ارتھر نے پاش کر دی ہے اور جس میں جرأت نہیں ہے کہ وہ عظیم الشان برطانوی اور امریکی بحری بیڑہ سے ٹکر لے سکے۔ اور پھر بحر فارس سے اور جاپان سے تعلق؟

(۲) لیکن جب زائرین حج بیت اللہ ان تکالیف کو بخندہ پیشانی برداشت کرنا عین ثواب سمجھتے ہیں تو پھر ماں سے زیادہ چاہے پھاپھا کٹنی کہلائے کی ضرب المثل کس پر صادق آئی؟

(۳) لیکن اگر پرائیویٹ کارین اس راستہ سے گذریں تو ایران کو اعتراض کرنے کی کوئی وجہ نہیں، مگر کیا برطانوی فوجی حکام جو راستوں کے محافظ ہیں، اس کی اجازت دیں گے؟

رہی حکومت حجاز اس نے کب سے پہلے کب زائرین کی سواریوں کی ذمہ داری لی تھی۔ لیکن کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ زائرین کو سواری کی شکایت ہوئی ہو؟ لیکن یہ بات ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ جن اونٹوں کو سال بھر تک حج کے لیے پالا جاتا ہے، وہ حج کے موسم میں کہاں غائب ہو جائیں گے؟ اور حکومت حجاز نے ان کو کس کام پر لگا رکھا ہے، کیا ان کی وجہ سے باربرداری پر کوئی اثر پڑے گا؟

نیز ہم یہ بھی معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ حجاز کے وہ لاکھوں باشندے جن کا ذریعہ معاش ہی حاجیوں کی آمدورفت سے وابستہ ہے۔ کیا سعودی حکومت نے یہ اعلان ان کے لیے مفت ضروریات زندگی تمام سال کے لیے فراہم کر کے کیا ہے؟

جو اعلان حکومت حجاز سے منسوب کیا جا رہا ہے، اگر وہ سچا ہے تو اس کی تحقیقات اشد ضروری ہے کہ حجاز گورنمنٹ کے پاس اتنا روپیہ کہاں سے آیا کہ وہ حاجیوں سے بے نیاز ہو کر کاروبار سلطنت چلا رہی ہے، حالانکہ اس کی تمام تر آمدنی کا واحد ذریعہ زائرین حج بیت اللہ کے سفر سے وابستہ ہے۔ اور اگر حاجی نہ پہنچے تو سارا حجاز فاقہ کشی میں مبتلا ہو جائے

کان کھول کر سن لے حکومت ہند اور اس کے مسلمان وزراء جو سب کے سب مسلم لیگ سے وابستہ رہ چکے ہیں، اور اب بھی اسلام سے زیادہ لیگ کے وفادار ہیں۔ حج کو اگر سلطان ابن سعود روک دے، یا کوئی اور مسلمان کا نہیں روکا جا سکتا۔ اور نہ اس سلسلہ میں کسی کا مشورہ قبول کیا جا سکتا ہے کیوں کہ اگر آج حج ابن سعود اور برطانوی حکام کی ملی بھگت سے رک سکتا ہے تو نماز روزہ کے لیے بھی ہمیں حکومت کی جنبش وابرو کا منتظر رہنا ہوگا۔ جو مسلمانوں کی موت کا آخری دن ہوگا، اور خدا کرے کہ اس دن کے آنے سے پہلے کوئی سچا مسلمان اس وسیع کرہ ارض پر زندہ نہ رہے۔

اب ہم حکومت ہند سے پبلک مفاد کے لیے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ شراب اور عیش سے متعلق دوسرا اسباب لانے کے لیے حکومت کے پاس ایسے جہازات ہیں جو خطرے سے بے نیاز ہیں، لیکن حج کے لیے حاجیوں کے جہازوں کے ساتھ حفاظتی دستے لگانے کے لیے حکومت کے پاس جہاز نہ ہونے کا عذر لنگ کس حد تک قابل سماعت ہے؟

جس حکومت نے جرمنی، جاپان، اٹلی کی طاقت کو کچل کے رکھ دیا ہو، اور اس کی مسلسل فتوحات کا ڈنکا بج رہا ہو، اس کو حاجیوں کے جہازوں کی عدم حفاظت اعلان کرتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔

اگر حکومت یہ چاہتی ہے کہ مسلمانوں میں حج کی بندش پر کوئی جوش نہ پھیلے تو اس کا فرض ہے کہ وہ حاجیوں کے جہازوں کی روانگی کا جلد از جلد بند وبست کرے۔ اور اعلان کر دے کہ جو محوری جہاز یا آبدوز حاجیوں کے جہازوں کے قریب آنے کا حوصلہ کرے گا، اس کے حوصلے پست کر دیئے جائیں گے اور ایسی عبرت ناک سزا دی جائے گی کہ بحری دنیا میں تہلکہ مچ جائے گا۔

ہمیں یقین ہے کہ حاجیوں کے جہاز پر کوئی حملہ نہ ہوگا۔ جس طرح جنگ کے عروج کے زمانہ میں تین سال تک نہ ہوا، لیکن اگر

تیرا ہی جی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں

کا مصداق ہوا تو اس کا علاج ایجی ٹیشن اور موثر ایجی ٹیشن ہے جو مسلسل جاری رہے۔

ہمیں توقع ہے کہ مجلس احرار اور جمعیۃ علماء کا متحدہ محاذ حکومت کے لیے کافی بے چینی پیدا کرنے والا ہوگا۔ اور مسلمان بندش حج کو مداخلت فی الدین سمجھنے پر مجبور ہوں گے۔ اور ان میں مذہبی جوش اگر پیدا ہو گیا تو حکومت اس سے ناواقف نہیں ہے کہ اس کا سنبھالنا کتنا مشکل ہو جاتا ہے۔

یہ کون سے لیگی ہیں؟

معزز ہمعصر امرت بازار پترکا (کلکتہ) نے پیشوا کے بعد یہ دوسرا انکشاف کیا ہے کہ بنگال مسلم لیگ کے ایک ممتاز عہدہ دار تاجر نے لاکھ

یہی چاول بہار سے خریدا اور ۴ لاکھ من بنگال میں آیا۔ لیکن تین لاکھ من نہ فروخت ہوا، نہ ذخیرہ دکھایا گیا۔ اس کے بعد معاصر محترم دریافت کرتا ہے کہ یہ تین لاکھ من چاول کہاں ہے؟

اس انکشاف حقیقت پر جو پبلک مفاد کے لیے کیا گیا ہے ہم اپنے ہم عصر کو مبارکباد دیتے ہیں لیکن اس سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ جرأت کا مزید ثبوت دیتے ہوئے ان لیگی لیڈروں سے بنگال کو نہیں ہندوستان کو روشناس کرائیں، تاکہ ان لیگیوں کی اسلام دوستی سے ہندوستان زیادہ سے زیادہ آشنا ہو۔

اگر ہمارا قیاس غلط نہیں ہے تو مسٹر جناح کے یہی وہ "محافظ اسلام" دست راست چیلے ہیں، جنہوں نے بنگال کو بھوکا مارنے کی "اسلامی خدمت" انجام دیتے ہوئے چار کروڑ روپے نفع کا حاصل کیا ہے۔ اور اگر آزاد تحقیقات کسی زمانہ میں ہوئی تو بنگال منسٹری کے افراد نے ان کی اعانت کرنے کی اسلامی خدمت انجام دی ہوگی۔

جس طرح سندھ میں مسلم لیگی حکومت کے دور میں آج تک خان بہادر مولانا اللہ بخش مرحوم کے قاتلوں کا پتہ نہیں چلا۔ اسی طرح ہمیں یقین ہے کہ جب تک موجودہ لیگ منسٹری برقرار ہے، اس سرمایہ دار مسلم لیگی لیڈر کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوگی، جس نے بنگال کو فاقہ کشی میں مبتلا کرنے کے لیے ۴ کروڑ کا نفع مسلمانوں کے عشق میں حاصل کیا اور مزید نفع حاصل کرنے کی توقع میں تین لاکھ من چاول اسٹور کر نا پتہ کیا جاتا ہے۔

ہزاروں بندگان خدا کئی کئی وقت کے فاقہ سے موت کے انتظار میں گلی کوچوں میں سڑکوں پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر بے کسی کے عالم میں موت کی ہچکیاں لے رہے ہیں، لیکن لیگ کا ستون خدمت اسلام اور تحفظ حقوق مسلمین کا واحد اجارہ دار زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرنے کے یہودیانہ جذبہ کے ماتحت ایک مٹھی چاول کم نفع پر دینے کے لیے تیار نہیں، نیرو اور مرچنٹ آف وینس کے یہودی قرض خواہ میں اور اس مسلم لیگی لیڈر میں کیا فرق۔

ہم پبلک مفاد کے لیے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ یہی مسلم لیگی لیڈر جب لیگ کے اسٹیج پر آئے گا، تو غریب مسلمانوں کو ہندوؤں کے ظلم وسفاکی سے بچانے کے نام پر "اسلام کی خاطر" سینہ پر گولی کھانے کا اعلان کرے گا۔ اپنا تمام اندوختہ مسلمانوں کے کام آنے کی اداکاری کا کامیاب مظاہرہ کرے گا، اور جذباتی مسلمان نعرۂ تکبیر سے اس کا خیر مقدم کریں گے اور اسے بھول جائیں گے کہ قصائی سے زیادہ بے رحم ہونے کا ثبوت اس نے اس وقت دیا جبکہ بنگال کی فاقہ کشی پر، بنگال کی اکثریت پر ظلم اور دشمن اسلام ہندوں کو ترس آیا، اور انہوں نے بلا امتیاز مذہب

انسانیت کے اعلیٰ ترین فرائض انجام دے۔ کیا احمق مسلمان اب بھی مسلم لیگ کو اپنا نجات دہندہ سمجھتے رہیں گے؟

مجلس احرار کا بروقت اقدام

بنگال کے مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت سے خان بہادر محمد جان صدر مسلم مجلس اور مسلم چیمبر نے متاثر ہو کر کچھ امدادی کام شروع کیا ہے لیکن پورے ہندوستان میں کوئی منظم کام مسلمانوں میں کل مومن اخوۃ کی عملی تفسیر کے لیے شروع ہوا۔

اس پریشانی کے عالم میں جبکہ مسلمان لیگ کی طرف دیکھ رہے تھے مجلس احرار اور جمعیۃ علماء ہند کے مشترکہ نظام کے ماتحت بھوک سے مرنے والوں اور موت کے انتظار میں ایڑیاں رگڑنے والوں کی اعانت کے لیے مجلس احرار کے کارکنوں نے مستعدی سے کام شروع کر دیا

کامل اس فرقۂ زہاد سے نکلا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندان بادہ خوار ہی آئے

ہم مجلس احرار کے اس بروقت میدان میں آنے پر مبارکباد دیتے ہیں اور مسلمانان ہند سے درخواست کرتے ہیں کہ انسانیت کے بلند وبالا جذبہ کے ماتحت بلا امتیاز مذہب وملت بنگال کے ستم زدگان کی اعانت کے لیے مجالس ہائے احرار کے نام رقومات ارسال کریں اور نہایت منظم طریقہ سے امدادی کام جاری کریں اگرچہ یہ امداد بہت دیر میں شروع ہوئی ہے، لیکن اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

جن

خریداران صاحبان کی میعاد خریداری اس ختم ہو رہی ہے۔ اس میں

ایک آپ بھی ہیں اور آپ کا نمبر خریداری ہے

اگر آپ سال آئندہ کے لیے خریدار رہنا چاہیں تو کم سے کم دو خریدار نئے فراہم کر لیجئے اور سب کی قیمت آج ہی منیجر رسالہ پیشوا دہلی کو روانہ کر دیجئے اور اگر خدا نخواستہ کسی وجہ سے آپ خود سال آئندہ کے لیے خریدار رہنا پسند نہ کریں تو ازراہ کرم اسی وقت ایک پوسٹ کارڈ منیجر رسالہ پیشوا کے نام لکھ دیجئے کہ سال آئندہ کے لیے خریداری منظور نہیں آپ کے اس کارڈ کے وصول ہوتے ہی آپ کا نام رجسٹر خریداری سے بصد افسوس خارج کر دیا جائے اور اگر آپ نے منی آرڈر بھیجا یا عدم خریداری کا خط نہ لکھا تو حسب دستور یہ سمجھا جائے گا کہ آپ سال آئندہ کے لیے خریداری منظور کرتے ہیں اور وی۔ پی بھیجنے کی اجازت دے رہے ہیں جو اگر خدا نخواستہ واپس ہوا تو دفتر کو ہم آنے کا نقصان ہوگا۔

احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک مسلسل اور لاجواب کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لیے لکھی گئی ہے)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

آیت میں اول بہن کے حصہ کو بیان کیا گیا ہے اور پھر بہن کے مال میں سے بھائی کے حصہ کو بتایا گیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کو دوسرے کے مال سے حصہ پانے کے لیے اس کی موت کا انتظار نہیں کرنا چاہیے بلکہ اپنی موت کا انتظار کرنا چاہیے۔

مختصر یہ کہ آیت میں کلالہ کا حصہ بتایا گیا ہے۔ کلالہ وہ شخص ہے جس کے نہ تو ماں باپ ہوں اور نہ اولاد ایسے شخص کی تین صورتیں ہوں گی یا تو وہ اپنی ایک بہن کو وارث چھوڑے گا یا دو بہنوں (یا بھائی اور بہنوں دونوں کو اگر صرف ایک بہن کو وارث چھوڑا ہے تو اس کے متعلق خدا کا حکم یہ ہے کہ ان امرؤ ھلک لیس لہ ولد ولہ اخت فلھا نصف ما ترک یعنی جو مرد (جس کے ماں باپ دادا نہ ہوں) لاولد مر جائے اور ایک بہن موجود ہو تو اس کو ترکہ کا نصف ملے گا اس آیت میں بہن سے مراد وہ بہن ہے جو اس کے حقیقی ماں باپ کے نطفہ اور بطن سے ہو یا صرف باپ کے نطفہ سے ہو صرف ماں جائی بہن مراد نہیں، اس لیے کہ ماں جائی بہن عصبہ نہیں ہے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بہن صرف اسی وقت وارث ہوگی جب کہ بھائی کا کوئی لڑکا نہ ہو اگر بھائی کی کوئی لڑکی ہوگی تو بہن حصہ دار تو ہوگی لیکن اس صورت میں اس کو نصف مال نہ ملے گا۔ دوسری صورت میں یعنی جب دو بہنیں چھوڑی ہوں ترکہ کا دو تہائی بہنوں کو ملے گا جیسا کہ فان کانتا اثنتین الخ میں ارشاد ہوا ہے اور تیسری صورت میں جب کہ بہن اور بھائی دونوں ہوں تو بھائی کو دو حصے اور بہن کو ایک حصہ ملے گا۔

اور آیت کے جملہ وھو یرثھا الخ میں اس صورت کو بیان کیا گیا ہے جب کہ عورت کلالہ ہو یعنی اس کے کوئی لڑکا نہ ہو اس صورت میں بھائی بہن کے سارے مال کا وارث ہوگا۔ آیت میں اگرچہ صرف بیٹے کی نفی کی گئی ہے لیکن اس سے مراد یہی ہے کہ ماں باپ بھی موجود نہ ہوں اس لیے کہ شریعت میں کلالہ اسی کو کہا جاتا ہے جس کے ماں باپ اور اولاد نہ ہو۔

ان مسائل کی پوری تفصیل کتب فرائض میں درج ہے۔ وہاں دیکھ لیں۔

سورۂ مائدہ کے مسائل واحکام

(۱۰۵)

احرام کی حالت میں شکار کی ممانعت کے احکام

یایھا الذین امنوا	ایمان والو! اقراروں کو پورا کرو تمہارے
اوفوا بالعقود احلت	لیے چارپائے حیوان یا مویشی، ان
لکم بھیمۃ الانعام الا ما یتلیٰ	کے جو تمہیں آگے بتائے جائیں گے
علیکم غیر محلی الصید و	حلال کیے گئے ہیں مگر حلال نہ سمجھو
انتم حرم ان اللہ یحکم ما	شکار کو جب تم احرام میں ہو بیشک
یرید یایھا الذین امنوا لا	اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ ایمان
تحلوا شعائر اللہ ولا الشھر	والو! احترام کرو اللہ کے مناسک
الحرام ولا الھدی ولا	وارکان، ادب والے مہینوں،
القلائد ولا آمین البیت	ہدی، قلائد اور خانہ کعبہ کی طرف
الحرام یبتغون فضلا	آنے والوں کا کہ یہ اپنے پروردگار
من ربھم ورضوانا ط	کا فضل اور اس کی خوشی ڈھونڈتے
واذا حللتم فاصطادوا	ہیں اور جب احرام سے نکلو تو شکار
ولا یجرمنکم شنان قوم	کر سکتے ہو۔ کوئی قوم تم کو مسجد حرام
ان صدوکم عن المسجد	میں آنے سے روکے تو اس کی دشمنی
الحرام ان تعتدوا م	تم کو حد سے زیادہ تجاوز کرنے
وتعاونوا علی البر	پر برانگیختہ نہ کرے۔ نیک کام
والتقوی ولا تعا	میں اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے
ونوا علی الاثم والعدوان	کی مدد کرو۔ گناہ اور زیادتی میں مدد
واتقوا اللہ ان اللہ شدید	نہ کرو۔ اللہ سے ڈرتے رہو کہ
العقاب ٭	بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے

تفسیر:۔ اس آیت میں چند مسائل بیان کیے گئے ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ **ایفاء عقد** آیت کے پہلے جملہ میں بتایا گیا ہے کہ جو اقرار تم نے کیے ہیں ان کو پورا کرو۔ اگر آیت میں عقود سے مراد وہ عقود لیے جائیں جو بندوں نے خدا و ند تعالیٰ سے کیے ہیں تو اگلی آیت میں ان کی تفصیل

بیان کرکے حکم دیا گیا ہے کہ ان کو پورا کرو اور اگر عقود سے مراد عام عقود ہیں یعنی عقود الٰہی اور انسانوں کے باہمی عقود تو اگلی آیات عقود کی تفصیل نہیں ہیں احکام محض ہیں۔

امام زاہد رح کہتے ہیں کہ عقود تین قسم کے ہیں خدا کا عہد بندوں کے ساتھ یعنی اوامر و نواہی بندوں کا عہد اللہ کے ساتھ یعنی نذور و ایمان اور بندوں کا باہمی عہد آیت میں عقود سے مراد یہ تینوں عقود ہیں اور ان کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان کی گئی ہے۔

۲۔ جانوروں کی حلت و حرمت: آیت کے جملہ احلت لکم بھیمۃ الانعام میں جانوروں کی حلت و حرمت کو بیان کیا گیا ہے۔ بہیمہ سے مراد اس موقع پر بعض کے نزدیک چار پایہ جانور ہیں جیسے گائے بھینس بکری۔ ہرن، نیل گائے وغیرہ سب شامل ہیں مطلب یہ ہے کہ مومنو! تمہارے لیے تمام چار پائے حلال ہیں بجز ان کے جن کا ذکر آگے کیا جائے گا۔

۳۔ احرام کی حالت میں شکار کی ممانعت: آیت کے جملہ غیر محلی الصید وانتم حرم میں بتایا گیا ہے کہ جب تم حج وغیرہ کے احرام میں ہو تو شکار کو حلال نہ سمجھو یہ گویا ایک شبہ کا جواب ہے اوپر بتایا گیا تھا کہ بجز ممنوعہ جانوروں کے تمام چار پائے تمہارے لیے حلال ہیں اس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ احرام کی حالت میں بھی ان کا شکار جائز ہوگا اس لیے اس جملہ میں یہ بتایا گیا کہ احرام کی حالت میں شکار کرنا حرام و ممنوع ہے۔

فقہی مسئلہ یہ ہے کہ یہ ممانعت صرف خشکی کے شکار کے لیے ہے بحری شکار کے لیے نہیں اس لیے کہ محرم کے لیے بحری شکار جائز ہے اس کی تفصیل سورۃ کے آخر میں بیان کی جائے گی۔

۴۔ شعائر اللہ کی حرمت کا حکم: آیت کا دوسرا حصہ لا تحلوا شعائر اللہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مومنو اللہ کے مناسک و ارکان۔ ادب والے مہینوں۔ ہدی۔ قلائد اور خانہ کعبہ کی طرف جانے والوں کی عزت و حرمت کرو اور ان کو کوئی نقصان نہ پہنچاؤ۔ مفسرین کا بیان ہے کہ یہ آیت شریح ابن ضبیعہ کے حق میں نازل ہوئی ہے جو ایک انتہا درجہ کا شقی شخص تھا۔ واقعہ یہ ہوا کہ ایک روز یہ شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ "آپ مخلوق الٰہی کو کس چیز کی دعوت دیتے ہیں" آپ نے فرمایا۔ "اپنے پروردگار پر ایمان لانے اور اس کے احکام کو ماننے کی اور اپنی رسالت کی تصدیق کی" اس کے بعد حضورؐ نے اس کو اسلام کی دعوت دی اس نے عرض کیا "میں اپنی جماعت سے مشورہ کر لوں اگر اس نے اجازت دے دی تو میں آپ کے قول کو قبول کر لوں گا" یہ کہہ کر

مدینہ سے باہر نکلا اور مدینہ کے جانوروں کو ہنکا کر مکہ لے گیا حضورؐ نے شریح کے آنے سے پہلے صحابہؓ سے یہ فرمایا تھا کہ آج ایک شخص آئے گا جو شیطان کی زبان سے بولے گا کفر کی حالت میں داخل ہوگا اور غدار بن کر نکلے گا۔" اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد حضورؐ عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ تشریف لا رہے تھے کہ آپ کی نظر شریح پڑی جو انہیں جانوروں کو قلادہ ڈال کر حج میں ذبح کرنے کے لیے لایا تھا حضورؐ نے اس کو پہچان لیا اور ارادہ کیا کہ اس سے اہل مدینہ کے جانوروں کو چھین لیا جائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور خدا نے یہ حکم دیا کہ ایمان والو! شعائر اللہ کی عزت و حرمت کو نقصان نہ پہنچاؤ یعنی مناسک و ارکان حج وغیرہ کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ نہ حرمت کے مہینوں کی بے حرمتی کرو یعنی ان مہینوں میں کسی کو قتل نہ کرو اور نہ حج کے جانوروں کو چھین کر ان کی بے عزتی کرو۔ اور جو لوگ خانہ کعبہ کی طرف حج کرنے جا رہے ہوں (یعنی مثلاً شریح) ان کو قتل نہ کرو اس لیے کہ یہ لوگ اپنے رب کے فضل اور خوشی کی تلاش میں جا رہے ہیں مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اس حالت میں ہوں ان سے تعرض نہ کرو اگرچہ ان کے پاس مغصوبہ جانور ہوں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مناسک و ارکان حج وغیرہ کی ادائیگی میں خلل ڈالنا بڑا جرم ہے اور حجاج کو ستانا بھی بڑا جرم ہے

۵۔ احرام کھولنے کے بعد شکار کی اجازت: آیت کے جملہ واذا حللتم فاصطادوا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ احرام کھولنے کے بعد شکار کی اجازت ہے لیکن حرم سے باہر۔

۶۔ حرم سے روکنے والے پر حد سے زیادہ زیادتی نہ کرو: آیت کے جملہ ولا یجرمنکم میں یہ حکم دیا گیا کہ جو لوگ اے مومنو تم کو مسجد حرام میں آنے سے روکیں ان کی دشمنی میں تم حد سے زیادہ نہ بڑھو اس آیت کا تعلق حدیبیہ کے واقعہ سے ہے حضورؐ سنہ ۶ھ میں عمرہ کے ارادہ سے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تھے مشرکین قریش نے آپ کو عمرہ سے روک دیا اور باہمی یہ فیصلہ ہوا کہ اگلے سال آکر عمرہ ادا کریں اسی واقعہ سے متعلق خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ اہل مکہ کی دشمنی میں وہ ایسا کوئی کام نہ کریں جو حد سے متجاوز ہو۔

۷۔ نیکی اور پرہیزگاری میں امداد کا حکم: آیت کے جملہ وتعاونوا علی البر والتقویٰ میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ نیک کاموں اور پرہیزگاری میں لوگوں کو مدد دو۔

۸۔ نافرمانی اور گناہ میں مدد نہ دو: آیت کے جملہ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ گناہ کے کاموں

ادب نبوی صلعم

(حضور سرور کائنات کی سیاسی، اخلاقی، معاشرتی تعلیم پر ایک جامع تصنیف)

(حضرت آغا رفیق صاحب بلندشہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

عن علیؓ بن ابی طالب قال اھدیت للنبی حلة سیراء فبعث بها الی فلبستها فعرفت الغضب فی وجهه فقال انی لم ابعث بها الیک لتلبسها انما بعثت بها الیک لتشققها خمرا بین النساء

علیؓ کہتے ہیں حضورؐ کی خدمت میں شاہی ریشم کا ایک جوڑا ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا حضور نے اس کو میرے پاس بھیجدیا تیں نے اس کو پہن لیا لیکن میں نے حضور کے چہرے پر غصہ کے آثار نمایاں پائے پھر حضور نے فرمایا میں نے پہننے کے لیے اس کو تمہارے پاس نہیں بھیجا تھا۔ بلکہ اس لیے بھیجا تھا کہ اس کو پھاڑ کر عورتوں کے دوپٹے بنا دو یا دوپٹے بناکر عورتوں میں تقسیم کر دو۔

اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کسی عذر کے سبب مثلاً خارش وغیرہ ریشم کا استعمال جائز ہے۔ چنانچہ حضرت انس رضہ کہتے ہیں کہ حضور نے عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر رضہ کو خارش کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دے دی تھی احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ریشم کی گوٹ یا سنجاف دوسرے کپڑے میں لگانا جائز ہے چنانچہ حضرت عمر رضہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں

ان النبیؐ نهی عن لبس الحریر الا موضع اصبعین او ثلاثة او اربعة

حضور نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے لیکن دو۔ یا تین یا چار انگلیاں کے برابر استعمال کی اجازت دی۔

مذکورہ بالا تشریح اور دلائل پر غور کرو۔ انصاف سے کام لو اور پھر دل سے فتوے طلب کرو۔ خواہشات اور جذبات کی پیروی اس معاملہ میں درست نہیں ہے۔

(۴۷)

کھانا کھلانے اور سلام کرنے کا بیان

عن عبداللہ بن عمرؓ ان رجلاً سائل النبی اے الاسلام خیر قال تطعم الطعام وتقرء السلام علی من عرفت ومن لم تعرف (متفق علیہ)

عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ ایک شخص نے حضورؐ سے پوچھا کہ کونسا اسلام بہتر ہے؟ حضورؐ نے فرمایا "کھانا کھلانا اور جانت والوں اور نہ جانت والوں دونوں کو سلام کرنا"۔

البخاری وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ۔

تشریح الفاظ اسلام:۔ اطاعت اور خضوع کو اسلام کہتے ہیں اور سلامتی میں داخل ہونے کو بھی اسلام کہا جاتا ہے اور اسلام ....ان تمام امور کا نام بھی ہے جو خداوند تعالےٰ نے اپنے بندوں کے لیے مقرر کیے ہیں یعنی احکام شرع تقرء السلام کے معنی ہیں سلام پڑھنا یعنی سلام کرنا۔

تشریح معانی:۔ ایک سائل نے حضورؐ سے اسلام کے وہ بہترین خصائل دریافت کیے جو نفع کے اعتبار سے خاص اہمیت رکھتے ہیں حضورؐ نے سائل کے جواب میں فرمایا کہ "اسلام کی بہترین خصلت کھانا کھلانا اور سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا ہے۔

حضورؐ نے اسی سوال کا جواب متعدد مواقع پر متعدد صورتوں میں دیا ہے مثلاً ایک شخص نے پوچھا تھا۔ کونسا اسلام افضل ہے؟ حضورؐ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ "اس شخص کا اسلام بہتر ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ و مامون رہیں"۔ حضورؐ کے جوابات کا اختلاف حقیقت میں سائلوں کی حالت کے اختلاف پر مبنی ہے مثلاً ایک ایسا شخص حاضر ہوتا ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمانوں کو اذیت پہنچنے کا اندیشہ ہے اور وہ یہ سوال کرتا ہے تو حضورؐ اس کو یہ ہدایت فرماتے ہیں کہ وہ زبان اور ہاتھ کو روکے اور کسی کو اذیت نہ پہنچائے اور مثلاً ایک شخص حاضر ہوتا ہے جس کے قول اور فعل سے مسلمانوں کو نفع پہنچنے کی امید ہے۔ حضورؐ اس کے سوال کے جواب میں مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کی ہدایت فرماتے ہیں غرض جیسا سائل ہوتا تھا اس کی حالت کے مناسب جواب دیا جاتا تھا حضورؐ کا یہ ہدایت فرمانا کہ کھانا کھلانا بہترین اسلام ہے واقعہ یہ ہے کہ ایک اہم حکم ہے اور اس میں محتاج کی اعانت کی تمام صورتیں داخل ہیں مثلاً بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ مہمان کی خاطر و مدارات کرنا۔

دوستوں کی دعوت کرنا۔ محتاجوں کو مالی مدد دینا۔ کھانا پکوا کر محلہ یا شہر کے غریبوں کے گھر بھجوانا۔ پیاسوں کو پانی پلانا۔ محتاج بیماروں کی دوا کا انتظام کرنا اور قرضداروں کی اعانت کرنا وغیرہ وغیرہ بلکہ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ضرورت مندوں کے کپڑے کا انتظام کرنا بھی اسی میں شامل ہے۔

جاننے اور نہ جاننے والے اشخاص کو سلام کرنے کی ہدایت بھی ایک اہم ہدایت ہے یعنی شناسا اور غیر شناسا سارے اشخاص کو سلام کرنے سے آپس میں محبت و مودت بڑھتی ہے۔ نفرت و عداوت کے خیالات و جذبات رفع ہوتے ہیں اور خضوع و خشوع کا پہلو نکلتا ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ شعائر اسلام کی اشاعت ہوتی ہے۔ اور مسلمانوں کے درمیان اس سے اتحاد و اتفاق بڑھتا ہے۔

حضورؐ نے اس ارشاد میں اسلام کی صرف دو خصلتوں کا ذکر فرمایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہجرت کے بعد انہیں دو باتوں کی زیادہ ضرورت تھی مکہ سے جو مسلمان ہجرت کر کے آئے تھے ان میں سے بہت سے مفلس و نقیر تھے اور ضرورت تھی کہ ان سے پوری پوری ہمدردی کی جائے حضورؐ نے انصار کو اخوت اور اعانت پر آمادہ کیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انصار نے مہاجرین کو اپنے حقیقی بھائیوں کی طرح رکھا اور ان کی پوری پوری مدد کی۔

حدیث نمبر ۲۹ میں ہم بھوکوں کو کھانا کھلانے کی پوری تشریح کر چکے ہیں اس سلسلہ میں اس کو بھی دیکھ لینا چاہئے۔

(۴۸)
سرگوشی یا خفیہ گفتگو کے آداب

عن عبد اللہ بن عمرؓ	عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں حضورؐ
ان رسول اللہ قال	نے فرمایا ہے کہ جب کہ تین آدمی ساتھ
اذا کانوا ثلاثۃ۔ وفی	ہوں تو ایک کو چھوڑ کر دو آدمی سر
روایۃ لمسلم۔ اذا کان	گوشی یعنی رازداری خفیہ باتیں نہ کریں
ثلاثۃ فلا یتناجی اثنان	اور ایک روایت میں یوں ہے کہ
دون الثالث۔ وفی روایۃ	جب کہ تم تین آدمی ساتھ ہو تو
اخریٰ۔ اذا کنتم ثلاثۃ	ایک کو چھوڑ کر دو آدمی خفیہ باتیں
فلا یتناجی رجلان	نہ کریں اس وقت تک کہ سب
دون الآخر حتی تختلطوا	کے سب بہت سے آدمیوں میں
بالناس اجل ان ذلک یحزنہ	شامل نہ ہو جائیں اس لیے کہ ایسا
وفی روایۃ یتناجی	کرنے سے تیسرے آدمی کو رنج
(رواہ البخاری ومسلم)	ہوتا ہے!!

تشریح الفاظ مناجات۔ راز کی یا خفیہ باتیں کرنا اصل معنی اس کے کسی بلند جگہ تخلیہ میں گفتگو کرنا ہیں اور بعض کہتے ہیں اصل اس کی نجات ہے چونکہ تخلیہ میں اکثر کسی مشکل سے نجات وخلاص کی گفتگو ہوتی ہے اسلئے اس گفتگو کو مناجات کہتے ہیں۔ اجل اس جرم یا قصور کو اجل کہتے ہیں جس کے نتیجہ کا خوف قریب وقت میں ہو اس موقع پر سبب کے معنے ہیں۔

تشریح معانی۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا اذا تنا	مومنو! تم باہم سرگوشیاں کرو تو
جیتم فلا تتناجوا با	معصیت کرنے حد سے بڑھنے اور
الاثم والعدوان و	رسول کی نافرمانی کرنے کے لیے
معصیۃ الرسول۔	سرگوشیاں نہ کرو۔ نیکی اور پرہیز
وتناجوا بالبر والتقویٰ	گاری کے لیے سرگوشیاں کرو۔
واتقوا اللہ الذی الیہ	اللہ سے ڈرو جس کے پاس تمہیں
تحشرون۔ انما النجویٰ	جانا ہے۔ سرگوشی شیطان کی
من الشیطان لیحزن	حرکت ہے کہ اس سے ایمان
الذین آمنوا ولیس	والے غمناک ہوں لیکن کسی کی
بضارھم شیئاً	سرگوشی انہیں بے اجازت اللہ
الا باذن اللہ وعلی اللہ	کے کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ اللہ
فلیتوکل المومنون ہ	ہی پر ایمان والے بھروسہ کرتے ہیں

اس آیت میں خداوند تعالےٰ نے ہم کو اس سرگوشی سے منع فرمایا ہے جس میں کسی قسم کا ضرر ہو یا کسی قسم کو ضرر پہنچانا مقصود ہو اس حکم کی بناء پر ہم کو چاہئے کہ ہم ایسے جرائم یا معاصی پر سرگوشی نہ کریں جن کا ضرر دوسروں کو بعد میں اور ہم کو سب سے پہلے پہنچتا ہے یعنی جب ہم کسی جرم یا ممنوع فعل کے ارتکاب پر سرگوشی یا خفیہ مشورہ کرتے ہیں تو ہم سے خدا کی رحمت دور اور بہت دور ہو جاتی ہے اور ہمارے لئے یہ سب سے بڑا ضرر ہے۔

اور ہم کو چاہئے کہ ہم ایسے امور پر بھی خفیہ مشورہ نہ کریں جو ہماری ذات خاص سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کا ضرر ہماری ذات کو پہنچتا ہے مثلاً تقریبات شادی وغیرہ میں اسراف کھانے پینے میں فضول خرچی۔ اور کپڑے بنانے میں اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کرنا وغیرہ کہ اس کا ضرر اپنی ذات کو پہنچتا ہے اور اس قسم کے اسراف سے انسان کی مالی حالت بہت خراب ہو جاتی ہے

اور ہم کو چاہئے کہ ہم ایسے امور پر بھی خفیہ مشورہ نہ کریں جن کے شر سے اول دوسرے آدمیوں کو ضرر و نقصان پہنچے اور پھر ہماری ذات کو بھی مثلاً زنا۔ قتل۔ چوری۔ اور غصب وغیرہ کہ ان امور سے اول دوسروں کی عزت کو صدمہ پہنچتا ہے اور جانی و مالی نقصان ہوتا ہے اور پھر اس کا وبال ان پر بھی پڑتا ہے جنہوں نے ان کا ارتکاب

ملفوظات باقی باللہ

ایک اہم اور معرکۃ الآرا کتاب جس میں زبدۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ غریب نواز ثانی فی اللہ حضرت باقی باللہ کے ملفوظات تصوف کی نادر اور قلمی کتابوں سے اخذ کیے گئے

(جامع سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

اور صرف شیخ ممدوح ہی کو یہ عزت حاصل تھی کہ وہ جلوت و خلوت میں یکساں حضرت خواجہ رح کی صحبت میں بے تکلیف تھے حضرت خواجہ رح کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے سے پہلے شیخ تاج الدین رح تصوف کی تمام منازل طے کر چکے تھے اور سلسلہ عشقیہ میں اپنے پیر سے اجازت و رخصت بھی حاصل کر چکے تھے حضرت خواجہ رح کے ایک مرید نے حضرت خواجہ رح کو شیخ تاج الدین رح کے کمالات سے آگاہ کیا اور توجہ دلائی کہ ایک گرامی نامہ ان کو لکھا جائے حضرت خواجہ رح نے اپنی ذاتی بصیرت اور روحانی قوت سے کام لیا اور شیخ تاج الدین رح کی باطنی حالت کو جانچ کر اپنے حلقہ کے لیے ان کی ذات کو مفید و ضروری سمجھا اور ایک گرامی نامہ ان کے نام لکھا جس کے بعض الفاظ یہ ہیں کہ: "مملکت (تصوف) کے سرگرداں محمد باقی کو راہ معرفت کے سالکوں اور خداوند تعالےٰ کی طرف متوجہ رہنے والوں کی قدم بوسی کا بہت شوق ہے حاجتوں کو پورا کرنے والا بزرگ و برتر خدا آسانی کے ساتھ اس کے اس شوق کو پورا فرمائے۔ میں نے سنا ہے آپ چند روز سے خواجہ حسام الدین احمد کے مکان میں رونق افروز ہیں بعض دوستوں کے بیان سے "پھر اپنے عجز اور درماندگی سے یہ محسوس ہوا کہ گویا قبض اور بسط کی حالت باہم مل گئی ہے اس عریضہ سے مقصود صرف اپنے باطن کی خرابی اور حیرانی کا ظاہر کرنا ہے ممکن ہے کسی بندۂ خدا کو ترس آ جائے اور وہ ہمارے حق میں ہمت اور توجہ سے کام لے (واقعہ یہ ہے کہ) برگزیدہ لوگوں کی توجہ و عنایت ہی تمام سعادتوں کا مجموعہ ہے یہی توجہ دور افتادوں کو راہ راست پر لاتی اور مستور اشخاص کو معرفت سکھاتی ہے خصوصاً اس وقت جب کہ یہ توجہ صحبت کے ساتھ جمع ہو جائے"۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ رح کے اس گرامی نامہ سے شیخ تاج الدین رح بہت متاثر ہوئے اور خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر طریق نقشبندیہ کے کمالات کو حاصل کرنا شروع کیا اور بہت تھوڑے عرصہ میں کامل ہو گئے پھر حضرت خواجہ رح کی نسبت نے اس قدر غلبہ حاصل کیا کہ حضرت خواجہ رح کے سوا اور کسی نسبت کی طرف بہت کم توجہ کی حضرت خواجہ رح کی نظر میں شیخ تاج الدین کی بڑی عزت تھی اور حضرت خواجہ رح کے تمام مرید اور خلفاء اس عزت و عظمت پر رشک کیا کرتے تھے۔

(۲۵۸)

ایک مرید کو خاص ہدایت

شیخ تاج الدین رح حضرت خواجہ رح کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے سے پہلے سلوک کی بہت سی منازل دوسرے طریقوں میں طے کر چکے تھے۔ اور ارباب سلوک میں ایک خاص درجہ رکھتے تھے حضرت خواجہ رح کی توجہ سے شیخ ممدوح سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے اور حضرت خواجہ رح نے ان کو بہت جلد کمال کے درجہ پر پہنچا دیا۔ شیخ ممدوح سنبھل میں رہتے تھے اور سلوک کی تعلیم میں مشغول تھے انہیں ایام میں ایک مرتبہ شیخ ممدوح پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی جس کو مستی بیخودی اور بے نیازی سے تعبیر کر سکتے ہیں انہیں ایام میں شیخ ممدوح نے اپنے حلقہ ارادت کے افراد کو سلسلہ نقشبندیہ کے خلاف دوسرے طریقوں کی تعلیم دینی شروع کر دی اور اس معاملہ میں حضرت خواجہ رح سے استمزاج یا اجازت کی ضرورت نہ سمجھی حضرت خواجہ رح کو اس کی اطلاع ہوئی تو گونہ رنج ہوا اور ہدایت و انتباہ کے لیے شیخ ممدوح کو ایک خط لکھا جس کے خاص الفاظ یہ ہیں کہ

"فقیر کو خواب میں ایسا معلوم ہوا ہے کہ آپ کا باطن ایک طرح فقیر کا نافرمان اور سرکش ہے۔ اس خواب کے بعد اگرچہ آپ یہاں آئے تھے لیکن فقیر نے شرم کے سبب اس کا ذکر مناسب نہ سمجھا اور یہ خیال کر لیا کہ مقصود تو حق تعالےٰ کی ذات ہے ہمارا واسطہ درمیان نہ ہو تو کیا جرم ہے لیکن اب یہ خیال ہوا کہ اللہ تعالےٰ کی عادت اور طریقہ میں واسطہ اور برزخ معتبر چیز ہے۔ باقی آئندہ"

سالکان طریقت

(مقامات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لیے لکھی گئی)

(از سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۱۹۵)
بندوں کا سلوک بندوں کے ساتھ

بیان کیا جاتا ہے حضرت شیخ ابراہیم بن ادہم رح ایک شخص کے قریب سے گذرے جو شراب کے نشہ میں مدہوش راستہ کے کنارے پڑا تھا۔ اور اس کے قریب کھڑے ہو کر فرمایا۔ "جو زبان خدا کے ذکر میں مشغول رہنی چاہیے اس پر یہ کیا آفت نازل ہوئی کہ وہ خاموش اور ذکر الٰہی سے غافل ہے" یہ کہہ کر حضرت ابراہیم بن ادہم برتن میں پانی لائے اور اس مدہوش شخص کی زبان کو خوب پانی سے دھویا اتنے میں اس شخص کو ہوش آگیا۔ اور اس نے واقعہ دریافت کیا حضرت ابراہیم بن ادہم نے ماجرا سنایا اس شخص نے اپنے ناشائستہ افعال سے توبہ کی اور خدا نے اس کی توبہ کو قبول و پسند کیا اور وہ بہت متقی شخص بن گیا اس واقعہ کے بعد حضرت ابراہیم بن ادہم رح نے خواب میں ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ "ابراہیم! تو نے ہمارے لیے اس شخص کے منہ کو پاک کیا تھا ہم نے تیری خوشی کے لیے اس کا دل پاک کر دیا۔"

(۱۹۶)
ایک ولی کو خاص درجہ کیوں کر ملا

بشر بن حارث رح کہتے ہیں مجھ سے ایک مرتبہ ایک شخص نے یہ پوچھا کہ "کونسا ایسا واقعہ پیش آیا تھا جس نے اولیاء اللہ کے درمیان آپ کے نام کو اس قدر مشہور کر دیا کہ گویا آپ کو نبوت کا درجہ مل گیا۔" بشر بن حارث رح کا بیان ہے کہ اس کے جواب میں۔ میں نے یہ کہا کہ: ابتدا ء حال میں میں ایک نہایت چالاک عیار اور خود پسند آدمی تھا ایک روز انھیں ایام میں۔ میں کہیں جا رہا تھا کہ راستہ میں مجھ کو ایک کاغذ پڑا ہوا ملا میں نے اس کو اٹھا کر دیکھا تو اس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا۔ میں نے ان حروف کو چوما اور پھر کاغذ کو جیب میں رکھ لیا اور آگے روانہ ہوا اس وقت میری جیب میں صرف دو درہم (تقریباً سات آنہ) تھے میں نے ان کی خوشبو عطار کی دوکان سے خریدی اور کاغذ کو خوشبو کی دھونی دے کر اور خوشبو لگا کر احتیاط سے گھر میں رکھ دیا رات کو سویا تو خواب میں کسی شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا اے بشر بن حارث! تو نے ہمارے نام کو خوشبو پہنچائی ہم بھی تیرے نام کو دنیا و آخرت میں خوشبودار کر دیں گے (یعنی مشہور کر دیں گے)" اسی واقعہ کے سلسلہ میں ایک اور یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ منصور بن عمار رح مشہور واعظ و خطیب کی توبہ کا سبب بھی ایک کاغذ کا ٹکڑا ہی ہوا تھا یعنی راستہ چلتے ان کو کاغذ کا ایک ٹکڑا پڑا ملا تھا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی تھی منصور رح نے اس کاغذ کو اٹھا لیا اور چاہا کہ کسی پاک و مناسب جگہ پر اس کو رکھ دیں۔ لیکن کوئی بہتر جگہ ان کو نہ ملی آخر انہوں نے اس کاغذ کو منہ میں رکھا اور نگل لیا۔ رات کو خواب میں کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا منصور! تو نے اس کاغذ کا جس پر خدا کا نام لکھا ہوا تھا پورا پورا احترام کیا اور اس کے صلہ میں خداوند تعالےٰ نے تیرے لیے علم و حکمت کے دروازوں کو کھول دیا۔"

(۱۹۷)
بشر حافی رح کا ایک خاص واقعہ

بیان کیا جاتا ہے مشہور بزرگ حضرت بشر حافی کا ابتدائی عہد نہایت آزادانہ تھا گھر میں احباب جمع ہوتے شراب لنڈھاتے اور حسین و جمیل لونڈیوں کا گانا سنتے ایک روز دور شراب جاری تھا اور گانا ہو رہا تھا کہ ایک بزرگ دروازہ پر آئے اور دستک دی ایک لونڈی دروازہ پر پہنچی بزرگ نے اس سے پوچھا "یہ گھر کسی آزاد انسان کا ہے یا غلام کا" لونڈی نے کہا "آزاد انسان کا" بزرگ نے کہا۔ "تو نے سچ کہا اگر گھر کا مالک غلام ہوتا تو غلامی کے طریقوں سے واقف ہوتا اور اس لہو و لعب کو کبھی پسند نہ کرتا" حضرت بشر حافی رح نے بزرگ اور لونڈی کے چند الفاظ سن لیے اور ننگے سر ننگے پاؤں دروازے کی طرف دوڑے اتنے میں وہ بزرگ چلے گئے اور لونڈی واپس آتی ہوئی ملی بشر حافی رح نے لونڈی سے پوچھا "بدنصیب! تو کس سے باتیں کر رہی تھی" لونڈی نے تمام واقعہ سنایا۔ اور جو کچھ بزرگ نے کہا تھا اس سے آگاہ کیا۔ باقی آئندہ

شرح دیوان حافظ رح

از معاون مدیر

تشریح:۔ عاشق کے دل میں نہ تو محبوب کے سرخ رخساروں اور لبوں سے عشق پیدا ہوتا ہے اور نہ محبوب کے خط سبز سے بلکہ وہ چیز تو کوئی اور ہی لطیف چیز ہے جس کی کیفیت نہ تو زبان سے بیان ہو سکتی ہے اور نہ تحریر میں آ سکتی ہے اہل سلوک کے نزدیک محبت ذات اصل چیز ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جس کا تعلق علاوہ سے نہیں دل سے ہے اسی قلبی یا روحانی تعلق کو حافظ رح نے غالباً لطیفہ نہانی سے تعبیر کیا ہے

جمال شخص نہ چشم است و زلف و عارض و خال
ہزار نکتہ دریں کار و بار دلداری است

ترجمہ:۔ انسان کا حسن نہ تو آنکھ پر موقوف ہے نہ زلف، عارض اور خال پر بلکہ دلداری کے کاروبار میں ہزاروں نکتے ہیں

تشریح:۔ انسان کا ظاہری حسن کوئی حقیقت نہیں رکھتا عشق و محبت کی راہ میں ظاہری خوبیاں بیکار چیزیں ہیں سالک کو چاہئے کہ وہ باطنی محاسن پیدا کرے اور روحانی خوبیوں کے درجات کو حاصل کرے کہ وہ بے شمار ہیں اس شعر میں حافظ رح نے ظاہر پرستی اور نمائشی پرہیزگاری کی مذمت کی ہے اور بتایا ہے کہ سلوک کے مراتب اس طرح حاصل نہیں ہوتے کہ صوفیانہ وضع اور نمائشی پارسائی اختیار کر لی جائے اور منازل سلوک کو طے نہ کیا جائے۔ یہ حافظ رح نے یہ بھی بتایا ہے کہ لوگ ظاہر پرستوں سے بچیں اور ان کی صوفیانہ وضع اور ظاہری پارسائی کے دھوکہ میں آ کر نقصان نہ اٹھائیں۔

واقعہ یہ ہے کہ عشق و محبت کی راہ انتہائی خطرناک اور دشوار گزار ہے اس کو وہی لوگ طے کرتے ہیں جن کے دل میں محبوب کی بے لوث محبت ہے وہ لوگ ہرگز اس راہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے جو نمائش پسند ہیں۔

آستان تو مشکل توان رسید آرے
عروج بر فلک سروری بدشواری است

ترجمہ:۔ محبوب تیرے آستان تک پہنچنا بہت ہی مشکل ہے اور ہونا چاہئے اس لیے کہ سرداری کے فلک پر چڑھنا آسان کام نہیں ہے۔

تشریح: محبوب کی چوکھٹ حقیقت میں سرداری کا آسمان ہے اور اس بلندی تک پہنچنا ہر ایک کا کام نہیں ہے صرف وہی لوگ اس منزل کو حاصل کر سکتے ہیں جو باقاعدہ راستہ کو طے کریں اور ہمت و قوت سے کام لیں۔

رہروان طریقت بہ نیم جو نخرند
قبائے اطلس آنکس کہ از ہنر عاری است

ترجمہ:۔ طریقت کی منازل طے کرنے والے آدھے جو کے عوض بھی اس شخص کی قبائے اطلس کو نہیں خریدتے جو کہ ہنر سے خالی ہے۔

تشریح:۔ جو لوگ ہنر سے خالی ہیں یعنی ان کے دل میں محبت الٰہی نہیں ہے ان کی ریشمی قبا یعنی ظاہری محاسن کو اہل سلوک آدھے جو کے عوض بھی نہیں خریدتے مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دل میں محبت نہیں رکھتے ہیں اہل سلوک کے نزدیک وہ بے حقیقت انسان ہیں اور ان کی حیثیت ان کی نظر میں گھاس کے تنکے کے برابر بھی نہیں ہے۔

دلش بنالہ میازار و ختم کن حافظ
کہ رستگاری جاوید در کم آزاری است

ترجمہ:۔ نالہ و زاری سے اس کے دل کو اذیت نہ پہنچا اور اپنے بیان کو حافظ ختم کر دے اس لیے کہ دائمی نجات کم اذیت پہنچانے میں ہے۔

تشریح:۔ حافظ طول کلامی۔ فضول باتوں۔ یا ضرر رساں گفتگو سے لوگوں کو تکلیف نہ پہنچا۔ اور منہ پر مہر خاموشی لگا لے اس لیے کہ دائمی نجات کم اذیت پہنچانے میں ہے اس شعر میں حافظ رح نے بتایا ہے کہ لوگوں کو زبان سے تکلیف پہنچانا بہت ہی برا ہے یہ گویا اس حدیث کا ترجمہ ہے کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ (مسلمان وہ شخص ہے جس کی زبان (کے نشتروں) سے لوگ محفوظ رہیں ایک اور بزرگ کا قول ہے کہ من کل لسانہ فقد نجا (جس شخص کی زبان گنگ ہو گئی اس نے نجات پالی واقعہ یہی ہے سچا مسلمان وہی ہے جو اپنی زبان کو قابو میں رکھے اور اپنے مسلمان بھائیوں کو زبان کے تیز نشتروں سے زخمی نہ کرے۔

اگرچہ عرض ہنر پیش یار بے ادبی است
زبان خموش ولیکن دہان پر از عربی است

(باقی آئندہ)

شرح مثنوی مولانا روم

(از معاون مدیر)

تشریح:- ان اشعار میں مریدوں نے اپنی بے بضاعتی اور بے حقیقتی کو ظاہر کیا ہے یعنی یہ بتایا ہے کہ ہم اس قدر حقیر اور بے حقیقت ہیں کہ آپ کے سامنے ہم اپنے آپ کو ہم بھی نہیں کہہ سکتے گویا ہمارا وجود ہی نہیں ہے اور آپ ذات مطلق یعنی وجود کامل ہیں اگرچہ ظاہر ہم فانی دکھائی دیتے ہیں یعنی ظاہر ہم فانی نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں آپ وجود کامل رکھتے ہیں۔

آخری شعر میں مولانا نے یہ بھی بتایا ہے کہ انسان ظاہری ہستی کو حقیقی ہستی خیال کرتا ہے اور حقیقی ہستی کو خیالی اور موہوم سمجھتا ہے یہ بڑی غلطی ہے پھر اس شعر سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انسان اپنی موہوم ہستی پر تو نظر رکھتا ہے اور حق تعالےٰ کی ہستی پر غور نہیں کرتا کہ اس کو اس سے خاص کیفیت حاصل ہو۔

ما ہمہ شیراں ولے شیر علم   حملہ شان از باد باشد دم بدم

ترجمہ:- ہم سب شیر کے مانند ہیں کونسا شیر جو علم (جھنڈے کے کپڑے (پرچم) پر بنا ہوتا ہے کہ اس کا حملہ بار بار ہوا سے ہوتا ہے۔

تشریح:- ہم پرچم کی شیر کی تصویر کے مانند ہیں، جو ہر وقت ہوا سے لہراتا اور حملہ کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے شیر کا حرکت کرنا یا حملہ کرنا تو نظر آتا ہے لیکن ہوا نظر نہیں آتی مطلب یہ کہ ہم شیر پرچم ہیں ہم کو ہوا حرکت دیتی ہے خود حرکت نہیں کرتا ہم کو بھی گویا آپ حرکت دیتے ہیں اگرچہ ہوا کی مانند آپ حرکت دیتے ہوئے نظر نہیں آتے توحید باری کی دلیل بھی اس شعر سے نکلتی ہے۔ خداوند تعالےٰ نظر نہیں آتا لیکن بندوں کو جو چیز حرکت میں لاتی ہے وہ اسی کی ذات ہے۔

حملہ شان پیدا و ناپیدا ست باد   آنکہ ناپیدا است ہرگز کم مباد

ترجمہ:- ہمارا حملہ (یا حرکت کرنا) ظاہر ہے لیکن ہوا موجود نظر نہیں آتی جو چیز موجود نظر نہیں آتی وہ کبھی کم نہ ہو۔

تشریح:- پرچم اگرچہ موجود ہے لیکن حقیقت میں کوئی ہستی نہیں رکھتا اور ہوا اگرچہ نظر نہیں آتی لیکن موجود ہے مطلب یہ ہے کہ ہمارے تمام کام وجود باری کے سامنے نیست و معدوم ہیں اگرچہ موجود محسوس ہوتے ہیں اور خداوند تعالےٰ کا وجود اگرچہ محسوس نہیں ہوتا یا اس کی جانب توجہ نہیں کی جاتی ہے لیکن حقیقت میں وہ موجود و موثر ہے مولانا رح نے آخری مصرعہ میں یہ دعا کی ہے کہ جو چیز نظر نہیں آتی یعنی خدا کا موجود و موثر ہونا ہمارے قلوب سے کبھی کم نہ ہو اور اس کی حقیقت سے ہمارے دل آشنا ہوجائیں۔

باد ما و بود ما از داد تست   ہستی ما جملہ از ایجاد تست

ترجمہ:- ہماری ہوا (یعنی سانس یا زندگی) اور ہماری ہستی کا وجود یہ سب آپ کا عطیہ ہے اور ہماری سب کی یا ہماری ساری ہستی آپ کی ایجاد کی ہوئی ہے۔

تشریح:- یہ شعر گویا اس ارشاد باری تعالےٰ کی تفسیر ہے کہ خلق الانسان وعلمہ البیان یعنی خدا نے انسان کو پیدا کیا اور پھر اس کو بیان سکھایا۔ مطلب یہ ہے کہ ہم میں جو کچھ پایا جاتا ہے وہ سب خدا کا عطیہ ہے۔ وہی موجد اور معطی ہے

لذت ہستی نمودی نیست را   عاشق خود کردہ بودی نیست را

ترجمہ:- تو ہی نے نیست کو ہستی کی لذت سے آشنا کیا اور پھر اس نیست کو اپنا عاشق بھی بنا لیا۔

تشریح:- یعنی اے بزرگ و برتر خدا تو ہی نے نیست (یعنی غیر موجود انسان) کو ہستی کی لذت چکھائی یعنی انسان کو عدم سے وجود میں لایا اور پھر عدم ہی میں اس کو اپنا عاشق بھی بنایا آخری مصرعہ گویا تفسیر ہے۔ اس آیت کی کہ الست بربکم۔ قالوا بلے یعنی ازل میں خدا نے انسانی روحوں کی مخاطب کرکے کہا "کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں"؟ روحوں نے کہا "بیشک آپ ہمارے پروردگار ہیں" دوسرے الفاظ میں یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اے پروردگار تو نے ایجاد کے بعد نیست یعنی ممکن چیز کو . . . . خیالی ہستی کی لذت کا ذائقہ چکھایا تاکہ وہ اپنے وجود کو دیکھ کر خوش ہو اور پھر اس نیست کو اپنا عاشق بنایا یعنی اپنی محبت اس کے دل میں ڈال دی کہ اس نے ہستی کو ذوق محبت میں بھلا دیا اور نیست کو ترجیح دی۔

لذت انعام خود را وا مگیر   نقل و بادہ و جام خود را وا مگیر

ترجمہ:- اپنے انعام کی لذت کو واپس نہ لے اور (محبت و معرفت) کے جو نقل۔ شراب اور جام تو نے دئے ہیں ان کو ہم سے نہ لے۔

تشریح:- یعنی ہم کو اے خدا تو نے ہستی کا جو ذائقہ چکھایا ہے اور ازل میں اپنا عاشق بنایا تھا۔   باقی آئندہ

مذہبی معلومات

کتاب اسلامی معاشیات

(جناب مولانا سید مناظر احسن صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ)

سلسلہ کے لیے رمضان المبارک کا پیشوا ملاحظہ فرمائیے

ن لا فضیلۃ فی امتناع اکلھا (ص ۵۲، جلد ۲) جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا ہے ان کے کھانے سے پرہیز کرنے میں کسی قسم کی کوئی فضیلت حاصل نہیں ہوتی۔

اور سچ تو یہ ہے کہ جب شاہی[1] ساز و سامان کو بھی قرآن انسانیت کے ارتقاء کی آخری منزل یعنی "نبوت" کے منافی نہیں خیال کرتا، باوجود پیغمبر اور خدا کے رسول ہونے کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق مختلف مقامات میں شیش محل، عرش و تخت و کرسی، محاریب و تماثیل قدور راسیات (بڑی بڑی دیگیں)، صافنات الجیاد (قیمتی گھوڑے) ہر قسم کے بنا (معمار)، غواص (غوطہ زن) جنود (افواج) سب ہی چیزوں کا ذکر کرتا ہے۔ اور ان تمام امور کو قرب الٰہی کے مقامات عالیہ کے منافی نہیں قرار دیتا، تو پھر مجھے ان پر تعجب نہیں ہے جو اپنے جہل کی وجہ سے بعض مسلمانوں کے طرز عمل کو دیکھ کر اسلام کو بھی ایک قسم کا راہبانہ مذہب قرار دینا چاہتے ہیں، بلکہ حیرت ان پر ہے جو چاہنے

[1] یورپ والوں کا ایک گروہ جسے اپنی یورپ زدگی کا احساس بھی نہیں ہے، کچھ دنوں سے اس قسم کے خیالات پھیلا رہا ہے کہ بادشاہی یا ملوکیت کا اسلام سخت مخالف ہے اور اسی لیے تیس سال عہد خلافت راشدہ کے بعد اس کا خیال ہے تیرہ سو سال تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اپنے پیغمبر کی باغی رہی ہے یا دوسرے لفظوں میں نبوت ناکام رہی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ تیرہ سو سال کے مقابلہ میں تیس سال کی وہ بھی بمشکل کامیابی قرار پا سکتی ہے؟ لیکن وہ قرآن کے سلیمانی قصص کا کیا جواب دیتے ہیں یا اسرائیلیوں پر احسان جتلاتے ہوئے "جعلکم ملوکا" کو بھی خدا کا احسان ٹھہرایا گیا ہے۔ نظریہ ملوکیت اگر

کے باوجود "اسلام میں رہبانیت نہیں ہے" اسی مہمل دعوی کے ثبوت میں اپنا وقت ضائع کرتے ہیں، اور بعض کمزور ضعیف روایتوں سے استدلال کرتے گویا یہ، ورنکراتے ہیں کہ خدا نخواستہ اگر یہ چند حکایتیں صحیح ہیں تو اعتراض کرنے والوں کا اعتراض باقی رہ جاتا ہے میرے خیال میں تو اسلام رہبانیت نہیں ہے اس کو دعوی قرار دے کر دلیل پیش کرنے کی زحمت اٹھانی ایسی بات ہے جیسے کوئی دعوی کرے کہ روشنی تاریکی نہیں ہے۔ اور اس پر استدلال کے لیے بھی تیار ہو جائے ایسوں کے لیے جو اسلام کی طرف رہبانیت کو کسی نہ کسی حیثیت سے منسوب کرنا چاہتے ہیں، ان کے خیال کی تردید کے لیے قرآن جہاں سے کھول کر دکھا دیا جائے، غالباً یہ کافی ہوسکتا ہے جس کتاب کی جو بڑی تعلیم ہی اس پر مبنی ہو کہ قدرت نے جو کچھ پیدا کیا ہے، انسان کے لیے پیدا کیا ہے، اور اس نظریہ کو مختلف پیرایوں بار بار ہر تھوڑی دیر کے بعد دہرایا گیا ہو، اس کے متعلق ایک لمحہ کے لیے "معاش گریز" خیال کا اندیشہ کیا جائز ہوسکتا ہے؟ اگر اس کا ارادہ کیا جائے کہ قرآن نے تفصیلاً کن کن چیزوں کے افادی پہلوؤں سے استفادہ کی طرف انسانی فطرت کو ابھارا ہے، تو شاید یہ مبالغہ نہ ہوگا، کہ قرآن کے ایک تہائی حصہ کو نقل کرنا پڑے گا، بر و بحر، شجر و حجر، سفلیات و علویات میں آخر ایسی کونسی اہم چیز ہے جس کے افادی پہلوؤں کی طرف قرآن نے صراحۃً یا کنایۃً اشارہ نہیں کیا ہے، انسان ان چیزوں سے اپنی معاشی سہولتوں کے حصول میں جن جن طریقوں سے کام لیتا رہا ہے اور لے رہا ہے، اگر غور کیا جائے تو قرآن باوجودیکہ کوئی خالص معاشی کتاب نہیں ہے لیکن پھر بھی ان طریقوں کی طویل فہرست قرآنی آیات کی روشنی میں بآسانی مرتب ہوسکتی ہے، مثلاً زراعت، باغبانی، شکار کے مختلف طریقے، یعنی آلات جیلی سے شکار، شکاری کتوں، شکاری پرندوں، (باز بہری وغیرہ) سے شکار، خشکی کے شکار، دریا جانوروں کا شکار، مویشیوں کی پرورش، بری، بحری جانوروں پرندوں کے مختلف اجزاء، گوشت، کھال، اون، بال، دودھ، شہد وغیرہ سے استفادہ، استفادہ کی مختلف توعیتیں، تجارت، تجارت

غلط ہے تو ان کو ان آیتوں کی کوئی نئی تفسیر تیار کرنی چاہیے، پس سچ یہ ہے کہ جمہوریت ہو یا ملوکیت اس کا حال وہی شاعری کا ہے حسنہ حسن وقبیحہ قبیح، اچھی شاعری اچھی چیز ہے، بری شاعری بری چیز ہے اور بھلائی و برائی کا معیار یورپ نہ تھا، قرآن ہے، انشاء اللہ ایک اور کتاب میں اس پر تفصیلی بحث ہوگی۔ ۱۲

کے سلسلہ میں حیوانی وغیر حیوانی بری وبحری سواریوں کے ذریعہ سے مواصلات وحمل ونقل کی سہولتوں کا ذکر، صنعت وحرفت اور اس کے مختلف بسیط ومرکب سادہ اور پیچیدہ شعبے مثلاً آہن گری، نجاری، زرگری، ظروف سازی، شیشہ سازی، زرہ سازی، پارچہ بافی، معماری، سنگ تراشی، کوہ تراشی، کان کنی، غواصی، مزدوری، مزدوری کی مختلف قسمیں، حکومتی ملازمت، کاروباری تنظیم وغیرہ وغیرہ تقریباً وہ ساری چیزیں جن سے بعض معاشی علماء نے "معاشی تختے" مرتب کرکے اہل علم سے داد حاصل کی ہے، جہاں تک میں خیال کرتا ہوں ان تختوں کی خانہ پری صرف قرآنی آیات سے اگر کوئی کرنا چاہے، تو مشکل ہی سے کوئی خانہ خالی رہ سکتا ہے اگرچہ ظاہر ہے کہ ان امور کی طرف بجائے وحی اور نبوت کے آدمی کی رہنمائی عقل وحواس سے کی گئی ہے اسی لیے قرآنی آیات میں ان کا ذکر جہاں بھی آیا ہے ضمناً آیا ہے تاہم اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ معاشی امور سے قرآن مسلمانوں کو کتنا قریب رکھنا چاہتا ہے علی الخصوص زراعت وباغبانی کے متعلق قرآنی اشارات کی نوعیت ضمنی مباحث سے یقیناً زرا زیادہ نظر آتی ہے، حالانکہ قرآن نے اپنے خطاب کا آغاز جس قوم دور ملک سے شروع کیا، خصوصاً قریش مکہ، ظاہر ہے کہ ان کا ماحول زراعت وغیرہ سے گویا بے تعلق تھا، لیکن باوجود اس کے بار بار مختلف پیرایوں میں قرآن ابر وباد، برق ورعد، لواقح وحاملہ یا مون سونی ہواؤں، بارش اور ان کے ساتھ کسانوں کے جذبات، خوف وطمع کا جو تعلق ہوتا ہے مسلسل ذکر کرتا چلا جاتا ہے۔ لہلہاتی کھیتیوں ہرے بھرے گھنے باغوں ان کے مختلف موسمی حالات کا تذکرہ اس کتاب میں جس

دہرا کر اس طرح کیا گیا ہے کہ بظاہر خیال گذرتا ہے، کہ شاید اس کتاب کا خطاب زیادہ تر ان ہی لوگوں سے ہے جو کاشتکاری اور باغبانی کے پیشوں میں مشغول ہیں لوگوں کا قرآن کے اس اسلوب کے متعلق خواہ کچھ خیال ہو لیکن میرا ذاتی رجحان تو یہی ہے، کہ گویا اس راہ سے مسلمانوں میں انسانی معاش کے اس اہم باب سے گونہ مناسبت[ل] پیدا ہوتی ہے،

خلاصہ یہ ہے کہ قرآنی خطاب کا جو دائرہ ہے رہبانیت جیسی معاش

[ل] بخاری میں ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ آلات کشاورزی کو دیکھ کر حضرت نے فرمایا کہ جس گھر میں یہ داخل ہوتے ہیں وہاں ذلت داخل ہوتی ہے، اور اس قول کو انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کیا، ظاہر ہے کہ گھروں میں آلات کشاورزی یا مویشی وغیرہ جن سے گندگی پیدا ہوتی ہے، ان کے داخل کرنے کی اس میں ممانعت ہے اس زمانہ میں یہود کا یہ دستور تھا کہ وہ باغوں اور کھیتوں میں کام کرتے تھے اور جیسے ہندوستان کے ہندوؤں کا قاعدہ ہے کہ ان کے کسان بیل، گائے گوبر، سڑے پتے کھیتوں کی ساری غلاظتیں اپنے گھروں کے آگے اور ارد گرد پھیلائے رکھتے ہیں حتیٰ کہ زمین تک گوبر سے لیپتے ہیں بظاہر کاشتکاروں کے اس عام عارضہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، دوسری حدیث میں بھی ہے کہ آپ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ اپنے افنیہ (آنگنوں) کو پاک صاف رکھو، یہود کے جیسا نہ بنا دو، قرآن میں "زارعون" کو حق تعالیٰ نے اپنی صفت بتائی ہے، کیا اس سے متصف ہونے والا ذلیل ہو سکتا ہے؟ خلیفہ اسلام کا ایک بڑا طبقہ زراعت کو تمام معاشی

گریز زندگی والے ہیں نہیں سمجھتا کہ اپنے لیے اس دائرہ میں کہاں گنجایش نکال سکتے ہیں، صرف یہی نہیں کہ معاشی زندگی کا جو نقشہ قرآن نے پیش کیا ہے اسی میں ان کے لیے گنجائش نہیں ہے، بلکہ خود قرآن نے اس غیر فطری مسلک کے متعلق جس تاریخی حقیقت کا انکشاف کیا ہے، اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی جس قوم کو جس زمانہ میں جو دین بھی دیا گیا، کسی دین میں بھی اس مسلک کا مطالبہ خدا کی طرف سے کبھی نہیں کیا گیا، گویا "رہبانیت" کی صفت صرف اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ بنی آدم کو خدا کی طرف سے جو دین بھی ملا ہے کسی میں اس کی گنجایش نہیں رکھی گئی ہے، قرآن میں اس مسلک کے متعلق

رھبانیۃ ابتدعوھا	رہبانیت جسے انھوں نے خود تراش لیا
ما کتبناھا	ہے نہیں فرض کیا ہم نے اس کو ان پر
علیھم فما	پھر نگرانی سے کی انھوں نے رہبانیت
رعوھا حق رعایتھا	کے اصولوں کی جیسی نگرانی انھیں کرنی
فاتینا الذین آمنوا منھم	چاہیے تھی پھر دیدی ہم نے ان کے
اجرھم وکثیر منھم	ایمان والوں کو ان کی مزدوری، اور
فاسقون (الحدید ۵۷)	بہتیرے ان کے فساق ہیں۔

اگرچہ گنے چنے چند الفاظ مذکور ہیں، مگر میرے خیال میں مذکورہ بالا عبارت کا ایک ٹکڑا "رہبانیت" کی پوری تاریخ کا حامل ہے مثلاً

پہلا جز "ابتدعوھا" ان لوگوں نے خود تراش لیا ہے، ظاہر ہے کہ رہبانیت کو بجائے کسی دین اور مذہب کے اُن نظریات میں شامل کر دیتا ہے جو براہ راست انسانی فکر و نظر کے مرہون منت ہیں گویا یہ ایک قسم کا فلسفہ ہے، اور مختلف اقوام کے مختلف افراد نے مختلف مالک میں مختلف عوامل و موثرات کے ماتحت کبھی کبھی اپنی زندگی اس تخیل کے تحت گذارنی چاہی ہے، تاریخ اس کی شہادت ادا کرتی ہے۔ کہ یونانیوں اور رومانیوں کے اشراقیین یا رواقیین اسکندریہ والوں کے فلاطونیین ہندوستان کے جوگیوں نے بطور فلسفہ کے ایک مکتب خیال کی شکل میں اس اصول کو قائم کیا۔

دوسرا جز "ما کتبناھا علیھم" (یعنی ہم نے اس نظریۂ حیات کا مطالبہ ان سے کبھی نہیں کیا) جس کا یہی مطلب ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے علم و عمل کا جو نظام بنی آدم کو مذہب اور دین دھرم وغیرہ کے ناموں سے ملتا رہا ہے اس میں اس غیر فطری نظریہ حیات کا کبھی مطالبہ نہیں کیا گیا، اس جزء سے صرف اسلام ہی کی برتری رہبانیت سے ثابت نہیں ہوتی، بلکہ مذہب کی پوری تاریخ سے اس کی بے تعلقی کا اظہار کیا گیا ہے قرآن کی اس آیت کی بنیاد پر ہر مسلمان اس کے ماننے اور یقین کرنے پر مجبور ہے، کہ عیسائی مذہب ہو یا یہودی دین، ابراہیمی ملت ہو یا نوحی دعوت، کسی کو رہبانیت سے کچھ تعلق نہیں ہے، قرآن کے اس تاریخی بیان کو پڑھنے اور ماننے کے بعد بھی ہمیں ان بزرگوں پر تعجب ہوتا ہے، جو کبھی عیسائی کبھی کسی اور دین کے ساتھ اسلام کا مقابلہ کر کے دعوی کرتے ہیں کہ رہبانیت سے بے تعلقی یہ صرف اسلام کی خصوصیت

بقیہ صفحہ ۲۰ کالم ۲: پیشوں پر ترجیح دیتا ہے اگرچہ بعضوں نے تجارت کو بہتر قرار دیا ہے لیکن یہ گفتگو افضلیت میں ہے،

[redacted]

ہے۔ گویا ان کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے کسی دین میں کبھی اس قسم کی زندگی کا مطالبہ کیا گیا تھا، کیا قرآن کے نصِ صریح کی یہ خلاف ورزی نہیں ہے؟

تیسرا جز، فما رعوھا حق رعایتھا یعنی جن لوگوں نے اس خود تراشیدہ فلسفہ کو اصولِ حیات تسلیم کر کے اس کے مطابق زندگی گذارنی چاہی، قرآن کا یہ تاریخی بیان ہے، کہ اس میں جیسا کہ چاہیے تھا، کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکا جس کی وجہ ظاہر ہے، بعض حالات مثلاً کسی شدید ناکامی یا کسی سخت شخصی یا اجتماعی حادثہ سے متاثر ہو کر بعض زود اثر شدید الانفعال نفوس دنیا اور دنیاوی تعلقات سے دل کو سرد کر کے اس قسم کی خیالی صرف خیالی زندگی کا نقشہ طے کرنے کی حد تک تو طے کر لیتے ہیں، لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو جن فطری قوانین میں آدمی کی جبلت جکڑی ہوئی ہے، محسوس ہوتا ہے کہ ان قوانین سے مسلسل جنگ میں انھوں نے اپنے آپ کو مبتلا کر لیا ہے کہ قدرت سے جنگ چھیڑ دینے کے بعد مسکین انسان کامیابی کی توقع کر سکتا ہے۔ کاملِ استقلال، ورضد سے بھی اگر کام لیا جائے، پھر بھی پوری کامیابی قطعاً ناممکن ہے، اور یہی خبر قرآن ان کے متعلق دیتا ہے۔

چوتھا جزو، فاتینا الذین آمنوا منھم اجرھم یعنی ان میں جو ایمان والے ہیں، ان کو اپنی مزدوری مل جاتی ہے لیکن اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا جن ضروری شقتوں کو وہ برداشت کرتے ہیں، اس میں جس حد تک کامیابی ہوتی ہے، اس کی مزدوری ان کو مل جاتی ہے، بہ ظاہر یہی خیال گذرتا ہے، لیکن اگر واقعی قرآن کا یہی مطلب ہوتا، تو چاہیے تھا کہ الذین آمنوا (یعنی ان میں جو ایمان والے ہیں) کی جگہ کچھ اس قسم کی عبارت ہوتی کہ ان میں جن لوگوں نے اس اصول کی نگرانی کی یعنی "الذین رعوا" انھیں ان کا اجر دے دیا، مگر جب یہ اسلوب یہاں نہیں اختیار کیا گیا، تو یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ ان لوگوں کو صرف اپنے ایمان کا معاوضہ ملتا ہے۔ باقی جن غیر فطری مشاغل اور حالات میں اپنے آپ کو مبتلا کر کے جو دکھ اور مصیبت وہ اٹھاتے ہیں، چوں کہ وہ خدا کی مرضی اور مطالبہ کے تحت نہیں۔ بلکہ اپنی خواہش اور اپنی مرضی، اپنے خود تراشیدہ فلسفہ کے زیر اثر اٹھاتے ہیں، اس لیے خدا کے پاس اگر اس کا کچھ اجر نہ ہو تو عقلاً دو دینا اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے، پس ان کو جو کچھ ملے گا ایمان کے تحت ملے گا ۔۔۔ یہ حال تو ان کا ہے جو اپنی زندگی میں ایمان اور ایمانی اقتضاؤں پر قائم بھی رہے ہوں، ورنہ اس کے بعد آیت کا آخری جز، کثیر منھم فاسقون (یعنی ان میں اکثر و بیشتر فاسق ہو جاتے ہیں) یہ تو ہر ملک کی اشراقیت اور رہبانیت کے آخری انجام کی ایک ایسی رپورٹ ہے کہ اس کی تفصیل کے لیے غالباً دفتر کے دفتر درکار ہیں، کلیسا اور یورپی نظام کی پوری تاریخ، تاریخ ہندستانی جوگیوں، یوگیوں، بھکشوں، سنگھوں، دام مارگیوں، گھوڑ پوری وغیرہ کے ہزارہا سال کے ناگفتہ بہ حوادث و واقعات دہرانے پڑیں گے، سچ یہ ہے کہ قدرتی قوانین سے جنگ کرنے کا آخری انجام اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے، جہاں تک واقعات سے معلوم ہوا ہے، اور قرآن کی ترتیب کا بھی یہی اقتضا ہے کہ ابتداءً یہ جو

جو اپنے کو اس زندگی میں ڈال دیتے ہیں، تازہ جوش اور تازہ تاثرات کے تحت ایک حد تک وہ تو نباہنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن ان ہی بےچاروں کی ظاہری شکل و صورت۔ اختیار کرکے جو ان کے جانشین بنتے ہیں، چونکہ ان تاثرات سے وہ قطعاً خالی ہوتے ہیں، بلکہ عام طور پر عوام میں اس عجیب و غریب زندگی رکھنے والوں کے متعلق جو حسن ظن پیدا جاتا ہے، اس کو دیکھ کر اس گروہ میں شریک ہو جاتے ہیں اس لیے اپنی ظاہری راہبانہ شکل و صورت کو جس سے یہ ظاہر ترک دنیا کا یہ اعلان کرتے ہیں، اسی کو پوری طاقت کے ساتھ حصول دنیا کا ذریعہ بنا لیتے ہیں، جن کے یہ جانشین ہوتے ہیں، عوام کا ان کے ساتھ جو روایتی حسن ظن باقی رہتا ہے، اسی کے پردہ میں پھر یہ کرتے ہیں جو کچھ کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا سب سے بڑا نمایاں جرم چونکہ ان کا معاشی جرم ہوتا ہے یعنی ہر قسم کے اکتسابی مشاغل سے الگ تھلگ ہوکر ایک طرف تو توانائیوں کے اس سارے سرمایہ کو جو قدرت انھیں عطا کرتی ہے رائگان اور ضائع کرتے رہتے ہیں، اور ٹھیک کسی عضو کے ناسور کا جو حال ہوتا ہے، کہ خون حیات کو پیپ اور ریم بنا کر ایک طرف خارج کرتا رہتا ہے، اور دوسری طرف دوسرے اعضاء جو اس کے قریب ہوتے ہیں، ان کی غذا بھی کھینچتا رہتا ہے، اسی طرح یہ اپنی توانائیوں کو ضائع کرکے دوسری طرف بیچارے عوام سے گاڑھے پسینوں کی کمائی کو مختلف حیلوں سے باین طور چوستے رہتے ہیں، کہ ان سے یہ جو کچھ لیتے ہیں، اس کے معاوضہ میں ان کو کچھ نہیں دیتے، چند فرضی ڈھکوسلے جن سے ان کا ضمیر خود بھی واقف ہوتا ہے، ان بےچاروں کی تسلی کر دیتے ہیں، یہ ان کا اتنا بڑا سخت معاشی جرم ہے، کہ دوسرے فاسقانہ جرائم سے خاموشی اختیار کرنے کے باوجود قرآن نے نہایت تیز و تند لہجہ میں ان کے اس جرم کا اعلان ان الفاظ میں کیا ہے۔

ان کثیرا من الاحبار و
الرھبان لیاکلون
اموال الناس بالباطل
ویصدون عن سبیل اللہ
والذین یکنزون الذھب
والفضۃ ولا ینفقونھا
فی سبیل اللہ فبشرھم
بعذاب الیم، یوم یحمیٰ
علیھا فی نار جھنم
فتکوی بھا جباھھم
وجنوبھم وظھورھم
ھذا ما کنزتم لانفسکم
فذوقوا العذاب بما
کنتم تکنزون،
(التوبہ ع ۵/۴)

قطعاً بہت سے احبار (علمائے یہود)
الرہبان مشائخ نصاری) بلاشبہ
کھا رہے ہیں، لوگوں کے اموال
بذریعہ باطل۔ (جھوٹ) سے اور
روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور
جو دفینہ کرتے ہیں سونا اور چاندی
نہیں خرچ کرتے اسے اللہ کی راہ
میں تو ان کو مژدہ دیدیجئے دکھ بھرے
عذاب کا اس دن تپایا جائے گا
ان پر جہنم کی آگ میں پھر داغی
جائیں گی اُن کی پیشانیاں اور
ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں یہ
وہ ہے جسے تم نے جمع کیا تھا اپنے
لیے پس چکھو عذاب اس چیز کا
جسے تم نے جمع کیا تھا۔

اکل اموال الناس بالباطل جس کا حاصل مطلب یہی ہے کہ کچھ دیئے بغیر لوگوں کا مال کھانا، اس الزام کو قرآن ان پر عائد کرکے ایک اہم معاشی اصول کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ (باقی آیندہ)

افسانے

خطاوار کون؟

(از عزیز حسن بقائی)

اب وہ تھک چکا تھا۔ دو گھنٹے سے برابر وہ پتھروں میں ٹھوکریں کھاتا ہوا آسمان کی طرف چڑھ رہا تھا، چلچلاتی دھوپ میں من بھر کا بوجھ سر پر رکھ کر چڑھنا کوئی آسان کام نہ تھا، لیکن وہ اس دشوار کام کو روز کرتا تھا، آخر غریب کرتا بھی کیا، ت اپنا پیٹ پالنا تھا، اپنا اور اپنی ایک اکلوتی لڑکی کا جو اس کے سہارے زندہ تھی، ہر چند اس کی عمر زیادہ نہ تھی یہی کوئی پچاس سال۔ لیکن سخت اور جانگسل محنت اور دن بھر کی دھوپ نے اس کے بال سفید کر دیئے تھے، وہ روز اسی طرح من بھر کا بوجھ پہاڑ کے اوپر لے جاتا۔ رات کے ٹوٹے ہوئے پھل اوپر دے آتا اور بہت تھوڑا پیتا۔ اس کا نام نصیر اللہ تھا۔ مگر نصیر اللہ ایک غریب مزدور کا نام نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لیے اسے نسو نسو کہا جاتا تھا۔ نسو پہاڑ کے دامن سے پھلوں کا گٹھر اوپر لے جاتا اور امداد علی اینڈ سنز کی دوکان میں پہنچا دیتا، یہی اس کا روزمرہ تھا اور اسی طرح اس کی زندگی کے پچھلے دس سال بیتے تھے، امداد علی اینڈ سنز کے کرگے پہاڑ کے دامن میں پھلوں کی خریداری کرتے پھرتے تھے، وہ عام طور پر اس قسم کے مزدوروں کو ان کاموں کے لیے ملازم رکھتے کہ موٹر کے ذریعہ سامان اوپر لے جانے میں زیادہ دام صرف ہوتے تھے۔

نسو آج بھی صبح سے چل رہا تھا، عام طور پر وہ دو گھنٹے چل کر آرام لیتا تھا۔ دو گھنٹے ہو چکے تھے۔ وہ ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گیا، آج اس کے دل میں امید و بیم کی سی کیفیت تھی، وہ سوچتا تھا اگر آج معاوضہ نہ ملا تو کیا کرے گا، پیر کے روز اسے عام طور پر معاوضہ مل جاتا تھا، لیکن یقین نہ تھا کہ آج مل جائے گا، پہلے بھی کئی بار ایسا ہی ہو چکا ہے تھا، لیکن اگر آج بھی معاوضہ نہ ملا تو کیا ہوگا۔ اسے رہ رہ کر خیال آ رہا تھا۔ بے چارہ مقروض تھا نا! مقروض کا دل بہت چھوٹا ہوتا ہے وہ اسی کشمکش و پیچ میں پھر کھڑا ہو گیا۔ اور اپنے لمبے سفر پر چل دیا۔

دو بجے پسینہ پونچھتا ہوا ایک مزدور دوکان کے سامنے رکا دوکان کیا تھی، اچھا خاصہ ایک کارخانہ تھا، بہت بڑا لمبا چوڑا، جس کے کونوں میں پھلوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے، یہ وہی پھل تھے جو نسو جیسے غریب مزدوروں کے کاندھے پر سوار ہو کر اور بارہ میل کا سفر طے کر کے یہاں پہنچے تھے، امداد علی خود تو دوکان پر بہت ہی کم آتے تھے، ان کا منیجر وہاں رہتا تھا۔ لیکن مزدوروں سے بات کرنا چونکہ منیجر کی شان کے خلاف تھا۔ اس لیے یہ فرض ایک منشی انجام دیتا تھا۔ نسو منشی ہی سے حساب کرتا، لیکن منشی تھا یہ بے درجہ کا ٹرا۔ بس امداد علی وہی بنا ہوا تھا۔ نسو نے ایک گھنٹہ انتظار کیا کہ شاید وہ اب دے دیں۔ مگر منشی اپنے حساب کتاب میں لگا ہوا تھا، اس نے ذرا توجہ نہ کی۔

حضور مجھے واپس جانا ہے، نسو نے التجا آمیز لہجہ میں کہا، لیکن منشی نے سنی ان سنی کر دی۔ اس نے پھر کہا مجبور ــــ مجھے ......

"کیوں بکتا ہے ...... جانا ہے تو چلا جا.. آج پیسے ویسے نہیں ملیں گے"! اکھڑ منشی کا جواب تھا۔

ہزاروں امیدوں کا یہ تلخ انجام سن کر بوڑھا چکرا گیا، مگر غریب کرتا بھی کیا، ظالم مارے اور رونے نہ دے کے مصداق اسے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہاں سے نکلوا دیا گیا۔ اب وہ اکیلا تھا اور اس کے حسرتوں سے بھرے ہوئے خیالات، بے چارہ آہستہ آہستہ پھر اپنے طویل سفر پر روانہ ہو گیا، اس کا دل رہ کر رو رہا تھا۔ اب وہ اپنی سخت جگر کو جا کر کیا جواب دے گا قرض داروں کو کس طرح چپ کرے گا۔ رات کے کھانے کا کیا انتظام کرے گا، انہیں خیالات میں گم وہ آہستہ آہستہ جا رہا تھا، اور خاموش تھا۔ اُسے خبر نہ تھی کہ وہ کہاں ہے اور کدھر جا رہا ہے۔

ذرا اور بھی ...... نوجوان نے ڈرائیور کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

نہیں نہیں حضور! ۴۰ میل کی رفتار بہت ہے، پہاڑی اونچی نیچی ہے، ایسی سڑک پر اس سے زیادہ تیز کیسے چلائی جا سکتی ہے۔ ڈرائیور کا جواب تھا۔

نہیں ہم جو کہہ رہے ہیں۔ اندھا ہے دیکھتا نہیں سیدھی سڑک آ گئی ہے۔

پھر بھی حضور!

حضور و حضور کچھ نہیں، اور تیز چلاؤ۔ ناچار ٹھیک تین بجے تیرنا ہو گیا ہوگا، اور اب تین بج چکے، اچھا ستو میں چلاؤں گا۔ یہ کہہ کر نوجوان کھڑا ہو گیا۔ گاڑی آہستہ کر دی گئی، اب گاڑی ۷۰ میل کی رفتار سے جا رہی تھی۔ راستہ میں چنگیاں پڑیں لیکن کسی سرکاری ملازم کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ کچھ بھی کہہ سکے ریاست کشمیر کے ایک ساہوکار کی گاڑی تھی نا!

نوجوان پوری تیزی سے چلا رہا تھا کہ سامنے سڑک پر ایک بڈھا نظر پڑا اس نے ہارن دیا۔ بڈھے نے نہ سنا۔ بس اتنا ہی کافی تھا۔ مغرور سرمایہ دار ایک بار ہارن دے کر دوسری بار تنبیہ کرنا نہیں جانتے گاڑی آگے بڑھی۔ بڈھا قریب آ گیا۔ ...... اور قریب۔ .. اور بھی قریب۔ ... بالکل قریب ... ہلکا سا دھماکا، اور خون کے چھینٹے اور گوشت کے لوتھڑے فضا میں اڑ گئے، یہ بڈھا نسو تھا، رضیہ اس کی اکلوتی لڑکی کی حفاظت اور اسے کما کر کھلانے والی پہلی شخصیت۔ تھوڑی دیر میں پہاڑی ہوا نے آ کر سڑک کو صاف کر گئے۔ صرف زمین پر کچھ دھبے باقی رہے۔ جو بارش کے ایک چھینٹے کے بعد مٹ گئے ہوں گے۔

دو دن کے فاقہ اور انتظار کے بعد پردہ نشین رضیہ گھر سے نکلی، تھوڑا سا سامان تھا۔ جو مشکل دس روپے کی مالیت کا تھا۔ اسے بنئے کے یہاں بیچا اور اپنی فاقہ شکنی کی۔ اب اس کے پاس صرف ۵ روپے تھے اور ایک جھونپڑی۔ ... اس کے خرچ کے ماتحت ۳۔۴ دن کا خرچ تھا، اس کے بعد کیا ہوگا، وہ اکیلے گھر میں کیسے رہے گی۔ یہ سوالات تھے جو اسے پریشان کر رہے تھے، ایک دن گذرا۔ دو دن۔ تین دن، چوتھے دن اس کے پاس جو پیسے تھے خرچ ہو چکے تھے اب بنیہ بھی کچھ دینے کو تیار نہ تھا، البتہ طیکہ وہ ان اشاروں اور حرکتوں پر عمل کرے جو بدمعاش بنیہ اسکے سندر چہرے اور گداز جسم کو دیکھ کر کرتا تھا۔ وہ اس کے لیے تیار نہ تھی، فاقہ شروع ہو گیا۔ اب کیا ہو، وقت کا پہیہ اب بھی رکنے والا نہ تھا۔ آہستہ آہستہ پھر دن گذرنے لگے۔ دو دن گزر چکے تھے کہ ایک دور کی پڑوسن آئی۔ رضیہ نڈھال پڑی تھی۔ اس نے کھانا کھلایا ہر چند رضیہ سے بولا نہ جاتا تھا، مگر وہ اشاروں سے انکار کرتی تھی۔ پڑوسن راضی ہونے والی نہ تھی، اس نے لب گور لڑکی کو بصد اصرار کھانا کھلایا، اور اپنے ساتھ لے گئی۔

اب رضیہ۔ معصوم اور نیک رضیہ روز شام کو نکھر کر، بن اور سنور کر دریچہ میں بیٹھی تھی۔ وہ ایک خوب صورت طوائف تھی، اس کے قریب ہی ایک بوڑھی عورت بھی تھی یہ اس کی پڑوسن تھی، مجبوری نے اسے اس درجہ پر پہنچایا۔ نہیں معلوم کشمیر کی اور کتنی دوشیزائیں اسی طرح فاقہ کشی سے گھبرا کر پیشہ کرنے لگی ہیں۔

اشتغال نہیں کیونکہ وہاں مجموعہ مرتب نہیں ہوتا چنانچہ حکام فساق کے ہاتھوں دین کی کامل تمکین نہیں ہوئی ایک بوجہ قلت تائید من اللہ کے دوسرے خود فعل ملوک کا بھی خاص اثر ہوتا ہے پس جب خود ثبات کم ہے تو اس سے تثبیت بھی کم ہوگی گو حسب حدیث ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر من وجہ دین کی خدمت اُن کے ہاتھ سے ہو جاوے۔ اور اس اختصاص سے خلفائے راشدین کی مدح و صحت خلافت بھی صاف ظاہر ہے کیونکہ اُن کے وقت میں دین کی تمکین کا کمال اظہر من الشمس ہے۔ ربط اوپر شروع سورت سے رکوع چہارم تک کچھ احکام علیہ بیان کیے گئے تھے کچھ احکام آگے آتے ہیں۔

اوپر حکم پنجم وششم میں استیذان واستتار کے کچھ احکام مذکور ہو ئے ہیں اُن سے یہ امور معلوم ہو چکے ہیں **اوّل** علت استیذان کی وجوب استتار یا کراہت اظہار ہے **دوم** وجوب استتار میں یہ تفصیل ہے کہ عورتوں کو غیر محرم مردوں سے کل بدن کا چھپانا واجب ہے الا ما ظہر منہا بتفصیل گذشتہ اور محرم مردوں سے ما ظہر منہا کے ساتھ مواقع زینت ساق وعضد وعنق وصدر وغیرہ کا جس کی تفصیل گذر چکی ہے اظہار جائز ہے اور بقیہ بدن کا چھپانا واجب جیسے ظہر وبطن وزانو وران کے درمیان کے اعضا اور مردوں کو زانو سے ناف تک مردوں اور عورتوں سب سے چھپانا واجب ہے۔ **سوم** غیر مراہق لڑکا جس کو والطفل الذین لم یظہروا الخ سے تعبیر فرمایا گیا ہے حکم محارم میں ہے **چہارم** مملوک کافرہ حکم محارم میں ہے **پنجم** وجہ اور کفین ستر نہیں۔ اب جاننا چاہیے کہ باعتبار اختلاف اشخاص واوقات کے مختلف حالتیں اور صورتیں پیدا ہوتی ہیں **صورت اول** بعض اشخاص وہ ہیں جو آزاد اور بالغ ہیں اور اس لئے گھروں میں آنے کے لیے ہر بار اجازت لینا کسی حرج کا باعث نہیں ہے **صورت دوم** بعض اشخاص وہ ہیں جو گھر والوں کے مملوک ہیں یا ایسے نابالغ ہیں جن پر لم یظہروا الخ صادق آتا ہے اور اُس مملوک کو بضرورت گھر والوں کے کاروخدمت کرنے کے گھر میں بار بار آنا پڑتا ہے اسی طرح نابالغ طبعی عادت کے موافق گو ضرورت نہ سہی گھر میں بار بار آتا ہے سو ان کے لیے اگر ہر بار اجازت لے کر آنے کا حکم کیا جاوے تو اس میں حرج عظیم اور کلفت ہے اور چونکہ ان کا اکثر آنا رہنا معلوم ہے اس لئے اعضا مستترہ یا امور مخفیہ کے اظہار سے تحرز بھی آسان ہے۔ **صورت سوم** بعض اوقات وہ ہیں جن میں آدمی کبھی قصداً کبھی بلا قصد بے پردہ ہو جاتا ہے جیسے صحبت کا وقت یا سو رہنے کی حالت اور اگر بے پردہ بھی نہ ہو تب بھی بعض ایسے امور مباحہ کا ارتکاب کرتا ہے جس پر کسی کے مطلع ہونے کو گوارا نہیں کرتا جیسے بی بی سے بوس وکنار کا وقت تو اس میں اشخاص مذکورہ صورت دوم کا بلا اجازت چلا آنا محل استتار یا محل اظہار کسی امر ناگوار کا ہے اور اشتراط استیذان میں خاص ایسے اوقات کے اعتبار سے حرج وکلفت مذکورہ صورت دوم بھی نہیں ہے پس ان صورتوں میں سے صورت اول کا تو حکم حکم پنجم میں صراحۃً معلوم ہوگیا، لیکن صورت دوم وسوم کا حکم گو اُن امور ثلثہ میں جو ابھی حکم پنجم وششم کے حوالہ سے مذکور ہوئے ہیں غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے چنانچہ عنقریب انشاء اللہ ترجمہ میں اُن کے اثبات کی تقریر سے واضح ہو جاوے گا لیکن بادی النظر میں ظاہر نہیں ہوتا بلکہ ایک گونہ اشتباہ کا احتمال ہو سکتا ہے کیونکہ حکم پنجم یعنی استیذان کے اطلاق کا مقتضا تو بظاہر یہ ہے کہ اشخاص مذکورہ صورت دوم بھی ہر وقت اذن لیں اور اسی حکم پنجم کا خطاب بالغین کو ہونا مقتضی اس کو ہے کہ نابالغ صورت سوم میں بھی محتاج اذن نہ ہو اور یہ ظاہراً تعارض کی صورت ہے۔ اس بنا پر یہ صورتیں محل اخفاء وتردد ہو سکتی تھیں چنانچہ بعضی بے احتیاطیاں جو سبب نزول آیت ہیں کما فی الدر بروایۃ ابی داؤد وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وسنن البیہقی عن ابن عباس بعضے مملوکین وغیرہم سے واقع ہو گئیں اس لئے آگے آیت استیذان میں ان صورتوں کے حکم کی توضیح فرماتے ہیں۔ پھر امر پنجم سے شبہ ہوتا ہے کہ وجہ اور کفین کا انکشاف ہر حال میں درست ہے اس لیے آیت والقواعد الخ میں اس کی تحقیق ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
اے ایمان والو تمہارے مملوکوں کو اور تم میں جو حد بلوغ کو نہیں پہنچے
وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ
ان کو تین وقتوں میں اجازت لینا چاہیے نماز صبح

الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ

سے پہلے اور جب دوپہر کو اپنے کپڑے اُتار دیا کرتے ہو اور نماز عشاء

الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ

کے بعد یہ تین وقت تمہارے پردہ کے ہیں ان اوقات کے سوا نہ تم پر کوئی الزام ہے اور نہ اُن پر کوئی الزام

طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

ہے وہ بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں کوئی کسی کے پاس کوئی کسی کے پاس اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے احکام

الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ

صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور جس وقت تم میں کے وہ لڑکے حد بلوغ کو پہنچیں تو

الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

ان کو بھی اسی طرح اجازت لینا چاہیے جیسا ان سے اگلے لوگ اجازت لیتے ہیں

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَالْقَوَاعِدُ

اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے اور بڑی بوڑھی

مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ

عورتیں جن کو نکاح کی کچھ امید نہ رہی ہو اُن کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں

يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ

کہ وہ اپنے کپڑے اُتار رکھیں بشرطیکہ زینت کا اظہار نہ کریں اور اس سے بھی احتیاط رکھیں

لَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

تو ان کے لیے اور زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا سب کچھ جانتا ہے

تفسیر۔ یاایہا الذین سے سمیع علیم تک۔ اے ایمان والو (تمہارے پاس آنے کے لیے) تمہارے مملوکوں کو اور تم میں جو حد بلوغ کو نہیں پہنچے ان کو تین وقتوں میں اجازت لینا چاہیے (ایک تو) نماز صبح سے پہلے اور (دوسرے) جب (سونے لیٹنے کے لیے) دوپہر کو اپنے (بعض) کپڑے اُتار دیا کرتے ہو اور (تیسرے) نماز عشا کے بعد یہ تین وقت تمہارے پردے کے (وقت) ہیں (یعنی یہ اوقات چونکہ عادۃً اور غالباً تخلیہ اور استراحت کے ہیں ان میں اکثر آدمی بے تکلفی سے رہتے ہیں اور اس لیے اپنے مملوکین اور نابالغ بچوں کو سمجھا دو کہ بے اطلاع اور اجازت لیے ہوئے تمہارے پاس نہ آیا کریں۔ یہ حکم ہے صورت سوم کا اور وجہ اُس کی ظاہر ہے کہ وجوب استیذان کی علت اس میں پائی جاتی ہے اور) ان اوقات کے سوا نہ (تو بلا اجازت آنے دینے میں اور منع نہ کرنے میں) تم پر کوئی الزام ہے اور نہ (بلا اجازت چلے آنے میں) اُن پر کچھ الزام ہے (کیونکہ) وہ بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں

کوئی کسی کے پاس اور کوئی کسی کے پاس (مطلب اس کا موافق مذہب حنفیہ کے یہ ہے کہ غلام تو تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں نہ کہ عورتوں کے پاس کیونکہ غلام کا حکم غیر محرم مرد کا سا ہے اور لونڈیاں عورتوں کے پاس بھی اور اسی طرح نابالغ بچے سب جگہ آتے ہیں پس ہر وقت اجازت لینے میں دقت ہے اور چونکہ یہ وقت پردہ کے نہیں ہیں اس لیے ان میں اعضاء مستورہ کو چھپائے رکھنا کچھ مشکل نہیں پس مرد تو غلام کے سامنے ناف سے زانو تک چھپائے رکھے اور عورت کا فر لونڈی سے بجز مواقع زینت کے جس کی تفصیل امر دوم میں ہے باقی سب چھپائے رکھے - اور مرد کو لونڈی سے اگر وہ اس کے لیے حلال ہے کسی بدن کا چھپانا ضرور نہیں اور اگر حرام ہے تو ناف سے زانو تک چھپائے رکھے اور عورت مسلمان لونڈی سے صرف ناف سے زانو تک چھپائے رکھے تو اس استتار میں کوئی دشواری نہیں لہٰذا بے اذن آنا جائز ہوا - اور نابالغ بچے کے روبرو مرد صرف زانو سے ناف تک اور عورت باستثناء مواقع زینت کے سب چھپائے رکھے یہ بھی دشوار نہیں اور ہر وقت اجازت لینے میں تنگی ہے کیونکہ اس کی آمد و رفت بھی جہت سے ہے یہ حکم ہے صورت دوم کا اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ اس میں علت وجوب استتار کی نہیں پائی جاتی اور انکشاف بتفصیل مذکور ان کے روبرو جائز ہی ہے جیسا امر دوم میں اس کی تصریح ہے - اور ان تین وقتوں کے ماسوا میں بھی اگر کوئی عارض مانع ہو تو بھی استیذان واجب ہوگا پس تخصیص باعتبار اس وقت کی عادت کے ہے) اسی طرح (جیسا یہ حکم صاف صاف بیان کر دیا) اللہ تعالیٰ تم سے (اپنے) احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے (پس سب مصالح اور حکمتوں پر اس کی نظر ہے اور احکام میں ان کی رعایت فرماتا ہے) اور جس وقت تم میں کے (یعنی احرار میں کے) وہ لڑکے (جن کا اوپر حکم آیا ہے) حد بلوغ کو پہنچیں (یعنی بالغ یا قریب بہ بلوغ ہو جاویں) تو ان کو بھی اسی طرح اجازت لینا چاہیے جیسا ان سے اگلے (یعنی ان سے بڑی عمر کے) لوگ اجازت لیتے ہیں (جو کہ صورت اول ہے اور حکم پنجم میں اس کا حکم مذکور ہوا ہے) اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے (اس کو مکرر اس لیے لایا گیا کہ قانون استیذان کی مصلحتیں نہایت واضح اور اس کے احکام نہایت قابل رعایت ہیں تکریر سے اہتمام ظاہر ہو گیا) اور (ایک یہ بات جاننا چاہیے کہ حکم ششم کی تفصیل میں جو وجہ اور کفین کو وجوب استتار سے مستثنیٰ کیا ہے جیسا امر ہفتم میں مذکور ہے اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ بالذات ستر نہیں نہ یہ کہ عورتیں کھلے بندوں اپنی صورت مردوں کو دکھاتی پھرا کریں کیونکہ فتنہ کے احتمال بالغیرہ بھی واجب الستر ہے البتہ جہاں احتمال فتنہ کا نہ ہو مثلاً جو) بڑی بوڑھی عورتیں (ہیں) جن کو (کسی کے) نکاح (میں آنے) کی کچھ امید نہ رہی ہو (یعنی اصلاً محل رغبت نہیں رہیں یہ تفسیر ہے بڑی بوڑھی ہونے کی) ان کو (البتہ) اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے (زائد) کپڑے (جس سے چہرہ وغیرہ چھپا رہتا ہے نامحرم کے روبرو) اتار رکھیں بشرطیکہ زینت (کے مواقع) کا اظہار نہ کریں (جن کا ظاہر کرنا نامحرم کے روبرو بالکل ہی ناجائز ہے جس کا بیان امر دوم میں ہوا ہے بس صرف وجہ اور کفین اور بقولے قدمین کا بھی اظہار جائز ہے بخلاف جوان عورت کے کہ بوجہ احتمال فتنہ کے اس کو چہرہ وغیرہ کا پردہ بھی ضروری ہے مگر بعذر شرعی جیسا سورۂ احزاب کے آخر میں آوے گا ونساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن جن کی تفسیر میں صاحب در منثور نے محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے کہ میں نے عبیدہ سلمانی سے اس کے معنی پوچھے تو انہوں نے چادر میں سر کے ساتھ چہرہ بھی چھپا لیا اور ایک آنکھ کھلی رہنے دی اور اس حکم کی جو علت وہاں مذکور ہے ذلک ادنیٰ ان یعرفن الخ اس کا حاصل بھی خوف فتنہ ہے گو انواع فتنہ کے مختلف ہوں) اور (ہر چند کہ عجائز کو کشف وجہ کی اجازت ہے لیکن) اس سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لیے اور زیادہ بہتر ہے (کیونکہ اول تو ہر گندہ پر زے را گشندہ خورے دوسرے بالکل ہی بے پردگی کا سدباب ہے) اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا ہے سب کچھ جانتا ہے (بہتر یہ ہے کہ اس کی تفسیر میں یہ کہا جاوے کہ یہ تو پردہ کا انتظام ہے اب اگر غیر مرد و عورت باہم ہم کلام ہوں یا باہم دلی تعلق رکھیں تو اللہ تعالیٰ اس کلام اور اس تعلق سے بھی واقف ہے اگر ناجائز طریق سے ہوگا موجب گناہ ہے اور ممکن ہے کہ سمیع اور علیم مطلق اعمال کے اعتبار سے مراد ہو) **ف** کچھ تخصیص تین وقت کی نہیں اس وقت عادت اسی کے موافق تھی باقی جہاں جیسی ضرورت ہو وجود علت پر مدار ہے حکم معلول کا - اور بلوغ حلم کو مراہقت کے لیے عام لینے کا یہ قرینہ ہے کہ پہلے طفل میں یہ قید لگائی ہے لم یظھروا علیٰ عورات النساء پس اگر یہ تفسیر نہ کی جاوے تو ایک واسطہ کا حکم غیر مذکور رہ جاوے گا چنانچہ در منثور میں سعید بن جبیر سے اطفال کی تفسیر میں صغار کہا ہے اور ثیاب کے ترجمہ میں جو زائد کہا ہے در منثور میں ابن عباس سے اس کی تفسیر میں جلباب کہا ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے یدنین علیھن من جلابیبھن **ربط** اوپر استیذان کا بیان تھا جو گھروں میں جانے سے پہلے مشروع ہے آگے بعض ان امور کا بیان ہے جو گھروں میں جانے کے بعد ماذون فیہ یا مامور بہ ہیں خواہ متصل ہی جیسے سلام گھر والوں کو جس کا مامور بہ ہونا آخر آیت میں ارشاد ہے فاذا دخلتم بیوتا یا مع الفصل جیسے کھانا پینا جس کا ماذون فیہ ہونا اول آیت میں ارشاد ہے لیس علی الاعمیٰ اور شاید مواکلت کی تقدیم اہتمام بیان رفع حرج مظنون و متوہم کے لئے ہے اور سلام کا اقتران چونکہ

مخفی نہ تھا اس لئے اہتمام نہیں کیا گیا اور لیس علی الاعمیٰ الخ کے مجموعہ اسباب نزول سے جو کہ درمنثور میں منقول ہیں یہ مستفاد ہوتا ہے کہ پہلے اہل مدینہ میں موافق عادت اہل عرب کے کھانے پینے کے بارہ میں بہت بے تکلفی تھی کہ میں نے تمہارے گھر کھا لیا تم نے میرے گھر کھا لیا بلکہ کبھی دوسرے محتاج غریبوں کو بھی اپنے ساتھ لے جاتے اور کسی عزیز قریب یا دوست کے گھر اُس کو بھی کھلا دیتے چونکہ اس بے تکلفی میں افراط زیادہ ہو گیا تھا کہ احیاناً ظلم و اتلاف حقوق کی نوبت آنے لگی تھی اس افراط کے روکنے کے لیے یہ آیت نازل ہوئی لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ اس آیت کو سُن کر صحابہ ڈر گئے اور بہت ہی مبالغہ کے ساتھ اس میں احتیاط کرنے لگے کہ جن کی یقینی رضا معلوم تھی اور جہاں شرعاً بھی نہ تھی تاہم بوجہ اذن صریح نہ ہونے کے احتیاط کرتے تھے اور کسی کے گھر نہ کھاتے تھے۔ اسی طرح محتاج۔ معذور۔ اندھے۔ لنگڑے۔ بیمار ایسے موقعوں پر جانے سے پرہیز کرنے لگے کہ پرائے گھر لے جا کر کھانا کھلانے کا اس شخص کو کیا حق ہے تو ہم کو بھی کھانا جائز نہ ہوگا۔ اور اسی طرح مشترک طعام ساتھ کھانے میں بھی اور خصوصاً ان معذورین کے ساتھ اس لیے پرہیز کرنے لگے کہ مثلاً اندھے کو اچھا لقمہ اور کھانے کا موقع نہیں سوجھتا یہ اپنا حصہ پورا نہ لے سکے گا۔ اسی طرح لنگڑا تکلف سے بیٹھتا ہے اس لیے کھانا لینے میں بھی اس کو تکلف ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ مجمع میں کھانا شروع ہو جاوے اور لنگڑا باوجود حاضر ہو جانے کے دسترخوان پر دیر میں پہنچ سکے اس وجہ سے اس کو بھی اس کا پورا حصہ نہ ملے گا اور مریض کا کم کھانا معلوم ہی ہے۔ اسی طرح ساتھ کھانے میں کم و بیش سب جگہ ایسا احتمال ہے چونکہ اس درجہ کا تکلف و احتیاط بھی موجب تکلیف تھی اس لیے آیت آئندہ میں اس تنگی کو رفع فرماتے ہیں بعض کو لیس علی الاعمیٰ میں اور بعض کو لیس علیکم جناح میں جیسا تقریر ترجمہ سے واضح ہوگا۔ و نیز درمنثور میں ہے کہ بعض لوگ غایت کرم سے تنہا کھانا نہ کھاتے تھے اگر کوئی ساتھ نہ ملتا تو فاقہ کرتے آخر آیت میں اس کا بھی جواب ہو گیا و نیز بعض روایات میں ہے کہ یہ معذورین اس خیال سے تندرستوں کے ساتھ کھانے میں حرج سمجھتے تھے کہ شاید لوگ ہم سے نفرت کریں۔ پس مجموعہ آیت میں اس کا جواب بھی ہو گیا کہ اعمیٰ وغیرہ پر اکل میں حرج نہیں خواہ جمیعاً یا اشتاتاً اور ان سب اسباب نزول میں تنافی نہیں ہے۔

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ

نہ تو اندھے آدمی کے لئے کچھ مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے آدمی کے لیے کچھ مضائقہ ہے اور نہ بیمار آدمی کے لئے

حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ

کچھ مضائقہ ہے اور نہ خود تمہارے لیے اس بات میں کہ تم اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ یا اپنے باپ کے گھر سے

اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

یا اپنی ماؤں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے

اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ

چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے۔ یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے

اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا

یا اُن گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے تم پر کچھ گناہ نہیں کہ سب مل کر

جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ۭ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ

کھاؤ۔ یا الگ الگ۔ پھر جب تم گھروں میں جانے لگا کرو تو اپنے لوگوں کو سلام کر لیا کرو

ع ۸ ۱۴

تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

دعا کے طور پر جو خدا کی طرف سے مقرر ہے برکت والی عمدہ چیز ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو

تفسیر لیس علی الاعمی سے تعقلون تک = (اگر تم کسی اندھے لنگڑے بیمار غریب کو اپنے کسی عزیز یا ملاقاتی کے گھر لیجا کر وقت تیقن رضا صاحب خانہ کے کچھ کھلا پلا دو یا خود کھالو تو ان صورتوں میں) نہ تو اندھے آدمی کے لیے کچھ مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے آدمی کے لیے کچھ مضائقہ ہے اور نہ بیمار آدمی کے لئے کچھ مضائقہ ہے اور نہ خود تمہارے لیے اس بات میں (کچھ مضائقہ ہے) کہ تم (لوگ خواہ خود یا تم اور وہ معذورین سب) اپنے گھروں سے (جن میں بی بی اور اولاد کے گھر بھی آگئے) کھانا کھالیا (اُن گھروں سے جن کا ذکر آگے آتا ہے کھانا کھالو یعنی نہ تم کو خود کھانے میں گناہ ہے اور نہ اُن معذورین کو کھلانے میں اسی طرح اُن معذورین کو تمہارے کھلا دینے سے کھالینے میں بھی گناہ نہیں اور وہ گھر یہ ہیں مثلاً) اپنے باپ کے گھر سے (کھالو کھلا دو) یا (اسی طرح) اپنی ماؤں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اُن گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے (اس میں اول کی دو تنگیاں منجملہ تین تنگیوں کے جن کا ذکر سبب نزول میں ہوا ہے رفع کردی گئیں آگے تیسری تنگی یعنی ساتھ کھانے کے متعلق رفع کی جاتی ہے یعنی پھر اس میں بھی) تم پر کچھ گناہ نہیں کہ سب مل کر کھاؤ یا الگ الگ (کھاؤ یعنی ایسے ضعیف وسوسے کہ شاید میں زیادہ کھاؤں تو پرایا حق کھالیا اور دوسرا کم کھائے تو اُس کا حق رہ گیا شریعت کو ملحوظ نظر نہیں ہیں مخالطت میں ایسے دقائق کی تکلیف نہیں البتہ اگر کسی کے کھانے پر گھر والے کی رضا نہ صراحۃً قال سے معلوم ہوا اور نہ دلالتِ حال سے اُس وقت جائز نہیں۔ اسی طرح جس مواکلت پر شریک با اختیار راضی نہ ہو اُس کی تقسیم ضروری ہے اور اگر شریک با اختیار نہیں ہے جیسے یتیم باعتبار اپنے ومی وقیم کے کہ اُس کی رضا وعدم رضا بوجہ عدم بلوغ نامعتبر ہے وہاں بلا رضا بھی مخالطت درست ہے بشرط رعایت اُس کے مصالح کے جس کا بیان سورہ بقرہ آیت وان تخالطوھم الخ میں گزر چکا ہے آگے حکم چہاردہم مذکور ہے یعنی) پھر (یہ بھی معلوم کرلو کہ) جب تم گھروں میں جانے لگا کرو تو اپنے لوگوں کو (یعنی وہاں جو مسلمان ہوں اُن کو) سلام کرلیا کرو (جو کہ) دعا کے طور پر (ہے اور) جو (کہ) خدا کی طرف سے مقرر (اور مشروع) ہے اور (بوجہ اُس پر ثواب ملنے کے) برکت والی (اور بوجہ مخاطب کے دل خوش کن ہونے کے) عمدہ چیز ہے (خدا تعالیٰ نے جس طرح یہ احکام بتلائے) اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے (اپنے) احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو (اور عمل کرو) ف چونکہ مدار اس حکم سیزدہم کا رضا پر ہے اس لیے نہ ان مواقع میں مطرد ہے اور نہ ان میں منحصر ہے پس عدم رضا کے وقت ان مواقع پر بھی یہ حکم ثابت نہ ہوگا اور رضا کے وقت دوسرے مواقع پر بھی ثابت ہوجاوے گا تخصیص بنا برعلے الغالب ہے کہ ان میں عادۃً رضا ہوتی ہے خصوصاً عرب میں کہ وہاں ہند کا سا بخل نہیں ہے ربط اوپر بہت سے اوامر ونواہی ارشاد فرمائے ہیں آگے خاتمۂ سورت میں ایک حکم خاص مناسب اُس وقت کے کہ حکم پانزدہم ہے ایسا ارشاد فرماتے ہیں جس سے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غایت اطاعت کا وجوب ثابت ہوتا ہے جو کہ مؤکد ہے جمیع اوامر ونواہی مذکورہ کا بلکہ جمیع سعادات دنیویہ واُخرویہ ظاہرہ و باطنہ کا چنانچہ اس حکم جزئی کے بعد کی آیت ہی میں کلیاً بھی وجوب اطاعت اور تحریم مخالفت کی تصریح مع وعید فرمادی گئی اور سبب نزول اس کا دو امر ہیں ایک یہ کہ غزوۂ احزاب میں جب مدینہ کے گرد خندق کھودی گئی تو مسلمان تو بڑی محنت کرتے تھے اور اگر مدینہ جانے کا کچھ کام لگتا تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے کر جاتے اور منافقین اول تو کام سے جی چُراتے پھر جب کسی مسلمان کو جاتا ہوا دیکھتے تو اُس کی آڑ میں لگے لگے خود بھی بے اطلاع کھسک جاتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسرا امر جمعہ وغیرہ میں جب کسی مسلمان کو کوئی ضرورت پیش آتی تو رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے کر جاتے اور اگر آپ خطبہ میں ہوتے تو اُنگلی کے اشارہ سے دریافت کرلیتے اور ان کے جانے کے ساتھ منافقین بھی بوجہ اس کے کہ اُن کو نماز اور خطبہ گراں معلوم ہوتا تھا ان کی آڑ میں چھپ کر کھسک جاتے اس پر آیت نازل ہوئی۔

[illegible]

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ

بس مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول کے پاس کسی

عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ

ایسے کام پر ہوتے ہیں جس کے لیے مجمع کیا گیا ہے تو جب تک آپ سے اجازت نہیں لیں نہیں جاتے جو لوگ آپ سے اجازت لیتے ہیں

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ

بس وہی اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں تو جب یہ لوگ اپنے کسی کام کے لیے آپ سے

شَأْنِهِمْ فَأْذَنْ لِمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ

اجازت طلب کریں تو ان میں سے آپ جس کے لیے چاہیں اجازت دے دیا کریں اور آپ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کیجئے بلاشبہ اللہ تعالیٰ

غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ

بخشنے والا مہربان ہے تم لوگ رسول کے بلانے کو ایسا مت سمجھو جیسا تم میں ایک دوسرے کو

بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ

بلا لیتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جانتا ہے جو آڑ میں ہو کر تم میں سے کھسک جاتے ہیں سو جو لوگ اللہ کے

الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ

حکم کی مخالفت کرتے ہیں اُن کو اس سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی آفت آن پڑے یا اُن پر کوئی

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ

دردناک عذاب نازل ہو جاوے یاد رکھو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے

قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ

اللہ تعالیٰ اُس حالت کو بھی جانتا ہے جس پر تم ہو اور اُس دن کو بھی جس میں سب اُس کے پاس لائے جاویں گے پھر وہ اُن کو

بِمَا عَمِلُوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ ع ۹ ۱۵

سب جتلا دے گا جو جو کچھ اُنہوں نے کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے

تفسیر۔ انما المؤمنون سے بکل شیء علیم تک = بس مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہیں جس کے لیے مجمع کیا گیا ہے (اور اتفاقاً وہاں سے جانے کی ضرورت پڑتی ہے) تو جب تک آپ سے اجازت نہ لیں (اور آپ اس پر اجازت نہ دیدیں مجلس سے اُٹھ کر) نہیں جاتے (اے پیغمبر) جو لوگ آپ سے (ایسے مواقع پر) اجازت لیتے ہیں بس وہی اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں (یہ مکرر نہیں ہے بلکہ ایمان و استیذان میں جانبین سے تتمیم تلازم کے لئے اس کو لائے ہیں پس انما المؤمنون کا حاصل تو یہ ہے کہ ایمان بدون استیذان کے نہیں پایا جاتا کیونکہ ہر مومن اجازت لیتا تھا۔ اور ان الذین الخ

کا حاصل یہ ہے کہ استیذان بدون ایمان کے نہیں پایا جاتا کیونکہ کوئی منافق اجازت نہ لیتا تھا اور سورہ برات کے نصف پر آیت لا یستاذنک الذین یؤمنون الخ قولہ انما یستاذنک الذین لا یؤمنون سے شبہ عکس کا نہ کیا جاوے کیونکہ وہ استیذان اس کا ہے کہ ہم جہاد میں بالکل نہ جاویں تو یہ مومنین میں منفی تھا اور منافقین جب بدون اس کے کام چلتا ۔ دیکھتے تھے تو چھپ لیتے تھے پس جو استیذان علامت اطاعت کی ہے وہ مومن کے لیے ثابت اور منافق سے منفی ہے اور جو استیذان علامت اعراض کی ہے وہ منافق کے لیے ثابت اور مومن سے منفی ہے فلم یتعارضا یہاں تک تو اذن لینے کے متعلق مضمون تھا آگے اذن دینے کے متعلق فرماتے ہیں کہ جب آپ کو اختصاص استیذان کا اہل ایمان کے ساتھ معلوم ہوگیا) تو جب یہ (اہل ایمان لوگ (ایسے مواقع پر) اپنے کسی (ضروری) کام کے لیے آپ سے (جانے کی) اجازت طلب کریں تو ان میں سے آپ جس کے لیے (مناسب سمجھ کر اجازت دینا) چاہیں اجازت دے دیا کریں (اور جس کو مناسب نہ سمجھیں اجازت نہ دیا کریں کیونکہ ممکن ہے کہ مستاذنین کے خیال میں وہ ضروری ہو مگر واقع میں ضروری نہ ہو یا واقع میں بھی ضروری ہو لیکن جانے میں اس سے کوئی زیادہ ضروری امر فوت ہوتا ہو تو اس سب کا فیصلہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رائے مبارک پر مفوض ہے) اور (اجازت دیکر بھی) آپ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کیا کیجئے (کیونکہ استیذان گو کسی قوی عذر کی وجہ سے ہو لیکن تاہم اس میں دنیا کی تقدیم دین پر تو لازم آئی اور اس میں ایک نقص کا شائبہ ہے اس کی تلافی کے لیے استغفار کا امر ہوا پس استغفار جیسے تلافی ذنوب کے لیے ہوتا ہے اسی طرح تلافی نقص کے لیے بھی مفید ہے ونیز ممکن ہے کہ وہ عذر واقع میں قوی نہ ہو اور اس کے قوی سمجھنے میں مستاذن سے خطائے اجتہادی ہوئی اور وہ خطا ایسی ہو کہ تامل و خوض سے رفع ہو سکتی تھی مگر خوض و تامل ۔ کیا یہ ترک تامل باوجود قدرت کے ایک خفیف سا امر مکروہ ہے اور امر مکروہ ممنوع ہوتا ہے اور ممنوعات سے استغفار ظاہر ہے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (چونکہ ان کی نیت اچھی تھی اس لیے ایسے دقائق پر مواخذہ نہیں فرماتا ۔ یہاں تک تو حرمت ترک استیذان کی بصورت جملہ خبریہ کے ارشاد فرمائی تھی آگے اس کی اصلی صورت یعنی صیغۂ انشائیہ میں ارشاد ہے کہ) تم لوگ رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بلانے کو (جب وہ کسی ضرورت اسلامیہ کے لیے تم کو جمع کریں) ایسا (معمولی بلانا) مت سمجھو جیسا تم میں ایک دوسرے کو بلا لیتا ہے (کہ چاہے آیا یا نہ آیا پھر آکر بھی جب تک چاہا بیٹھا جب چاہا اٹھ کر بے اجازت لیے چل دیا سو رسول کا بلانا ایسا نہیں ہے بلکہ اجابت واجب ہے اور بے اجازت جانا حرام اور گو بے اطلاع چلا جانا کسی وقت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخفی رہ جاوے لیکن یہ یاد رکھو کہ) اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو (خوب) جانتا ہے جو (دوسرے کی) آڑ میں ہو کر تم میں سے (مجلس نبوی سے کھسک جاتے ہیں پس ان کو سزا دے گا اور جب یہ معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے) سو جو لوگ اللہ کے حکم کی (جو کہ بواسطۂ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچا ہے جس میں وجوب استیذان بھی داخل ہے) مخالفت کرتے ہیں ان کو اس (بات) سے ڈرنا چاہیے کہ ان پر (دنیا میں) کوئی آفت (نہ) آن پڑے یا اُن پر (آخرت میں) کوئی دردناک عذاب نازل (نہ) ہو جاوے (یہ تردید علی سبیل منع الخلو ہے یعنی ممکن ہے کہ دارین میں معاقب ہوں کیونکہ مخالفت امر موجب سخط ہے اور وہ مخالفت علم الٰہی سے مخفی بھی نہیں اور یہ بھی) یاد رکھو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں (موجود) ہے سب خدا ہی کا (مملوک) ہے (پس اختیار بھی اُس کو کامل ہے غرض مامور کی طرف سے اس حالت میں مخالفت ہونا کہ آمر کا علم اور قدرت کامل ہو بے شک محل اندیشہ ہے ۔ اور یہ جو کہا گیا ہے کہ دو چیزوں کا اندیشہ ہے مصیبت دنیویہ کا اور عقاب اخروی کا تو وجہ اُس کی یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ اُس حالت کو بھی جانتا ہے جس پر تم (اب) ہو (اس سے تو احتمال ہے کہ شاید دنیا ہی میں تم کو سزا دے دے) اور (اللہ تعالیٰ) اُس دن کو بھی (جانتا ہے کہ) جس میں سب اس کے پاس (دوبارہ زندہ کر کے) لائے جاویں گے پھر ان کو سب جتلا دے گا جو کچھ اُنھوں نے کیا تھا (پس آخرت میں بھی سزا دینا مستبعد نہیں غرض جب دارین کے ساتھ اس کا علم متعلق ہے تو دارین میں احتمال سزا ہے) اور (علم میں ما انتم علیہ اور یوم یرجعون کی کیا تخصیص ہے) اللہ تعالیٰ (تو) سب کچھ جانتا ہے **ف** انما المؤمنون سے استیذان کا شرائط ایمان سے ہونا معلوم ہوتا ہے حالانکہ کوئی امر واجب امور فرعیہ سے شرط یا شطر ایمان کا نہیں سو تحقیق یہ ہے کہ مقصود مطلق اشتراط نہیں بلکہ مستاذنین وغیرہم مستاذنین معینین کے اعتبار سے خاص واقعہ کا بیان ہے کہ ان لوگوں میں ایمان بدون استیذان کے نہیں پایا جاتا نہ بایں معنی کہ اگر استیذان نہ ہو تو ایمان نہ رہے بلکہ بایں معنی کہ واقع یوں ہی ہے کہ جن میں ایمان ہے وہ استیذان ضرور کرتے ہیں ۔ اور یہ وجوب استیذان اُس وقت ہے جب بلائے ہوئے آویں خواہ نماز کے لیے بذریعہ اذان کے یا کسی مشورہ وغیرہ کے لیے بذریعہ خاص اعلام یا عام اعلان کے

ورنہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بارہا لوگ خود حاضر ہوئے اور خود چلے گئے ان پر ملامت نہیں کی گئی۔ اور اب بھی امام المسلمین اگر ان لوگوں کو جمع کرے تو بے اجازت اُس کی ناجائز نہیں۔ اور مدار اس حکم کا وجوب اطاعت امام ہے مباحات میں بھی پس ظاہر ہے کہ لوگوں کا جمع ہونا مباح تھا مگر جب امام کا امر ہوا تو واجب ہو گیا۔

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | وَهِیَ سَبْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰیَةً

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو کہ نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۙ

بڑی عالی شان ذات ہے جس نے یہ فیصلہ کی کتاب اپنے بندۂ خاص پر نازل فرمائی تاکہ وہ تمام دنیا جہان والوں کے لیے ڈرانے والا ہو

الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ

ایسی ذات جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی حکومت حاصل ہے اور اُس نے کسی کو اولاد قرار نہیں دیا اور نہ کوئی

لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ۝ وَاتَّخَذُوْا

اُس کا شریک ہے حکومت میں اور اُس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر سب کا الگ الگ انداز رکھا اور ان مشرکین

مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ وَلَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا

نے خدا کو چھوڑ کر اور ایسے معبود قرار دے لیے ہیں جو کسی چیز کے خالق نہیں اور وہ خود مخلوق ہیں اور خود اپنے لیے نہ کسی نقصان کا اختیار

نَفْعًا وَّلَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝

رکھتے ہیں اور نہ کسی نفع کا اور نہ کسی کے مرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی کے جینے کا اور نہ کسی کو دوبارہ جلانے کا

سورۃ الفرقان مکیۃ وآیہا سبع وسبعون ۔ اس سورت میں یہ مضامین ہیں۔ اثبات توحید۔ ذم شرک و مشرکین۔ اثبات رسالت جواب شبہات متعلقہ رسالت۔ بیان معاد۔ اور اُس کی تفصیل میں مکذبین و مصدقین کی سزا و جزا۔ بعض قصص بمناسبت مضمون ذم انکار توحید و رسالت۔ بعض اعمال فاضلہ خواص عباد مصدقین توحید و رسالت کے اور اسی اخیر مضمون پر سورت ختم ہے۔ اور تناسب باہمی ان مضامین کا ظاہر ہے اور چونکہ سورت سابقہ کے خاتمہ میں حقوق رسول کا ذکر تھا اور اس کے شروع میں رسالت کا اثبات ہے خاتمہ اور فاتحہ میں بھی تناسب ظاہر ہو گیا بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ حصہ سورت کا بحث رسالت میں ہے چنانچہ اول آیت میں بھی بطور براعۃ الاستہلال کے اس کا ذکر ہے پھر تین چار رکوع تک اسی کے متعلق سوال و جواب چلے گئے ہیں پھر آیت ولو شئنا لبعثنا الخ اور آیت وما ارسلناک الا مبشرا و نذیرا الخ میں بھی اس کا اعادہ ہے۔

تفسیر۔ تبارک الذی سے تقدیرا تک توحید و رسالت ۔ اور واتخذوا سے نشورا تک ذم شرک و انکار توحید بڑی عالی شان ذات ہے جس نے یہ فیصلہ کی کتاب (یعنی قرآن) اپنے بندۂ خاص (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل فرمائی تاکہ وہ (بندہ) تمام دنیا جہان والوں (یعنی انسان اور جن سب) کے لیے (عذاب الٰہی سے ایمان نہ لانے کی صورت میں) ڈرانے والا ہو ایسی ذات جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی حکومت حاصل ہے اور اس نے کسی کو (اپنی) اولاد قرار نہیں دیا اور نہ کوئی اُس کا شریک ہے حکومت میں اور اُس نے (ممکنات میں سے) ہر (موجود) چیز کو پیدا کیا پھر سب کا الگ الگ انداز رکھا (کہ کسی چیز کے آثار و خواص کچھ ہیں کسی کے کچھ ہیں) اور (باوجود حق تعالیٰ کے ایسے متفرد فی الکمال ہونے کے) ان مشرکین نے خدا (کی توحید) کو چھوڑ کر اور ایسے معبود قرار دے لیے ہیں جو کسی طرح معبود ہونے

بہتوں کا بھلا اسکے پڑھنے سے ہوگا

ناظرین نہ تو میں اشتہاری حکیم ہوں نہ ڈاکٹر بلکہ ایک معمولی کلرک ہوں۔ بدقسمتی سے مجھے اپنے ہاتھوں اپنی جوانی کا ستیاناس کرنے والی قبیح عادت آغاز جوانی میں پڑ گئی جسکے نتیجہ سے میں بالکل بے خبر تھا۔ اچانک عرصہ ڈیڑھ سال کے بعد مجھے نامردی کا نامبارک مرض جو اس قبیح عادت کا نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ لاحق ہو گیا۔ جریان۔ احتلام۔ سرعت وغیرہ کی بے انتہا شکایات کے سبب میرا چہرہ دن بدن لاغر اور زرد ہوتا جاتا تھا دوست احباب میری پژمردگی کا سبب پوچھتے تھے مگر میں کسی کو بھی اپنی حالت سے آگاہ کرنا مناسب نہ سمجھتا تھا۔ گھر در پردہ لاہور اور دیگر مشہور شہروں کے بڑے بڑے ڈاکٹروں اور حکیموں سے جن کے لمبے چوڑے اشتہار تھے کی کوئی حد نہ تھی ادویات منگا کر استعمال کرتا رہا۔ لیکن بالکل بے سود خاک بھی فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ علاوہ خرچ کے کئی ایک اور تکلیفوں کا سامنا کر کے بھی نا امید ہی رہنا پڑا اس مایوسی کی حالت میں میں زندہ درگور ہونے کو ترجیح دیتا تھا۔ اتفاقاً خوش قسمتی سے مجھے ایک ملازمت میں نیپال جانا پڑا اسی ۱۹۰۱ء کو میں لاہور سے نیپال روانہ ہوا۔ اور ایک دو جگہ ٹھہرتا ہوا نیپال کے مشہور شہر کھٹمنڈو میں پہنچا میرے ساتھ ایک فقیر خوش صورت جو کہ ایک دو روز پہلے کے وہاں مقیم تھے مجھے پوچھنے لگے۔ کہ تم ... بیماری صورت مریضوں کی سی کیوں ہے میرے ... درد دل نے اس فقیر خوش صورت اور کامل سنیاسی سے اپنا سارا ماجرا کہہ ڈالنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ میں نے بے کم و کاست اپنی تمام سرگذشت کا کچا چٹھا بیان کر کے یہ بھی کہہ دیا کہ اب میں اس زندگی سے تنگ آ کر خودکشی کرنے پر آمادہ ہوں۔

اس فقیر صاحب کمال نے ازراہ شفقت میرے حال زار پر رحم فرما کر ایک نسخہ کھانے کے لئے مقوی گولیوں کا اور دوسرا نسخہ رگوں پٹھوں کی سستی کو دور کرنے کے لئے مالش کے تیل کا بتایا۔ چنانچہ میں نے بموجب ارشاد اس صاحب کمال کے جیسا رجنگل جڑی بوٹیوں اور کئی ادویات بازار سے خرید کر جو ہر کیمیا کو رو برو اس صاحب کمال کے تیار کر کے استعمال کرنا شروع کیا۔

ناظرین! میں اپنے خدا کو حاضر و ناظر جان کر سچ کہہ رہا ہوں۔ کہ ۲۰ روز میں میری تمام شکایتیں (جو ایک مریض کو لاحق ہوا کرتی ہیں) رفع ہونی شروع ہو گئیں اور میں اپنے آپ کو ایک قابل فخر مرد کہنے کا مستحق ہو گیا۔ اگرچہ مجھ کو چند ہی یوم کے استعمال سے ضبط کرنا دشوار ہو گیا تھا۔ مگر بموجب ارشاد اپنے محسن کے ۲۱ یوم تک پرہیز اور استعمال جاری رکھنا پڑا۔ میں ہر روز ۲۳ سیر دودھ بآسانی ہضم کر لیتا تھا۔ میرا چہرہ بارونق بدن مضبوط اور بینائی بہت تیز ہو گئی۔ اب میں ایسا قابل فخر مرد ہو گیا ہوں۔ کہ جس کے بیان کرنے کی تہذیب اجازت نہیں دیتی۔ لاہور واپس آ کر بابجانہ دوائی کا نامردی کے کئی ایک مایوس ... ہر قسم کی نامردی سستی۔ جریان۔ احتلام۔ سرعت وغیرہ کے ... پایا۔ اب کئی ایک دور اندیش احباب کے اصرار پر عوام کے فائدہ ... ہونے پر اشتہار بغرض رفاہ عام دیا جاتا ہے۔ کہ وہ احباب جو قبیح اور شرمناک عادت کے شکار ہو کر

حظوظ انسانیت سے محروم ہو بیٹھے ہوں اور سینکڑوں روپے علاج معالجہ پر صرف کر کے بھی مایوسی حاصل کر چکے ہوں وہ اس قلیل القیمت تریاق الاثر دوائی کو استعمال کر کے صحت یاب ہو جائیں۔ اور خدا کے فضل کے گیت گائیں۔

یہ قیمت صرف لاگت ادویات اور خرچ اشتہارات پر مشکل اکتفا کرتی ہے اور ذاتی فائدہ بہت کم مد نظر ہے:

قیمت روغن مالش فی شیشی (۲۱ یوم کے لئے کافی ہے) صرف تین روپے آٹھ آنے (۳ ۸/)۔ قیمت مقوی اعصاب نیپالی گولیاں فی شیشی (جس میں ۲۱ یوم کی ۲۱ خوراک موجود ہیں) صرف دو روپے آٹھ آنے (۲ ۸/)۔ جریان کے مریضوں کے لئے یہ گولیاں از حد مفید ہیں۔ مادر زاد نامردی کے سوائے خواہ کسی قسم کی نامردی کا مرض کیوں نہ ہو تین شیشی مقوی اعصاب گولیاں اور ایک شیشی روغن مالش کافی ہے! اس دوائی کے استعمال سے کسی قسم کی چھنسی یا آبلہ ہرگز نمودار نہ ہوگا اور نہ ہی کسی کشتہ وغیرہ کی آمیزش ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہر بوڑھا بچہ بآسانی بغیر لحاظ موسم کے ان گولیوں کا استعمال کر سکتا ہے اور لطف یہ کہ اس دوائی کے استعمال کے بعد دوبارہ کسی دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہ رہیگی۔ مکمل بکس کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔ مکمل بکس میں تین شیشی گولیاں اور ایک شیشی روغن مالش ہوگی۔ مکمل بکس کی قیمت علاوہ محصول ڈاک دس روپے (۱۰/)۔ معمولی کمزوری کے لئے دو شیشی نیپالی گولیاں اور ایک شیشی روغن مالش کافی ہے۔

آخر میں یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ اس اشتہار کے نکالنے سے میری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے اور نہ ہی لفضلہ تعالیٰ مصنوعی اور جعلی اشتہار شائع کر کے پبلک سے روپیہ کمانے کی توقع ہے۔ بلکہ ہر خاص و عام کے فائدہ کو مد نظر رکھ کر اور احباب کے اصرار سے یہ اشتہار بجنسہ شائع کیا جاتا ہے:

دھوکہ بازلالچی نقالوں سے

بچو۔ میرے اس اشتہار کو جو ۴۰ سال سے شائع ہو رہا ہے اس کی کامیابی اور تسلی کو دیکھ کر بعض گندم نما جو فروشوں نے مختلف طریقوں سے فقیر مہاتما سے حاصل کی ہوئی دوائی ظاہر کر کے اشتہار شائع کر کے پبلک کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے! اور حرف بحرف میرے اشتہار کو نقل کر کے دارالشفا نیپال کا پتہ لکھ کر پبلک کو مغالطہ دیا جا رہا ہے ایسے چشمہ ور نقالوں سے خبردار رہیں۔

ضروری اطلاع

یہ یاد رہے کہ میری دوائی صرف نامردی۔ جریان۔ احتلام۔ سرعت۔ سستی۔ کمزوری کی۔ کوتاہی۔ لاغری کے لئے مخصوص ہے یہ امراض خواہ کسی سبب سے ہوں جلق یا کثرت مباشرت یا عادت بد سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ آتشک یا سوزاک سے پیدا کی ہوئی کمزوری کے لئے اس دوا کا استعمال کرنا طاقت مردی کا بیمہ کرنا ہے۔ مادر زاد نامردی کے لئے میری دوائی مفید نہیں ہے:

شرطیہ علاج اور شرطیہ وعدہ

ہندو کو اپنے دھرم اور مسلمان کو اپنے ایمان کی قسم ہے۔ کہ اگر میری دوائی کے استعمال سے حسب منشا فائدہ نہ ہو تو حلفی تحریر بھیج کر قیمت واپس منگا لیں۔ عدم صحت کی صورت میں کسی کا پیسہ کھانا گناہ سمجھتا ہوں اب بھی اگر کوئی صاحب میری دوائی سے فائدہ نہ اٹھائے۔ تو اس کی قسمت:

جناب عبدالغفور صاحب سیالکوٹ سے تحریر فرماتے ہیں

کہ آپ کا بکس ... نہایت ... ہے۔ اس سے بڑھ کر دنیا بھر میں کوئی دوائی نہ ہوگی۔ ... خدا ایسے مریضوں کے ... دوائی اکسیر ہے۔

ملنے کا پتہ: **شیخ غلام احمد محلہ پیر گیلانیاں۔ لاہور** (موجد دوا)

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا

(اے ہمارے پروردگار!) ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا

پیشوا

دہلی

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی



قیمت سالانہ صرف ایک روپیہ

فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (۱؍)

مقام اشاعت جامع مسجد اردو بازار دہلی



غیبی نوشتے

اگر قسمت کے پوشیدہ رازوں سے آپ واقف ہونا اور اپنی بگڑی ہوئی قسمت کو بنانا چاہتے ہیں تو غیبی نوشتے [illegible]

[illegible]

پہلا حصہ

علم نجوم — روح کو آپ کی ماہیت — روح انسانی — نجوم — بجتروں کے برج — ستاروں کی اثرات — (۱) آفتاب (۲) قمر (۳) مریخ (۴) عطارد (۵) مشتری (۶) زہرہ (۷) زحل [illegible]

بارہ برج — (۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزا (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ (۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت

احکام آفتاب — بحانہ اول — بحانہ دوم — بحانہ سوم — بحانہ چہارم — بحانہ پنجم — بحانہ ششم — بحانہ ہفتم — بحانہ ہشتم — بحانہ نہم — بحانہ دہم — بحانہ یازدہم — بحانہ دوازدہم

(ب) احکام قمر — قمر بحانہ اول — بحانہ دوم — بحانہ سوم — بحانہ چہارم — بحانہ پنجم — بحانہ ششم — بحانہ ہفتم — بحانہ ہشتم — بحانہ نہم — بحانہ دہم — بحانہ یازدہم — بحانہ دوازدہم

(ج) احکام مریخ — مریخ بحانہ اول — بحانہ دوم — بحانہ سوم

احکام عطارد — بحانہ اول — بحانہ دوم — [illegible]

(۵) احکام مشتری — مشتری بحانہ اول — بحانہ دوم — [illegible]

(۶) احکام زہرہ — زہرہ بحانہ اول — بحانہ دوم

احکام زحل — بحانہ اول — بحانہ دوم — [illegible]

دوسرا حصہ

[illegible]

تیسرا حصہ

[illegible]

چوتھا حصہ

[illegible]

پانچواں حصہ

[illegible]

ملنے کا پتہ: مینیجر رسالہ پیشوا دہلی

اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر

پر محترم علمائے ہند، مشائخ عظام، ایڈیٹران کرام کی رائیں

(۱) حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ العلماء ہند کی رائے

مترجم نے صرف عربی تفسیر کے ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ جو دیگر مفید فوائد کا اضافہ کیا ہے۔ انکے ترجمہ کا طرز اور اضافہ فوائد کی نوعیت محل اعتراض نہیں ہے میں اس کلام الٰہی کے حواشی اور دیباچہ کو پسند کرتا ہوں۔

(۲) حضرت شمس العلماء خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی رائے

میں نے اول سے آخر تک سرسری نظر سے اعجاز نما قرآن دیکھا۔ سرورق بہت خوبصورت ہے جس میں مذہبی تصویر اور تخیل کی اعلیٰ شان پائی جاتی ہے ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا ہے اور حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان الفرقان کا مکمل اردو ترجمہ حاشیہ پر ہے ایک سو ستر صفحات پر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب کا مقدمہ اردو زبان میں ہے جو اردو زبان میں قرآن مجید کی نسبت ایک لاجواب چیز ہے کیوں کہ اس مقدمہ میں نہایت اہم عنوانات کے تحت قرآن مجید کی حقائق و معارف کو عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے قرآن مجید کی تمام سورتوں کے مسائل و احکام کو الگ الگ بہت مقبول اور عام فہم طریقہ کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جو ایک نئی اور مفید چیز ہے اور جس سے کم علم عورتوں اور مردوں اور بچوں کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے اگر وہ اس پر توجہ کریں قرآن مجید کے مضامین کی فہرست بھی بہت اچھی ہے اس معاملہ میں اور لوگوں نے بھی کوششیں کی ہیں لیکن آغا صاحب کا طرز بیان بہت زیادہ عام فہم اور مفید ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ان آیات کا نکالنا آسان ہو جائیگا جو کسی خاص مضمون کے لیے درکار ہوں۔

حضرت علامہ فرید وجدی مصر کے مشہور عالم ہیں لہٰذا انکی تفسیر بیان الفرقان فہم قرآن کے لیے بہت مفید ہے مگر آغا رفیق صاحب کا مقدمہ مجھ کو قرآن مجید کے حقائق و معارف کے بیان اور عام فہم طرز بیان کے اعتبار سے علامہ فرید وجدی کی تفسیر سے زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں پہلی مرتبہ اعجاز نما قرآن مجید میں شائع ہوئی ہیں۔

(۳) حضرت علامہ مفتی عتیق الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند کی رائے

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب کے مشہور و مقبول ترجمہ کے ساتھ علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر کا ترجمہ اور پھر ڈیڑھ سو صفحات کا مبسوط مقدمہ قرآن حکیم اور کامل تفسیر اور اپنے علمی بدایا ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ہدیہ مقررہ بالکل بے وزن معلوم ہوتا ہے۔

(۴) حضرت علامہ حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی کی رائے

ترجمہ کے لیے حضرت علامہ تھانوی صاحب کا اسم گرامی کافی ضمانت ہے اور تفسیر کے لیے حضرت علامہ فرید وجدی کی شہرت کفیل اور اس کو عربی سے اردو قالب میں لانے کے لیے ادیب شہیر آغا رفیق صاحب کا نام نامی ہر طرح قابل اطمینان ہے میں نے جستہ جستہ اس تفسیر کو پڑھا، ترجمہ مستند اور قابل اعتبار ہے سید صاحب نے اشاعت کے سلسلہ میں قرآن مجید ہر امیر و غریب مسلمان تک پہنچانے کے لیے ارزانی کا کافی لحاظ رکھا ہے۔

میں، پیسے مسلمانوں سے خصوصیت کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اعجاز نما قرآن مجید کو اپنے مطالعہ میں رکھیں جو ایک طرف قرآن عزیز کے ساتھ ساتھ ترجمہ اور بہتر کی تفسیر چاہتے ہوں اور دوسری جانب زیادہ ہدیہ ادا کرنے سے بھی معذور ہوں۔

(۵) حضرت علامہ سعید احمد صاحب فاضل دیوبند ایم اے کی رائے

قرآن مجید کے متن میں صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے اور اس پر طرفہ یہ کہ بین السطور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے جو اپنے مستند اور درست ہونے میں کسی دلیل کا محتاج نہیں حاشیہ پر دور حاضرہ کے مشہور مصری عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کو اردو میں ترجمہ کرکے چڑھایا گیا ہے ترجمہ کی درستی و سلاست اور روانی کیلیے جناب محترم مولانا آغا رفیق صاحب کا نام نامی کافی ضمانت ہے یہ دونوں تفسیریں بذات خود نہایت مفید اور قرآنی مطالب و احکام کو آسان طریقہ سے سمجھانے میں مدد دینے والی ہیں اس پر مستزاد یہ کیا گیا ہے۔ کہ حضرت مترجم نے شروع میں ۱۷۰ صفحہ کا مبسوط اور فہم قرآن کے لیے لاجواب مقدمہ لکھ کر اس اعجاز نما قرآن مجید کے ایڈیشن کی افادی حیثیت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں ان تمام اصولی باتوں کا ذکر آ گیا ہے جنکا جاننا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے اور اور جن کو پڑھ کر ایک مسلمان مسائل و اصول دین سے بھی واقفیت حاصل کر سکتا ہے مولانا آغا رفیق صاحب کا یہ کمال بہت زیادہ مستحق ستائش ہے کہ وہ دین کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو بہت آسان طریقے سے بجید عام فہم انداز میں سمجھانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

(۶) ایڈیٹر صاحب اخبار الامان دہلی کی رائے

اس اعجاز نما قرآن مجید کا اردو ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو لفظی ہونے کے باوجود بامحاورہ اور مطلب خیز ہے اور متوسلین کی آسانی کے لیے حاشیہ پر علامہ فرید وجدی کی سب سے بڑی اور سب سے آسان مگر پوری کی پوری تفسیر دیدی گئی ہے جیسے علامہ موصوف نے زمانہ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لیے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا ہے۔ تفسیر عربی میں تھی اور اس کا اردو ترجمہ بصرف زرکثیر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے۔ اکابر علماء اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مقدمہ میں علمی تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ دیا گیا ہے جو کسی مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا۔ یہ مقدمہ صدہا کتب متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔

(۷) ایڈیٹر صاحب اخبار مدینہ بجنور کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متن میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا محققانہ اور مستند ترجمہ اور حاشیہ پر نہایت مفید تفسیر درج کی گئی ہے جس میں علامہ فرید وجدی مصری کی قرآنی تحقیقات بھی شامل ہے ابتدا میں حضرت مولانا آغا رفیق صاحب کا ایک طویل اور مفید مقدمہ بھی درج ہے جو قرآن اور مذہب اسلام کے متعلق بہترین معلومات کا حامل ہے۔

(۸) ایڈیٹر صاحب اخبار حمایت الاسلام لاہور کی رائے

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی جیسے بزرگ محترم عالم دین اس کے مترجم ہیں ان کے ترجمہ کی خوبی کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے اردو ترجمہ پایا گیا ہے۔ یہ تفسیر حضرت علامہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کی ضروریات اور فہم و ادراک کو پیش نظر رکھ کر لکھی ہے اور عالم اسلام میں اس کو بہت پسند کیا گیا ہے تفسیر پہلی تفسیروں کی طرح غیر ضروری تفصیلات کی حامل نہیں ہے لیکن قرآن حکیم کو سمجھنے کے لیے جن باتوں کی ضرورت ہے ان تمام پر حاوی ہے

اعجاز نما قرآن مجید میں ایک اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے شروع میں مقدمۃ القرآن کے ماتحت ایک سو ستر صفحات میں قرآن حکیم سے متعلق وہ تمام معلومات درج کر دی گئی ہیں جن کا ہر ایک مسلمان کے لیے جاننا ضروری ہے۔

ان تمام معلومات کا ماخذ اعجاز نما قرآن حکیم ہے اور اس طرح قرآن کو اچھی طرح سمجھانے کے لیے ناشر نے ہر امکانی کوشش کی ہے۔

(۹) ایڈیٹر صاحب رسالہ سب رس حیدر آباد دکن کی رائے

اس قرآن مجید کے مقدمہ میں خدا کے وجود کے دلائل مذہب اسلام کی حقیقت نبوت کی تشریح، وحی کی تعریف اور اس کے اقسام وغیرہ قرآن مجید کی خصوصیات قرآن کے اعمال و وظائف قصص امثال تاریخ اور فضائل وغیرہ کو مختصر مگر دلنشین پیرایہ میں سمجھایا گیا ہے۔ مقدمہ کے آخر میں مضامین قرآن مجید کی مفصل فہرست درج ہے۔ ترجمہ سلیس اور واضح ہے حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرآن کامل کا ترجمہ آغا رفیق صاحب نے پیش کیا ہے باوجود ان ساری خوبیوں کے اس قرآن مجید کا ہدیہ بہت ہی کم ہے۔

(۱۰) ایڈیٹر صاحب اخبار دین و دنیا دہلی کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید ہماری رائے میں اپنی نوعیت کا اور اپنی قسم کا ہندوستان میں پہلا قرآن مجید ہے جسے ہر لحاظ سے اور ہر اعتبار سے نہایت مکمل کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کلام مجید میں وہ خصوصیات جمع کر دی گئی ہیں جو آج تک کسی قیمتی سے قیمتی قرآن مجید میں نہیں پائی گئیں نیز ایک ایسی چیز اس کلام مجید میں موجود ہے جو کسی کلام مجید میں نہیں پائی گئی یعنی کلام اللہ کے مضامین کی مکمل فہرست اور قرآن پاک پر ایک مکمل مقدمہ جس کے مطالعہ کے بعد انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کیا ہے اور اس کا اعجاز کیا ہے یہ ایسی خصوصیات ہیں جو غالباً آج تک کسی کلام اللہ میں نہیں پائی گئیں اور اس کے ساتھ ہی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید ضرورت سے زیادہ لمبا چوڑا بھی نہیں ہے بلکہ نہایت موزوں تقطیع پر ہے یعنی لمبائی ۱۲ انچ ہے اور چوڑائی ۸ انچ

(۱۱) ایڈیٹر صاحب اخبار زمزم لاہور کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کا یہ ایڈیشن جس کا متن صحیح، ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا اور حاشیہ پر علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر قرآن کا اردو ترجمہ ہے جسے مولانا آغا رفیق نے اردو میں منتقل کیا ہے ترجمہ اور تفسیر دونوں استناد کے لحاظ سے بہت بلند ہیں اور اس قرآن مجید کا مطالعہ قرآنی بصیرت کا موجب ہو سکتا ہے ترجمہ اور حاشیہ کے علاوہ جو چیز ہمیں سب سے زیادہ پسند آئی وہ ایک مبسوط مقدمہ قرآن ہے۔

جس اعجاز نما قرآن مجید مترجم و مفسر کی تعریف مسلمانوں کے اتنے بڑے جید علماء ہند صوفیائے کرام اور ایڈیٹران عظام نے متفقہ طور سے کی ہے اور مسلمانوں سے اس کی خریداری کی اپیل کی ہے اور قرآن سمجھنے کے لیے سب سے بہتر تفسیر بیان القرقان کامل (جو اعجاز نما قرآن کے حاشیہ پر چھاپی گئی ہے) اس اعجاز نما قرآن کے دو ایڈیشن ہیں ایک رف اور ایک چکنا۔ سائز ۲۰×۳۰/۱۲ ضخامت تقریباً ۰۰ے صفحے۔

رف ایڈیشن ختم شدہ ہدیہ بلا جلد ۶ مجلد پارچہ ۶/۸ مجلد چرمی کامل تین روپے سے

اعلیٰ ایڈیشن چکنا سفید عمدہ کاغذ ہدیہ بلا جلد ۹ مجلد پارچہ ۔۔۔ مجلد چرمی اعلیٰ للعہ محصول ڈاک ۴ر اگرچہ کاغذ کی قیمت چہار گنی ہو گئی ہے لیکن اعجاز نما قرآن کا ہدیہ زیادہ نہیں بڑھایا نہیں گیا ہے اس لیے جلد ہی طلب کر لیجئے۔ ورنہ اس ایڈیشن کے ختم ہونے کے بعد اس بے نظیر کلام اللہ کے لیے جنگ کے خاتمہ کا انتظار کرنا ہوگا۔ خدا شاید ہے کہ ان داموں میں قواب سادہ کاغذ بھی نہ مل سکے گا کجا سب سے بڑی تفسیر، سب سے بڑا دیباچہ سب سے بڑی فہرست مضامین قرآن اور سب سے بہتر ترجمہ کا اتنا سستا اور عمدہ قرآن آج ہی طلب فرمائیں، ورنہ ممکن ہے کہ فرمائشوں کی کثرت سے آپ دین اور دنیا کی سب سے بڑی سعادت سے محروم رہ جائیں۔

اعجاز نما قرآن شریف کی بہت کم جلدیں باقی ہیں

دنیا کو حیرت میں ڈالنے والا

روغن طلسمی رجسٹرڈ

المعروف عطائے مخلوق

باعث طاقت و درازی

یہ روغن نہیں بلکہ جادو ہے جس کے معجز نما اور حیرت انگیز اثرات نے طبی دنیا میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کر کے بڑے بڑے نامی گرامی حکماء کی عقل کو چکر میں ڈال دیا ہے اور جس کے استعمال سے صرف چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں پانچ ہزار سے زیادہ مایوس اور زندہ درگور مریض نئی زندگی حاصل کر چکے ہیں مردانہ عضو کی جملہ خامیوں مثلاً کجی، خمی، اور سستی نامردی کو دور کرنے کے علاوہ عضو مخصوص کی کوتاہی اور لاغری کو دور کرنے میں اس قدر زود اثر اور اکسیر صفت ہے کہ ایک ہفتہ کے استعمال سے اس قدر درازی اور فربہی آجاتی ہے کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے تجربہ کے بعد ہم کو یقین ہے کہ آپ اپنے احباب کو اس حیرت انگیز ایجاد سے باخبر کر کے ہماری شہرت کا باعث بنیں گے ایک شیشی کا استعمال ایک مریض کے لیے کافی ہوتا ہے۔ لطیف اجزاء سے مرکب ہے۔ آبلہ، چھالہ کا ہرگز خطرہ نہیں اور نہ ہی موسم کی قید ہے۔

قیمت فی شیشی تین روپئے محصول ڈاک بذمہ خریدار

ملنے کا پتا

انڈو جنیوئن کیمیکل ورکس نزد ڈاکخانہ جامع مسجد دہلی ۶ فون نمبر ۲۰ ۶۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

اسلامیہ دارالاشاعت کا
ایک ماہوار
مذہبی۔ اخلاقی۔ اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد دہلی

پیشوا دہلی

جو ہر مہینہ کی ۱۱ تاریخ کو ۲۰ سال سے تبلیغ و
اشاعت کے لیے دہلی سے شائع ہوتا ہے
قیمت سالانہ
اعلیٰ ایڈیشن   دو روپے ۸ آنہ
ارزان ایڈیشن   ایک روپیہ ۸ آنہ
ممالک غیر سے
اعلیٰ ایڈیشن   ۵ شلنگ
ارزان ایڈیشن   ۳ "

نمبر ۲۲	بابت ماہ ذیقعدہ سنہ ۶۲ھ مطابق ماہ نومبر سنہ ۴۳ء	جلد ۲۰

شذرات

(سید عزیز حسن بقائی)

گذشتہ مہینہ

گذشتہ مہینہ خرید کتب، جدید خریداران کے اعتبار سے تو ناقص تھا۔ سہولت اور پریشانی کے اعتبار سے بھی اس کا نمبر بہت بڑھا ہوا تھا۔

پیشوا کا ایڈیٹر، سب ایڈیٹر، کلرک، خوشنویس، پریس اور دفتری کا عملہ سب ہی بیمار۔ موسمی بخار پہلے بھی آتے تھے۔ لیکن دہلی میں حفظانِ صحت کے اسٹاف کی نالائقی سے مہلک وبائی امراض نے چھاونی ڈالی ہے۔ دوائیں گراں اور ناپید ہونے کی وجہ سے بیماری کا سیزن ختم ہونے کے باوجود بیماری اور نقاہت سے نجات نہیں ملی۔

میری حالت زیادہ خراب ہی کیونکہ کشمیر کے بعد دہلی میں میری ناک سے سیروں خون نکل گیا تھا۔ صیام رمضان کے آخری ہفتہ میں ملیریا نے حملہ کیا۔ اور عید کے بعد پھر ناک سے کئی سیر خون نکل گیا۔ پورے ایک ہفتہ میں خون بند ہوا۔ لیکن کمزور اتنا ہو گیا کہ دس منٹ کام نہیں کر سکتا۔ آہستہ چلتا ہوں تو پیر کانپتے ہیں۔ لکھنے بیٹھتا ہوں تو آنکھوں کے نیچے اندھیرا آجاتا ہے۔ اس کا اثر لازمی طور سے پیشوا کی اشاعت پر ہونا چاہئے تھا۔ اور وہ باوجود انتہائی کوشش کے روکے نہ رک سکا۔ شوال کا پرچہ لیٹ شائع ہوا۔ اور غالباً ذیقعدہ کا پرچہ بھی دیر میں پوسٹ ہوگا۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ ان آفات ارضی وسماوی سے کب نجات ملے؟

میں معذرت خواہ ہوں کہ اس اچانک مصیبت کے باعث وی پی اور شکایتی خطوط کی تکمیل میں دیر ہوئی۔ پیشوا کے انتظار کی زحمت ہوئی۔ لیکن میں مجبور تھا۔ میری امکانی طاقت سے باہر تھا۔ سچ کہا ہے مولائے عرب حضرت علی نے عرفت ربی بفسخ العزائم۔

تاہم کوشش کی جا رہی ہے کہ حالات جلد از جلد درستی پر اصلاح ہوں۔ اور ساری ابتری پر قابو پالیا ہے۔ نتیجہ خداوند قدوس کے اختیار میں ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔

اعجاز نما قرآن شریف کی مقبولیت

خدا کا شکر ہے کہ جوں جوں دن گذرتے جاتے ہیں۔ دوں دوں اعجاز نما قرآن شریف مترجم و مفسر کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اس اعجاز نما قرآن شریف کا دیدہ زیب ٹائٹل، اس کا ترجمہ دنیا کی زبانوں میں اول درجہ کا پر از معلومات دیباچہ، اس کے علاوہ سب سے آسان اور مکمل تفسیر کلام اللہ کا متوسط قلم اور پھر اس پر ہدیہ کی ارزانی۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں جنھوں نے اعجاز نما قرآن شریف

سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے محبوب المطابع برقی پریس میں چھپوا کر دفتر رسالہ پیشوا دہلی سے شائع کیا۔

کی مقبولیت میں اضافہ کر دیا ہے۔

اعجاز نما قرآن شریف کا یہ تیسرا ایڈیشن جو ۲۵ ہزار سنہ ۴۲ء میں چھاپا گیا تھا۔ قریب الختم ہے چکنا کاغذ کو قرآن نوبت ہی کم رہ گیا ہے۔ البتہ رف کاغذ کا ایک ہزار باقی ہے۔ سردست جنگ ختم ہونے کے آثار نہیں ہیں۔ اور کاغذ ناپید ہے۔ اس لیے جو بھائی قرآن شریف لینا چاہتے ہیں۔ وہ جلدی طلب فرمائیں۔ کیوں کہ لاہور اور بمبئی کے تاجران کتب نے ایک بڑی تعداد میں یہ اعجاز نما قرآن شریف طلب کیا ہے۔ اور توقع ہے کہ ان کا دوسرا آرڈر پہلے سے بھی زیادہ بڑا ہوگا لہذا پھر اعجاز نما کلام الٰہی کسی صورت میں بھی ان داموں نہیں ملے گا کیوں کہ اعجاز نما کلام الٰہی کی پلیٹیں موجود نہیں ہیں۔ اس لیے کتابت و طباعت اگر جنگ ختم ہو جائے تو دو سال میں بھی پوری نہ ہو سکے گی۔ لہذا سردست اس اعجاز نما کلام الٰہی کی دوبارہ طباعت کا امکان نہیں پھر ان اموال دین و دنیا کی یہ نعمت کہاں؟ لوٹ لو کونین کی دولت چند پیسوں میں مل رہی ہے۔ ورنہ پھر یہ کلام اللہ اتنے سستے ہدیہ میں تلاش کیے سے نہیں ملے گا۔ میرے پاس جب تک ہے۔ ہدیہ نہیں بڑھے گا۔ لیکن اگر بمبئی اور لاہور کے تاجران کتب نے سب لے لیا تو ان داموں یہ دولت سرمدی پھر نہیں ملے گی۔ لہذا کلام اللہ مجید پڑھنے کا جن کو شوق ہے، وہ آج ہی ایک جلد کے دو روپے، معجز نما کلام اللہ کا ہدیہ اور ۴ر محصول کے بھیج کر منیجر صاحب رسالہ بیسویں صدی، دہلی سے طلب فرمالیں۔

کتابوں کا پرانا اسٹاک

کتابوں کا پرانا اسٹاک ختم ہو رہا ہے۔ اور نئی چھاپنے کے لیے کاغذ کسی قیمت پر بھی نہیں مل رہا اس لیے جن بھائیوں نے پرانے رسالے دیکھ کر آرڈر بھیجے ہیں، ان کو اگر پوری کتابیں نہ بھیجی جائیں تو ان کو ناراض نہ ہونا چاہیے۔ نیز کتابیں پرانی قیمت پر طلب نہیں کرنی چاہئیں۔ کیوں کہ کاغذ کی انتہائی گرانی نے کتابوں کی قیمت بڑھا دی ہے۔ پھر جب آپ دنیا کی ہر چیز گراں قیمت پر خرید رہے ہیں تو آخر کتابوں ہی نے کیا قصور کیا ہے کہ ان کو سستے سمے کی قیمتوں پر آپ طلب فرمائیں

لہذا جو بھائی فرمائشیں بھیجتے ہیں ہم یہ یاد کر لیتے ہیں کہ وہ ہماری نئی قیمتوں پر کتابیں وی پی بھیجنے کی اجازت دے رہے ہیں۔

جو کتابیں ختم ہو گئیں

خریداران بیسویں صدی کی اطلاع کے لیے لکھا جاتا ہے کہ حسب ذیل کتابیں ختم ہو گئی ہیں کاپیاں لکھی رکھی ہیں کاغذ اگر مل جائے تو ان کی چھپائی شروع ہو سکتی ہے

(۱) قرآنی دعائیں (۲) پیغمبری دعائیں

(۳) عطائے قدسی
(۴) اسلامی تعلیم
(۵) اسلام کے سورما سپاہی
(۶) مظلوم کربلا
(۷) اردو کا عام فہم قاعدہ
(۸) معلم عربی
(۹) تفسیر سورہ یٰسین
(۱۰) اورنگ زیب عالمگیر
(۱۱) تاریخ مرہٹہ
(۱۲) عملیات باقی
(۱۳) سیرت غوث الاعظم
(۱۴) میاں بیوی کے حقوق و فرائض
(۱۵) اعجاز نما پنجسورہ
(۱۶) انتخاب صحاح ستہ

ان کے علاوہ

(۱) احکام القرآن
(۲) تفسیر بیان القرآن کامل
(۳) غزنوی
(۴) خواجہ غریب نواز
(۵) طارق اعظم
(۶) خالد بن الولید رضؓ
(۷) احمد شاہ ابدالی
(۸) ہجوری
(۹) سیرت خواجہ کا
(۱۰) ملفوظات باقی
(۱۱) محبوب الٰہی رحؒ
(۱۲) اکبر اعظم
(۱۳) شاہجہاں
(۱۴) تاریخ اسلام
(۱۵) تاریخ ہند
(۱۶) رحمت العالمین
(۱۷) پنجتن پاک
(۱۸) اسلام اور تصوف
(۱۹) اولاد رسول کو
(۲۰) ابن ماجہ
(۲۱) بڑی بخاری
(۲۲) ابو داؤد
(۲۳) نسائی
(۲۴) موطا امام مالک
(۲۵) شرح فتوح الغیب
(۲۶) ادب نبوی

درجنوں کتابیں مسودات کی صورت میں موجود ہیں۔ مگر دہلی کا کنٹرول آفس فحش کتابوں، فرضی قصوں اور افسانوں حتیٰ کہ بلیک مارکیٹ میں کاغذ بیچنے والوں کو تو کاغذ کا پرمٹ دیتا ہے۔ لیکن نہیں دیتا تو کلام اللہ، احادیث رسول اللہ، فاتحان اسلام، فقرائے اسلام جیسی دینی، تاریخی کتابوں کی اشاعت کے لیے۔ حالانکہ کنٹرولر، ڈپٹی کنٹرولر، اور ان کے مشیر سب مسلمان ہیں۔

نیز درجنوں کتابیں ایسی ہیں، جن کی تعداد بہت کم رہ گئی ہے۔ اور اگر کنٹرول آفس کی اصلاح نہ ہوئی تو کون کہہ سکتا ہے کہ ان کتابوں کی چھپائی کا نمبر کب آئے۔

لہذا قارئین کرام کو دہلی کے کنٹرول آفس کی فحش کتابوں کی سرپرستی اور علمی مذہبی تاریخی کتابوں سے نفرت کا خیال رکھنا اشد ضروری ہے۔ راج کی سرکاری کرامتیں اور اسلامی خدمات بھی ہمارا تعاقب کر رہی ہیں۔

ہم انتہائی کوشش کر رہے ہیں کہ جس قیمت پر بھی ممکن ہو کاغذ حاصل کیا جائے۔ ہم چونکہ نہ حکام کی آستانہ بوسی کرتے ہیں۔ نہ سازش

[illegible] کو جائز سمجھتے ہیں۔ اس لیے ہمیں توقع نہیں کہ کاغذ حاصل کرنے میں [illegible] ہو۔ بلیک مارکیٹ سے کاغذ خریدنا جرم ہے۔ اس لیے بہت پست ہو جاتی ہے۔ جب ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کی مہیب دفعات کا تصور [illegible] جاتا ہے۔

ہمیں اس کا احساس ہے کہ خریدار صاحبان کو کتنی تکلیف ہے لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں، جو مجبور کے سامنے جواہ دہ نہیں، اور اس نے وہابیت کی ایسی فضا پیدا کر دی ہے کہ خود مسلمانوں کو مذہبی اور تاریخی کتابوں سے کوئی واسطہ نہیں رہا۔

بہر حال ہمارے امکان میں جو کچھ ہے۔ اس سے غافل نہیں [illegible] دعا کیجیے کہ خداوند قادر و توانا ہمیں کامیابی عطا فرمائے۔

بنگال کے قحط کا خاتمہ کب ہوگا؟

یہ ایک ایسا سوال ہے جو بنگال میں، بنگال کے باہر پورے [illegible]ستان میں، ہندوستان کے باہر اس دنیا میں جس کے حاکم و محکوم کے تعلقات سے الگ ہو کر انسانی ہمدردی کا جذبہ پیدا [illegible] لہریں مارتا ہے۔ دریافت کیا جا رہا ہے۔

لیکن اس کا جواب نہ مسلم لیگ کی حکومت بنگال دیتی ہے نہ [مس]لمانوں کے حقوق کی واحد اجارہ دار مسلم لیگ کے واحد ڈکٹیٹر نہ مرکزی [حک]ومت نہ وزیر ہند، نہ وزیر اعظم، نہ امریکہ، روس، چین کے علم برداران انسانیت و آزادی۔

بنگال کے باشندوں پر یہ وبا قہر خداوندی نہیں ہے بلکہ یہ عذاب انسانوں کا لایا ہوا ہے اور وہی نفع خور لٹیرے اور ان کے حمایتی اس عذاب کو ٹال سکتے تھے۔ اگر حکومت، ماہرین اغذیہ، صوبوں کے وزراء کے جلسوں، تجاویز اور اعلانات سے کچھ آگے [ق]دم بڑھاتی اور ذخیروں کو ضبط کر کے عوام کو مفت تقسیم کرتی اور ذخیرہ بازوں کو شارع عام پر درجنوں بید کی سزا دے کر عوام کو [ان] پر تھوکنے اور نفع بازی کے مجرموں کا منہ کالا کر کے گدھے پر سوار کرا کے جوتے رسید کرنے کی دعوت دیتی۔

لیکن حکومت ابھی ان ناکام تجاویز کی بھول بھلیوں سے نکلنے کے لیے تیار نہیں۔ جنہوں نے اس کا وقار ختم کر دیا ہے اور چار مہینے گذرنے کے بعد بھی حکومت اس قابل نہ ہو سکی کہ بنگال کے بھوکے انسانوں کو روٹی بہم پہنچانے کا اعلان کر سکتی۔

حکومتیں طفل تسلیوں سے مستحکم نہیں ہوا کرتیں۔ اور جن حکومتوں کی بنیاد جھوٹے وعدوں کمزور انتظام پر ہوتی ہے وہ دیر پا نہیں ہوتیں۔ اسی لیے وقت آ گیا ہے کہ حکومت نفع خوروں کے خلاف وحشیانہ سزائیں

کا اعلان کرے۔ اور بنگال کے لائسنس داروں کی سختی سے نگرانی کرے جو بلیک مارکیٹ کی زندگی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔

تعجب ہے کہ باوجود اتنے شور و شر کے حکومت آج تک بلیک مارکیٹ کا خاتمہ نہ کر سکی۔ جو حکومت اپنے جاری کردہ قوانین پر عمل درآمد کرانے کی قابلیت نہ رکھتی ہو کیا وہ کامیاب حکومت کہی جا سکتی ہے؟ اور کیا اس کو کوئی ہوش مند انسان مبارکباد دے سکتا ہے؟

بنگال میں بلیک مارکیٹ کے زندہ رہنے کے معنی یہ ہیں کہ بنگال میں ایک متوازی حکومت نفع بازوں کی قائم ہے۔ جو حکومت کے قوانین کو چیلنج کر رہی ہے اور حکومت بنگال میں یہ جرأت نہیں ہے کہ وہ نفع اندوزوں کا جن کی گردن پر ہزاروں انسانوں کو بھوکا مارنے کا خون ہے قلع قمع کر سکے پھر کیا وجہ ہے کہ جو حکومت ڈاکوؤں سے زیادہ بے رحم اور خونیوں سے زیادہ سفاک نفع اندوزوں کو گرفت نہ کر سکے اس کو زیادہ عرصہ تک بنگال کے باشندوں کو موت و ہلاکت کے قبرستان میں دفن کرنے کے لیے آزاد چھوڑا جائے؟

حج کے راستے بند

۲۸ اکتوبر کی رات کو ۹ بجے دہلی کے ریڈیو سے یہ اعلان کیا گیا کہ:-

"کوئی مسلمان حج کے ارادہ سے اپنے وطن سے بمبئی، کراچی، کلکتہ نہ آئے کیونکہ کسی بندرگاہ سے کوئی جہاز نہیں روانہ ہوگا۔"

ہمارا خیال تھا کہ شاید آخر وقت میں حکومت ایک دو جہاز زیادہ سے زیادہ کرایہ کے اعلان کے ساتھ بھیجنے کا ارادہ کر دے لیکن اس اعلان نے ہماری تمام امیدوں کو منقطع کر دیا۔

افسوس ہے کہ ہم اعلان پر حکومت کو مبارکباد نہیں دے سکتے کیوں کہ ہمیں یقین ہے کہ اگر حکومت چاہتی تو دو چار جہازوں کو حج کے لیے بھیجنے کا انتظام کر دینا کچھ بھی مشکل نہ تھا۔ لیکن ع

تیرا ہی جی نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں

دلائل اور حقائق کی دنیا میں حکومت ہند کے پبلسٹی ڈیپارٹمنٹ اور اس کے حالی موالیوں کو شکست دے کر۔ لیکن اب ہمیں اپنی کوششوں میں ناکام رہنے کا ہمیں اعتراف ہے۔ اور جب تک یہ ملک مسلم لیگ کی آزادی کا اس کی کاغذی خواہش سے غلام رہے گا۔ ہمیں اپنی انتہائی کوششوں کے باوجود ایسی ناکامیوں سے کتنی مرتبہ دوچار ہونا پڑے گا۔ اس کا علم اس علام الغیوب کے کس کو ہو سکتا ہے؟

لیکن کیا ہمیں حکومت کے اس حکم کو خاموشی سے برداشت

کرلینا چاہئے؟ یہ ایسا سوال ہے کہ اس کے جواب کو مستقبل میں مسلمانوں کے ناسمجھی کے جلسے پرجوش تجویزیں اسمبلی کی پُرخروش بحث میں ہم تلاش کریں گے۔

مولانا سندھی کا استعفےٰ لیگ سے

مولانا عبدالمجید صاحب سندھی جو سندھ مسلم لیگ کے بانی ہیں اور سندھ میں وزیر ... بھی رہ چکے ہیں اور آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر بھی ہیں۔ انھوں نے مسلم لیگ کی بے عملی سے تنگ آکر استعفےٰ دے دیا ہے۔

جب میں ۱۹۲۱ء میں کراچی آل انڈیا خلافت کانفرنس میں شریک ہوا تھا۔ (اس کانفرنس کی تجاویز پر علی برادران، حضرت مولانا حسین احمد مدنی پر مقدمہ بغاوت چلا تھا) تو مجھے ان سے ملاقات کرنے کا موقع ملا تھا اس وقت وہ ایک پرجوش اور باعمل خلافتی کی حیثیت سے نمایاں ہونے شروع ہوئے تھے اور جس طرح بہت سے کانگریسی مسلمان مسٹر جناح کے فریب آمیز ابتدائی بیانات سے متاثر ہو کر لیگ میں شامل ہو گئے تھے اسی طرح یہ بھی لیگ کے عاشق ہو گئے اور عرصے تک منتظر رہے کہ آزادی کامل کی مدعی لیگ آزادی ناقص ہی کے لیے کوئی قدم اٹھائے لیکن ان کے انتظار کی مدت اس وقت ختم ہوئی جب کہ لیگ کا سالانہ میلا کراچی میں لگنے والا ہے ... باتوں کے غازی مرغن دعوتیں کھانے سکینڈ کلاس کے کرائے وصول کرنے کے لیے جمع ہوں گے شیخ سندھی صاحب نے اپنا مشن ہندو مسلم اتحاد اور کرپس اسکیم کی واپسی قرار دیا ہے ہندو مسلم اتحاد کے لیے سعی تو سمجھ میں آتی ہے لیکن یہ کرپس اسکیم کی واپسی کے لیے سعی ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

شہید کربلا کی یاد

دہلی کی جامع مسجد میں ہوائیں اڑنے والے لیگی شیروں نے جو دلچسپ تقریریں کی ان میں ایک مقرر ملا جو پہلے ... اپنی مخصوص شہرت کے باعث بہت نمایاں تھے لیکن چونکہ وہ خلافتی سے مسلم لیگی ہو کر سرکاری ٹھیکیدار ہو گئے ہیں۔ اور کلکتہ سے پشاور منتقل کر دئے گئے ہیں۔ لہٰذا انھوں نے دہلی میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ

"اگر ہندوستان میں فیڈرل اسکیم نافذ کی گئی تو لیگی مسلمان شہید کربلا کے نقش قدم پر چل کر قربانیاں دینے کے لیے میدان عمل میں آئیں گے"

خدا ترا مت ناداں در زمانہ ... تو کرے

ستم کے تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے

اللہ اللہ یہ دعوائے حریت طلبی یہ ادعائے حق پرستی، کن کی زبان سے؟ جنہوں نے فیڈرل اسکیم کے ماتحت کانگریس کے استعفوں کے بعد صوبائی حکومتوں کی باگ ڈور سنبھالی جن کے ایثار و قربانی کی آماجگاہ سرکار والا تبار کی ٹھیکہ داریاں، وزارتیں اعلیٰ ملازمتیں ہیں جن کے دعوائے اسلام دوستی کی حقیقت یہ ہے کہ شہید کربلا کے نقش قدم کو یاد کرنے کے لیے گورنمنٹ ہاوس میں جاتے ہیں۔ اور وہاں سرکار والا تبار سے خلعت وفاداری اٹھاتے ہیں۔

شہید کربلا کی یاد اور مخمل کی کرسیاں شہید کربلا کے نقش قدم پر چلنے کے دعوے۔ اور محلات میں عیش پسندیاں۔

یہ منہ اور مسور کی دال

جن کو اسلام کی راہ حق پسندی کی ہوا بھی نہ لگی ہو وہ امام الشہدا کا نام زبان پر لائیں جس کی گلیوں کے کتے بھی راہ حق میں ان لیگیوں سے بلند مقام پر تھے

ہمیں نہیں معلوم کوئی پڑھا لکھا اور حق پسند مسلمان بھی اس جلسہ میں شامل تھا یا نہیں ہمکو یقین ہے اگر کوئی سچا مسلمان لیگی مسلمانوں کی ایثار دوستی سے واقف مسلمان شامل جلسہ ہوتا تو ان گرجنے والے شیروں کی پول کھل جاتی۔ ملکہ انھوں نے غریب مسلمانوں کے نام پر اپنی ملازمتیں ٹھیکہ داریاں کرنے

جن

خریداران صاحبان کی میعاد خریداری اس مہینہ ختم ہو رہی ہے اس میں

ایک آپ بھی ہیں اور آپ کا نمبر خریداری ... ہے

اگر آپ سال آئندہ کے لیے خریدار رہنا چاہیں تو کم سے کم دو خریدار نئے فراہم کر لیجئے اور سب کی قیمت آج ہی بنام رسالہ پیشوا دہلی کو روانہ کر دیجئے اور اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے آپ خود سال آئندہ کے لیے خریدار رہنا پسند نہ کریں تو ازراہ کرم اسی وقت ایک پوسٹ کارڈ بنام رسالہ پیشوا کے نام لکھ دیجئے کہ سال آئندہ کے لیے خریداری منظور نہیں ہے، اس کارڈ کے وصول ہوتے ہی آپ کا نام رجسٹر خریداری سے بصد افسوس خارج کر دیا جائے اور اگر آپ نے منی آرڈر بھیجا یا عدم خریداری کا خط نہ لکھا تو حسب دستور یہ سمجھا جائے گا کہ آپ سال آئندہ کے لیے خریداری منظور کرتے ہیں اور وی پی بھیجنے کی اجازت دے رہے ہیں جو اگر خدانخواستہ واپس ہوا تو دفتر کو بہر آئنے نقصان ہوگا۔

احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک مسلسل اور لاجواب کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لیے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

مذکورہ بالا آیات کے احکام اور ان کے نسخ کے بارے میں بڑا اختلاف ہے تفسیر مدارک کا بیان تو یہ ہے کہ حج کے مناسک وار کان سے روکنا اگر یا حج سے منع کرنا ہے اس بیے کین باتوں کی حرمت جائے اس صورت میں۔ نسخ کا کوئی احتمال ہی نہیں تفسیر ثنائی میں ہے کہ سورۂ مائدہ سب سے آخر نازل ہوئی ہے اور اس کی تمام آیات محکم ہیں چنانچہ حضورؐ سے منقول ہے کہ مائدہ آخر قرآن ہے اس کے حلال کو حلال سمجھو اور حرام کو حرام حضرت حسن اور ابن مرہ کہتے ہیں اس سورۃ میں اٹھارہ فرض ہیں اور کوئی حکم منسوخ نہیں ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں مسلمان اور مشرک اکھٹے حج کیا کرتے تھے اول مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا کہ تم کسی کو حج کرنے سے نہ روکو اس کے بعد انما المشرکون نجس کا حکم نازل ہوا اور پھر واقتلوھم حیث وجدتموھم کا اور پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔ صاحب اتفاق کہتے ہیں کہ سورہ مائدہ کا حکم ولا الشھر الحرام بالاتفاق منسوخ ہے۔ اس لیے کہ خداوند تعالےٰ نے ہر مہینے میں قتال کی اجازت دے دی ہے۔

۱۰۶

جن چیزوں کا کھانا حرام ہے ان کا بیان

حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ والمنخنقة والموقوذة والمتردیة والنطیحة وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام ذلکم فسق الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم واخشون۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا فمن اضطر فی مخمصة غیر متجانف لاثم فان اللہ غفور رحیم۔

تم پر حرام ہے مردار۔ لہو۔ سور کا گوشت اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور کا نامزد کیا گیا ہو اور وہ بھی حرام ہے جو گلا گھٹ کر۔ چوٹ کھا کر۔ گر کر یا سینگ کے مارنے سے۔ یا درندوں کے پھاڑنے سے مرے اور تم اسے ذبح نہ کر سکو اور جو بتوں پر چڑھا کر ذبح کیا گیا ہو۔ یا تیروں کے پانسے ڈال کر تم میں تقسیم کیا گیا وہ بھی حرام ہے۔ یہ سب گناہ ہیں آج کے دن کافر تمہارے دین سے ناامید ہو گئے تم ان سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو۔ آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا۔ اپنا احسان تم پر پورا کر چکا اور دین اسلام میں نے تمہارے لیے پسند کیا اگر کوئی بھوک میں ناچار ہو جائے گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تفسیر۔ اوپر کی آیات میں بتایا گیا تھا کہ "چارپائے جانور تمہارے لیے حلال کیے گئے ہیں بجز ان کے جن کا ذکر آگے کیا جائے گا" ان آیات میں انہیں چارپایوں اور دوسری اشیاء کا ذکر کیا گیا ہے جو مسلمانوں پر حرام ہیں۔ خداوند تعالےٰ نے مسلمانوں کے لیے جو چیزیں حرام قرار دیں ان میں مردار خون۔ سور کا گوشت اور وہ تمام جانور ہیں جن کو اللہ کے سوا کسی اور کا نامزد کیا گیا ہو یا جن کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے ہوئے جانوروں کی حرمت کا بیان سورۃ بقرہ میں بھی کیا جا چکا ہے اور سورۃ انعام و سورۃ نحل میں بھی آئے گا۔

ان چیزوں کے سوا سات اور چیزیں آیت میں حرام بتائی گئی ہیں جن میں سے ایک تو منخنقہ ہے یعنی وہ جانور جس کا گلا گھوٹ کر مار دیا گیا ہو یا گلا گھٹ کر وہ خود مر گیا ہو اس کی حرمت ظاہر ہے اس لیے کہ اس کو خدا کے نام پر کسی دھار دار چیز سے ذبح نہیں کیا گیا ہے۔ دوسری چیز موقوذہ ہے یعنی وہ جانور جو چوٹ لگنے سے مر گیا ہو مثلاً کسی نے کسی جانور کے لکڑی ماری یا پتھر مارا اور وہ مر گیا یا کسی جانور پر دیوار آ گری اور وہ مر گیا اس کو بھی چونکہ اللہ کے نام پر کسی دھار دار چیز سے ذبح نہیں کیا گیا ہے اس لیے حرام ہے تیسری چیز متردیہ ہے یعنی وہ جانور جو کسی بلند جگہ سے گر کر مر گیا ہو یا کسی گڑھے اور کنوئیں میں گر کر مر گیا ہو اور دھار دار چیز سے ذبح نہ کیا گیا ہو۔ چوتھی چیز نطیحہ ہے یعنی وہ جانور جس کے کسی دوسرے جانور نے سینگ مار دیا ہو یا اور کسی طریقہ سے اس کے جسم کو ضرر پہنچایا ہو اور وہ مر گیا ہو۔ پانچویں چیز درندوں کا پھاڑا یا زخم پہنچایا ہوا جانور ہے کہ درندوں کے پھاڑنے اور زخم پہنچانے سے وہ مر گیا ہو۔ قاضی بیضاوی کہتے ہیں کہ وہ جانور بھی حرام ہے جس کو شکاری کتے یا اور کسی شکاری جانور نے زخم پہنچا کر یا پکڑ کر اس میں سے کچھ کھا لیا ہو ان پانچوں چیزوں کو خدا نے ایک خاص شرط کے ساتھ حلال قرار دیا ہے اور وہ شرط یہ ہے کہ اگر جانور زندہ حالت میں

جائے اور اس کو خدا کے نام پر دھار دار چیز سے ذبح کر لیا جائے اس صورت میں اس کا کھانا جائز ہے خداوند تعالیٰ نے الا ما ذکیتم سے جو استثنا کیا ہے وہ صرف انہیں پانچ چیزوں کے ساتھ مخصوص ہے اوپر کی چار چیزوں سے اس کا تعلق نہیں ہے یعنی مردار۔ خون۔ سور کا گوشت اور غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو اس لیے کہ یہ چیزیں قطعی اور ہر حال میں حرام ہیں اور ان کی حرمت ذاتی حرمت ہے یعنی کسی حال میں یہ چیزیں حلال نہیں ہو سکتیں جیسا کہ قرآن مجید میں متعدد جگہ اس کا ذکر کیا گیا ہے اور بعض مفسرین کا بیان یہ ہے کہ الا ما ذکیتم کا استثنا صرف آخری چیز سے ہے یعنی اس جانور سے جس کو درندوں نے پھاڑ ڈالا ہو اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ نطیحہ اور موقوذہ وغیرہ ہر حال میں حرام ہیں ذبح کرنے سے بھی وہ حلال نہ ہوں گے صرف درندوں کا پھاڑا ہوا جانور اگر زندہ مل جائے اس کو حلال کر کے کھایا جا سکتا ہے لیکن جمہور علماء کا مسلک یہی ہے کہ مذکورہ بالا پانچوں چیزیں زندہ مل جانے پر ذبح کے بعد حلال ہو جاتی ہیں۔

چھٹی چیز جس کو خداوند تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے وہ جانور ہے جس کو بتوں پر چڑھا کر ذبح کیا گیا ہو عرب کا دستور یہ تھا کہ وہ بتوں کے نام پر جانور چڑھاتے اور بتوں کی غیر معمولی عزت و عظمت کرتے تھے یہاں تک کہ بتوں کو خدا کا مقرب اور اپنا شفیع جانتے تھے خداوند تعالیٰ نے عرب کی اس جاہلیت اور بدعت سے مسلمانوں کو روکا اور بتوں پر چڑھائے ہوئے جانور کو حرام قرار دے دیا۔ قاضی بیضاوی نے وما ذبح علی النصب کے معنی یہ بتائے ہیں کہ وہ جانور جس کو بتوں کے لیے ذبح کیا گیا ہو اس صورت میں یہ چیز ما اھل بہ لغیر اللہ میں شامل ہو جائے گی اور اس کا ذکر اگرچہ مکرر [illegible] گا لیکن عرب کی ایک خاص بدعت کے سلسلہ میں اس کا ذکر ہوگا۔

ساتویں چیز جس کو خدا نے حرام قرار دیا ہے وہ جانور ہے جس کو تیروں کے ذریعہ ڈال کر آپس میں تقسیم کیا گیا ہو عرب کا دستور یہ تھا کہ جب وہ سفر یا [illegible] یا تجارت یا نکاح کا ارادہ کرتے تو تین تیروں سے فال لیتے تھے ان میں سے ایک تیر پر امرنی ربی (میرے پروردگار نے حکم دیا) دوسرے پر نہانی ربی (مجھے پروردگار نے منع کیا) اور تیسرے پر غفل لکھا تھا امرنی ربی کا تیر نکلتا تو اپنا کام کرتے نہانی ربی کا تیر نکلتا تو کام نہ کرتے اور غفل کا تیر نکلتا تو دوبارہ تیر وں کو ملا کر پھر اسی طرح کرتے یہاں تک کہ امرنی ربی اور نہانی ربی کے تیروں میں سے کوئی تیر نکلتا خداوند تعالیٰ نے اس دستور کو باطل قرار دیا اور اس طریقہ کو حرام قرار دیا آیت کے اگر یہی معنی مانے جائیں تو ماکولات سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہتا اور صرف اس دستور کی حرمت اس سے ثابت ہوتی ہے لیکن آیت کے ایک اور معنی بھی ہو سکتے ہیں اور ماکولات سے اس کا تعلق ثابت ہو سکتا ہے اور وہ معنی یہ ہیں کہ وان تستقسموا بالازلام سے مراد تیروں کے ذریعہ بتوں پر ذبح کیے ہوئے جانوروں کی تقسیم ہے اس صورت میں اس جملہ کا تعلق ماکولات سے ہو جائے گا۔

ذلکم فسق کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا جس قدر باتیں بتائی گئی ہیں یہ سب گناہ ہیں لیکن اگر اس جملہ کو وان تستقسموا بالازلام کے متعلق مانا جائے تو معنی زیادہ واضح ہو جاتے ہیں اس صورت میں یہ مطلب ہوگا کہ تیروں کے ذریعہ تقسیم کا کام کرنا یا تیروں سے فال لینا گناہ ہے اس لیے کہ اس میں علم غیب میں مداخلت پائی جاتی ہے اور پھر امرنی ربی و نہانی ربی کے الفاظ سے خداوند تعالیٰ پر افترا ثابت ہوتا ہے اور اگر رب سے مراد بت مانے جائیں تو شرک بھی ثابت ہوتا ہے صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ کاہن اور منجم بھی اسی قسم میں داخل ہیں اس لیے کہ وہ بھی علم غیب کا دعوے کرتے ہیں صاحب مدارک کا خیال ہے کہ تیروں سے فال لینے اور منجمین کے اقوال میں کوئی فرق نہیں ہے یعنی دونوں کا ایک حکم ہے اس لیے کہ نجومی بھی عموماً یہی کہتے ہیں کہ فلاں ستارہ تمہاری قسمت میں نکلتا ہے جس کا اثر یہ ہے یا جس کا حکم یہ ہے لیکن شرح تاویلات میں کشاف اور مدارک کے اس خیال کی تردید کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ عرب کے تیروں سے فال لینے اور نجومیوں کی پیشینگوئیوں میں بڑا فرق ہے عرب تو تیروں کے نکلنے پر اس حکم کو حکم الٰہی خیال کرتے تھے لیکن منجم ایسا نہیں سمجھتے بلکہ وہ ستاروں کی گردش کو علامات و دلالات مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ علامات خدا کے احکام کی دلالات ہیں یقینیات میں سے نہیں ہیں اور یہ بات ممکن ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ستاروں میں معانی اور علامات رکھی ہوں کہ ان سے احکام کا علم ہو جاتا ہو۔ بہر نوع گناہ وہ چیز ہے جس میں یقین کے ساتھ یہ حکم لگایا جائے کہ خدا کا حکم یہی ہے۔ اس کے خلاف نہیں۔

الیوم یئس الذین کفروا کا مطلب یہ ہے کہ آج کے دن یعنی موجودہ زمانہ میں یا جمعہ کے روز یا حجۃ الوداع کے عرفہ کے دن تمہارے دین (اسلام) سے کافر ناامید ہو گئے یعنی ان کو اس امر کا یقین ہو گیا کہ اب دین اسلام کا ابطال ناممکن ہے یا یہ کہ جو لوگ دین اسلام کو قبول کر چکے ہیں اب وہ اس دین سے پھر نہیں سکتے یا یہ کہ تمہارے دین نے عرب کے جن امور کو حرام قرار دیا ہے اب ان کی حلت واپس نہیں لائی جا سکتی۔

الیوم اکملت لکم دینکم کا مطلب یہ ہے کہ آج کے روز خدا کی مدد سے تمہارا دین تمام دینوں پر غالب آگیا ہے اور یہی تکمیل دین کی علامت ہے۔

واتممت علیکم نعمتی کا مطلب یہ ہے کہ ہدایت و توفیق مرحمت فرما کر خدا نے اپنے احسان کو اے مسلمانو تم پر کامل کر دیا ہے یا اکمال دین کی نعمت تم پر پوری کر دی ہے۔ باقی آئندہ

ادب نبوی

(حضور سرورِ کائنات کی سیاسی، اخلاقی، معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

(حضرت آغا رفیق صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

اور ہم کو چاہیے کہ جو احکام رسول صلی اللہ علیہ والیہ وسلم نے ہم کو دیئے ہیں ہم اُن کے خلاف بھی مشورہ نہ کریں یعنی ان امور سے بچیں اور ایسی باتوں پر مشورہ نہ کریں جن سے شرع کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔

آیت میں قسم سازی سرگوشی سے ممانعت کے بعد ہمکو یہ حکم دیا گیا۔ ہم کہ ہم اعمال خیر میں سرگوشی اور مشورہ کر سکتے ہیں مثلاً علم دین کی اشاعت۔ اخلاق کی تعلیم نیک کاموں میں مال خرچ کرنا۔ دشمن کی اصلاح کرنا۔ رنجیدہ آپس میں صلاح کرانا ضرر سے بچانیوالے امور پر غور یا مشورہ کرنا خطرات سے محفوظ رکھنے کے وسائل پر غور کرنا۔ دشمن سے محفوظ رہنے کیلئے قوت کی فراہمی پر مشورہ کرنا۔ مقامات کو مستحکم بنانے پر غور کرنا آفات و مصائب سے بچنے کیلئے مال فراہم کرنا امراض سے محفوظ رہنے کے لیے مشورہ کر کے مناسب تدبیر اختیار کرنا وغیرہ وغیرہ

آیت میں بتایا گیا ہے کہ بُرے کاموں کے لیے سرگوشی شیطانی وسوسہ ہے اور شیطان اس قسم کے وسوسے پیدا کر کے مسلمانوں کو رنجیدہ کرنا چاہتا ہے ظاہر ہے کہ انسان نیکی اور تقویٰ سے خوش ہوتا ہے اور ارتکاب جرم سے رنجیدہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شیطان مسلمانوں کو فریب دیتا ہے اور وہ ممنوعہ سرگوشی کرنے لگتے ہیں مثلاً تین شخص کہیں بیٹھے باتیں کر رہے ہوں یا کہیں جا رہے ہوں کہ شیطان ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے اور ان میں سے دو تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی کرنے لگتے ہیں یا دو۔ یا تین آدمیوں کو چھوڑ کر دو خفیہ باتیں کرنے لگتے ہیں یا مجمع میں سے دو تین آدمی اٹھ کر گوشہ میں چلے جاتے ہیں اور خفیہ مشورہ کرنے لگتے ہیں خواہ یہ سرگوشیاں دوسروں کی اجازت سے ہوں یا بلا اجازت چونکہ شبہ اور تردد سے خالی نہیں ہوتیں اس لیے ہر حال میں ممنوع ہیں البتہ اصلاح کے لیے اگر ایسا مشورہ کیا جائے تو بُرا نہیں۔

امور خیر پر سرگوشی یعنی خفیہ مشورہ اور رازدارانہ گفتگو اگرچہ جائز ہے لیکن اس کے آداب ہیں جن کا لحاظ ضروری ہے انہیں آداب کو حضورؐ نے اس حدیث میں بتایا ہے اور وہ آداب یہ ہیں کہ اگر کسی جگہ تین آدمی ہوں تو ان میں سے دو گوشہ میں جا کر یا علیحدہ ہو کر رازدارانہ طریقہ پر گفتگو نہ کریں اس لیے کہ اس طرح گفتگو کرنے سے تیسرے شخص کے دل میں شکوک و شبہات پیدا ہوں گے اور اپنی عدم شرکت پر رنج ہوگا۔ صرف یہی نہیں بلکہ تنہا رہ جانے پر اس کو وحشت ہوگی۔ بہت ممکن ہے

جس آدمی کو تنہا چھوڑ دیا گیا ہے اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جائے کہ دونوں آدمی اس کی عزت و آبرو کو ضرر پہنچانے کا مشورہ کر رہے ہیں یا اسکو ذلیل و خوار سمجھتے ہیں کہ مشورہ میں اسکو شریک نہیں کیا یا یہ کہ وہ اس کے خلاف فریب کا جال پھیلانے کا مشورہ کر رہے ہیں۔ دو آدمیوں کی اس سرگوشی کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ تیسرا آدمی جسکو تنہا چھوڑ دیا گیا ہے۔ اپنے قلب میں غیظ و غضب کی لہریں اٹھتی ہوئی محسوس کرے گا غضبناک ہو کر اٹھ کھڑا ہوگا اور اپنے گھر چلا جائے گا پھر اخوت و الفت کا وہ جذبہ دوستوں میں باقی نہ رہے گا جو پہلے تھا

شارع نے الفت و مودت کے بقاء و استحکام کے لیے اگرچہ یہ حکم دیا ہے کہ اس طرح کی سرگوشی نہ کی جائے جس سے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہوں لیکن ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا ہے کہ اگر ساتھیوں سے اس امر کی اجازت حاصل کر لی جائے کہ چند خاص باتیں فلاں شخص سے کرنی ہیں اگر آپ پسند کریں تو تخلیہ میں گفتگو کر لی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اس لیے کہ اس صورت میں ان لوگوں کو جن سے اجازت طلب کی جائے یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ تخلیہ کی اجازت نہ دیں یا دوسری جگہ جا کر باتیں کر لینے کی اجازت دیں۔

یہی حکم چار۔ پانچ۔ چھ اور سات آدمیوں اور اس سے زیادہ کا ہے یعنی اگر اس جماعت میں کسی ایک کو چھوڑ دیا جائے اور باقی سرگوشی کرنے لگیں تو یہ ناجائز ہے البتہ زیادہ تعداد ہو اور اس میں چند سرگوشی کریں اور بقیہ دوسری باتوں میں مشغول ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ حضورؐ سرورِ کائنات کے ارشاد حتی تختلطوا بالناس سے واضح ہوتا ہے۔

اس حدیث کے راوی حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کا طرزِ عمل یہ تھا کہ جب ان کو کسی سے خاص باتیں کرنی ہوتی تھیں اور مجمع میں صرف تین آدمی ہوتے تھے تو چوتھے کو بلا لیتے تھے اور پھر یہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ دونوں حضرات تشریف رکھئے میں ذرا ان صاحب سے چند باتیں کر لوں۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ اگر جماعت میں سے کچھ لوگ سرگوشی کو بُرا سمجھیں تو اس وقت اس کو ملتوی کر دیں اور دوسرے وقت

پر انتشار کھیں۔ پھر یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ اگر دو آدمی خفیہ باتیں کر رہے ہیں تو تیسرے آدمی کو نہ تو ان کے پاس جانا چاہئے اور نہ ان کی باتیں سننے کی کوشش کرنی چاہئے البتہ اگر وہ اس کی اجازت دیدیں تو جائز ہے بخاری نے ادب مفرد میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ سعید مقبری ایک روز ابن عمرؓ کے پاس گئے وہ اس وقت کسی آدمی سے گفتگو کر رہے تھے سعید مقبری کا بیان ہے کہ میں ابن عمرؓ کے پاس جاکھڑا ہوا ابن عمرؓ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا۔ جب دو آدمی باتیں کر رہے ہوں تو تم ان کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ وہ اجازت نہ دے دیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضورؐ نے اس سے منع فرمایا ہے

(۴۹)
آگ سے احتیاط و اجتناب اور برتنوں کے ڈھکنے کا بیان

عن جابر بن عبد اللہؓ	جابرؓ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا ہے کہ
قال۔ قال رسول اللہ	۔ جب رات کو تم سونے لگو تو چراغوں
اطفئوا المصابیح باللیل	کو بجھا دو۔ گھر کے دروازوں کو بند
اذا رقدتم۔ واغلقوا	کردو۔ پانی کے برتنوں کے منہ باندھ
الابواب و اوکئوا الاسقیۃ	دو یعنی مشک وغیرہ کے کھانے
وخمروا الطعام	پینے کی چیزوں کو ڈھانک دو اور ایک
والشراب (وفی روایۃ	روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ)
زیادۃ) واکفتوا صبیانکم	شام کے وقت بچوں کو اپنے پاس
عند المساء فان الجن	روک لو اس لیے کہ جن اس وقت
انتشارا وخطفۃ رواہ	پھیل جاتے ہیں اور بچوں کو اچک
البخاری ومسلم وغیرہما	لے جاتے ہیں۔

تشریح الفاظ اغلاق الباب دروازہ کا بند کرنا۔

السقاء پانی کا برتن یا مشک وشکیرہ وغیرہ عرب میں اکثر پانی مشک شکیزہ میں رہتا ہے اوکاء السقاء مشک شکیزہ وغیرہ کا منہ باندھنا اوکاء اصل میں اس ڈوری کو کہتے ہیں جس سے مشک کا منہ باندھا جاتا ہے تخمیر ڈھکنا اور بند کرنا اسی لفظ سے خمر نکالا گیا ہے جسکے معنی شراب ہیں تراب چونکہ عقل کو ڈھانک لیتی ہے اور عقل پر غالب ہوجاتی ہے اس لیے اسکو خمر کہا جاتا ہے اور خمار اس کپڑے کو کہتے ہیں جس سے سر ڈھانکا جاتا ہے کفت کے معنی ملانے ہیں یعنی کسی چیز کو اپنے ساتھ یا اپنے پاس رکھنا۔ خطف تیزی کے ساتھ کسی چیز کو لے جانا یعنی اچک لینا۔

تشریح معانی اس حدیث میں حضورؐ نے ہم کو پانچ باتوں کا حکم دیا ہے علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہ حکم محض ہدایت ورہنمائی پر مبنی ہے واجب وضروری نہیں اس لیے کہ حکم کا مقصود دنیوی مصالح کی تحقیق ہے اور بعض علماء کہتے ہیں استحبابی حکم ہے بعض علماء کی رائے یہ بھی ہے کہ اگر ان ہدایات پر عمل نہ کرنے سے مالی وجانی ضرر کا احتمال ہو تو ان پر عمل واجب ہے اور اگر اس کا احتمال نہ ہو تو مستحب ہے۔

مذکورہ بالا پانچوں باتوں کی ضروری تشریح یہ ہے۔

۱۔ رات کو سوتے وقت چراغ بجھانا۔ سوتے وقت رات کو چراغ بجھا دینا مناسب بلکہ بعض موقع پر ضروری ہے، ایک حدیث میں اس کا سبب یہ بتایا گیا ہے کہ چوہا یا اور کوئی جانور بعض اوقات چراغ کے فتیلہ کو کھینچ لیتا ہے اور وہ نیچے گر کر سامان میں آگ لگا دیتا ہے، انسان سونے میں عقل وشعور سے محروم ہوتا ہے اور اس قسم کے خطرہ کا فوراً تدارک نہیں کرسکتا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ نیند موت کی بہن ہے سوتا اور مردہ انسان برابر ہوتا ہے جیسا کہ خداوند تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

اللہ یتوفی الانفس	اللہ وقت مرگ روحوں کو اپنے پاس
حین موتھا والتی	بلالیتا ہے، اور زندوں کی روحوں کو بھی
لم تمت فی منامھا	نیند کی حالت میں بلالیتا ہے پھر حکم
فیمسک التی قضی علیھا	موت جن پر صادر کرچکا ہے انہیں تو
الموت ویرسل	روک رکھتا ہے اور باقی سونے والوں کی
الاخریٰ الی اجل مسمّی	روحیں وہ ایک وقت مقرر موت

تک کے لیے پھر دنیا میں جھیجدیتا ہے۔

ایسی حالت احتیاط اور حکمت یہ ہے کہ سوتے وقت چراغ گل کردیا جائے اس لیے کہ چوہے کا چراغ کی بتی کھینچ کر گرا دینا۔ یا اور کسی جانور کا چراغ کو گرا دینا۔ یا غفلت کی حالت میں انسان کا چراغ یا بتی کو گرا دینا۔ یا تیز ہوا یا آندھی کا چراغ کو الٹ دینا۔ یا خود چراغ کا بھڑک اٹھنا۔ یا چراغ کے تیل یا میل کچیل میں آگ لگ جانا یا روشنی کے آلہ میں خرابی کا پیدا ہوجانا ہرحال میں ممکن ہے اور ان صورتوں میں مکان کے سامان میں آگ لگ جانا بھی ممکن ہے جس کا نتیجہ یقیناً یہ ہوگا کہ گھر کے آدمی اور حیوانات آگ کے لپیٹ میں آکر جل جائیں گے۔ گھر اور گھر کا سامان خاک سیاہ ہوجائے گا اور جب آگ بھڑک اٹھے گی تو اس کا بجھانا دشوار ہوجائے گا۔

اگر روشنی کے آلات اس قسم کے ہوں کہ ان میں اس قسم کے احتمالات اور خطرات نہ ہوں مثلاً بجلی کے قمقمے یا بتیاں تو ضرورت ومصلحت کے موافق ان کا گل کرنا ضروری نہ ہوگا یعنی ضرورت کے وقت ان کو سوتے میں بھی روشن رکھا جاسکے گا۔ یہی حکم اس آگ کا ہے جو کھانا پکانے کے لیے یا اور کسی غرض سے گھروں میں جلائی جاتی ہے خصوصاً اس آگ کا جس کا ایندھن کوئلے ہوں بہت ممکن ہے کوئلہ چٹک کر فرش پر یا کسی ایسی چیز پر جس میں آگ کو قبول کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہو جا پڑے اور گھر میں آگ لگا دے اور یہ بھی ممکن ہے کہ مکان کی اکیسجن میں آگ کا اثر پہنچ جائے اور اس میں زہر پیدا کردے جس سے مکان کے تمام سونے والے گھٹ کر مرجائیں۔ باقی آئندہ

سالکان طریقت

(مقامات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لیے لکھی گئی)

(از سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

حضرت بشر حافی رح لونڈی کا کلام سن کر زمین پر لیٹ گئے۔ اور دونوں رخساروں کو زمین پر رگڑتے ہوئے فرمایا۔ بلاشبہ میں غلام ہوں۔ غلام ہوں۔ غلام ہوں۔" یہ کہا اور پھر زمین سے اٹھ کر ننگے سر ننگے پاؤں دوڑنے لگے یہاں تک کہ لوگ ان کو حافی (ننگے سر ننگے پاؤں والا) کہنے لگے۔ ایک روز حضرت بشر حافی رح سے پوچھا آپ جوتے کیوں نہیں پہنتے ہیں اور ننگے پاؤں کیوں رہتے ہیں فرمایا کہ خداوند تعالیٰ سے میرا معاملہ اسی حالت میں ہوا ہے یا خدا نے اصلاح کی توفیق مجھ کو اسی صورت میں بخشی ہے کہ میں ننگے پاؤں تھا اب میں اس حالت کو ترک نہیں کر سکتا کہا جاتا ہے کہ ایک روز چند چھوٹی لڑکیوں نے حضرت بشر حافی کو ننگے پاؤں دیکھ کر کہا تھا اگر تم چند آنوں کی جوتیاں خرید کر پہن لو تو لوگ تم کو ننگے پاؤں والا کہنا چھوڑ دیں۔

(۱۹۸)
ایک تاجر کی ہدایت کا واقعہ

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ بغداد کا ایک تاجر صوفیوں سے سخت نفرت رکھتا تھا کچھ عرصہ بعد میں نے دیکھا کہ وہ تاجر صوفیوں میں شامل ہو گیا ہے، اور اپنا تمام مال صوفیوں کی خدمت پر خرچ کر دیا ہے ایک روز وہ تاجر مجھ کو مل گیا اور میں نے اس سے پوچھا "بھئی تم کو تو صوفیوں سے سخت نفرت تھی۔" تاجر نے کہا "واقعہ یہ ہے کہ صوفیوں کی نسبت جو خیال میں نے قائم کر رکھا تھا وہ غلط تھا اور اس غلطی کا احساس یوں ہوا کہ ایک دفعہ میں جمعہ کی نماز پڑھنے گیا۔ جونہیں جمعہ کی نماز ختم ہوئی میں نے دیکھا کہ مشہور بزرگ حضرت بشر حافی رح مسجد سے باہر نکلے اور تیزی سے بازار کی جانب چل دئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا "ان صوفیوں کی بھی عجیب حالت ہے بشر حافی مشہور بزرگ زاہد اور متقی ہیں لیکن مسجد میں ان کا دل نہیں لگتا ادہر نماز ختم ہوئی اور وہ مسجد سے نکل کر چل دئے۔" پھر یکایک میرے دل میں یہ خیال آیا کہ آج میں اپنے کاروبار کو ترک کر کے بشر حافی کا تعاقب کروں گا اور یہ معلوم کروں گا کہ آخر وہ کونسی ضرورت تھی جس نے ان کو مسجد میں بیٹھ کر عبادت اور ذکر و شغل سے روکا اور وہ مسجد سے فوراً چلے گئے۔ یہ خیال کر کے میں بشر حافی رح کے پیچھے ہو لیا وہ دوڑتے ہوئے بازار پہنچے اور نان بائی کی دوکان سے ایک درہم کی روٹیاں خریدیں یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا "ان زاہدوں کی حالت دیکھو کہ ذکر و شغل چھوڑ کر روٹیاں خریدتے پھرتے ہیں اور بھوک کو برداشت نہیں کر سکتے" بشر حافی آگے بڑھے اور ایک درہم کا بھنا ہوا گوشت خرید کیا یہ دیکھ کر میرا غیظ و غضب اور بڑھ گیا بشر حافی اور آگے بڑھے اور حلوائی کی دوکان سے ایک درہم کا فالودہ خرید کیا میں نے اپنے دل میں کہا "خدا کی قسم! آج بشر حافی کا تعاقب ترک نہ کروں گا اور دیکھوں گا کہ وہ ان چیزوں کو کہاں بیٹھ کر کھاتے ہیں" بشر حافی ان چیزوں کو لے کر جنگل کی طرف بڑھے میں نے دل میں خیال کیا کہ یقیناً وہ کسی شاداب مقام پر جہاں پانی بھی ہوگا ان چیزوں کو بیٹھ کر کھائیں گے" مختصر یہ کہ بشر حافی ان چیزوں کو لیے ہوئے تیزی سے آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ عصر کے وقت وہ ایک گاؤں میں داخل ہوئے اور پھر اس گاؤں کی مسجد میں پہنچے میں برابر ان کے پیچھے تھا مسجد میں پہنچ کر میں ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اور دیکھا کہ مسجد میں ایک بیمار پڑا ہوا ہے بشر حافی رح اس بیمار کے سرہانے بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھ سے اس کو روٹی کھلانے لگے وہ اسی شغل میں مصروف تھے کہ میرے دل میں خیال آیا کہ چلو ذرا گاؤں کی سیر کر آؤں۔ تھوڑی دیر بعد میں واپس آیا تو دیکھا کہ بشر حافی مسجد میں نہیں ہیں صرف مریض پڑا ہوا ہے میں نے مریض سے پوچھا "بشر حافی رح کہاں ہیں۔" مریض نے کہا "بغداد تشریف لے گئے" میں نے پوچھا "بغداد یہاں سے کتنے فاصلہ پر ہے" مریض نے کہا "یہاں سے بغداد پانچ منزل کے فاصلہ پر ہے" یہ سن کر میں نے کہا "انا للہ وانا الیہ راجعون" میں نے یہ کیا حماقت کی اور اپنے آپ پر یہ کیا ظلم کیا مصیبت سب سے بڑی یہ ہے کہ نہ اتنا زر نقد میرے پاس ہے کہ سواری کرایہ پر لے کر بغداد جا سکوں اور نہ پیدل جانے کی قوت ہے۔" مریض نے یہ سن کر کہا "تم بشر حافی رح کے آنے کا انتظار کرو" مختصر یہ کہ دوسرے جمعہ کو بشر حافی رح آئے حسب معمول ان کے ساتھ کھانے کی چیزیں تھیں۔

باقی آئندہ

شرح دیوانِ حافظ

(از معاون مدیر)

ترجمہ:۔ یار کے سامنے چونکہ ہنر کا اظہار بے ادبی ہے اس لیے زبان خاموش ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ زبان (دہن) عربی (یعنی فصاحت و بلاغت) سے بھرا ہوا ہے۔

تشریح:۔ سالک کہتا ہے کہ میں اگرچہ فصیح و بلیغ ہوں اور اپنے دل کی حالتوں کو انتہائی خوبی کے ساتھ محبوب پر ظاہر کر سکتا ہوں لیکن ایسا کیوں نہیں کرتا اس لیے کہ محبوب کے سامنے اپنے کمال کا اظہار انتہا درجہ کی بے ادبی ہے

پری نہفتہ رخ۔ دیو در کرشمہ و ناز   بسوخت عقل زحیرت کہ اینچہ بوالعجبی است

ترجمہ:۔ پری تو منہ چھپائے ہوئے ہے اور دیو ناز و کرشمہ کر رہا ہے عقل حیران ہے کہ یہ کیسی عجیب و غریب بات ہے۔

تشریح:۔ پری کا کام ہے اظہار ناز و کرشمہ اور دیو کا کام ہے اپنے بدشکل چہرہ کو چھپانا لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اس موقع پر دیو تو منہ کھولے ناز و کرشمہ کر رہا ہے اور پری چہرہ کو چھپائے ہوئے ہے حافظ رہ نے اس شعر میں پری سے مراد محبوب لیا ہے اور دیو سے مراد خواہشات نفس مطلب یہ ہوا کہ محبوب تو چھپا بیٹھا ہے اور نفسانی خواہشات علانیہ ابھر رہی ہیں اور لوگوں کو اپنا کرشمہ دکھا رہی ہیں

ازیں چمن گلِ بیخار کس نچید آرے   چراغ مصطفوی با شرار بولہبی است

ترجمہ:۔ اس چمن سے بغیر کانٹے کے کوئی پھول کسی نے نہیں توڑا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے چراغ کے ساتھ بھی ابولہب کے شرارے لگے ہوئے تھے۔

تشریح:۔ دنیا کے جس قدر خوش رنگ اور خوشبو پھول ہیں سب کے ساتھ کانٹے لگے ہوئے ہیں یہاں تک کہ حضرت رسول مقبول صلعم کے روشن چراغ کا پھول بھی کانٹوں سے خالی نہ تھا اور اس کے ساتھ بھی ابولہب شریر کے شرارے لگے ہوئے تھے اس موقع پر چراغ مصطفوی سے مراد پاک روح ہے اور شرار بولہبی سے مراد نفس امارہ ہے مطلب یہ ہے کہ انسانی روح کتنی ہی لطیف پاکیزہ اور اعلیٰ کیوں نہ ہو اس کے ساتھ بھی نفس امارہ کے کانٹے لگے ہوتے ہیں۔ سالک کو چاہیئے کہ وہ نفس امارہ کے کانٹوں سے روح کے پاکیزہ پھول کو بچاتے اور محفوظ رکھنے کی کوشش کرے۔

حسن زبصرہ۔ بلال از حبش صہیب از روم   ز خاکِ مکہ ابوجہل اینچہ بوالعجبی است

ترجمہ:۔ بصرہ سے حسن نے۔ حبش سے بلال نے روم سے صہیب نے مکہ میں آکر اسلام قبول کیا لیکن ابوجہل مکہ کی خاک سے پیدا ہوا اور اسلام سے محروم رہا کتنے بڑے تعجب کی بات ہے۔

تشریح:۔ مطلب یہ ہے کہ سالک کے لیے محنت و ریاضت اور حق پرست دل کی ضرورت ہے مقام اور مرشد کامل کی ضرورت نہیں مثلاً مرشد کامل اگرچہ اپنے تصرف سے مرید کو درجات طے کرا سکتا ہے لیکن ہر حال میں مرید کے اندر جوہر قابل ہونے کی ضرورت ہے اگر مرید میں جوہر قابل و سلوک کی صلاحیت نہیں تو مرشد کی کوشش زیادہ مفید نہ ہوگی حسن بصری رح بلال حبشی رح اور صہیب رومی رح میں اسلام کے قبول کا جوہر قابل موجود تھا اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گئے ابوجہل اگرچہ مکہ کی خاک سے پیدا ہوا اور ہر وقت حضورؐ کی صحبت میں رہا لیکن اسلام سے محروم رہا اس لیے کہ اس میں جوہر قابل نہ تھا۔

جمال دختر رز نور چشم ما است مگر   کہ در نقاب زجاجی و پردۂ عنبی است

ترجمہ:۔ انگور کی بیٹی (یعنی شیرۂ انگور) کا حسن و جمال میری آنکھ کی روشنی ہے کیونکہ وہ شیشہ کی نقاب اور عنبی پردہ کے اندر ہے

تشریح:۔ شیرۂ انگور سے مراد عشق و محبت ہے اور زجاج اور عنب سے مراد مرشد کامل ہے مطلب یہ ہے کہ جب میرے دل میں محبت کی شراب نے اثر کیا اور میری چشم بصیرت عشق و محبت کی شراب سے کشادہ ہو گئی تو میں مرشد کامل کے جمال عشق پر ایسا شیدا ہوا کہ مرشد کامل کے زجاجی و عنبی پردوں یعنی دل کی گہرائیوں سے جمال عشق ظاہر ہونے لگا یعنی جمال عشق زجاجی و عنبی پردوں کی نقاب سے جھلکنے لگا اور میری آنکھوں کو روشنی پہنچاتے اور چشم بصیرت کو کشادہ کرنے لگا۔

دوائے درد خود اکنون از آں مفرح جوی   کہ در صراحی چینی و شیشہ حلبی است

ترجمہ:۔ اپنے درد کی دوا اب اس سے تلاش کرو کہ چینی کی صراحی اور حلبی شیشہ کے اندر ہے۔

تشریح:۔ درد سے مراد عشق و محبت اور مفرح سے مراد وہ مشاغل جو سالک کے دل کو طمانیت بخشیں۔ اور چینی کی صراحی اور حلبی آئینہ سے مراد عارفان الٰہی یا مرشد کامل ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اب جبکہ تو عشق و محبت کے ذوق سے آشنا ہو چکا ہے مرشد کامل سے اپنے قلب کی طمانیت کے لیے معرفت کی منازل حاصل کر اور ظاہر پرستوں سے بے تعلق ہو جائے۔

باقی آئندہ

ملفوظاتِ باقی باللہ

ایک بیش بہا محققانہ کتاب جو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ عزیز الزمانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے ملفوظات تصوف کی نادر قلمی کتابوں سے اخذ کیے گئے ۔

(از سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(یعنی درمیانی واسطہ ضروری چیز ہے جیسا کہ نبی اور خدا کے درمیان جبرئیل کا واسطہ اور مخلوق و خدا کے درمیان نبی کا واسطہ ہے) اس طریقہ (یعنی واسطہ اور برزخ) سے چشم پوشی کرنا اور درمیان پر نظر نہ رکھنا ترقی میں مانع ہے اور بلا واسطہ اور درمیان کے کام کرنے سے برکت اٹھ جاتی ہے و نعوذ یہ ہے کہ یہ طریق (یعنی درمیانی واسطہ کو معتبر خیال نہ کرنا) خدا اور رسول صلعم کے نزدیک نامعقول اور غیر پسندیدہ ہے۔ بچوں کے استاد کا ادب کس حد تک کیا جاتا ہے طریقت کا استاد تو فیض کا چشمہ اور کشف و جود کا منبع ہے اس کا ادب کس قدر ضروری ہے وہ تو الوہیت کا برزخ ہے جو ایک بہت بڑا درجہ ہے۔

(۲۵۹)
دوستی کے درجات

شیخ تاج الدینؒ کو جو انتہائی گرامی نامہ حضرت خواجہؒ نے لکھا تھا اس میں حضرت خواجہؒ نے دوستی (یعنی تعلق پیری و مریدی) کے درجات پر بحث کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ

" دوستی کے دو درجے ہیں ایک تو یہ کہ دوست (یعنی مرید) ہر وقت (پیر و مرشد سے) مدد اور فیض کا طالب رہے تاکہ تاکہ اس کے لیے بے شمار و بےحد ترقیوں کا دروازہ کھلا رہے اور یہ کہ ادب و احترام کا حق پورا پورا بجا لائے کہ سعادت اور برکت حاصل ہو جائے اور دوسرا درجہ یہ ہے کہ بعزش محال اگر ہم کو (یعنی مرشد کو) درمیان میں نہ دیکھیں اور بے واسطہ حضرات خواجگان کی ارواح سے فیض حاصل کریں اور ان کو اس طرح فیض پہنچتا رہے تو ہم اس کے منکر نہیں ہیں (یعنی ایسا ہونا ممکن ہے) لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس طریقہ میں برکت نہیں ہوتی اس لیے کہ طریقت میں حضرات خواجگان کے طریقے کو ملحوظ رکھنا۔ توجہ میں ان کی ارواح سے (یا ذوات سے) فیض طلب کرنا اور دوسرے طریقوں سے نہ ملنا (یعنی بے تعلق رہنا) ضروری چیز ہے "

(۲۶۰)
انتہا کو ابتدا کی طرف رجوع کرنا کمال نہیں ہے

جن ایام میں شیخ تاج الدین سنبھلی حالتِ جذب و سکر میں مبتلا تھے اور اپنے کمالاتِ باطنی نے ان کو عزور یا مستی میں ڈال دیا تھا کسی ارادت مند نے حضرت خواجہ باقی باللہ کو ان کی اس حالت سے آگاہ کیا اور خود شیخ ممدوح کا ایک دستی خط بھی آیا حضرت خواجہ رح نے شیخ کی اصلاح کے لیے ایک گرامی نامہ لکھا جس میں بہت سی کام کی باتیں تھیں منجملہ ان کے ایک بات یہ بھی تھی کہ مرید کا شیخ کی کسی بات کو کمالِ باطنی کے خلاف سمجھنا اور اس پر بھروسہ کر لینا مناسب نہیں بلکہ غلط ہے چنانچہ حضرت خواجہ رح فرماتے ہیں کہ: " اگر آپ ہماری کسی صفت کو اپنے اس خیال کی بناء پر جس کو آپ نے کمال سمجھ لیا ہے۔ مخالف قرار دیں تو آپ کو چاہیئے کہ اپنے اس خیال پر بھروسہ نہ کریں اس لیے کہ حالات مختلف ہوا کرتے ہیں انتہا کو ابتدا کی طرف رجوع کرنے کو کمال قرار دینا اور پھر اس خیال کو ترجیح دینا واقعہ یہ ہے کہ بے تکلف اشخاص بلکہ عوام کا طریقہ ہے۔"

(۲۶۱)
اظہارِ کرامت کب پسندیدہ ہے

حضرت خواجہ رح کے خلیفۂ خاص حضرت شیخ احمد سرہندی رح نے ایک عریضہ حضرت خواجہ کو لکھا تھا جس میں ظاہر کیا تھا کہ جو توجہ امراض اور تکالیف کے دور کرنے کے لیے کی جاتی ہے کیا اس کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ اس کے پسندیدہ یا ناپسندیدہ ہونے کا بھی علم ہو حضرت خواجہؒ نے اس کے جواب میں لکھا کہ " ناپسندیدہ امور کے لیے توجہ سے کام لینا ناپسندیدہ ہے اور جائز و مباح امور کی طرف توجہ جائز و مباح ہے لیکن ہر حال میں کسی اختیاری فعل کی طرف توجہ سے کام لینا عارفوں کے نزدیک بے ادبی ہے اس لیے کہ اس میں خداوند تعالیٰ کی مشیت کو اپنے تابع بنانے کی کوشش پائی جاتی ہے اور خداوند تعالیٰ کے ارشاد فاتخذہ وکیلا (صرف خدا ہی کو اپنا وکیل بناؤ) کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ عارفوں کی ایک خاص جماعت نے تصرف کو قطعاً ترک کر دیا تھا اور اس کو بہتر خیال نہ کرتے تھے

شرح مثنوی مولانا روم

(از معاون مدیر)

اپنے ان انعامات کو ہم سے واپس نہ لے اور معرفت کے جو نقل و محبت کی جو شراب اور حقیقت کے جو پیالے ہم کو عطا ہوئے ہیں ان کو بھی واپس نہ لے یعنی ہم کو اپنی ذات میں غور و فکر کرنے اور اپنی محبت میں مبتلا رہنے دے۔ اب اپنے اس انعام کی لذت کو ہم سے واپس نہ لے یعنی معرفت کی شراب اور نقل حقیقت سے ہم کو محروم نہ رکھ مطلب یہ کہ نعمت عشق کی لذت کو ہم سے واپس نہ لے اور سامان عشق یعنی نقل و بادہ و جام (مراد علوم و معارف اور باطنی کمالات ہیں) ہم سے نہ لے۔

در بگیری۔ کیست جست وجو کند　　نقش با نقاش چوں نیرو کند

ترجمہ:۔ اور اگر تو واپس ہی لینا چاہے تو کون ہے جو تجھ سے واپسی کا مطالبہ کر سکے یا دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کرے اس لیے کہ ہم تو نقش ہیں اور تو نقاش ہے نقاش کے سامنے کون طاقت سے کام لے سکتا ہے

تشریح:۔ اے خداوند بزرگ و برتر اور یہ ہم نے جو کچھ عرض کیا ہے یعنی یہ کہ تو ہم کو نعمتِ عشق اور سامانِ عشق سے محروم نہ کر یہ سب کچھ تیری مرضی پر موقوف ہے۔ ہمارا کوئی زور نہیں ہے اس لیے کہ تو ہر حال میں اور ہر وقت ہم سے ان چیزوں کو لے سکتا ہے اور انسانی مخلوق میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو تیری مرضی کے خلاف تجھ کو روک سکے یا تجھ سے ان چیزوں کو واپس لینے کے بعد دوبارہ اپنی کوشش سے لے سکے اس لیے کہ تو خالق ہے اور ہم مخلوق ہیں مخلوق خالق کے مقابلہ میں کوئی حیثیت اور طاقت نہیں رکھتی۔

منگر اندر ما۔ مکن در ما نظر　　اندر اکرام و سخائے خود نگر

ترجمہ:۔ اے خدا۔ تو ہم کو نہ دیکھ اور ہماری حالت پر نظر نہ ڈال۔ بلکہ اپنے فضل و کرم اور اپنی سخاوت پر نظر رکھ۔

تشریح:۔ اے بزرگ و برتر خدا ہم نعمت عشق کے استحقاق کا نہ تو دعوے کرتے ہیں اور نہ تجھ کو مجبور کر سکتے ہیں کہ تو اس نعمت کو ضرور ہمارے پاس باقی رکھ بلکہ ہماری درخواست تو یہ ہے کہ تو ہمارے قصور اور خطا کو پیش نظر رکھ۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم کسی طرح اس نعمت اور تیرے فضل و کرم کے مستحق نہیں ہیں خطا دار بندے ہیں اور کسی قسم کی قوت نہیں رکھتے ہیں تو ہم کو نہ دیکھ کہ سراپا گنہگار ہیں اور تو ہماری حالت پر نظر نہ ڈال کہ یکسر بد بلکہ بد سے بدتر ہے بلکہ اپنے فضل و کرم کو دیکھ اور اپنی سخاوت کو کام میں لا۔

ما نبودیم و تقاضا مان نبود　　لطف تو ناگفتۂ ما مے شنود

ترجمہ:۔ اے بزرگ و برتر خدا ہم پہلے کچھ بھی نہ تھے اور نہ ہمارا کوئی تقاضہ اور سوال تھا تو نے بغیر طلب ہم پر مہربانی کی اور بغیر کہے ہماری باتوں کو تو سنتا رہا۔

تشریح:۔ یعنی ہم عدم میں کچھ بھی نہ تھے اور نہ ہم تجھ سے کچھ طلب کرتے تھے تو نے ہم کو شرف وجود عطا کیا اور بغیر طلب ہم کو ہر قسم کی نعمتیں مرحمت فرمائیں یہ صرف تیری مہربانی تھی کہ تو نے ہم کو وجود عطا فرمایا اور عطائے وجود سے پہلے ہم کو اس قابل سمجھا اور پھر عطائے وجود کے بعد بغیر طلب ہم کو طرح طرح کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا اب بھی اے بزرگ و برتر خدا تو اپنے اس فضل کرم کو جاری رکھ اور اسی مہربانی سے کام لے اور ہم کو عشق و محبت اور سامانِ عشق سے محروم نہ کر۔

یہ دونوں شعر ازل کی حکایت ہیں اور ان سے اگرچہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تعالے نے ہم کو شرف وجود عطا فرمایا اور ہم میں جن چیزوں کی صلاحیت دیکھی وہ ہم کو عطا فرما دیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسانی استعداد عطا کا سبب نہیں ہے یعنے عطا کا سبب ہماری استعداد یا ہمارا استحقاق نہیں ہے اس لیے کہ استعداد اور استحقاق ایک عدمی چیز ہے اور معدوم چیز کسی چیز کا سبب نہیں قرار پا سکتی واقعہ یہ ہے کہ استعداد اور استحقاق کوئی چیز نہیں ہے عطا کا حقیقی سبب خداوند تعالیٰ کی شفقت اور رحمت ہے اسی نے اپنی رحمت اور شفقت سے جس کو جو چیز مناسب سمجھی عطا کر دی استعداد و استحقاق سے مجبور ہو کر خدا نے کچھ نہیں کیا اس لیے کہ خالق کسی چیز پر مجبور نہیں ہوتا وہ جو کچھ کرتا ہے اپنی مرضی سے کرتا ہے اور اس کی مرضی اس کی رحمت و شفقت سے وابستہ ہے۔

اوپر کے اشعار سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے مولانا نے عطائے ربانی کو فضل و کرم اور سخاوت ربانی قرار دیا ہے استعداد اور استحقاق کو قرار نہیں دیا اس لیے خدا کی مشیت کے مقابلہ میں استحقاق و استعداد کوئی چیز نہیں ہے۔

باقی آئندہ

مذہبی معلومات

کتاب اسلامی معاشیات

ازجناب مولانا سید مناظر احسن صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ

سلسلہ کے لیے شوال کا پیشوا ملاحظہ فرمایئے۔

جس کا ذکر دوسرے مقامات میں متعدد بار کیا گیا ہے یعنی بہ ظاہر قرآن کا یہ نقطۂ نظر معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح بدن کا ہر عضو اپنی جگہ نظام جسدی کی خدمت انجام دیتا ہے اور اگر ایسا نہ کرے تو اسی وقت اس عضو کو جسم سے آپریشن کرکے جدا کردیا جاتا ہے اسی طرح جماعتی جسد کا جزء بنکر فرد کو جینے کا حق عمومی طور پر اسی وقت حاصل ہوتا ہے کہ جس طرح یہ دوسرے فرد سے نفع اٹھاتا ہے، اسی طرح چاہیے کہ اپنی صلاحیت کے مطابق یہ بھی دوسروں کو خواہ کسی شکل میں ہو نفع پہنچائے اور ظاہر ہے کہ عام معاشی نظام کی بنیاد اسی لین دین پر مبنی ہے، مثلاً کاشتکار غلہ دیتا ہے، پارچہ باف کپڑے بنتا ہے طبیب علاج کرتا ہے، معلم علم تقسیم کرتا ہے لیکن جن جانشینوں کے بزرگوں سے عوام کو حسن ظن ہوتا ہے اور اسی حسن ظن کی بنیاد پر ان سے جو یہ مال لے کر کھاتے ہیں، کبھی انھوں نے یہ بھی سوچا کہ اس کے معاوضہ میں اس غریب عامی کو مادی شکل میں نہ سہی، کسی اور شکل میں مثلاً ذہنی عقلی روحانی کسی فائدہ کی شکل میں کیا دیتے ہیں؟ سب کا حال تو یہی نہیں ہے لیکن جیسا کہ قرآن کا بیان ہے ان کی اکثریت یہ واقعہ ہے کہ کسی کو کچھ نہیں دیتی، اور جہاں تک میرا خیال ہے، یہ خود بھی جانتے ہیں کہ ہم کچھ بھی نہیں دے رہے ہیں، "اکل اموال الناس بالباطل" کی آخر اس سے زیادہ بدترین شکل اور کیا ہوسکتی ہے، چور بھی مثلاً کچھ دیئے بغیر لوگوں کا مال لے اڑتا ہے، لیکن اس چوری سے غریب بدنام مجرم چور کی چوری کو کیا نسبت؟

یہاں تک اس طبقہ کی اکثریت کے معاشی جرم کا ذکر ہے آگے

اسی غلط معاش کے حصول میں جن اعتقادی اور ایمانی شرارتوں کے یہ مرتکب ہوتے ہیں، غریب عوام پر جہل کا کمبل ڈھا کر اللہ کی سیدھی راہ سے لوگوں کو جن جن خاص طریقوں سے یہ روکتے ہیں، اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، چونکہ اس کا تعلق معاشی مسائل سے نہیں ہے اس لیے اس کی بحث یہاں غیر ضروری ہے، البتہ اس کے بعد ایک اور طبقہ کا ذکر ہے جو زائد از ضرورت آمدنی کو خدا کے بتائے ہوئے صحیح مصارف میں خرچ کرنے کی جگہ "کنز" کرتا ہے یعنی اُسے جمع کرتا ہے دوسری زندگی میں جن حالات سے اُسے دوچار ہونا پڑے گا، اس کی تفصیل کی گئی ہے، لیکن اس طبقہ کا "رہبانیت" والوں کے ساتھ ذکر یقیناً اپنے اندر کوئی مناسبت رکھتا ہے، بظاہر یہی خیال ہوتا ہے کہ راہبانہ زندگی بسر کرنے والوں کی اکثریت جس طرح اپنی خداداد توانائیوں کے سرمایہ کو پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ سال تک یونہی ضائع کرتی رہتی ہے، اور اپنی انفرادی قوت سے جماعتی جسد کی کوئی خدمت انجام نہیں دیتی، اسی طرح زائد از ضرورت آمدنی والے اپنے مالی سرمایہ سے بجائے نفع پہنچانے کے کنز بنا بنا کر اس کے افادی پہلوؤں کو ضائع کرتے رہتے ہیں، دونوں طبقوں میں یہی اشتراکی مناسبت ہے کون کہہ سکتا ہے کہ آئندہ جن اخروی سزاؤں کا ذکر فرمایا گیا ہے، اگرچہ بظاہر ان کا تعلق کنز والوں سے معلوم ہوتا ہے، لیکن جب دونوں کے جرم کی نوعیت میں تناسب ہے، تو کیا سزا کی نوعیت میں بھی تناسب نہ ہوگا؟ بلکہ کنز والے اگر کسی کو اپنی مالی توانائی سے نفع نہیں پہنچاتے، تو کچھ دیئے بغیر لوگوں کا مال بھی تو نہیں کھاتے، لیکن احبار و رہبان کی اکثریت جیسا کہ گزر چکا "اکل اموال الناس بالباطل" کے جرم میں بھی مبتلا ہے، اور اس لحاظ سے اس طبقہ کا معاشی جرم بظاہر کنز والوں سے سخت معلوم ہوتا ہے[1] قرآن میں اس موقع پر کنز والوں کا ذکر ہو سکتا ہے ایک تاریخی واقعہ کی طرف بھی اشارہ ہو، میرا مطلب یہ ہے کہ نزول قرآن کا جو عہد ہے، اس کی تاریخ پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ دنیا کا یہ نظام

---

[1] آیت قرآنی ولا ینفقونها فی سبیل اللہ (نہیں خرچ کرتے ہیں اُس کو اللہ کی راہ میں) یہ اسی کا حاصلِ مطلب ہے، علماء کا اگرچہ اس پر اب اتفاق ہے کہ اس سے مراد زکوٰۃ ہے، یعنی اموال پر شریعت نے جو زکوٰۃ فرض کی ہے، وہی مراد ہے ان کا خیال ہے کہ فرض زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد جو روپیہ جمع کرتا ہے وہ ان سزاؤں کا مستحق نہیں ہے، جن کا ذکر اس کے بعد کیا گیا ہے، لیکن صحابیوں میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ زائد از ضرورت روپیہ کے کنز کرنے کے سرے سے مخالف تھے تفصیل کے لیے دیکھو میری کتاب "الغفاری" جس میں بتایا گیا ہے کہ مطلقاً مال جمع کرنے کو حضرت ابوذرؓ حرام سمجھتے تھے، یہ خیال صحیح نہیں ہے، بلکہ ان کے خیال کی بنیاد ایک اہم معاشی اصول پر مبنی ہے اس سلسلہ کی تفصیلی مباحث کا ذکر آئندہ قانونی ابواب میں بھی آئے گا ۱۲

تھا خصوصاً یورپ اور ہندوستان کا، یہ عہد تھا جس میں نام نہاد مذہبی پیشواؤں نے مختلف ترکیبوں سے عوام کو اپنے قبضہ میں اس طرح کر لیا تھا کہ ان کی گرفت سے وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے، یورپ میں تو "اعتراف" جرم کا ایسا ہتھکنڈا تھا کہ ہر عامی اپنے جرائم کا پادری سے اعتراف کرتا۔

ان واقعات کو پیش نظر رکھنے کے بعد دونوں آیتوں کی باہمی مناسبت کا کچھ سراغ مل سکتا ہے "ترک دنیا" کو حصول دنیا کا آلہ بنا کر زندگی گزارنے والوں کا زور اگرچہ اب بہت کچھ ٹوٹ چکا ہے لیکن پھر بھی ہر ملت و مذہب میں ایک طبقہ بےکاری سے روزگار

ؔلہ یہاں ایک مسئلہ پر تنبیہ ضروری معلوم ہوتی ہے یعنی احبار و رہبان کا جو طبقہ جماعت کو تعلیماً یا تہذیباً، تدریساً یا تبلیغاً وعظاً یا تذکیراً کسی اور ذریعہ سے، انھیں نفع پہنچاتا ہے، اور اس کاروبار میں اپنا وقت خرچ کرتا ہے اگر عوام سے ان کو کچھ امداد ملتی ہو، تو یقیناً یہ "اکل اموال الناس بالباطل" نہیں، خصوصاً قدر ضرورت سے زائد جو آمدنی اس راہ سے جو ہو وہ "سبیل اللہ" میں جب خرچ کی جائے مثلاً اشاعت اسلام، تاسیس مدارس و مکاتب، نشر کتب وغیرہ میں خرچ کی جائے تو چندہ بازی کے عارضے سے "فتوحات" کے اس مسئلہ کو مذہبی طبقہ کے لئے اب بھی بہتر سمجھتا ہوں، کیا پیغمبر سے بھی بڑا نمونہ کوئی اور ہو سکتا ہے، اس میں شک نہیں کہ نبوت سے پہلے آں حضرت صلی اللہ علیہ والیہ وسلم نے گلہ بانی بھی کی تھی اور تجارت بھی، لیکن سوال منصب نبوت پر سرفرازی کے بعد ہے؟ انسانوں کی رکھوالی کے سوا کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ آدم کی اولاد کا یہ سب سے بڑا راعی پھر کسی معاشی مشغلہ میں مشغول ہوا، خدیجہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دولت ان کی وفات ہی کے بعد نہیں، ان کی زندگی ہی میں قریب قریب ختم ہو چکی تھی، طائف کے رئیس مدینہ نے پیغمبر کی غربت ہی کو انکار نبوت کی دلیل ٹھیرایا تھا، پھر ہجرت کے بعد مدینہ جب آئے اور کچھ ہی دن کے بعد وہ سب آگئے جن کے مصارف کا بار حضور صلی اللہ علیہ والیہ وسلم پر تھا، حتیٰ کہ آپ کے مولیٰ زید اور آپ کی دائی کھلائی ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تو اس وقت تک جب تک اسلامی فتوحات کا دروازہ نہیں کھلا تھا، آخر خود پیغمبر، آپ کے اہل و عیال لوگ اور احق وغیرہ کی گذر بسر کا ذریعہ کیا تھا؟ سیرت نگاروں نے اگر اس کا ذکر نہیں کیا تھا۔ تو کیا بخاری کے متعدد مقامات میں یہ روایت انس بن مالک خادم خاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجود نہ تھی کہ کان الرجل یجعل للنبی صلی اللہ علیہ والیہ وسلم النخلات حتی فتحت قریظة والنضیر زمینی جب تک بنی قریظہ اور بنی نضیر کی جائداد قبضہ میں نہیں آئی تھی، دستور تھا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والیہ وسلم کے لئے النخلات یعنی کھجور کے درخت مختص کر دیتے تھے جس کے معنی یہی ہوئے کہ ہجرت کے چار پانچ سال تک مہاجرین کی حیثیت گو یا مرید کی تھی اور یہی خدمت کی سعادت سے سرفراز ہوتے رہے اور یوں بھی متفرق روایتوں میں مختلف طریقہ سے انصار کی ان خدمات کا ذکر روایتوں میں آتا ہے، ملکہ صدقہ نہ لینا اور ہدیہ لینا، بعض صحابہ نے تو اسی ذریعہ سے آپ کو پہچانا، سلمان فارسی کا حال پڑھیے، شہدائے

حاصل کرنے والوں کا تقریباً دنیا کے اکثر خطوں میں موجود ہے، ورگو "الذہب" "والفضۃ" کی ریل پیل کا حال ان کے یہاں اس طریقہ پر تو نہیں ہے۔ جو کبھی تھا، تاہم ان کے بعض سربرآوردوں میں عہد ماضی کے کچھ نمونے اب بھی نظر آتے ہیں، سب کمائیں خون کا پسینہ بنا کر کمائیں اور ان کی کمائی سے محض قدیم روایات کی بنیاد پر کچھ لیے ہوئے کرے دھرے بغیر یہ وصول کرتے رہیں، اس سے غرض یہ نہیں کہ ان کی اکتسابی قوتیں اپنے افادی اور معاشی نتائج کو ظاہر کیے بغیر مسلسل نسلاً بعد نسل قبروں میں دفن ہوتی چلی جارہی ہیں، بلکہ بے کاری کے اس عجیب وغریب سستے اور آسان روزگار کو دیکھیے کہ کتنے دلوں میں ان کی ریس کی ہوک اٹھتی ہے خدا ہی جانتا ہے کہ اسی ریس کے سلسلہ میں مکروفریب خدع اور دجل کے جالوں میں غریب عوام کو آئے دن پھانس پھانس کر اپنی بیوی اپنے بچوں کے منہ سے نوالوں کو چھین کر ان کے شکم کے دوزخ کو بھرنے پر مجبور ہونا پڑا ہے جو کچھ اس طبقہ کے ذریعہ سے ہو چکا اور ہو رہا ہے۔ چونکہ خدا اور اس کے دین کے نام سے ہو رہا ہے، ان کو دیکھتے ہوئے سچ تو یہ ہے کہ جن سزاؤں کا ذکر قرآن میں ہے، اگر یہ آخرت میں ان کے مستحق ہوں تو شاید ان کے حق میں یہ زیادتی نہ ہوگی، آخر کچھ تو مصلحت ہے، کہ احبار ورہبان کی اکثریت جس اکل بالباطل کی مرتکب ہے اس

احد میں مخیرق نامی صحابی جو یہودی سے مسلمان ہوئے تھے، اصابہ روض الانف مختلف کتابوں میں لکھا ہے، کہ انھوں نے ایک نہیں سات باغ آں حضرت صلی اللہ علیہ والیہ وسلم کے حوالہ کر دیئے اموالی الی محمد یضعھا حیث یشاء (یعنی میرے باغ آنحضرت کے سپرد ہیں جو چاہیں کریں، برقہ، دلال، صائفہ، حسنی الاعراف، اطیب "مشربہ ام ابراہیم ان باغوں کے نام تھے، مخیرق جب احد میں شہید ہو گئے تو جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والیہ وسلم حین انصرف ماله اوقافا وهو اول حبس حبس فی الاسلام روض الانف ص ۱۴۳ ج ۲) یعنی حضور نے ان باغوں کو وقف فرما دیا، اور اسلام کا یہ پہلا وقف تھا، آخری باغ میں ایک بنگلہ تھا، ماریہ قبطیہ ام المومنین کا مسکن وہی تھا، اسی لیے ان کے نام کی طرف منسوب ہوا، مطلب یہ ہے، کہ علماء اور مشائخ میں جن بزرگوں کا نام کا متی فی اللہ ہو گیا، بقدر ضرورت اگر وہ فتوحات کے لینے سے انکار نہیں کرتے تھے، تو اس کی وجہ یہی ہے ۱۲

کے ذکر کے ساتھ ان سزاؤں کا حق تعالیٰ نے کیوں تذکرہ فرمایا ہے شاید قرآن کے اسی طرز عمل کا ذکر ہے، کہ مسلمانوں تئے مذہبی خدمات انجام دینے والے طبقوں کا ایک بڑا گروہ باوجودیکہ وہ مسلمانوں کی دینی خدمت میں اپنا زیادہ وقت اخلاص اور دیانت و امانت سے صرف کرتا تھا اور اس لیے جو امداد اسلامی حکومت یا عام مسلمانوں سے ان کو ملتی تو یہ اکل بالباطل "(یعنی کچھ دیئے بغیر دوسروں کا مال کھانا) نہ ہوتا لیکن قرآن کی ان دھمکیوں سے غالباً وہ اتنا متاثر تھا، کہ اس امداد کا لینا بھی انھوں نے پسند نہیں فرمایا، اور اپنی معاشی ضرورتوں کے لیے دوسرے دھندے انھوں نے اختیار کیے، اکبر کے دربار میں جب فقہائے اسلام پر تنقید شروع ہوئی تو مفت خور برہمنوں اور سادھوؤں کو جس دربار میں ہر قسم کے انعام و اکرام کا مستحق سمجھا جاتا تھا، اسی دربار کا مشہور وزیر ابوالفضل اسلامی فقہار کے متعلق کہا کرتا کہ ہر جوتے گانٹھنے والے مٹھائی بیچنے والے کا قول ہم پر حجت نہیں ہو سکتا" شاید اسلام کے ان علمار اور فقہار کی طرف تھا جو عوام اور حکومت سے کسی قسم کی معاشی امداد لینا پسند نہیں فرماتے تھے، بلکہ مختلف دستکاریوں اور عام ذرائع معاش سے روزی حاصل کرتے تھے ابوالفضل کی نگاہ میں

لہ میں نہیں سمجھ سکا کہ یورپ کے موجودہ الحاد اور بے دینی کے سلسلہ میں مسکین سائنس، اور غریب کیمیا کو کیوں بدنام کیا جا رہا ہے حالانکہ آج تک مجھ میں نہ آیا، کہ سائنس کے کسی مسئلہ اور کیمیا کے کسی انکشاف کی مذہب پر بالواسطہ یا بلاواسطہ مخالفانہ زد پڑتی ہے میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ قرون وسطیٰ میں کلیسائی نظام کے تحت مذہب کے نام سے یورپ پر ظلم کا جو پہاڑ توڑا گیا ہے یہ اسی کا ردعمل ہے، یورپ والے چونکہ عموماً انتہا پسند واقع ہوئے جب مذہبی تھے، تو ان کو لوٹ کر مذہب کے نمائندوں نے احمق بنا لیا، اور جب لامذہبیت کا دور دورہ ہے تو پاجیوں اور بدکرداروں کی بن آئی ہے، یا دوسرے لفظوں میں شیطان کی بن آئی ہے، وہ نچا رہا ہے، اور یہ ناچ رہے ہیں، مشرقی ممالک میں نسلی گداگروں کا جو گروہ بتایا جاتا ہے، یہ انہی اکل بالباطل کھانے والوں کی بیوقوف جاہل اولاد ہے، اہل فریبی کے لیے جس زیرکی اور چالاکی کی ضرورت ہے۔ وہ ان میں نہ تھی، مگر خاندانی طور پر "اکل بالباطل" کے عادی تھے۔ بھیک مانگنے کے سوا اور چارہ کار کیا تھا،

افسانے

شیطان کی ضرب کاری

(از جناب جیلانی صاحب بی۔ اے)

ذیل میں ایک افسانہ پیش کیا جا رہا ہے جو انسانی زندگی کی ایک اہم حقیقت کو واضح کرتا ہے۔ بلاشبہ اس کی بنیاد تصور پر ہے لیکن کس کو معلوم ہے۔ کہ دنیا میں خیر و شر کی آویزش کا جو لامتناہی سلسلہ جاری ہے اس میں خیر کی طرف سے ملائکہ اور شر کی طرف سے شیاطین کار فرما نہیں ہیں۔ جس طرح مادی زندگی میں ہم چند مرئی اور آنکھوں سے دیکھے جانے والے اسباب کو خیر و شر کا موجب بنتا ہوا دیکھتے ہیں۔ اسی طرح روحانی طور پر کچھ غیر مرئی طاقتیں بھی ہیں۔ جو اپنا کام کر رہی ہیں اور اسی لیے ہم کو یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ رب انی اعوذ بک من ھمزات الشیاطین و اعوذ بک رب ان یحضرون۔ نیز سورۃ الناس بھی اس باب میں ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ (مدیر)

سورج اپنے قدم افق کی طرف اٹھا رہا تھا۔ لیکن شیطان اب تک ناکام رہا تھا۔ اس کا دل ٹوٹ گیا اور وہ باغ کے ایک کونے میں بیٹھ کر رو . . . . . . بھرنے لگا۔ وہ صبح سویرے سے کسی شکار کی تلاش میں گھوم رہا تھا لیکن ابھی تک سوائے ناکامی کے اس کے ہاتھ کچھ نہ آیا تھا وہ جس شخص کا پیچھا کرتا۔ اور کافی عرصہ تک اس پر مکر و فریب کے پھندے ڈالتا۔ اس پر یا تو اس کے کسی ہمجولی نے قبضہ جما رکھا تھا۔ یا وہ خود اتنا مصروف ہوتا کہ اس کی طرف ملتفت نہ ہو سکتا۔

جب وہ رو رہا تھا۔ تو اس نے اپنے قریب سے پاؤں کی آہٹ سنی۔ اس نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ ایک متوسط عمر کا کلرک روش پر تھکے تھکے قدم اٹھاتے جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر تھکان اور بے چینی کے آثار نمایاں تھے۔ شاید وہ اپنے کام سے فراغت پا کر آ رہا تھا۔ اس نے دیکھا اس کے سر پر بھی کوئی شیطان سوار نہ تھا۔ ایک بار اس نے اپنے آپ کو سہارا دے کر وہ پھر اٹھا اور اس کے تعاقب میں روانہ ہوا۔

چلتے چلتے وہ بازار میں داخل ہوئے۔ یہاں کافی بھیڑ تھی۔ اور شیطان کے لیے یہاں کچھ کارروائی کرنے کا موقعہ تھا۔ ایک شخص سامنے سے جلدی جلدی قدم اٹھاتا چلا آ رہا تھا۔ جوں ہی وہ قریب آیا شیطان نے جھٹ سے اس کو کلرک پر دھکا دے دیا۔ کلرک نے غصہ سے اس کی طرف دیکھا۔

"معاف فرمائیے گا۔" اس نے کہا۔

"کوئی مضائقہ نہیں صاحب" کلرک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور شیطان کی آرزوؤں پر پھر پانی پھر گیا۔ تاہم اس نے اپنے حوصلے کو قائم رکھا اور اس کے ساتھ برابر چلتا گیا۔ آخر وہ اپنے گھر پہنچ گیا۔

اس کی بیوی دروازے کے قریب کھڑی تھی۔ جونہی اس نے گھر میں قدم رکھا اس نے مسکراہٹ سے اس کا استقبال کیا۔ چھوٹا بچہ دوڑتا ہوا اس کی ٹانگوں سے لپکتا ہوا لپٹ گیا۔ باپ نے محبت سے اس کا کوٹ اتارا۔ پھر پاؤں سے جوتے اتارے اور میاں کے سامنے کرسی پیش کی۔

اس منظر نے شیطان کو پژمردہ بنا دیا اور وہ واپس چلا گیا۔ راستے میں آتے ہوئے اسے اپنا ایک ساتھی ملا۔ "تم اتنے غمگین کیوں نظر آ رہے ہو دوست؟" اس کے ساتھی نے پوچھا۔

"آہ! آج میں بالکل ناکام رہا۔ معلوم نہیں انسانوں نے کچھ نیک بننے کا تہیہ کر لیا ہے یا مجھ میں قوت شیطانی کم ہو گئی ہے۔" اس نے روتے . . . . ہوئے جواب دیا۔

"دوست! انسان سے سبق سیکھو۔ دیکھو وہ کس استقلال سے کام کرتا ہے۔"

"لیکن میں بھی تو صبح سے مارا مارا پھر رہا ہوں۔"

"انسان کو برائی پر آمادہ کرنا بھی ایک ہنر ہے تم نہیں جانتے وہ قوت استدلال سے نوازا گیا ہے۔" اس کے دوست نے رازدارانہ طور پر کہا۔ "تم انسان کے دماغ میں احساس برتری . . . بٹھا دو اور پھر تماشہ دیکھو۔"

ننھے شیطان نے اپنے آنسو پونچھے اور پھر کلرک کے گھر لوٹا جونہی اس نے اندر قدم رکھا۔ میاں بولا: "مجھے جلدی سے چائے تیار کر دو آج بہت تھکا ہوا ہوں۔"

شیطان نے دل میں سوچا، "کوشش کرتا ہوں اگر کچھ کارگر ہو جائے" اس نے جلدی سے چائے کا ڈبہ چھپا لیا۔

بیوی نے فوراً کیتلی پانی سے بھر کر آگ پر رکھ دی۔ اور چائے کے برتن صاف کرنے لگی۔ جب پانی کھولنے لگا۔ تو بیوی نے توشہ دان چائے کا ڈبہ لینے کے لیے کھولا مگر دیکھا تو ڈبہ وہاں نہیں تھا۔ دوڑ کر اندر کمرے میں گئی۔ وہاں بھی الماری خالی تھی۔

سوچنے لگی۔ مگر کچھ یاد نہ آیا۔

"آپ نے چائے کا ڈبہ دیکھا"

"نہیں تو"

"تو پھر گیا کہاں"

اس نے ایک بار پھر تمام توشہ دان الٹ پلٹ کر دیکھا الماری بھی۔ گھر کی کانس دیکھی مگر نہیں ملا۔ آخر تھک ہار کر بیٹھ گئی۔

اب چائے تو نہیں ملتی۔ جانے کہاں گئی۔ ابھی صبح کو اس توشہ دان میں رکھی تھی"

"ہاں تو گئی کہاں۔ کسی کو دی تو نہیں"

یہاں کون آتا ہے۔ جو اس کو دی جاتی۔

میاں کچھ دیر خاموش پیچ و تاب کھاتا رہا۔ پھر بولا "اچھا پانی ہی پلا دو" بیوی جلدی سے اٹھ کر گلاس میں پانی لے آئی میاں نے پانی پیا اور کچھ تسکین ہوئی۔ اور اس کا تمام غصہ فرو ہو گیا۔ میاں پھر سپٹ کے کھیلنے میں مصروف ہو گیا۔ اور بیوی نے ہنڈیا دھو کر چولہے پر چڑھا دی۔

شیطان کو انسان کی امن پسند طبیعت پر غصہ آ رہا تھا مگر وہ بدستور کھڑا رہا۔ اس نے ہمت نہیں ہاری۔ کچھ دیر کے بعد بیوی ہنڈیا کے پاس سے اٹھ کر اپنے میاں کے قریب آ بیٹھی۔

"دیکھئے۔ میں نے نئی چوڑیاں خریدی ہیں" اس نے اپنی کلائیاں دکھاتے ہوئے کہا۔ جن پر سنہری چوڑیاں دمک رہی تھیں میاں کچھ دیر چوڑیوں کی طرف خاموشی سے دیکھتا رہا۔ پھر آہستہ سے بولا "ہاں بہت اچھی ہیں"

"کیا آپ کو پسند ہیں"

وہ عورت کی تعریف پسند طبیعت پر دل ہی دل میں ہنسا

"ہاں بہت عمدہ ہیں، کہاں سے لی ہیں"

"میں لی کہاں سے۔ ثریا آج آئی تو اس کی چوڑیاں مجھے بہت پسند آئیں۔ میں نے پوچھا تم نے کہاں سے لی ہیں کہنے لگی آج بازار گئی تو لالو سنار نے چوڑیاں دکھائیں بالکل نیا نمونہ تھا۔ صرف دو ہی جوڑی اس کے پاس باقی رہ گئی تھیں ایک میں لے آئی ہوں اور ایک پڑی ہوئی ہے۔ تجھے بہت پسند آئیں۔ اللہ اس کا بھلا کرے۔ میری خاطر تکلیف اٹھا کر وہ پھر بازار گئی۔ اور چوڑیاں لائی۔ بہت اچھا نمونہ ہے یہ سلطانہ نے بھی ایسی ہی بہن رکھی تھیں"

میاں کا چہرہ ایک دم سرخ ہو گیا۔ تم ثریا کو پھر گھر میں آنے دیتی ہو۔ وہ کوئی اچھے چلن کی نہیں ہے۔

میں نے تمہیں ہزار بار سمجھایا ہے۔ کہ اس کو مت آنے دو۔ کسی دن وہ اس گھر کی تمام پونجی اٹھا لے جائے گی"

بیوی چپ ہو گئی۔ شیطان نے آہستہ سے اس کے کان میں کہا کیا تمہارے کوئی حقوق نہیں؟"

"مگر آپ کا اس میں کیا حرج ہے" وہ بولی "وہ بیچاری میرے سینکڑوں کام کر جاتی ہے پھر بھی اسے یہاں نہ آنے دوں"

"ذلیل درجے کی کمینی ہے وہ عورت۔ تم جانتی ہو اس کے خاوند نے اسے کیوں طلاق دی"

ہاں جانتی ہوں اس بیچاری کا کیا دوش۔ وہ خود پرلے درجے کا شرابی اور لفنگا ہے"

تم مجھ سے زیادہ جانتی ہو۔ جیسے تمام شہر کی پڑتال کا کام تمہارے ہی سپرد ہے"

"آپ تو اس کے پیچھے ہمیشہ ہاتھ دھو کر پڑے رہتے ہیں۔ آخر اس نے کونسا گناہ کیا ہے"

میاں کو بیوی کی ہٹ دھرمی پر بہت غصہ آیا۔ مگر . . . . بیوی سر پھلا کر ہنڈیا کے پاس جا بیٹھی اور میاں اٹھ کر ٹہلنے لگا شیطان اس سنہری موقعہ کو ضائع کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ ہر لمحہ کے ساتھ اس کا غصہ ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔ اس نے جلدی سے چائے کا ڈبہ کوڑے کی جگہ میں پھینک دیا۔

میاں کی ٹہلتے ٹہلتے کوڑے کرکٹ پر نظر پڑی۔ وہ فوراً رک گیا۔

"دیکھو یہ کیا پڑا ہوا ہے؟"

بیوی نے دیکھا تو چائے کا ڈبہ کوڑے میں اوندھا پڑا تھا۔ اور تمام چائے گندگی میں بکھری ہوئی تھی۔

"یہ کہاں سے آ گیا" وہ حیرت سے اٹھی۔

جہاں سے تمہاری چوڑیاں" میاں نے غصہ سے کہا۔ اور وہ دھم سے پھر اپنی نشست پر بیٹھ گئی۔

بھاڑ میں جائیں چوڑیاں اور ڈبہ۔ آپ ہمیشہ اس ثریا پر ہی جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ مجھ سے یہ روز کی چخ چخ نہیں سہی جاتی"

"ہاں اب تم سے کیوں سہی جائے گی۔ اپنی چوڑیوں کی تو خوب فکر رہتی ہے۔ مگر یہ خیال نہیں آتا کہ یہ کمبخت جو سخت محنت کر کے پیسے کماتا ہے وہ کیا کرے گا۔ یہ فضول خرچی مجھ سے نہیں برداشت ہو سکتی"

خوب شیطان نے عورت کے کان میں کہا "اور ذرا انہیں بھی ان کی سنانا"

ہاں میری تو فضول خرچی کی جاتی ہے لیکن اپنی یاد نہیں آتی میاں

سعید جو آپ کے جگری دوست بنے ہوئے ہیں ان کو کس طرح کھلاتے ہیں حالے جہاں سے مرغے مرغیاں تو ان کے پیٹ میں سما جاتے ہیں۔ تب بھی خیال نہیں آتا۔"

دیکھئے یہ آپ کی زوجہ ہے اور آپ کی ناراضی کو کچھ اہمیت نہیں دیتی" شیطان نے میاں کے کان میں کہا۔

"میں یہ بکواس ہرگز، ہرگز نہیں سننا چاہتا۔ تمہیں یہ میل ملاپ اور فضول خرچی سب چھوڑنی پڑیں گی۔" میاں نے تیزی سے کہا۔

کیا یہ قانون مجھ پر ہی نافذ ہوگا۔ آپ کو بھی سب کچھ چھوڑنا پڑے گا۔"

مجھے نصیحت کرنے چلے ہیں۔ جہاں چاہوں اپنی کمائی پھینکوں تمہیں کیا! تمہارے باپ کے گھر سے نہیں کھاتا؟

تو کیا آپ ہی کا مجھ پر حق ہے؟" بیوی نے چمک کر کہا۔ اس گھر میں دھرا ہی کیا تھا۔ جب میں آئی جس چیز کی ضرورت ہوئی گھر سے منگوائی اور اس گھر کو سجایا۔"

"تو گویا یہ سب کچھ میرے لیے ہی لایا گیا تھا۔ تمہاری سب چیزیں گلی میں اٹھا کر پھینکتا ہوں۔ اٹھا لے جاؤ اپنے گھر۔ آخر وہ بھی تو حرام کی کمائی ہے۔"

"ہاں تو آپ کے والد بہت پرہیزگار تھے۔ ٹھیکیداری کرتے تھے مگر بے ایمانی کی۔ تمام دنیا گواہ ہے۔"

دونوں میں سے کوئی بھی اپنی آواز پست کرنے کو تیار نہ تھا ہر ایک دوسرے پر اپنی بڑائی کا سکہ جمانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن شکست ماننے کو تیار نہ تھا۔ شیطان نے ایک قہقہہ لگایا اور نئی تدبیر پر آمادہ ہوا

بند کرو یہ بکواس" میاں نے کڑک کر کہا۔ "اگر تمہیں میری مرضی کے مطابق چلنا ہے تو رہو ورنہ اسی وقت میرے گھر سے باہر نکل جاؤ۔ اس کی گردن کی ۔ ۔ ۔ رگیں پھول گئیں اور آنکھوں میں خون اتر آیا۔ وہ غصہ کی انتہا پر پہنچ گیا۔

جب شیطان نے یہ دیکھا۔ تو اس نے فوراً ہنڈیا کے نیچے آگ بھڑکا دی اور ہنڈیا ابلنے لگی۔

نکل جاتی ہوں ابھی" بیوی نے غصے سے ہنڈیا چولھے سے اتارتے ہوئے کہا۔ اور جونہی اس نے زمین پر اس کو رکھا۔ شیطان نے ایک لات مار کر اسے توڑ دیا۔ ہنڈیا کا پانی اچھل کر میاں کے چہرے پر پڑا۔ میاں کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ پاس ہی پڑی ہوئی چھڑی اٹھا کر بیوی کے رسید کرنی شروع کی۔ بچہ بلکتا ہوا نزدیک آیا۔ تو اسے ایسی رسید کی کہ دیوار سے جا لگا۔

اب شام ہو چکی تھی۔ شیطان کا کام بھی ختم ہو چکا تھا۔ اور وہ جلدی سے اپنی جائے پناہ کی طرف بھاگا۔

اس رات حسب معمول بڑے شیطان (جو علماء اور امراء پر مامور ہے) کے گرد تمام چیلے دن بھر کی سرگزشت سنانے بیٹھ گئے۔ ہر ایک اپنا اپنا کارنامہ بیان کرتا اور شیطان بڑے موزوں الفاظ میں اس کا حوصلہ بندھاتا اور تعریف کرتا۔ جب اس کے ننھے چیلے نے اپنی داستان سنائی تو شیطان نے اٹھ کر اسے گلے سے لگا لیا۔

"یہ کیوں .. تمام چیلے چلا اٹھے" کیا ہم نے دنیا میں کم فساد مچایا ہے؟"

"یہ ٹھیک ہے" بڑے شیطان نے کہا: "تم ایک بڑے درخت کی شاخیں توڑ رہے تھے لیکن اس نے اس شاندار درخت کی جڑ پر ضرب لگائی۔

کے قابل نہیں کیونکہ وہ)کسی چیز کے خالق نہیں اور بلکہ وہ خود مخلوق ہیں اور خود اپنے لیے نہ کسی نقصان (کے رفع کرنے) کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی کے مرنے کا اختیار رکھتے ہیں (کہ کسی جان دار کی جان نکال سکیں) اور نہ کسی کے جینے کا (اختیار رکھتے ہیں کہ کسی بے جان میں جان ڈال سکیں) اور نہ کسی کو (قیامت میں) دوبارہ جلانے کا اور استحقاق معبودیت کے لوازم سے ہے ان تصرفات پر بالاستقلال قادر ہونا جب لازم نہیں ملزوم بھی نہیں ۔ ربط اول توحید و رسالت دونوں کا اثبات تھا پھر انکار توحید پر تشنیع تھی آگے انکار رسالت کی تقبیح اور اس پر منکرین کے جو شبہات و اعتراضات ہیں ان کا جواب ہے اور وہ اعتراضات متعدد تھے جن سے متعدد آیتیں شروع ہوئی ہیں وقال الذین کفروا ۔ ان ھذا ۔ وقالوا اساطیر ۔ وقالوا مالھذا الرسول ۔ وقال الظالمون ۔ وقال الذین لا یرجون ۔ وقال الذین کفروا لولا نزل ۔ واذا راوک ان یتخذونک الا ھزوا اور ہر اعتراض کے بعد اس کا رد ہے اور یہ مضمون سوال و جواب کا سورت کے تین چار رکوع تک چلا گیا ہے اور درمیان میں اور مناسب مقام مضامین ہیں۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ

اور کافر لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ تو کچھ بھی نہیں نرا جھوٹ ہے جس کو اس شخص نے گھڑ لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے

مع ۱۰ قَوْمٌ آخَرُونَ ۚ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ۞ وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ

اس میں اس کی مدد کی ہے سو یہ لوگ بڑے ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ بے سند

اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۞ قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ

باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول ہوتی چلی آئی ہیں جن کو اس شخص نے لکھوا لیا ہے پھر وہی اس کو صبح شام پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں آپ کہہ دیجیے کہ اس کو تو اس ذات

السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۞ وَقَالُوا

نے اتارا ہے جس کو سب چھپی باتوں کی خواہ وہ آسمانوں میں ہوں یا زمین میں ہوں خبر ہے واقعی اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے یہ لوگ یوں

مَالِ هَٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ۙ

کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ وہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے

لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ۞ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ

اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا کہ وہ اس کے ساتھ رہ کر ڈراتا یا اس کے پاس کوئی

كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ

خزانہ آ پڑتا یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا جس سے یہ کھایا کرتا اور یہ ظالم یوں کہتے ہیں کہ تم لوگ ایک مسلوب العقل

إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ۞ انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ

آدمی کی راہ پر چل رہے ہو دیکھیے تو یہ لوگ آپ کے لیے کیسی عجیب عجیب باتیں بیان کر رہے ہیں

ع ۱ ۹ ۱۶ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۞

سو وہ گمراہ ہو گئے پھر وہ راہ نہیں پا سکتے

تفسیر- وقال الذین سے یستطیعون سبیلا تک ہے کافر (یعنی مشرک) لوگ (قرآن کے بارہ میں) یوں کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) تو کچھ بھی نہیں
نرا جھوٹ (ہی جھوٹ) ہے جس کو اس شخص (یعنی پیغمبر) نے گھڑ لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اس (گھڑت) میں اس (شخص) کی مدد کی ہے (مراد
اس سے وہ اہل کتاب ہیں جو مسلمان ہو گئے تھے یا آپ کی خدمت میں ویسے ہی حاضر ہوا کرتے) سو (ایسی بات کہنے سے) یہ لوگ بڑے ظلم اور
جھوٹ کے مرتکب ہوئے (چنانچہ اس کا ظلم اور جھوٹ ہونا بدلیل عنقریب آتا ہے) اور یہ (کافر) لوگ (اعتراض بالا کے تتمہ میں) یوں
کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول ہوتی چلی آتی ہیں جن کو اس شخص (یعنی پیغمبر) نے (عمدہ عبارت میں سوچ سوچ کر
اپنے صحابہ کے ہاتھ سے) لکھوا لیا ہے (تاکہ منضبط رہے) پھر وہی (مضامین) اس (شخص) کو صبح و شام پڑھ پڑھ کر سنائے جاتے ہیں
(تاکہ یاد ہو جاویں پھر وہی یاد کیے ہوئے مضامین مجمع میں بیان کر کے خدا کی طرف منسوب کر دیے جاتے ہیں) آپ (اس کے جواب میں کہ اسی
سے ان کا مرتکب ظلم و زور ہونا بھی ثابت ہو جاوے گا) کہہ دیجئے کہ اس (قرآن) کو تو اس ذات (پاک) نے اتارا ہے جس کو سب
چھپی باتوں کی خواہ وہ آسمانوں میں ہوں یا زمین میں ہوں خبر ہے اور چونکہ اس کا علم ایسا محیط ہے اس نے اپنے کلام میں وجوہ اعجاز
کی پوری رعایت کر کے اس کو دوسرے کلاموں سے ممتاز فرمایا ہے اور دوسرے کسی کا ایسا علم نہیں ہے اس لیے کسی کو اپنے کلام میں
رعایت اعجاز رکھنے کے لیے ان وجوہ تک رسائی نہیں ہو سکتی پس رعایت بھی نہیں ہو سکتی پس کسی کا کلام معجز بھی نہیں ہو سکتا حاصل
جواب یہ ہوا کہ اس کلام کا اعجاز دلیل ہے اس کی کہ کفار کا کہنا اساطیر الاولین الخ غلط ہے اور اسی سے ثابت ہو گیا کہ وہ لوگ
مرتکب ظلم و زور کے ہیں۔ اگر یہ خود پیغمبر صلے اللہ علیہ و [آلہ] وسلم کا کلام مفتری یا مکتسب ہوتا یا قوم آخرین کی اعانت سے تصنیف ہوتا
تو معجز کیسے ہوتا اور ہرچند کہ مقتضا ایسے کفریات کا یہ ہے کہ ان کو فوراً سزا ہو جاوے لیکن چونکہ) واقعی اللہ تعالی غفور رحیم ہے (اس لیے
جب مواخذہ فوریہ میں کوئی خاص حکمت نہ ہو فوراً مواخذہ نہیں فرماتا پس یہ مغفرت و رحمت موقتہ ہے پھر بعد انقضائے اس کے
وقت کے عذاب واقع ہوگا) اور یہ (کافر) لوگ (رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت) یوں کہتے ہیں کہ اس رسول کو (یعنی جو کہ بزعم
خود رسول ہے) کیا ہوا کہ وہ (ہماری طرح) کھانا (بھی) کھاتا ہے اور (انتظام معاش کے واسطے ہماری طرح) بازاروں میں (بھی) چلتا پھرتا
ہے (یعنی بشر ہے جو کہ محتاج ہوتا ہے طعام و اہتمام معاش کا) مطلب یہ کہ رسول کو فرشتہ ہونا چاہیے اور علی سبیل التنزیل اگر رسول کو فرشتہ
ہونا ضرور نہ ہو تو کم از کم وہ اس کا مصاحب تو ہو تو اس بنا پر سوال ہے کہ) اس (رسول) کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا
کہ وہ اس کے ساتھ رہ کر (لوگوں کو عذاب الہی سے) ڈراتا یا اگر یہ بھی نہ ہوتا تو کم از کم اہتمام معاش سے تو بے فکری ہوتی اس طرح
کہ) اس کے پاس (غیب سے) کوئی خزانہ آ پڑتا (کہ معاش کی فکر نہ ہوتی) یا اس کے پاس کوئی (غیبی) باغ ہوتا جس سے یہ کھایا (پیا) کرتا
(جس سے اکل و طعام معمولی اور مشی فی الاسواق کی احتیاج نہ رہتی) اور (ایمانداروں سے) یہ ظالم یوں (بھی) کہتے ہیں کہ (جب ان کے پاس
امور مذکورہ میں سے کوئی امر عجیب اور موجب امتیاز نہیں ہے جو لازمہ نبوت ہے اور پھر بھی مدعی نبوت ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ان کی عقل میں
فتور ہے پس) تم لوگ ایک مسلوب العقل آدمی کی راہ پر چل رہے ہو (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دیکھیے تو یہ لوگ آپ کے لیے کیسی عجیب
عجیب باتیں بیان کر رہے ہیں سو (ان خرافات سے) وہ (بالکل) گمراہ ہو گئے پھر (اس گمراہی میں غالی ہونے کی وجہ سے) وہ (بالکل)
راہ نہیں پا سکتے ف۱ اعتراض اول اور دوم قرآن منزل پر تھا اور سوم و چہارم رسول منزل علیہ پر اور یہ سب اعتراضات باہم بھی مرتبط
و متناسب ہیں جیسا تقریر ترجمہ سے معلوم ہوا۔ اول اور دوم کا جواب ان کے بعد ہی متصلاً ذکر فرمایا گیا ہے اور چہارم چونکہ بدیہی البطلان
تھا کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعقل الناس ہونا مشاہد تھا اس لیے انظر الخ اس کے اعتبار سے تفصیلی جواب ہو گیا۔ اور سوم چونکہ قابل
تنبیہ تھا اس لیے اس کا اجمالاً تو آیت اخیر میں مذکور ہے جس کی طرف لفظ امثال اور حکم بالضلال مشیر ہے۔ حاصل یہ ہے کہ یہ امور مذکورہ
رسالت کے لیے لازم ہونے کی حیثیت سے خود امور عجیبہ من قبیل الامثال ہیں اور جزو عقائد ہونے کی حیثیت سے موجب ضلال ہیں کیونکہ نبوت
کے لیے مطلق خارق کافی ہے خارق معین غیر ضروری ہے یہ تو اجمالی جواب ہے اور تفصیلی جواب کے ساتھ آگے خطاب ہے تبارک الذی میں
اس جزو کا جواب او یلقی الیہ کنز او تکون لہ جنۃ کیوں کہ ان دونوں متعاطفین میں امر مشترک فراغ معاش ہے اور ما ارسلنا قبلک میں اس جزو
کا جواب مع تتمہ مال ہذا الرسول الخ اور یوم یرون الملائکۃ میں قال الذین لا یرجون کے جواب کے ساتھ اس جزو کا بھی جواب لولا
انزل الیہ ملک الخ چنانچہ آگے واضح ہوگا ف۲ اس آیت سے مشی فی الاسواق کا غیر مکروہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور حدیثوں سے جو کراہت معلوم
ہوتی ہے تو بلا ضرورت جانا مراد ہے بلکہ اگر عدم مشی فی الاسواق براہ تکبر ہو تو خود عدم مشی مذموم اور مشی محمود ہے۔ اور آیہ قال الظالمون سے آپ

جا دوچلنے کے ذاتی نفی بالذات ہی کیونکہ مقصود کفار کا نفی نبوت کی تھی جیسا حصر سے مستفاد ہے سو یہ مقصود قطعاً منفی ہے اور مطلق سحر کا آپ پر مؤثر ہونا
مسکوت عنہ ہے۔ ربط اوپر اعتراض سوم کا اجمالی جواب آچکا ہے آگے تفصیلاً مذکور ہوتا ہے جیسا آیات بالا کے ف اول میں اُس کی تقریر گزر چکی ہے
اور اجزاء جواب کے درمیان میں بل کذبوا بالساعۃ سے رسالت کے انکار بالا کی علت ارشاد ہوئی ہے پھر ذکر ساعت کی مناسبت سے کئی آیتوں تک
اُس کے واقعات متعلق مکذبین و مصدقین کے بیان فرماتے ہیں۔ پھر اعتراض لولا انزل علینا الملائکۃ الخ کے جواب کے بعد بھی مناسبت نزول ملائکہ کے
بعض واقعات یوم نزول کے ارشاد فرماتے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

وہ ذات بڑی عالی شان ہے کہ اگر وہ چاہے تو آپ کو اس سے اچھی چیز دے دے یعنی بہت سے باغات جن کے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝

نیچے سے نہریں بہتی ہوں اور آپ کو بہت سے محل دیدے

تفسیر۔ تَبٰرَكَ الَّذِیْ سے قصورًا تک۔ وہ ذات بڑی عالی شان ہے کہ اگر وہ چاہے تو آپ کو (کفار کی) اُس (فرمائش) سے (بھی) اچھی چیز دے دے یعنی بہت سے (یعنی) باغات جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں (بہتر اس لیے کہا کہ وہ تو مطلق باغ کی فرمائش کرتے تھے گو ایک ہی ہو اور متعدد باغ کا ایک سے بہتر ہونا ظاہر ہے) اور (بلکہ ان باغوں کے ساتھ اور بھی مناسب چیزیں دیدے جن کی اُنہوں نے فرمائش بھی نہیں کی یعنی) آپ کو بہت سے محل دیدے (جو اُن باغوں میں بنے ہوں یا باہر ہوں جس سے اُن کی فرمائش سے شے زائد پوری ہو جائے۔ مطلب یہ کہ جو جنت میں ملے گا اگر اللہ چاہے تو آپ کو دنیا ہی میں دے دے لیکن بعض حکمتوں سے نہیں چاہا اور نفی نفسہ ضروری تھا نہیں پس شبہ محض بیہودہ ہے۔ ربط آیات بالا کی تمہید میں گزر چکا۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝

بلکہ یہ لوگ قیامت کو جھوٹ سمجھ رہے ہیں اور ہم نے ایسے شخص کے لیے جو کہ قیامت کو جھوٹ سمجھے دوزخ تیار کر رکھی ہے

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝ وَاِذَآ

وہ اُن کو دور سے دیکھے گی تو وہ لوگ اُس کا جوش و خروش سنیں گے اور جب

اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝ لَا

وہ اُس کی کسی تنگ جگہ میں ہاتھ پاؤں جکڑ کر ڈال دئے جاویں گے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے ایک

تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝ قُلْ

موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو آپ کہئے

اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ كَانَتْ

کہ کیا یہ حالت اچھی ہے یا وہ ہمیشہ کے رہنے کی جنت جس کا خدا سے ڈرنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ اُن کے

لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ۝ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ كَانَ

لئے صلہ ہے اور اُن کا ٹھکانا اُن کو وہاں وہ سب چیزیں ملیں گی جو کچھ وہ چاہیں گے وہ ہمیشہ رہیں گے یہ

عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ۝ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ

ایک وعدہ ہے جو آپ کے رب کے ذمہ ہے اور قابل درخواست ہے اور جس روز اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اور جن کو وہ لوگ خدا کے

دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا

سوا پوجتے تھے اُن کو جمع کرے گا پھر فرمائے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ راہ سے

السَّبِيْلَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ

گمراہ ہو گئے تھے وہ عرض کریں گے کہ معاذ اللہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم آپ کے سوا اور کارسازوں

مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا

کو تجویز کریں ولیکن آپ نے ان کو اور ان کے بڑوں کو آسودگی دی یہاں تک کہ یاد کو بھلا بیٹھے اور یہ لوگ

قَوْمًا ۢ بُوْرًا ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ

خود ہی برباد ہوئے لو تمہارے ان معبودوں نے تو تم کو تمہاری باتوں میں جھوٹا ٹھہرا دیا سو تم نہ تو خود ٹال سکتے ہو

صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ۝

اور نہ مدد دئے جا سکتے ہو اور جو تم میں ظالم ہوگا ہم اُس کو بڑا عذاب چکھائیں گے

تفسیر۔ بل کذبوا سے عذابا کبیرا تک:۔ (ان کفار سے ان شبہات مذکورہ کا سبب یہ نہیں ہے کہ ان کو حق کی طلب اور فکر ہوئی ہو اور اس دوران میں قبل تحقیق ایسے شبہات واقع ہو گئے ہوں) بلکہ (وجہ اعتراضات کی محض شرارت اور طلب حق سے بے فکری ہے اور اس بے فکری اور شرارت کا سبب یہ ہے کہ) یہ لوگ قیامت کو جھوٹ سمجھ رہے ہیں (اس لیے فکر انجام نہیں ہے اور جو جی میں آتا ہے کر لیتے ہیں بک دیتے ہیں) اور (انجام اس کا یہ ہوگا کہ) ہم نے ایسے شخص (کی سزا) کے لیے جو کہ قیامت کو جھوٹ سمجھے دوزخ تیار کر رکھی ہے (کیونکہ قیامت کی تکذیب سے) اللہ و رسول کی تکذیب لازم آتی ہے جو اصل سبب ہے دوزخ میں جانے کا اور اُس دوزخ کی یہ کیفیت ہوگی کہ) وہ (دوزخ) اُن کو دور سے دیکھے گی تو (دیکھتے ہی غضبناک ہو کر اس قدر جوش مارے گی کہ) وہ لوگ (دور ہی سے) اُس کا جوش و خروش سنیں گے اور (پھر) جب وہ اُس (دوزخ) کی کسی تنگ جگہ میں ہاتھ پاؤں جکڑ کر ڈال دیے جاویں گے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے (جیسا مصیبت میں عادت ہے کہ موت کو بلاتے اور اُس کی تمنا کرتے ہیں اُس وقت ان سے کہا جاوے گا کہ) ایک موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو (کیونکہ موت کے پکارنے کی علت مصیبت ہے اور مصیبت غیر متناہی ہے اور ہر مصیبت کا مقتضا موت کا پکارنا ہے تو پکارنا بھی کثیر ہوا اور اسی کی کثرت کو موت کی کثرت کہا گیا پھر خود پکارنے پکارنے میں تغایر حقیقی ہے اور موت موت میں تغایر اعتباری) آپ (ان کو یہ مصیبت سنا کر) کہیے کہ (یہ بتلاؤ کہ) کیا یہ (مصیبت کی) حالت اچھی ہے (جو کہ مقتضا ہے تمہارے کفر و انکار کا) یا وہ ہمیشہ کے رہنے کی جنت (اچھی ہے) جس کا خدا سے ڈرنے والوں سے (یعنی اہل ایمان سے) وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ اُن کے لیے

(اُن کی اطاعت کا) صلہ ہے اور اُن کا (آخری) ٹھکانا (اور) اُن کو وہاں وہ سب چیزیں ملیں گی جو کچھ وہ چاہیں گے (اور) وہ (اُس میں) ہمیشہ رہیں گے اسے پیغمبر یہ ایک وعدہ ہے جو بطور فضل وعنایت کے آپ کے رب کے ذمہ ہے اور قابل درخواست ہے (اور ظاہر ہے کہ جنت الخلد ہی بہتر ہے سو اس میں ترہیب کے بعد ترغیب ایمان کی ہوگی اور وہ دن ان کو یاد دلائیے کہ جس روز اللہ تعالیٰ اُن (کافر) لوگوں کو جن کو وہ لوگ خدا کے سوا پوجتے تھے (جن سے اضلال صادر نہیں ہوا خواہ صرف بت مراد ہوں یا ملائکہ وغیرہم بھی اُن (سب) کو جمع کرے گا پھر (اُن معبودین سے ان عابدین کی تبکیت کے لیے) فرماوے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو (راہ حق سے) گمراہ کیا تھا یا یہ (خودہی) راہ (حق) سے گمراہ ہوگئے تھے (مطلب یہ کہ اُنہوں نے تمہاری عبادت کی واقع میں ضلالت ہے تمہارے امر و رضا سے کی تھی جیسا ان لوگوں کا زعم تھا کہ یہ معبودین خوش ہوتے ہیں اور خوش ہو کر اللہ تعالیٰ سے شفاعت کریں گے یا اپنی رائے فاسد سے اختراع کر لی تھی) وہ (معبودین) عرض کریں گے کہ معاذ اللہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم آپ کے سوا اور کارسازوں کو (اپنے اعتقاد میں) تجویز کریں (عام اس سے کہ وہ کارساز ہم ہوں یا ہمارے سوا اور کوئی ہوں۔ مطلب یہ کہ جب الوہیت کو آپ میں منحصر سمجھتے تو ہم شرک کرنے کا ان کو امر یا اُس پر رضامندی کیوں کرتے) ولیکن (یہ خود ہی گمراہ ہوئے اور گمراہ بھی ایسے نامعقول طور پر ہوئے کہ اسباب شکر کو انہوں نے اسباب کفر بنا یا چنانچہ) آپ نے (تو) ان کو اور ان کے بڑوں کو (خوب) آسودگی دی (جس کا مقتضا یہ تھا کہ منعم کی معرفت اور اُس کا شکر و اطاعت کرتے مگر یہ لوگ) یہاں تک (شہوات اور تلذذات میں منہمک ہوئے) کہ (آپ کی) یاد (ہی) کو بھلا بیٹھے اور یہ لوگ خودہی برباد ہوئے (مطلب جواب کا ظاہر ہے کہ دونوں شقوں میں ضلوا السبیل کی شق کو اختیار کیا اور ضلالت کی شناعت و فضاعت کو ذکر تمتیع سے موکد کیا جس سے جو ب ناراضی اُن عابدین سے ظاہر ہو جاوے اُس وقت اللہ تعالیٰ ان عابدین کو اظہار تبکیت کے لیے جو اصل مقصود تھا سوال مذکور سے فرماوے گا) کہ لو تمہارے ان معبودوں نے تو تم کو تمہاری (سب) باتوں میں جھوٹا (ہی) ٹھہرا دیا (اور انہوں نے بھی تمہارا ساتھ نہ دیا اور جرم پورے طور سے قائم ہوگیا) سو (اب) تم نہ تو خود (عذاب کو اپنے اوپر سے) ٹال سکتے ہو اور نہ (کسی دوسرے کی طرف سے) مدد دیے جا سکتے ہو (حتے کہ جن پر پورا بھروسہ تھا وہ بھی صاف جواب دے رہے ہیں اور تمہاری صریح مخالفت کر رہے ہیں) اور جو (جو) تم میں ظالم (یعنی مشرک) ہوگا ہم اُس کو بڑا عذاب چکھائیں گے (اور گو اس وقت مخاطبین سب مشرک ہی ہوں گے مگر اس طرح فرمانے کی یہ وجہ ہے کہ ظلم کا مقتضے عذاب ہونا بیان فرمانا مقصود ہے) ربط رکوع اول کی آیات وقال الذین کفروا الخ کے ف میں تقریر ربط گزر چکی۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ

اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے سب کھانا بھی کھاتے تھے اور

يَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ ؕ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ

بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے اور ہم نے تم میں ایک کو دوسرے کیلئے آزمائش بنایا ہے کیا صبر کرو گے

وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۟

اور آپ کا رب خوب دیکھ رہا ہے

ع ۱۱

تفسیر۔ وما ارسلنا سے بصیرا تک = اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے (مطلب یہ کہ نبوت و اکل طعام وغیرہ میں تنافی نہیں چنانچہ جن کی نبوت دلائل سے ثابت ہے گو معترضین اعتراف نہ کریں اُن سب سے ان کا صدور ہوا ہے پس آپ پر بھی یہ اعتراض غلط ہے) اور (اے پیغمبر اور اے تابعین پیغمبر ان کفار کے ایسے بیہودہ اقوال سے محزون مت ہو کیونکہ) ہم نے تم (مجموعہ مکلفین) میں ایک کو دوسرے کے لیے آزمائش بنایا ہے (پس اسی عادت مستمرہ کے موافق انبیاء کو ایسی حالت پر بنایا کہ امت کی آزمائش ہو کہ کون ان کے حالات بشریہ پر نظر کر کے تکذیب کرتا ہے اور کون اُن کے کمالا

نبوت پر نظر کر کے تصدیق کرتا ہے سو جب یہ بات معلوم ہو گئی تو) کیا تم صبر کرو گے (یعنی صبر کرنا چاہیے) اور (یہ بات یقینی ہے کہ) آپ کا رب خوب دیکھ رہا ہے (تو وقت موعود پر ان کو سزا دے دے گا پھر آپ کیوں ہم و غم میں واقع ہوں) ربط اوپر کفار کے بعض اعتراضات متعلقہ رسالت کے جواب مذکور تھے۔ ایک اعتراض یہ تھا لولا انزل علینا الملائکۃ او نری ربنا جس کا حاصل یہ تھا کہ ہم سے فرشتے یا خدا تعالیٰ بالمشافہہ کہہ دے کہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم رسول ہیں آگے اس کی حکایت اور اس کا جواب ہے اور اس اعتراض کا مضمون اعتراض سوم کے اس جزو کے ساتھ متحد المقصود ہے لولا انزل علیہ ملک اور اس سے اس قدر ترقی ہے کہ وہاں ملک واحد تھا یہاں ملائکہ جمع ہے اور وہاں صرف نزول ملک پر اقتصار تھا یہاں رویت رب بھی منضم ہے اور اس کا جزو دوم لقد استکبروا الخ میں تفصیلاً اور جزو اول اس میں اجمالاً اور یوم یرون الملائکۃ میں تفصیلاً رد کیا گیا ہے اور جزو اول کے اجمالی و تفصیلی جواب میں اعتراض سوم کے جزو نزول ملک کا تفصیلی جواب بھی ہو جاوے گا جیسا اجمالاً پہلے آیت انظر میں ہو چکا تھا چنانچہ رکوع اول کے خاتمہ پر ف میں اس مضمون کا وعدہ و حوالہ بھی لکھا گیا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ

اور جو لوگ ہمارے سامنے پیش ہونے سے اندیشہ نہیں کرتے وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں آتے یا

نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ۝ يَوْمَ

ہم اپنے رب کو دیکھ لیں یہ لوگ اپنے دلوں میں اپنے کو بہت بڑا سمجھ رہے ہیں اور یہ لوگ حد سے بہت دور نکل گئے ہیں جس روز

يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ

یہ لوگ فرشتوں کو دیکھیں گے اس روز مجرموں کے لئے کوئی خوشی کی بات نہ ہوگی اور کہیں گے کہ

حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝

پناہ ہے پناہ ہے

تفسیر۔ وقال الذین سے محجورا تک:۔ اور جو لوگ ہمارے سامنے پیش ہونے سے اندیشہ نہیں کرتے (وجہ اس کے کہ اس سے منکر ہیں) وہ (انکار رسالت کے لیے) یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں آتے (کہ اگر ہم سے کہیں کہ یہ رسول ہیں) یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیں (اور وہ ہم سے کہہ دے کہ واقعی یہ رسول ہیں۔ جب ہم تصدیق کریں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ) یہ لوگ اپنے دلوں میں اپنے کو بہت بڑا سمجھ رہے ہیں (کہ مہبط ملائکہ یا ہم کلام حق ہونے کے لائق اپنے کو جانتے ہیں) اور (بالخصوص رویت و مکالمت رب کی فرمائش میں تو) یہ لوگ حد (انسانیت) سے بہت (ہی) دور نکل گئے ہیں (کیونکہ ملائکہ اور انسان میں تو کسی ذاتی جنس میں شرکت بھی ہے اللہ تعالیٰ سے تو کوئی مشارکت ہی نہیں اور خیر خدا کے دیکھنے کے لائق تو کیا ہوتے البتہ فرشتے ایک دن ان کو دکھلائی دیں گے مگر نہ جس طرح یہ چاہتے ہیں بلکہ مصیبت اور پریشانی کے ساتھ) چنانچہ جس روز یہ لوگ فرشتوں کو دیکھیں گے (اور وہ دن قیامت کا ہے) اس روز مجرموں (یعنی کافروں) کے لیے کوئی خوشی کی بات (نصیب) نہ ہوگی اور (فرشتوں کو جب سامان عذاب کے ساتھ آتا ہوا دیکھیں گے تو گھبرا کر) کہیں گے کہ پناہ ہے پناہ ہے ف حاصل ارشاد لقد استکبروا کا یہ ہوا کہ مرئی کی جانب سے تو کوئی امر نزول یا رویت کا مانع نہیں چنانچہ انبیاء نزول سے مشرف ہوتے ہیں اور رویت سے سب مومنین مشرف ہوں گے۔ لیکن رائی میں مانع خاص ہے یعنی عدم لیاقت اور اس مانع کا کوئی رافع متحقق نہیں ہوا پھر ایسی استدعا اعلیٰ درجہ کا تکبر ہے اور جہاں نزول و رویت کا وقوع ہے وہاں اس مانع کا رافع یعنی فضل الٰہی پایا جاتا ہے لہٰذا باوجود امکان ذاتی کے ان کفار کے حق میں یہ امور ممتنع بالغیر ہیں، آور حاصل یوم یرون الخ کا یہ ہوا کہ تمہاری حالت موجودہ کفر و عناد

جواب اعتراض سوم جزو دوم و جواب تفصیلی جزو نزول ملک اور جزو اول اعتراض سوم

کی مقتضی اس کو ہے کہ اگر ملائکہ تم سے ملیں تو اس طرح ملیں چنانچہ جس روز ملیں گے اس طرح ملیں گے۔ پس دنیا میں جو تم اُس کی درخواست کر رہے ہو تو گویا اُس مصیبت کی درخواست کر رہے ہو اگر یہاں ایسا ہو تو بجائے تمنا کے ان سے پناہ مانگنے لگو پھر عبث ایسی چیز کی طلب کرتے ہو۔ ربط اوپر یوم نزول ورویت ملائکہ کا اور اُس یوم کے بعض وقائع کا ذکر تھا آگے اُسی مناسبت سے اُس یوم ہائل کے دوسرے واقعات متعلقہ مصدقین ومکذبین کا بیان ہے جیسا رکوع دوم آیت تبارک الذی الخ کی تمہید میں بھی اس کی تقریر لکھی گئی ہے۔

بیان بعض واقعات متعلقہ مصدقین ومکذبین

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ اَصْحٰبُ

اور ہم ان کے ان کاموں کی طرف جو کہ وہ کرچکے تھے متوجہ ہوں گے سو اُن کو ایسا کر دیں گے جیسے پریشان غبار اہل جنت

الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ۝ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ

اس روز قیام گاہ میں بھی اچھے رہیں گے اور آرام گاہ میں بھی خوب اچھے ہوں گے اور جس روز آسمان

السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ

ایک بدلی پر سے پھٹ جاوے گا اور فرشتے بکثرت اُتارے جائیں گے اُس روز حقیقی حکومت

الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ۝ وَيَوْمَ

رحمٰن کی ہوگی اور وہ کافروں پر بڑا سخت دن ہوگا اور جس روز

يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ

ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھاوے گا کہے گا کیا اچھا ہوتا میں رسول کے ساتھ

سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِىْ

راہ پر لگ لیتا ہائے میری شامت کیا اچھا ہوتا کہ میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا اُس نے مجھ کو

عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝

نصیحت آئے پیچھے بہکا دیا اور شیطان تو انسان کو امداد کرنے سے جواب ہی دیا کرتا ہے

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِى اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝

اور رسول کہیں گے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو بالکل نظرانداز کر رکھا تھا

تفسیر = وَقَدِمْنَآ سے مَهْجُوْرًا تک۔ اور ہم (اُس روز) اُن کے (یعنی کفار کے) اُن (نیک) کاموں کی طرف جو کہ وہ (دنیا میں) کرچکے تھے متوجہ ہوں گے سو اُن کو ایسا (بے کار) کر دیں گے جیسے پریشان غبار (کہ کسی کام نہیں آتا۔ اسی طرح ان کفار کے اعمال پر کچھ ثواب نہ ہوگا البتہ) اہل جنت اُس روز قیام گاہ میں بھی اچھے رہیں گے اور آرام گاہ میں بھی خوب اچھے ہوں گے (مراد مستقر اور مقیل سے جنت ہے یعنی جنت ان کے لئے جائے قیام اور جائے آرام ہوگی اور اچھا ہونا اُس کا ظاہر ہے) اور جس روز آسمان ایک بدلی پر سے پھٹ جائے گا اور (اُس بدلی کے ساتھ آسمان سے) فرشتے (زمین پر) بکثرت اُتارے جاویں گے (اور اُسی وقت حق تعالیٰ

حساب وکتاب کے لیے تجلی فرمادیں گے اور) اُس روز حقیقی حکومت (حضرت) رحمان (ہی) کی ہوگی (یعنی حساب وکتاب وجزا سزا میں کسی کو دخل نہ ہوگا جیسا دنیا میں ظاہری تصرف تھوڑا بہت دوسروں کے لیے بھی حاصل ہے) اور وہ (دن) کافروں پر بڑا سخت دن ہوگا (کیونکہ ان کے حساب کا انجام جہنم ہی ہے) اور جس روز ظالم (یعنی کافر آدمی غایت حسرت سے) اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھاوے گا (اور) کہے گا کیا اچھا ہوتا میں رسول کے ساتھ (دین کی) راہ پر لگ لیتا ہائے میری شامت (کہ ایسا نہ کیا اور) کیا اچھا ہوتا کہ میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا اُس (کمبخت) نے مجھ کو نصیحت آئے پیچھے اُس سے بہکا دیا (اور ہٹادیا) اور شیطان تو انسان کو (عین وقت پر) امداد کرنے سے جواب دے ہی دیتا ہے (چنانچہ اُس کافر کی اس حسرت کے وقت اُس نے کوئی ہمدردی نہ کی گو کرنے سے بھی کچھ نہ ہوتا صرف دنیا ہی میں بہکانے کو تھا) اور (اُس دن) رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حق تعالیٰ سے کافروں کی شکایت کے طور پر) کہیں گے کہ اے میرے پروردگار میری (اس) قوم نے اس قرآن کو (جو کہ واجب العمل تھا) بالکل نظرانداز کر رکھا تھا (اور التفات ہی نہ کرتے تھے عمل تو درکنار مطلب یہ کہ خود کفار بھی اپنی ضلالت کا اقرار کریں گے اور رسول بھی شہادت دیں گے کقولہ تعالیٰ وجئنا بك على هؤلاء شهيدا اور ثبوت جرم کی یہی دو صورتیں متعارف ہیں اقرار اور شہادت اور دونوں کے اجتماع سے یہ ثبوت اور بھی مؤکد ہو جاوے گا اور سزایاب ہوں گے) **ف**: اس بدلی کا ذکر پارہ دوم کے نصف پر آیت هل ينظرون الخ کی تفصیل کے ذیل میں گزر چکا ہے کہ یہ ابر بشکل سائبان کے آسمان سے آوے گا اور اس میں حق تعالیٰ کی تجلی ہوگی اور اُس کے گرد بگرد ملائکہ ہوں گے یہ حساب شروع ہونے کا وقت ہوگا اور اُس وقت آسمان کا پھٹنا صرف کھلنے کے طور پر ہوگا یہ وہ پھٹنا نہ ہوگا جو نفخ اول کے وقت اُس کے انشار کے لیے ہوگا کیونکہ نزول غمام کا وقت بعد نفخۂ ثانیہ کے ہے جس وقت سب زمین وآسمان دوبارہ درست ہو جاوے گا۔ اور آیت یوم یعض الظالم الخ میں ایک قصہ کی طرف اشارہ ہے جو درمنثور میں بالفاظ مختلفہ مروی ہے حاصل مجموع کا یہ ہے کہ عقبہ بن ابی معیط نے ایک بار ایک مجلس دعوت میں جناب رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا آپ نے فرمایا کہ جب تک تو اسلام نہ لاوے گا میں دعوت نہ مانوں گا اُس نے کلمہ پڑھ لیا آپ دعوت میں شریک ہو گئے۔ یہ خبر ابی بن خلف کو جو کہ اُس کا دوست تھا پہنچی اُس نے ملامت کی عقبہ نے جواب دیا کہ میں نے بمصلحت اُس کی خاطر سے ظاہراً کلمہ پڑھ لیا تھا دل سے اسلام نہیں لایا تھا۔ غرض وہ کافر کا کافر رہا تو قیامت میں اُس کو اس کی حسرت ہوگی اور گو اول بھی اُس نے کلمہ دل سے نہ پڑھا تھا۔ مگر اُس کی دوستی کو یہ دخل ہے کہ اُس کا کلمہ پڑھنا اُس کے نرم مزاجی پر دال ہے۔ اگر ابی بن خلف سے دوستی نہ ہوتی تو شاید اس ظاہری تاثر سے باطنی تاثر بھی ہو جاتا مگر دوستی کی بدولت بعد زائد اور حرمان دائم ہو گیا۔ اور جامعی سے یہ لازم نہیں آیا کہ اُس نے دل سے دین اسلام کو قبول کر لیا تھا کیونکہ مجیٔ اس سے عام ہے اور دخل حسرت میں اس کو یہ ہے کہ مجیٔ اسباب ہدایت سے ہے تو جانب ذکر سے فاعلیت اور جانب متکلم سے ایک گونہ قابلیت کا تحقق من وجہ قرب ہے حق سے اور اس قرب کے بعد پھر بعد ہو گیا۔ اور شیطان کے خذلان کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ اس مانع کا اثر شیطان ہی کے اغوار سے ہوا۔ اور بعض مفسرین کا یہ قول ہے کہ ظالم سے مراد مطلق کافر اور فلاں سے مراد شیطان بقرینہ کان الشیطان الخ اور تفسیر ظاہر ہے۔ ربط اوپر رسالت کے متعلق کفار کے متعدد اعتراضات اور نیز آئندہ کے اعتراضات سے ان کی عداوت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ معلوم ہوتی ہے۔ آگے آپ کی تسلی فرماتے ہیں کہ اس عداوت سے محزون نہ ہوں۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا

اور ہم اسی طرح مجرم لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے رہتے ہیں اور ہدایت کرنے کو اور

وَّنَصِيْرًا ○

مدد کرنے کو آپ کا رب کافی ہے

تفسیر۔ وکذٰلک سے نصیرا تک:۔ اور ہم اسی طرح (یعنی جس طرح یہ لوگ آپ سے عداوت کرتے ہیں) مجرم لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے رہتے ہیں (یعنی یہ سنت قدیمہ ہے کہ کفار انبیاء کے ساتھ عداوت کرتے رہے ہیں سو یہ کوئی نئی بات نہیں جس کا غم کیا جاوے) اور

فن خطابت

اگر آپ خدا نخواستہ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں، اگر آپ کی گفتگو شیریں نہیں ہے۔ اگر آپ کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت نہیں رکھتی اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو فن خطابت کا مطالعہ فرمائیے اور پھر دیکھئے کہ آپ کے الفاظ طلسم بن جاتے ہیں آپ کی گفتگو میں شہد اور قند کی شیرینی پیدا ہو جائیگی۔ ہر محفل میں لوگ سر آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ آپ ہزاروں کے مجمع میں بے دھڑک تقریریں کریں گے۔ قیمت ۸ر

کلید قرآن

جو بچے کئی برس کی محنت کے بعد کلام الٰہی نہ پڑھ سکے، ان کو کلید قرآن پڑھانے سے دو مہینے میں قرآن مجید پڑھنا اور سمجھنا آجائیگا جو بوڑھے اپنے بچپنے میں قرآن مجید کی نعمت سے محروم رہے ان کو کلید قرآن پڑھائیے دو مہینے میں کلام اللہ پر عبور ہو جائیگا کلید قرآن دنیا میں سب سے پہلی کتاب ہے جس کے مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس کے پڑھنے سے دو مہینے میں قرآن پڑھنا آجاتا ہے آپ بھی منگا کر تجربہ کیجئے قیمت صرف ۱۲ ایک روپیہ کی آٹھ۔ علاوہ محصول۔

مسدس حالی

عالم اسلامیہ ہند میں تہلکہ ڈال دینے والی کتاب جس کے متعلق سرسید مرحوم نے کہا تھا خدا کے سامنے صرف یہی کتاب لیکر جاؤں گا۔ یہ مسدس اسلام کی پیشینی تاریخ اور حیرت اسلام ہے لاکھوں سے زائد چھپی اور فروخت ہوئی زیر استعمار ایڈیشن اعلیٰ کاغذ اور تقطیع کا ہے۔ ابتدا میں بڑا دیباچہ ہے جس میں گویا نثر مسدس ہے اور خواجہ الطاف حسین حالی کی سوانحعمری ہے بچوں کو یہ مسدس یاد کرایا جائے تو ان میں ابتدا سے جوش اسلامی پیدا ہوتا ہے۔ قیمت ۸ر

قرآن ایک معجزنما کتاب ہے

حقائق و معارف فصاحت و بلاغت قرآن پاک پر اردو میں پہلی اور سب سے آخری کتاب ہے جو علامہ ابو البصیر صاحب آزاد جیتپوری کے بیس سالہ مطالعہ قرآن شریف اور تمام صحائف آسمانی کا نچوڑ ہے قرآن کے متعلق غیر مسلم مصنفین کے تبصرے سرد ران کفار قریش اور منکرین کلام الٰہی کا اس کو سن کر مسلمان ہونا قرآن کے منزل من اللہ ہونے اور معجز نما ہونے پر معرکۃ الآرا دلائل۔ اشاعت قرآن حکیم کی تاریخ ہے یہ کتاب تبلیغ اسلام کے لیے بہترین ہے سفید چکنا کاغذ قیمت ۸ر

مصری افسانے

مصر کے بین الاقوامی شہرت کے مالک حضرت علامہ منفلوطی کے شاہکار افسانوں کا عربی سے اردو میں حضرت مولانا سید سجاد صاحب میرٹھی نے ترجمہ کیا ہے۔ جو لوگ اچھے مذہبی، معاشرتی، اصلاحی افسانے چاہتے ہیں جن کو پڑھکر کچھ فائدہ بھی ہو اور آپ اپنے گھروں میں ان کو بے تکلف رکھ سکیں مصری افسانے مطالعہ کیجیے۔ اس میں کئی افسانے ہاف ٹون بلاک تصاویر سے مزین ہیں۔ ہر افسانہ اپنی جگہ اپنا آپ ہی جواب ہے قیمت صرف آٹھ آنے (۸ر)

ضروریات دین

دفتر جیتپوا نے ایک فاضل دینیات سے ایسا کتاب کو مرتب کرایا ہے جس میں اصول دین کو نہایت سلیس اردو اور عام فہم زبان میں صرف ان مسائل کو لیا گیا ہے جن سے واقفیت حاصل کیے بغیر ایک مسلمان کا اسلام قائم نہیں رہ سکتا دینی ضروریات کو کم فرصت وکیل تجارت پیشہ سے سنا واقف رہیدار و صنعت پیشہ مسلمانوں کو پڑھنی چاہیے تاکہ بہت ہی کم وقت میں اصول اسلام سے واقف ہو جاویں متمول حضرات نو مسلموں میں مفت تقسیم کریں ضخامت ۲۰۰ صفحے۔ قیمت دس آنے (۱۰ر)

تقدیر کا راز

معلوم ہو سکتا ہے اگر تم بزرگان اسلام کے بتائے اور آزمائے ہوئے طریقہ سے کام کرنے سے پہلے روحانی فالنامہ میں فال دیکھ لیا کرو جس میں علم قیافہ، استخارہ، قرآنی فالنامہ، دیوان حافظ کا فالنامہ، مثنوی شریف کا فالنامہ، اسمائے الٰہی کا فالنامہ، اسمائے نبی کا فالنامہ، انگریزوں کا فالنامہ، فرانس کا فالنامہ، جرمنی کا فالنامہ، اعضاء کے پھڑکنے سے فالیں، روحانی عملیات درج ہیں۔ قیمت بہت ہی کم یعنی صرف آٹھ آنے (۸ر) محصول ڈاک الگ۔

پھوہڑ دلہن

جس گھر میں آجائے اس گھر کا امن سکون لڑائی جھگڑوں کے قبرستان میں دفن ہو جاتا ہے بیوی کی تربیت کے لیے دولہا اور ساس نندیں بے چین رہتی ہیں، ان کو ایڈیٹر صاحب پیشوا کی لکھی ہوئی کتاب "گھر والی کی تربیت" پڑھاؤ جس میں یہ راز بتایا گیا ہے کہ پھوہڑ دلہن کیونکر سگھڑ بن سکتی ہے اور شریف بیویاں کیونکر اپنے گھر کو جنت بنا سکتی ہیں۔ انداز بیاں اتنا دلچسپ ہے کہ کتاب ختم کرنے سے پہلے آپ کسی طرح نہیں چھوڑ سکتی۔ قیمت ۸ر

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ دل کسی کا ہو مرد کا ہو، عورت کا ہو معاوند کا ہو، حاکم کا ہو، دوست کا ہو، آشنا کا ہو، چھوٹے کا ہو، بڑے کا ہو، ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر سکیں گے۔ اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیے تو احباب کا مسخر کرنا، مرد کا مطیع کرنا، آقا و افسر پر قابو پانا، مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرنا اس کے عامل کے لیے معمولی بات ہے۔

قیمت ۸ر

معلم عربی

ہر مسلمان کی فطرتی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اتنی عربی ضرور جان جائے جس سے وہ قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھ لے اگر معانی بھی نہ معلوم ہوں تب بھی الفاظ کے معانی ضرور معلوم ہو جائیں عربی پڑھنے کا قدیم طریقہ بہت دیر طلب تھا اس کے ابتدائی صرف و نحو ہی چھڑا دیتے ہیں تمام عربی میں صرف و نحو کے طویل سلسلہ سے چھڑا کر عربی پڑھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ ہر شخص تھوڑے تامل سے ایک سبق روزانہ پڑھ کر تین ماہ میں خاصہ قرآن کا مفہوم سمجھ سکتا ہے۔

قیمت صرف بارہ آنے (۱۲ر)

محبت کے پیغام

اگر آپ کو کسی سے محبت ہے اور اس سے آپ عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں جسے دیکھ کر پڑھنے والا تڑپ جائے تو ہماری کتاب محبت کے پیغام پڑھئے۔ اس میں عاشق مزاج میاں بیوی کے وہ خطوط درج ہیں جن کے ہر لفظ سے بیتابی اور بے چینی ٹپکتی ہے۔ تمام خطوط نہایت مہذب اور شائستہ ہیں۔ متعدد حسین و رنگین فوٹو بلاک ہیں۔ اس کتاب کا مطالعہ آپ کے کلام میں ایسا ملکہ اور اثر پیدا کر دے گا جس طرح آنافاناً اثر کرتا ہے۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر)

زبان کا چٹخارہ

اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسلامی تہذیب کے گہوارے بادشاہوں کی پیاری نگری دہلی کے رنگ برنگ کے لذیذ کھانوں سے واقف نہ ہوں دہلی کا مکمل باورچی خانہ فوراً طلب کیجیے جس میں قدیم امرا و شرفاء دہلی کے تمام لذیذ اور نفیس کھانوں کی تفصیل اور ان کے پکانے کے آسان طریقے درج ہیں۔ تیسرے ایڈیشن میں باورچی خانہ کا دوسرا حصہ اصلاح شدہ بھی شامل کر دیا ہے۔ ضخامت ۲۰۰ صفحے کاغذ سفید چکنا۔ علاوہ محصولڈاک قیمت ایک روپیہ چار آنے

بھولوں کا بھلا اسکے پڑھنے سے ہوگا

ناظرین! نہ تو میں اشتہاری حکیم ہوں نہ ڈاکٹر بلکہ ایک معمولی کلرک ہوں۔ بدقسمتی سے مجھے اپنے ہاتھوں اپنی جوانی کا ستیاناس کرنے والی قبیح عادت آغاز جوانی میں پڑ گئی جس کے نتیجہ میں بالکل بے ... ایک عرصہ ڈیڑھ سال کے بعد مجھے نامردی کا ناشدنی مرض جو اس قبیح عادت کا نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ لاحق ہوگیا۔ جریان، احتلام، سرعت وغیرہ کی بے انتہا شکایات کے سبب میرا چہرہ دن بدن لاغر اور زرد ہوتا جاتا تھا دوست احباب میری پژمردگی کا سبب پوچھتے تھے مگر میں کسی کو اپنی حالت سے آگاہ کرنا مناسب نہ سمجھتا تھا مگر در پردہ لاہور اور دیگر مشہور شہروں کے بڑے بڑے ڈاکٹروں اور حکیموں سے جن کے بیسیوں اشتہار ... کی کوئی حد نہ تھی ادویات منگا کر استعمال کرتا رہا۔ لیکن بالکل بے سود خاک بھی فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ علاوہ حرج کے کئی ایک اور تکلیفوں کا سامنا کرنے بھی ... پڑا۔ اس مایوسی کی حالت میں میں زندہ درگور ہونے کو ترجیح دیتا تھا۔ اتفاقاً خوش قسمتی سے مجھے ایک ملازمت پر نیپال جانا پڑا چنانچہ میں لاہور سے نیپال روانہ ہوا۔ اور ایک دو روز ٹھہرتا ہوا نیپال کے مشہور شہر کھٹمنڈو میں پہنچا میرے ساتھ ایک فقیر صورت جو کہ ایک دو روز پہلے سے وہاں مقیم تھے۔ مجھے پوچھنے لگے کہ تم اداس اور بیماری صورت مریضوں کی سی کیوں ہے۔ میرے پُر درد دل نے اس فقیر صورت اور کامل ہستی سے اپنا سارا ماجرا ... کی چنانچہ جس نے بے کم و کاست اپنی تمام سرگذشت کا کچا چٹھا بیان کرکے یہ بھی کہہ دیا کہ اب میں اس زندگی سے تنگ آکر خودکشی کرنے پر آمادہ ہوں۔

اس فقیر صاحب کمال نے از راہ شفقت میرے حال زار پر رحم فرما کر ایک نسخہ کھانے کے لئے مقوی گولیوں کا اور دوسرا نسخہ رگوں پٹھوں کی سستی کو دور کرنے کے لئے مالش کے تیل کا بتایا۔ چنانچہ میں نے بموجب ارشاد اس صاحب کمال کے بیشمار جنگلی جڑی بوٹیوں اور کئی ادویات بازار سے خرید کر ہدایت ہر کیمیا کو ... اس صاحب کمال کے تیار کرکے استعمال کرنا شروع کیا۔

ناظرین! میں اپنے خدا کو حاضر و ناظر جان کر سچ کہتا ہوں۔ کہ ساتویں روز ہی ... تمام شکایتیں (جو ایک ... لاحق ہوا کرتی ہیں) رفع ہونی شروع ہوگئیں اور میں اپنے آپ کو ایک قابل فخر جوان کہلانے کا مستحق ہوگیا۔ اگرچہ مجھ کو چند ہی یوم کے استعمال سے ... ہوگیا لیکن حسب ارشاد اپنے محسن کے اکیس روز تک ... اور استعمال جاری رکھا۔ ... ۳ سیر دودھ بآسانی ہضم کرلیتا تھا میرا چہرہ بارونق بدن مضبوط اور بینائی طاقتور ہوگئی۔ اب میں ایسا قابل فخر ہوگیا ہوں۔ کہ جس کے بیان کرنے کی تہذیب اجازت نہیں دیتی۔ لاہور واپس آکر ہوتا ہوا دوائی کا نامردی کے کئی ایک ... مریضوں پر تجربہ کیا اور ہر قسم کی نامردی، سستی، جریان، احتلام، شہوت ... کے لئے اکسیر سے بڑھ کر پایا۔ اب کئی ایک دور اندیش اصحاب ... کے فائدے کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اشتہار ... دیا جاتا ہے۔ کہ وہ اصحاب ... اور شرمناک عادت کے شکار ہیں ...

خلوت و انسانیت سے محروم ہو بیٹھے ہوں اور سینکڑوں روپیہ علاج معالجہ پر صرف کرکے بھی مایوسی حاصل کر چکے ہوں وہ اس قلیل قیمت سریع الاثر دوائی کو استعمال کرکے صحت یاب ہو جائیں۔ اور خدا کے فضل کے گن گائیں۔

یہ قیمت صرف لاگت ادویات ... اشتہار ... سے بھی کم ... دوائی فائدہ بہت کم ہوتا ہے:

قیمت روغن مالش فی شیشی (جو صحت کے لئے کافی ہے) صرف ... روپے آٹھ آنے (...)، قیمت مقوی اعصاب نیپالی گولیاں فی شیشی (جس میں ... یوم کی ... خوراک موجود ہیں) صرف دو روپے آٹھ آنے (...) مریضوں کے لئے یہ گولیاں از حد مفید ہیں اور نامردی کے ہو لیکن خواہ کسی قسم کی نامردی کا مرض کیوں نہ ہو تین شیشی مقوی اعصاب گولیاں اور ایک شیشی روغن مالش کافی ہے! اس دوائی کے استعمال سے کسی قسم کی تکلیف یا ... ہرگز نمودار نہ ہوگا اور نہ ہی کسی کشتہ وغیرہ کی آمیزش ہے بلکہ ... کہ ہر بوڑھا بچہ بآسانی بغیر لحاظ موسم کے ان گولیوں کا استعمال کرسکتا ہے اور لطف یہ کہ اس دوائی کے استعمال کے بعد دوبارہ کسی دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہ رہیگی ... خریدار کو محصول ڈاک معاف۔ مکمل کورس میں تین شیشی گولیاں اور ایک شیشی روغن مالش ہوگی۔ مکمل کورس کی قیمت علاوہ محصول ڈاک دس روپے ...

معمولی کمزوری کے لئے دو شیشی نیپالی گولیاں اور ایک شیشی روغن مالش کافی ہے۔

آخیر میں یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ ... کے نکالنے سے میری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے اور نہ ہی بفضلہ تعالیٰ مصنوعی اور جعلی اشتہار شائع کرکے پبلک سے روپیہ کمانے کی توقع ہے۔ بلکہ ہر خاص و عام کے فائدہ کو مدنظر رکھ کر اور احباب کے اصرار سے یہ اشتہار بغرض شائع کیا جاتا ہے:

دھوکہ باز لالچی نقالوں سے

جو میرے اس اشتہار کو جو ... سال سے شائع ہو رہا ہے اس کی کامیابی اور تسلسل کو دیکھ کر بعض گندم نما جو فروشوں نے مختلف طریقوں سے فقیر صاحب سے حاصل کی ہوئی دوائی ظاہر کرکے اشتہار شائع کرکے پبلک کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے! اور حرف بحرف میرے اشتہار کو نقل کرکے دارالشفاء نیپال کا پتہ رکھ کر پبلک کو مغالطہ دیا جا رہا ہے ایسے پیشہ ور نقالوں سے خبردار رہیں۔

ضروری اطلاع

یہ یاد رہے کہ میری دوائی صرف نامردی، جریان، احتلام، سرعت، سستی، کمزوری، کوتاہی، لاغری کے لئے مخصوص ہے یہ امراض خواہ کسی سبب سے ہوں مثلاً بچپن کی بدپرہیزی یا کثرت مباشرت یا عادت بد سے سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ آتشک یا سوزاک سے پیدا کی ہوئی کمزوری کے لئے اس دوا کا استعمال کرنا طاقت ... کرنا ہے۔ مادر زاد نامردی کے لئے میری دوائی مفید نہیں ہے!

شرطیہ علاج اور شرطیہ وعدہ

ہندو کو اپنے دھرم اور مسلمان کو اپنے ایمان کی قسم ہے۔ کہ اگر میری دوائی کے استعمال سے حسب منشا فائدہ نہ ہو تو حلفی تحریر بھیج کر قیمت واپس منگالیں۔ عدم صحت کی صورت میں کسی کا پیسہ کھانا گناہ سمجھتا ہوں اب بھی اگر کوئی صاحب میری دوائی سے فائدہ نہ اٹھائے۔ تو اس کی قسمت:

جناب عبدالغفور صاحب سیالکوٹ سے تحریر فرماتے ہیں

کہ آپکا کیس ... فائدہ بخش ہے۔ اس سے بڑھ کر دنیا بھر میں کوئی دوائی نہ ہوگی۔ ... میرا ... منگوانے ... دوائی ...

... غلام احمد ... گیلانیاں۔ لاہور

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

(اے ہمارے پروردگار!) ہم کو پرہیزگاروں کا پیش رو بنا

پیشوا

دہلی

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی



قیمت سالانہ صرف ایک روپیہ

فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (۱؍)

مقام اشاعت جامع مسجد اردو بازار دہلی


کاتب قسمت کی پوشیدہ تحریر

گھر کی جنگ ختم ہو گئی آرام سے زندگی بسر کیجئے

مردانہ کمزوریوں کا خاتمہ

طلائے مخصوص رجسٹرڈ دنیا کے تمام طلاؤں سے افضل ہے جس کے استعمال سے کجی، سستی، ناطاقتی، رگوں کا ابھر آنا، پتلاپن اور شیر حاملہ غیر آبلہ اور چھالے کے دور ہو کر نامرد کو مرد بنا کر رگوں اور پٹھوں میں بجلی کی سی قوت اور فولاد کے مانند سختی پیدا کرتا ہے قیمت فی شیشی پانچ روپے نمونہ سوا روپیہ جن کو معمولی شکایت ہو ان کے لیے یہ نمونہ دس بار کے لیے کافی ہے محصول علاوہ

راحت کا سمندر

فوری طلا رجسٹرڈ جن کو وقت پرستی کے باعث شرمندگی اٹھانی پڑتی ہو ایسے مایوسوں کو وقتی ضرورت کے لیے تیار کر دیتا ہے۔ فوری طور پر اس کا استعمال اعصاب میں برقی لہریں دوڑا دیتا ہے اور اس کی گرمی، استادگی، خیزی پیدا کرتا ہے کہ بوڑھا ہو یا جوان دنگ رہ جاتا ہے۔ اس کے استعمال سے ناکارہ سے ناکارہ آدمی وقت پر کامیاب ہو جاتے ہیں۔ قیمت ۴۰ بار کیلیے پانچ روپیہ نمونہ دس بار کیلیے سوا روپیہ محصول علاوہ

امساکی رجسٹرڈ رکاوٹ کے لیے عجیب تحفہ عورت کو مطیع کر دینے کے لیے زندہ جادو ہے بے حد مسکن و لذیذ۔ جب تک ترشی نہ کھاؤ انزال ناممکن ہے۔ قیمت تین درجن دو روپے پندرہ آنے (عـ۲) نمونہ کے لیے ایک درجن ایک روپیہ چار آنے (عـہ) علاوہ محصول۔

تحفہ عجیب رجسٹرڈ زبردست لذیذ دوا ہے خلوت میں عمر بھر ایسی لذت افزا دوا نہ استعمال کی ہوگی۔ اس کے استعمال سے مغرور محبوبہ بیخودی میں آ کر ہو کر وارفتہ اور بے دام غلام بن جاتی ہے اس کی آنکھوں میں ڈورے پڑ جاتے ہیں۔ اس دوا کو لوگ لذت کا بادشاہ کہتے ہیں۔ قیمت فی شیشی پانچ روپے (صـہ) نمونہ ایک درجن ایک روپیہ چار آنے (عـہ) عیش کا پورا لطف ان میں ہے۔

سدا بہار رجسٹرڈ فراغت کے بعد ذرا سی معجون کھا لینے سے طاقت کم نہ ہوگی اور ہر بار نصف گھنٹہ کے بعد سابقہ جوش اور پہلی سی طاقت پیدا ہوگی۔ اس کے استعمال سے لوگ چار چار بار تک فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ قیمت چالیس بار کے لیے پانچ روپے (صـہ) نمونہ دس بار کے لیے ایک روپیہ چار آنہ (عـہ) دنیا میں یہ دوا اپنی قسم کی سرتاج یکا ہے۔ جو نہ طاقت کم ہونے دیتی ہے۔ اور نہ جوانی ختم کرتی ہے۔ محصول علاوہ۔

خدا گواہ ہے

نمونے بالکل اصل لاگت پر بھیجے جا رہے ہیں، تاکہ زیادہ سے زیادہ آدمی نمونہ منگا کر ہماری اس حقیر پیشکش سے فائدہ اٹھائیں اور ہمیشہ کے لیے زندہ اشتہار بن جائیں ۵ نمونے چار روپے۔ ۴ نمونے تین روپے آٹھ آنے تین روپے۔ دو نمونے دو روپے چار آنے۔ دو نمونوں سے کم ہرگز نہ بھیجے جائیں گے۔ محصول ڈاک ہر حالت میں ذمہ خریدار ہوگا۔ جن لوگوں کو معمولی شکایت ہو۔ ان کے لیے نمونہ کافی ہے۔ زائد دوا منگانے کی ضرورت نہیں۔

ملنے کا پتہ

کارخانہ نیو ایجنسی جڑی بوٹی سپلائی کمپنی پشت جامع مسجد دہلی نمبر ۶

مجھے جوانی چاہئے

رسی جوہ ین کی اس عجیب اور حیرت انگیز ایجاد سے سائنس کی دنیا میں ہیجان پیدا کر دیا ہے کیوں کہ جب انسانی طاقتیں زیادہ دن تک بُرے طریقوں سے ضائع ہو جاتی ہیں تو بہت ہی کمزور ہو کر انسان مایوس ہو جاتا ہے پھر بیا کی ہوئی طاقت کو حاصل کرنا چاہتا ہے وہ جوانی کی امنگوں کو پھر ایک بار دیکھنا چاہتا ہے وہ راتوں کی تنہائی میں اپنے کیے پر پچھتاتا ہے، ہزاروں دوائیں استعمال کرنے کے بعد بھی وہ زندگی کو ختم کر دینے کا ارادہ کر لیتا ہے۔ کیوں کہ اس کو ناکامی ہی ہوتی رہتی ہے یہ تمام کمزوریاں اس کو بچپن کی خراب عادتوں کا باعث ہوتی ہیں

دنیا کو حیران کر دیا

مدت مدید سے یہ بات ہر شخص کے کان میں گونج رہی ہے کہ "سری جوہ ین" کورس ہی اس صدی میں نامردی، سستی کمزوری، کم خواہشی، شرمندگی، قطرہ گرنا، دل، دماغ، گردہ، مثانہ دھات کا پتلا پن کا لاثانی علاج ہے اور آج تک اس علاج سے بے شمار نامرد تندرست ہو چکے ہیں اور اپنے گھروں کے لیے جوانی کا نمونہ بنے ہوئے ہیں یہ تو تعجب کی بات نہیں کیونکہ جہاں سائنس کی مدد سے دنیا میں انقلاب برپا ہو رہا ہے وہی سائنس کی ایجاد انسانی جسموں کے اندر بھی تہلکہ پیدا کر رہی ہے اور اس کورس کے استعمال سے سات دن کے اندر کیا کچھ بن جاتا ہے اس کا اظہار تحریر میں نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کورس مردہ جسم میں زندگی کی روح پھونک دیگا پہلی خوراک کا اثر ہی آپ کو حیرت میں ڈال دیگا۔ آپ اپنے اندر ایک چمک اور برقی رو دوڑتے ہوئے دیکھیں گے سوتی ہوئی رگوں میں طاقت اور مردہ پٹھوں میں تناؤ اور سختی پیدا ہو جائے گی۔ اس برق اثر علاج سے سات دن کے اندر وہ بڈھا بھی جو اپنی جوانی سے بالکل کنارہ کش ہو چکا ہو طاقت سے جھومنے لگتا ہے۔

سری جوہ ین کورس آیورویدک اور یونانی طب کے فلاسفروں نے بڑے غور و فکر کے بعد برسوں کی محنت سے ایجاد کیا ہے جس کا صلہ اس ایجاد کی بدولت یہ مل رہا ہے کہ ہزار ہا مایوس انسان پیار تمنا اور عبادت کے وقت موجدوں کو دعا دیتے ہیں اس حقیقت سے آج کسی کو انکار نہیں کہ اگر قوت مردمی میں کچھ بھی کمی محسوس ہونے لگے تو سری جوہ ین کی مدد سے پوری طرح قبضہ میں کیا جا سکتا ہے علاوہ ناکامی اور شرمندگی ہمیشہ کیلیے دور ہو جاتی ہے تو ایک ہفتہ پرہیز کے ساتھ استعمال کرنے پر انسان بوس و کنار بنا رہتا ہے اس کورس میں تین دوائیں ہوتی ہیں ایک کھانے کی اور ایک لگانے کی اور ان کا استعمال ایک ساتھ شروع ہوتا ہے پورے کورس کی قیمت پانچ روپے ڈاک آٹھ آنے علاوہ۔

دعویٰ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو سات دن میں اس کورس سے آرام نہ ہو تو قیمت واپس کر دیا جاوے مشورہ مفت دیا جاتا ہے خط کے ساتھ مرض کی کیفیت ضرور لکھیں اور اس بات کا اقرار کریں کہ سات دن تک ضبط سے کام لیا جائے گا۔

مردانہ طاقت کی کمزوری

دھات گرنا

سوتے میں خواب کا ہونا

جوانی کے جوش کا ختم ہو جانا

بے شرمندگی اٹھانا

بچپن کی غلطیوں کا شکار ہونا

جوانی کو تیزی سے برباد کرنا

مایوسی و ناکامی سے دل اداس ہونا

شادی کے خوف سے انکار کرنا

اکسیری دواخانہ پوسٹ بکس ۱۴ کلاں محل پی۔ ڈی دہلی

اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر

پر
محترم علمائے ہند، مشائخ عظام، ایڈیٹران کرام کی رائیں

(۱) حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صدر جمعیۃ العلماء ہند کی رائے

مترجم نے صرف عربی تفسیر کے ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ خود بھی مفید فوائد کا اضافہ کیا ہے، انکے ترجمہ کا طرز اور اضافہ کی نوعیت محل اعتراض نہیں ہے میں اس کلام الٰہی کے حواشی اور دیباچہ کو پسند کرتا ہوں۔

(۲) صوفی فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی رائے

میں نے اول سے آخر تک سرسری نظر سے اعجاز نما قرآن دیکھا۔ سرورق بہت خوبصورت ہے جس میں مذہبی تصویر اور تخیل کی اعلیٰ شان پائی جاتی ہے ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا ہے اور حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان الفرقان کا مکمل اردو ترجمہ حاشیہ پر ہے ایک سو ستر صفحات پر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب کا مقدمہ اردو زبان میں ہے جو اردو زبان میں قرآن مجید کی نسبت ایک لاجواب چیز ہے کیوں کہ اس مقدمہ میں نہایت اہم عنوانات کے ماتحت قرآن مجید کی حقائق و معارف کو عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے قرآن مجید کی تمام سورتوں کے مسائل و احکام کو الگ الگ بہت معقول اور عام فہم طریقہ اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جو ایک نئی اور مفید چیز ہے اور جس سے کم علم عورتوں اور مردوں اور بچوں کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے اگر وہ اس پر توجہ کریں۔ قرآن مجید کے مضامین کی فہرست بھی بہت اچھی ہے اس معاملہ میں اور لوگوں نے بھی کوششیں کی ہیں لیکن آغا صاحب کا طرز بیان بہت زیادہ عام فہم اور مفید ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ان آیات کا نکالنا آسان ہو جائیگا جو کسی خاص مضمون کے لیے درکار ہوں۔

حضرت علامہ فرید وجدی مصر کے مشہور عالم ہیں اور انکی تفسیر بیان الفرقان فہم قرآن کے لیے بہت مفید ہے مگر آغا رفیق صاحب کا مقدمہ مجھ کو قرآن مجید کے حقائق و معارف کے بیان اور عام فہم طرز بیان کے اعتبار سے علامہ فرید وجدی کی تفسیر سے زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں پہلی مرتبہ اعجاز نما قرآن مجید میں شائع ہوئی ہیں۔

(۳) حضرت علامہ مفتی عتیق الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند کی رائے

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب کے مشہور و مقبول ترجمہ کے ساتھ علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر کا ترجمہ اور پھر ڈیڑھ سو صفحات کا مبسوط مقدمہ قرآن حکیم اور کامل تفسیر اور ایسے علمی ہدایا ہیں کہ ان کے مقابلہ میں ہدیہ مقررہ بالکل بے وزن معلوم ہوتا ہے۔

(۴) حضرت علامہ حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی کی رائے

ترجمہ کے لیے حضرت علامہ تھانوی صاحب کا اسم گرامی کافی ضمانت ہے اور تفسیر کے لیے حضرت علامہ فرید وجدی کی شہرت کفیل اور اس کو عربی سے اردو قالب میں لانے کے لیے ادیب شہیر آغا رفیق صاحب کا نام نامی ہر طرح قابل اطمینان ہے میں نے جستہ جستہ اس تفسیر کو پڑھا، ترجمہ مستند اور قابل اعتبار ہے سید صاحب نے اشاعت کے سلسلہ میں قرآن مجید ہر امیر و غریب مسلمان تک پہنچانے کے لیے ارزانی کا کافی لحاظ رکھا ہے۔

میں ایسے مسلمانوں سے خصوصیت کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اعجاز نما قرآن مجید کو اپنے مطالعہ میں رکھیں جو ایک طرف قرآن عزیز کے ساتھ ساتھ ترجمہ اور معتبر تفسیر چاہتے ہوں اور دوسری جانب زیادہ ہدیہ ادا کرنے سے بھی معذور ہوں۔

(۵) حضرت علامہ سعید احمد صاحب فاضل دیوبند ایم اے کی رائے

قرآن مجید کے متن میں صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے اور اس پر طرفہ یہ کہ بین السطور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے جو اپنے مستند اور درست ہونے میں کسی دلیل کا محتاج نہیں حاشیہ پر دور حاضرہ کے مشہور مصری عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کو اردو میں ترجمہ کر کے چڑھایا گیا ہے ترجمہ کی درستی و سلاست اور روانی کیلیے جناب محترم مولانا آغا رفیق صاحب کا نام نامی کافی ضمانت ہے یہ دونوں تفسیریں بذات خود نہایت مفید اور قرآنی مطالب و احکام کو آسان طریقہ سے سمجھانے میں مدد دینے والی ہیں اس پر مستزاد یہ کیا گیا ہے۔ کہ حضرت مترجم نے شروع میں ۱۷۰ صفحہ کا مبسوط اور فہم قرآن کے لیے لاجواب مقدمہ لکھ کر اس اعجاز نما قرآن مجید کے ایڈیشن کی افادی حیثیت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں ان تمام اصولی باتوں کا ذکر آگیا ہے جنکا جاننا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے اور جن کو پڑھ کر ایک مسلمان مسائل و اصول دین سے بھی واقفیت حاصل کر سکتا ہے مولانا آغا رفیق صاحب کا یہ کمال بہت زیادہ مستحق ستائش ہے کہ وہ دین کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو بہت آسان طریقہ سے بجد عام فہم انداز میں سمجھانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

(۶) ایڈیٹر صاحب اخبار الامان دہلی کی رائے

اس اعجاز نما قرآن مجید کا اردو ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو لفظی ہونے کے باوجود با محاورہ اور نہایت مدلل توسین کی تشریح سے بے نیاز ہے حاشیہ پر علامہ فرید وجدی کی سب سے بڑی اور سب سے آسان مگر پوری کی پوری تفسیر دیدی گئی ہے جسے علامہ موصوف نے زمانہ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لیے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا ہے تفسیر عربی میں تھی اور اس کا اردو ترجمہ بصورت تفسیر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے، اکابر علما اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مقدمہ میں علمی تدریجی اور دینی مضامین کا ذخیرہ دیا گیا ہے جو کسی مقدمۃ القرآن میں نہیں ملے گا۔ یہ مقدمہ صدہا کتب متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔

(۷) ایڈیٹر صاحب اخبار مدینہ بجنور کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متن میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا محققانہ اور مستند ترجمہ اور حاشیہ پر نہایت مفید تفسیر درج کی گئی ہے جس میں علامہ فرید وجدی مصری کی قرآنی تحقیقات بھی شامل ہے ابتدا میں حضرت مولانا آغا رفیق صاحب کا ایک طویل اور مفید مقدمہ بھی درج ہے جو قرآن اور مذہب اسلام کے متعلق بہترین معلومات کا حامل ہے۔

(۸) ایڈیٹر صاحب اخبار حمایت الاسلام لاہور کی رائے

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی جیسے بزرگ محترم عالم دین اسکے مترجم ہیں ان کے ترجمہ کی خوبی کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے اردو ترجمہ پڑھا گیا ہے۔ تفسیر حضرت علامہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کی ضروریات اور فہم و ادراک کو پیش نظر رکھ کر لکھی ہے اور عالم اسلام میں اس کو بہت پسند کیا گیا ہے

تفسیر گو پہلی تفسیروں کی طرح غیر ضروری تفصیلات کی حامل نہیں ہے لیکن قرآن حکیم کو سمجھنے کے لیے جن باتوں کی ضرورت ہے ان تمام پر حاوی ہے

اعجاز نما قرآن مجید میں ایک درست بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے شروع میں مقدمۃ القرآن کے نام سے ایک سو ستر صفحات میں قرآن حکیم سے متعلق وہ تمام معلومات درج کر دی گئی ہیں جن کا ہر ایک مسلمان کے لیے جاننا ضروری ہے۔

ان تمام معلومات کا ماخذ اعجاز نما قرآن حکیم ہے اور اس طرح قرآن کو اچھی طرح سمجھانے کے لیے ناشر نے ہر امکانی کوشش کی ہے۔

(۹) ایڈیٹر صاحب رسالہ سب رس حیدر آباد دکن کی رائے

اس قرآن مجید کے مقدمہ میں خدا کے وجود کے دلائل مذہب اسلام کی حقیقت نبوت کی تشریح، وحی کی تعریف اور اس کے اقسام وغیرہ قرآن مجید کی خصوصیات قرآن کے اعمال و وظائف قصص امثال، تاریخ اور فضائل وغیرہ کو مختصر مگر دلنشین پیرایہ میں سمجھایا گیا ہے۔ مقدمہ کے آخر میں مضامین قرآن مجید کی مفصل فہرست درج ہے۔ ترجمہ سلیس اور واضح ہے حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کامل کا ترجمہ آغا رفیق صاحب نے پیش کیا ہے باوجود ان ساری خوبیوں کے اس قرآن مجید کا ہدیہ بہت ہی کم ہے۔

(۱۰) ایڈیٹر صاحب اخبار دین دنیا دہلی کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید ہماری رائے میں اپنی نوعیت کا اور اپنی قسم کا ہندوستان میں پہلا قرآن مجید ہے جسے ہر لحاظ سے اور ہر اعتبار سے نہایت مکمل کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کلام مجید میں وہ خصوصیات جمع کر دی گئی ہیں جو آج تک کسی قیمتی سے قیمتی قرآن مجید میں نہیں پائی گئیں نیز ایک ایسی چیز اس کلام مجید میں موجود ہے جو کسی کلام مجید میں نہیں پائی گئی یعنی کلام اللہ کے مضامین کی مکمل فہرست اور قرآن پاک پر ایک مکمل مقدمہ جس کے مطالعہ کے بعد انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کیا ہے اور اس کا اعجاز کیا ہے یہ ایسی خصوصیات ہیں جو غالباً آج تک کسی کلام اللہ میں نہیں پائی گئیں اور اس کے ساتھ ہی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید ضرورت سے زیادہ لمبا چوڑا بھی نہیں ہے بلکہ نہایت موزوں تقطیع پر ہے یعنی لمبائی ۱۱ انچ ہے اور چوڑائی ۷ انچ

(۱۱) ایڈیٹر صاحب اخبار زمزم لاہور کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کا یہ ایڈیشن جس کا متن صحیح، ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا اور حاشیہ پر علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر قرآن کا اردو ترجمہ ہے جسے مولانا آغا رفیق نے اردو میں منتقل کیا ہے ترجمہ اور تفسیر دونوں استناد کے لحاظ سے بہت بلند ہیں اور اس قرآن مجید کا مطالعہ قرآنی بصیرت کا موجب ہو سکتا ہے ترجمہ اور حاشیہ کے علاوہ جو چیز ہمیں سب سے زیادہ پسند آئی وہ ایک مبسوط مقدمہ قرآن ہے۔

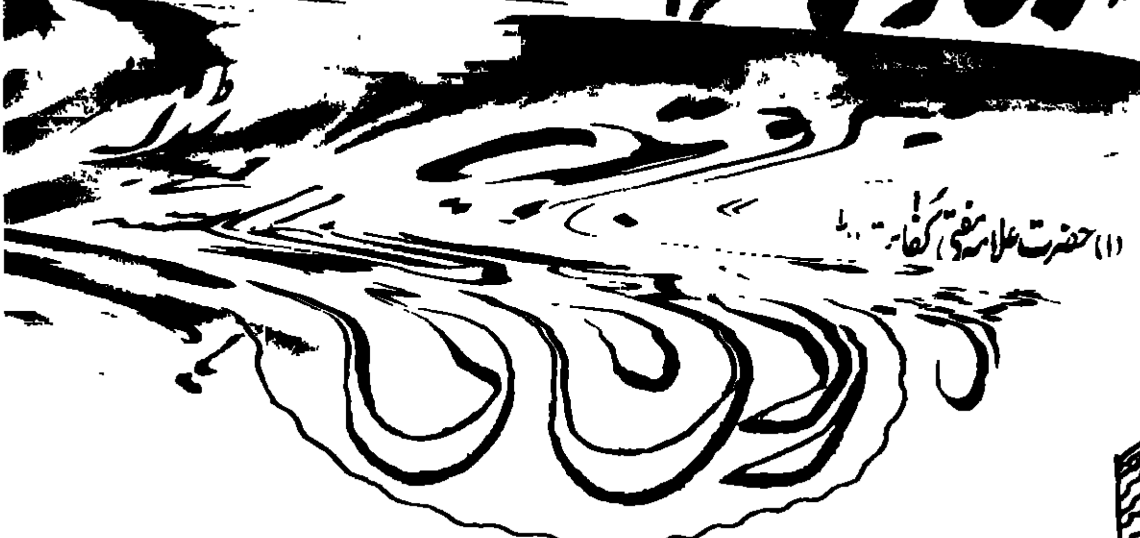
جس اعجاز نما قرآن مجید مترجم و مفسر کی تعریف مسلمانوں کے اتنے بڑے مجید علماء ہند صوفیاء کرام اور ایڈیٹران عظام نے متفقہ طور سے کی ہے اور مسلمانوں سے اس کی خریداری کی اپیل کی ہے اور قرآن سیکھنے کے لیے سب سے بہتر تفسیر بیان الفرقان کامل (جو اعجاز نما قرآن کے حاشیہ پر چھاپی گئی ہے) اس اعجاز نما قرآن کے دو ایڈیشن ہیں ایک رف اور ایک چکنا۔ سائز ۲۰×۲۶/۸ ضخامت تقریباً ۷۰۰ صفحے۔

رف ایڈیشن حاشیہ دار ہدیہ بلا جلد ۶ مجلد پارچہ ۶۸ مجلد چرمی کامل تین روپے ۔

اعلیٰ ایڈیشن چکنا سفید عمدہ کاغذ ہدیہ بلا جلد ۹ مجلد پارچہ ۱۰ مجلد چرمی اعلیٰ للعہ محصول ڈاک ۱۲ر اگرچہ کاغذ کی قیمت چہار گنی ہو گئی ہے لیکن اعجاز نما قرآن کا ہدیہ زیادہ نہیں بڑھایا نہیں گیا ہے اس لیے جلد ہی طلب کر لیجئے۔ ورنہ اس ایڈیشن کے ختم ہونے کے بعد اس بے نظیر کلام اللہ کے لیے جنگ کے خاتمہ کا انتظار کرنا ہوگا۔ خدا شاید ہے کہ ان داموں میں تو اچھا سادہ کاغذ بھی نہ مل سکے گا کیا سب سے بڑی تفسیر، سب سے بڑا دیباچہ سب سے بڑی فہرست مضامین قرآن اور سب سے بہتر ترجمہ کا اتنا سستا اور عمدہ قرآن آج ہی طلب فرمائیں، ورنہ ممکن ہے کہ فرمائشوں کی کثرت سے آپ دین اور دنیا کی سب سے بڑی سعادت سے محروم رہ جائیں۔

اعجاز نما قرآن شریف کی بہت کم جلدیں باقی ہیں

اعجاز نما قرآن مجربہ



یہ روغن نہیں بلکہ جادو ہے جس کے معجز نما اور حیرت انگیز اثرات نے طبی دنیا میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کر کے بڑے بڑے نامی گرامی حکماء کی عقل کو چکر میں ڈال دیا ہے اور جس کے استعمال سے صرف چھ کے قلیل عرصہ میں پانچ ہزار سے زیادہ مایوس اور زندہ در گور مریض نئی زندگی حاصل کر چکے ہیں مردانہ عضو کی جملہ خامیوں مثلاً کجی، خمی، اور سستی نامردی کو دور کرنے کے علاوہ عضو مخصوص کی کوتاہی اور لاغری کو دور کرنے میں اس قدر زود اثر اور اکسیر صفت ہے کہ ایک ہفتہ کے استعمال سے اس قدر درازی اور فربہی آجاتی ہے کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے تجربہ کے بعد ہم کو یقین ہے کہ آپ اپنے احباب کو اس حیرت انگیز ایجاد سے باخبر کر کے ہماری شہرت کا باعث بنیں گے ایک شیشی کا استعمال ایک مریض کے لیے کافی ہوتا ہے۔ لطیف اجزاء سے مرکب ہے۔ آبلہ، چھالہ کا ہرگز خطرہ نہیں اور نہ ہی موسم کی قید ہے۔

قیمت فی شیشی تین روپئے محصول ڈاک بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ

انڈو جنیوئن کیمیکل ورکس نزد ڈاکخانہ جامع مسجد دہلی ۶ فون نمبر ۲۹۲۰

ایڈیٹر صاحب اخبار الامان [illegible]

... سال سے تبلیغ و اشاعت کے لیے دہلی سے شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ

اعلی ایڈیشن دو روپے ۸؍

ارزاں ایڈیشن ایک روپیہ ۸؍

ممالک غیر سے

اعلی ایڈیشن ۵ شلنگ

ارزاں ایڈیشن ۳ ″

اخلاقی - اصلاحی رسالہ

پیشوا دہلی

بازار جامع مسجد دہلی

جلد | بابت ماہ ذی الحجہ سنہ ۶۲ھ مطابق ماہ نومبر سنہ ۴۳ء | نمبر ۲۳

شذرات

(عزیز حسن)

گذشتہ مہینہ

بیمار پرسی کے خطوط جن بھائیوں نے ارسال کیے تھے ان کا شکریہ! اب حالت پہلے سے بہتر ہے۔ علاج جاری ہے۔ دعا فرمائیں۔ کہ خداوند قدوس آفت ارضی و سماوی اور پست حوصلہ، حاسدوں اور کمینہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

کاغذ نہیں ملتا

نہیں معلوم وہ کونسی منحوس گھڑی تھی، جس میں دیسی کاغذ کی تقسیم کا کام امام جی کے منظور نظر مسٹر فصیح الدین کے سپرد کیا گیا جنہوں نے ازراہ شرارت چار مہینہ گذرنے پر بھی ۵۴ ریم کا لائسنس ہونے کے باوجود آج تک ایک ریم نہیں دیا۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ ڈائرکٹر سپلائی سے جواب طلب کیا جاتا ہے تو وہ نہیں بتلاتے کہ مجھے کاغذ کیوں نہیں دیا گیا؟

نصیح صاحب کے پاس فحش کتابوں، جھوٹے قصوں کے لیے کاغذ ان کی میراث نہیں ہے۔ مگر وہ اس پر مالکانہ اختیارات رکھتے ہیں لیکن کلام اللہ، احادیث رسول اللہ، تقاریر اسلام، ناموران اسلام، تاریخ اسلام کی اشاعت ان کے نزدیک ضروری نہیں ہے جس سے ان کے مذہبی عقائد کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

میں کوئی رعایت نہیں چاہتا۔ صرف انصاف چاہتا ہوں اور اگر خداوند قدوس کا فضل شامل حال رہا تو خودداری کو قائم رکھتے ہوئے انصاف جب تک حاصل نہ ہوگا۔ میں اس کے لیے لڑے جاؤں گا۔ اس سلسلہ میں امام کی سرکاری کرامت کے طفیل مجھے تقریباً پانچ ہزار روپئے کا نقصان پہنچ چکا ہے۔

آرٹ کا اجراء

خدا کا شکر ہے کہ آرٹ کی ملکیت کے تمام حقوق ادارہ پیشوا کو حاصل ہو گئے۔ اور اس کا ڈکلریشن میرے لڑکے سید حسن انیس کے نام منتقل ہو گیا جسکے جدید انتظام کے ماتحت جاری ہونے میں ایک ہفتہ کی دیر ہے۔

آرٹ سنہ ۴۲ء سے جاری ہے۔ جو علمی ادبی، نظمی خدمت انجام دے رہا تھا۔ لیکن چونکہ سابق، مالکان، سکو پابندی سے

سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے محبوب المطابع [illegible] میں چھپوا کر دفتر [illegible] سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامیہ دار الاشاعت کا
ایک ماہوار
مذہبی۔ اخلاقی۔ اصلاحی
ادبی رسالہ
مقام اشاعت
اردو بازار جامع مسجد۔ دہلی

پیشوا دہلی

جو ہر مہینہ کی ۱ تاریخ کو ۱۰ سال سے تبلیغ و اشاعت کے لیے دہلی سے شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ
اعلیٰ ایڈیشن دو روپے ۱۲؎
ارزاں ایڈیشن ایک روپے ۸؎
ممالک غیر سے
اعلیٰ ایڈیشن ۵ شلنگ
ارزاں ایڈیشن ۳ 〃

جلد ۲۰ | بابت ماہ ذی الحجہ ۶۳ھ مطابق ماہ نومبر ۴۳ء | نمبر ۲۳

شذرات

(عزیز حسن)

گذشتہ مہینہ

بیمار پرسی کے خطوط جن بھائیوں نے ارسال کیے تھے ان کا شکریہ! اب حالت پہلے سے بہتر ہے۔ علاج جاری ہے۔ دعا فرمائیں۔ کہ خداوند قدوس آفت ارضی وسماوی اور پست حوصلہ، حاسدوں اور کینہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

کاغذ نہیں ملتا

نہیں معلوم وہ کونسی منحوس گھڑی تھی، جس میں دیسی کاغذ کی تقسیم کا کام امام جی کے منظور نظر مسٹر فصیح الدین کے سپرد کیا گیا جنہوں نے از راہ شرارت چار مہینہ گذرنے پر بھی ۴۵ ریم کا لائسنس ہونے کے باوجود آج تک ایک ریم نہیں دیا۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ ڈائرکٹر سپلائی سے جواب طلب کیا جاتا ہے تو وہ نہیں بتلاتے کہ مجھے کاغذ کیوں نہیں دیا گیا؟

فصیح صاحب کے پاس فحش کتابوں، جھوٹے قصوں کے لیے کاغذ جوان کی میراث نہیں ہے۔ مگر وہ اس پر مالکانہ اختیارات رکھتے ہیں، لیکن کلام اللہ، احادیث رسول اللہ، فقرائے اسلام، ناموران اسلام تاریخ اسلام کی اشاعت ان کے نزدیک ضروری نہیں ہے جس سے ان کے مذہبی عقائد کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

میں کوئی رعایت نہیں چاہتا۔ صرف انصاف چاہتا ہوں اور اگر خداوند قدوس کا فضل شامل حال رہا تو خود داری کو قائم رکھتے ہوئے، انصاف جب تک حاصل نہ ہوگا۔ میں اس کے لیے لڑے جاؤں گا۔ اس سلسلہ میں امام کی سرکاری کرامت کے طفیل مجھے تقریباً پانچ ہزار روپئے کا نقصان پہنچ چکا ہے۔

آرٹ کا اجرا

خدا کا شکر ہے کہ آرٹ کی ملکیت کے تمام حقوق ادارہ پیشوا کو حاصل ہو گئے۔ اور اس کا ڈکلریشن میرے لڑکے سید حسن انیس کے نام منتقل ہو گیا جسکے جدید انتظام کے ماتحت جاری ہونے میں ایک ہفتہ کی دیر ہے۔

آرٹ ۱۹۴۱ء سے جاری ہے۔ جو علمی، ادبی، فلمی خدمت انجام دے رہا تھا۔ لیکن چونکہ سابق، مالکان، اسکو پابندی سے

سید عزیز حسن بقائی، ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے محبوب المطابع برقی پریس ... سے چھپوا کر دفتر ... سے شائع کیا

وقت پر شائع نہیں کر سکے، اور اپنی دوسری دشواریوں پر قابو نہ پاسکے، اس لیے اس کے حقوق ملکیت میں نے حاصل کر لیے۔

آرٹ کی کتابت و طباعت. عالی درجہ کی ہوگی۔ سفید چکنا کاغذ ہوگا۔ ضخامت ۴۸ صفحے کی اوسائز پیشوا کا۔ شروع میں رنگی تصویر آرٹ پیپر پر ہوگی۔ اور ۴ صفحات کی تصویریں بیچ میں ہوں گی قیمت فی پرچہ ۶/ سالانہ چار روپے۔

آرٹ کا سیاسیات و مذہب سے کوئی تعلق نہ ہوگا وہ ایک خالص علمی، و ادبی پرچہ ہوگا۔ جو آرٹ کی خدمت کے جذبہ کے ماتحت میری نگرانی میں وسط دسمبر میں نئے اہتمام کے ماتحت شائع ہو جائے گا۔ نمونہ مفت ہرگز نہیں ملے گا۔ پیشوا کے ایجنٹوں سے ہر میں خریدئے۔ یا سالانہ قیمت چار روپے منیجر صاحب رسالہ آرٹ جامع مسجد دہلی کے نام بھیج کر اپنے نام رسالہ سال بھر کے لیے جاری کرا لیجئے۔

روزانہ حریت و ٹیلیفون

میں تقریباً ایک سال سے اپنے ہفتہ وار اخبار حریت کو جو پہلے بھی روزانہ تھا۔ اب پھر دوبارہ روزانہ جاری کرنا چاہتا ہوں مقامی گورنمنٹ نے بغیر ضمانت کے ڈکلریشن منظور کر لیا ہے لیکن مرکزی حکومت اجازت نہیں دیتی۔ حالانکہ سکھوں کے اخبار اور سیٹھ برلا کے اخبار کو اجازت دی جا چکی ہے۔ لیکن حریت کے لیے کاغذ کی کمی کا بہانہ ہے۔

یہی حالت ٹیلیفون کی ہے پورے ڈیڑھ سال سے کوشش کر رہا ہوں تمام کوششیں جو امکان میں تھیں کر چکا لیکن ٹیلیفون نہیں ملتا۔ حالانکہ بھٹیاروں تک کو خانمبر فون دیا گیا۔ لیکن پیشوا کے دفتر کو فراموش کیا جا رہا ہے۔ کیوں؟ اسی کا نام انصاف ہے؟ اور وہ فوجی انصاف!

استغاثہ توہین

دہلی کے مسلم لیگی اخبار وحدت نے میرے خلاف ایک انتہائی فحش توہین آمیز، اشتعال انگیز مضمون نومبر ۴۳ء میں شائع کیا جس میں مجھ پر یہ الزام لگایا کہ "میں کانگریس کی حمایت ہندوں سے روپیہ لے کر کرتا ہوں میں نے اس چیلنج کو قبول کر کے ثبوت کے لیے عدالت میں طلب کیا۔ استغاثہ کو ۲ سال گذر گئے۔ ۳ عدالتوں میں مقدمہ منتقل ہوا، ۳ مرتبہ ملزمان ہائی کورٹ مقدمہ کو لے گئے سو سے زائد پیشیاں عدالت میں ہو چکیں ڈیڑھ ہزار روپے مقدمہ پر خرچ ہو چکے۔ دہلی کی مسلم لیگ کے عہدہ داروں نے انتہائی غنڈہ پن کا ثبوت دے کر اسلام کی لاج رکھی۔ ملزمان کی ہر طرح کی مالی اور اخلاقی امداد لیگ اور امام جامع مسجد نے کی۔ امام کی "سرکاری کراماتیں بھی سامنے آئیں۔ استغاثہ واپس لینے کے لیے سفارشوں اور دھمکیوں کی انتہا کر دی گئی۔ ملزم سید عاشق علی ایڈیٹر وحدت نے اس سازش کو اپنے ایک بیان کے ذریعہ بے نقاب کیا، جو مضمون متنازعہ کے لکھنے کے لیے ترتیب دی گئی تھی اور اس نے معافی کی درخواست بھی کی جو میرے وکلا، میسرز نواب سید رضا میرزا صاحب ایڈوکیٹ، مسٹر نور الدین بیرسٹر۔ ایس شفیع احمد وکیل نے منظور نہیں کی۔ دوسرے ملزم نے بھی پیغامات بھیجے۔ مگر استغاثہ اپنی جگہ قائم ہے۔

تازہ اطلاع یہ ہے کہ ملزم سید عاشق علی نے اپنے بیان کی تائید کے لیے امام جامع مسجد اور اس کے بیٹے ملا حمید کو شہادت میں طلب کیا۔ دوسرے ملزم نے جو اپنی شہادت صفائی ختم کر چکا تھا۔ یہ اعتراض کیا کہ سید عاشق علی کو اپنی صفائی کے گواہ گذارنے کا حق نہیں ہے۔ سماعت کنندہ مجسٹریٹ نے پہلے تو سید عاشق علی کے گواہان صفائی کو طلب کیا۔ لیکن دوسرے ملزم کے اعتراض پر یہ حکم دیا جس کا خلاصہ یہ ہے۔

"عاشق علی صفائی کے گواہ نہیں پیش کر سکتے۔ کیونکہ انہوں نے اقرار جرم کیا ہے"

سید عاشق علی نے عدالت کے اس حکم کے خلاف مسٹر ایچ ڈزنی ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں نگرانی کی۔ اور ان کے وکیل مسٹر رادھیکا نرائن نے متعدد قانونی نظائر ہائی کورٹوں کی پیش کیں۔ مسٹر ڈزنی نے ۵ مہینہ کے بعد ۳ مرتبہ بحث سن کر سید عاشق علی ملزم کے وکیل سے اتفاق کرتے ہوئے نگرانی منظور کی۔ اور فیصلہ میں لکھا کہ

"اگر عدالت ماتحت کو یہ یقین تھا کہ ملزم نے اقرار جرم کیا ہے، تو اس کو فوراً سزا دینی چاہئے تھی یا ملزم کو بری کرنا چاہئے تھا۔ لہٰذا میں نگرانی منظور کر کے ہائی کورٹ سے سفارش کرتا ہوں کہ ملزم سید عاشق علی کو صفائی کا حق دیا جائے"

یہ واضح رہے کہ ملزم مذکور نے مسٹر آر کے ٹنڈن کی عدالت میں انکشاف حقیقت کے لیے بیان دیا تھا، اور مسٹر ٹنڈن نے صفائی کا حق طلب نہیں کیا، چودھری صوبے سنگھ صاحب کی عدالت میں بھی ملزم نے بیان دیا۔ اور انہوں نے بھی ملزم

کو صفائی سے محروم نہیں رکھا۔ چودھری بلدیو سنگھ صاحب مدافعت کنندہ مجسٹریٹ کی عدالت میں بھی عاشق علی نے مزید ثبوت سازش کا پیش کیا۔ اور انہوں نے اپنی پیشی پر بھی ملزم کو صفائی کا حق دیا۔ اور گواہان صفائی کو طلب کیا۔ امام تعمیل سمن کے باوجود نہیں آیا۔ امام کے بیٹے پر تعمیل نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ بمبئی چلا گیا تھا۔ دوسرے ممبران کیمٹی عدالت میں پیش ہوئے۔ لیکن بیان گواہان نہیں ہوئی اور اس روز تک دوسرے ملزم نے کوئی عذر دائر کیا۔ لیکن اس کے بعد اچانک عدالت دوسرے ملزم کے وکیل سے متفق الرائے ہو گئی۔

اب مسٹر ڈزلی کا فیصلہ ہائی کورٹ میں منظوری کے لیے گیا ہوا ہے۔ ہائی کورٹ کے فیصلہ کے بعد ہمارے دوست امام جی اور ان کے بیٹے لاجی ہوں گے۔ اور عدالت کا کٹہرہ ہوگا۔ جہاں جرح کے لیے وکلاء صفائی بڑے پیمانہ پر تیاریاں کر رہے ہیں۔ اور یہ جرح امام کو بے نقاب کرنے اور اس کی اسلامی خدمات کا ایسا زبردست شاہکار ہوگی کہ اس کی نظیر نہ مل سکے گی۔

پیشوا کی اشاعت وقت پر

خدا کا شکر ہے کہ اس مرتبہ پیشوا کی اشاعت میں تاخیر نہیں ہوئی۔ اور انتہائی محنت کر کے اس کو وقت پر شائع کر دیا گیا۔

پیشوا کی اشاعت بڑھ رہی ہے۔ لیکن نیوز پرنٹ کا کوٹہ نہیں بڑھتا بلیک مارکٹ زندہ ہے۔ اور ان لوگوں کے طفیل زندہ ہے جنہوں نے پہلے زیادہ کوٹہ جھوٹی اشاعت بتا کر حاصل کیا تھا لیکن ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کی ہیبت دفعات کی موجودگی میں زیادہ روپیہ خرچ کر کے بلیک مارکیٹ سے کاغذ خریدنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ اس لیے اگر نئے خریداروں کی قیمت پیشوا آفس وصول نہ کرے تو اس کو مجبور سمجھا جائے۔

حریت کا سالنامہ

حریت اخبار کے سالنامہ کی کتابت شروع ہو گئی ہے بہت سے بلاک چھپ رہے ہیں۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ حریت کا یہ سالنامہ اپنی خصوصیات کے اعتبار سے اپنی نظیر آپ ہو۔

حریت کے اس جنگی سالنامہ کے عنوانات کی بہت ہی مختصر فہرست یہ ہے۔ حصہ اول

(۱) پیغامات حکام و لیڈران
(۲) دیباچہ
(۳) جدید اسلحہ جنگ
(۴) جنگ کا پہلا دور
(۵) " " دوسرا دور
(۶) " " تیسرا دور
(۷) " " چوتھا دور
(۸) افسانے
(۹) جنگ کی تباہ کاریاں
(۱۰) مفتوح اقوام پر فاتحوں کے مظالم
(۱۱) محوریوں اور اتحادیوں کی طاقت اعلان جنگ کے وقت اور اب
(۱۲) محوریوں کا عروج و زوال
(۱۳) اتحادیوں کی پسپائی، مدافعت، حملہ آوری
(۱۴) اتحادیوں اور جمہوریوں کے مقاصد جنگ
(۱۵) اتحادیوں اور محوریوں کے مقاصد جنگ
(۱۶) امریکہ، ہندوستان، چین، روس کا حصہ جنگ میں
(۱۷) ہندوستان کی امداد
(۱۸) ریاست ہائے ہند کی امداد برطانیہ کو
(۱۹) ہندوستان کی صنعتی ترقی

حصہ دوم

(۱) دفاع وطن
(۲) اعلان جنگ سے پہلے ہندوستان کے فوجی انتظامات
(۳) اعلان جنگ کے بعد فوجی صنعتی ترقیات
(۴) دفاع وطن کی سرگرمیاں
(۵) اے آر پی اور نیشنل وار فرنٹ کی تنظیم و کارگذاری
(۶) ریاست ہائے ہند اور نیشنل وار فرنٹ
(۷) نیشنل وار فرنٹ میں مزید استحکام کی ضرورت
(۸) دہلی نیشنل وار فرنٹ کی کارگزاریاں
(۹) قرضے، چندے، بھرتی اکیشن سرٹیفکٹ کی خریداری

حصہ سوم

(۱) اردو علم ادب
(۲) اردو تاریخ
(۳) اردو کی ترقی میں ہندوؤں کا حصہ
(۴) اردو کی ترویج میں سکھوں، عیسائیوں کا حصہ
(۵) اردو کی ترقی میں حکومتوں کا حصہ ۔ اردو کی ترقی میں والیان ریاست کا حصہ

(۶) اردو کی ترقی میں شاعروں کا حصہ۔
" " " " ناول نویسوں کا حصہ
(۷) " " " " ڈرامہ نگاروں کا حصہ
" " " " فسانہ نویسوں کا حصہ
(۸) " " " " فلم سازوں کا حصہ
(۹) " " " اردو کی ترقی میں ریڈیو کا حصہ
(۱۰) ایک ملک ایک قوم کے لیے ایک زبان کی ضرورت
(۱۱) اردو کی ترقی کے وسائل
(۱۲) " " مخالفت ہندوستان سے غداری ہے
(۱۳) " کے مشہور شاعر، ڈرامہ نگار، ناول نویس، افسانہ نگار، مزاح نگار
(۱۴) مشہور ایکٹر و ایکٹریس
(۱۵) افسانے ۔ ۔ مزاحیہ افسانے
(۱۶) ادب لطیف۔

کوشش کی جا رہی ہے کہ یہ سالنامہ دسمبر کے آخر میں شائع ہو جائے۔ اگرچہ بار بار اس کی تاریخ اشاعت میں تبدیلی کا افسوس ہے۔ لیکن سچ کہا ہے کہ حضور مولا علیؑ نے

عرفت ربی بفسخ العزائم

اعجاز نما کلام اللہ اور مسلم شریف

اعجاز نما کلام اللہ چکنا کاغذ کا بہت ہی کم رہ گیا ہے۔ لیکن رف کاغذ پر کافی تعداد میں ہے۔ اسی طرح احادیث رسول اللہ میں سب سے معتبر کتاب مسلم شریف بھی کافی تعداد میں ہے۔

مجھے پیشوا کے لیے، پیشوا کی مطبوعات کے لیے چکنے کاغذ خریدنے کے واسطے (یہ کاغذ بلیک مارکیٹ، سے خریدنا جرم نہیں) ایک بڑی رقم کی ضرورت ہے۔ اس لیے میں مشکور ہوں گا۔ اگر ادارہ کی ضروریات کے پیش نظر قارئین پیشوا اعجاز نما کلام اللہ اور مسلم شریف کے ذخیرہ کو زیادہ سے زیادہ اور جلدی سے جلدی خرید لیں۔ تاکہ پیشوا کی ضروریات کی تکمیل ہو جائے۔ اور جو کتابیں ختم ہو گئی ہیں ان کی طباعت کا انتظام ہو۔

اگرچہ اعجاز نما قرآن شریف کی مانگ بمبئی اور لاہور کے تاجران کتب کی جانب سے برابر جاری ہے۔ لیکن میری دلی خواہش ہے کہ یہ دونوں مطبوعات پیشوا کے خریدار ہی خرید لیں۔ تو مناسب ہے۔

اگر ہر خریدار اپنے لیے بلا ضرورت بھی ایک ایک نسخہ طلب کرلے تو ایک ہفتہ میں سارا اسٹاک ختم ہو جائے اور یکمشت رقم آنے سے بڑی ضرورت پوری ہو جائے گی۔ اور مجھے بار بار اپیل کرنے کی ضرورت نہ ہوگی

رشتہ کی ضرورت

ایک کاروبار پیشہ نوعمر، نیک چلن سید زادے کے لیے ایک خوبصورت، تندرست، سلیقہ شعار، پڑھی لکھی دوشیزہ کی ضرورت ہے۔ شریف خاندان ہونا ضروری ہے۔ مالدار ہونا ضروری نہیں۔ خط و کتابت میری معرفت کی جائے۔

قربانی کے لیے ایک تحقیقاتی مقالہ

حضرت علامہ آغا رفیق صاحب ادارہ پیشوا کے ایک قدیم قلمی معاون ہیں، جو دو سو سے زیادہ مذہبی کتابوں کے مصنف ہیں، حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ کے شریک سبق رہ چکے ہیں۔ انہوں نے جو مقالہ قربانی پر لکھا ہے اس کی نوعیت ایک تحقیقاتی مقالہ کی ہے۔ ان کے زبردست استدلال اس قابل ہیں کہ علمائے کرام اس پر توجہ فرمائیں۔ اور اگر ان کی تحقیقات صحیح ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس اقتصادی بدحالی کے زمانہ میں اس پر عمل نہ کیا جائے

جن

خریداران صاحبان کی میعاد خریداری اس مہینہ ختم ہو رہی ہے ان میں

ایک آپ بھی ہیں اور آپ کا نمبر خریداری ۔ ہے

اگر آپ سال آئندہ کے لیے خریدار رہنا چاہیں تو کم سے کم دو نئے خریدار فراہم کر دیجیے اور سب کی قیمت آج ہی منیجر رسالہ پیشوا دہلی کو روانہ کر دیجیے اور اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے آپ خود سال آئندہ کے لیے خریدار رہنا پسند نہ کریں تو از راہ کرم اسی وقت ایک پوسٹ کارڈ منیجر رسالہ پیشوا کے نام لکھ دیجئے کہ سال آئندہ کے لیے خریداری منظور نہیں آپکا اس کارڈ کے وصول ہوتے ہی آپ کا نام رجسٹر خریداری سے بصد افسوس خارج کر دیا جائیگا اور اگر آپ نے منی آرڈر نہ بھیجا یا عدم خریداری کا خط نہ لکھا تو حسب دستور یہ سمجھا جائیگا کہ آپ سال آئندہ کے لیے خریداری منظور کر چکے اور وی پی بھیجنے کی اجازت دے رہے ہیں جو اگر خدانخواستہ واپس ہوا تو دفتر کو ۱۳ کا نقصان ہوگا جس کی آپ جیسے شریف انسان سے توقع نہیں منیجر رسالہ پیشوا دہلی

احکام القرآن

(قرآنی احکام پر ایک مسلسل لاجواب کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لیے لکھی گئی)

(از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب بلند شہری)

(گذشتہ سے پیوستہ)

یا کہ پر فتح و جہت فرما کر اور جاہلیت کے امور کو ختم کر کے خدا نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے۔

یہ آیت جس میں اکمال دین اور اتمام نعمت وغیرہ کا ذکر ہے حجۃ الوداع میں نازل ہوئی تھی جبکہ مسلمان عرفات میں تھے اور حضورؐ اپنی اونٹنی عضباء پر تشریف فرما تھے محدثین کا بیان ہے کہ ان آیات کے نزول کے وقت اونٹنی کی حالت یہ تھی کہ ثقل وحی سے دبی جا رہی تھی۔ اس آیت کے نزول کے بعد صرف ایک آیت یستفتونک اور نازل ہوئی تھی جس کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے اور اس کے نزول کے بعد حضورؐ صرف اکیاسی دن اور زندہ رہے تھے۔

محدثین کا بیان ہے کہ جس وقت یہ آیت حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سنی تو بے اختیار رونے لگے۔ لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا "ہم برابر دین کے احکام حاصل کرتے رہے تھے اور دین ہم پر نازل ہوتا تھا آج یہ دین کامل ہو گیا اور ہر کمال کے بعد نقص کا ہونا ضروری ہے، معلوم ہوتا ہے حضورؐ کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔" لوگوں نے کہا "آپ نے درست فرمایا گویا یہ آیت حضورؐ کے لیے پیام موت تھا اور اس کے نزول کے چند ہی روز بعد آپ نے انتقال فرمایا۔

آیت کے اوپر کے دونوں جملے محدثین اور مفسرین کے نزدیک جملے معترضہ ہیں اور بیان فرما کر خداوند تعالے نے پھر ماکولات کے سلسلے میں "فمن اضطر فی مخمصۃ" فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا تمام چیزیں اے مسلمانو تمہارے لیے اختیار کی حالت میں حرام قرار دی ہیں اضطرار کی حالت میں نہیں پس اگر اضطرار کی حالت پیش آ جائے اور کوئی شخص بھوک سے اس قدر مجبور ہو جائے کہ حرام چیزوں ہی سے اپنی بھوک کو رفع کر سکے تو اس کے لیے بقدر ضرورت یعنی بھوک کی تکلیف دور کرنے کے بقدر ان حرام چیزوں کا کھا لینا جائز ہے لیکن اس میں بھی یہ شرط ہے کہ اس کی خواہش یا میلان قلب گناہ کی جانب نہ ہو یعنی ان حرام چیزوں کو نہ تو حصول لذت کے لیے کھائے اور نہ مقدار ضرورت سے زیادہ کھائے۔

(۱۰۷) شکار کے احکام

یسئلونک ماذا احل لھم	اے محمدؐ! تم سے لوگ پوچھتے ہیں
قل احل لکم الطیبٰت و	کہ ان کے لیے کیا کیا چیزیں حلال
ما علمتم من الجوارح	کی گئی ہیں۔ تم کہدو کہ تم کو تمام
مکلبین تعلمونھن	ستھری چیزیں حلال کر دی گئی ہیں
مما علمکم اللہ	اور شکاری جانور جو تم نے سکھا
فکلوا مما امسکن	رکھے ہوں اس طرح جیسا کہ اللہ نے
علیکم واذکروا اسم	تمہیں سکھایا تم نے انہیں ویسا
اللہ علیہ واتقوا	ہی سکھا دیا ہو تو جو شکار وہ تمہارے
اللہ ان اللہ	لیے پکڑ رکھیں اسے کھاؤ اور شکار
سریع الحساب	کے لیے انہیں چھوڑو تو اللہ

کا نام لے لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔

تفسیر:- خداوند تعالے نے جب یہ حکم نازل فرمایا کہ مردار لہو اور سور کا گوشت وغیرہ مسلمانوں پر حرام ہیں تو حضورؐ سے پوچھا گیا کہ ہمارے لیے کون کون سی چیزیں حلال ہیں اس کے جواب میں خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔

آیت کے نزول کا ایک واقعہ یہ ہے کہ عدی بن حاتم اور زید بن جبل طائی نے مردار وغیرہ کی حرمت کا حکم نازل ہونے پر عرض کیا "یا رسول اللہ! ہم ایسے علاقہ میں رہتے ہیں جہاں صرف شکاری کتوں اور پرندوں کے ذریعہ گوشت میسر آتا ہے اور اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اگر ہم جلد سے جلد نہ پہنچے تو کتا شکار کو تلف کر دیتا یعنی کھا جاتا ہے اور بہت کم ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ شکار ہم کو سالم مل جائے اور ہم اس کو ذبح کریں ایسی حالت میں ہم کو کیا کرنا چاہیے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی لیکن یہ شان نزول آیت کے ابتدائی حصہ سے غیر متعلق ہے اس لیے کہ اس

میں مطلق حلال چیزوں کے دریافت کرنے کا ذکر ہے۔

دوسرا شان نزول یہ ہے کہ عدی بن حاتم اور بقول بعض ابورافع رضہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل عہ نے حضورؐ سے حاضری کی اجازت طلب کی اور حضورؐ نے ان کو اجازت دے دی لیکن اجازت ملنے کے بعد بھی حضرت جبرئیل تشریف نہ لائے اور یہ عرض کیا کہ "ہم خدا کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویر ہو" یہ اطلاع پاکر حضورؐ نے مدینہ کے تمام کتوں کو مروا ڈالا۔ اس پر ایک روز صحابہ نے حضورؐ سے پوچھا "یا رسول اللہ! ان کتوں میں کون سے کتوں کا رکھنا ہمارے لیے جائز ہے" اس پر خداوند تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں صرف ان کتوں کے پالنے یا رکھنے کی اجازت دی گئی جن سے کہ شکاری شکار اور حفاظت وغیرہ میں فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو تمہارے لیے تمام پاک چیزیں حلال ہیں یعنی وہ جو ناپاک اور خبیث نہ ہوں اور جن کو خدا کے نام پر ذبح کرکے پاک کیا گیا ہو یا طیبات سے مراد وہ چیزیں ہیں جو طبیعت کو مرغوب ہوں یا جن سے طبع سلیم متنفر نہ ہو اور یا وہ تمام چیزیں جن کی تحریم کتاب سنت۔ اجماع اور قیاس میں نہ پائی جاتی ہو۔ آیت کے جملہ وما علمتم میں شکار کا بیان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تمہارے لیے وہ شکار بھی حلال ہے جو تمہارے سکھائے ہوئے (شکاری) کتے یا اور کسی شکاری جانور نے تمہارے لیے کیا ہو۔ علمتم کا خطاب مسلمانوں کے لیے ہے اس بنا پر اگر کوئی بت پرست یا مجوسی شکاری جانور کو شکار پر چھوڑے گا اس کا کھانا مسلمان کے لیے حرام ہوگا۔

آیت میں شکاری جانور کو لفظ جوارح سے تعبیر کیا گیا ہے، جوارح کے کئی معنی ہیں ایک معنی تو وہی ہیں جو آیت کے ترجمہ میں درج کئے گئے ہیں یعنی سکھایا ہوا جانور خواہ وہ کتا ہو یا عقاب، شقر ہو یا باز یا اور کوئی کچلیاں اور پنجہ رکھنے والا پرندہ امام شافعی اور امام ابو یوسف رضہ اسی کے قائل ہیں صاحب مدارک نے دوسرے معنی جوارح کے یہ لکھے ہیں کہ جوارح جراحت سے ماخوذ ہے اس لیے شکاری جانور کا شکار اسی وقت حلال ہوگا جب کہ اس نے اس کو زخمی کر دیا ہو امام ابو حنیفہ رضہ اس کے قائل ہیں۔

اور آیت کے جملہ تعلمونہن مما علمکم اللہ کا یہ مطلب ہے کہ چیزوں کو اٹھانے۔ پکڑنے اور روک رکھنے کے جو طریقے خدا نے یا اس عقل نے جو خدا نے تم کو مرحمت فرمائی ہے سکھائے ہوں ان طریقوں سے تم نے شکاری جانور کو ماہر کر دیا ہو۔ اس جملہ سے یہ معلوم ہوا کہ اگر جانور سکھایا ہوا اور سدھایا ہوا نہ ہو تو اس کا شکار حلال نہ ہوگا مگر اس وقت جب کہ وہ زندہ مل جائے اور تم اس کو ذبح کر لو۔

آیت کے جملہ فکلوا مما امسکن علیکم کا مطلب یہ ہے کہ شکاری جانور جو جانور شکار کرکے تمہارے پاس لے آئیں تم اس کو کھا لو وہ تمہارے لیے حلال ہے۔ امسکن کی قید سے یہ معلوم ہوا کہ اگر شکاری جانور شکار میں سے خود کچھ کھائے گا تو وہ شکار حلال نہ ہوگا۔ جیسا کہ حضورؐ نے عدی بن حاتم رضہ سے فرمایا تھا کہ "اگر شکاری جانور شکار میں سے کچھ کھا لے تو تم اس شکار کو نہ کھاؤ اس لیے کہ شکاری جانور نے وہ شکار اپنے لیے کیا ہے" اکثر فقہاء کا مذہب یہی ہے۔ فقہاء حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ امسکن کی قید صرف کتے کے لیے ہے اور شکاری جانوروں کے لیے نہیں اس لیے کہ اڑنے والے شکاری جانوروں کی اتنی تعلیم و تادیب دشوار ہے کہ وہ شکار میں سے کچھ نہ کھائیں اور صحیح و سالم لے آئیں۔ کتے کو تو مار کر اس کی تادیب کی جا سکتی ہے لیکن پرندوں کو مار کر سکھانا دشوار ہے اس لیے کہ پرندے نازک جسم ہوتے ہیں مار کو برداشت نہیں کر سکتے۔

آیت کے جملہ واذکروا اسم اللہ علیہ کا مطلب یہ ہے کہ جب تم شکاری جانور کو شکار پر چھوڑو تو چھوڑتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو اور جب شکاری جانور شکار کو زندہ پکڑ لائے تو اللہ کا نام لے کر اس کو ذبح کر لیا کرو۔

مختصر یہ کہ شکاری جانور کے لیے چند شرائط ہیں جن کا پیش نظر رکھنا ضروری ہے اور وہ یہ ہیں۔

(۱) کتا یا اور کوئی شکاری جانور مسلمان کی ملکیت اور تعلیم یافتہ ہو۔

(۲) شکاری جانور نے شکار کو زخم پہنچایا ہو۔

(۳) شکاری جانور کو چھوڑتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہا گیا ہو۔

(۴) اگر شکار زندہ مل جائے تو اس کو ذبح کیا جائے اور زندہ نہ ملے تو بغیر ذبح کے حلال ہے ان شرائط میں سے اگر ایک شرط بھی نہ پائی جائے گی تو شکاری جانور کا شکار حلال نہ ہوگا۔

ادب نبوی صلعم

(حضور سرور کائنات کی سیاسی، اخلاقی، معاشرتی تعلیم پر ایک لاجواب تصنیف)

حضرت آغا رفیق صاحب

(گذشتہ سے پیوستہ)

چراغ کو گل نہ کرنے اور آگ کو نہ بجھانے سے رات کو حادثات وقوع میں آتے رہتے ہیں، اور بعض اوقات یہ حادثات اس قدر خطرناک ثابت ہوئے ہیں کہ گھر کا گھر ان کا شکار ہو گیا ہے یہ حوادث کیوں وقوع میں آتے ہیں محض اس وجہ سے کہ لوگ ہادی اعظم حضورؐ کے ارشاد عالی پر عمل نہیں کرتے اور رات کو چراغ گل کر کے اور آگ کو بجھا کر نہیں سوتے۔

۴۔ رات کو گھر کے دروازے بند رکھنا اس حدیث میں دوسرا حکم یہ دیا گیا ہے کہ رات کو گھروں کے دروازے یعنی بیرونی دروازے بند رکھو اس حکم کی مصلحت یہ ہے کہ رات کی تاریکی میں بعض اوقات گھر کے جانور دروازے کھلا ہونے پر باہر نکل جاتے ہیں۔ اور گھر والوں کو خبر تک نہیں ہوتی۔ بعض خطرناک جانور باہر سے گھر میں گھس آتے ہیں مثلاً بلی۔ سانپ۔ بھیڑیا وغیرہ اور گھر کے جانوروں اور انسانوں کو ضرر پہنچاتے ہیں۔ انسانی اور شیطانی جن لوگوں کو غافل پا کر گھر میں داخل ہو جاتے ہیں اور گھر والوں کو مالی و جانی نقصان پہنچاتے ہیں اگر دروازہ بند ہوگا تو گھر کے لوگ ان تمام خطرات سے محفوظ رہیں گے۔ نہ کوئی چور گھر میں آئے گا اور نہ کوئی دشمن اور وہ جانی و مالی نقصانات سے مامون رہیں گے نیز چونکہ نہی عن المنکر واجب ہے اس لیے انسان کا فرض ہے کہ وہ ان طریقوں کو بھی بند کر دے جو امر منکر کے وجود میں آنے کا سبب ہوں۔

۳۔۴۔ پانی کے برتنوں اور کھانے پینے کی چیزوں کو باندھ کر اور ڈھانک کر رکھنا:۔ یعنی جن برتنوں میں پانی بھرا ہوا ور جن برتنوں میں کھانے پینے کی چیزیں ہوں ان کو ڈھانک کر اور بند کر کے رکھنا بھی ضروری ہے، اور اس کی مصلحت یہ ہے کہ ان برتنوں کے کھلا رہنے سے بعض اوقات وہ جراثیم جو ہوا اور زمین پر پھیلے ہوئے ہیں برتنوں میں داخل ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات ہوا کے ذریعہ گرد و غبار اور ناپاک اشیاء ان میں جا پڑتی ہیں۔ بعض اوقات کیڑے مکوڑے ان میں داخل ہو جاتے ہیں گھر میں جو جانور رہتے ہیں خواہ وہ پالتو ہوں۔ غیر پالتو۔ برتنوں میں منہ ڈال دیتے ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ چوہے یا چھپکلی وغیرہ جو گھروں میں رہتے ہیں آپس میں لڑتے ہوئے برتنوں میں جا پڑتے ہیں جن سے پانی اور کھانے پینے کی چیزیں خراب ہو جاتی ہیں۔

ان تمام خطرات اور خرابیوں سے پانی اور کھانے پینے کی چیزوں کو محفوظ رکھنے کی صورت یہی ہے کہ برتنوں کو ڈھانک کر رکھا جائے اور ان کو شبہات سے پاک و صاف رکھا جائے۔

۵۔ رات کے وقت بچوں کو گھروں میں رکھنا حضورؐ کی یہ ہدایت بچوں کی اخلاقی و جسمانی حالت کی حفاظت کے لیے نہایت ضروری ہے آفتاب غروب ہونے کے بعد۔۔ نادان اور نوجوان بچوں کو گھروں سے ہرگز نہ نکلنے دینا چاہیئے اس سے سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ بچے رات کی تاریکی میں اپنی نظر کے سامنے رہیں گے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ گھروں کے اندر رہنے سے بدکار و اوباش اشخاص کے ہاتھوں سے محفوظ رہیں گے جو بچوں کو گمراہ کرنے اور بری صحبت سے مانوس بنانے میں کوشاں رہتے ہیں۔

بچے چونکہ ناسمجھ ہوتے ہیں اور نوجوان اپنی جوانی پر مغرور اس لیے آوارہ لوگ بہت جلد ان کو خراب کر دیتے ہیں اور عموماً اس کے مواقع رات کو ملتے ہیں جو بدکار و اوباش اشخاص کے عیوب و جرائم کی پردہ پوش ہوتی ہے پھر رات کے وقت بچوں کے گھر سے باہر رہنے میں یہ بھی خطرہ ہے کہ وہ تاریکی میں کسی گڑھے میں گر پڑیں۔ کسی سواری سے ٹکرا جائیں۔ کوئی جانور مثلاً سانپ و بچھو ان کو کاٹ لے۔ یا شیطان ان کو کوئی ضرر پہنچا دے ان تمام امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے مناسب بلکہ ضروری ہے کہ رات کی تاریکی پھیلتے ہی بچوں کو گھر سے باہر نہ نکلنے دینا چاہیئے وہ رات کو ماں باپ کی نگرانی و حفاظت میں رہیں اور اطمینان و سکون کے ساتھ وقت پر سوئیں۔

حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ رات کو جن پھیل جاتے ہیں اور اچک لے جاتے ہیں جن یا شیاطین ایسے عالم میں رہتے ہیں یا ایسی شکل و صورت میں ہوتے ہیں جو ہم کو نظر نہیں آتیں جیسا کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے

انہ یراکم ہو و قبیلہ من حیث لا ترونہم — وہ (یعنی شیطان) اور اس کی اولاد تمہیں اس طرح دیکھتی ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔

حاشیہ جن سے مراد شیاطین ہیں اور شیاطین میں انسانی شیطان بھی شامل ہیں ان شیاطین کے ہاتھوں سے اگر ماں باپ بچوں کو حفاظت سے نہ رکھیں تو بعض اوقات سخت نقصان پہنچ جاتا ہے اور اس کی مثال یوں سمجھنی چاہئے کہ جب شیطان انسان پر مسلط ہو جاتا ہے تو وہ غیض و غضب کی حالت میں بچوں کو مار پیٹ اور گالی گلوچ پر مجبور کر دیتا ہے اسی طرح بچوں کے گھروں سے باہر رہنے میں یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ شیطان بچوں سے کوئی ایسی حرکت صادر کرا دے جو انسانوں کے غیض و غضب کی موجب بن جائے اور وہ بچوں کو مار پیٹ سے ضرر پہنچائیں یا بعض انسانوں پر شیاطین مسلط ہو جائیں اور وہ بچوں کو ضرر پہنچانے کے لیے اٹھا لے جائیں یا کوئی انسانی شیطان کسی خاص غرض سے بچوں کو بہکا کر یا لالچ دلا کر کہیں لے جائے مختصر یہ کہ جن اور شیاطین کی نسبت حضور کی ہدایت درست ہے لیکن جن اور شیاطین کی صحیح حقیقت کا علم ہم کو نہیں ہے۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا — تم کو علم میں سے تھوڑا حصہ دیا گیا ہے۔

بعض فقہاء نے اس حدیث سے ایک عجیب مسئلہ نکالا ہے اور وہ یہ ہے کہ حدیث مذکورہ بالا سے جماہی کے وقت منہ پر ہاتھ رکھ لینا مشروع ہے اس لیے کہ منہ بھی ایک دروازہ ہے جس کا بند رکھنا ایسے مواقع پر ضروری ہے۔

(۵۷)

حقیقی غنی کا بیان

عن ابی ہریرۃ رض عن النبی صلعم قال لیس الغنی عن کثرۃ العرض ولکن الغنی غنی النفس رواہ البخاری ومسلم وغیرہما۔ — ابو ہریرہ رض کہتے ہیں حضور نے فرمایا ہے کہ غنی دنیا کے سامان کی زیادتی کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقی غنی نفس کا غنی ہے۔

تشریح الفاظ:۔ الغنی:۔ غنی کے حقیقی معنی مطلق کسی قسم کی حاجت کا نہ ہونا ہیں اور یہ ذات باری کے ساتھ مخصوص ہے یعنی خداوند تعالیٰ اپنے بندوں سے غنی ہے اور بندے ہر چیز میں اس کے محتاج ہیں جیسا کہ ارشاد ہوا ہے۔

واللہ الغنی وانتم الفقراء — اللہ غنی ہے اور تم محتاج ہو۔

غنی حاجتوں کی کمی کو بھی کہا جاتا ہے یعنی جس شخص کی حاجتیں مختصر و محدود ہوں یا بہت کم ہوں اس کو بھی غنی کہتے ہیں۔

العرض:۔ دنیا کے اس اسباب و سامان کو عرض کہتے ہیں جس سے انسان نفع اٹھاتا ہے اور عرض یعنی را کے سکون سے نقد کے سوا تمام اموال کو کہتے ہیں۔

تشریح معانی عرف عام میں غنی اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس بہت مال ہو اور جس کی ثروت عظمت رکھتی ہو یعنی جس کے قبضہ میں عالی شان مکانات۔ باغات سونے چاندی کے ڈھیر سواری کے گھوڑے۔ دودھ کے جانور اور اضافہ پذیر سامان ہو۔ حضور نے اس حدیث میں بتایا ہے کہ غنی ثروت کی وسعت۔ مال کی زیادتی اور سامان کی کثرت کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقی غنی نفس کا غنی ہے اس بنا پر وہ شخص جو اس چیز پر قناعت کر لے جو اس کے پاس ہے۔ اوروں کے مال و اسباب پر نظر نہ ڈالے۔ نہ دل میں مال کی زیادتی کی خواہش پیدا ہونے دے اور نہ مال و دولت کی زیادتی اس کی نظر میں وقعت کی چیز ہو وہ غنی کہلانے کا مستحق ہے اگرچہ اس کے پاس تھوڑا سامال ہو اس کو غنی اس لیے کہا جائے گا کہ خداوند تعالیٰ نے جس قدر اس کو عطا کیا ہے۔ وہ اس پر راضی اور خوش ہے۔ اپنی زندگی کو پاکیزگی سے بسر کرتا ہے۔ قناعت اپنا شیوہ بنا لیا ہے۔ اور زہد و بے پروائی اس کا نصب العین ہے۔ گویا ان باتوں نے اس کو خدا کی تقسیم پر راضی کر رکھا ہے اور اس تقسیم سے وہ اتنا مطمئن ہے کہ نہ تو مال کی کمی کی شکایت کرتا ہے اور نہ جا و بیجا طریقہ سے مال کی فراہمی کی کوشش کرتا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ ایسے شخص سے زیادہ غنی کون ہو سکتا ہے جو خدا کی تقسیم کو صحیح و درست خیال کر کے اس پر مطمئن ہو۔

وہ دولت مند، خوشحال اور کثیر سامان و اسباب رکھنے والے اشخاص جو خدا کی رضا اور زہد سے محروم ہیں حقیقت میں مذکورہ بالا شخص سے درجہ میں پست اور نہایت پست ہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ حقیقی غنی میں سے ان اشخاص کو کوئی حصہ نہیں ملا ہے نفس کے غنی کا مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے انسان کو جتنا دیا ہے اس پر اس کا دل مطمئن ہو۔ سکون و طمانیت سے زندگی بسر کرتا ہو۔ کسی کے آگے دست سوال نہ پھیلاتا ہو۔ مال کی حرص نہ رکھتا ہو۔ مال کی کمی اور زر نقد کی قلت کی حسرت دل میں نہ ہو۔ اگر مال کے ہاتھ میں آنے کا موقع نکل جائے یا کوئی چیز ضائع ہو جائے یا کوئی نقصان پہنچ جائے تو قلب و دماغ اس سے متاثر نہ ہوں اور حسرت و افسوس کا خیال تک نہ ہو بلکہ جائز کوشش سے جو کچھ حاصل ہو جائے اس پر قناعت کر لے۔

سالکان طریقت

(مقالات صوفیائے کرام پر ایک اہم اور مستقل کتاب جو صرف قارئین پیشوا کے لیے لکھی گئی)

(از سید پیر حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

جب مریض کھانے سے فارغ ہو چکا تو میں نے بشر حافی سے کہا: "یا حضرت یہ شخص گذشتہ جمعہ کو آپ کے پیچھے پیچھے چلا آیا تھا اس وقت سے یہ یہیں موجود ہے آپ اس کو اپنے ساتھ لیتے جائیے۔" بشر حافیؒ نے مجھ سے پوچھا: "تم میرے ساتھ کیوں آئے تھے؟" میں نے عرض کیا: "حضور! غلطی ہوئی۔" یہ سن کر بشر حافیؒ نے کہا۔ "اٹھو چلو۔" اٹھو چلو۔ ہم چلے، مغرب کے قریب بغداد میں پہنچے تو بشر حافیؒ نے پوچھا "تم کس جگہ رہتے ہو؟" میں نے اپنے محلہ کا پتہ بتایا بشر حافیؒ نے کہا۔ "جاؤ۔ آئندہ ایسا کبھی نہ کرنا۔" اس واقعہ کے بعد میں صوفیوں کے گروہ میں شامل ہو گیا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ اس جماعت میں شامل ہوں اور دعا ہے کہ خدا اسی جماعت میں میری روح قبض کرلے۔"

(۱۹۹)

ترک شہوات بتدریج چاہیے

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ابتداءِ سلوک میں۔ میں نے خلوت کو پسند کیا اور خداوند تعالے سے یہ عہد کیا کہ آئندہ میں چالیس دن کے بعد کھانا کھایا کروں گا۔ بیس بائیس دن تو میں نے معاہدہ کے مطابق خلوت میں گذار دیے لیکن اس کے بعد بھوک کی شدت اور دوسری ضروریات و حوائج نے مجھ کو مجبور کر دیا اور میں خلوت سے باہر نکل آیا اور بے اختیار جدھر منہ اٹھا چل نکلا آخر میں بازار کے اندر پہنچ گیا یکایک میری نظر ایک فقیر پر پڑی جو بازار میں یہ کہتا ہوا گشت لگا رہا تھا کہ "کوئی ہے جو میری اس آرزو کو پورا کردے جو میں نے صرف خدا کے لیے کی ہے اور وہ آرزو یہ ہے کہ مجھ کو گیہوں کی آدھ سیر روٹی۔ آدھ سیر بھنا ہوا گوشت اور آدھ سیر حلوا مل جائے۔" میں فقیر کی یہ صدا سن کر کھڑا ہو گیا وہ برابر گشت لگاتا اور میرے قریب سے گذرتا رہا لیکن مجھ سے کوئی بات نہیں کی میں نے اپنے دل میں کہا۔ "خدا کی قسم! فقیر اور بہت گراں ہے یہ اپنی خواہشات کو اس طرح علانیہ طلب کر رہا ہے۔" میں اسے خیال میں تھا کہ فقیر روٹی۔ گوشت اور حلوا لے کر میرے پاس آیا اور تمام چیزیں میرے حوالہ کر کے کہا۔ "اگر ان میری آرزو نہیں ہے بلکہ گراں تر نقض عہد ہے تو نے خلوت کو اختیار کرکے خدا سے جو عہد کیا تھا اس کو توڑ دیا اور خواہشات تجھ کو خلوت سے باہر نکال لائیں۔ میرا عمل ثقیل و گراں نہیں ہے۔ میں تو وہ پاک چیزیں اور نفیس اشیاء طلب کرتا ہوں جو جسم میں قوت پیدا کرتی اور حواس کو درست رکھتی ہیں۔" یہ کہہ کر اس فقیر نے مجھ کو مخاطب کرکے کہا۔ "سالک! چالیس دن تک ایک دم خواہشات کو ترک کرنے کی ہم اختیار نہ کرے اس لیے کہ اتنے عرصہ تک بھوکا رکھنا اس کو چین سے نہ بیٹھنے دے گا اور وہ عہد کو توڑنے پر مجبور ہو جائے گا بلکہ بتدریج ایسا کرے میرے دوست آئندہ ایسا نہ کرنا یہ کام بہت دشوار ہے۔" یہ کہہ کر وہ فقیر چلا گیا اور مجھ کو میرے حال پر چھوڑ گیا۔"

(۲۰۰)

ابدال بنانے کا واقعہ

یمن کے ایک بزرگ کا بیان ہے کہ وہ ایک روز مقام زبید سے دریا کے اس کنارہ کی طرف روانہ ہوئے جس کا نام اہواب ہے میرے ساتھ میرا ایک شاگرد بھی تھا راستہ میں ایک ایسی جگہ پڑی جہاں بانس کے درخت تھے میں نے شاگرد کو حکم دیا کہ ان بانسوں میں سے ایک بانس توڑ لے اور ساتھ لے چلے میں نے بانس کاٹ لیا لیکن دل میں حیران تھا کہ شیخ نے بانس کیوں ساتھ لیا ہے، آخر ہم اس محلہ میں پہنچ گئے جہاں وہ غلام لوگ رہتے تھے جن کو وہاں سناکم کہا جاتا تھا یہ لوگ مردار کھاتے۔ شراب پیتے اور نماز روزہ سے قطعاً آشنا نہ تھے ہم نے ان کے قریب پہنچ کر دیکھا۔ وہ شراب پی کر ناچ اور گا رہے ہیں اور لہو و لعب میں بے فکری سے مشغول ہیں۔ شاگرد کا بیان ہے کہ شیخ نے ان لوگوں کو اس حال میں دیکھ کر مجھ کو حکم دیا کہ تم ان لوگوں میں جاؤ اور وہ بڑے قد و قامت کا شخص جو گلے میں ڈھول ڈالے بیٹھا ہے اس شخص کے پاس پہنچ کر اس سے کہو کہ چلو شیخ نے تم کو طلب کیا ہے

(باقی آئندہ)

ملفوظات باقی باللہ

ایک اہم اور محققانہ کتاب جو قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ غریب نواز ثانی فی اللہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے ملفوظات حضرت کی نادر قلمی کتابوں سے اخذ کیے گئے

(جامع سید عزیز حسن بقائی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

اور جن بزرگوں نے بعض مواقع پر تصرف یا کرامت سے کام لیا ہے وہ صرف ایسے مواقع پر جب کہ ان کو مجبوراً یہ ثابت کرنے کا موقع ملا ہے کہ وہ نائب رسول ہیں اور معجزہ جیسا کام ظہور میں لا سکتے ہیں۔"

(۲۶۲)

انبیاء علیہم السلام تصرف سے کیوں کام نہیں لیتے تھے

حضرت شیخ احمد سرہندی رح کو جو والا نامہ حضرت خواجہ نے توجہ اور تصرف کے سلسلہ میں لکھا تھا اس میں بتایا تھا کہ امر پسندیدہ کی طرف توجہ پسندیدہ اور غیر پسندیدہ کی جانب غیر پسندیدہ ہے اسی سلسلہ میں حضرت خواجہ رح نے ایک اور کام کی بات لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ: "حضور صلعم نے فرمایا ہے

اذا امرتکم بامر فافعلوا — جب میں تم کو کسی بات کا حکم دوں
منہ ما استطعتم — تو جتنا تم سے ہو سکے اتنا کر لو

(یعنی حضور صلعم نے صحابہ کو یہ ہدایت کی تھی کہ میں تم کو جس بات کی ہدایت کروں اس پر اپنی قوت کے موافق عمل کرو قوت سے زیادہ عمل نہ کرو) حضرت خواجہؒ نے اس حدیث کو بیان کرکے فرمایا کہ اس موقع پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ "جب انبیاء علیہم السلام میں تصرف کی قوت موجود تھی اور جہاد اور کلمہ حق کو بلند کرنے کا حکم بھی ان کو ملا تھا تو وہ تصرف سے کیوں کام نہیں لیتے تھے اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ

وما علی الرسول الا — رسول کا فرض صرف حکم کا پہنچا
البلاغ — دینا ہے

(یعنی رسول کے ذمہ احکام کا پہنچا دینا ہے تصرف سے کام لینا فرض نہیں ہے) یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام تصرف و توجہ سے کام نہیں لیتے تھے بلکہ مخالفوں اور دشمنوں کے مقابلہ میں خداوند تعالیٰ سے قوت و ہمت طلب کیا کرتے تھے۔ مختصر یہ کہ جس طرح انبیاء علیہم السلام پسندیدہ امور میں خدا کی عطا کی ہوئی ہمت و قوت صرف کیا کرتے تھے اسی طرح اولیاء اللہ بھی پسندیدہ امور میں بعض اوقات توجہ اور تصرف سے کام لیا کرتے تھے۔

(۲۶۳)

تصرف کی بہترین صورت کیا ہے

حضرت خواجہ رح نے اپنے گرامی نامہ میں تصرف و توجہ کے متعلق یہ فیصلہ کیا تھا کہ پسندیدہ امور کی طرف تصرف و توجہ پسندیدہ ہے اور غیر پسندیدہ امور کی طرف غیر پسندیدہ لیکن ایک اور صورت اس کے علاوہ بھی ہے جس کا ذکر حضرت شیخ احمد سرہندی نے اپنے مکتوب میں کیا تھا اور وہ یہ ہے کہ بعض امور ایسے ہوتے ہیں جن کے پسندیدہ ہونے کا علم نہیں ہوتا حضرت خواجہ رح نے اس صورت کے متعلق لکھا ہے کہ "جو توجہ مشتبہ امور کی طرف کی جائے یعنی ان امور کی جانب جن کے پسندیدہ یا غیر پسندیدہ ہونے کا علم نہیں ہوتا تو ایسے کاموں میں ہمت اور توجہ پر جرأت و دلیری نہیں کرنی چاہئے بلکہ دعا کرنی چاہئے اور دعا بھی اسم ذات کے ساتھ یعنی یا اللہ۔ یا رحمٰن یا رحیم کے ساتھ اگر وہ امر پسندیدہ ہے دعا قبول ہو جائے گی۔ اور دعا قبول نہ ہوگی تو درجہ بلند ہو جائے گا۔ یا کسی گناہ کا کفارہ ہو جائے گا۔"

(۲۶۴)

طالبان طریقت کی اصلاح

حضرت شیخ سرہندی رح نے خواجہ رح سے دریافت کیا تھا کہ "بعض طالبان طریقت سلوک کے طلب کی خواہش ظاہر کرتے ہیں لیکن لقمہ میں احتیاط نہیں کرتے (لیکن حرام و حلال یا مشتبہ غذا کی پروا نہیں کرتے ہیں) ان لوگوں کی نسبت کیا حکم ہے"

حضرت خواجہ رح نے جواب میں لکھا کہ اس سے پہلے فقیر کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا تھا۔ کہ اس معاملہ میں وسعت کی جائے (یعنی ایسے لوگوں سے درگزر کی جائے اور زیادہ سختی سے کام نہ لیا جائے۔

(باقی آئندہ)

شرح دیوان حافظؒ

(از معاون مدیر)

بہ نیم جو نخرم طاق خانقاہ و رباط　　مرا کہ مصطبہ ایوان و پائے خم طنبی است

ترجمہ:- میں آدھے جو کے بدلے میں بھی خانقاہ اور مسافر خانے کی محراب کو خرید نہ کروں میرا محل تو شراب خانہ ہے اور خم کا پایہ میری پناہ گاہ ہے

تشریح:- خانقاہ اور مسافر خانہ سے مراد ظاہر پرستوں کے مقامات عبادت یا آرام گاہ ہیں اور شراب خانہ سے مراد منزل عشق و محبت یا عرفان ہے۔ اور پائے خم سے مراد مرشد کامل ہے مطلب یہ ہوا کہ میں چونکہ عشق و محبت کی منزل میں ہوں اور مرشد کامل میری پناہ گاہ یعنی رہنما ہے اس لیے مجھکو عبادت کے ظاہری مقامات کی ضرورت نہیں ہے۔

ہزار عقل و ادب داشتم من اے خواجہ　　کنوں کہ مست و خرابم صلائے بے ادبی است

ترجمہ:- خواجہ! میں ہزار عقل و ادب رکھتا تھا لیکن اب کہ مست و خراب ہوں بے ادبی کی شہرت ہے۔

تشریح:- عشق و محبت کی دنیا میں داخل ہونے سے پہلے میں بہت بڑا دانشمند اور ادب شناس سمجھا جاتا تھا لیکن جب سے منزل عشق میں قدم رکھا ہے بے ادب اور بے عقل مشہور ہوں یعنی ظاہر پرست مجھ کو بے ادب اور بے عقل خیال کرتے ہیں۔

عیب رندان مکن اے زاہد پاکیزہ سرشت
کہ گناہ دگرے بر تو نخواہند نوشت

ترجمہ:- زاہد پاک صورت تو رندوں کی برائیاں نہ کر اس لیے کہ دوسروں کا گناہ تیرے نام نہیں لکھیں گے۔

تشریح:- زاہد! دوسروں پر طعن و تشنیع نہ کر ان کا گناہ تیرے نام تو نہیں لکھا جائے گا وہ جیسا کریں گے اس کا بدلہ پائیں گے تجھ سے باز پرس نہ ہوگی مطلب یہ کہ بے جا عیب جوئی یا طعن و تشنیع بری بات ہے۔

ہر کس طالب یار اند چہ ہشیار چہ مست
ہمہ جا خانۂ عشق است چہ مسجد چہ کنشت

ترجمہ:- تمام لوگ یار کے طالب ہیں ہوشیار ہوں یا مست ہر جگہ عشق کا گھر ہے مسجد ہو یا بت خانہ

تشریح:- دوست کی طلب سب کو ہے خواہ وہ ہوشیار ہو یا بے عقل و شعور، اور عشق کا دور دورہ ہر جگہ ہے مسجد ہو یا بت خانہ مطلب یہ ہے کہ ہر شخص وہ خواہ کوئی حیثیت رکھتا ہو خدا کی جستجو میں ہے اور اپنے اپنے طریقہ پر خدا کی معرفت و طلب کی کوشش میں لگا ہوا ہے کوئی مسجد میں جاتا ہے کوئی بت خانہ میں ہر مقام پر یار ہی کا جلوہ ہی نظر آتا ہے۔

بر عمل تکیہ مکن خواجہ کہ در روز ازل
تو چہ دانی قلم صنع بنامت چہ نوشت

ترجمہ:- خواجہ (زاہد) عمل پر بھروسہ نہ کر تجھ کو کیا معلوم ہے کہ ازل میں قدرت کے قلم نے تیرے نام پر کیا لکھا ہے

تشریح:- انسان کو عمل پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ قدرت کے فیصلہ پر قناعت کرکے ایسی زندگی بسر کرنی چاہیے کہ اس میں اپنی کسی بھلائی پر اظہار و فخر و غرور نہ ہو اس لیے کہ دنیا بے شک عمل کی جگہ ہے اور اعمال ہی پر آخرۃ کی بھلائی کی امید ہے لیکن باین ہمہ اصل چیز روز ازل کا فیصلہ ہے اور وہ کسی کو معلوم نہیں ممکن ہے وہ فیصلہ یہ ہو کہ ساری عمر اچھے اعمال کیے جائیں اور آخر میں کوئی ایسا جرم ہو جائے جو تمام اعمال کو برباد کر دے اور آخرت میں سخت سزا ملے۔

باغ فردوس لطیف است و لیکن زنہار
تو غنیمت شمر ایں سایۂ بید و لب کشت

ترجمہ:- جنت کا باغ بے شک پاکیزہ ہے لیکن تو بید کے سایہ اور سبزہ کے کنارہ کو غنیمت شمار کر

تشریح:- بلا شبہ جنت کے باغات پاکیزہ، خوشگوار اور بہترین چیز ہیں لیکن دنیا میں بید کا سایہ اور سبزہ زار کا کنارہ غنیمت شمار کرنے کے قابل ہے۔ یعنی جو چیز آج میسر ہے اس کی بھی بے قدری نہ کرنی چاہیے اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے بید کے سایہ اور سبزہ زار کے کنارہ سے مراد دنیوی زندگی ہے۔

باقی آئندہ

شرح مثنوی مولانا روم

(از معاون مدیر)

نقش باشد پیش نقاش و قلم		عاجز و بستہ چو کودک در شکم

ترجمہ: نقاش اور قلم کے سامنے نقش عاجز و مجبور ہوتا ہے جس طرح ماں کے پیٹ میں بچہ کوئی اختیار نہیں رکھتا۔

تشریح: اوپر بیان کیا تھا کہ نقش با نقاش چوں نیرو کند یعنی نقاش (صانع) کے سامنے نقش کب اپنی قوت دکھا سکتا ہے۔ شعر کے متعلق ہے مطلب یہ ہے کہ جس طرح نقش نقاش کے مقابلہ میں اور بچہ ماں کے پیٹ میں عاجز و مجبور ہے، اسی طرح قدرت کے سامنے ہم مجبور و عاجز ہیں اور معمولی اختیار رکھنے کے باوجود بھی عاجز محض ہیں

پیش قدرت خلق جملہ بارگاہ		عاجزاں چوں پیش سوزن کارگہ

ترجمہ: خداوند تعالے کی قدرت کے مقابلہ دنیا کی ساری مخلوق اسی طرح عاجز ہے جس طرح کارخانہ سوزن کاری کا محتاج ہے

گاہ نقش دیو و گہ آدم کند		گاہ نقش شادی و گہ غم کند

ترجمہ: کبھی قدرت دیو (شیطان) کا نقش بناتی ہے کبھی آدم کا۔ کبھی خوشی کا نقش تیار کرتی ہے۔ اور کبھی غم کا۔

دست نے تا دست جنباند بدفع		نطق نے تا دم زند از ضر و نفع

ترجمہ: مخلوق نہ ہاتھ رکھتی ہے کہ قدرت کے نقش کو مٹانے کے لیے اس کو حرکت میں لا سکے اور نہ زبان رکھتی ہے کہ اپنے نفع اور نقصان کے معاملہ میں کچھ کہہ سکے۔

تشریح: ان تمام اشعار کا مطلب یہ ہے کہ قدرت نے اگرچہ انسان کو جزوی اختیارات عطا کئے ہیں لیکن پھر بھی وہ عاجز اور مجبور محض ہے کہ اپنے اختیارات سے کچھ نہیں کر سکتا۔ جس طرح کہ بچہ ماں کے پیٹ میں مجبور ہوتا ہے کہ اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا ہے اور جس طرح سلائی کا کارخانہ محتاج ہے سوئی کا کہ اس کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا ہاں قدرت کو ہر چیز پر کامل اختیار حاصل ہے، وہ چاہے تو ذرا دیر میں شیطان بنا کر کھڑا کر دے اور چاہے تو انسان بنا دے، اگر وہ چاہے تو خوشی کے مناظر پیدا کر دے اور چاہے تو غم و الم کا سمندر بہا دے ہم کو اس کے مقابلہ میں کوئی قدرت نہیں ہے کہ ہم اس کے تصرفات میں کوئی دخل دے سکیں یا اپنے نقصان کو دور کر سکیں اور فائدہ کو حاصل کر لیں۔

تو ز قرآں باز جو تفسیر بیت		گفت ایزد ما رمیت از رمیت

ترجمہ: اوپر جو اشعار لکھے گئے ہیں اگر تو ان کی تفسیر و تائید کا خواہشمند ہے تو قرآن کو دیکھ - خداوند تعالے نے فرمایا ہے اے رسول کفار کی طرف جو کنکریاں تم نے پھینکی تھیں وہ تم نے نہیں ہم نے پھینکی تھیں۔

گر بپرانیم تیر - آں کے ز ماست		ما کماں و تیر اندازش خداست

ترجمہ: ہم اگر تیر چلائیں تو وہ ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہوتے ہیں ہم تو کمان کی مانند ہیں۔ تیر پھینکنے والا تو خدا ہی ہے

تشریح: اوپر کے متعدد اشعار میں مولانا نے یہ بتایا تھا کہ انسان مجبور و عاجز محض ہے اور قدرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں کر سکتا اب یہ بتاتے ہیں کہ ہم نے انسان کے عجز کے متعلق جو کچھ کہا ہے اے سالک اگر تو اس کا ثبوت قرآن مجید سے چاہتا ہے تو اس آیت کو پڑھ ومارمیت اذ رمیت یعنی اے رسول جب تم نے جنگ بدر میں کفار کی تباہی و بربادی کی نیت سے مٹھی بھر کر کنکریاں کافروں کی طرف پھینکی تھیں وہ حقیقت میں تم نے نہیں بلکہ ہم نے پھینکی تھیں یہ کہ انسان مجبور محض ہے سب کام قدرت کے ہاتھ میں ہیں جو کچھ کرتا ہے۔

مسئلہ کی تحقیق یہ ہے کہ خداوند تعالے نے اگرچہ انسان کو جزوی اختیارات دئے ہیں اور وہ ان اختیارات سے فائدہ اٹھاتا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ جب وہ کوئی کام کرتا ہے تو اس کا موثر حقیقی خداوند تعالے ہی ہوتا ہے۔ اور خدا ہی اس میں اس فعل کی استعداد پیدا کرتا ہے۔ اگر خدا کسی فعل کو پسند نہ کرے تو انسان سے اس کا صدور نہیں ہو سکتا اور واقعات اس کی تائید کرتے ہیں انسان ایک کام کرنا چاہتا ہے اور وہ کام اس کی قوت و استعداد سے بالاتر ہوتا ہے لیکن چونکہ اس . . . . میں قدرت کا ہاتھ شریک ہو جاتا ہے اس لیے انسان اس میں کامیاب ہو جاتا ہے اور بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایک معمولی کام کرنا چاہتا ہے اور اس کو معمولی سمجھ کر اس پر اپنی پوری قوت خرچ کرنا نہیں چاہتا اور ناکام رہتا ہے اس لئے کہ قدرت کی مرضی اس کے خلاف تھی اور اس انسان کے دل میں اسکی اہمیت کو گھٹا کر اس پر پوری توجہ صرف نہ کرنے دی۔

مذہبی معلومات

بکری کی قربانی میں شرکت کا مسئلہ

از حضرت علامہ آغا رفیق صاحب

احادیث میں بکری، گائے اور اونٹ تین جانوروں کی قربانی کا حکم ہے۔ بکری میں نر و مادہ، مینڈھا، دنبہ وغیرہ سب شامل ہیں اور گائے اونٹ میں بھی نر و مادہ دونوں کی قربانی جائز ہے جب کہ ان میں قربانی کی شرائط پائی جائیں۔

قربانی کی احادیث مختلف ہیں بعض میں بتایا گیا ہے کہ گائے بیل اور اونٹ میں سات آدمی تک برابر کا حصہ لے کر شریک ہو سکتے ہیں۔ اور بکری صرف ایک آدمی کی طرف سے قربانی کی جا سکتی ہے بعض احادیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کی ایک جماعت نے بکری کی قربانی اپنے گھر کے تمام آدمیوں کی جانب سے کی ہے۔

چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱) عن جابر ان النبیؐ قال البقرۃ عن سبعۃ والجزور عن سبعۃ (رواہ مسلم و ابوداؤد)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں حضورؐ نے فرمایا ہے گائے سات آدمیوں کی طرف سے اور اونٹ بھی سات آدمیوں کی طرف سے (مسلم۔ ابوداؤد)

عن ابن عباس قال کنا مع رسول اللہ فی سفر فحضر الاضحی فاشترکنا فی البقرۃ سبعۃ وفی البعیر عشرۃ رواہ الترمذی و النسائی وقال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ہم حضورؐ صلعم کے ساتھ سفر میں تھے کہ بقرعید آ گئی گائے میں سات آدمی شریک ہوئے اور اونٹ میں دس (ترمذی۔ نسائی۔ ترمذی نے لکھا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے)

عن انس قال ضحی رسول اللہ صلعم بکبشین املحین اقرنین ذبحھما بیدہ وسمی وکبر قال رایتہ واضعا قدمہ علی صفاحھما ویقول بسم اللہ و اللہ اکبر (متفق علیہ)

انسؓ کہتے ہیں حضور صلعم نے دو خوبصورت مینڈھوں کو جن کے سینگ بڑے بڑے تھے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا انسؓ کا بیان ہے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ مینڈھے کے پہلوؤں پر پاؤں رکھے ہوئے تھے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ رہے تھے۔

عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول نعمت الاضحیۃ الجذع من الضان (رواہ الترمذی)

ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں نے حضور صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بہترین قربانی دنبہ ہے (ترمذی)

(۲) ابا ایوب صاحب رسول اللہ صلعم اخبرہ قال کنا نضحی بالشاۃ الواحدۃ یذبحھا الرجل عنہ وعن اھل بیتہ ثم یطعمون ثم تباھا الناس بعد ذلک فصارت مباھاۃ رواہ الترمذی، ابن ماجہ موطا امام مالک موطا امام محمد۔

حضرت ابوایوب انصاری (صحابی) نے فرمایا ہے کہ ہم ایک بکری کی قربانی کیا کرتے تھے (حضور صلعم کے عہد مبارک میں) ہم میں سے ایک شخص ایک بکری اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی کیا کرتا تھا اس سے (گوشت سے) لوگ کھاتے تھے اور کھلاتے تھے پھر لوگ فخر کرنے لگے وہ قربانی فخر ہو گئی (ترمذی ابن ماجہ۔ موطا امام مالک موطا امام محمدؒ)

ان احادیث سے مختلف صورتیں آشکارا ہوتی ہیں پہلی حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ صرف گائے اونٹ کی قربانی سات آدمی برابر کے حصہ دار بن کر کر سکتے ہیں دوسری حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ گائے میں سات اور اونٹ میں دس آدمیوں نے شریک ہو کر حضورؐ کے سامنے قربانی کی ہے۔ تیسری حدیث سے حضورؐ کا عمل یہ ظاہر ہوا کہ آپ دو مینڈھے قربانی کیا کرتے تھے اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ ایک مینڈھا بھی آپ نے قربانی کیا ہے چوتھی حدیث سے معلوم ہوا کہ بہترین قربانی دنبہ کی ہے پانچویں حدیث بتاتی ہے کہ حضورؐ کے عہد مبارک میں صحابہ کرام کی ایک جماعت کا معمول یہ بھی تھا کہ وہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی طرف سے صرف ایک بکری قربانی کیا کرتے تھے۔ ان احادیث میں سے صرف پہلی حدیث کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ قولی ہے۔ اور حضورؐ نے اپنی زبان مبارک سے گائے اور اونٹ میں سات کی تعداد تک ہی شرکت کی اجازت دی ہے۔ اس حدیث میں دنبہ یا بکری وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں ہے ممکن ہے اس کا سبب یہ ہو کہ

گائے اور اونٹ میں سات آدمیوں کی شرکت میں خاندان وغیرخاندان سب برابر ہیں اور بکری میں شرکت کا معمول عہد مبارک میں صرف خاندان یا اہلبیت تک مخصوص رہا ہے جیسا کہ حضرت ابوایوب انصاری رض کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔

حضور صلعم کا ارشاد ہے کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے" یعنی باہمی اختلاف سے مسائل واحکام کی تشریح وتنقیح خوب ہوتی ہے اور احکام خداوندی وارشادات نبوی پر پورا پورا عمل ہو جاتا ہے یعنی جزئیات مسائل تک عمل میں آجاتے ہیں اس ارشاد کی روشنی میں اگر قربانی کے مسئلہ پر روشنی ڈالی جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

احادیث مذکورہ بالا کی تحقیق وتنقید کے بعد اور صحابہ کرام کے تعامل سے حضرت امام ابوحنیفہ رح نے یہ مسلک اختیار کیا کہ بکری کی قربانی صرف ایک شخص کر سکتا ہے اور گائے واونٹ میں سات حصے برابر کے ہو سکتے ہیں۔ فقہائے حنفیہ میں سے امام محمد رح نے بکری کی قربانی میں شرکت کی حدیث پر یہ الفاظ لکھے ہیں

کان الرجل یکون محتاجا	ان ایام میں لوگ محتاج ہوتے تھے
فیذبح الشاۃ الواحدۃ	اس لیے ایک آدمی ایک بکری ذبح
یضحی بھا عن نفسہ فیاکل	کرکے اپنی طرف سے قربانی کرتا
ویطعم اھلہ فاما شاۃ	تھا اور خود بھی کھاتا اور اہل وعیال
واحدۃ عن اثنین او ثلاثۃ	کو کھلاتا تھا لیکن ایک بکری دو
اضحیتہ فھذہ لا یجزئ	یا تین آدمیوں کی طرف سے قربانی
ولا یجوز شاۃ الا عن	کرنا جائز نہیں ہے۔ ایک بکری کی
الواحد۔	قربانی صرف ایک ہی آدمی کی طرف
	سے جائز ہے۔

امام مالک رح فرماتے ہیں کہ ایک بکری کی قربانی گھر کے سارے آدمیوں کی طرف سے جائز ہے۔ خواہ وہ دو، چار ہوں یا سات آٹھ اور آپ کا یہ مسلک حضرت ابوایوب انصاری رض کے بیان کی بنا پر ہے۔

قربانی کے مسئلہ میں بکری اور گائے واونٹ میں شرکت وعدم شرکت ہی پر اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ قربانی کے وجوب وسنت پر بھی اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رض قربانی کو واجب کہتے ہیں۔ اور ایک روایت سے یہ معلوم ہوا ہے کہ امام ابوحنیفہ رح نے نابالغ بچے کی طرف سے بھی قربانی کو واجب بتایا ہے امام شافعی رح اور امام ابوحنیفہ رح کے شاگرد رشید قاضی القضاۃ امام ابویوسف رح قربانی کو واجب نہیں سنت کہتے ہیں اور اس مسئلہ میں دونوں فریق نے احادیث صحیحہ سے استدلال کیا ہے

تحقیقات سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ مسالک کا اختلاف روایات حدیث کے اختلاف پر مبنی ہے کسی امام نے ایک حدیث کو زیادہ مستند وقابل قبول خیال کیا اور اس پر اپنے مسلک کی بنیاد رکھ دی کسی نے حدیث کے الفاظ ہی کو بنیاد مسلک قرار دیا اور عمل کے لیے اسی کو کافی سمجھا کسی نے ظاہر روایت کی پرواہ کی مسئلہ کے مغز پر نظر ڈالی اور کافی غور وخوض کے بعد مناسب مسلک تجویز کیا ان سب قسم کی مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ امام ابوحنیفہ رح نے مذکورہ بالا احادیث میں سے پہلی حدیث کو ترجیح دی اور بکری کی قربانی میں شرکت کرنا جائز قرار دیا پھر قربانی کے وجوب میں اس حدیث سے استدلال کیا۔

> ابوہریرہ رض کہتے ہیں حضور نے فرمایا ہے جو شخص تم میں سے صاحب وسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہمارے مصلے کے قریب بھی نہ آئے (احمد۔ ابن ماجہ۔ حاکم)

فقہاء حنفیہ کہتے ہیں کہ اس قسم کی وعید واجب کے ترک پر ہو سکتی ہے سنت کے ترک پر نہیں۔

۲۔ امام مالک رح نے حضرت ابوایوب انصاری رض کے عمل اور عہد نبوی صلعم میں دوسرے صحابہ کے تعامل کو کافی سمجھا اور بکری کی قربانی میں گھر کے آدمیوں کی شرکت کو جائز قرار دیا۔

۳۔ امام شافعی اور امام ابویوسف رح نے اس حدیث کی بنا پر قربانی کو سنت قرار دیا۔

> حضرت ام سلمہ رض فرماتی ہیں حضور صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص تم میں سے ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور قربانی کا قصد کرے تو چاہیے کہ اپنے بال اور ناخون روک رکھے (یعنی ان کو کاٹے نہیں)

۴۔ امام ابوحنیفہ رض نے حسن بن زیاد رح کی روایت کے مطابق فرمایا ہے کہ نابالغ بچے کی طرف سے بھی قربانی واجب ہے جیسا کہ صدقہ فطر واجب ہے لیکن فقہاء حنفیہ نے امام ممدوح کے اس مسلک کو قبول نہیں کیا اور حدیث کے ظاہری الفاظ پر یہ فتوے دیا کہ نابالغ کی طرف سے قربانی واجب نہیں ہے۔

یہ تو رہا مسالک کا ذکر اب فتوے کی بحث پر نظر ڈالیے ائمہ اربعہ کی کتب فقہ دیکھئے اور متاخرین ومتقدمین کے فتاوے پر نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ وقتی ضرورت پر یا اقتضاء زمانہ سے ایک امام کے مقلد نے دوسرے امام کے مسلک کو اختیار کرکے فتوے دیا ہے:

ضرورۃً کسی امام کا مسلک اختیار کر لینے کی بعض مسائل میں اجازت دی
ہے۔ مثلاً امام ابوحنیفہ رح کے مسلک نابالغ کی طرف سے قربانی کرنے
کو جائز قرار نہیں دیا گیا اور ظاہر روایت کو اختیار کیا اسی طرح مفقود
الخبر کی بیوی کے نکاح کے مسئلہ میں۔ امام ابوحنیفہ رح کے مسلک کو
چھوڑ دیا گیا اور امام مالک رح کے مسلک پر فتویٰ دیا گیا یعنی کوئی شخص
مفقود الخبر ہو اور کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں ہے زندہ ہے یا مر گیا ہے
تو اس کی بیوی کب دوسرا نکاح کرے فقہاء حنفیہ کہتے ہیں کہ نوے برس
تک مفقود الخبر رہنے کے بعد اس کی موت کا حکم دیا جائے گا اور اس کی بیوی
عدۃ گزارنے کے بعد دوسرا نکاح کر سکے گی امام مالک رح کا مسلک
ہے کہ چار برس تک مفقود الخبر رہنے کے بعد قاضی کو اختیار ہے کہ وہ
اس کی بیوی کو مفقود الخبر شوہر سے جدا کر دے اور مدت گذر جانے
کے بعد اس کو نکاح کا اختیار دے دے حضرت امام مالک رح کا مسلک
چونکہ عام ضرورت کے مطابق اور زمانۂ حال کے مناسب تھا اس
لیے فقہاء حنفیہ نے اسی کو اختیار کر لیا اور اسی پر فتوے دیدیا۔

اس تشریح سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اختلاف امتی رحمۃ کے
اصول پر واقعی ائمہ و علماء کا اختلاف، امت محمدی صلعم کے لیے موجب
رحمت ہے اور ضرورت پر اس اختلاف سے فائدہ اٹھایا گیا ہے
اٹھایا جاتا ہے۔ اٹھایا جائے گا اور اٹھایا جا سکتا ہے اسی بنا پر قربانی
کے مسئلہ میں اگر اس اختلاف سے فائدہ اٹھایا جائے تو غیر مناسب نہ
ہوگا بلکہ ایسی حالت میں جب کہ مسلمانوں کی اقتصادی حالت انتہا
درجہ کی خراب ہو گئی ہے۔ مذہب سے بیگانگی بڑھتی جا رہی ہے۔
اغیار کی پیدا کی ہوئی مشکلات نے مسلمانوں کی زندگی تلخ کر رکھی ہے
بعض ائمہ کے مسلک سے فائدہ نہ اٹھانا سخت تکلیف کا موجب بنا
ہے۔ اور مزید مشکلات پیدا کرنے کا سبب بنا ہوا ہے اور یوں بھی کہا
جا سکتا ہے کہ اس دور میں جب کہ سلطان مسلمانوں کی تخریب پر آمادہ
ہے مذہب سے تمرد و سرکشی کی جا رہی ہے۔ مذہب کے نام پر عوام
میں جوش پیدا کر کے مسلمانوں کی قیمتی جانوں کو ضائع کیا جا رہا ہے۔
ضروری ہے کہ قربانی کے مسئلہ میں کسی امام کے ایسے مسلک سے
فائدہ اٹھایا جائے جو مسلمانوں کی اس حالت کے مناسب ہو، رواداری
کا جذبہ اپنے اندر رکھتا ہو مشکلات میں پڑنے اور خون ناحق بہنے
سے بچاتا ہو اور جو زمانۂ حال کے ہر طرح مناسب و موزوں ہو

بکری کی قربانی کو احادیث میں اگرچہ سب سے افضل بتایا گیا ہے لیکن ہندوستان کے سلاطین نادر
کے مبارکہ گائے کی قربانی کرتے رہے ہیں ہمیں تعدد نہیں لیکن اگر فرض کرو اور کرتے ہیں ہی حالت
میں گرام مسالک کے مسلک کے مطابق اور صحیح و حسن حدیث کے موافق بکری کی قربانی میں اہلبیت
کی شرکت کی اجازت دیدی جائے تو مناسب ہوگا حضور نے بھی ایسا کیا ہے اور صحابہ نے بھی اس

طریقہ پر عمل کیا۔ حضور صلعم کے عمل کے متعلق یہ مشہور و صحیح حدیث ہے۔

روی الشیخان فی صحیحهما	صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں روایت
ان النبی علیه السلام ضحی	ہے کہ حضور صلعم نے دو خوبصورت اور
بکبشین املحین اقرنین	سینگ والے دنبوں کی قربانی کی اور
ذبحهما بیده الشریفة	ان کو اپنے ہاتھ سے اس حال میں
واضعاً علی صفاحهما قدمه	ذبح کیا کہ آپ کا قدم شریف ان
الشریف فلما ذبح الاول	کے بدن پر رکھا تھا جب آپ نے
قال بسم الله و	پہلے دنبہ کو ذبح کیا تو پڑھا بسم اللہ
الله اکبر اللهم	واللہ اکبر اور پھر فرمایا اے اللہ یہ
هذا منك ولك	قربانی تیری ہی جانب سے اور
اللهم ان هذا	تیرے ہی لیے ہے اے اللہ یہ قربانی
عن محمد وآله	محمد اور اس کی اولاد کی جانب سے
ثم ذبح الثانی وقال	ہے پھر آپ نے دوسرا دنبہ ذبح
بسم الله والله	کیا بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا اور فرمایا
اکبر اللهم ان	اے اللہ یہ قربانی اس شخص کی جانب
هذا عمن شهد لی	سے ہے جس نے میری پیغمبری
بالبلاغ وشهدت	کی شہادت دی اور فرشتوں نے
الملائکة له بالتصدیق	اس کے ایمان کی گواہی دی اور
ووحد الله لا یشرک به	وہ اللہ سے ایسے حال میں ملا کہ

اس نے کسی کو اللہ کا شریک قرار نہیں دیا یعنی متوفی مسلمانوں کی
طرف سے؛

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلعم جو دو دنبے قربانی کیا
کرتے تھے۔ ان میں سے ایک تو اپنی طرف سے اور اپنے اہل و عیال کی
طرف سے ہوتا تھا اور دوسرا ان مسلمانوں کی طرف سے جو یہاں سے رخصت
پا چکے ہیں۔

علماء اہل سنت و الجماعت کی خواہ وہ مقلد ہوں یا تقلید سے
آزاد یہ عادت ہی ہے کہ جو احادیث ان کے مسلک کے خلاف ہوتی
ہیں۔ ان میں تاویل کر لیا کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض تاویلات پسندیدہ
ہوتی ہیں اور بعض غیر پسندیدہ یہ بھی صورت بکری کی قربانی میں
شرکت کی احادیث کے متعلق وجود میں آئی ہے یعنی جن احادیث
میں بکری کی قربانی میں . . . .
. . . . شرکت اہلبیت یا امت
کی شرکت کا ذکر پایا جاتا ہے وہاں اس سے مراد نفس قربانی میں
شرکت نہیں بلکہ ثواب میں شرکت مانی گئی ہے پھر انہیں علماء و
فقہاء میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو اپنے مسلک خاص کی موجودگی

میں اس امر کو بھی پیش نظر رکھتی ہے کہ مسلک خواہ کچھ ہی ہو ظاہر حدیث پر عمل بھی ضروری ہے یعنی حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کرنا بھی مناسب ہے چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہ رح کے اس مسلک کہ نابالغ کی طرف سے قربانی کی جائے جس طرح صدقہ فطر اس کی جانب سے ادا کیا جاتا ہے صرف اس وجہ سے قبول نہیں کیا گیا کہ یہ مسلک ظاہر حدیث کے مخالف تھا۔ اور مفقود الخبر کے مسلک احناف کو اس لیے اختیار نہیں کیا گیا کہ وہ مناسب حال نہ تھا۔

کتب فقہ میں بہت سے ایسے مسائل پائے جاتے ہیں جن کی وجہ ترجیح میں ظاہر روایت پر اعتماد کیا گیا ہے عبادت اور معاملات میں بہت سے، ایسے مسائل ہیں جن میں اپنے مسلک کو ترک کرکے دوسرے امام کے مسلک کو اختیار کیا گیا ہے ایسی حالت میں کہ اس قسم کی صورتیں بڑی تعداد میں پائی جاتی ہیں معلوم نہیں علماء نے بکری کی قربانی میں اہلبیت کی شرکت کے مسئلہ پر کیوں اب تک توجہ نہیں کی ہے۔ حالانکہ یہ مسئلہ ظاہر روایت کے موافق اور ایک بڑے امام کے مسلک کے مطابق ہے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رض کی جو حدیث اوپر نقل کی گئی ہے امام مالک رح نے اسی کو اپنے مسلک کی بنیاد قرار دیا ہے اور حضور کے عمل کو سند میں پیش کیا ہے معلوم نہیں امام محمدؒ نے اس حدیث میں اس تاویل کی ضرورت کیوں سمجھی کہ اس وقت لوگ محتاج تھے، اس تاویل کی نہ تو کوئی ضرورت ہے، ورنہ حدیث میں تاویل کی کوئی گنجائش ہے خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ حضور کا تعامل اس پر رہا جو احادیث میں بتایا گیا ہے کہ حضور صلعم نے آخر عمر تک قربانی کی اور اسی طریقہ پر کی یعنی وقت وفات تک اپنی قربانی میں اہلبیت اور امت کو شریک فرماتے رہے۔

امام محمدؒ نے لکھا ہے کہ چونکہ اس زمانہ میں لوگ محتاج تھے اس لیے بکری کی قربانی، اہلبیت کی طرف سے کر لیا کرتے تھے لیکن تاریخ یہ بتاتی ہے کہ مدینہ میں حضور کی زندگی کا آخری دور مالی اعتبار سے بہت بہتر رہا ہے اور حضور صلعم نے آخری وقت تک اپنی قربانی میں اہلبیت کو شریک رکھا ہے اگر اس امر کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ افلاس کے سبب عہد مبارک نبوی میں ایسا کیا جاتا تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ افلاس کی صورت میں ہندوستان یا دوسرے ممالک اسلامیہ میں اب اس پر عمل نہ کیا جائے۔ اور جو صورت افلاس نے حضور صلعم کی زندگی میں جائز کر دی

[illegible] دی جائے۔

ہندوستان کے مسلمانوں کی بڑی تعداد آج کل مفلس ہے خصوصاً وہ مسلمان جو مذہب کے جاں نثار اور مذہب کے دل دادہ ہیں اگر وہ اس اجازت سے فائدہ اٹھا سکیں اور بظاہر روایت پر عمل کر لیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ان کے لیے اس امر کو ناجائز قرار دے دیا جائے

حضرت ابو ایوب انصاری رض نے اپنی روایت میں ایک بڑی دلچسپ بات بیان کی ہے جو بجائے خود بکری کی قربانی میں اہلبیت کی شرکت کے جواز کی ایک زبردست دلیل ہو سکتی ہے حضرت ابو ایوب رض نے فرمایا ہے کہ عہد نبوی م کا عمل تو یہی تھا کہ ایک بکری کی قربانی میں اہلبیت کو شریک کر لیا جاتا تھا لیکن اس کے بعد یعنی عہد نبوی صلعم کے بعد جب کہ ممالک و امصار کی فتوحات نے مسلمانوں کو بہت مالدار بنا دیا تھا قربانی بھی فخر کا ایک ذریعہ بن گئی اور لوگ بڑی بڑی قربانیاں کر کے فخر و مباہات کا اظہار کرنے لگے۔

اسلام میں عہد نبوی کے بعد تمول روز بروز بڑھتا رہا اور دولت و ثروت نئے نئے دینی و دنیوی مشاغل پیدا کرتی رہی۔ معابد اور مقامات متبرکہ کچھ سے کچھ ہو گئے فقہاء علماء نے موجودہ صورتوں کے مطابق مسائل استخراج کیے اور جزئیات مسائل کی بڑی بڑی کتابیں تیار ہوتی رہیں ان حالات کے پیش نظر امام محمدؒ کا یہ فرمانا بالکل درست ہے کہ اب لوگ مفلس نہیں رہے ہیں گھر گھر دولت کے دریا بہتے ہیں اس لیے ایک شخص ایک ہی بکری قربانی کر سکتا ہے اس میں کسی کی شرکت جائز نہیں ہے لیکن اسلام کے تمول عام کا یہ دور ختم ہو گیا۔ افلاس پھر آیا اور ایسی خطرناک صورت سے آیا کہ کروڑوں مسلمانوں کو نان شبینہ کا محتاج بنا دیا گیا امام محمد رح کے ارشاد کے مطابق اب مسلمانوں کی وہ حالت نہیں ہے جس میں عہد نبوی کے اندر ایک بکری کی قربانی میں اہلبیت کو شریک کر لیا جاتا تھا اور کیا ایسی حالت میں غریب و نادار مسلمان ظاہر روایت پر عمل کر کے اپنے دینی جذبات کا مظاہرہ نہیں کر سکتا ہے۔

دنیائے اسلام میں ابتداء اسلام سے یہ طریقہ جاری ہے کہ مسلمان قربانی کے معاملہ میں فراخ دل رہا ہے خود بھی قربانی کرتا ہے۔ اپنی بیوی بچوں۔ والدین۔ اجداد پیر و مرشد۔ بزرگان دین اور صاحب رسالت عظمیٰ کی طرف سے بھی قربانی کرتا ہے۔ صاحب استطاعت مسلمان تو گائے کی قربانی میں متعدد حصص لے کر اپنے جذبہ کو پورا کر لیتے ہیں لیکن غریب مسلمان کیا کریں بعض اوقات ان کو واجب قربانی کرنے

کا جذبہ وہ کیوں کر پورا کر سکتے ہیں کیا حضرت امام مالک رح کے مسلک کے مطابق ان کو اس کی اجازت نہ ہوگی کہ وہ ایک حد تک اپنے اس جذبہ کو اس طرح پورا کریں کہ ایک بکری میں اہلبیت کے تمام افراد کو شریک کر لیں۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس میں قدرت نے کافی لچک رکھی ہے مذہبی رعایات و مراعات سے ہر موقع پر فائدہ اٹھانے کی اسلام نے اجازت دی ہے۔ اور بعض مواقع پر تو مضرات کی عدم موجودگی میں بھی شرعی رخصت و اجازت سے فائدہ اٹھانے کی تاکید ہے مثلاً سفر میں قصر نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے جس زمانہ میں یہ اجازت عطا ہوئی ہے اس وقت سفر انتہا درجہ کی دشوار چیز تھی اور عام طور پر لوگ پیادہ پا سفر کیا کرتے تھے لیکن آجکل سفر اتنا آسان ہے گویا وہ سفر ہی نہیں ہے جس قدر مسافت کے سفر پر قصر کی اجازت دی گئی تھی اتنا سفر دو گھنٹوں میں اور تیز رفتار گاڑیوں سے صرف ایک گھنٹہ میں طے ہو سکتا ہے بایں ہمہ شارع کی اجازت سے اس حالت میں بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے بلکہ فائدہ اٹھانے کی تاکید ہے۔

غور کیا جائے کہ تو اس قسم کی بیسوں مثالیں نکل آئیں گی کیا اس لچک سے فائدہ اٹھانے کے لیے غرباء کے جذبات کا لحاظ نہیں رکھا جائے گا اور ایک جلیل القدر امام کے مسلک پر عمل کرنے کا حق اس کو حاصل نہ ہوگا ہمارے خیال میں بکری کی قربانی میں محدود طور پر صرف اہلبیت کی شرکت کا جواز زیادہ مناسب ہے خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ مسلمانوں کی بڑی تعداد اقتصادی حیثیت سے اس کی خواہش مند بلکہ ضرورت مند ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ بعض اوقات علماء و فقہاء مذہب کی سختی بعض ایسے نتائج پیدا کر دیتی ہے۔ جو بالکل غیر متوقع ہوتے ہیں علماء و فقہاء احناف نے قربانی کے معاملہ میں جب متفقہ طور پر یہ طے کر دیا یعنی علماء و فقہاء کی عام رائے یہ ہو گئی کہ بکری کی قربانی صرف ایک شخص کر سکتا ہے اور اس میں شرکت نا روا ہے تو اہلحدیث کی ایک جماعت نے رد عمل کے طور پر مرغی اور انڈے تک کی قربانی جائز کر دی اور بعض علماء نے اس پر عمل بھی شروع کر دیا ممکن ہے ان علماء کی نظر میں مرغی کی قربانی کی احادیث مرجح ہوں یا صحابہ کے تعامل سے انہوں نے استناد کیا ہو بہر نوع اس مسئلہ کی اشاعت کی وجہ رد عمل سے زیادہ حیثیت نہ رکھتی تھی، ایسی صورت میں جب کہ علماء کی ایک جماعت مرغی اور انڈے تک کی قربانی جائز بتاتی ہے کیا احناف ضرورت زمانہ کو ملحوظ رکھ کر اپنی سے ذرا نیچے اترنے کی زحمت گوارا نہ فرمائیں گے یعنی اپنے مسلک کی سختی میں اسلام کی لچک کے مطابق ذرا نرمی اختیار نہ کریں گے اگر وہ ایسا کر سکیں تو پھر ضرور یہ مناسب ہوگا کہ محتاج و مفلس مسلمانوں کے لیے بکری میں اہلبیت کی شرکت کی اجازت دے دی جائے اور واضح الفاظ میں یہ بتا دیا جائے کہ بکری کی قربانی میں صرف خاندان یا اہلبیت کی شرکت ظاہر روایت کے بموجب جائز ہے غیر خاندان کے اشخاص اس قربانی میں شرکت نہیں کر سکتے ہیں ان کے لیے شارع نے گائے اور اونٹ کی قربانی کا حکم دیا ہے وہ سات شخص برابر کے حصہ دار بن کر یا سات برابر کے حصے قرار دے کر اور تنہا بھی

اونٹ یا گائے کی قربانی کر سکتے ہیں۔

اس مضمون کی اشاعت سے ہماری غرض کسی پر طعن نہیں ہے نہ یہ مقصد ہے کہ ہم مسائل شرع میں بیجا مداخلت کی خواہش رکھتے ہیں بلکہ صرف یہ مدعا ہے کہ جب ایک مستند حدیث بکری میں اہلبیت کی شرکت کے جواز کی موجود ہے تو اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت کیوں نہ دی جائے کہ اس سے ایک طرف تو ظاہر حدیث پر عمل ہوتا ہے اور دوسری جانب ایک جلیل القدر امام کے ضروری و مفید مسلک کو تقویت پہنچتی ہے۔

جب ائمہ و فقہاء میں یہ طریقہ جاری ہے کہ ضرورت یا افادہ کے مواقع پر ایک دوسرے کے مسلک سے فائدہ اٹھالیا جاتا ہے۔ تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ مسلمانوں کے موجودہ افلاس و تنگدستی کو ملحوظ رکھ کر امام مالک رح کے مسلک سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہ دی جائے امید ہے کہ علماء فقہاء اور عام مسلمان ضرور اس جانب توجہ فرمائیں گے اور کم از کم غریب مسلمانوں کو ایسا کرنے کی اجازت دے کر ظاہر روایت پر عمل کا ثواب حاصل کریں گے۔

یہ مضمون اپنی اہمیت اور افادیت کے اعتبار سے اس قابل ہے کہ علمار کرام مسلمانوں کی اقتصادی حالت کے پیش نظر اس پر توجہ فرمائیں۔ اور حضرت علامہ آغا رفیق صاحب کے استدلال شرعی سے اگر متفق نہ ہوں، تو معقولیت او شرعی استدلال سے جواب دیں تاکہ مسئلے کے ہر پہلو پر غور کیا جا سکے۔

"عزیز حسن"

فن خطابت

اگر آپ خدانخواستہ تقریر کی جادو بیانی سے محروم ہیں اگر آپ کی گفتگو شیریں نہیں اگر آپ کی گفتگو لوگوں کے دلوں کو تسخیر کرنے کی قوت نہیں رکھتی اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ میں جادو کا اثر ہو تو فن خطابت کو ملاحظہ فرمایئے پھر دیکھئے کہ آپ کے الفاظ طلسم بن جائیں گے آپ کی گفتگو میں انشاء اللہ کی شیرینی پیدا ہو جائیگی ہر محفل میں لوگ سراپا گوش ہو کر بیٹھا کریں گے۔ آپ ہزاروں کے مجمع میں بے دھڑک تقریریں کیا کریں گے قیمت ۸ر

کلید قرآن

جو بچے کئی برس کی محنت کے بعد کلام الٰہی نہ پڑھ سکے ان کو کلید قرآن پڑھانے سے دو مہینے میں قرآن مجید پڑھنا آ جائیگا جو بوڑھے اپنے بچپنے میں قرآن مجید کی نعمت سے محروم رہے ان کو کلید قرآن پڑھایئے دو مہینے میں کلام اللہ پڑھنے لگیں گے کلید قرآن دنیا میں سب سے پہلی کتاب ہے جس کے مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس کے پڑھنے سے دو مہینے میں قرآن پڑھنا آ جاتا ہے آپ بھی منگا کر تجربہ کیجئے۔ قیمت صرف عہ ایک روپیہ کی آٹھ علاوہ محصول

مسدس حالی

عالم اسلامیہ ہند میں تہلکہ ڈال دینے والی کتاب جس کے متعلق سر سید مرحوم نے کہا تھا خدا کے سامنے صرف یہی سند لیکر جاؤنگا" یہ مسدس اسلام کی چلتی پھرتی تاریخ اور مدوجزر اسلام ہے لاکھوں کی تعداد میں اور زدخت ہوئی زیر اشتہار ایڈیشن اعلیٰ کاغذ اور نفیس کتابت کا ہے۔ ابتدا میں بڑا دیباچہ ہے جس میں گویا نثر مسدس ہے اور خواجہ الطاف حسین حالی کی سوانح عمری ہے بچوں کو یہ مسدس یاد کرایا جائے تو ان میں ابتدا سے جوش اسلامی پیدا ہوتا ہے قیمت ۱۰ر

قرآن ایک معجز نما کتاب ہے

حقائق و معارف فصاحت و بلاغت کا پاک پر پردہ میں پہلی سب سے اچھی کتاب ہے جو علامہ ابو البصیر صاحب آنند دہلوی کے ۴۰ سالہ مطالعہ قرآن شریف اور تمام صحف آسمانی کا نچوڑ ہے۔ قرآن کے متعلق غیر مسلم رہنماؤں کے تبصرے مزاعمان کفار قریش اور منکرین کلام الٰہی کا اس کوشش کو سلطان ہونا قرآن کے منزل من اللہ ہونے اور معجز نما ہونے پر معرکۃ الآراء دلائل۔ اشاعت قرآن حکیم کی تاریخ ہے یہ کتاب تبلیغ اسلام کے لئے بہترین ہے سفید چکنا کاغذ قیمت ۸ر

مصری افسانے

مصر کے بین الاقوامی شہرت کے مالک حضرت علامہ منفلوطی کے شاہکار افسانوں کا علمی ترجمہ اردو میں حضرت مولانا سید سجاد صاحب میرٹھی نے ترجمہ کیا ہے جو رنگ اچھے مذہبی معاشرتی، اصلاحی افسانے چاہتے ہیں جن کو پڑھ کر کچھ فائدہ بھی ہو اور آپ اپنے گھروں میں ان کو بے تکلف رکھ سکیں تو مصری افسانے مطالعہ کیجئے اس میں کئی افسانے تو فوٹو کے تصاویر سے مزین ہیں۔ ہر افسانہ اپنی جگہ اپنا آپ ہی جواب ہے قیمت صرف آٹھ آنے (۸ر)

تعلیم خانہ داری

کتنے گھر ہیں جو بیوی کی جہالت سے برباد ہیں۔ عورت گھر کو چاہے تو جنت بنا سکتی ہے اور چاہے تو دوزخ سوائے ان خاندانی عورتوں کے جن کی عورتیں باوجود کوشش کے بھی اپنے گھر کو سلیقہ سے نہیں چلا سکتیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ بیوی کو معلوم ہی نہیں کہ سلیقہ کس کو کہتے ہیں ایک مہینہ میں آپ کے گھر کی کایا پلٹ سکتی ہے اور صرف یہ ہے کہ تعلیم خانہ داری منگا کر ایک دفعہ اپنی بیوی کے مطالعہ سے گزروا دیجئے سفید چکنا کاغذ ضخامت ۲۰۰ صفحے قیمت عہ۔ علاوہ محصول

تقدیر کا راز

معلوم ہو سکتا ہے اگر تم بزرگان اسلام کے بتائے اور آزمائے ہوئے طریقہ سے ہر کام کرنے سے پہلے روحانی فالنامہ میں فال دیکھ لیا کرو جس میں علم قیافہ استخارہ قرآنی فال نامہ دیوان حافظ کا فالنامہ مثنوی شریف کا فالنامہ اسمائے الٰہی کا فالنامہ انتخابی کا فالنامہ انگریزوں کا فالنامہ فرانس کا فالنامہ جرمنی کا فالنامہ اعضا پھڑکنے سے فالیں روحانی عملیات درج ہیں قیمت بہت ہی کم یعنی صرف آٹھ آنے (۸ر) محصول ڈاک الگ

پھوہڑ دلہن

جس گھر میں آ جائے اس گھر کا امن و سکون لڑائی جھگڑوں کے قبرستان میں دفن ہو جاتا ہے بیوی کی تربیت کے لیے، دلہا کو اس سے بہتر تحفہ نہیں مل سکتی ہیں۔ ان کو ایڈیٹر صاحب پیشوا کی لکھی ہوئی کتاب "گھرمالی کی تربیت" پڑھاؤ جس میں یہ راز بتایا گیا ہے کہ پھوہڑ دلہن کیوں کر گھر بن سکتی ہے اور شریف بیویاں کیوں کر اپنے گھر کو جنت بنا سکتی ہیں۔ انداز بیان اتنا دلچسپ ہے کہ کتاب ختم کرنے سے پہلے آپ کے ہاتھ سے نہیں چھوٹ سکتی قیمت

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ دل کسی کا ہو خواہ مرد کا ہو، عورت کا ہو، خاوند کا ہو حاکم کا ہو دوست کا ہو آشنا کا ہو چھوٹے کا ہو بڑے کا ہو ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر سکیں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو کچھ اس میں لکھا ہے اس کے عامل بن جایئے تو احباب کا مسخر کرنا مرد کا مطیع کرنا آقا و افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشاء فیصلہ کرنا اس کے عامل کے لیے معمولی بات ہے قیمت ۸ر

معلم عربی

ہر مسلمان کی قدرتی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اتنی عربی ضرور جان جائے جس سے وہ قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھ لے اگر معانی بھی نہ معلوم ہوں تب بھی الفاظ کے معانی ضرور معلوم ہو جائیں عربی پڑھنے کا قدیم طریقہ بہت دیر طلب تھا اس ابتدائی صرف نحو ہی چھڑا دیتے ہیں معلم عربی میں صرف و نحو کے طویل سلسلہ سے چھڑا کر عربی پڑھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ ہر شخص تھوڑے تال سے ایک سبق روزانہ پڑھ کر تین مہینے میں خاصہ قرآن کا مفہوم سمجھ سکتا ہے قیمت بارہ آنے ۱۲ر

محبت کے پیغام

اگر آپ کو کسی سے محبت ہے اور آپ عاشقانہ جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں جسے دیکھ کر پڑھنے والا تڑپ جائے تو ہماری کتاب محبت کے پیغام پڑھیئے۔ اس میں عاشق مزاج میاں بیوی کے وہ خطوط درج ہیں جن کے ہر لفظ سے بیتابی اور بے چینی ٹپکتی ہے۔ تمام خطوط نہایت مہذب اور شائستہ ہیں مستند حسین و جمیل لفظوں میں لکھے گئے ہیں علاوہ آپکے کلام میں ایسا کمال پیدا کر دے گا جس طرح آنا فانا جادو اثر کرتا ہے قیمت آٹھ آنے (۸ر)

زبان کا چٹخارہ

اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسلامی تہذیب کے گہوارے بادشاہوں کی پیاری نگری دہلی کے رنگ برنگ کے لذیذ کھانوں سے واقف نہ ہو تو دہلی کا مکمل باورچی خانہ فوراً طلب کیجئے جس میں قوم اطراف دہلی کے تمام لذیذ لونت نئے کھانوں کی تفصیل اور ان کے پکانے کے آسان طریقے درج ہیں تیسرے ایڈیشن میں باورچی خانہ کا دوسرا حصہ اسلامی دسترخوان بھی شامل کر دیا ہے ضخامت ۲۰۰ صفحے کاغذ سفید چکنا۔ علاوہ محصول قیمت ایک روپیہ چار آنے

ملنے کا پتہ :- منیجر رسالہ پیشوا جامع مسجد اردو بازار دہلی

(جس کو ہدایت دینا منظور ہو اس کی) ہدایت کرنے کو اور (جو ہدایت سے محروم رہے اس کے مقابلہ میں آپ کی) مدد کرنے کو آپ کا رب کافی ہے (یعنی غم کے دو سبب ہو سکتے ہیں ایک ان کا گمراہ رہنا دوسرا ان کا درپے ایذا ہونا سو اللہ تعالیٰ ہدایت کے لیے بھی کافی ہے اگر حکمت مقتضی ہوگی تو ہدایت کی توفیق دیں گے جب ہدایت نہیں ہوتی تو اس میں ہی حکمت ہے اور ایذا کے دفع کرنے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کافی ہے اگر چند سے دفع نہ کرے تو اسی میں حکمت ہوگی غرض نہ اس سے غم کیجیے نہ اُس سے) **ربط** اوپر کفار کے پانچ اعتراض مع اُن کے ردکے حکایت کیے گئے تھے۔ بعض اعتراضات کی آگے حکایت ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ

اور کافر لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پر یہ قرآن دفعۃً واحدۃً کیوں نہیں نازل کیا گیا

كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۝

اس طرح اس لیے ہے تاکہ ہم اُن کے ذریعہ سے آپ کے دل کو قوی رکھیں اور ہم نے اس کو بہت ٹھہر ٹھہر کر اُتارا ہے

تفسیر۔ وقال الذین سے ترتیلا تک: ۔ اور کافر لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان (پیغمبر) پر یہ قرآن دفعۃً واحدۃً کیوں نہیں نازل کیا گیا (مقصود اعتراض سے یہ ہے کہ اگر خدا کا کلام ہوتا تو بتدریج نازل ہونے کی کیا ضرورت تھی اس سے تو شبہ پڑتا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خود سوچ سوچ کر تھوڑا تھوڑا بنا لیتے ہیں۔ آگے اس اعتراض کا جواب ہے کہ) اس طرح (تدریجاً) اس لیے (ہم نے نازل کیا ہے) تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے آپ کے دل کو قوی رکھیں اور (اسی لیے) ہم نے اس کو بہت ٹھہرا ٹھہرا کر اُتارا ہے (چنانچہ تیئیس سال کے اندر پورا ہوا تاکہ نزول تدریجی کا فائدہ تام ہو) **ف** نزول تدریجی کا فائدہ اسی میں منحصر نہیں ہے۔ چنانچہ بعض فوائد سورۂ بنی اسرائیل کے ختم کے قریب آیۃ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ الخ میں مذکور ہوئے ہیں جو ترجمہ سے ظاہر ہو سکتے ہیں۔ اور ایک فائدہ اس مقام پر مذکور ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقویت قلب ہے چند طریقوں سے **اول** یاد رہنے میں آسانی ورنہ کتاب ضخیم کا جبکہ بے لکھی ہوئی ہو یاد رکھنا عادتاً دشوار اور اس کو دیکھ کر طبیعت کا پریشان ہو جانا طبعی امر ہے اور تدریج میں دل قوی رہتا ہے۔ **دوم** جب کفار کوئی اعتراض یا ناگوار معاملہ کرتے تب ہی آپ کی تسلی نازل ہو جاتی اس میں زیادہ تقویت قلب کی ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کہ ایک کتاب آدمی کے پاس ہو اور وقت پر اُس میں سے مضمون تلاش کرکے کام میں لا دے۔ **سوم** بار بار پیغام خداوندی آنا تازہ شہادت ہے معیت خداوندی کی جو مدار اعظم ہے قوت قلب کا سو امثال ذلک اور آپ کے بعد اُمت کے لیے پہلا فائدہ تو لکھے ہوئے ہونے سے سہل الحصول ہو گیا اور فائدہ دوم وسوم خصائص محبوبیت کاملہ سے ہے جو خواص نبوت سے ہے اس لیے اُمت کا اشتراک اس میں ضروری نہیں۔ اور نزول تدریجی کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ مثلاً بقدر ایک ایک رکوع کے روزانہ نازل کرکے دو تین سال میں پورا کر دیا جاتا لیکن اس میں تقویت قلب کے بعض طرق بوجہ اتم حاصل نہ ہوتے یعنی دوم وسوم کیونکہ اعتراضات آپ کی پوری عمر تک ہوتے رہتے اور شہادت معیت میں بھی تمام عمر ہی مصلحت رہی اس لیے تیئیس برس میں نازل کیا گیا۔ ورتلناہ ترتیلاً کے یہ معنی صاحب کشاف نے لکھے ہیں اور اس سے رتلناہ کے بڑھانے کا فائدہ بھی معلوم ہو گیا۔ **ربط** اوپر کئی اعتراضوں کے کافی وشافی جواب مذکور ہوئے ہیں آگے اُن جوابوں کی مدح فرماتے ہیں۔

وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ۝

اور یہ لوگ کیسا ہی عجیب سوال آپ کے سامنے پیش کریں مگر ہم ٹھیک جواب اور وضاحت میں بڑھا ہوا آپکو عنایت کر دیتے ہیں

تفسیر۔ ولا یاتونک سے احسن تفسیرا تک: ۔ اور یہ لوگ کیسا ہی عجیب سوال آپ کے سامنے پیش کریں مگر ہم (اس کا) ٹھیک جواب اور وضاحت میں (بھی) بڑھا ہوا آپ کو عنایت کر دیتے ہیں (تاکہ آپ اس سوال کو دفع فرما دیں) **ف** جواب کی دو خوبیاں ہیں ایک ذاتی کہ فی نفسہ

قاطع مادہ شبہ ہو اور دوسری اضافی کہ اپنی وضاحت کے سبب قریب الفہم ہو الحق میں خوبی اول اور احسن تفسیر اس خوبی دوم کی طرف اشارہ ہے ۔ ونیز اس آیت میں تثبیت فواد مذکور آیت بالا کے طریق دوم کا بھی بیان ہے بس یہ وجہی ارتباط کی ہو سکتی ہے ۔ ربط اوپر اعتراضات کا قولی جواب تھا ۔ آگے فعلی جواب ہے یعنی اس پر جو سزا ہو گی اُس کا بیان ہے ۔

اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے موہوں کے بل جہنم کی طرف لے جائے جاویں گے یہ لوگ جگہ میں بھی بدتر ہیں

وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا ۚ

اور طریقہ میں بھی بہت گمراہ ہیں

تفسیر ۔ الذین سے سبیلا تک = یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے موہوں کے بل جہنم کی طرف لے جائے جاویں گے (خواہ اس طرح کہ منہ کے بل چل سکیں یا اس طرح کہ گھسیٹے جاویں) یہ لوگ جگہ میں بھی بدتر ہیں اور طریقہ میں بھی بہت گمراہ ہیں ۔ ف جگہ سے مراد دوزخ اور طریقہ سے مراد مسلک اور مذہب اور یہ سزا مناسب اس لیے ہے کہ اعتراضات نگونساری عقل سے تھے سزا نگونساری بدن سے ہوئی ربط اوپر توحید و رسالت کے انکار پر وعید تھی اُس کی تائید کے لیے آگے بعض قصص منکرین سابقین کے مع ان کے وبال و نکال کے مذکور ہیں کہ تحقیق وعید کی بھی ہو اور عبرت بھی ہو جیسا کہ آیت ولقد اتوا علی القریۃ میں افلم یکونوا یرونھا اس پر صراحۃ دال ہے کہ عدم عبرت پر مذمت کی گئی نیز اوپر کذلک جعلنا لکل نبی الخ میں آپ کی تسلی تھی ان قصص میں اُس مضمون کی بھی تائید ہے کہ دیکھئے اس طرح مجرمین انبیاء کے عدو ہوئے ہیں تاکہ خوب تسلی ہو جاوے ۔ ونیز اوپر کفی بربک ھادیا ونصیرا میں بشارت نصرت کی ہے ان قصص میں اس کی بھی تاکید ہے کہ دیکھیے اس طرح انبیاء کی نصرت کی گئی ونیز اوپر لنثبت بہ فؤادک فرمایا تھا ان قصص سے بھی تثبیت فواد ہے جیسا دوسری جگہ تصریح ہے وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک یہ سب وجوہ ارتباط کی انفرادا یا اجتماعا محتمل ہیں اور یہ چند قصے ہیں ۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۚ

اور بتحقیق ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی تھی اور ہم نے اُن کے ساتھ اُن کے بھائی ہارون کو معین بنایا تھا

فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ فَدَمَّرْنٰهُمْ

پھر ہم نے حکم دیا کہ دونوں آدمی اُن لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے ہماری دلیلوں کو جھٹلایا ہے سو ہم نے اُن کو بالکل ہی

تَدْمِيْرًا ۭ

غارت کر دیا

تفسیر ۔ ولقد سے تدمیرا تک = اور بتحقیق ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (یعنی توراۃ) دی تھی (یعنی وہ بہت جلیل القدر صاحب کتاب نبی تھے) اور (اس کتاب ملنے سے پہلے) ہم نے اُن کے ساتھ اُن کے بھائی ہارون (علیہ السلام) کو اُن کا معین (و مددگار) بنایا تھا پھر (اس معین بنانے کے متصل) ہم نے (دونوں کو) حکم دیا کہ دونوں آدمی اُن لوگوں کے پاس (ہدایت کرنے کے لیے) جاؤ جنہوں نے ہماری (توحید کی) دلیلوں کو جھٹلایا ہے (مراد اس قوم سے فرعون اور اس کی قوم ہے چنانچہ وہ ہمارا حکم لے کر وہاں پہنچے اور سمجھایا مگر اُنھوں نے نہ مانا) سو ہم نے اُن کو (اپنے قہر سے) بالکل ہی غارت کر دیا

(چنانچہ اُن کا غرق کیا جانا مشہور اور قرآن میں مذکور ہے) ف کذبوا بایتنا میں دلائل توحید سے مراد یا تو دلائل عقلیہ اور ظاہر ہے کہ بعد سمجھ جانے ان دلائل کے توحید کا انکار ضرور مقابل زجر ہے۔ اور یا مراد دلائل نقلیہ ہیں جو انبیاء سابقین سے منقول ہوتے ہوئے ان لوگوں تک پہنچی ہوں گی اُن کے انکار کا مذموم ہونا ظاہر ہی ہے چنانچہ آیت ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبینٰت سے انبیا کی تعلیم کا ان تک منقول چلا آنا معلوم ہوتا ہے۔ اور گو کتاب بعد اس ذہاب کے ملی ہے لیکن تقدیم ذکر سے یہ فائدہ ہو سکتا ہے کہ اُن کی جہالت شان اور فرعون وغیرہ کا ذم انکار معلوم ہو جانے کہ وہ ایسے نبی سے جن کو بعد میں کتاب بھی ملی تو اُن کی تعلیم پہلے ہی سے قوت فطرت کی وجہ سے اکمل و ابلغ تھی پھر بھی وہ لوگ منکر رہے۔

وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ

اور قوم نوح کو بھی ہم ہلاک کر چکے ہیں جب اُنھوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے اُن کو غرق کر دیا اور ہم نے اُن لوگوں کے لیے

اٰيَةً ۭ وَّاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِـيْمًا ۝

ایک نشان بنا دیا اور ہم نے ظالموں کے لیے دردناک سزا تیار کر رکھی ہے

تفسیر۔ وقوم نوح سے عذابا الیما تک۔ اور قوم نوح کو بھی (اُن کے زمانہ میں) ہم ہلاک کر چکے ہیں (جن کی ہلاکت اور سبب ہلاکت کا بیان یہ ہے کہ) جب اُنھوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے اُن کو (طوفان سے) غرق کر دیا اور ہم نے اُن (کے واقعہ) کو لوگوں (کی عبرت) کے لیے ایک نشان بنا دیا (یہ تو دنیا میں سزا ہوئی) اور (آخرت میں) ہم نے (اُن) ظالموں کے لیے دردناک سزا تیار کر رکھی ہے ف پیغمبروں کو جھٹلانا اس لیے کہا کہ اصول دین سب پیغمبروں کے ایک ہیں جب ایک کو جھوٹا کہا تو سب کو جھوٹا کہا یا یہ کہ نوح علیہ السلام سے پہلے جو انبیاء ہو گزرے ہیں اُن کی تعلیم بھی بواسطہ اُن تک پہنچی ہو اور اُنھوں نے اُس کو بھی جھٹلایا ہو۔

وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۝

اور ہم نے عاد اور ثمود اور اصحاب الرس اور اُن کے بیچ بیچ میں بہت سی اُمتوں کو ہلاک کیا

وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ۝

اور ہم نے ہر ایک کے واسطے عجیب عجیب مضامین بیان کیے اور ہم نے سب کو بالکل برباد ہی کر دیا

تفسیر۔ وعادا سے تتبیرا تک۔ اور ہم نے عاد اور ثمود اور اصحاب الرس اور ان کے بیچ بیچ میں بہت سی اُمتوں کو ہلاک کیا اور ہم نے (امم مذکورہ میں سے) ہر ایک (کی ہدایت) کے واسطے عجیب عجیب (یعنی موثر اور بلیغ) مضامین بیان کیے اور (جب نہ مانا تو) ہم نے سب کو بالکل برباد ہی کر دیا ف رس لغت میں کہتے ہیں کوے کو۔ اور کچھ لوگ قوم ثمود کے رہ گئے تھے اور کسی کوئے پر آباد تھے وہ اصحاب الرس ہیں مگر اُن کے عذاب کی کیفیت منصوص نہیں اور قرون کی تفصیل بھی نہیں بتلائی اور اصحاب الرس میں اور بھی اقوال ہیں احقر نے اپنے نزدیک راجح کو لے لیا۔

وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَي الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا

اور یہ لوگ اس بستی پر ہو گزرے ہیں جس پر بڑی طرح پتھر برسائے گئے تھے سو کیا یہ لوگ

يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ۝

اُس کو دیکھتے نہیں رہتے بلکہ یہ لوگ مر کر جی اُٹھنے کا احتمال ہی نہیں رکھتے

تفسیر۔ ولقد اتوا سے نشورا تک ۔ اور یہ (کفار مکہ اپنی آمد و رفت ملک شام میں) اس بستی پر ہو گزرے ہیں جس پر بُری طرح پتھر برسائے گئے تھے (مراد قریہ قوم لوط کا ہے) سو کیا یہ لوگ اُس کو دیکھتے نہیں رہتے (پھر بھی عبرت نہیں پکڑتے کہ کفر و تکذیب کو چھوڑ دیں جس کی بدولت قوم لوط کو سزا ہوئی سو بات یہ ہے کہ عبرت نہ پکڑنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اُس قریہ کو دیکھتے نہ ہوں) بلکہ (اصل وجہ اُس کی یہ ہے کہ) یہ لوگ مر کر جی اُٹھنے کا احتمال ہی نہیں رکھتے (یعنی آخرت کے منکر ہیں اس لیے کفر کو موجب سزا ہی قرار نہیں دیتے اور اس لیے ان کی ہلاکت کو سزائے کفر تجویز نہیں کرتے بلکہ امور اتفاقیہ میں سے سمجھتے ہیں یہ وجہ عبرت نہ پکڑنے کی ہے) ف یہ قریے کئی تھے یہاں قریہ مفرد لانا یا تو اس لیے ہے کہ بڑا قریہ سدوم مراد ہے اور باقی کا حال تبعاً معلوم ہو گیا اور یا مراد جنس ہو جو سب کو شامل ہے۔ ربط اوپر حکایات اعتراضات کے ضمن میں کفار مکہ کی تشنیع و تقبیح چلی آ رہی ہے و نیز آیت ولقد اتوا الخ ذکر القصص کے مقاصد میں سے اُن کی قباحت شناعت کا بھی ہونا مصرح ہے۔ آگے بھی اُن کے بعض شنائع و قبائح قولیہ و فعلیہ و حالیہ و مآلیہ کا بیان ہے چنانچہ ان یتخذونک فعل ہے اور اھذا الذی الخ قول ہے اور سوف یعلمون الخ مآل ہے اور ارایت الخ حال ہے۔ اور چونکہ ھذا تحقیر کے واسطے ہے اس میں بھی اشارہ ہے اُن کے ایک اعتراض کی طرف کہ آپ کے صاحب ثروت نہ ہونے کو بھی منافی شان رسالت سمجھتے تھے جیسا دوسری آیت میں ہے وقالوا لولا نزل ھذا القراٰن علی رجل من القریتین عظیم اور سوف یعلمون الخ میں اشارہ ہے اُس کے جواب کی طرف کہ یہ اعتراض بوجہ عدم دلیل بلکہ مناقض دلیل ہونے کے ضلال محض ہے اور منشا اُس کا اتباع ہوٰی ہے۔

وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ

اور جب یہ لوگ آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ سے تمسخر کرنے لگتے ہیں کہ کیا یہی ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے رسول بنا کر

رَسُوْلًا ۝ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَاۤ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ وَ

بھیجا ہے اس شخص نے تو ہم کو ہمارے معبودوں سے ہٹا ہی دیا ہوتا اگر ہم اُن پر قائم نہ رہتے اور

سَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

جلدی ہی ان کو معلوم ہو جاوے گا جب عذاب کا معائنہ کریں گے کہ کون شخص گمراہ تھا

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝ اَمْ

اے پیغمبر آپ نے اُس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے سو کیا آپ اُس کی نگرانی کر سکتے ہیں یا آپ

تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ

خیال کرتے ہیں کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ

هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ ع ۴

یہ اُن سے بھی زیادہ بے راہ ہیں

تفسیر۔ واذا راوک سے اضل سبیلا تک۔ اور جب یہ لوگ آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ سے تمسخر کرنے لگتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ کیا یہی (بزرگ) ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے (یعنی ایسا آدمی رسول نہ ہونا چاہیے اگر رسالت کوئی چیز ہے تو کوئی رئیس ہونا چاہیے پس یہ رسول نہیں البتہ) اس شخص (کی جادو بیانی اس غضب کی ہے کہ اس) نے تو ہم کو ہمارے معبودوں سے ہٹا ہی دیا ہوتا اگر ہم اُن پر (مضبوطی سے) قائم نہ رہتے (یعنی ہم تو ہدایت پر ہیں اور یہ ہم کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ آگے رد فرماتا ہے کہ ابھی اپنے منہ سے اپنے کو مہتدی اور پیغمبر کو منفی النبوۃ اور ضال

(وہ بالکل بے راہ ہیں) اور (مرنے کے بعد) جلدی ہی ان کو معلوم ہو جاوے گا جب عذاب کا معائنہ کریں گے کہ کون شخص گمراہ تھا (آیا وہ خود
یا نعوذ باللہ پیغمبر اس میں اشارہ بھی ہے جواب کی طرف کہ چونکہ دلائل صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبوت مستلزم ضلالت نہیں اس لیے اس بنا پر انکار
کرنا ضلال محض ہے مگر یہاں عدم توجہ سے ضلال ہونا ظاہر نہیں ہوتا وہاں معائنہ سے ظاہر ہو جاوے گا) اے پیغمبر آپ نے اس شخص کی حالت بھی
دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے سو کیا آپ اس کی نگرانی کر سکتے ہیں یا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں (مطلب
یہ کہ آپ ان کی ہدایت نہ ہونے سے مغموم نہ ہوجیے کیونکہ آپ ان پر مسلط نہیں کہ خواہی نخواہی ان کو راہ پر لا دیں اور نہ ہدایت کی ان سے توقع کیجئے
کیونکہ ان کو نہ سماع ہے نہ عقل ہے) یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں (کہ نہ بات کو سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں) بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں۔
(کیونکہ وہ اس وجہ سے کہ دین کے مکلف نہیں تو ان کا نہ جاننا مذموم نہیں اور یہ مکلف ہیں پھر نہیں سمجھتے پھر یہ کہ وہ اگر معتقد امور دین کے نہیں
تو منکر بھی تو نہیں اور یہ تو منکر ہیں اور ارأیت الخ میں ان کے ضلال کا منشا بھی بیان کر دیا کہ کسی شبہ دلیل سے ان کو اشتباہ نہیں ہوا بلکہ اتباع ہوا
اس کا سبب ہے) ف تخصیص اکثر کی اس لیے فرمائی کہ بعض کو عنایت ازلیہ سے بعد اتخاذ مذکور کے توفیق ایمان کی ہوئی اور بعض سمع و عقل رکھتے
تھے مگر مکابرہ کی راہ سے ایمان نہ لاتے تھے۔ ربط اوپر دور سے انکار رسالت پر تقریع و تشنیع تھی آگے دلائل سے اثبات توحید ہے جن کے ضمن
میں انعامات بھی ہیں چنانچہ خاتمہ مضمون پر نظر کرنے سے استدلال کا اور شکورا سے بیان نعمت کا مقصود ہونا معلوم ہوتا ہے اور درمیان درمیان میں اس
کے انکار پر ذم اور ملامت بوجہ اس کے کہ باوجود دلائل ساطعہ کے سامعین کا اعراض و خلاف ناصح مشفق کی افسردگی کا سبب طبعی ہے جو دعوت
میں عدم نشاط کا موجب ہو سکتا ہے بعض آیات میں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنشیط اور تہییج کا مضمون مذکور ہے پس اصل مضمون اس
مقام میں توحید کا ہے اور دوسرے مضامین بطور استطراد آگئے ہیں اور یہ مضمون اراد شکورا تک چلا گیا ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا

کیا تو نے اپنے پروردگار پر نظر نہیں کی کہ اس نے سایہ کو کیونکر پھیلایا ہے اور اگر وہ چاہتا تو اس کو ایک حالت پر ٹھہرا ہوا رکھتا پھر ہم نے

الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ۝ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ۝ وَهُوَ الَّذِي

آفتاب کو اس پر علامت مقرر کیا پھر ہم نے اس کو اپنی طرف آہستہ آہستہ سمیٹ لیا اور وہ ایسا ہے

جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ۝ وَهُوَ

جس نے تمہارے لیے رات کو پردہ کی چیز اور نیند کو راحت کی چیز بنایا اور دن کو زندہ ہونے کا وقت بنایا اور وہ

الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ

ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوش کر دیتی ہیں اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں

مَاءً طَهُورًا ۝ لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ

جو پاک صاف کرنے کی چیز ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے مردہ زمین میں جان ڈال دیں اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چارپایوں اور بہت سے

كَثِيرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا ۖ فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا

آدمیوں کو پلا دیں۔ اور ہم اس کو ان لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیتے ہیں تاکہ لوگ غور کریں سو اکثر لوگ بے ناشکری کیے

كُفُورًا ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا ۝ فَلَا تُطِعِ

نہ رہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ایک پیغمبر بھیج دیتے سو آپ کافروں کی

الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ○ وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ

خوشی کا کام نہ کیجئے اور قرآن سے اُن کا زور شور سے مقابلہ کیجئے اور وہ ایسا ہے جس نے دو

الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ

دریاؤں کو ملایا جن میں ایک تو شیریں تسکین بخش ہے اور ایک شور تلخ ہے اور ان کے

بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ○ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ

درمیان ایک حجاب اور ایک مانع قوی رکھ دیا اور وہ ایسا ہے جس نے پانی سے آدمی

بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ○ وَيَعْبُدُوْنَ

کو پیدا کیا پھر اُس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا اور تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے اور یہ لوگ خدا کو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۭ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ

چھوڑ کر اُن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ اُن کو کچھ نفع پہنچا سکتی ہیں اور نہ اُن کو کچھ ضرر پہنچا سکتی ہیں اور کافر تو اپنے رب کا

ظَهِيْرًا ○ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ

مخالف ہے اور ہم نے آپ کو صرف اسلئے بھیجا ہے کہ خوشخبری سنائیں اور ڈرائیں آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کوئی

عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ○ وَتَوَكَّلْ

معاوضہ نہیں مانگتا ہاں جو شخص یوں چاہے کہ اپنے رب تک راستہ اختیار کرلے اور اُس حی

عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۭ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ

لایموت پر توکل رکھئے اور اُس کی تسبیح و تحمید میں لگے رہئے اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی

خَبِيْرًا ○ ۛ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ مع

خبردار ہے وہ ایسا ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان میں ہے سب چھ دن میں پیدا کیا

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ○ وَاِذَا

پھر تخت پر قائم ہوا وہ بڑا مہربان ہے سو اُس کی شان کسی جاننے والے سے پوچھنا چاہئے اور جب

قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۤ اَنَسْجُدُ لِمَا

ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں رحمن کیا چیز ہے کیا ہم اُس کو سجدہ کرنے لگیں

تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ۩ ۧ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ ع ٥ / ٣

جس کو تم سجدہ کرنے کے لئے ہم کو کہو اور اس نے ان کو اور زیادہ نفرت ہوئی ہے وہ ذات بہت عالی شان ہے جس نے آسمان میں

بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ○ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ

بڑے بڑے ستارے بنائے اور اس میں ایک چراغ اور نورانی چاند بنایا اور وہ ایسا ہے جس نے

الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ○

رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والے بنائے اُس شخص کے لیے جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے

تفسیر۔ الم تر سے شکورا تک۔ (اے مخاطب) کیا تو نے اپنے پروردگار (کی اس قدرت) پر نظر نہیں کی کہ اُس نے (جب آفتاب اُفق سے طلوع کرتا ہے اس وقت کھڑی ہوئی چیزوں کے) سایہ کو کیونکر (دور تک) پھیلایا ہے (کیونکہ طلوع کے وقت ہر چیز کا سایہ لمبا ہوتا ہے) اور اگر وہ چاہتا تو اُس کو ایک حالت پر ٹھیرا ہوا رکھتا (یعنی آفتاب کے بلند ہونے سے بھی نہ گھٹتا اس طرح پر کہ اُتنی دور تک آفتاب کی شعاعوں کو نہ آنے دیتا کیونکہ آفتاب کی شعاعوں کا زمین کے حصوں پر پہنچنا یا زیادہ حق ہے نہ کہ بالاضطرار مگر ہم نے اپنی حکمت سے اُس کو ایک حالت پر نہیں رکھا بلکہ اُس کو پھیلا ہوا بناکر) پھر ہم نے آفتاب (کے قرب من الافق و ارتفاع عن الافق) کو اس پر (ایک ظاہری) علامت مقرر کیا اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لیے رات کو پردے کی چیز اور نیند کو راحت کی چیز بنایا اور دن کو (اس اعتبار سے کہ سونا مشابہ موت کے ہے اور دن کا وقت جاگنے کا ہے گویا) زندہ ہونے کا وقت بنایا اور وہ ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے ہوائیں بھیجتا ہے کہ وہ (بارش کی امید دلا کر دل کو) خوش کر دیتی ہیں اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں جو پاک صاف کرنے کی چیز ہے تاکہ اُس کے ذریعہ سے مردہ زمین میں جان ڈال دیں اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چار پایوں اور بہت سے آدمیوں کو سیراب کریں اور ہم اُس (پانی) کو (بقدر مصلحت) اُن لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیتے ہیں تاکہ لوگ غور کریں (کہ یہ تصرفات کسی بڑے قادر کے ہیں کہ وہی مستحق عبادت ہے) سو (چاہیے تھا کہ غور کر کے اُس کا حق ادا کرتے لیکن) اکثر لوگ بے ناشکری کیے نہ رہے (جس میں سب سے بڑھ کر کفر و شرک ہے لیکن آپ ان کی اور بالخصوص اکثر کی ناشکری سن کر یا دیکھ کر سعی فی التبلیغ سے ہمت نہ ہاریے کہ میں تنہا ان سب سے کیسے عہدہ برآ ہوں گا بلکہ آپ تنہا ہی اپنا کام کیے جائیے کیونکہ آپ کو تنہا نبی بنانے سے خود ہمارا مقصود یہ ہے کہ آپ کا اجر اور قرب بڑھے) اور اگر ہم چاہتے تو (آپ کے علاوہ اسی زمانہ میں) ہر بستی میں ایک ایک پیغمبر بھیج دیتے (اور تنہا آپ پر تمام کام نہ ڈالتے لیکن چونکہ آپ کا اجر بڑھانا مقصود ہے اس لیے ہم نے ایسا نہیں کیا تو اس طور پر اتنا کام آپ کے سپرد کرنا خدا تعالیٰ کی نعمت ہے) سو (اس نعمت کے شکریہ میں) آپ کافروں کی خوشی کا کام نہ کیجیے (یعنی کافر تو اس سے خوش ہوں گے کہ تبلیغ نہ ہو یا کمی ہو جاوے اور اُن کی آزادی سے تعرض نہ کیا جاوے) اور قرآن (یعنی جو دلائل حق کے مذکور ہیں جیسا اسی مقام پر دلائل توحید کے ارشاد ہوئے ہیں اُن) سے اُن کا زور و شور سے مقابلہ کیجیے (یعنی عام اور تام تبلیغ کیجیے یعنی سب سے کہیے اور بار بار کہیے اور ہمت قوی رکھیے جیسا اب تک آپ کرتے رہے ہیں پس مقصود اس سے مراد نہی سے احداث نہیں بلکہ ابقا ہے پس کوئی اشکال لازم نہیں آتا آگے پھر عود ہے دلائل توحید کی طرف) اور وہ ایسا ہے جس نے دو دریاؤں کو (صورۃً) ملایا جن میں ایک (کا پانی) تو شیریں تسکین بخش ہے اور ایک (کا پانی) شور و تلخ ہے اور (باوجود اختلاط صوری کے حقیقۃً) اُن کے درمیان میں (اپنی قدرت سے) ایک حجاب اور (اختلاط حقیقی سے) ایک مانع قوی رکھ دیا (جو خود خفی غیر محسوس ہے اُس کا اثر یعنی امتیاز دونوں پانی کے مزہ میں محسوس ہے۔ مراد ان دو دریاؤں سے وہ مواقع ہیں جہاں شیریں ندیاں اور نہریں بہتے بہتے سمندر میں آ کر گری ہیں وہاں باوجود اس کے کہ اوپر سے دونوں کا سطح ایک معلوم ہوتا ہے لیکن قدرت الٰہیہ سے اُن میں ایک ایسی فاصل ہے کہ ملتقی کے ایک جانب سے پانی لیا جاوے تو شیریں اور دوسری جانب سے جو کہ جانب اول سے بالکل قریب ہے پانی لیا جاوے تو تلخ چنانچہ بنگال میں بھی ایسا موقع موجود ہے) اور وہ ایسا ہے جس نے پانی سے (یعنی نطفہ سے) آدمی کو پیدا کیا پھر اُس کو خاندان والا اور سسرال والا کیا (چنانچہ باپ دادا وغیرہ شرعی خاندان اور ماں نانی وغیرہ عرفی خاندان ہیں جن سے پیدائش کے ساتھ ہی تعلقات پیدا ہو جاتے ہیں پھر شادی کے بعد سسرالی رشتے پیدا ہو جاتے ہیں یہ دلیل قدرت بھی ہے کہ نطفہ کیا چیز تھی پھر اُس کو کیسا بنا دیا کہ وہ اتنے علاقوں والا ہو گیا اور نعمت بھی ہے یہ تعلقات مدار معاونت ہیں) اور (اے مخاطب) تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے (مناسبت سے نعمت کی طرف اور قدیرا سے دلیل قدرت کی طرف اشارہ ہے) اور (باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں ایسا کامل ہے جیسا بیان ہوا۔ اور یہ کمالات مقتضی ہیں کہ اُسی

نیشنل وار فرنٹ

قومی محاذ جنگ کیا چیز ہے ؟

نیشنل وار فرنٹ یعنی قومی محاذ جنگ کا مقصد پبلک کی اندرونی اصلاح اور امن عامہ کو بحال رکھنے کی کوشش کرنا ہے اس کے اغراض مقاصد تمام عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لیے ہیں۔

اس کے مقاصد یہ ہیں۔

(۱) امن عامہ کو قائم رکھنے کے لیے عوام الناس کا تعاون حاصل کرنا اور بد امنی پھیلانے کے ذریعوں کو دور کرنا۔

(۲) ہندوستان کی جملہ اقوام میں اتحاد باہمی قائم کرنا اور اس کے لیے کوشش کرنا

(۳) بدمعاش اور غنڈوں کی دیکھ بھال اور انکا انسداد کرنے کے لیے عوام کی امداد کرنا۔

(۴) غلط خبروں اور جھوٹی افواہوں کی تردید کرنا اور ان کو پھیلنے سے روکنا۔

(۵) پانچویں کالم یعنی دشمنوں کے جاسوس اور دشمنوں سے ہمدردی رکھنے والوں کا پتہ لگانا اور ان کی نگرانی کرنا۔ تاکہ وہ اپنی کارروائیوں کو عمل میں نہ لاسکیں۔

(۶) کھانے پینے کی اور ضرورت زندگی کی چیزوں کو انکی مقررہ قیمت پر فروخت کرنے کا انتظام کرنا اور ناجائز منافع بازی کو روکنا۔

(۷) زائد غلہ پیدا کرنے کی ہدایت کرنا اور اس کے متعلق پروپیگنڈا کرنا۔

(۸) شہری بچاؤ اور ہوائی حملہ سے بچنے کی تعلیم حاصل کرنے کی جانب عوام الناس کی توجہ دلانا اور اسکے فوائد عوام کے ذہن نشین کرانا۔

(۹) شکست خوردہ ذہنیت کی ہر ممکن طریقہ سے اصلاح کرنا۔

نیشنل وار فرنٹ کے اغراض و مقاصد اور اسکا طریق کار کسی سیاسی جماعت کے خلاف نہیں ہے۔ اور نہ کسی کو اس سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ عوام الناس کو نیشنل وار فرنٹ کی خدمات سے فائدہ حاصل کرنا چاہیے اور تعاون کر کے عوام الناس کی فلاح و بہبودی میں حصہ لینا چاہیے۔

پراونشل نیشنل وار فرنٹ نمبر ۲۵ راج پوت روڈ دہلی

کیا آپ نماز پڑھنی جانتے ہیں؟

جب کوئی مسلمان آپ سے یہ سوال کرے گا تو آپ اس پر بہت ناراض ہونگے اور آپ کا جی چاہے گا کہ سوال کرنے والے کا منہ نوچ لیں مگر حقیقت یہ ہے کہ آج...

مسلمانوں کے ایمان پہ الحاد کی بجلیاں

[illegible] اسلام کو دنیا کی ضرورت کیوں ہے؟ [illegible] نماز کے معنی اور بنیادی فائدے کیا ہیں؟ [illegible] نماز کیا ہے کس وقت اور کس طرح پڑھنی چاہئیں؟ ان سوالات کے جوابات آپ کو کتاب [illegible]

معلومات نماز

مل لیں گے جس کو مذہب اسلام کی ایک سو مستند کتابوں کے مطالعہ کے بعد حضرت علامہ خلیل احمد صاحب فاضل دینیات مولوی عالم مولوی فاضل وغیرہ نے [illegible] محنت کے بعد تصنیف کیا ہے۔ معلومات نماز [illegible] [illegible] اردو زبان میں مسئلہ نماز پر بہترین مکمل اور پہلی کتاب ہے [illegible] معلومات نماز ہے [illegible] کتاب کی خوبیوں کا اندازہ کر سکیں۔ کتاب کی اہمیت کو محسوس کرنے کے لیے بہت ہی مختصر فہرست مضامین ملاحظہ فرمائیے اور غور کیجئے کہ کس طرح دریا کو کوزہ میں بند کیا گیا ہے۔ لکھائی چھپائی سب اعلیٰ درجہ کی ہے ضخامت تقریباً دو سو صفحات ہے اور قیمت باوجود ان خوبیوں کے صرف ۸ آنے (۸/) ہے۔

طباعت کتابت کاغذ اعلیٰ درجہ کا | مختصر فہرست مضامین "معلومات نماز" | قیمت صرف آٹھ آنے (۸/)



قائم شدہ سنہ ۱۹۰۳ء

ٹیلیفون نمبر ۲۶۷

پوسٹ بکس نمبر ۲۲

تار کا پتہ: ...

قرص جریان

جریان کے بیماروں کو شفا و زندگی کی خوشخبری

قرص جریان کی تمام ہندوستان میں دھوم ہے شہرت اور چہل پہل ہے کیونکہ اس سے جریان کے ایسے بیمار بھی اچھے ہوئے ہیں جنکو پہلے جواب دیدیا تھا اور وہ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔

قرص جریان کوئی معمولی دوا نہیں ہے یہ عالیجناب مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی کے چشمۂ فیض کا کرشمہ ہے مسیح الملک اسوقت ہندوستان کے سب سے بڑے طبیب ہیں آسمان طب کے آفتاب کی روشنی ہر جگہ ہے اور آپکی شفا بخشی کی ہر جگہ دھوم ہے۔

قرص جریان سے جریان اور اس کی وجہ سے پیدا ہونے والی تمام شکایتیں جاتی رہتی ہیں۔ مثلاً سستی، کمزوری، اعضا شکنی، کثرت احتلام، پیشاب سے پہلے یا بعد قطرے کا آنا، تولیدی مادہ کا پانی ہونا، پٹھوں کی کمزوری، اعضاء رئیسہ کا بگاڑ ... دماغ و دل اور پٹھوں کی کمزوری وغیرہ وغیرہ۔ اگر یہ مرض دیر تک رہ جائے تو بہت سی ... یا پاگل پن یہاں تک کہ ... بیماریاں ہو جاتی ہیں۔ اس لئے قرص جریان کے استعمال کرنے میں دیر نہ کیجئے۔ اس سے زندگی محفوظ ہو جاتی ہے ... قیمت نہایت کم رکھی گئی ہے۔ **قیمت** ۲۴ قرص صرف ۱۲ بارہ آنے۔ ترکیب استعمال دو قرص صبح و شام پانی یا دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔



ملنے کا پتہ۔ منیجر ہندوستانی دواخانہ۔ دہلی

پیشوا



ایک روپیہ سالانہ میں
یہ رسول نمبر بھی ملتا
ہے

سالانہ چندہ عہ
اس خاص پرچہ کی قیمت
آٹھ آنے

جامع :- غلام غلامانِ رسالت پناہی سید عزیز حسین نقالی

مقامِ اشاعت جامع مسجد دہلی



کربلا کے میدان میں خاندان رسالت کی بربادی اور سرزمین نینوا کے جلتے ہوئے ریگستان میں فاطمی شہیدوں کی بے گور و کفن لاشوں کے تڑپنے کا خونچکاں مرقع

مظلوم کربلا [illegible]

دریائے فرات کے کنارے بیکسی و مظلومی کے الم انگیز نظارے [illegible]

مشترکہ شیعہ سنی پلیٹ فارم [illegible]

حضور سرور کائنات کی وفات کے بعد [illegible]

حضرت امام مظلوم کی تقریریں میدان جنگ میں

[illegible] قیمت ۸/ محصول ۸/ [illegible]

فوٹو بلاک [illegible]

فہرست مضامین [illegible]

دوسری مجلس [illegible]

تیسری مجلس [illegible]

چوتھی مجلس [illegible]

پانچویں مجلس [illegible]

چھٹی مجلس [illegible]

ساتویں مجلس [illegible]

آٹھویں مجلس [illegible]

نویں مجلس [illegible]

دسویں مجلس [illegible]

گیارہویں مجلس [illegible]

بارہویں مجلس [illegible]

ہمارا یقین ہے آپکی عمر بھر کی ناکامی ۵ دن میں کامیابی میں بدل جائیگی

ایڈیٹر صاحب وحدت دہلی کیا فرماتے ہیں

آج کل اشتہار بازی نے ایک ذریعہ معاش کی صورت اختیار کرلی ہے اور پبلک کو ایسے تلخ تجربے ہوئے ہیں کہ اشتہار خواہ کتنا ہی سچا ہو مگر مشکل سے یقین ہوتا ہے لیکن یہ مسرت ہے کہ اس بے اعتباری کے زمانہ میں مشہور نامور کارخانہ "انڈو جنیوئن کیمیکل ورکس رجسٹرڈ دہلی" نے اپنی دیانتدارانہ خدمات بہترین صحیح اور خالص ادویات عوام کے سامنے پیش کرکے تمام مقبولیت اور ہردلعزیزی حاصل کرلی ہے، اور میری ذاتی معلومات ہیں کہ ان کا تمام کاروبار راستبازی دیانتداری اور نہایت محنت اور قابل ترین کارکنان ور بالکل اشتہار کے مطابق ادویہ پیش کرنے میں بے مثل کارخانہ ہے یہی وجہ ہے کہ روز افزوں ترقی کررہا ہے اور ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اور بیرون ہندوستان وجنوبی افریقہ۔ یوگنڈا۔ عدن۔ سیلون۔ ملایا۔ انگلینڈ تک اس کارخانہ کی دواؤں کے استعمال کرنیوالے اور ان کے اثرات کے معترف موجود ہیں۔ جن کی تائید میں ہزاروں مریضوں کے خطوط دیکھے۔ لہٰذا میں ان حضرات کی جو ضرورتمند ہوں رہنمائی کرونگا کہ وہ اس کارخانہ کی سریع التاثیر مفید ادویہ استعمال کرکے فائدہ حاصل کریں جو ہر موسم میں قابل استعمال ہیں (ایڈیٹر)

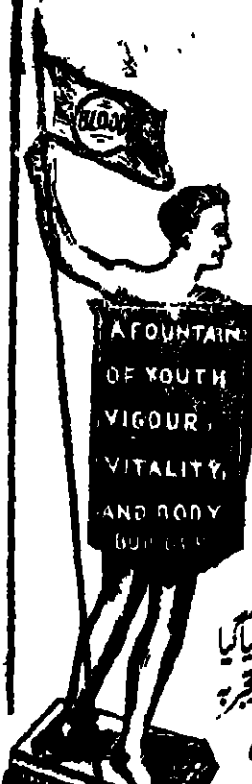
ہمیں امید ہے کہ آپ مذکورہ بالا رائے کو پڑھنے کے بعد ہمارا یہ اشتہار صحیح تصور فرمائیں گے اگر آپ ضرورتمند ہوں تو ضرور دوا طلب فرمائیں انشاء اللہ فائدہ ہوگا اگر فائدہ نہو تو دس روپے انعام اور قیمت واپس ہمارا یہ اعلان ڈنکے کی چوٹ ہے اس میں ذرہ بھر مبالغہ یا دھوکہ نہیں اگر ہم آپ سے دھوکہ کریں تو "خدا اور رسول صلعم سے دھوکہ کریں"

سائنٹیفک آئل رجسٹرڈ اس صدی کا انمول جوہر اور اس موسم کا خاص تحفہ ہے اس حیرت انگیز تیل کی تاثیر سے فائدہ اٹھائیے نہ پان باندھنے کی ضرورت نہ کپڑا لپیٹنے کی حاجت نہ آبلہ کا ڈر لگتے ہی جذب ہوکر شتاب کردیتا اور خوابیدہ جذبات میں طوفان عظیم پیدا ہوجاتا ہے ایک شیشی کا استعمال تمام نقائص خواہ وہ کسی سبب سے کیوں نہ پیدا ہوگئے ہوں مثلاً کجی۔ خمی۔ لاغری۔ نامردی۔ کم خواہشی۔ رگوں کے پھول جانیکو دور کرکے کندن وفولاد بنا دیتا ہے۔ یقین مانیئے اس سے بہتر آئل آپ کو دنیا کے پردے پر نہ ملیگا۔ اس کے استعمال سے پٹھوں میں نئی زندگی غضب کی سختی ناقابل برداشت تیزی پیدا ہوجاتی ہے جس کے اظہار سے تہذیب مانع ہے سب باتوں کے لئے اعجاز کا کام دیتا ہے ہر عمر اور موسم میں استعمال ہوسکتا ہے، تمام نقائص دور کرکے ناکارہ سے ناکارہ آدمی کو قابل فخر بنا دیتا ہے۔ قیمت دو روپے (عہ) علاوہ محصول ڈاک۔ اس کے استعمال کے بعد ہمیشہ کیلئے مردانہ شکایات دور ہوجاتی ہیں۔ نہایت بے ضرر اور نطفی خوشبو کن ذرہ برابر تکلیف کے بغیر عضو میں نئی روح پیدا کرتا ہے یہ دوا دہلی مارکیٹ میں اول نمبر ہے

دافع جریان و احتلام رجسٹرڈ یہ جادو اثر قرص ہر قسم کے شدید جریان اور کثرت احتلام کو بفضلہ تعالیٰ دعوے کے ساتھ دور کرتے ہیں۔ اور پیشاب سے پہلے یا بعد سفید رطوبت کا آنا۔ مادہ کا پتلا پڑ جانے کو دور کرکے قوت مردمی کا معاون ہوتا ہے۔ جسم میں تروتازگی اور فربہی لاکر چہرہ کو مثل لعل بدخشاں سرخ کرتا ہے۔ اس کے چندروز کے استعمال سے جسم میں مادہ کافی مخلوط ہوکر کافی تعداد میں پیدا کرتا ہے۔ قیمت ۸۰ قرص دو روپے۔ علاوہ محصولڈاک۔ ہماری یہ دوا جواہرات سے تولنے کے قابل ہے جس نے ہزاروں نامرادوں کو بامراد بنادیا غیر ملکوں تک اسکی دھوم مچی ہے جریان کا قلع قمع کرنے کیلئے ہم ہندوستان کے ہر دواخانہ کو چیلنج کرتے ہیں جس کا جی چاہے آزمالے اس کے استعمال کے بعد بدن میں توانائی، طبیعت میں چستی، دل میں جوانی کی امنگ، نطفہ میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت آجاتی ہے۔

محبوب عشرت رجسٹرڈ یہ گولیاں انتہائی ممسک ہیں خاص وقت کی پشیمانی سے بچالیتی ہیں سرعت انزال کی شکایت بالکل نہیں ہوگی مغرور محبوبہ عجز و دی میں چور ہوکر وارفتہ ہوجاتی ہے۔ اور سدا غلام بنجاتی ہے۔ قیمت دو روپے (عہ) ہزاروں آدمیوں کی آزمودہ گولیاں ہیں یہ گولیاں منشی ادویات سے پاک ہیں اور مستقل امساک پیدا کرتی ہیں محصولڈاک بذمہ خریدار تینوں دوائیں یکجا منگانے پر محصول معاف۔

دہلی کا نامور گورنمنٹ رجسٹرڈ کارخانہ۔ | **انڈو جنیوئن کیمیکل ورکس رجسٹرڈ اکاخانہ جامع مسجد دہلی** | ٹیلیفون نمبر ۶۹۲ قائم شدہ سنہ ۱۹۳۰ء



ایک ایسی بوٹی کی دریافت

جس نے مُردوں میں جان ڈال دی

امریکہ کے ایک مشہور ڈاکٹر شیلے نے اپنے تجربات میں ایک نیا اضافہ کیا ہے یعنی ایک ایسی بوٹی کو افریقہ کے جنگلوں سے حاصل کیا ہے کہ جس کو اگر تندرست انسان کھائے تو ہمیشہ جوان بنا رہے۔ اور بڑھاپا اسکے پاس تک نہ آئے۔

جانوروں پر دوا کا تجربہ

بندر، خرگوش اور جنگلی چوہے ان سب پر پہلی مرتبہ اس بوٹی کا تجربہ کیا گیا۔ اور ان جانوروں کو تقریباً مُردہ حالت میں حاصل کیا گیا اور پھر ان کو دوا کی ایک ایک خوراک دی گئی۔ اور ۴۸ گھنٹے کے اندر یہ جانور تندرست ہوگئے۔ اور ان کا وزن بڑھ گیا۔ ان پر تجربہ کرنے کے بعد کامیابی ہوگئی۔ پھر ایسے کمزور انسانوں پر تجربہ کیا گیا جو عیاشی، دماغی کمزوری، دھات کی کمزوری، اعصاب کی کمزوری اور عام جسمانی کمزوری میں مبتلا تھے۔ اور ان میں بعض ایسے بھی تھے کہ جن کا بدن سوکھ کر کانٹا ہوا جا رہا تھا۔ اس دوا نے جادو کا کام کیا یعنی ایک ایک خوراک دینے سے ۴۸ گھنٹے کے اندر ان کے چہروں پر رونق، بشاشی اور جسم میں چستی آگئی، دماغ میں طاقت، اور اعصاب میں خون کی گردش ہونے لگی۔ اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ جوانی اپنے شباب پر آنی شروع ہوگئی ہے۔

۶۰ سالہ بوڑھے بھی جوان ہوگئے

آپ تعجب نہ کریں! اب وقت آگیا ہے کہ کمزور انسان اور بوڑھے مرد بھی جوان ہو جائیں گے۔ اور امریکن ڈاکٹر کی ایجاد کی بدولت اپنی عمر کو سو سال تک بڑھا لیں گے۔

کمزوری کو دور کرنے کا کم قیمت علاج

جوہر حیات کو برباد کر دینے کے بعد اگر آپ میں سے کوئی مرد کمزور ہو گیا ہے اور اسکی خواہش ہے کہ جوان ہو جائے تو ڈاکٹر مذکور کی دریافت سے تیار کی ہوئی ایک مرکب دوا "بلڈ ٹانک پلز" کا ضرور امتحان کرلے۔ ۲۵ دن کے اندر ہی بیمار جسم کی کایا پلٹ جائیگی اور اس دوا کو تندرست انسان استعمال کرنے کے بعد اپنی زندگی کے مالک بن جاتے ہیں۔ ایک پیکٹ "بلڈ ٹانک پلز" کی قیمت جس میں ۲۵ دن کی ٹکیاں ہوتی ہیں صرف تین روپے ہے۔ محصول ڈاک گیارہ آنے (۱۱) الگ ہے۔

"ہندوستان کے ہزارہا ڈاکٹر اس دوا کی سفارش کر رہے ہیں"

ڈسٹری بیوٹرس:- **اکسیری دواخانہ** کلاں محل، پوسٹ بکس نمبر ۴۱ (پی، ڈی) **دہلی**

اَولاد ہونے کی دوا

"مُحافظ اَولاد"

جسکی مَدد سے ہر عورت کو اولاد ہوسکتی ہے



جب کسی عورت مرد کی شادی کو کئی برس گذر جائیں اور پھر بھی اُن کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو یا کسی اندرونی اور نامعلوم خرابی کے باعث عورت کو "اُمید" نہ ہوتی ہو یا وہ لوگ جو بچہ کے لئے ترستے ہوں اور ان کے ہاں بچہ پیدا نہ ہوتا ہو تو ایسی حالت میں صرف ایک ہی ترکیب ہے جس کے بعد عورت کو بچہ ہوجائے گا۔ برسوں کی تمنا پوری ہوجائیگی یعنی اس ترکیب پر عمل کرنے کے بعد اولاد پیدا ہونے لگے گی۔

عورت کو بچہ ہونے کی ترکیب } موجودہ زمانے کی تحقیقات اور کئی سال کی مسلسل کوشش کے بعد ایک ایسی عجیب غریب دوا تیار ہوئی ہے جسے اگر روزانہ سات دن تک مسلسل ایک ایک خوراک عورت کو کھلائی جائے اور ان سات دن میں وہ خاص پرہیز کرے اور علیحدہ رہے اور ٹھیک آٹھویں رات یہ پرہیز توڑ دیا جائے تو اُسی آٹھویں رات عورت کو "اُمید" ہوجائیگی۔ اس دوا کا نام "محافظ اولاد" ہے اور تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ مسلسل سات دن تک اس دوا کے استعمال سے عورت کا اندرونی جسم...... بالکل قدرتی اور نیچرل حالت میں آجاتا ہے اور جب آٹھویں رات .... تو اس کو اسی رات "اُمید" ہوجاتی ہے اور پھر نو مہینے بعد وہ اپنی گود میں بچہ دیکھ لیتی ہے ایک شیشی محافظ اولاد میں ایک عورت کے لئے پوری سات خوراک دوا ہوتی ہے۔ اور اس کی قیمت دو روپے آٹھ آنے ہے جسکو ضرورت ہو

لیڈی ڈاکٹر زنانہ دواخانہ ۳۴۷ پی بکس دہلی

کے پتہ پر خط لکھکر یہ دوا بذریعہ وی پی پارسل منگالیں۔ پارسل پر صرف نو آنے محصول لگے گا۔

ٹیلیفون نمبر ۶۲۶۸

دنیا کو حیرت میں ڈالنے والا

روغن طلسمی رجسٹرڈ

المعروف طلاء مجلوق یا طلاء درازی

یہ روغن نہیں بلکہ جادو ہے جس کے معجز نما اور حیرت انگیز اثرات نے طبی دنیا میں حیرت انگیز انقلاب پیدا کر کے بڑے بڑے نامی گرامی حکماء کی عقل کو چکر میں ڈال دیا ہے اور جس کے استعمال سے قلیل عرصہ میں پانچ ہزار سے زیادہ مایوس اور زندہ در گور مریض نئی زندگی حاصل کر چکے ہیں۔

مردانہ عضو کی جملہ خامیوں مثلاً کجی۔ خمی، اور سستی ناہمواری کو دور کرنے کے علاوہ عضو مخصوص کی کوتاہی اور لاغری کو دور کرنے میں اس قدر زود اثر اور اکسیر صفت ہے کہ ایک ہفتہ کے استعمال سے اس قدر درازی اور فربہی آ جاتی ہے کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ تجربہ کے بعد ہم کو یقین ہے کہ آپ اپنے احباب کو اس حیرت انگیز ایجاد سے باخبر کر کے ہماری شہرت کا باعث بنیں گے۔ ایک شیشی کا استعمال ایک مریض کے لئے کافی ہوتا ہے لطیف اجزاء سے مرکب ہے۔ آبلہ، چھالہ کا ہرگز خطرہ نہیں اور نہ ہی موسم کی قید ہے۔ قیمت فی شیشی تین روپئے محصولڈاک بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ انڈو جنیوئن کیمیکل ورکس نزد ڈاکخانہ جامع مسجد دہلی ۶ فون نمبر ۶۹۲

عورت کو سفید پانی کی بیماری اور اس کا حیرت انگیز علاج

سیلان الرحم کیلئے دنیا کی سرتاج اور شہرہ آفاق ایجاد

انیس مستورات رجسٹرڈ

افسوس کس قدر دردناک ہے وہ خاتون جو سفید پانی کی بیماری میں مبتلا ہے آجکل ۹۰ فیصدی عورتیں سیلان الرحم لیوکوریا کی بیمار ہیں اس مرض میں مبتلا ہونے والی عورت کے خفیہ بدن سے ہر وقت سفید رنگ کا بدبودار پانی یا رطوبت جاری رہتی ہے جو آہستہ آہستہ جوانی کا خاتمہ کر دیتی ہے جس کی وجہ سے عورت کا بدن کمزور، رنگ پیلا ہاتھ پیر میں جلن دماغ میں چکر، کمر درد، پنڈلیاں پریشان ہر وقت معلوم ہوتی ہے طبیعت ہر وقت اداس رہتی ہے۔ ناطاقتی خون کا کم پیدا ہونا۔ دل کی دھڑکن ایام کی بے قاعدگی۔ بعض اوقات ایام کا رک کر آنا۔ درد کے ساتھ آنا وغیرہ۔ ضعف رحم کا ہو جانا۔ غرضکہ آخر میں دق تک پہنچکر غریب بے زبان عورت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اگر کسی دوا خانہ میں اس قدر کامیاب دوا اس مقصد کے لئے موجود ہو تو ہم ہندوستان کے ہر چھوٹے بڑے دوا خانہ کو چیلنج کرتے ہیں جس کا دل چاہے آزمالے ہزاروں خواتین دن رات اس سے شفایاب ہو رہی ہیں اور سینکڑوں حکیم اور ڈاکٹر اپنے مریضوں کو استعمال کرا رہے ہیں باوجود اس قدر فوائد کے قیمت ۲ علاوہ محصول ڈاک آج ہی آرڈر لیجئے یا منگا کر استعمال کیجئے استعمال کے دو روز بعد ہی سفید پانی کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ ہم عنقریب بین الاقوامی مقابلہ میں اس دوا کو رکھکر دنیا کو بتا دینگے کہ اس سے بہتر اس مرض کیلئے دنیا میں کوئی نسخہ نہیں۔

> **سید عاشق علی صاحب ایڈیٹر الامان دہلی**
>
> اس دوا خانہ کی تمام ادویات کلی اشتہارات کے مطابق ہوتی ہیں اور اسکا تمام کاروبار راستبازی اور دیانتداری پر موقوف ہے کاروبار جو مقبولیت اس دوا خانہ کو حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں لہذا ضرورتمندوں سے سفارش کرتا ہوں۔
>
> عاشق علی

دہلی کا نامور کارخانہ انڈو جنیوئن کیمیکل ورکس نزد ڈاکخانہ جامع مسجد دہلی ۶ ٹیلیفون نمبر ۶۹۲

هو المولٰی — هو الباقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم

یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم

مجالس میلاد میں پڑھنے کی بہترین کتاب

رسول نمبر — تذکرۂ جمیل

پیشوا دہلی

کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید اللہم بارک علی محمد

جلد ۲۰ | بابت ماہ صفر و ربیع المنور سنہ ۱۳۶۳ ہجری نبوی | نمبر ۲۴ و ۲۵

شذرات

(از عزیز حسن)

اس سال کا رسول نمبر

کاغذ کی گرانی اور نایابی کے زمانہ میں مذہبی رسائل کی قدر اور اس بے حسی کے دور میں، قدم قدم پر مالی مشکلات کی نہ سلجھنے والی گتھی الجھی ہی رہی۔ لیکن سرکار رسالت کا یہ نذرانہ جو ان کے غریب غلاموں کی طرف سے ۲۰ سال سے نہایت پابندی سے پیش ہو رہا تھا۔ اس سال بھی حاضر ہے۔ الحمد للہ علی احسانہ

اگرچہ جس شان سے جنگ سے پہلے پیشوا کا رسول نمبر نکلا کرتا تھا۔ اس شان کا یہ پرچہ نہیں ہے۔ لیکن جبکہ بڑے بڑے سرمایہ دار اور با ہوا مذہبی رسائل کی ضخامت ۴۴ صفحے رہ گئی ہو۔ پیشوا کا ہر مہینہ ۴۸ صفحہ پر شائع ہونا۔ اور اس رسول نمبر کا ۴۴ صفحہ پر شائع ہونا، قیمت میں ایک پائی کا اضافہ نہ ہونا کیا کچھ کم حیرت انگیز نہیں ہے؟

لیکن اس کے باوجود قارئین پیشوا کی یہ سرد مہری کہ نہ کتابیں خریدیں نہ نئے خریدار فراہم کئے کیا کچھ کم ہمت شکن نہیں ہیں؟ دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ پر اہم ہیں۔ میری ہمت خودکشی تک پہنچ گئی۔ خریدار صاحبان کی لاپروائی، فرض ناشناسی انتہا تک۔ تاہم میں نے خریدار صاحبان کے ذوق دینی اور عشق رسالت پر اعتماد کر کے رسول نمبر کی ضخامت بڑھا دی ہے۔ اور یہ سمجھ رہا ہوں کہ اعجاز نما کلام اللہ مترجم و مفسر غریبوں کا سستا قرآن مترجم، مسلم شریف اردو مکمل چونکہ کافی تعداد میں پیشوا کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ اس لئے اگر احساس دینی اور فرض شناسی کا بالکل ہی جنازہ نہیں نکلا ہے، تو جو رقم رسول نمبر پر زائد خرچ ہوئی ہے اس کی واپسی کے لئے خریداران پیشوا کو حسب ذیل صورتیں اختیار کرنی چاہئیں۔

(۱) اعجاز نما قرآن شریف، غریبوں کا مترجم قرآن شریف، مسلم شریف اور دوسری کتابیں زیادہ سے زیادہ خود بھی خرید یئے اور اپنے دوستوں کو بھی خرید کتب پر آمادہ کر کے ان کے آرڈر منیجر رسالہ پیشوا دہلی کے نام بھجوا دیئے۔

(۲) سالہائے گزشتہ کے ہزاروں رسول نمبر بچے ہوئے ہیں ان کو اپنے دوستوں اور غیر مسلموں میں بغرض ثواب مفت تقسیم کرنے کے لئے ایک روپے کے چار کے حساب سے طلب کیجئے۔ اگر ہر خریدار ایک روپے کے یہ رسول نمبر

(سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپوا کر دفتر رسالہ پیشوا ... دہلی سے شائع کیا)

مطلب کرے جو سیرت نبوی پر بہترین لٹریچر ہے تو اس قسم کی آمد سے رسول نمبر کا بوجھ بڑی حد تک ہلکا ہو جائے۔

(۴) ہر خریدار کم سے کم پانچ نئے خریداروں سے قیمت وصول کر کے منیجر پیشوا کے نام ارسال کر دیں تو ایک طرف پیشوا کا حلقہ اشاعت ایکدم پانچ گنا ہو جائے۔ دوسری جانب نئے خریداروں میں کتابوں کی مانگ زیادہ ہو اور اس طرح پیشوا کے رسول نمبر کا مالی بوجھ بڑی حد تک کم ہو جائے۔

یہ تین صورتیں ہیں اور اگر تمام خریدار صاحبان عمل کر لیں۔ تو پیشوا کے اس رسول نمبر کا خرچ پورا ہو جائے اور پیشوا کے کتب خانہ میں نئی کتابیں (بیان القرآن) احکام القرآن ادب نبوی تاریخ اسلام وغیرہ چھپنے کے لئے دیدی جائیں۔

میں نہیں چاہتا کہ پیشوا کی قیمت بڑھاؤں، جبکہ روپے کی قیمت گرانی نے چار آنے کر دی ہے اور تمام اخراجات بڑھ گئے ہیں۔ لیکن اگر پیشوا کے خریداروں نے میری مندرجہ بالا گذارشات پر توجہ نہ کی تو مجھکو مجبوراً پیشوا کی قیمت بڑھانی پڑیگی۔ اور ایسی صورت میں کہ گرانی نے حواس باختہ کر دیئے ہیں اور ضروریات کی تمام چیزیں گراں سے گراں ترین ہو رہی ہیں اگر پیشوا کی قیمت آئندہ مہینے سے بڑھ جائے تو تعجب نہ کیجئے لیکن اگر مجھے ایک ہزار نئے خریدار مل گئے۔ اور ایک ہزار کی کتابیں فروخت ہو گئیں تو سر دست پیشوا کی قیمت نہیں بڑھیگی۔

کیا میں توقع کروں کہ پیشوا کے خریدار صاحبان میری گذارشات پر توجہ فرمائیں گے اور مجھے پیشوا کی قیمت بڑھانے پر مجبور نہ کریں گے؟

حریت کا سالنامہ

حکومت ہند نے وکٹری نمبر کی اجازت نہیں دی اس لئے اب حریت کا وکٹری نمبر پانچ سو صفحے کا شائع نہیں ہوگا۔ بلکہ دو سو صفحے کا سالنامہ شائع ہوگا۔ جو ادب اردو پر ایک لاجواب تصنیف ہوگی۔ جن کے عنوانات یہ ہیں۔

(۱) اردو علم و ادب (۲) اردو کی تاریخ (۳) اردو کی ترقی میں ہندوؤں کا حصہ (۴) اردو کی ترویج میں سکھوں، عیسائیوں کا حصہ (۵) اردو کی ترقی میں حکومتوں کا حصہ۔ اردو کی ترقی میں والیان ریاست کا حصہ (۶) اردو کی ترقی میں شاعروں کا حصہ۔ اردو کی ترقی میں ناول نویسوں کا حصہ (۷) اردو کی ترقی میں ڈرامہ کا حصہ۔ اردو کی ترقی میں فسانہ نویسوں کا حصہ (۸) اردو کی ترقی میں مسلم سازوں کا حصہ (۹) اردو کی ترقی میں ریڈیو کا حصہ (۱۰) ایک ملک ایک قوم کے لئے ایک زبان (۱۱) اردو کی ترقی کے وسائل (۱۲) اردو کی مخالفت ہندوستان سے غداری (۱۳) اردو کے مشہور شاعر، ڈرامہ نگار، ناول نویس، افسانہ نگار مزاح نگار (۱۴) مشہور ایکٹر و ایکٹرسیں (۱۵) افسانے، مزاحیہ افسانے۔ (۱۶) ادب لطیف۔ غزلیں۔ نظمیں وغیرہ

ایکدم جن سے زیادہ سہ رنگی بلاک ہو گئے اور دو جن صفحات پر یک رنگی فوٹو بلاک ہونگے۔ سہ رنگی ٹائٹل ہوگا۔ قیمت دو روپے ہوگی۔

مشاہیر ملک سے مذکورہ عنوانات پر مضامین لکھنے کی درخواستیں کی گئی ہیں۔ اکثر ہندو مسلمان اہل قلم نے مضامین بھیجدیئے ہیں اور بقیہ نے اطلاع دی ہے کہ بہت جلد ان کے مضامین حریت آفس میں ارسال کر دیئے جائیں گے۔

میں کوشش کروں گا کہ حریت کا یہ سالنامہ نظم و نثر کا لاجواب مرقع ہو۔ جن حضرات نے ابھی تک مضامین نہیں ارسال کئے ہیں اور نہ جواب دیئے ہیں ان سے درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے افکار عالیہ ارسال فرمائیں۔

حبیب نامہ

۱۹۶۰ء کے رسول نمبر کا ابتدائی حصہ حضرت علامہ آغا رفیق صاحب نے مجالس میلاد میں پڑھنے کے لئے لکھا تھا۔ یہ قدیم طرز کا بہترین محققانہ میلاد بہت پسند کیا گیا تھا لیکن چونکہ واقعات سیرت ہجرت تک شائع ہوئے تھے اس لئے احباب کرام کا تقاضا تھا کہ حبیب نامہ کا بقایا حصہ جلد شائع کیا جائے۔ چونکہ اسوقت خطیب اعظم حضرت علامہ جعفر میاں شاہ صاحب کے دشمنوں کو نصیب علیل اور پریشان تھے اس لئے مجبوراً وہ بزم رسالت میں اس سال شرکت نہ کر سکے۔ اور میں نے حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے درخواست کی کہ وہ حبیب نامہ کی تکمیل کر دیں۔ اگرچہ حضرت رفیق صاحب بھی علیل تھے لیکن چونکہ وہ دہلی میں تھے اس لئے انکے تمام عذر ناقابل سماعت سمجھے گئے اور حبیب نامہ کا بقایا حصہ اس نمبر کے لئے حاصل کیا گیا۔

یہ حبیب نامہ بہت جلد کتابی صورت میں شائع کیا جائیگا اور سیرت رحمۃ اللعالمین کے جتنے حصے شائع ہو چکے ہیں انکی نظر ثانی کے بعد بقایا حصے لکھوا کر جلد شائع ہونگے۔ لیکن اس پروگرام پر اس صورت میں عمل ہو گا کہ قارئین کرام کثرت سے نئے خریدار فراہم کریں اور خریدکتب کے لئے زیادہ سے زیادہ آمدنی بھیجیں اور اپنے دوستوں کو خریداری کتب کلام اللہ کی ترغیب دیں۔

جن

خریدار صاحبان کی میعاد خریداری اس مہینہ میں ختم ہو رہی ہے ان میں

ایک آپ بھی ہیں اور آپ کا نمبر خریداری ہے

اگر آپ سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا چاہتے ہیں تو کم سے کم دو نئے خریدار فراہم کیجیے اور سب کی قیمت آج ہی منیجر رسالہ پیشوا دہلی کو روانہ کر دیجئے اور اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے آپ رسالہ آئندہ کے لئے خریدار رہنا پسند نہ کریں تو از راہ کرم اسی وقت ایک پوسٹ کارڈ منیجر رسالہ پیشوا کو لکھ دیجئے کہ سال آئندہ کے لئے خریداری منظور نہیں۔ آپکے اس کارڈ کے وصول ہوتے ہی آپکا

حبیب نامہ

جلد دوم

(مرتبہ حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

اس سال پیشوا کا رسول نمبر ہجرت نبوی سے شروع کیا گیا ہے جسکی پہلی جلد ۱۳۶۱ھ کے رسول نمبر میں شائع ہو چکی ہے طرز قدیم کا یہ بہترین اور مستند میلاد نامہ نظر ثانی کے بعد بہت جلد کتابی صورت میں شائع کیا جائیگا۔ "عزیز حسن"

تیسری فصل

ہجرت کے حالات

مکہ معظمہ میں عرصہ دراز تک حضور صلعم دین الٰہی کی تبلیغ میں مصروف رہے اور کثرت سے شرعی احکام مکہ میں نازل ہوئے لیکن قریش ایک ایسی سرکش اور خود پسند قوم تھی کہ اس نے احکام الٰہی اور دین حق کی پرواہ نہ کی اور حضور کو اور اُن لوگوں کو جو مسلمان ہو چکے تھے درپے آزار رہے جب حضور قریش کی بے اعتنائی اور دشمنی سے عاجز آ گئے تو امر الٰہی کا انتظار کرنے لگے آپ کو یقین تھا کہ دین الٰہی بڑھے گا اور دنیا میں پھیلے گا لیکن قریش کو دین الٰہی کی اشاعت کی سعادت نصیب نہ ہوگی اس یقین کی بنا پر آپ منتظر رہتے تھے کہ خداوند تعالیٰ کیا سبب پیدا کرتا اور کون سی قوم کو دین حق کی نصرت و اعانت پر مقرر کرتا ہے۔

اطراف و جوانب کے عرب قبائل میں نبوت کا چرچا پھیلا ہوا تھا لیکن وہ آگے بڑھنے اور امر حق کو قبول کرنے پر اس لئے آمادہ نہ ہوتے تھے کہ محمد قریش کے ایک مرد ہیں اور قریش اُن کے حال سے خوب واقف ہیں وہ جبتک محمدؐ کی اطاعت نہ قبول کر لیں ہمارا اقدام مناسب نہ ہوگا۔

آخر حضورؐ کے یقین و اذعان کے موافق وہ وقت آ گیا جبکہ خدا نے مدینہ کے لوگوں کو دین الٰہی کی نصرت و اعانت پر مقرر کر کے آپ کی خدمت میں بھیجا ان سات لوگوں نے صرف تین سال کے اندر دین الٰہی کی تبلیغ و اشاعت میں اتنا حصہ لیا کہ مدینہ کے گوشہ گوشہ میں اسلام کا چرچا پھیل گیا اور مکہ کے مسلمان سکون و اطمینان کی زندگی بسر کرنے کے لئے مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے۔

مورخین کا بیان ہے کہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں سب سے پہلے مصعب بن عمیرؓ گئے پھر ابن ام مکتوم پھر عمار بن یاسر بلال اور سعد بن وقاصؓ پھر حضرت عمر بن خطابؓ نے بیس آدمیوں کے ساتھ ہجرت کی اور اس کے بعد دوسرے صحابہ تنہا اور متعدد مکہ سے مدینہ چلے گئے۔

مکہ کے لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ مکہ سے بہت سے مسلمان مدینہ چلے گئے ہیں اور برابر جا رہے ہیں تو اُن کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ممکن ہے کچھ دنوں بعد

کو بھی مدینہ چلے جائیں اور وہاں باشندگان مدینہ کی حمایت و اعانت سے اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں اس خیال نے اُن کو باہمی مشورہ پر آمادہ کیا اور آخر یہ قرار پایا کہ قریش کے مختلف قبائل کے نوجوان (معاذ اللہ) محمدؐ کو قتل کر ڈالیں تاکہ کسی ایک قبیلہ پر قتل کی ذمہ داری عائد نہو اور خاندان عبد مناف یا ہاشم خون بہا کا دعویٰ نہ کرسکیں اور دیت پر راضی ہو جائیں

اُدھر قریش کے اکابر نے یہ طے کیا اور اُدھر حضورؐ کے پاس حضرت جبرئیلؑ آئے اور کفار کی تجویز سے آگاہ کر کے فرمایا کہ خداوند تعالےٰ آپکو ہجرت کی اجازت دیتا ہے آپ مدینہ تشریف لے جائیں۔

مشرکین قریش نے اپنی تجویز کے موافق عشا کی نماز کے بعد نوجوانان قریش کو حضورؐ کی خواب گاہ کے اطراف میں مقرر کردیا اور حکم دیدیا کہ جب صبح کی نماز کو محمدؐ باہر آئیں تو اُن پر یکبارگی حملہ کر کے قتل کر دیا جائے حضورؐ نے اُسی رات کو حضرت ابوبکرؓ کو تیار رہنے کا حکم دیدیا حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر سلا دیا اور خود کاندھے پر چادر ڈال کر ہجرت کے ارادہ سے سورۂ یٰسین کی ابتدائی آیات پڑھتے ہوئے گھر سے باہر نکلے جب آپ نے ان آیات کو پڑھا

وجعلنا من بین ایدیھم سدًّا ومن خلفھم سدًّا فاغشیناھم فھم لا یبصرون

اور ہم نے ایک آڑ ان کے سامنے کردی اور ایک آڑ ان کے پیچھے کردی جس سے ہم نے اُن کو گھیر دیا سو وہ نہیں دیکھ سکتے۔

تو ایک مٹھی خاک زمین سے اٹھائی اور نوجوانان قریش کے سروں پر پھینکدی اور اطمینان کے ساتھ اُن کے درمیان سے نکل آئے اور اُن بدبختوں کو آپ کے تشریف لے جانے کی خبر تک نہوئی۔

مورخین کا بیان ہے کہ حضورؐ ۲۰ صفر یا یکم ربیع الاول سنہ ۱۳ نبوی کو

حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ مکہ سے باہر نکلے پیر یا جمعرات کا دن تھا اور برہنہ پا غار ثور کی طرف روانہ ہوئے اور غار میں چھپ رہے اس سفر میں حضرت ابوبکرؓ نے اپنا تمام اندوختہ جس کی تعداد پانچ ہزار درہم تھی اپنے ساتھ لے لیا تھا

حضورؐ کی روانگی کے بعد دوسرے دن کفار قریش نے کافی تعاقب کیا لیکن آپ کا پتہ نہ چلا ابوجہل نے اعلان کیا کہ جو شخص محمدؐ اور ابوبکرؓ کو گرفتار کرکے لائے گا یا اُن کا صحیح پتہ نشان بتائیگا میں اُس کو ایک سو اونٹ انعام دونگا یہ اعلان سُن کر لوگ آپ کے تجسس میں دوڑ پڑے اور چاروں طرف تلاش کرنے لگے۔

تین راتیں حضورؐ نے غار میں بسر کیں تیسری رات کی صبح جبکہ تاریکی پھیلی ہوئی تھی عبداللہ بن اریقط رہنما اور عامر بن فہیرہ دو اونٹ لیکر غار پہنچا ایک اونٹ پر حضورؐ اور ابوبکرؓ اور دوسرے پر عبداللہ بن اریقط اور عامر بن فہیرہ سوار ہوئے اور سواحل کا راستہ اختیار کیا دو دن اور ایک رات برابر راستہ طے کرتے رہے دوسرے دن جب دھوپ تیز ہوگئی تو حضرت ابوبکرؓ نے ایک بڑے پتھر کے سایہ میں آپ کے لئے بستر بچھا دیا اور حضورؐ تھوڑی دیر سورہے جب سورج ڈھل گیا تو حضورؐ پھر آگے بڑھے ام معبد ایک سن رسیدہ عورت کے خیمہ کے قریب سے گذرے تھوڑی دیر وہاں ٹھہرے اور پھر آگے روانہ ہوئے۔

جو لوگ انعام کے لالچ میں حضور صلعم اور حضرت ابوبکرؓ کے تعاقب میں روانہ ہوئے تھے اُن میں ایک جماعت سراقہ بن مالک کے پاس پہنچی جو سواحل کے اطراف میں سکونت پذیر تھا اور پوچھا کہ تم نے محمدؐ اور اُن کے ساتھیوں کو کہیں دیکھا ہے سراقہ کا بیان ہے کہ میں نے سواحل کے راستہ پر لوگوں کو جاتے دیکھا تھا اور میرا خیال تھا کہ وہی محمدؐ اور اُن کے ہمراہی ہیں لیکن میں نے ان لوگوں کو فریب دیکر ٹالدیا اور اُن کے جانے کے بعد فوراً گھوڑے پر سوار ہوکر تعاقب میں روانہ ہوا یہاں تک کہ میں ان کے قریب پہنچ گیا اتنا قریب کہ صرف دو نیزہ کا فاصلہ رہ گیا کہ یکایک گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور اُس کے قدم زمین میں دھنس گئے سراقہ یہ حال دیکھ کر ڈر گیا اور عاجزانہ کہا اے محمدؐ! دعا کیجئے کہ میرا گھوڑا اس بلا سے نجات پاجائے مجھ کو تم سے اب کوئی غرض نہیں ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب جو شخص تمہارے تعاقب میں آئے گا اُس کو واپس کردونگا حضور صلعم نے فرمایا۔

اللھم ان کان صادقاً فاطلق فرسہ	اے اللہ اگر سراقہ سچا ہے تو اس کے گھوڑے کو نجات دیدے۔

فوراً گھوڑا زمین سے نکھڑا ہوا اور سراقہ کو یقین ہوگیا کہ عنقریب محمدؐ کا دین ترقی حاصل کرے گا۔

قبیلہ بنی اسلم کے ایک شخص بریدہ بن الحصیب نے جب ابوجہل کے انعام کی خبر سُنی تو اپنی قوم کے ستر آدمی لیکر آپ کے تعاقب میں روانہ ہوا اور راستہ میں حضورؐ کو جالیا حضورؐ نے بریدہ کو دیکھا اور اسکی نگاہ اور حرکات وسکنات سے تفاؤل کیا چنانچہ غور سے دیکھنے کے بعد

آپ نے بریدہ سے پوچھا۔ تم کون ہو؟ بریدہ نے کہا "میرا نام بریدہ بن الخصیب ہے"۔ حضورؐ نے ابوبکرؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا "بردامرنا یا ابوبکر (ابوبکر ہمارا کام ٹھیک ہوگیا)"۔ پھر حضورؐ نے بریدہ سے پوچھا "تم کون سے قبیلے سے ہو؟" بریدہ نے کہا "قبیلہ بنی اسلم سے"۔ حضورؐ نے ابوبکرؓ سے فرمایا "سلمنا (اے ابوبکرؓ ہم صحیح وسلامت رہے)۔ پھر بریدہ سے آپ نے پوچھا "تم کون سی قوم سے ہو؟" بریدہ نے کہا "بنی سہم سے"۔ حضور صلعم نے فرمایا "خرج سہمک (تیرا تیر نکل گیا)"۔ بریدہ نے آپ کی اخلاق آمیز پاکیزہ گفتگو سنی تو خوش ہوگیا اور پوچھا "تم کون ہو؟" حضورؐ نے فرمایا "میں عبداللہ کا بیٹا محمد اور خدا کا رسول ہوں"۔ بریدہ نے فوراً کہا "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ" اور خلوص سے وہ اور اُس کے تمام ساتھی مسلمان ہوگئے۔ بریدہ رات کو حضورؐ کے ساتھ ٹھہرا صبح کو جب حضورؐ مدینہ کی طرف روانہ ہونے لگے تو بریدہ نے کہا "یا رسول اللہ مدینہ میں اس طرح نہ جائیے ایک علم آپ کے ساتھ ضرور ہونا چاہیئے"۔ یہ عرض کرکے اپنی دستار کو اتارا اور نیزہ پر باندھ لیا اور حضورؐ کے آگے روانہ ہوا۔

غرض حضور صلعم اسی طرح منازل طے کرتے ہوئے ۸۔۹۔۱۲۔ یا ۱۳ ربیع الاول ۱۳ نبوی کو مدینہ منورہ پہنچے مدینہ کے لوگوں کو آپکی آمد کی خبر مل چکی تھی اور وہ کئی روز سے شہر سے باہر حرّہ کے مقام پر آپ کے استقبال کے لیئے جمع ہوجاتے تھے اور دھوپ تیز ہو جانے پر واپس چلے جاتے تھے جس روز آپ مدینہ پہنچے ہیں اُس روز آپ کی تشریف آوری کا بہت زیادہ انتظار کیا گیا اور جب آپ کی آمد سے لوگ مایوس ہوگئے تو گھروں کو واپس چلے گئے تھوڑی دیر بعد حضورؐ حرہ کے مقام پر پہنچے اُس وقت ایک یہودی اپنے قلعہ کے اوپر کسی ضرورت سے چڑھا تھا کہ آپ کے قافلہ کو دیکھ کر ضبط نہ کرسکا اور فوراً پکار اٹھا۔

هذا جدکم الذی تنتظرونہ یہ ہے تمہاری وہ سعادت جس کا تم انتظار کررہے تھے۔ یہ سُن کر مسلمانان مدینہ نے فوراً اپنے جسموں پر ہتھیار سجے اور ہزاروں کی تعداد میں سن رسیدہ۔ جوان۔ نوجوان بچے اور عورتیں استقبال کے لیئے آئے اور حرہ کے مقام پر پہنچکر مبارکباد اور مرحبا الفاظ کے ساتھ حضورؐ سے ملاقات کی۔

حرّہ سے حضورؐ نے اونٹ کی مہار قبا کی طرف پھیر دی جو مدینہ سے

فاصلہ پر ایک مختصر سی آبادی تھی اور قبا میں پہنچ کر قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے ہاں قیام کیا یعنی کلثوم بن الہدم کے مکان پر ٹھہرے اور سعد بن خیثمہ کے مکان کو نشست گاہ بنایا اور حضرت ابو بکرؓ مقام سنح میں خبیب بن اساف یا خارجہ بن زید کے ہاں ٹھہرے۔

دوسرا باب

پہلی فصل　　سنہ ۱ھ کے حالات

مورخین کا بیان ہے کہ حضورؐ نے قبا میں چودہ روز اور بعض کے نزدیک بائیس دن اور بعض کے نزدیک صرف چار روز قیام کیا امام بخاریؒ نے پہلی روایت کو ترجیح دی ہے ان ایام میں حضورؐ نے قبا میں ایک مسجد تعمیر کی مدینہ میں یہ سب سے پہلی مسجد تھی اس مسجد کی شان میں خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

لمسجد اسس علی التقویٰ	جس مسجد کی بنیاد اول دن سے
من اول یوم احق ان تقوم	تقوے پر رکھی گئی ہے وہ اس
فیہ فیہ رجال یحبون ان	لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے
یتطہروا واللہ یحب المطہرین	ہوں اُس میں ایسے آدمی ہیں کہ

وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے۔

کہا جاتا ہے قبا ہی میں حضرت علیؓ مکہ سے آکر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور پھر سارا قافلہ مدینہ کی طرف روانہ ہوا جمعہ کا دن تھا جمعہ کی نماز کا وقت ہو جانے پر حضورؐ نے وادی بنو سالم میں ٹھہر کر نماز جمعہ کا خطبہ پڑھا اور نماز پڑھی اسلام میں یہ سب سے پہلی نماز جمعہ تھی۔

نماز جمعہ سے فارغ ہو کر حضورؐ مدینہ کی طرف بڑھے راستہ میں جس قبیلہ کی آبادی پڑتی اُس کا سردار آگے بڑھ کر عرض کرتا "یا رسول اللہؐ ہمارے درمیان قیام فرمایئے" حضورؐ نے ان تمام درخواستوں کے جواب میں فرمایا "میری اونٹنی کو چھوڑ دو وہ مامور ہے" غرض آپ کی سواری اُس جگہ پر جہاں بعد کو مسجد نبوی تعمیر ہوئی پہنچکر ٹھہر گئی حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا مکان وہاں سے قریب تھا حضورؐ اُن کے مکان میں فروکش ہوئے اور سات مہینہ اسی مکان میں رہے۔

اسی سال حضرت عبداللہ بن سلام مشہور یہودی عالم نے اسلام قبول کیا جس کا واقعہ خود عبداللہ بن سلام یوں بیان کرتے ہیں کہ جب مدینہ میں حضورؐ کی تشریف آوری کی شہرت ہوئی اور لوگ آپ کی زیارت کو حاضر ہونے لگے تو ایک دن میں بھی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے چہرۂ مبارک پر نظر پڑتے ہی مجھ کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ آپ کا چہرہ جھوٹوں کا سا نہیں ہے میں جا کر جو پہلی بات تھی کہ حضورؐ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

ایھا الناس! افشوا السلام	لوگو! سلام کو پھیلاؤ۔ کھانا کھلاؤ
واطعموا الطعام۔ وصلو	صلہ رحمی کرو اور رات کو جبکہ لوگ
الارحام وصلوا باللیل	سوتے ہوں نماز پڑھو اور امن
والناس نیام تدخلوا	و سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل
الجنۃ بسلام	ہو جاؤ۔

عبداللہ بن سلام کا بیان ہے کہ حضورؐ کی یہ نصیحت (جو مدینہ میں سب سے پہلی نصیحت تھی) سُن کر میں گھر کو واپس چلا گیا اور دوسری مرتبہ تنہائی میں جا کر حضورؐ سے ملا اور عرض کیا "اے محمدؐ! میں تین باتیں آپ سے دریافت کرتا ہوں جن کا جواب صرف پیغمبر ہی دے سکتا ہے پہلی بات یہ ہے کہ قیامت کی سب سے پہلی علامت کیا ہے۔ دوسری یہ کہ جنتیوں کا سب سے پہلا کھانا کیا ہوگا۔ تیسری یہ ہے کہ اس کا کیا سبب ہے کہ بچہ کبھی ماں سے مشابہ ہوتا ہے اور کبھی باپ سے" حضورؐ کا بیان ہے کہ میں اُس وقت تک ان سوالات کے جواب سے واقف نہ تھا جبرئیلؑ آئے اور جوابات مجھ کو بتا گئے۔ پھر میں نے عبداللہ بن سلام کو مخاطب کر کے کہا "قیامت کی سب سے پہلی نشانی وہ دھوئیں آمیز آگ ہے جو مخلوق کو مشرق سے مغرب کی طرف ہنکا کر لائیگی اور جنتیوں کا سب سے پہلا کھانا اُس مچھلی کے جگر کی زیادتی ہوگی جس کی پشت پر زمین ہے اور یہ زیادتی ایک علیحدہ ٹکڑا ہے جو مچھلی کے جگر سے وابستہ ہے یہ گوشت خوشگوار اور نہایت لذیذ ہوتا ہے اور بچہ کی مشابہت کبھی ماں سے اور کبھی باپ سے اس سبب سے ہوتی ہے کہ کبھی باپ کی منی زیادہ ہوتی ہے اور ماں کی کم یا باپ کا نطفہ رحم مادر میں عورت کے انزال سے پہلے داخل ہو جاتا ہے اس صورت میں بچہ ماں کے مشابہ پیدا ہوتا ہے اور اس کے برعکس باپ کے مشابہ"

عبداللہ بن سلام نے حضورؐ کے ان جوابات کو سنا تو فوراً صدق دل سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیا اور حلقۂ اسلام میں داخل ہو گئے اور اس کے بعد حضورؐ سے عرض کیا "یا رسول اللہؐ! میں قوم یہود کا سردار۔ سردار کا بیٹا۔ عالم اور عالم کا بیٹا ہوں میرا خیال ہے کہ میرے اسلام لانے کی خبر پا کر وہ مجھ پر طرح طرح کے الزام لگائیں گے بہتر یہ ہے کہ آپ یہود کو بلا کر پہلے میرا حال دریافت فرمایئے" حضورؐ نے یہود مدینہ کو طلب کیا عبداللہ بن سلام مکان کے اندر چھپ گئے حضورؐ نے یہود سے پوچھا "تمہارے درمیان عبداللہ بن سلام کیسا آدمی ہے" یہود نے کہا وہ ہمارا پیشوا اور ہمارے پیشوا کا بیٹا ہے اور بڑا عالم اور عالم کا بیٹا ہے" حضورؐ نے فرمایا "اگر وہ مسلمان ہو جائے تو تم کیا کہو گے" یہود نے کہا "خدا اُس کو محفوظ رکھے اور

وہ کبھی مسلمان نہ ہوں۔ حضورؐ نے یہ سن کر عبداللہ بن سلام کو آواز دی وہ باہر آئے اور بلند آواز سے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمداً رسول اللہ ۔ یہود سے حضورؐ نے فرمایا "تم خدا سے ڈرو اور اس پر ایمان لے آؤ" یہود نے آپ کے ارشاد کی پروا نہ کی اور عبداللہ بن سلام کی نسبت کہا "وہ ہماری قوم کا سب سے زیادہ شریر بڑا اور جاہل ابن جاہل ہے"

اسی سال حضورؐ نے مدینہ منورہ میں مسجد تعمیر کی مسجد کا کام شروع کرنے سے پہلے جہاں نماز کا وقت ہو جاتا تھا آپ وہیں نماز پڑھ لیتے تھے مسجد نبویؐ کی تعمیر میں مہاجرین و انصار کے ساتھ حضور صلعم بھی کام کر رہے تھے اور اینٹ اٹھا اٹھا کر لاتے تھے یہ تعمیر چونکہ دین الٰہی کی ایک بنیاد تھی اس لئے صحابۂ کرام اور رسول کریمؐ نہایت عقیدت و جوش کے ساتھ کام کر رہے تھے اور رجز پڑھتے جاتے تھے۔

منقول ہے کہ مسجد نبویؐ کی دیوار کچی اینٹوں سے بنائی گئی تھی ستون کھجور کے تنے کے تھے اور چھت کھجور کی شاخوں اور پتوں سے پاٹی گئی تھی اور قبلہ بیت المقدس کی سمت تھا مسجد کے تین دروازے تھے ایک تو عمارت سے کسی قدر نشیب میں اس دروازے سے عام لوگ آتے تھے دوسرا دروازہ حضورؐ کے لئے مخصوص تھا جو کاشانۂ نبوت سے ملا ہوا تھا تیسرے دروازہ کا نام باب الرحمۃ تھا حضرت عمرؓ کی خلافت تک مسجد نبوی اسی صورت پر رہی پھر نمازیوں کی کثرت اور مسجد نبویؐ کی تنگی کے سبب حضرت عمرؓ نے مسجد کو وسیع کر دیا لیکن تعمیر میں کوئی تبدیلی نہیں کی حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد خلافت میں مسجد کی صورت کو بدل دیا منقش پتھروں اور چونہ سے دیواریں بنوائیں پتھر کے ستون لگائے اور چھت سال کی لکڑی سے پاٹی اور صحن کافی وسیع کر دیا پھر ولید بن عبدالملک اور عمر بن عبدالعزیزؒ کے عہد میں مسجد نبوی کو اور بڑھایا گیا اور ازواج مطہرات کے تمام مکانات جو مسجد سے ملے ہوئے تھے مسجد میں داخل کر لئے پھر عباسی خلیفہ مہدی نے اور پھر مامون رشید نے مسجد کی تجدید و توسیع کی کہا جاتا ہے۔ مسجد نبوی کی موجودہ عمارت کا بڑا حصہ عہد مامون الرشید ہی کا ہے اور اس تعمیر میں بہت کم اصلاح ہوئی ہے [۵]

اسی سال حضر کی نماز میں اضافہ ہوا ابتدا ءً چار وقت کی نماز صبح ظہر عصر عشا کی دو دو رکعت اور مغرب کی تین رکعت فرض ہوئی تھی حضورؐ کے مدینہ میں آنے کے ایک ماہ بعد چار وقت مذکورہ کی

۵ ۔ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۲۰۰

نمازیں چار چار رکعت کردی گئیں اور مغرب کی بدستور تین رکعت رہیں اور سفر میں وہی دو دو رکعت اور تین رکعت فرض رہیں جو پہلے حضر و سفر دونوں میں فرض تھیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

فرض اللہ الصلوٰۃ حین فرضہا رکعتین فی الحضر والسفر فاقرت صلوٰۃ السفر وزیدت فی الحضر۔ | خدا نے جس وقت نماز کو فرض کیا تھا سفر و حضر میں دو دو رکعتیں فرض کی تھیں پھر سفر میں انہیں کو قائم رکھا اور حضر میں زیادتی کردی گئی۔

اسی سال حضورؐ نے زید بن حارثہؓ اور ابو رافعؓ کو جو آپ کے آزاد کردہ غلام تھے پانچ سو درہم دیکر مکہ بھیجا تاکہ وہ حضرات فاطمہؑ۔ سودہ بنت زمعہ۔ اسامہ بن زید۔ ام کلثوم اور ام ایمن کو مدینہ میں لے آئیں یہ دونوں دو اونٹ لیکر گئے اور مکہ پہنچکر اصحاب مذکورہ کو لیکر مدینہ کو واپس ہوئے انہیں کے ہمراہ عبداللہ بن ابی بکرؓ اور طلحہ بن عبیداللہ بھی اپنے اہل و عیال کو لے کر آئے اور چونکہ مسجد نبویؐ کے قریب حضورؐ کے لیے مکان تیار ہوگیا تھا اس لئے خاندان نبوت کے لوگ اسی مکان میں اترے اور حضورؐ بھی حضرت ابوایوب انصاری کے مکان سے اسی مکان میں اٹھ آئے۔

اسی سال ماہ جمادی الاول میں حضرت سلمان فارسیؓ نے مدینہ میں اسلام قبول کیا۔

اسی سال حضورؐ نے مہاجرین و انصار میں اخوت کا سلسلہ قائم کیا یعنی مہاجرین میں سے ایک ایک شخص کو ایک ایک انصاری کا بھائی بنایا مورخین کا بیان ہے کہ مہاجرین میں سے پینتالیس اشخاص کو پینتالیس انصار کا بھائی بنایا گیا تھا اور بعض کہتے ہیں پچاس پچاس

مہاجرین و انصار میں اخوت قائم کی گئی تھی چنانچہ ابوبکر صدیق کو خارجہ بن زید کا۔ ابوعبیدۃ بن الجراح کو سعد بن معاذ کا۔ زبیر بن عوام کو سلمہ بن سلامہ کا۔ عثمان بن عفان کو اوس بن ثابت کا۔ طلحہ بن عبیداللہ کو کعب بن مالک کا۔ عبدالرحمٰن بن عوف کو سعد بن الربیع کا۔ اور سلمان فارسی کو ابوالدرداء کا بھائی مقرر کیا گیا یہ مواخات حقیقی مواخات تھی اور جنگ بدر تک اس مواخات سے ایک بھائی دوسرے بھائی کا ورثہ پاتا رہا تھا۔

اسی سال شوال کے مہینہ میں حضورؐ نے حضرت عائشہؓ کو رخصت کرایا اور اپنے گھر لے آئے۔

منقول ہے کہ مدینہ کی ہوا بہت خراب تھی اور وہاں اکثر وبائی امراض کا سلسلہ جاری رہتا تھا حضورؐ اور صحابہ کرام بھی اس ہوا سے متاثر اور بیمار رہے اور اس قدر کمزور ہوگئے کہ نماز کو کھڑا ہونا دشوار ہو گیا حضرات ابوبکرؓ اور بلالؓ تپ میں مدتوں مبتلا رہے حضرت بلالؓ کو جب بخار چڑھتا تو وہ مشرکین قریش کو برا بھلا کہتے کہ ان کے ظلم و ستم سے تنگ آکر مکہ چھوڑا تھا چنانچہ ایک مرتبہ ان کی زبان سے بخار کی غفلت میں یہ الفاظ بھی نکل گئے۔

اللھم العن عتبۃ بن ربیعۃ و امیۃ بن خلف کما اخرجونا من مکۃ الی الارض الوباء۔	اے اللہ عتبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف کو اپنی رحمت سے دور کرے کہ انہوں نے مکہ سے ہم کو نکال کر وبائی زمین میں پہنچا دیا؟

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ایک روز عامر بن فہیرہؓ کو بخار کی حالت میں میں نے ہذیان کے اندر مبتلا دیکھا اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عامر کے ہذیان کی کیفیت بیان کی حضورؐ نے یہ دعا کی۔

اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد حبا وصححھا و بارک لنا فی صاعھا و مدھا وانقل حماھا الی الجحفۃ	اے اللہ ہمارے لئے مدینہ کو محبوب بنا دے جتنا کہ ہم مکہ سے محبت رکھتے ہیں یا اس سے زیادہ اس کی ہوا کو درست کر دے اور اس کے صاع و مد (وزن و پیمانہ) میں ہمارے لئے برکت دے اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف بھیج دے۔

منقول ہے کہ حضورؐ کی یہ دعا قبول ہوئی اور مدینہ کی ہوا مہاجرین کے مزاج کے موافق ہوگئی وبائی امراض دور ہوگئے اور مہاجرین امن و سکون کی زندگی بسر کرنے لگے۔

اسی سال اذان شروع ہوئی مدینہ میں آنے کے بعد حضورؐ جمعہ کی اور پنجگانہ نماز جماعت سے پڑھا کرتے تھے لیکن بہت سے مسلمان صحیح وقت معلوم نہ ہونے کے سبب جماعت سے محروم رہ جاتے تھے صحابہ نے نماز کے وقت کا کوئی نشان مقرر کرنے کی خواہش ظاہر کی حضورؐ نے صحابہ سے مشورہ کیا بعض نے بگل بجانے کی رائے دی بعض نے ناقوس کا مشورہ دیا بعض نے کہا نماز کے وقت آگ روشن کر دی جایا کرے چونکہ یہ تمام باتیں دوسرے مذاہب کی تھیں حضورؐ نے پسند نہ کیں حضرت عمرؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ ایک شخص کو مقرر فرما دیجئے کہ وہ نماز کے وقت اعلان کر دیا کرے حضورؐ نے فوراً بلالؓ کو بلایا اور حکم دیا کہ وہ نماز کے وقت کا اعلان کیا کریں چنانچہ جب نماز کا وقت ہوتا حضرت بلالؓ بلند آواز سے پکارتے الصلوٰۃ جامعۃ۔

چند روز تک انہیں الفاظ میں نماز کا اعلان ہوتا رہا انہیں ایام میں عبداللہ بن زید انصاری خزرجیؓ نے خواب میں ایک سبز

عبداللہ نے اوس سے پوچھا "تم ناقوس کو بیچتے ہو؟" اوس شخص نے کہا تم ناقوس کا کیا کروگے؟ عبداللہ نے کہا "ہم اس کے ذریعہ نماز کے وقت کا اعلان کرنا چاہتے ہیں۔ اوس شخص نے کہا "میں اس سے بہتر چیز تم کو بتائے دیتا ہوں" یہ کہہ کر وہ شخص کھڑا ہوگیا اور بلند آواز اذان کے کلمات کہے اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ شخص مسجد نبوی کی چھت پر چڑھ گیا اور اذان کہی۔ پھر مسجد میں آکر تھوڑی دیر بیٹھا اور اقامت کے کلمات کہے۔ عبداللہ بن زید نے صبح کو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر خواب کا ذکر کیا۔ حضورؐ نے فرمایا "یہ خواب حق و صداقت ہے۔ آئندہ نماز کے وقت کا اعلان انہیں کلمات سے کیا جائے۔ دوایک روایت یہ ہے کہ حضرت جبرئیلؑ حضورؐ کی خدمت میں آئے۔ اور اذان کے کلمات حضورؐ کو بتائے۔ تو حضورؐ نے بلالؓ کو بلایا اور فرمایا "تمہاری آواز بلند ہے تم ان الفاظ سے نماز کے وقت کا اعلان کرو۔ چنانچہ حضرت بلالؓ نے صبح کی اذان کہی۔ حضرت عمرؓ نے اذان کی آواز سنی تو دوڑتے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے خواب میں انہیں کلمات اذان کی تعلیم پائی ہے حضورؐ نے فرمایا یاعمر قد سبقک[1] بذلک الوحی "عمر وحی تم پر سبقت لے گئی۔

بعض روایات سے معلوم ہوا ہے کہ صبح کی نماز میں الصلوٰۃ خیر من النوم کے الفاظ حضورؐ کے زمانہ میں بڑھائے گئے اور بعض نے بتایا ہے کہ ان الفاظ کا اضافہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ہوا ہے۔

اسی سال حضورؐ نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ عاشورہ کا روزہ رکھا کریں۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے مدینے میں یہود کو عاشورہ کا روزہ رکھتے دیکھکر پوچھا "یہ کیسا روزہ ہے جو تم آج کے دن رکھتے ہو؟" یہود نے کہا "آج کا دن بڑی شان کا دن ہے۔ خداوند تعالیٰ

[1] روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۲۰

نے اسی روز موسیٰؑ کو فرعون کے ہاتھوں سے نجات عطا کی اور فرعونیوں کو غرق کیا۔ موسیٰؑ نے شکرانہ میں آج کے دن کا روزہ رکھا ہم بھی موسیٰؑ کی متابعت کرتے اور آج کا روزہ رکھتے ہیں" حضورؐ نے یہود سے فرمایا۔

نحن احق واولیٰ باحیای (ہم تم سے زیادہ اس کا حق رکھتے سنۃ اخی موسیٰ منکم) ہیں کہ اپنے بھائی موسیٰ کی سنت کو زندہ رکھیں۔

حضورؐ عاشورہ کا روزہ خود بھی رکھتے اور صحابہ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیتے۔ پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو عاشورہ کا روزہ سنت یا مستحب کے درجہ میں رہ گیا۔ آخر عمر میں آپ نے فرمایا تھا کہ اگر آئندہ سال میں زندہ رہا تو عاشورہ کی نویں اور دسویں تاریخوں کے روزے رکھوں گا۔

اسی سال حضورؐ نے براء بن معرورؓ کی قبر پر نماز پڑھی براء آپکے مدینہ آنے سے پہلے وفات پاچکے تھے۔ آپ نے مدینہ میں پہنچکر جماعت سے اون کی قبر پر نماز ادا کی اور دعا کی۔ براء انصار کے نقیب تھے۔ اور انصار کے نقیبوں میں سب سے پہلے آپ نے وفات پائی تھی۔

اسی سال انصار کے دوسرے نقیب اسعد بن زرارہ نے وفات پائی اور انصار مدینہ میں سب سے پہلے بقیع غرقد میں مدفون ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کی قوم بنو نجار کے لوگ حضورؐ کے پاس آئے اور عرض کیا "ہمارے نقیب نے وفات پائی۔ کوئی دوسرا نقیب مقرر فرمادیجئے" حضورؐ نے فرمایا وانا نقیبکم "میں تمہارا نقیب ہوں"

اسی سال کلثوم بن ہدم نے جن کے مکان پر حضورؐ نے قبا کے قیام میں مقام کیا تھا، وفات پائی۔

اسی سال مکہ کے قریش کے کئی سردار مرے۔ ان میں سے ایک عاص بن وائل سہمی تھا۔ اور دوسرا ولید بن مغیرہ منقول ہے کہ نزع

کی حالت میں ولید بن مغیرہ رو رہا تھا۔ ابوجہل نے پوچھا "چچا روتے کیوں ہو؟" ولید نے کہا "میں موت کے خوف سے نہیں روتا بلکہ روتا ہوں کہ محمدؐ کا دین مکہ میں پھیل جائے گا۔" ابوجہل نے کہا "اندیشہ نہ کرو میں ضمانت کرتا ہوں کہ دین محمدؐ کو نہ پھیلنے دوں گا۔"

دوسری فصل ـــــ ۲ھ کے حالات

۲ھ میں تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ حضورؐ مدینہ میں آنے کے بعد سولہ یا سترہ مہینہ تک بیت المقدس کی جانب نماز پڑھتے رہے۔ مدینے کے یہود کہا کرتے تھے "محمدؐ کا عجب حال ہے۔ دین میں ہمارا مخالف اور قبلہ میں ہمارا موافق ہے۔" حضورؐ نے ان الفاظ کو سنا تو آپ کو یقین ہو گیا کہ یہود ہم سے قلبی عناد رکھتے ہیں۔ اور اسی آپ کے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ ہمارا قبلہ کعبہ قرار پا جائے۔ تو بہتر ہے آپ کی یہ آرزو خدا نے پوری کر دی اور ماہ رجب میں پیر کے دن جبکہ آپ بشیر بن معرور کے محلہ میں ظہر کی نماز صحابہ کو پڑھا رہے تھے۔ دوسری رکعت کے رکوع میں یہ آیت نازل ہوئی۔

قد نرىٰ تقلب قبلة توضاها فول وجهك شطر المسجد الحرام

ہم آپ کے منھ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں۔ اس لئے ہم آپ کو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کر دیں گے جس کے لئے آپ کی مرضی ہے پس آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کیا کیجئے۔"

آیت کے نازل ہوتے ہی حضورؐ نے اپنا منھ کعبہ کی طرف کر لیا اور صحابہ نے بھی آپ کو دیکھ کر اپنا رُخ بدل لیا۔

تحویل قبلہ کی خبر جب مدینہ میں پھیلی تو لوگوں نے طرح طرح کی باتیں کہنی شروع کیں۔ منافقین نے کہا "ان لوگوں کو کیا ہوا کہ ایک قبلہ اختیار کرنے کے بعد اس کو ترک کر دیا۔" یہود نے کہا "محمدؐ اپنے وطن اور شہر کا اس قدر مشتاق ہے کہ اسی طرف اپنا قبلہ بنا لیا۔" مشرکین نے کہا "محمدؐ اپنے دین میں متحیر ہے نہیں جانتا کہ کیا کرے۔" یہود کے سرداروں نے کہا "محمدؐ نے ہمارا قبلہ محض حسد کی بنا پر ترک کیا ہے۔" انھیں خیالات کی تردید اس آیت میں کی گئی ہے۔

سيقول السفهاء من الناس ما ولٰهم عن قبلتهم التي كانوا عليها۔ قل لله المشرق والمغرب يهدي من يشاء الى صراط مستقيم

اب بیوقوف لوگ ضرور کہیں گے کہ ان کو ان کے قبلہ سے جس طرف پہلے متوجہ ہوا کرتے تھے کس بات نے بدل دیا آپ فرما دیجئے کہ سب مشرق اور مغرب اللہ ہی کی ملک ہیں جس کو خدا ہی چاہیں سیدھا طریقہ بتا دیتے ہیں۔

یہود کے سردار حی بن اخطب وغیرہ نے مسلمانوں سے پوچھا "یہ تو بتاؤ کہ جو نمازیں تم نے بیت المقدس کی جانب پڑھی ہیں وہ ہدایت پر مبنی تھیں یا گمراہی پر۔ اگر ہدایت پر تھیں تو اب تم ہدایت سے پھر گئے اور اگر گمراہی پر مبنی تھیں تو گمراہی کے ذریعہ خداوند تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کی تم نے کوشش کی ہے؟" مسلمانوں نے اس کے جواب میں کہا:

انما الهدى ما امر الله به والضلالة ما نهى الله عنه

ہدایت وہ ہے جس کا خدا نے حکم دیا ہے اور گمراہی وہ ہے جس سے خدا نے منع فرمایا ہے۔

پھر یہود نے مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے یہ کہا "تمہارے جو لوگ ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھتے پڑھتے مر گئے ہیں ان کی نسبت تم کیا کہتے ہو وہ ہدایت پر مرے یا گمراہی پر؟" یہود کا یہ اعتراض سن کر وہ صحابہ جن کے اعزہ و اقربا تحویل قبلہ سے پہلے مر گئے تھے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہود کا سوال پیش کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وما كان الله ليضيع ايمانكم

اور اللہ ایسے نہیں کہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دیں۔

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس آیت میں ایمان سے مراد نماز ہے۔ اس لئے کہ نماز مومنوں پر فرض ہے۔

اسی سال ماہ رجب میں یا ماہ صفر میں حضورؐ نے حضرت علیؓ سے حضرت فاطمہؓ کا نکاح کیا۔ اس وقت حضرت فاطمہؓ کی عمر ۱۵ سال تھی۔

اسی سال ماہ شعبان کے آخر میں ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ اور حضورؐ اور مسلمانوں نے ماہ رمضان کے روزے رکھے۔

اسی سال حضورؐ نے صحابہ کے ساتھ عید کی نماز ادا کی اور صدقۂ فطر واجب ہوا۔

اسی سال جہاد کا حکم نازل ہوا جس کے لئے مسلمان بے چین تھے۔ اور مشرکین مکہ اور یہود مدینہ کی دراز دستیوں سے تنگ آ گئے تھے جہاد کا حکم ان الفاظ میں نازل ہوا۔

اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا وان الله على نصرهم لقدير الذين اخرجوا من ديارهم بغير حق الا ان يقولوا ربنا الله

لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دے دی گئی جن سے لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے اور بلاشبہ اللہ ان کے غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے جو اپنے گھر سے بے وجہ نکالے گئے محض اتنی بات

وہ یوں سمجھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔"

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضورؐ نے جہاد شروع کردیا اور مشرکین وغیرہ سے جنگوں کا سلسلہ جاری ہوا۔ جن جنگوں میں حضورؐ نے شرکت فرمائی ہے ان کو اصطلاح میں غزوہ کہا جاتا ہے اور اُن کی تعداد بعض نے انیس[1] بعض نے اکیس[2] بعض نے چوبیس[3] اور بعض نے ستائیس[4] بتائی ہے اور جن لڑائیوں میں حضورؐ نے شرکت نہیں فرمائی صحابہ کرامؓ ہی نے اون کی رہنمائی کی اون کو اصطلاح میں سریہ کہا جاتا ہے۔ ہم ان غزوات وسرایا کے حالات تفصیل سے تیسرے باب میں لکھیں گے۔

بعض مورخینؒ کا بیان ہے کہ ماہ رمضان کے روزے ۲ھ میں فرض ہوئے تھے۔

اسی سال زکوٰۃ فرض ہوئی اور حضورؐ نے زکوٰۃ کے آمد وخرچ کا باقاعدہ انتظام فرمایا۔

اسی سال مشہور صحابی عثمان بن مظعون نے وفات پائی اور اسی سال کے ماہ شوال میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے۔

مورخین کا بیان ہے کہ اسی سال حضرت عثمان بن عفانؓ نے مدینہ میں بیر رومہ کو خرید کیا جس کی صورت یہ ہوئی کہ مدینہ کے اکثر کنویں کھاری تھے۔ بیر رومہ ایک مشہور کنواں تھا جس کا پانی بہت شیریں تھا اور اس کا مالک ایک یہودی تھا جو پانی کو بیچا کرتا تھا خصوصاً اس وجہ سے کہ مسلمانوں کو تکلیف ہو۔ جب مسلمانوں کو پانی کی تکلیف ہوئی تو ایک روز حضورؐ نے صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا "جو شخص بیر رومہ کو خرید کرکے مسلمانوں کے لئے وقف کردے اس کے لئے جنت ہے۔" حضرت عثمانؓ نے اس ارشاد کو سنکر

یہودی سے آدھا کنواں خرید لیا اور پانی بھرنے کی باری ایک ایک دن کی مقرر کرلی جس روز حضرت عثمان کی باری ہوتی مسلمان دو دن کا پانی بھر لیتے۔ اور یہودی کی باری کے دن پانی نہ بکتا۔ آخر یہودی نے مجبور ہوکر بقیہ آدھا بھی فروخت کردیا۔ اور حضرت عثمانؓ نے پانی کو عام کردیا۔

تیسری فصل ــــ ۳ھ کے واقعات

۳ھ میں حضورؐ کے نواسے حضرت امام حسنؓ پیدا ہوئے اور اسی سال حضورؐ نے اپنی صاحبزادی ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا۔ اسی سال حضورؐ نے ام المومنین حضرت حفصہ بنت حضرت عمرؓ اور زینب بنت خزیمہؓ سے نکاح کیا۔

اسی سال کعب بن اشرف اور ابورافع عبداللہ یہود کو قتل کیا گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ کعب بن اشرف بڑا دولت مند۔ یہود کا بڑا سردار اور شاعر تھا۔ مدینہ میں مسلمانوں کی تعداد بڑھی اور بدر کی جنگ میں مسلمانوں نے مشرکین قریش کو ذلیل ترین شکست دی تو کعب بن اشرف غضبناک ہوگیا۔ اور مسلمانوں کا دشمن بن گیا۔ اشعار میں حضورؐ اور مسلمانوں کی ہجو کرتا۔ روپیہ سے دشمنان اسلام کو مدد دیتا اور عرب قبائل کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر اُبھارتا رہتا تھا۔ حضورؐ کو اس کے اشعار ہجو آمیز اور معاندانہ جد وجہد سے سخت تکلیف ہوئی۔ آخر ایک روز آپ نے صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا "کون ہے جو کعب بن اشرف کے شر سے مجھکو بچائے۔ وہ مجھکو بہت تکلیف دیتا اور علانیہ مجھ سے عداوت کا اظہار کرتا ہے۔" محمد بن مسلمہؓ صحابی نے عرض کیا۔ "یارسول اللہؐ میرا جی چاہتا ہے کہ میں کعب بن اشرف کو قتل کردوں۔" حضورؐ نے فرمایا "بہتر ہے اگر تم اس کو قتل کرسکو۔" محمد بن مسلمہؓ نے عرض کیا۔ "یارسول اللہؐ! مجھکو اجازت دیجئے میں کچھ

[1] مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۔

عرض کرنا چاہتا ہوں " حضورؐ نے فرمایا "کہو" اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ حضورؐ نے یہ فرمایا " اس کام میں جلدی نہ کرو، سعد بن معاذ سے مشورہ کرلو۔ وہ جو تدبیر بتائیں اوس پر عمل کرو " حضرت سعدؓ سے مشورہ کیا گیا تو اُنھوں نے کہا " تم کعب بن اشرف کے پاس جاؤ۔ اپنے افلاس و تنگدستی کا ذکر کرو اور کچھ جنس غلہ اوس سے قرض طلب کرو۔ تاکہ وہ اپنے مکان سے باہر آجائے اور تم کو غلہ دے اور پھر اوس کو جہنم میں پہنچا دو " محمد بن مسلمہ یہ مشورہ سنکر ابونائلہ، عباد بن بشر، حارث بن اوس اور ابو عیس کے ساتھ کعب بن اشرف کے مکان کی جانب روانہ ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ محمد بن مسلمہ نے اول ابونائلہ کو روانہ کیا کہ وہ کعب بن اشرف کا رضاعی بھائی اور شاعر تھا۔ اس لئے کعب بن اشرف نے اوس کو عزت سے بٹھایا اور دونوں ایک دوسرے کو اپنے اشعار سنانے لگے۔ آخر میں ابونائلہ نے کہا " مدینہ میں اس شخص (محمد صلعم) کا آنا ہمارے لئے بڑے مصائب کا موجب ہوا ہے۔ عرب سے محاربہ شروع ہو گیا ہے اور تجارتی آمد و رفت کے راستے بند ہو گئے ہیں " کعب بن اشرف نے کہا " ابھی کیا ہے آئندہ زندگی سے تنگ آجاؤ "

ایک روایت یوں ہے کہ کعب بن اشرف نے ابونائلہ سے کہا " تم اپنے دل کا صحیح صحیح حال بتاؤ اور یہ کہو کہ مدینہ والوں کا کیا خیال ہے " ابونائلہ نے کہا " میرا خیال ہے بہت جلد مدینہ کے لوگ اپنی حمایت سے دست بردار ہو جائیں گے۔ چونکہ انھوں نے نیا نیا عہد کیا ہے اس لئے ذرا پس و پیش میں ہیں۔ لیکن کیتک " کعب بن اشرف ان باتوں سے بہت خوش ہوا۔ ابونائلہ نے کہا " میری قوم کے فلاں فلاں آدمی میرے ہم خیال ہیں۔ لیکن اس وقت ہم کو تھوڑے غلہ کی ضرورت ہے۔ اگر تم قرض دے سکو تو جو چیز چاہو ہم رہن کر دیں گے " کعب بن اشرف نے کہا " اپنی عورتوں کو رہن کر دو " " یہ ناممکن ہے۔ تم عرب کے بہت خوبصورت انسان ہو " کعب نے کہا " اچھا اپنے بیٹوں کو رہن کر دو " ابونائلہ نے کہا " یہ بھی ممکن نہیں۔ لوگ ہمارے بچوں سے یوں کہا کریں گے تم وہی تو ہو جن کو چند دانوں کے عوض رہن کیا گیا تھا۔ ہاں ہم ہتھیاروں کو رہن کر سکتے ہیں " کعب بن اشرف نے منظور کر لیا اور ابونائلہ رات کو آنے اور ہتھیار لانے کا وعدہ کرکے چلے آئے۔ اور اپنے ہمراہیوں کو واقعہ سے آگاہ کیا۔ سب کے سب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورت واقعہ عرض کی۔ رات کو تمام لوگ ہتھیار لے کر چلے، حضورؐ نے ان کو بقیع غرقد تک پہنچایا۔ اور رخصت کرتے ہوئے فرمایا " انطلقوا بسم اللہ اللّٰھم اعنھم خدا کا نام لیکر جاؤ۔ اے اللہ تو ان لوگوں کی مدد کر "

چودھویں تاریخ کا چاند روشن تھا کہ تمام لوگ کعب بن اشرف کے دروازہ پر پہونچے۔ محمد بن مسلمہ نے اپنے چاروں ہمراہیوں سے کہا۔ جب کعب بن اشرف آئے گا تو میں اوس کے سر کے بالوں کو سونگھنے کے بہانے سے پکڑ لوں گا۔ تم اوس وقت اوس پر حملہ کر دینا۔ یہ مشورہ کرکے کعب بن اشرف کو آواز دی۔ وہ آیا تو اوس کے جسم سے خوشبو کی لپٹیں آرہی تھیں۔ تھوڑی دیر معاملہ کی گفتگو رہی اور دن کی باتوں کو دوہرایا گیا۔ پھر ابونائلہ نے کہا کعب چودھویں رات کی چاندنی ہے۔ آؤ تھوڑی دُور تک اس کا لطف اٹھائیں۔ اور شعب عجوز تک چلیں " کعب نے اس کو منظور کر لیا۔ تھوڑی دُور چل کر ابونائلہ نے کہا " کعب جو خوشبو تمہارے بالوں سے آرہی ہے آج تک میں نے ایسی خوشبو نہیں سونگھی " کعب نے کہا " آج کل میرے نکاح میں عرب کی حسین ترین عورت ہے " ابونائلہ نے کہا " اگر اجازت دو تو میں ذرا تمہارے بالوں کو سونگھ لوں " کعب نے کہا " سونگھ لو " ابونائلہ نے بالوں کو خود بھی سونگھا اور اپنے ہمراہیوں کو بھی سنگھایا اور پھر بال چھوڑ دیئے۔ تھوڑی دیر بعد ابونائلہ نے بالوں کو سونگھنے کی اجازت طلب کی۔ اور اجازت مل جانے پر مضبوطی سے بالوں کو پکڑ کر ساتھیوں کو حملہ کا اشارہ کیا۔ تو معاً کئی تلواریں اوس کے جسم پر پڑیں۔ اور اوس کو جہنم میں پہنچا دیا۔ اور واپس جا کر حضورؐ کو کامیاب آنے کی خوشخبری دی۔

جن لوگوں نے کعب بن اشرف کو قتل کیا تھا وہ سب قبیلہ اوس کے تھے۔ قبیلہ خزرج کے لوگوں کو اس کا علم ہوا تو انھوں نے بھی ایسا شرف حاصل کرنے کی حضورؐ سے خواہش کی۔ اور عرض کیا۔ " عبداللہ ابورافع تاجر بھی حضورؐ اور مسلمانوں کا ایسا ہی دشمن ہے جیسا کہ اشرف تھا۔ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم اُس کو قتل کر دیں۔" حضورؐ نے اجازت دیدی۔ ابورافع خیبر کے قریب حجاز کی زمین سے متصل ایک قلعہ میں رہتا تھا۔ عبداللہ بن عتیک، عبداللہ بن انیس، عبداللہ بن عقبہ، ابوقتادہ اور ایک شخص اور خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ اور مغرب کے قریب ابورافع کے قلعہ کے دروازے پر پہونچے۔ چوپائے چراگاہوں سے آکر قلعہ کے اندر جا رہے تھے۔ اور قلعہ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عبداللہ بن عتیک نے اپنے ساتھیوں سے کہا " تم یہیں ٹھہرو۔ میں پھاٹک کے دربان کی خوشامد کرکے اندر چلا جاؤں گا " عبداللہ دروازے کے قریب پہونچے۔ اور زمین پر بیٹھ کر دامن سر پر ڈال لیا گویا وہ پاخانہ پھر رہے ہیں۔ جب تمام جانور اور آدمی اندر چلے گئے تو دربان نے بلند آواز سے کہا " جس کو اندر آنا ہو جلد آجائے۔ ورنہ میں پھاٹک بند

کر دوں گا۔" یہ سنکر عبد اللہ دوڑ پڑے اور پھاٹک کے اندر چلے گئے۔ دربان نے پھاٹک بند کیا۔ قفل لگایا اور کنجیاں کھونٹی میں لٹکا دیں۔ عبد اللہ تھوڑی دور جا کر کسی جگہ چھپ رہے۔

عبد اللہ بن عتیک کا بیان ہے کہ دربان اور قلعہ کے آدمی سو گئے تو میں اٹھا۔ کنجیاں اتاریں۔ آہستہ سے قفل اور پھر دروازہ کھولا اور اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "دروازہ کھلا رہنے دو تاکہ بھاگنے میں آسانی ہو۔" اس کے بعد میں ابو رافع کے محل پہنچا ابو رافع اوپر کی منزل میں قصہ گو سے قصہ سن رہا تھا۔ میں ٹھہر گیا۔ جب قصہ ختم ہو گیا اور ابو رافع سو گیا تو میں نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور اوپر کی منزل میں پہنچا اور جہاں ابو رافع سو رہا تھا۔ اس کمرہ میں داخل ہوا۔ چونکہ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ ابو رافع کہاں سو رہا ہے اسلئے میں نے ابو رافع کو آواز دی۔ اس نے یہ پوچھا ہی تھا کہ کون ہے کہ میں آواز پر میں نے تلوار چلا دی۔ چونکہ مجھ پر خوف و دہشت غالب آگئی تھی اس لئے میں تھوڑی دیر خاموش رہا اور پھر یہ سمجھ کر کہ حملہ بیکار گیا۔ آواز بدل کر پھر ابو رافع کو ان الفاظ سے پکارا کہ "ابو رافع! کیسی آواز تھی؟" ابو رافع نے کہا۔ "تام ادھر میں کوئی آدمی ہے" فوراً ابو رافع کے ان الفاظ پر تلوار سے حملہ کیا اور پھر تلوار کو اس کے پیٹ پر رکھا اور پوری قوت سے دبایا۔ یہاں تک کہ تلوار اس کی پشت سے نکل گئی۔ میں فوراً باہر نکل آیا۔ اور آہستہ آہستہ زینہ سے اترا۔ چونکہ چاندنی پھیلی ہوئی تھی اس لئے اگرچہ ابھی کئی زینہ باقی تھا مگر میں سمجھا کہ زمین پر پہونچ گیا۔ میں زینہ سے گرا اور میری پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اپنا عمامہ اتار کر فوراً پنڈلی کو باندھا اور ایک پاؤں سے چل کر قلعہ کے دروازہ سے باہر نکلا اور اپنے ہمراہیوں کے پاس پہنچا۔ ہم سب ایک جگہ چھپ رہے۔ اور صبح کو جب قلعہ سے یہ آواز بلند ہوئی کہ ابو رافع تاجر کو مار ڈالا گیا تو اپنی کامیابی پر مسرور ہوتے ہوئے ہم واپس ہوئے۔ اور مدینہ میں پہونچ کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ "یا رسول اللہ آپ کو مژدہ ہو کہ ابو رافع کو مار ڈالا گیا۔"

چوتھی فصل ——— ۴ھ کے واقعات

اس سال حضور صلعم کے نواسے اور حضرت عثمان بن عفان کے بیٹے عبد اللہ نے وفات پائی۔ منقول ہے کہ ایک مرغ نے اُن کی آنکھ میں چونچ ماری تھی اُس سے وہ بیمار ہوئے اور چھ سال کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ حضورؐ نے نماز جنازہ پڑھائی اور اسی سال حضرت علیؓ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد نے انتقال فرمایا۔ اور اسی سال حضرت امام حسینؓ پیدا ہوئے۔ اور اسی سال حضورؐ نے ام المومنین ام سلمہؓ سے نکاح کیا۔

اس سال حضورؐ نے ایک یہودی مرد اور یہودی عورت کو زنا کے جرم میں سنگساری کی سزا دی۔ یہود کی خواہش یہ تھی کہ حضورؐ انکو سنگساری کی سزا نہ دیں۔ چنانچہ انھوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ زانی اور زانیہ کا حکم ہماری شریعت میں یہ ہے کہ ان کے چہروں کو سیاہ کر کے اونٹوں پر سوار کیا جائے اور شہر کے اندر پھرایا جائے۔ حضرت عبد اللہ بن سلام نے جو یہودیوں سے مسلمان ہو گئے تھے حضورؐ سے کہا۔ یا رسول اللہ یہود غلط کہتے ہیں۔ توریت

جیسے زنا کی تشریح رجم ہے، حضورؐ نے حکم دیا تورات کو لایا جائے۔ تورات لائی گئی۔ یہودی نے تورات کو کھولا اور رجم کی آیت پر ہاتھ رکھ لیا۔ تاکہ کوئی پڑھ نہ سکے۔ اور ادھر اُدھر کی آیات پڑھنے لگے۔ عبداللہ بن سلام نے یہودی کا ہاتھ اُٹھا دیا اور رجم کی آیت حضورؐ کو سنا دی اور حضور صلعم نے حکم دیا کہ یہود مرد و عورت کو رجم کر دیا جائے۔

اسی سال حضورؐ نے زید بن ثابتؓ کو حکم دیا کہ وہ تورات کو پڑھیں، چنانچہ انھوں نے تورات کو پڑھنا شروع کیا اور پندرہ روز میں کافی استعداد حاصل کر لی۔

اسی سال طعمہ بن ابیرق نے قتادہ بن نعمان انصاری کے گھر سے ایک زرہ چرائی اور آٹے کی تھیلی میں اوس کو چھپا کر ایک یہودی کے ہاں پہنچا دیا۔ آٹے کی تھیلی میں سوراخ تھے۔ جس کا علم طعمہ کو نہ تھا۔ آٹا ان سوراخوں سے بکھرتا چلا گیا۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ طعمہ چھت سے بوری لے کر چلا تو آٹا بکھرنے لگا اور اس کو یہ اندیشہ ہوا کہ راز ظاہر ہو جائے گا۔ فوراً اوس نے آٹے کی تھیلی زید بن اسمین یہودی کے گھر میں پھینک دی اور خود بھاگ نکلا۔ یہودی نے یہ کیفیت دیکھ کر طعمہ کا تعاقب کیا۔ لیکن طعمہ اپنے گھر میں گھس گیا۔ صبح کو لوگوں نے تحقیقات کی۔ اور آٹے کے نشان پر چل کر یہودی کے گھر پہنچ گئے اور زرہ اور آٹے کی تھیلی پالی۔ یہودی سے پوچھا گیا تو اوس نے کہا یہ فعل طعمہ کا ہے۔ میں بے قصور ہوں۔ لوگ قتادہ اور زید یہودی دونوں کو طعمہ کے پاس لے گئے۔ طعمہ نے صاف انکار کر دیا۔ اور قسم کھا کر یقین دلا دیا کہ یہ کام میرا نہیں ہے۔ آخر لوگ تینوں کو حضورؐ کی خدمت میں لے گئے اور واقعہ سے حضور کو آگاہ کیا۔ یہود نے بالاتفاق یہ گواہی دی کہ زید بن اسمین بےگناہ ہے۔ اور بنوظفر یعنی طعمہ کی قوم اگرچہ اس سے واقف تھی کہ یہ فعل طعمہ ہی کا ہے اور ایام جاہلیت میں وہ چوریاں کرتا رہا ہے لیکن اوس نے طعمہ کو اس الزام سے بچانے کی کوشش اور مشورہ کے بعد یہ طے کیا کہ بالاتفاق یہ گواہی دی جائے کہ زرہ یہودی نے چرائی ہے اور طعمہ بےگناہ ہے۔ چنانچہ بنوظفر حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہودی کو مجرم بنانے کے لئے طعمہ کی بےگناہی کی گواہی دی۔ واقعہ پیش یہ تھا کہ حضرت جبریلؑ تشریف لائے اور حضورؐ کو خدا کا یہ حکم پہنچایا۔

انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اریک اللّٰہ ولا تکن للخائنین خصیما ○	بیشک ہم نے آپکے پاس یہ نوشتہ بھیجا ہے واقعہ کے موافق تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے موافق فیصلہ کریں جو اللہ نے آپ کو بتلایا ہے۔ اور آپ

ان خائنوں کی طرفداری کی بات نہ کیجئے۔"

اس آیت کے نازل ہونے پر حضورؐ کو یقین ہو گیا کہ یہ فعل طعمہ ہی کا ہے۔ اور آپ نے حکم دیدیا کہ چوری کی علت میں طعمہ کا ہاتھ کاٹ ڈالا جائے۔ طعمہ یہ حکم سنکر مکہ بھاگ گیا۔ اور وہاں ایک اور چوری کی اور لوگوں نے اوس کو مار ڈالا۔

اسی سال مشہور قول کے مطابق شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔ بعض کے نزدیک چھٹے سال اور بعض کے نزدیک آٹھویں سال یہ حکم نازل ہوا۔ صورت یہ ہوئی کہ شراب کے متعلق سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منہ سکرا ورزقا حسنا	اور کھجوروں اور انگوروں کے پھلوں سے تم لوگ نشہ کی چیز اور عمدہ کھانے کی چیزیں بناتے ہو۔

اس آیت کے نزول سے پہلے اور بعد میں مسلمان شراب کا استعمال رکھتے تھے اور دوسری مباح چیزوں کی مانند شراب کا استعمال جائز تھا۔ لیکن صحابہ کی ایک عقلمند جماعت شراب کے مفاسد کو دیکھکر ہمیشہ حضورؐ سے شراب کے معاملہ میں گفتگو کیا کرتی تھی۔ چند روز بعد جب استفسارات کا سلسلہ بڑھ گیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

ویسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما	لوگ آپ سے شراب اور قمار کی نسبت دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کے فائدے بھی ہیں اور گناہ کی باتیں ان فائدوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں

حضورؐ نے اس آیت کو صحابہ کے سامنے پڑھا اور فرمایا یہ آیت حرمت شراب کا مقدمہ ہے اور حضرت عمرؓ نے اس آیت کو سنا تو کہا

اللھم بین لنا بیانا شافیا فی الخمر	اے اللہ شراب کے متعلق شافی بیان نازل فرما۔

صحابہ کی ایک جماعت نے آیت کو سنکر کہا "جس چیز کی مضرت زیادہ اور جس میں گناہ کبیرہ ہے اوس کا ترک اولیٰ ہے" اور اس کے بعد شراب کا استعمال چھوڑ دیا۔ انہیں ایام میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اپنے بعض دوستوں کی دعوت کی۔ اور بطور شراب استعمال کی گئی۔ اس اثنا میں نماز کا وقت آ گیا اور ان لوگوں نے نشہ کی حالت میں نماز ادا کی اور قل یا ایھا الکافرون کی تلاوت میں غلطیاں کیں [illegible] آیت نازل ہوئی

یا ایھا الذین آمنوا	ایمان والو: تم نماز کے

لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکارٰی حتیٰ تعلموا ما تقولون	ایسی حالت میں نہ جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو۔

اس آیت کے نازل ہونے پر صحابہ کی ایک جماعت نے کہا "جو چیز ترک نماز کی موجب ہو بہتر ہے کہ اُس کے قریب تک نہ جائے"۔ اور اس کے بعد صحابہ کی بڑی جماعت نے شراب کو ترک کر دیا۔ لیکن ایک اور جماعت شراب کو برابر استعمال کرتی رہی اور جب تک نشہ رہتا نماز نہ پڑھتی۔ انہیں ایام میں عتبان بن مالک انصاری نے صحابہ کی ایک جماعت کی دعوت کی۔ اونٹ کا گوشت بھونا گیا۔ اور خوب کھلایا گیا۔ کھانے کے بعد شراب کا دور شروع ہوا اور اس قدر شراب پی کہ سب مدہوش ہوگئے۔ اسی حالت میں سعد بن ابی وقاص نے ایک قصیدہ پڑھا جس میں انصار کی ہجو اور قریش کی تعریف تھی۔ اس پر ایک انصاری کو غصہ آگیا اور اس نے ذبح کئے ہوئے اونٹ کا کلہ اٹھا کر سعد بن وقاصؓ کے سر پہ مارا اور سر پھوڑ دیا۔ سعدؓ نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس انصاری کی شکایت کی۔ حضرت عمرؓ کو واقعہ کی کیفیت معلوم ہوئی تو آپ نے یہ دعا کی اللھم بین لنا بیانا شافیا فی الخمر اس کے بعد خداوند تعالیٰ کی جانب سے یہ حکم نازل ہوا۔

یا ایھا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون ۰	ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو اس سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کو فلاح ہو۔ شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کر دے اور اللہ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے سو اب بھی باز نہ آؤ گے۔

حضرت عمرؓ نے اس آیت کو سنکر فرمایا انتھینا یا رب (اے پروردگار ہم باز آگئے) اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے یوں فرمایا انتھینا۔ انتھینا انما تذھب المال (ہم باز آگئے ہم باز آگئے شراب عقل اور مال دونوں کو ضائع کرتی ہے)

آیت کے نازل ہونے پر حضورؐ نے حکم دیا کہ مدینہ کے بازاروں میں جا کر یہ اعلان کر دو کہ خداوند تعالیٰ نے شراب کو حرام قرار دیدیا ہے۔ جس نے اس اعلان کو سنا ترک شراب کا عہد کر لیا یہاں تک کہ جو لوگ اس وقت شراب پی رہے تھے انھوں نے فوراً ہاتھ اور منہ کو دھو ڈالا۔ اور شراب ترک کر دی اور جس گھر میں اس وقت شراب موجود تھی اس کو بہا دیا گیا۔ یہاں تک کہ مدینہ کے بازاروں میں پانی کی طرح شراب بہنے لگی۔

پانچویں فصل ——— ۵ھ کے واقعات

اس سال حضورؐ نے زینب بنت جحشؓ سے نکاح کیا اور شب زفاف میں آیات حجاب نازل ہوئیں۔ حضرت زینبؓ حضورؐ کی پھوپی زاد بہن تھیں۔ اول حضورؐ نے اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہؓ کا پیام زینبؓ کو دیا۔ حضورؐ نے چونکہ زید کا نام نہ لیا تھا۔ اس لئے زینبؓ سمجھیں کہ حضورؐ اپنا پیام دے رہے ہیں اور انھوں نے اس پیام کو منظور کر لیا۔ لیکن جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ پیام زید کا تھا تو انکار کر دیا اور عرض کیا۔ "یا رسول اللہؐ میں زید کو پسند نہیں کرتی وہ تو آزاد کردہ غلام ہیں"۔ زینبؓ کے بھائی عبداللہ بنت جحش بھی زینبؓ کے ہمنوا ہو گئے حضورؐ نے فرمایا۔ "انکار سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

زید کا پیام قبول کرلینا چاہیئے"۔ زینبؓ نے عرض کیا "مجھکو مہلت دیجئے تاکہ میں غور کرلوں"۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا

اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں جبکہ اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دیدیں کہ اون کو اون کے اوس کام میں کوئی اختیار رہے اور جو شخص اللہ کا اور اوس کے رسول کا کہنا نہ مانے گا وہ صریح گمراہی میں پڑا۔

اس آیت کے نازل ہونے پر زینب اور اون کے بھائی عبداللہ نے حضورؐ سے عرض کیا "یا رسول اللہؐ ہم دونوں راضی ہیں"۔ چنانچہ حضورؐ نے زینبؓ کا نکاح زید سے کردیا۔ لیکن میاں بیوی کے درمیان کبھی اتفاق نہیں۔ یہانتک کہ زید زینب کی مزاج کی تیزی سے عاجز آگئے اور حضورؐ سے شکایت کی حضورؐ نے فرمایا۔ "زید! زینب کو نکاح میں رکھو طلاق دینے کا ارادہ نہ کرو"۔ زیدؓ نے اس حکم کو قبول کرلیا لیکن چند روز بعد زینبؓ کی بدمزاجی سے تنگ آکر اونکو طلاق دیدی۔ حضورؐ نے زید کے طلاق دینے کے بعد زینبؓ سے خود نکاح کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن حجاز میں چونکہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کو حرام خیال کرتے تھے اس لئے حضورؐ نے خود نکاح کی کوئی تحریک نہیں کی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشٰہ

اور جب آپ اوس شخص سے فرمارہے تھے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا (یعنی قبول اسلام کی اور حضورؐ کی متابعت کی توفیق بخشی) اور آپ نے بھی انعام کیا (یعنی زید کو خرید کر آزاد کیا اور اپنی فرزندی میں لے لیا) کہ اپنی بی بی کو اپنی زوجیت میں رہنے دے۔ اور خدا سے ڈر اور آپ اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ ظاہر کرنیوالا تھا (یعنی زینب سے خود نکاح کرنا) اور آپ لوگوں سے اندیشہ کرتے تھے اور ڈرنا تو آپ کو خدا ہی سے زیادہ سزاوار ہے۔

اس آیت کے متعلق حضرت عائشہؓ اور انس بن مالکؓ نے بیان کیا ہے کہ اگر حضورؐ قرآن مجید کا کوئی حصہ مخفی رکھتے تو اس آیت کو مخفی رکھتے اس لئے کہ اس میں آپ کی ایک فطری کمزوری کا اظہار ہے۔

مورخین کا بیان ہے کہ جب زینبؓ کی عدت کے دن گزر گئے تو حضورؐ نے حضرت زیدؓ کو حکم دیا کہ "تم زینبؓ کے پاس جاؤ اور میرا پیام دو"۔ زیدؓ خوشی خوشی گئے اور زینبؓ کے گھر میں داخل ہوئے اوس وقت وہ آٹا گوندھ رہی تھی زیدؓ کا بیان ہے کہ اوس وقت زینبؓ کی شخصیت میری نظر میں اس قدر باہیبت و باعظمت نظر آئی کہ میں اون کی طرف دیکھ نہ سکا۔ اور منھ پھیر کر اون سے کہا "زینب! تم کو بشارت ہو کہ حضورؐ نے اپنا پیام تم کو دیا ہے"۔ زینبؓ نے کہا "میں اس کا جواب اوس وقت نہ دوں گی جبتک اپنے پروردگار سے مشورہ نہ کرلوں گی"۔ یہ کہہ کر حضرت زینبؓ اپنے مصلے پر گئیں۔ سجدہ کیا اور خدا سے دعا کی اور ایک روایت میں یوں ہے کہ زینبؓ نے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر خدا سے یہ دعا کی۔

اللھم ان رسولک خطبنی فان کنت اھلا لہ فزوجنی منہ

اے اللہ تیرے رسول نے اپنے نکاح کا پیام مجھکو دیا اگر میں اوس کے لائق ہوں تو میرا نکاح اوس سے کردے۔

حضرت زینبؓ کی یہ دعا قبول ہوئی اور خداوند تعالیٰ کی جانب سے یہ آیت نازل ہوئی۔

فلما قضیٰ زید منها وطرا زوجنکها لکی لا یکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیائهم اذا قضوا منهن وطرا	پھر جب زید کا اس سے جی بھر گیا ہم نے آپ سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیبیوں کے بارہ میں کچھ تنگی نہ رہے جب وہ اُن سے اپنا جی بھر چکیں۔

منقول ہے جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اُس وقت حضورؐ حضرت عائشہؓ کے گھر میں تھے۔ جب وحی نازل ہو چکی تو حضورؐ مسکراتے ہوئے اُٹھے اور فرمایا "کون ہے جو زینب کے پاس جا کر یہ بشارت دے کہ خداوند تعالیٰ نے اس کو میری بیوی بنا دیا ہے اور یہ آیت پڑھ کر سنا دے" سلمیٰؓ جو حضورؐ کی خادمہ تھیں دوڑی ہوئی گئیں اور زینبؓ کو یہ خوش خبری پہنچائی اور اس کے بعد حضرت زینبؓ سے حضورؐ کا نکاح ہو گیا۔

نکاح کے بعد حضورؐ نے ایک بکری کے گوشت کا ولیمہ کیا اور تمام لوگوں کو روٹی گوشت کھلایا۔ کھانا کھانے کے بعد چند لوگ مکان میں رہ گئے اور باتیں کرنے لگے۔ زینبؓ اُس وقت دیوار کی جانب منہ کئے بیٹھی تھیں اور حضورؐ خلوت کے خواستگار تھے۔ لیکن شرم کی وجہ سے یہ نہ کہہ سکتے تھے کہ تم لوگ اپنے گھروں کو جاؤ۔ آخر حضورؐ اس خیال سے اُٹھ کھڑے ہوئے کہ لوگ چلے جائیں۔ لیکن وہ باتوں میں اس قدر محو تھے کہ اُٹھنے کا نام نہ لیتے تھے۔ حضورؐ تھوڑی دیر بعد آئے اور اُن لوگوں کو دیکھ کر پھر چلے گئے۔ مختصر یہ کہ کافی دیر کے بعد یہ لوگ اُٹھے اور اپنے گھروں کو گئے۔ اسی واقعہ پر یہ آیاتِ حجاب نازل ہوئیں۔

یا ایها الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم الی طعام غیر ناظرین اناه ولکن اذا دعیتم فادخلوا فاذا طعمتم فانتشروا ولا مستأنسین لحدیث ان ذلکم کان یؤذی النبی فیستحیی منکم والله لا یستحیی من الحق واذا سألتموهن متاعا فسألوهن من وراء حجاب ذلکم اطهر لقلوبکم وقلوبهن وما کان لکم ان تؤذوا رسول الله	اے ایمان والو! اپنے نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو۔ مگر جب تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے ایسے طور پر کہ اُس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن جب تم کو بلایا جائے تب جایا کرو پھر جب کھانا کھا چکو تو اُٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھے رہا کرو اس بات سے نبی کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ صاف بات کہنے سے لحاظ نہیں کرتا۔ اور جب تم اُن سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو یہ بات تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کو پاک رہنے

کا عمدہ ذریعہ ہے اور تم کو جائز نہیں کہ رسول اللہ کو تکلیف پہنچاؤ۔"

حضورؐ نے ان آیات کو صحابہ کو سنایا اور پردہ کے حکم سے آگاہ کر دیا۔

اسی سال مدینہ میں چاند گرہن ہوا یہود نے طاشت بجائے اور کہا کہ چاند پر جادو کیا گیا ہے۔ اور حضورؐ نے صحابہ کے ساتھ چاند گرہن کی نماز ادا کی اور اُس وقت تک نماز میں مشغول رہے جب تک کہ چاند روشن نہ ہو گیا۔

اسی سال بلال بن حارث مزنی اپنے قبیلہ مزینہ کے چار سو آدمیوں کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب نے اسلام قبول کر لیا۔ حضورؐ نے اُن سے فرمایا "تم اپنے مکانوں کو واپس چلے جاؤ۔ تم جہاں بھی رہو گے مہاجرین میں شامل سمجھے جاؤ گے۔"

اسی سال تیمم کا حکم نازل ہوا جس کی صورت یہ ہوئی کہ غزوہ مریسیع کے سفر میں حضرت عائشہؓ کا گردن بند گم ہو گیا اور حضورؐ کو منزل

مقام میں اوس کی تلاش کے سلسلہ میں قیام کرنا پڑا۔ اس جگہ پانی نہ تھا اور جو لوگ شریک سفر تھے اون کے پاس بھی پانی نہ رہا تھا اور نماز کا وقت ہوگیا تھا لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کے پاس جاکر کہا کہ" آپ کی صاجزادی کے گردن بند کی وجہ سے لوگ اس مصیبت میں مبتلا ہوئے ہیں۔ رات گزر چکی تھی۔ صبح کا وقت قریب تھا ابوبکرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے تاکہ ان کو سرزنش کریں۔ حضورؐ اون کی ران پر سر رکھے سورہے تھے۔ اس لئے زیادہ سرزنش نہ کرسکے۔ یہاں تک کہ حضورؐ بیدار ہوگئے اور واقعہ سنا اوسی وقت تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ اسیر بن حضیرؓ نے آیت کو سنکر کہا:" اے اولاد ابوبکر! یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے مومنین کو تہاری بہت سی برکات سے فائدہ پہنچا ہے"

اسی سال حضورؐ ایک موقع پر گھوڑے سے گرے اور ران میں چوٹ آئی پانچ روز تک حضورؐ گھر سے باہر نہ نکل سکے اور بیٹھکر نماز ادا کی۔

چھٹی فصل ۔۔۔۔۔۔۔۔ سنہ ۶ کے حالات

مورخین کی بڑی جماعت اور اہل سیر و علماء کی اکثریت کی تحقیق یہ ہے کہ خانہ کعبہ کا حج اسلام میں اسی سال فرض ہوا اور بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ حج ہجرت کے نویں سال میں فرض ہوا ہے۔

حج فرض ہونے کے بعد حضور صلعم نے زیارت کعبہ اور حج وعمرہ کا ارادہ کرلیا اور تیاریاں شروع کردیں واقعہ کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔

اسی سال قبائل عکل وعرینہ کا واقعہ پیش آیا۔ ان قبائل کے چند لوگ مدینہ میں آئے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کیا۔ ان لوگوں کو مدینہ کی آب وہوا موافق نہ آئی اور چند روز بعد بیمار ہوگئے۔ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر انھوں نے عرض کیا " خدا کے رسولؐ! مدینہ کی آب وہوا ہم کو موافق نہیں آئی۔ ہم اپنے وطن میں بکریوں اور اونٹوں کا دودھ پیا کرتے تھے اور یہی ہماری غذا تھی۔ یہاں ہم کو غلہ کھانے کو ملا۔ اس کا بھی ہماری صحت پر برا اثر پڑا ہے " حضورؐ نے یہ سنکر ان لوگوں کو اطراف ذی الجدر میں کوہ عیر کی وادی میں جو مقام قبا کے ماتحت تھا بھیجدیا اور حکم دیا کہ" وہاں ہمارے خاص اونٹ رہتے ہیں۔ تم اون کے دودھ میں اون کا پیشاب ملاکر پیو۔ تمہاری صحت درست ہوجائے گی" یہ لوگ وہاں چلے گئے اور دودھ میں پیشاب ملاکر پیتے رہے۔ چند روز میں اون کی صحت درست ہوگئی اور وہ تندرست و توانا ہوگئے۔

چند روز بعد ان کی نیتوں میں فتور آگیا اور انھوں نے باہم مشورہ کرکے غداری پر کمر باندھ لی۔ اور ایک روز صبح سویرے ہی اٹھے اور حضورؐ کے خاص پندرہ اونٹوں کو ہنکا کرلے گئے حضور صلعم کے غلام یسار کو اس غداری کا علم ہوا تو چند لوگوں کو ساتھ لے کر وہ اون کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ راستہ میں قبائل عکل وعرینہ کے لوگوں نے یسار کو گھیر کر پکڑ لیا۔ ہاتھوں اور پاؤں کو کاٹ ڈالا اور زبان اور آنکھوں میں کانٹے چبھو دئے۔ یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئے۔

حضور صلعم کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نے کرز بن جابر فہری کو بیس سوار دے کر اون کے تعاقب میں روانہ کیا۔ کرز بن جابر سواروں کو لے کر تیزی سے روانہ ہوئے اور ان لوگوں کو جالیا۔ اور ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اونٹوں سمیت مدینہ میں لے آئے۔ حضورؐ اوس وقت غابہ کے مقام پر تھے۔ کرز اون کو وہیں لے گیا۔ اور راستہ میں مجمع السیول کے مقام پر حضورؐ

...خدمت میں پیش کیا۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

جزاؤا الذین یحاربون	جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول سے
اللہ ورسولہ ویسعون فی	لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے
الارض فساداً ان یقتلوا	پھرتے ہیں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل
او یصلبوا او تقطع ایدیھم	کئے جائیں یا سولی دئے جائیں یا
وارجلھم من خلاف	ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف
او ینفوا من الارض	جانب سے کاٹ دئے جائیں یا
	زمین پر سے نکال دئے جائیں۔

اس حکم الٰہی کے مطابق حضورؐ نے صحابہ کو حکم دیا کہ یسارؓ کے قتل کے قصاص میں اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں اور ان کی آنکھوں میں سلائی ڈالی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ آیت مذکورہ بالا اس واقعہ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ منقول ہے کہ حضورؐ قبائل عکل و عرینہ کے لوگوں کو یہ سزا دینے کے بعد صحابہ کو حکم دیا کہ آئندہ اس طرح پر کسی کو سزا نہ دی جائے۔

اسی سال حضور صلعم نے ماہ رمضان میں عام قحط و گرانی کے سلسلہ میں لوگوں کو نماز استسقا کا حکم دیا اور فرمایا کہ فلاں روز تمام لوگ جمع ہو جائیں۔ تاکہ جنگل میں جا کر خداوند تعالیٰ سے بارش کی طلب میں دعا کریں۔ چنانچہ روز معین پر حضورؐ نے طلوع آفتاب کے بعد پھٹے پرانے کپڑے زیب تن فرمائے اور صحابہ کو لیکر عاجزی و فروتنی سے عیدگاہ کی جانب روانہ ہوئے۔ اول اذان و اقامت کے بغیر دو رکعت نماز عید کی نماز کی طرح ادا کی۔ یعنی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ سمیت سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہیں اور دونوں رکعتوں میں سورۂ اعلیٰ اور سورہ غاشیہ تلاوت فرمائیں۔ نماز کے بعد ایک بلیغ خطبہ پڑھا اور پھر قبلہ رُخ کھڑے ہو کر دعا مانگی اور چادر کی تحویل فرمائی۔

احادیث صحیحہ میں بیان کیا گیا ہے کہ دعا کرتے کرتے فوراً ابر نمودار ہوا اور بارش شروع ہو گئی جس کا سلسلہ کئی روز تک جاری رہا۔

ایک روایت یہ ہے کہ بعض ایام خشک سالی و قحط میں جمعہ کے روز حضورؐ مسجد میں نماز جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔

یارسول اللہ ھلکت المواشی	خدا کے رسولؐ چارپائے ہلاک ہو گئے
وجاع العیال وانقطعت	اہل و عیال بھوکوں مر رہے ہیں۔
السبل واحمرۃ السحر	راستے منقطع ہو گئے ہیں اور درخت خشک

دعا فرمایئے کہ خداوند تعالیٰ بارش کو بھیجے۔ حضورؐ نے فوراً ہاتھ اٹھائے اور فرمایا۔

اللھم اسقنا اللھم اسقنا	اے اللہ ہم کو سیراب کر اے اللہ ہم کو سیراب کر۔

راوی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ اُس وقت آسمان شیشہ کی مانند صاف تھا اور ابر کا نشان تک نہ تھا۔ یکایک افق سے ابر کا ایک ٹکڑا اٹھا اور آسمان کے درمیان پھیل کر پھیل گیا اور بارش شروع ہو گئی اور حضورؐ ابھی منبر سے اُترے بھی نہ تھے کہ مسجد کی چھت سے پانی آپ کے ریش مبارک پر ٹپکنے لگا۔

یہ بارش دوسرے جمعہ تک برابر ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ وہی دیہاتی پھر آیا اور حضورؐ خطبۂ جمعہ پڑھ رہے تھے کہ اوس نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ "یا رسول اللہؐ بارش کی کثرت سے اموال ہلاک ہوگئے اور راستے بند ہوگئے۔ دعا فرمایئے کہ بارش رُک جائے اور آفتاب نظر آئے"۔ حضورؐ نے انسان کے سرعتِ ملال پر یہ سنکر تبسم فرمایا اور ہاتھ اُٹھاکر کہا۔

اللھم حوالینا ولا علینا اللھم علی الآکام والظراب وبطون الاودیة ومنابت الشجر	اے اللہ ہمارے اوپر نہیں اطراف میں بارش فرما۔ اے اللہ ٹیلوں، پہاڑیوں، وادیوں اور درختوں کی جڑوں میں برسا۔

فوراً ابر پھٹا۔ مدینہ میں آفتاب چمکا اور دھوپ پھیل گئی اور اطراف میں بدستور بارش ہوتی رہی۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ یہ واقعہ غزوہ تبوک کے بعد ۹ھ کا ہے۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ اسی سال حضورؐ نے امراء، رؤساء اور ملوک اطراف واکناف کے پاس دعوتی خطوط روانہ کئے اور بعض کہتے ہیں کہ اس سال روانگی کا ارادہ کیا اور ساتویں سال روانہ کئے گئے۔ چونکہ تطبیق روایات میں یہ صورت مورخین نے قابل ترجیح خیال کی ہے۔ کہ سلاطین عصر و رؤسائے عرب کے نام دعوتی خطوط آخر ۶ھ میں روانہ کئے گئے۔ اور یہ خطوط ۷ھ میں مکتوب الیہم کے پاس پہنچے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان خطوط کا ذکر اسی سال میں کیا جائے۔

۶ھ میں غزوۂ حدیبیہ کے بعد حضورؐ نے ارادہ کیا کہ اطراف وجوانب کے بادشاہوں اور رؤسائے عرب کے نام دعوتِ اسلام کے خطوط روانہ کئے جائیں۔ چنانچہ آپ نے اس کا ذکر صحابہ سے کیا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ بادشاہ اور امراء ان خطوط پر توجہ نہیں کرتے ہیں۔ جن پر مہر نہ ہو۔ حضورؐ نے فوراً حکم دیا کہ سونے کی ایک انگشتری تیار کی جائے جس میں مہر ہو۔ چنانچہ انگشتری تیار کی گئی اور صحابہ کرام میں سے بھی جو لوگ استطاعت رکھتے تھے آپکی اقتدا میں انھوں نے بھی سونے کی انگشتریاں بنوالیں۔ دوسرے روز جبرئیلؑ تشریف لائے اور حضورؐ کو یہ پیام پہنچایا کہ سونا استعمال کرنا آپ کی اُمت کے مردوں پر حرام ہے۔ حضورؐ اور صحابۂ کرام نے فوراً اپنی اپنی انگشتریاں ہاتھوں کی انگلیوں سے نکال کر پھینکدیں۔ اور اس کے بعد چاندی کی انگشتری تیار کرائی گئی۔ جس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔ اور اس نگینہ پر محمد رسول اللہؐ اس طرح کندہ کیا ہوا تھا ——————

اللہ
رسول
محمد

انگشتری تیار ہوجانے پر حضورؐ نے کاتبوں کو حکم دیا کہ چھ خط لکھے جائیں۔ چنانچہ چھ خط مختلف مضمون کے لکھے گئے۔ اور بعض مورخین کا بیان یہ ہے کہ حضورؐ نے ۲۰ خط لکھوائے اور اُن پر مہر کرکے اطراف وجوانب کے بادشاہوں۔ امراء اور رؤسا کے نام اون کو روانہ کیا ہے۔

ہم ان خطوط کے مضامین اور نتائج وغیرہ پر مختصر بحث کو اس موقعہ پر ضروری سمجھتے ہیں۔ تاکہ دعوتِ اسلام کے مسئلہ پر اس سے روشنی پڑسکے۔

(۱) ایک خط شاہ حبشہ نجاشی کے نام روانہ کیا گیا جس کا مضمون یہ تھا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خدا کے رسول محمدؐ کی طرف سے نجاشی اصحم شاہ حبشہ کے نام۔ میں تیرے سامنے اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہوں۔ جو ظاہر و باطن کا بادشاہ اور عیوب سے پاک و صاف ہے۔ اور امن دینے والا اور نگہبان ہے۔ اور میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ مریم کے بیٹے عیسےٰ خدا کی روح اور خدا کا کلمہ ہیں جس کو خدا نے پاک مریم میں ڈالا۔ وہ حاملہ ہوئیں اور اس طرح اُنسے اپنی روح اور کلمہ سے یا روح اور نفخے سے عیسیٰ کو بالکل اوسی طرح پیدا کیا جس طرح آدم کو اپنے ہاتھ اور نفخ سے پیدا کیا تھا۔ اس کے بعد میں (اے شاہ حبشہ) تجھ کو اوس خدا کی پرستش کی دعوت دیتا ہوں جو یکتا ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ میں تجھ کو خدا کی طاعت ومحبت کی دعوت دیتا ہوں اور ہدایت کرتا ہوں کہ تو میرا اتباع کر۔ اور میرے پاس جو چیز خدا کی طرف سے آئی ہے اوس پر ایمان لا میں بلاشبہ خدا کا رسول ہوں۔ میں اپنا پیام بر تیرے پاس بھیج رہا ہوں۔ تو اسکے سامنے اسلام وایمان کا اعتراف کر اور سرکشی کو ترک کردے۔ میں تجھکو اور تیری رعایا اور لشکر کو خدا کی طرف بلاتا ہوں اور میں نے اپنے فرض تبلیغ کو ادا کردیا ہے۔ تو میری نصیحتوں کو قبول کر۔"

مورخین کا بیان ہے کہ جس وقت حضورؐ کا قاصد حبشہ پہنچا ہے اوس وقت حضرت جعفر طیارؓ اور مسلمانوں کے چند افراد حبشہ

میں موجود تھے۔ حضورؐ کا نامہ عمرو بن امیہ ضمیری نے شاہ حبشہ کے سامنے پیش کیا تو وہ نامہ کے احترام میں تخت سے اتر آیا۔ ادب سے زمین پر بیٹھا۔ نامہ کو ادب سے ہاتھوں میں لیا اور سر و آنکھوں پر رکھکر چوما اور پھر حکم دیا کہ نامۂ مبارک کو پڑھ کر سنایا جائے۔ چنانچہ نامۂ مبارک پڑھا گیا۔ مضمون سے آگاہ ہو کر شاہ حبشہ نے فوراً حضرت جعفرؓ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی اور مسلمان ہوگیا۔ اور ظاہر کیا کہ اگر میں حضورؐ کی خدمت مبارک میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل کرسکتا تو زیادہ بہتر تھا۔ اس کے بعد نامۂ مبارک کے جواب میں عریضہ لکھوایا جس میں اعتراف توحید و رسالت تھا۔

مورخین کا بیان ہے کہ حضورؐ نے اس کے بعد ایک اور خط شاہ حبشہ کے نام لکھا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ "امیر معاویہؓ کی بہن ام حبیبہؓ بیوہ ہوگئی ہیں۔ تم میری طرف سے ان کو پیام نکاح دو۔ اگر وہ منظور کرلیں تو میرے پاس بھیجدو"۔ یہ نامۂ مبارک پہنچتے ہی نجاشی نے خالد بن سعید بن العاص کو بلایا اور اس خدمت پر مامور کیا۔ ام حبیبہؓ نے پیام کو منظور کرلیا۔ اور نجاشی نے چارسو مثقال طلا مہر ادا کرکے ام حبیبہؓ کا نکاح حضورؐ سے پڑھوا دیا حضورؐ کی طرف سے خالد بن سعید نے ایجاب و قبول کیا۔ اور عمر بن امیہ ضمیری کے ساتھ ام حبیبہؓ کو خاص تحائف کے ہمراہ مدینہ روانہ کردیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ نجاشی نے ہاتھی دانت کا ایک صندوقچہ

یا بناری بنوائی اور حضورؐ کے دونوں خطوں کو اس کے اندر بند کرکے خزانہ میں رکھوا دیا اور اپنے خاندان کے افراد اور عام رعایا سے کہا کہ جب تک حضورؐ کے یہ گرامی نامے ملک میں محفوظ رہیں گے ہر طرح خیر و برکت رہے گی۔ چنانچہ وہ گرامی نامے آج تک محفوظ ہیں۔

(۲) دوسرا خط حضورؐ نے ہرقل شاہ روم کے نام دحیہ کلبیؓ کے ہاتھ روانہ کیا۔ دحیہ کلبی کو حضورؐ نے ہدایت کی تھی کہ خط کو بصرے کے حاکم کے پاس لے جاؤ۔ وہ کوئی آدمی تمہارے حوالے کردیگا۔ کہ وہ تم کو ہرقل کے پاس پہنچا دے گا۔ حسب ارشاد دحیہ کلبی بصرے پہنچے۔ اوس وقت حاکم بصری حمص میں اور ہرقل بیت المقدس کے اطراف میں تھا۔ دحیہ کلبی بصرے سے حمص کی طرف روانہ ہوگئے اور حاکم بصرے سے استدعا کی کہ ان کو کوئی آدمی دیا جائے کہ وہ ان کو ہرقل کے پاس پہنچا دے۔ حاکم بصرے نے آدمی کا انتظام کردیا اور وہ اُس کے ساتھ بیت المقدس کی جانب روانہ ہوگئے۔

قبل اس کے کہ ہم حضورؐ کے نامہ مبارک کے ہرقل کے پاس پہنچنے کے حالات بیان کریں۔ ایک ضروری اور دلچسپ واقعہ کا ذکر اس موقع پر مناسب ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جس زمانہ میں روم اور ایران کے درمیان جنگ جاری تھی۔ ہرقل شاہ روم نے یہ منت مانی تھی کہ اگر خدا نے اوس کو ایرانیوں پر فتح

مرمت فرما دی تو وہ قسطنطنیہ سے برہنہ پا بیت المقدس میں حاضر ہوگا اور نماز ادا کرے گا۔ اسی نذر کو پوری کرنے وہ بیت المقدس آیا ہوا تھا اور بڑے ساز و سامان سے آیا ہوا تھا۔

ایک روز انہیں ایام میں ہرقل بیت المقدس میں اپنے تخت پر بیٹھا تھا اور وزراء و افسر فوج تخت کے نیچے کرسیوں پر حسب مراتب بیٹھے تھے کہ ہرقل کو خاموش متفکر اور مغموم سا پاکر وزراء نے پوچھا۔ عالی جاہ کیا وجہ ہے کہ ہم آپ کو مغموم و متفکر پاتے ہیں؟ ہرقل علم نجوم کا ماہر تھا اور حکومت کے حالات کو ستاروں کی گردش سے معلوم کرتا رہتا تھا۔ وزراء کے جواب میں اُس نے کہا۔ رات کو میں ستاروں کی گردش کو دیکھ رہا تھا کہ مجھ پر یہ امر منکشف ہوا کہ ایک نئی قوم دنیا میں ظہور پذیر ہوئی ہے جو ختنہ کراتی ہے۔ یہ قوم بہت جلد ترقی کرے گی۔ اور ان تمام ممالک پر قبضہ کرکے یہاں کے لوگوں کو اپنی رعایا بنائے گی۔ تم کو معلوم ہے کون لوگ ختنہ کراتے ہیں؟ امراء نے عرض کیا۔ دنیا میں یہود کے سوا اور کوئی قوم ختنہ نہیں کراتی۔ اور یہود سے خوف زدہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ عالی جاہ اپنے مقبوضات کے تمام شہروں کے حکام کے نام یہ حکم جاری کردیجئے کہ جس قدر یہود وہاں ہوں ان کو قتل کردیا جائے؟ اسی قسم کی گفتگو جاری تھی کہ بصرے کے حاکم کا ایک آدمی ایک عرب کو ساتھ لیئے ہوئے ہرقل کے دربار میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کیا۔ ہرقل نے عرب (وحیہ کلبی) کو آگے بلایا اور واقعہ دریافت کیا۔ وحیہ کلبی نے کہا۔ ہم لوگوں میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور لوگوں کو اپنے دین کی طرف بلاتا ہے۔ ہمارے لوگوں میں ایک جماعت نے اس کی تصدیق کرکے اطاعت قبول کرلی ہے اور ایک بڑی جماعت نے اس کو جھٹلا کر اُس سے عداوت و مخالفت کا اظہار کیا ہے اور ان دونوں جماعتوں کے درمیان جنگ جاری رہتی ہے۔ میں اسی حال میں اُن کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ ہرقل نے امراء کو حکم دیا کہ اس عرب کو گوشہ میں لے جاؤ اور دیکھو کہ اس کی ختنہ کی گئی ہیں یا نہیں؟ امراء نے گوشہ میں لیجاکر دیکھا اور واپس آکر ہرقل سے بیان کیا کہ اس شخص کی ختنہ کی گئی ہیں۔ ہرقل نے وحیہ کلبی کو پھر طلب کیا اور پوچھا "کیا عرب ختنہ کراتے ہیں؟" وحیہ کلبی نے کہا۔ "ہاں" یہ سنکر ہرقل نے درباریوں کو مخاطب کرکے کہا "یہ شخص اوسی جماعت کا ہے جس کا ذکر میں ابھی ابھی تم سے کر رہا تھا۔"

ایک روایت یہ ہے کہ حاکم بصریٰ نے وحیہ کلبی کے ساتھ عدی بن حاتم کو روانہ کیا تھا۔ وحیہ کلبی جب دربار کے دروازہ پر پہونچے تو ایک محافظ نے کہا۔ "تم جب بادشاہ کے حضور میں پہنچو تو اول بادشاہ کو سجدہ کرنا اور پھر خط کو پیش کرنا۔ ورنہ تمہارے خط کو قبول نہ کیا جائے گا؟" وحیہ کلبی نے کہا۔ "خدا کے سوا میں کسی کو سجدہ نہیں کرتا اور نہ کروں گا" بہرحال وحیہ کلبی کو ہرقل کے پاس پہنچا یا گیا اور انھوں نے حضورؐ کا نامۂ مبارک ہرقل کی خدمت میں پیش کردیا۔ ہرقل نے ترجمان کو بلوایا اور حکم دیا کہ خط کو پڑھو۔ ترجمان نے نامۂ مبارک کو سنایا مضمون یہ تھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ یہ خط ہے خدا کے رسول محمدؐ کی طرف سے شاہ روم ہرقل کے نام۔ سلامتی ہو اُس

شخص پر جو راہ راست کا پیرو ہے۔ اس کے بعد (اے ہرقل) میں تیرے سامنے کلمۂ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پیش کرتا ہوں تو اسلام کو قبول کرلے۔ تاکہ سلامت رہے۔ اور خدا تجھکو اس کا اجر مرحمت فرمائے اگر تو کلمۂ اسلام کا اعتراف نہ کرے گا اور میرے دین کو قبول نہ کرے گا تو تیری رعایا اور کاشتکاروں کا گناہ تجھ پر ہوگا۔"

نامۂ مبارک کے آخر میں یہ آیت بھی درج تھی۔

یا اھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون	اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے ہم اور کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو رب نہ قرار دے۔ خدا چھوڑ کر۔ پھر اگر وہ

لوگ اعراض کریں تو تم لوگ کہدو کہ تم اس کے گواہ رہو کہ ہم ماننے والے ہیں۔"

خط کو سنکر ہرقل نے امرار کو حکم دیا کہ ہمارے ملک میں کسی ایسے شخص کو تلاش کرکے لاؤ جو نبیٔ عرب کی قوم کا ہو۔ تاکہ ہم اوس سے اس نبی کے حالات دریافت کرسکیں۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابو سفیانؓ[1] نے بیان کیا کہ میں اوس زمانہ میں تجارت کے سلسلہ میں شام گیا ہوا تھا اور مقام غزہ میں مقیم تھا کہ ہرقل کے آدمی تلاش کرتے ہوئے آئے اور مجھکو میرے ساتھیوں سمیت ہرقل کے پاس لیگئے ہرقل نے شان و شوکت کا دربار منعقد کیا جس میں مذہبی پیشوا۔ امرائے ملک اور افسران فوج کی بڑی تعداد شریک ہوئی اور اس دربار میں مجھکو بلایا گیا۔ ہرقل نے ہم کو مخاطب کرکے کہا "تم میں سے کون اوس شخص کا قریبی رشتہ دار ہے۔ جس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے"؟ ابو سفیانؓ کہتے ہیں یہ سنکر میں آگے بڑھا اور کہا "نسب کے اعتبار سے میں اس شخص کا قریبی رشتہ دار ہوں"! ہرقل نے پوچھا "تمہارے اور اوس شخص کے درمیان کیا قرابت ہے"؟ میں نے کہا "وہ شخص (یعنی حضورؐ) میرے چچا کا بیٹا ہے"! یہ سنکر

[1] ابو سفیانؓ بنو امیہ کے چیف خلیفہ امیر معاویہؓ کے والد تھے اور اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے ۱۲ مؤلف

ہرقل نے حاضرین کو حکم دیا کہ اس شخص کو میرے قریب لے آؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کے پیچھے بٹھا دو تاکہ اگر یہ کوئی غلط بات کہے تو اس کے ساتھی اس کی تردید کردیں۔ اس کے بعد ہرقل نے ترجمان کو طلب کیا اور حکم دیا کہ ابوسفیان کے ہمراہیوں سے یہ کہدو کہ میں ابوسفیان سے اُس شخص کے جس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے کچھ حالات دریافت کرتا ہوں اگر وہ کوئی غلط بات بیان کرے تو تم فوراً اوس کی تردید وتکذیب کردینا۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں ابوسفیانؓ نے مجھ سے کہا۔ خدا کی قسم! اگر مجھکو اس کا خیال نہ ہوتا کہ لوگ مجھکو جھوٹا کہیں گے تو میں ضرور ہرقل کے سامنے جھوٹی باتیں کہتا۔ بہرحال ابوسفیانؓ کہتے ہیں کہ ہرقل نے مجھ سے چند سوال کئے جن کا میں نے بالکل صحیح جواب دیا اور وہ سوال جواب یہ ہیں۔

ہرقل۔ مدعی نبوت خاندانی اعتبار سے کیسا آدمی ہے؟

ابوسفیان۔ ہماری قوم میں نسب کے اعتبار سے وہ بہت بڑا اور شریف انسان ہے۔

ہرقل۔ قریش یا عرب میں سے کسی اور نے بھی اس سے پہلے اس قسم کا دعویٰ کیا تھا!

ابوسفیان۔ نہیں۔ کسی نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔

ہرقل۔ اوس کے آباو اجداد میں سے کیا کوئی شخص بادشاہ ہوا ہے؟

ابوسفیان۔ نہیں۔ کوئی نہیں۔

ہرقل۔ اوس کے پیرو کمزور وغریب آدمی ہیں یا خوشحال ودولتمند۔

ابوسفیان۔ اوس کی پیروی عام طور پر غریب وکمزور لوگ کرتے ہیں۔

ہرقل۔ اوس کے پیرو بڑھ رہے ہیں یا کم ہوتے جاتے ہیں!

ابوسفیان۔ اُن کی تعداد بڑھ رہی ہے۔

ہرقل۔ کیا اس کے پیرؤں میں سے کوئی شخص اُس سے یا اُس کے دین سے ناراض ہوکر اس سے منحرف بھی ہوا ہے؟

ابوسفیان۔ نہیں۔ کوئی نہیں۔

ہرقل۔ کیا دعوئے نبوت سے پہلے اُس پر جھوٹ بولنے کی کوئی تہمت لگائی گئی ہے

ابوسفیان۔ نہیں۔ کبھی نہیں۔

ہرقل۔ کیا اوس نے عہد وپیمان کے بعد کبھی بدعہدی بھی کی ہے

ابوسفیان۔ اس وقت تک تو اُس نے کوئی بدعہدی نہیں کی ہے۔ اب حال میں ہمارے اور اُس کے درمیان ایک نیا عہد وپیمان ہوا ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے وہ اس پر قایم رہے گا یا نہیں۔[1]

ہرقل۔ کبھی تمہارے اور اُس کے درمیان لڑائی بھی ہوئی ہے؟

ابوسفیان۔ ہاں کئی لڑائیاں ہوچکی ہیں۔

ہرقل۔ ان لڑائیوں کا نتیجہ کیا نکلا؟

ابوسفیان۔ کبھی وہ ہم پر غالب آیا اور کبھی ہم نے اوس پر غلبہ حاصل کیا۔

[1] ابوسفیان کا بیان ہے کہ صرف ایک اس بات میں میں نے حضور صلعم کی نسبت تعصب سے کام لیا تھا۔ لیکن ہرقل نے میرے ان الفاظ پر کوئی توجہ نہیں کی۔

ہرقل۔ وہ تم کو کس چیز کی ہدایت کرتا ہے؟

ابوسفیان۔ وہ کہتا ہے صرف خدائے واحد کی عبادت کرو۔ کسی کو اوس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور تمہارے آبا و اجداد کے عہد سے جو بڑی رسمیں جاری ہیں اُن کو چھوڑ دو۔ نماز پڑھو۔ سچ بولو۔ صدقہ دو۔ رشتہ داروں اور عزیزوں سے سلوک کرو۔ اور پاک دامن رہو۔

ہرقل نے ابوسفیان کے جوابات سنکر ترجمان کے ذریعہ کہا: تم نے بتایا ہے کہ مدعی نبوت نسب کے اعتبار سے شریف ہے۔ میں تم کو بتاتا ہوں کہ پیغمبر شریف خاندان ہی میں پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ کسی کو اُس کی متابعت سے عار نہ آئے۔ پھر تم نے بتایا ہے کہ اس سے پہلے قریش یا عرب میں سے کسی نے پیغمبری کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ میں بتاتا ہوں کہ اگر پہلے ایسا ہوا ہوتا تو یہ سمجھا جاتا کہ یہ شخص پہلے شخص کی تقلید کرتا ہے۔ پھر تم نے بتایا ہے کہ اس کے خاندان میں سے کوئی بادشاہ نہیں ہوا ہے۔ میں بتاتا ہوں کہ اگر ایسا ہوتا تو یہ سمجھا جاتا کہ یہ شخص اس ذریعہ یعنی دعوئے پیغمبری سے اپنے آبا و اجداد کا ملک حاصل کرنا چاہتا ہے۔ پھر تم نے یہ بتایا کہ اس کے پیرو غریب و کمزور آدمی ہیں۔ میں بتاتا ہوں کہ انبیاء کی پیروی ہمیشہ غریب اور کمزور لوگوں نے کی ہے۔ پھر تم نے بتایا کہ اوس کے پیرو بڑھتے جاتے ہیں۔ میں بتاتا ہوں کہ مومنین بتدریج ہی ترقی کرتے ہیں اور بڑھتے بڑھتے ایمان کمال کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر تم نے بتایا ہے کہ کوئی شخص اُس کے دین سے مرتد نہیں ہوا ہے۔ میں بتاتا ہوں کہ جب ایمان کا ذائقہ دل میں سما جاتا ہے تو پھر اُس سے کوئی منحرف نہیں ہوتا پھر تم نے کہا ہے کہ اوس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ میں بتاتا ہوں کہ پیغمبر جھوٹ نہیں بولا کرتا۔ اور جب وہ آدمیوں سے جھوٹ نہیں بولتا تو خدا پر جھوٹ کیونکر بنا سکتا ہے۔ پھر تم نے بتایا ہے کہ اُس نے کبھی غداری نہیں کی۔ میں کہتا ہوں کہ پیغمبر بدعہدی اور غداری نہیں کرتے اور جو شخص دنیوی لذتوں سے نافر اور بے پرواہ ہو وہ غداری نہیں کرسکتا۔ پھر تم نے بتایا ہے کہ لڑائیوں میں کبھی وہ غالب آتا ہے اور کبھی ہم۔ میں بتاتا ہوں کہ انبیاء کی حالت یہی ہوتی ہے۔ کبھی کبھی ابتلاء کے طور پر اون کے دشمنوں کو اون پر غلبہ دیدیا جاتا ہے لیکن نتیجہ ہمیشہ اُن کے حق میں رہتا ہے اور وہ کامیابی حاصل کرلیتے ہیں۔ پھر تم نے وہ باتیں بتائیں ہیں جن کی وہ تم کو تعلیم دیتا ہے۔ میں بتاتا ہوں کہ پیغمبروں کی تعلیم یہی ہوتی ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے وہ تمام صفات حمیدہ اور عادات پسندیدہ ہیں؟

اس کے بعد ہرقل نے ابوسفیان اور اُس کے ساتھیوں کو مخاطب کرکے کہا۔

تم نے جو کچھ بتایا ہے اگر وہ صحیح و درست ہے تو بہت جلد یہ شخص ان شہروں کا مالک ہوجائے گا۔ اور ہماری حکومت اُس کے تحت و تصرف میں چلی جائے گی۔ مجھ کو (اپنے علم کے ذریعہ) تو معلوم تھا کہ عنقریب ایک ایسا پیغمبر مبعوث ہونیوالا ہے۔ لیکن یہ وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ تمہاری قوم میں پیدا ہوگا۔

اگر یہ ممکن ہوتا کہ میں اوس کی خدمت میں حاضر ہو سکتا تو ضرور ایسا کرتا اور اگر میں اوس کے پاس پہنچ جاتا تو انتہا درجہ کا مطیع و فرمانبردار ہو کر رہتا اور اُس کے پاؤں کو دھوتا۔"

ابوسفیان کا بیان ہے کہ ہرقل کے خاموش ہو جانے پر میں نے کہا "اگر اجازت ہو تو میں اوس شخص کے لاف وگزاف میں سے کچھ بیان کروں" ہرقل نے کہا "کہو" میں نے کہا "یہ شخص کہتا ہے کہ میں ایک رات میں مکہ سے بیت المقدس گیا اور صبح ہونے سے پہلے مکہ واپس آ گیا" ابوسفیانؓ کہتے ہیں کہ حاضرین دربار میں بیت المقدس کا ایک خادم بھی تھا۔ میری بات ختم ہوتے ہی اوس نے کہا "عالی جاہ! جس رات کا ذکر کیا گیا ہے میں اوس سے واقف ہوں اور اُس کی ایک نشانی میں نے یہ مشاہدہ کی ہے کہ میری عادت یہ ہے کہ میں خوابگاہ میں جانے سے پہلے بیت المقدس کے تمام دروازوں کو بند کر دیتا ہوں۔ اُس رات کو میں نے تمام دروازوں کو بند کر دیا۔ لیکن ایک دروازہ خدا جانے کیوں مجھ سے بند نہ ہو سکا۔ میں نے شہر کے آدمیوں کو مدد کے لئے بلایا۔ لیکن آدمیوں کی ایک جماعت بھی اُس دروازہ کو حرکت میں نہ لا سکی۔ آخر مجبور ہو کر میں نے اس دروازہ کو کھلا چھوڑ دیا۔ صبح کو اٹھ کر دیکھا تو میں نے اس دروازہ کے قریب سواری باندھنے کے نشانات پائے" ملہ

(۳) تیسرا خط حضورؐ نے کسریٰ شاہِ ایران کے نام بھیجا جس کو عبداللہ بن حذافہ سہمی لے کر گئے تھے۔ اس کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خدا کے رسول محمدؐ کی طرف سے کسریٰ شاہِ فارس کے نام۔

سلامتی اوس شخص پر جو ہدایت یافتہ اور خدا اور خدا کے رسول پر ایمان لایا ہو۔ واضح ہو کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ اُس کا بندہ اور رسول ہے۔ میں تجھ کو کلمۂ اسلام کو قبول کرنے کی دعوت دیتا اور تجھکو بتاتا ہوں کہ میں بلاشبہ خدا کا رسول ہوں اور تمام مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ میں تم سب کو خدا کے عذاب سے ڈراتا اور اپنا فرض ادا کرتا ہوں تو مسلمان ہو جا تا کہ سلامت رہے۔ اگر تو (اسلام قبول کرنے سے) انکار کرے گا۔ سرکشی دکھائے تو تیری ساری قوم مجوس کا وبال تجھ پر پڑے گا"

کسریٰ نے خط سنکر ترجمان سے اُس کو لے لیا اور پارہ پارہ کر کے پھینک دیا۔ اور غضبناک لہجہ میں کہا "ہم کو اس طرح خط لکھتا ہے حالانکہ ہمارا غلام ہے"

بیان کیا جاتا ہے کہ حضورؐ کو جب اس کی اطلاع ملی کہ شاہِ فارس نے نامۂ مبارک کو پھاڑ کر پرزے پرزے کر دیا تو آپ نے فرمایا۔

فرق کتابی فرق اللہ ملکہ } اس نے میرے خط کو پھاڑا ہے خدا اُس کے ملک کو ٹکڑے کر دے گا۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ۔

اللّٰھم فرق ملکہ } اے اللہ اُس کے ملک کو پاش پاش کر۔

عبداللہ بن حذافہ واپس چلے آئے اور شاہِ فارس نے اپنے ماتحت حاکم یمن باذان کو لکھا کہ "تم دو قوی اور بہادر آدمیوں کو یمن سے اوس شخص کے پاس بھیجو۔ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تا کہ وہ اوس کو مضبوط باندھ کر میرے پاس لے آئیں" باذان نے دو عقلمند اور شجاع آدمیوں کو جن کے نام بانویہ اور خرخرہ تھے حکم شاہی کے مطابق حجاز روانہ کیا اور حضور صلعم کے نام ایک خط لکھکر دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ "آپ ان دونوں آدمیوں کے ساتھ تشریف لے آئیں۔ شاہِ فارس نے آپ کو طلب کیا ہے" پھر باذان نے بانویہ کو تخلیہ میں طلب کر کے کہا "تم اس شخص کے حالات کی خوب تحقیق کرنا اور خفیہ طور پر اُن حالات سے مجھکو آگاہ کرنا" یہ دونوں شخص یمن سے حجاز کی طرف روانہ ہوئے۔ طائف پہنچ

تو اُن کی ملاقات اشراف قریش ابوسفیان اور صفوان بن اُمیہ وغیرہ سے ہوئی۔ اُن کو باذان کے خط اور کسریٰ کے غیظ وغضب کا حال معلوم ہو چکا تھا اور بہت خوش تھے کہ اب محمدؐ کا کام ختم ہو جائے گا۔ لیکن یمن کے قاصدوں نے جب اُن سے حضورؐ کے حالات پوچھے تو انھوں نے کہا "وہ شخص یثرب (مدینہ) میں ہے" پھر باذان کے آدمیوں نے قبیلۂ ثقیف کے ایک آدمی سے حضورؐ کے حالات دریافت کئے۔ اُس نے اوامر و نواہی اسلام کو تفصیل سے بتایا۔ اور حضور صلعم کی حقیقی صفات سے اُن کو آگاہ کیا۔ بانویہ اور خرخرہ نے اُس کا بیان سنکر کہا "اگر اُس کی تعلیم یہی ہے اور اُس میں یہی صفات ہیں تو یقیناً وہ خدا کا پیغمبر ہے۔ اور کوئی شخص اُس سے مقابلہ نہیں کر سکتا"

مختصر یہ کہ بانویہ اور خرخرہ مدینہ میں پہنچکر حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "شاہ فارس کسریٰ نے حاکم یمن باذان کے نام یہ حکم بھیجا ہے کہ تم دو آدمیوں کو حجاز میں بھیجو کہ وہ آپ کو لیکر آئیں۔ چنانچہ باذان نے ہم کو آپ کے پاس بھیجا ہے اگر آپ یمن تشریف لے چلیں تو باذان شاہ فارس کو خط لکھے گا جو آپ کے لئے نافع ہوگا۔ اور بادشاہ آپ کو معاف کر دے گا۔ اور اگر آپ تشریف نہ لیجائیں گے اور انکار کر دیں گے تو آپ کو کسریٰ کے غیظ و غضب کا حال معلوم ہے۔ وہ آپ کو اور آپ کی ساری قوم کو تباہ و برباد کر دے گا"

یہ کہہ کر بانویہ نے باذان کا عریضہ حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضورؐ نے خط کو سنا اور جو لغویات اُس میں درج تھیں اُن پر مسکرائے۔ اور پھر بانویہ اور خرخرہ کو اسلام قبول کر لینے کی ہدایت کی۔

ایک روایت یہ ہے کہ بانویہ اور خرخرہ ہاتھوں میں طلائی کنگن پہنے تھے قیمتی ریشمین لباس جسم پر تھا۔ ڈاڑھی ترشی ہوئی اور مونچھیں بڑی بڑی تھیں۔ اتنی بڑی کہ ہونٹ نظر نہ آتے تھے حضورؐ نے اون کو اس ہیئت میں دیکھکر کراہت و نفرت کا اظہار کیا۔ اور فرمایا۔

ویلکما من امرکما بھذا} تم پر افسوس ہے کہ تم کو کس نے یہ ہیئت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے"

بانویہ نے عرض کیا "ہمارے پروردگار (معاذ اللہ) کسریٰ نے ہم کو یہ حکم دیا ہے"

حضورؐ نے فرمایا "لیکن میرے پروردگار نے مجھکو یہ حکم دیا ہے کہ ہم ڈاڑھی کو بڑھائیں اور مونچھوں کو کٹوائیں" اس کے بعد حضورؐ نے بانویہ اور خرخرہ کے سامنے اسلام کو پیش کیا اور ثواب و عذاب سے آگاہ کیا" بانویہ نے کہا "محمدؐ اب روانگی کا انتظام کرو۔ اگر بادشاہ ناراض ہو گیا تو ایک عرب کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا۔ یا عرب سے سب کو باہر نکال دیگا" بانویہ اور خرخرہ اگرچہ جرأت و دلیری سے گفتگو کر رہے تھے۔ لیکن حالت یہ تھی کہ ہیبت نبوت سے اس قدر خوفزدہ تھے کہ اُن کے شانوں کا گوشت لرزہ میں تھا۔ پھر انھوں نے عرض کیا "اگر آپ تشریف نہ لے چلیں تو باذان کے خط کا جواب لکھدیں" حضورؐ نے جواب میں فرمایا "آج تم لوگ ٹھہرو۔ غور و خوض کے بعد جو مصلحت ہوگی کل جواب دوں گا" حضورؐ کا یہ جواب پا کر دونوں قیام گاہ پر چلے گئے اور اطمینان سے بیٹھکر ایک نے دوسرے سے کہا "اگر تھوڑی دیر میں اس شخص کے پاس اور بیٹھتا تو مجھے اندیشہ تھا کہ خوف سے میرا دم نکل جاتا" دوسرے نے کہا "ساری عمر میں مجھ پر کبھی ایسا خوف طاری نہ ہوا جیسا کہ اس شخص کے پاس بیٹھنے سے ہوا۔ معلوم ہوتا ہے یقیناً اس شخص کا کام خدا کی طرف سے ہے"

دوسرے دن بانویہ اور خرخرہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضورؐ نے اُن سے فرمایا۔ تم اپنے حاکم باذان کو یہ اطلاع پہنچاؤ کہ میرے پروردگار نے گذشتہ رات میں کسریٰ کو ہلاک کر دیا۔ رات کی سات ساعتیں گذری تھیں کہ کسریٰ کا بیٹا شیرویہ کسریٰ کی خوابگاہ میں داخل ہوا اور کسریٰ کا پیٹ چاک کر ڈالا۔ مورخین کا بیان ہے کہ یہ رات منگل کی رات تھی اور جمادی الاولیٰ سنہ کی دسویں تاریخ۔

اس کے بعد حضورؐ نے بانویہ سے فرمایا۔ "تم یہ خبر باذان کو پہنچاؤ اور میری طرف سے اُس کو یہ پیام دو کہ بہت جلد میرا دین کسریٰ کے ملک میں پھیل جائے گا" بانویہ اور خرخزہ یہ پیام لیکر واپس ہوئے اور باذان کو حضور صلعم کا پیام پہنچایا اور جو حالات اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے تفصیل سے بیان کئے۔ باذان نے تمام باتیں سنکر کہا۔ "خدا کی قسم! یہ باتیں امرا اور بادشاہوں کی سی نہیں ہیں۔ یقیناً وہ شخص پیغمبر برحق ہے۔ کسریٰ کے مرنے کی جو خبر اوس نے دی ہے اگر وہ واقع کے مطابق ثابت ہوئی تو اُس کی نبوت میں کوئی شبہ باقی نہ رہے گا اور میں خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ اس کے بعد اوس پر ایمان لانے میں کوئی حاکم اور بادشاہ مجھ سے سبقت نہ لے جائے گا۔"

چند روز بعد شیرویہ کا خط باذان کے نام موصول ہوا۔ جس میں لکھا تھا کہ میں نے کسریٰ کو مار ڈالا ہے۔ اس لئے کہ اُس نے اشرافِ فارس کے بیشمار و بے گناہوں کو قتل کر ڈالا تھا اور رعایا وامرارِ فارس کا خون بہانا جائز خیال کرتا تھا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ بے شمار لوگ ملک چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ملک ویران ہوتا جاتا تھا۔ جس وقت میرا یہ خط تجھ کو ملے ئیں اور اپنے تمام ماتحت ممالک سے میری بادشاہی کا حلف وفاداری لے لو۔ اور سب کو میرا مطیع و منقاد بنالو۔ اور جس شخص نے عرب میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے اوس سے کوئی تعرض نہ کرو۔ جب تک کہ میرا کوئی دوسرا حکم صادر ہو۔"

شیرویہ کا یہ خط ملتے ہی باذان نے کلمۂ اسلام پڑھ کر اسلام قبول کر لیا اور اوس کے ساتھ ہی یمن اور فارس کے بہت سے آدمیوں نے بھی اسلام قبول کرنے میں تامل نہ کیا۔

(۴) چوتھا خط حاطب بن بلتعہؓ شاہ مصر مقوقس کے پاس لیکر گئے تھے۔ اس خط کا مضمون تقریباً وہی تھا جو ہرقل کے خط کا تھا۔ حاطب مصر میں پہنچکر مقوقس کے دربان سے ملے اور حالات سے آگاہ کیا۔ دربان نے اُن کی بڑی عزت کی۔ اور فوراً اُن کو مقوقس کے دربار میں لے گیا۔ مقوقس نے حضورؐ کے نامۂ مبارک کو توجہ سے سنا۔ لیکن کوئی مناسب و نامناسب لفظ اپنی زبان سے نہیں کہا البتہ حضورؐ کی عظمت کا ذکر کیا۔ اور آپکے نامہ مبارک کو عزت کیساتھ رکھ لیا۔

مورخین کا بیان ہے کہ مقوقس نے حاطبؓ کو دوبارہ خلوت میں طلب کیا اور اُن سے حضورؐ کے حالات اور صفات دریافت کیں۔ حاطب نے تفصیل سے حالات بیان کئے جن کو مقوقس نے غور سے سنا اور پھر کہا: "جو حالات اور صفات تم نے بیان کی ہیں عیسٰی بن مریمؑ نے ایک ایسے ہی پیغمبر کی اپنے بعد آنے کی خبر دی ہے اور بتایا ہے کہ اُس کے ساتھی اس ملک میں آئیں گے۔"

حاطب پانچ روز مصر میں رہے۔ جب واپس ہونے لگے تو مقوقس نے حضورؐ کے نام ایک خط لکھکر اُن کو دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ محمد بن عبد اللہ کے نام مقوقس رئیس قبط کی جانب سے سلام کے بعد معلوم ہو کہ میں نے آپ کا خط سنا اور سمجھا۔ مجھکو یہ تو معلوم تھا کہ ابھی ایک پیغمبر کا ظہور باقی ہے۔ لیکن میرا خیال یہ تھا کہ وہ نبی شام میں پیدا ہوگا۔ میں نے آپ کے مقاصد کی عزت کی اور چند تحائف آپ کو بھیج رہا ہوں۔"

مقوقس نے حضورؐ کو جو چیزیں روانہ کی تھیں اُنمیں دو ترکی لونڈیاں بھی تھیں۔ جنکے نام ماریہ اور شیرین تھے۔ اور بقول دیگر چار لونڈیاں تھیں۔ ایک سفید خچر تھا جسکا نام دُلدل تھا۔ ایک گدھا تھا جس کا نام عفیر تھا۔ ایک نیزہ تھا۔ بیس جوڑے کپڑے کے تھے۔ ایک ہزار مثقال سونا تھا۔ طب

اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر

محترم علمائے ہند مشائخ عظام ایڈیٹران کرام کی رائیں

(۱) حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کی رائے

مترجم نے صرف عربی تفسیر کے ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ خود بھی مفید فوائد کا اضافہ کیا ہے۔ انکے ترجمہ کا طرز اور اضافہ فوائد کی نوعیت محل اعتراض نہیں ہے۔ میں اس کلام الہی کے حواشی اور دیباچہ کو پسند کرتا ہوں۔

(۲) مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی رائے

میں نے اول سے آخر تک سرسری نظر سے اعجاز نما قرآن دیکھا۔ ہر ورق بہت خوبصورت ہے جس میں مذہبی تصور اور تخیل کی اعلیٰ شان پائی جاتی ہے ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا ہے اور حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان القرآن کا مکمل اردو ترجمہ حاشیہ پر ہے ایک سو ستر صفحات پر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب کا مقدمہ اردو زبان میں ہے جو اردو زبان میں قرآن مجید کی نسبت ایک لاجواب چیز ہے کیونکہ اس مقدمہ میں نہایت اہم عنوانات کے ماتحت قرآن مجید کے حقائق و معارف کو عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی تمام سورتوں کے مسائل و احکام کو الگ الگ بہت مقبول اور عام فہم طریقہ اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جو ایک نئی اور مفید چیز ہے اور جس سے کم علم عورتوں اور مردوں اور بچوں کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اگر وہ اس پر توجہ کریں قرآن مجید کے مضامین کی فہرست بھی بہت اچھی ہے۔ اس معاملہ میں اور لوگوں نے بھی کوششیں کی ہیں لیکن آغا صاحب کا طرز بیان بہت زیادہ عام فہم اور مفید ہے۔ کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ان آیات کا نکالنا آسان ہو جائیگا جو کسی خاص ضرورت کے وقت درکار ہوں۔

حضرت علامہ فرید وجدی مصر کے مشہور عالم ہیں اور ان کی تفسیر بیان الفرقان فہم قرآن کے لئے بہت مفید ہے۔ مگر آغا رفیق صاحب کا مقدمہ مجھکو قرآن مجید کے حقائق و معارف کے بیان اور عام فہم طرز بیان کے اعتبار سے علامہ فرید وجدی کی تفسیر سے زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں پہلی مرتبہ اعجاز نما قرآن مجید میں شائع ہوئی ہیں۔

(۳) حضرت علامہ مفتی عتیق الرحمن صاحب فاضل دیوبند کی رائے

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب کے مشہور و مقبول ترجمہ کے ساتھ علامہ فرید وجدی کی تفسیر کا ترجمہ اور پھر ڈیڑھ سو صفحات کا مبسوط مقدمہ قرآن حکیم اور کمال تفسیر اور ایسے علمی جواہر پارے قرآن کے مقابلہ میں ہدیہ مقررہ بالکل بے وزن معلوم ہوتا ہے۔

(۴) حضرت علامہ حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی کی رائے

ترجمہ کے لئے حضرت علامہ تھانوی صاحب کا اسم گرامی کافی ضمانت ہے اور تفسیر کے لئے حضرت علامہ فرید وجدی کی شہرت کفیل اور اسکو عربی سے اردو قالب میں لانے کے لئے ادیب شہیر آغا رفیق صاحب کا نام نامی ہر طرح قابل اطمینان ہے۔

میں نے جستہ جستہ اس تفسیر کو پڑھا، ترجمہ مستند اور قابل اعتبار ہے۔ سید صاحب نے اشاعت کے سلسلہ میں قرآن مجید ہر امیر و غریب مسلمان تک پہنچانے کیلئے ارزانی کا کافی لحاظ رکھا ہے۔

میں ایسے مسلمانوں سے خصوصیت کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اعجاز نما قرآن مجید کو اپنے مطالعہ میں رکھیں جو ایک طرف قرآن عزیز کے ساتھ ترجمہ اور پھر دوسری تفسیر چاہتے ہیں اور دوسری جانب زیادہ ہدیہ ادا کرنے سے بھی معذور ہوں۔

(۵) حضرت علامہ سعید احمد صاحب فاضل دیوبند ایم اے کی رائے

قرآن مجید کے متن میں صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے اور اس پر طرفہ یہ کہ متن اصلی میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے جو اپنے مستند اور درست ہونے میں کسی دلیل کا محتاج نہیں، حاشیہ پر دور حاضرہ کے مشہور مصری عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کو اردو میں ترجمہ کرکے چڑھایا گیا ہے۔ ترجمہ کی درستی و سلاست اور روانی کے لئے جناب محترم مولانا آغا رفیق صاحب کا نام نامی کافی ضمانت ہے۔ یہ دونوں تفسیریں بذات خود نہایت مفید اور قرآنی مطالب و احکام کو آسان طریقہ سے سمجھانے میں مدد دینے والی ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کیا گیا ہے کہ حضرت مترجم نے شروع میں ۱۷۰ صفحہ کا مبسوط اور فہم قرآن کے لئے لاجواب مقدمہ لکھکر اس اعجاز نما قرآن مجید کے ایڈیشن کی افادی حیثیت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں ان تمام اصولی باتوں کا ذکر آگیا ہے جنکا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اور جن کو پڑھکر ایک مسلمان مسائل و اصول دین سے اچھی واقفیت حاصل کر سکتا ہے مولانا آغا رفیق صاحب کا یہ کمال بہت زیادہ مستحق ستائش ہے کہ وہ دین کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو بہت آسان طریقہ سے بعد عام فہم انداز میں سمجھانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

(۶) ایڈیٹر صاحب اخبار الامان دہلی کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کا اردو ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے جو لفظی ہونے کے باوجود با محاورہ اور مفہوم و مقصود کی تشریح سے بے نیاز ہے حاشیہ پر علامہ فرید وجدی کی سب سے بڑی اور سب سے آسان مگر پوری کی پوری تفسیر دیدی گئی ہے جسے علامہ موصوف نے زمانہ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا ہے۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اور اسکا اردو ترجمہ مصنف رکیٹر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے۔ اکابر علما اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مقدمہ میں علمی تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ دیا گیا ہے، جو کسی مقدمۃ القرآن میں نہیں ملیگا۔ یہ مقدمہ صدہا کتب متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔

(۷) ایڈیٹر صاحب اخبار مدینہ بجنور کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متن میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا محققانہ اور مستند ترجمہ اور حاشیہ پر نہایت مفید تفسیر درج کی گئی ہے جس میں علامہ فرید وجدی مصری کی قرآنی تحقیقات بھی شامل ہے ابتدا میں حضرت مولانا آغا رفیق صاحب کا ایک طویل اور مفید مقدمہ بھی درج ہے جو قرآن اور مذہب اسلام کے متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔

(۸) ایڈیٹر صاحب اخبار حمایت الاسلام لاہور کی رائے

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی جیسے محترم بزرگ عالم دین اس کے مترجم ہیں انکے ترجمہ کی خوبی کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے یہ تفسیر حضرت علامہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کی ضروریات اور فہم و ادراک کو پیش نظر رکھکر لکھی ہے۔ اور عالم اسلام میں اس کو بہت پسند کیا گیا ہے۔

یہ تفسیر گو پہلی تفسیروں کی طرح غیر ضروری تفصیلات کی حامل نہیں ہے لیکن قرآن حکیم کو سمجھنے کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے ان پر حاوی ہے۔

اعجاز نما قرآن مجید میں ایک اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے شروع میں مقدمۃ القرآن کے ماتحت ایک سو ستر صفحات میں قرآن حکیم سے متعلق وہ تمام معلومات درج کردی گئی ہیں، جنکا ہر ایک مسلمان کے لئے جاننا ضروری ہے۔

ان تمام معلومات کا ماخذ اعجاز نما قرآن حکیم ہے۔ اور اس طرح قرآن کو اچھی طرح سمجھانے کے لئے ناشر نے ہر امکانی کوشش کی ہے۔

(۹) اڈیٹر صاحب سالہ سب رس حیدرآباد دکن کی رائے

اس قرآن مجید کے مقدمہ میں خدا کے وجود کے دلائل مذہب اسلام کی حقیقت نبوت کی تشریح، وحی کی تعریف اور اس کے اقسام وغیرہ قرآن مجید کی خصوصیات قرآن کے اعمال و لطائف، قصص امثال، تاریخ اور فضائل وغیرہ کو مختصر مگر دلنشین پیرایہ میں سمجھایا گیا ہے۔ مقدمہ کے آخر میں مضامین قرآن مجید کی مفصل فہرست درج ہے ترجمہ سلیس اور واضح ہے حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کا کامل ترجمہ آغا رفیق صاحب نے پیش کیا ہے۔ باوجود ان ساری خوبیوں کے اس قرآن مجید کا ہدیہ بہت ہی کم ہے۔

(۱۰) ایڈیٹر صاحب اخبار دین دنیا دہلی کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید ہماری رائے میں اپنی نوعیت کا اور اپنی قسم کا ہندوستان میں پہلا قرآن مجید ہے، جسے ہر لحاظ سے اور ہر اعتبار سے نہایت مکمل کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس کلام مجید میں وہ خصوصیات جمع کردی گئی ہیں جو آج تک کسی قیمتی سے قیمتی قرآن مجید میں نہیں پائی گئیں۔ نیز ایک ایسی چیز اس کلام میں موجود ہے جو کسی کلام مجید میں نہیں پائی گئی۔ یعنی کلام اللہ کے مضامین کی مکمل فہرست اور قرآن پاک پر ایک مکمل مقدمہ جس کے مطالعہ کے بعد انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کیا ہے اور اس کا اعجاز کیا ہے یہ ایسی خصوصیات ہیں جو غالباً آج تک کسی کلام اللہ میں نہیں پائی گئیں۔ اور اس کے ساتھ ہی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید ضرورت سے زیادہ لمبا چوڑا بھی نہیں ہے بلکہ نہایت موزوں تقطیع پر ہے یعنی لمبائی ۱۲ انچ ہے اور چوڑائی ۱۰ انچ۔

(۱۱) ایڈیٹر صاحب اخبار زمزم لاہور کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کا یہ اڈیشن جسکا متن صحیح، ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا اور حاشیہ پر علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر قرآن مجید کا اردو ترجمہ ہے جسے مولانا آغا رفیق نے اردو میں منتقل کیا ہے، ترجمہ اور تفسیر دونوں استناد کے لحاظ سے بہت بلند ہیں اور اس قرآن مجید کا مطالعہ قرآنی بصیرت کا موجب ہو سکتا ہے۔ ترجمہ اور حاشیہ کے علاوہ جو چیز ہمیں سب سے زیادہ پسند آئی وہ ایک مبسوط مقدمہ قرآن ہے۔

جس اعجاز نما قرآن مجید مترجم و مفسر کی تعریف مسلمانوں کے اتنے بڑے جید علماء ہند صوفیا کرام اور ایڈیٹران عظام نے متفقہ طور سے کی ہے، اور مسلمانوں سے اسکی خریداری کی اپیل کی ہے اور قرآن سمجھنے کے لئے سب سے بہتر تفسیر بیان الفرقان کامل (جو اعجاز قرآن کے حاشیہ پر چڑھائی گئی ہے) اس اعجاز نما قرآن کے دو اڈیشن ہیں ایک رف اور ایک چکنا۔ سائز ۲۰×۳۰ ضخامت تقریباً ۷۰۰ صفحے

رف اڈیشن حاشیہ ہدیہ بلا جلد ۶ مجلد پارچہ ۷ مجلد چرمی کامل تین روپئے عشر

اعلیٰ اڈیشن چکنا سفید عمدہ کاغذ ہدیہ بلا جلد ۹ مجلد پارچہ للعہ مجلد چرمی پشتہ للعہ چرمی کامل ے محصول ڈاک ۱۴ر اگرچہ کاغذ کی قیمت ڈیوڑھی سے بھی زائد ہو گئی ہے لیکن اعجاز نما قرآن کا ہدیہ زیادہ نہیں بڑھایا گیا ہے۔ اس لئے جلدی طلب کر لیجئے۔ ورنہ اس اڈیشن کے ختم ہونے کے بعد اس بے نظیر کلام اللہ کے لئے جنگ کے خاتمہ کا انتظار کرنا ہوگا۔ خدا شاہد ہے کہ ان داموں میں تو اب سادہ کاغذ بھی نہ مل سکے گا کہ سب سے بڑی تفسیر، سب سے بڑا دیباچہ سب سے بڑی فہرست مضامین قرآن اور سب سے بہتر ترجمہ کا اتنا سستا اور عمدہ قرآن۔ آج ہی طلب فرمائیں۔ ورنہ ممکن ہے کہ فرمائشوں کی کثرت سے آپ دین اور دنیا کی سب سے بڑی سعادت سے محروم رہ جائیں۔ اعجاز نما قرآن شریف کی بہت کم جلدیں باقی ہیں۔

(۶) ایڈیٹر صاحب اخبار الامان دہلی کی رائے

اس اعجاز نما قرآن مجید کا اردو ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے، جو لفظی ہونے کے باوجود با محاورہ اور مفہوم توسین کی تشریح سے بے نیاز ہے حاشیہ پر علامہ فرید وجدی کی سب سے بڑی اور سب سے آسان مگر پوری کی پوری تفسیر دی گئی ہے جسے علامہ موصوف نے موجودہ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا ہے۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اور اسکا اردو ترجمہ بہرف رکیشر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے، اکابر علماء اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مقدمہ میں علمی تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ دیا گیا ہے، جو کسی مقدمۃ القرآن میں نہیں ملیگا۔ یہ مقدمہ صدہا کتب متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔

(۷) ایڈیٹر صاحب اخبار مدینہ بجنور کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متن میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا محققانہ اور مستند ترجمہ اور حاشیہ پر نہایت مفید تفسیر درج کی گئی ہے جس میں علامہ فرید وجدی مصری کی قرآنی تحقیقات بھی شامل ہے ابتدا میں حضرت مولانا آغا رفیق صاحب کا ایک طویل اور مفید مقدمہ بھی درج ہے جو قرآن اور مذہب اسلام کے متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نچوڑ ہے۔

(۸) ایڈیٹر صاحب اخبار حمایت الاسلام لاہور کی رائے

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی جیسے محترم بزرگ عالم دین اس کے مترجم ہیں انکے ترجمہ کی خوبی کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے یہ تفسیر حضرت علامہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کی ضروریات اور فہم اور اک کو پیش نظر رکھکر لکھی ہے۔ اور عالم اسلام میں اس کو بہت پسند کیا گیا ہے۔

یہ تفسیر گو پہلی تفسیروں کی طرح غیر ضروری تفصیلات کی حامل نہیں ہے لیکن قرآن حکیم کو سمجھنے کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے ان پر حاوی ہے۔

اعجاز نما قرآن مجید میں ایک اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے شروع میں مقدمۃ القرآن کے ماتحت ایک سو ستر صفحات میں قرآن حکیم سے متعلق وہ تمام معلومات درج کر دی گئی ہیں، جنکا ہر ایک مسلمان کے لئے جاننا ضروری ہے۔

ان تمام معلومات کا ماخذ اعجاز نما قرآن حکیم ہے۔ اور اس طرح قرآن کو اچھی طرح سمجھانے کے لئے ناشر نے ہر امکانی کوشش کی ہے۔

(۹) اڈیٹر صاحب سالہ سب رس حیدرآباد دکن کی رائے

اس قرآن مجید کے مقدمہ میں خدا کے وجود کے دلائل مذہب اسلام کی حقیقت نبوت کی تشریح، وحی کی تعریف اور اس کے اقسام وغیرہ قرآن مجید کی خصوصیات قرآن کے اعمال وظائف، قصص امثال، تاریخ اور فضائل وغیرہ کو مختصر مگر دلنشین پیرایہ میں سمجھایا گیا ہے۔ مقدمہ کے آخر میں مضامین قرآن مجید کی مفصل فہرست درج ہے ترجمہ سلیس اور واضح ہے حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کا کامل ترجمہ آغا رفیق صاحب نے پیش کیا ہے۔ با وجود ان ساری خوبیوں کے اس قرآن مجید کا ہدیہ بہت ہی کم ہے۔

(۱۰) ایڈیٹر صاحب اخبار دین دنیا دہلی کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید ہماری رائے میں اپنی نوعیت کا اور اپنی قسم کا ہندوستان میں پہلا قرآن مجید ہے، جسے ہر لحاظ سے اور ہر اعتبار سے نہایت مکمل کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس کلام مجید میں وہ خصوصیات جمع کر دی گئی ہیں جو آجتک کسی قیمتی سے قیمتی قرآن مجید میں نہیں پائی گئیں۔ نیز ایک ایسی چیز اس کلام میں موجود ہے جو کسی کلام مجید میں نہیں پائی گئی۔ یعنی کلام اللہ کے مضامین کی مکمل فہرست اور قرآن پاک پر ایک مکمل مقدمہ جس کے مطالعہ کے بعد انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کیا ہے اور اس کا اعجاز کیا ہے یہ ایسی خصوصیات ہیں جو غالباً آجتک کسی کلام اللہ میں نہیں پائی گئیں۔ اور اس کے ساتھ ہی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید جہیز سے زیادہ لمبا چوڑا بھی نہیں ہے بلکہ نہایت موزوں تقطیع پر ہے یعنی لمبائی ۱۰ انچ ہے اور چوڑائی ۱۰ انچ۔

(۱۱) ایڈیٹر صاحب اخبار زمزم لاہور کی رائے

اعجاز نما قرآن مجید کا یہ اڈیشن جسکا متن صحیح، ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا اور حاشیہ پر علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر قرآن مجید کا اردو ترجمہ ہے جسے مولانا آغا رفیق نے اردو میں منتقل کیا ہے، ترجمہ اور تفسیر دونوں استناد کے لحاظ سے بہت بلند ہیں اور اس قرآن مجید کا مطالعہ قرآنی بصیرت کا موجب ہو سکتا ہے۔ ترجمہ اور حاشیہ کے علاوہ جو چیز ہمیں سب سے زیادہ پسند آئی وہ ایک مبسوط مقدمہ قرآن ہے۔

جس اعجاز نما قرآن مجید مترجم و مفسر کی تعریف مسلمانوں کے اتنے بڑے جید علمائے ہند صوفیا کرام اور ایڈیٹران عظام نے متفقہ طور سے کی ہے، اور مسلمانوں سے اسکی خریداری کی اپیل کی ہے اور قرآن سمجھنے کے لئے سب سے بہتر تفسیر بیان الفرقان کامل (جو اعجاز قرآن کے حاشیہ چڑھائی گئی ہے) اس اعجاز نما قرآن کے دو اڈیشن ہیں ایک رف اور ایک چکنا۔ سائز ۲۰×۳۰ ضخامت تقریباً ۱۲۰۰ صفحے

رف اڈیشن خاشعہ ہدیہ بلا جلد ۱۲ مجلد پارچہ ۱۲ مجلد چرمی کامل تین روپئے ستمر

اعلیٰ اڈیشن چکنا سفید عمدہ کاغذ ہدیہ بلا جلد ۱۲ مجلد پارچہ ۱۲ مجلد چرمی پشتہ للہ چرمی کامل محصول ڈاک ۱۲ اگرچہ کاغذ کی قیمت ۱۲ گنی ہو گئی ہے لیکن اعجاز نما قرآن کا ہدیہ زیادہ نہیں بڑھایا گیا ہے۔ اس لئے جلد ہی طلب کر لیجئے۔ ورنہ اس اڈیشن کے ختم ہونے کے بعد اس بے نظیر کلام اللہ کے لئے جنگ کے خاتمہ کا انتظار کرنا ہوگا۔ خدا شاہد ہے کہ ان داموں میں تو سادہ کاغذ بھی نہ مل سکے گا کہ سب سے بڑی تفسیر سب سے بڑا دیباچہ سب سے بڑی فہرست مضامین قرآن اور سب سے بہتر ترجمہ کا اتنا سستا اور عمدہ قرآن۔ آج ہی طلب فرمائیں۔ ورنہ ممکن ہے کہ فرمائشوں کی کثرت سے آپ دین اور دنیا کی سب سے بڑی سعادت سے محروم رہ جائیں۔ اعجاز نما قرآن شریف کی بہت کم جلدیں باقی ہیں۔

عورتوں کی دنیا میں خوشی کی جھلک

ماہواری کی شدید مشکلات ۔ درد ۔ اور بےچینی کا خاتمہ

اگر عورت کو ماہواری ایام کے دنوں میں تکلیف ہوتی ہو یا خون رُک رُک کر آتا ہو یا زیادہ و کم آتا ہو اور یا ان دنوں میں طبیعت مضمحل اور ناف نلوں میں بےچینی رہتی ہو اور ایام درد اور بےچینی سے آتے ہوں اُن کو چاہیئے کہ ہماری حیرت انگیز اور نادر الوجود ایجاد جس کا نام بلحاظ اثرات

خوش ایام رجسٹرڈ

رکھا گیا ہے استعمال کریں جو ایام کی بےقاعدگی کیلئے اکسیر ہے ۔ ایام کا بند ہوجانا یا کمی جسم میں زہریلے مادے کے جمع ہوجانے کے ہم معنی ہے ۔ ایام میں کمی یا بندش بےحد خطرناک ہے۔ اس سے جنون اور صدہا امراض کے پیدا ہوجانیکا اندیشہ ہے ۔ جو عورتیں ایام کی کمی یا ایام کے بند ہوجانے کی مصیبت میں مبتلا ہیں اُن کے لئے خوش ایام کا استعمال بےحد مفید ہے ۔ اس کے استعمال سے نہ صرف بند ایام جاری ہوجاتے ہیں یا ایام کی کمی دور ہوجاتی ہے بلکہ ایام میں ایسی باقاعدگی پیدا ہوجاتی ہے کہ پھر عمر بھر یہ شکایت پیدا نہیں ہوتی ۔ جو عورتیں ایام کے نہ ہونیکی کمی یا ایام کے نہ ہونے کی وجہ سے بانجھ پن کے مرض میں مبتلا ہوگئی ہیں انکے لئے بھی یہ دوا حیرت انگیز اثر رکھتی ہے ۔ انشاء اللہ وہ لاولدی کی ندامت سے چند روز میں آزاد ہوجائینگی ۔ تندرست خواتین بھی اس کو استعمال کرکے بےحد فائدہ اٹھا سکتی ہیں ۔ غرضکہ عورتوں کی ایامی خرابیوں کے لئے بےخطا اور کامیاب دوا ہے ۔ ڈاکٹر اس کے استعمال کی سفارش کرتے ہیں ۔ قیمت دو روپئے آٹھ آنے (علاوہ محصول)

شمالی ہند کے مشہور روزنامچہ

اخبار پیام کے لائق ایڈیٹر سید عبدالحمید شملوی کی رائے گرامی

انڈو جنبوئن کیمیکل ورکس دہلی، جو جنسی امراض کی پیٹنٹ ادویات تیار کرنے میں ہندوستان کی شہرہ آفاق دیانتدار کمپنی ہے اس کی ادویات کی زود اثری اور فائدہ مندی کے متعلق ہمیں وہ سرٹیفکیٹ دکھائے گئے جو صرف جنوری ۱۹۳۳ء کے ابتدائی ہفتہ کے تھے ۔ ان میں سے بعض ایسے مریضوں کے سرٹیفکیٹ تھے جو ہر لحاظ سے ناکارہ ہوچکے تھے مگر جن میں کمپنی مذکور کی ادویات استعمال کرکے نئی زندگی نئی جوانی اور نئی امنگیں پیدا ہوچکی تھیں ۔ ڈاک رجسٹر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس قسم کے سینکڑوں خطوط آتے رہتے ہیں اور ہزاروں مایوس العلاج اور زندگی سے عاجز مریض کمپنی مذکور کی ادویات استعمال کرکے نیا جنم لے چکے ہیں ذاتی طور پر بھی ہمیں کمپنی مذکور کی صداقت و دیانت راستبازی اور اس کی ادویات کے تیر بہدف ہونے میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے ۔ اور ہم بھی ضرورتمندوں سے بزور سفارش کرتے ہیں کہ وہ صرف انڈو جنبوئن کیمیکل ورکس نزد جامع مسجد دہلی سے رجوع کریں اور مستفیض ہوں ۔

دہلی کا نامور گورنمنٹ رجسٹرڈ دواخانہ } **انڈو جنبوئن کیمیکل ورکس نزد جامع مسجد دہلی نمبر ۶ ۔ فون نمبر ۶۹۲**

نیشنل وار فرنٹ

یعنی

قومی محاذ جنگ کیا چیز ہے؟

نیشنل وار فرنٹ یعنی قومی محاذ جنگ کا مقصد پبلک کی اندرونی اصلاح اور امن عامہ کو بحال رکھنے کی کوشش کرنا ہے اس کے اغراض و مقاصد تمام عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لئے ہیں۔

اس کے مقاصد یہ ہیں۔

(۱) امن عامہ کو قائم رکھنے کے لئے عوام الناس کا تعاون حاصل کرنا اور بدامنی پھیلانے کے ذریعوں کو دور کرنا۔

(۲) ہندوستان کی جملہ اقوام میں اتحاد باہمی قائم کرنا اور اس کے لئے کوشش کرنا۔

(۳) بدمعاش اور غنڈوں کی دیکھ بھال اور اُن کا انسداد کرنے کے لئے عوام کی امداد کرنا۔

(۴) غلط خبروں اور جھوٹی افواہوں کی تردید کرنا اور اُن کو پھیلنے سے روکنا۔

(۵) پانچویں کالم یعنی دشمنوں کے جاسوس اور دشمنوں سے ہمدردی رکھنے والوں کا پتہ لگانا۔ اور اُن کی نگرانی کرنا۔ تاکہ وہ اپنی کارروائیوں کو عمل میں نہ لا سکیں۔

(۶) کھانے پینے اور ضرورت زندگی کی چیزوں کو اُنکی مقررہ قیمت پر فروخت کرانیکا انتظام کرنا اور ناجائز منافع بازی کو روکنا۔

(۷) زائد غلہ پیدا کرنے کی ہدایت کرنا اور اس کے متعلق پروپیگنڈا کرنا۔

(۸) شہری بچاؤ اور ہوائی حملہ سے بچنے کی تعلیم حاصل کرنیکی جانب عوام الناس کی توجہ دلانا اور اسکے فوائد عوام کے ذہن نشین کرانا۔

(۹) شکست خوردہ ذہنیت کی ہر ممکن طریقہ سے اصلاح کرنا۔

نیشنل وار فرنٹ کے اغراض و مقاصد اور اس کا طریق کار کسی سیاسی جماعت کے خلاف نہیں ہے اور نہ کسی کو اس سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ عوام الناس کو نیشنل وار فرنٹ کی خدمات سے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے اور تعاون کر کے عوام الناس کی فلاح و بہبودی میں حصہ لینا چاہیئے۔

پبراونشل نیشنل وار فرنٹ نمبر ۲۵ راج پور روڈ۔ دہلی

THE

"ART"

PREMIER MONTHLY MAGAZINE

DEVOTED TO ART.

Editor: **SYED ANIS HASAN BAQAI.**

PLEASE GET YOUR COPY

FROM

THE LOCAL AGENT.

Please Address.

CONTRIBUTIONS TO THE EDITOR ... DELHI

ORDERS ETC TO THE MANAGER.

THE ART

JAMA MASJID DELHI.

ADVERTISE

IN

The Weekly Nationalist

"HURRIYAT"

Which is Published Regularly every Week on Sunday

All Particulars may kindly be addressed to :—

Advertising Manager

The Hurriyat Weekly

Jama Masjid DELHI

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

اے ہمارے پروردگار! ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا

پیشوا

دہلی

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی



فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (۱۱)

قیمت سالانہ صرف ایک روپیہ

مقام اشاعت جامع مسجد اردو بازار دہلی



کربلا کے میدان ستم میں خاندان رسالت کی بربادی اور سرزمین نینوا کے جلتے ہوئے ریگستان میں فاطمی شہیدوں کی بے گور و کفن لاشوں کے تڑپنے کا خونچکاں مرقع

مظلوم کربلا

[illegible] کتاب ہے کربلا کے المناک واقعات کی منہ بولتی تصویر اور عہد نبوت و عہد خلافت کی وہ دردناک اور مکمل تاریخ ہے جس کا ایک ایک حرف محبان اہلبیت کے [illegible] خون سے سرخ کر دیتا ہے دنیائے ادب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ

دریائے فرات کے کنارے بیکسی و مظلومی کے الم انگیز نظارے

"مظلوم کربلا" کے مصنف سے زیادہ چابک دستی کے ساتھ آج تک کسی نے صفحۂ قرطاس پر نہیں کھینچے اگر روتے روتے ہچکیاں نہ بندھ جائیں تو واپسی کتاب کی شرط ہے۔

مشترکہ شیعہ سنی پلیٹ فارم

اس کتاب نے اسلام کے دو منتشر گروہوں کے درمیان تیرہ سو برس کے بعد ایک مشترکہ پلیٹ فارم تیار کیا ہے اس میں تحریر جانب داری سے [illegible] تمام واقعات بہ تاریخ کی روشنی میں [illegible] کی گئی ہے یہ کتاب قبول کے لئے بے قابل دید ہے [illegible] اہل سنت کے لئے بھی۔

حضور سرور کائنات کی وفات کے بعد

حضور مولا علی کا خلافت سے محروم ہونا خلیفۂ ثالث کے عہد میں بنو امیہ کی ناپاک ریشہ دوانیاں جنگ جمل و جنگ صفین کے نظارے [illegible] ہیرت مرکی پنشیل چالیس مردان کی فتنہ طرازیاں حضرت امام حسن کی خلافت سے دستبرداری یزید کی ولی عہدی بیعت یزید [illegible] [illegible] مقام کا انکار فرزند رسول کی جوار رسول سے جدائی حضرت مسلم بن عقیل [illegible] کوفیوں کی غداری حضرت مسلم اور ان کے بچوں کی دردناک شہادت مظلوم کربلا کا میدان کربلا میں [illegible] [illegible] سے مقابلہ

حضرت امام مظلوم کی تقریریں میدان جنگ میں

[illegible] حضرت امام حسین کا صبر [illegible] اس کتاب مظلوم کربلا میں [illegible] [illegible] مقدس مقامات کے فوٹو قیمت [illegible] کتاب مظلوم کربلا کی مختصر فہرست مضامین ملاحظہ فرمائیے:۔

قیمت 2/8 محصول /8/

فوٹو بلاک

[illegible]

فہرست مضامین

[illegible]

پہلی مجلس

[illegible]

دوسری مجلس

[illegible]

تیسری مجلس

[illegible]

چوتھی مجلس

[illegible]

پانچویں مجلس

[illegible]

چھٹی مجلس

[illegible]

ساتویں مجلس

[illegible]

آٹھویں مجلس

[illegible]

نویں مجلس

[illegible]

دسویں مجلس

[illegible]

گیارہویں مجلس

[illegible]

بارہویں مجلس

[illegible]

ملنے کا پتہ — منیجر رسالہ پیشوا دہلی

ھو المولیٰ — ھو الباقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم

ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

مجالس میلاد میں پڑھنے کی سب سے بہتر کتاب

رسول نمبر — تذکرہ جمیل

پیشوا - دہلی

اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم ... انک حمید مجید

جلد ٢٠	بابت ماہ ربیع المنور ١٣٦٣ ہجری نبوی	نمبر ٢٦

شذرات

(از عزیز حسن بقائی)

وی۔پی سسٹم کا خاتمہ

چونکہ اکثر حضرات اپنی میعاد خریداری ختم ہونے کے بعد نہ منی آرڈر بھیجتے ہیں اور نہ خریداری ترک کرنے کی اطلاع دیتے ہیں۔ اور دفتر حسب قاعدہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ خریدار صاحب خاموشی کی صورت میں وی۔پی کی اجازت دے رہے ہیں۔ اس لئے وی۔پی ارسال کر دیا جاتا ہے جس میں اکثر اوقات واپسی کا اوسط ۳۰، ۴۰ فیصدی ہوتا ہے۔ گویا ایک روپے کے ۱۱ر وصول ہوتے ہیں۔ چونکہ پیشوا ہندوستان کا سب سے زیادہ سستا اور سب سے زیادہ ضخیم پرچہ ہے۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ بلا ضرورت یہ نقصان برداشت کیا جائے۔ محنت ضائع کی جائے اور کام میں اضافہ کر کے اس لعنتی وی۔پی سسٹم کو جو غلام ہندوستان کے علاوہ کہیں نہیں ہے جاری رکھا جائے۔

اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ جن حضرات کی میعاد خریداری ختم ہو ان کو ایک مہینہ پہلے پیشوا کے صفحہ پر اطلاع دیدی جائے اور ان سے بدرخواست کی جائے کہ وہ اگر سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا چاہتے ہیں، تو قیمت ذریعہ منی آرڈر ارسال فرما دیں۔ ورنہ ان کا نام رجسٹر خریداری سے بصد افسوس خارج کر دیا جائے گا۔ اور

قیمت طلب وی۔پی نہیں بھیجا جائے گا

لہٰذا جن بھائیوں کو منوٹ پر خریداری کی میعاد ختم ہونے کی اطلاع دی جا رہی ہے یا آئندہ لکھا جائے ان سے درخواست ہے کہ وہ فوراً سال آئندہ کی قیمت ارسال فرما دیں اور

وی۔پی کا انتظار نہ کریں

کہ اب وی۔پی بھیجنے کا سلسلہ ترک کر دیا گیا ہے۔ اس میں آپ کا اور دفتر کا مشترکہ نقصان ہوتا تھا۔ کارکنوں کے لئے بلا ضرورت کام بڑھتا تھا۔ اس مہنگائی کے زمانہ میں ناقابل برداشت ہے۔ لہٰذا منی آرڈر کے ذریعہ سال آئندہ کی قیمت ایک ہفتہ کے اندر بھیجدی جائے۔

رسول نمبر کی مقبولیت

خدا کا شکر ہے کہ حبیب نامہ کا حصہ دوم بہت پسند کیا گیا اور یہ خواہش کی گئی کہ ربیع الاول کے پرچہ میں بھی حبیب نامہ کا بقایا شائع کیا جائے۔

لہٰذا قارئین کرام کی اس خواہش کے احترام میں حبیب نامہ کی تیسری قسط حاضر ہے۔

شکریہ

میں ان تمام دوستوں کا شکرگزار ہوں، جنھوں نے میری درخواست پر پیشوا کے لیے نئے خریدار فراہم کئے اور کتابیں طلب فرمائیں۔ لیکن

ترسخ باز کن کہ ارزانی ہنوز!

اگر سب بھائی توجہ فرمائیں تو پیشوا کا حلقۂ اشاعت بھی بڑھ سکتا ہے۔ اور کتابوں کا جو ذخیرہ ہے وہ فروخت ہو کر پیشوا کے مصارف کے لیے مجھے آسانی ہو سکتی ہے۔

پیشوا جیسا ضخیم او رمفید پرچہ اس وقت سستا ہندوستان میں دوسرا نہیں ہے۔ آپ جیسے مسلمان کے سامنے خریداری کیلئے پیش کریں گے۔ ناممکن ہے کہ ایک روپیہ جیسی حقیر رقم میں وہ اس کو خریدنے کے لئے تیار نہ ہو۔ ضرورت صرف توجہ دلانے کی ہے۔ اگر پیشوا کا ہر خریدار اس کو اپنی جگہ محسوس کرے تو پھر اس گرانی کے زمانہ میں جبکہ ایک روپیہ ساڑھے تین آنہ کا رہ گیا ہے، پیشوا کی قیمت نہیں بڑھے گی۔ ورنہ مجبوراً مجھے اپنی وضع کے خلاف قیمت میں اضافہ کرنا ہوگا۔

شکایت کرنے والے

پیشوا آفس میں جو شکایات آتی ہیں اُن میں سے اکثر یہ ہیں۔

(۱) گذشتہ مہینہ کا پیشوا کیوں شائع نہیں ہوا؟

(۲) کئی مہینہ سے پرچہ نہیں ملا۔

(۳) منی آرڈر بھیجا تھا لیکن وی۔ پی آیا۔

(۴) شکایتی خط لکھا تعمیل نہیں ہوئی۔

ان کے جوابات یہ ہیں۔

(۱) پیشوا شائع ہوا۔ میری موجودگی میں دہلی سے روانہ ہوا۔ آپ تک اگر نہیں پہونچا تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ راستہ میں ڈاک کے ڈاکوؤں نے ہضم کر لیا۔ اور اس ڈکیتی کا ذمہ دار کسی حالت میں بھی پیشوا آفس نہیں ہو سکتا۔ اس کا علاج صرف یہ ہے کہ آپ شکایتی خط پیشوا آفس کو نمبر خریداری کے ساتھ لکھیں۔ اگر نمبر خریداری نہ ہو تو تعمیل نہ ہوگی۔ کیونکہ بغیر نمبر خریداری کے یہ معلوم ہی نہیں ہو سکتا کہ شکایت کنندہ خریدار ہے بھی یا نہیں۔

(۲) پیشوا ہر مہینہ شائع ہوتا ہے۔ آپ نے مکان تبدیل کیا لیکن پیشوا آفس کو اطلاع نہیں دی۔ یا اگر اطلاع دی تو اپنا نمبر خریداری نہیں لکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کا شکایتی خط بغیر تعمیل کے رہا اب پتہ تبدیل کرانے کے لئے نمبر خریداری کے ساتھ پتہ لکھیں۔ بغیر نمبر خریداری کے خط لکھنا تضیع اوقات ہے۔

(۳) اس لئے کہ آپ نے منی آرڈر دیر میں بھیجا اور نمبر خریداری نہیں لکھا۔ اور اب خدا چاہے وی۔ پی بھیجا ہی نہ جائے گا۔ اس لئے آپ کو وی۔ پی کی شکایت نہ ہوگی۔

(۴) شکایتی خط میں آپ کا نمبر خریداری نہ تھا۔ اور دنیا میں کوئی انسان پچاس ہزار ناموں کا حافظ نہیں مل سکا۔ اس لئے آپ کا خط بغیر تعمیل کے رہا۔ پیشوا آفس میں رجسٹر خریداری نہ صوبہ وار ہے نہ ابجد وار۔ فرمائیے حافظہ کی مدد سے کیونکر پچاس ہزار ناموں کے رجسٹر سے آپ کا نام نکالا جائے؟ اس لئے جب بھی خط لکھیں نمبر خریداری ضرور لکھیں۔ جو آپ کے پتہ کی چٹ پر چھپا ہوا ہوتا ہے۔ اگر پیشوا کے دفتری اصولوں کی پابندی کر لی جائے تو شکایتی خطوط کی فوراً تعمیل ہو جائے۔ مگر جو حضرات دفتر کی ہدایات کی پابندی نہ کریں اور دفتر کو اپنی ہدایات دیں اُن کی شکایات کا ازالہ دنیا کے کسی دفتر کے کارکنوں کے امکان میں نہیں ہے۔ اس لئے جو بھائی یہ چاہتے ہیں کہ خط و کتابت میں وقت اور پیسہ ضائع نہ ہو وہ پہلے دفتری اصول کی پابندی کریں۔

کتابیں طلب کرنے والے

اکثر حضرات سالہا سال کے پُرانے پرچوں سے کتابوں کی قیمت دیکھ کر فرمائش دیتے ہیں۔ حالانکہ جنگ سے پہلے جو کاغذ چھ پیسے پونڈ فروخت ہوتا تھا وہ اس وقت کنٹرول ریٹ پر کوٹہ کے ماتحت نو آنے پونڈ ہے اور بلیک مارکیٹ سے تو پونڈ ملتا ہے۔ ظاہر ہے کہ دوسرا سامان طباعت بھی اسی نسبت سے گراں ہے۔ لہٰذا یہ کیونکر ممکن ہے کہ سابقہ قیمتوں پر کتابیں فروخت کی جائیں؟

تاہم پھر بھی جو لوگ پیشوا آفس کو زیادتی قیمت کا طعنہ دیتے ہیں انکی خدمت میں گزارش ہے کہ تجرید بخاری کی قیمت پیشوا کے دفتر میں ہے۔ بازار میں ۔۔۔ مسلم شریف کامل کی قیمت پیشوا آفس میں تین روپے ہے بازار میں چار روپے۔ ترمذی شریف کی قیمت ہمارے ہاں ۔۔۔ بازار میں چھ روپے۔ مشکوٰۃ کی قیمت ہمارے ہاں چھ روپے ہے بازار میں سات روپے۔ ایسی صورت میں بتایا جائے کہ ہم پر زیادتی قیمت کا ۔۔۔ کس حد تک درست ہو سکتا ہے؟

نیز بہت سی کتابیں نئی چھپ رہی ہیں اور ان کی قیمتیں موجودہ ۔۔۔ کے اعتبار سے رکھی جا رہی ہیں۔ لیکن اس کے با ۔۔۔ بازار میں ۔۔۔ گرانی ہے اس کے مقابلہ میں پھر بھی پیشوا کی قیمتیں بہت ہی کم ہیں۔ ۔۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حبیب نامہ

قسط دوئم

(مرتبہ حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

حاطب صرف پانچ روز اسکندریہ میں رہے اور پھر مقوقس سے رخصت ہو کر مدینہ پہنچے اور مقوقس کے ہدایا پیش کئے۔ حضورؐ نے مقوقس کی کیفیت سنکر فرمایا "مقوقس نے اپنی ملک میں خست (بخیلی) کی۔ اُس کا ملک اوس کے پاس نہ رہے" حضورؐ کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور حضرت عمرؓ کے عہد میں مقوقس نے وفات پائی۔ اور مصر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

مقوقس کے ہدایا حضورؐ نے قبول فرمائیے تھے ماریہ قبطیہ کے مسلمان ہو جانے کے بعد حضورؐ نے اوس کو اپنے پاس رکھ لیا۔ انہیں ماریہ کے بطن سے حضورؐ کے صاحبزادے ابراہیم پیدا ہوئے تھے جنہوں نے بچپن ہی میں وفات پائی۔ شیریں کو حضورؐ نے آزاد کر کے حسان بن ثابت کے نکاح میں دیدیا تھا۔ گدھے پر آپ کبھی کبھی سوار ہوتے تھے۔ اور حجۃ الوداع میں یہ گدھا ہلاک ہو گیا تھا۔ دُلدل پر بھی آپ نے سواری کی تھی۔ اور پھر حضرت علیؑ کو دیدیا تھا۔ حضرت علیؓ کے بعد دلدل امام حسنؑ کے پاس رہا اور امیر معاویہ کے عہد خلافت میں ہلاک ہو گیا۔

(۵) پانچواں خط حارث غسانی حاکم دمشق کے پاس شجاع بن وہب اسدی لے کر گئے۔ اس زمانہ میں حارث ہرقل کے لئے سامان رسد فراہم کر رہا تھا وہ۔ وہ نک شجاع نے انتظار کیا لیکن حارث سے ملاقات نہ ہوئی۔ تیسرے دن وہ حارث کے دربان کے پاس گئے جو مسیحی تھا اور اُس سے کہا۔ "میں پیغمبر خدا کا قاصد ہوں اور تمہارے بادشاہ کے نام اُن کا خط لایا ہوں" دربان نے کہا "فلاں روز جو بادشاہ کے دربار کا دن ہے اُس سے ملاقات ہو سکتی ہے" اس کے بعد دربان نے حضورؐ کے حالات دریافت کئے شجاع نے تفصیل سے حالات و صفات رسول خداؐ بیان کیں۔ دربان پر حالات سنکر رقت طاری ہوئی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کہا۔ "میں نے انجیل پڑھی ہے۔ جو حالات اور صفات تم نے بیان کی ہیں انجیل میں موجود ہیں۔ میں پیغمبر خدا پر ایمان لاتا ہوں اور اُن کی نبوت کی تصدیق کرتا ہوں"

اس کے بعد اُس نے شجاع کی خوب مدارات کی۔ اور دربار کے دن اُن کو حارث کے پاس پہنچا دیا۔ حارث نے حضورؐ کے نامۂ مبارک کو پڑھا اور زمین پر پھینک دیا اور کہا۔ "کون ہے جو میرے ملک کو مجھ سے لے سکتا ہے" اور اسی قسم کی اور باتیں کہیں۔ اس کے بعد فوجی افسروں کو حکم دیا کہ سپاہ تیار کی جائے۔ تاکہ عرب پر حملہ کیا جائے۔ پھر ہرقل کو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ عرب کے ایک شخص کا خط میرے پاس آیا ہے جو اپنے آپ کو خدا کا رسول کہتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اُس پر حملہ کر دوں۔ ہرقل نے جواب دیا کہ اس ارادہ کو ترک کر دو اور مجھ سے ملو۔ تاکہ غور و خوض کے بعد مصلحت کے موافق کام کیا جائے۔ اس جواب کے ملنے پر حارث نے شجاع

کو طلب کیا اور پوچھا "تم کب واپس جاؤ گے" شجاع بن وہب نے کہا کل جاؤں گا۔ حارث نے اُن کو سو مثقال سونا انعام دیا۔ اور حارث کے دربان نے کچھ کپڑا اور زاد راہ کا انتظام کر دیا۔ روانگی کے وقت دربان نے کہا "رسول خدا صلعم کو میرا سلام کہنا" شجاع نے مدینہ پہنچکر حالات سے حضورؐ کو آگاہ کیا۔ حضورؐ نے فرمایا اُس کی مملکت تباہ و برباد ہو۔ حارث حاکم شام نے فتح مکہ کے سال میں وفات پائی اور اُس کی حکومت جبلہ بن ایہم غسانی کو دیگئی۔

(۶) چھٹا گرامی نامہ حضورؐ کا سلیط بن عمرو عامری لے کر ہوذہ بن علی حنفی عرب رئیس یمامہ کے پاس پہنچے۔ ہوذہ نے حضورؐ کے نامۂ مبارک کو پڑھا اور سلیط کو عزت کے ساتھ ٹھہرایا اور خوب خاطر و مدارات کی۔ پھر جب سلیط چلنے لگے تو اُس نے حضورؐ کے نامۂ مبارک کے جواب میں یہ لکھکر اُن کو دیا کہ "آپ جس طریقہ کی دعوت دیتے ہیں بہترین طریقہ ہے۔ رہا میرا معاملہ میں چونکہ اپنی قوم کا خطیب و شاعر ہوں اور عرب میں میری دھاک بیٹھی ہوئی ہے۔ اس لئے اپنے امتیازات کو مدنظر رکھ کر میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھکو اپنی حکومت میں شریک کریجئے۔ اور ملک کا کچھ حصہ مجھکو مرحمت فرمائیے" سلیط مدینہ میں پہونچے۔ تو ہوذہ کا خط اور وہ انعام جو اُس نے دیا تھا حضورؐ کے سامنے پیش کئے۔ حضورؐ نے ہوذہ کا خط پڑھ کر فرمایا "اگر ہوذہ مجھ سے کھجور کا ایک تنکا بھی طلب کرے تو میں نہ دوں گا وہ اور اُس کا ملک برباد ہو" اس واقعہ کے بعد جب حضورؐ فتح مکہ سے واپس تشریف لائے۔ تو جبرئیلؑ نے آپ کو ہوذہ کی وفات کی اطلاع دی۔ حضورؐ نے یہ خبر صحابہ کو دے کر فرمایا "یمامہ میں اب ایک کذاب پیدا ہوگا جو نبوت کا دعوٰی کرے گا اور میرے بعد مارا جائے گا" حضورؐ کی یہ پیشین مسیلمۂ کذاب کی نسبت تھی۔

(۷) ساتواں خط حضورؐ نے بحرین کے حاکم منذر بن ساوی کے نام بھجوایا تھا۔ جس کو علاء بن حضرمیؓ لے کر گئے تھے۔ اس خط کا مضمون بھی تقریباً وہی تھا جو اوپر خطوط کا تھا۔ منذر بن ساوی نے نامۂ مبارک کے جواب میں لکھا تھا کہ

"حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ اے خدا کے رسول میں نے آپ کا نامۂ گرامی پڑھا۔ بحرین کے بعض آدمی ایسے ہیں جو اسلام کو پسند کرتے ہیں اور اسلام کو قبول کر لیا ہے اور بعض ایسے ہیں جنھوں نے اسلام کو پسند نہیں کیا اور اپنے مذاہب مسیحیت یا یہودیت پر قایم ہیں"

حضورؐ نے منذر کے مذکورہ بالا عریضہ کے جواب میں لکھا کہ

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خدا کے رسول محمدؐ کی طرف سے منذر کے نام۔ تجھ پر سلامتی ہو۔ میں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور اس امر کا اعتراف کرتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ اُس کے رسول ہیں۔ (منذر) میں تجھ کو خدا تعالیٰ کو یاد دلاتا ہوں اور یہ بتاتا ہوں کہ جو شخص کسی کو نصیحت کرتا یا کسی کی خیرخواہی کرتا ہے وہ حقیقت میں اپنی خیرخواہی کرتا ہے۔ منذر میں تجھ کو آگاہ کرتا ہوں کہ جو شخص میرے قاصد کی اطاعت کرتا ہے وہ گویا میری ہی اطاعت کرتا ہے۔ میرے قاصدوں نے تیری تعریف کی ہے اور میں تیری قوم میں تیری اطاعت کی سفارش کرتا ہوں۔ جو لوگ تم میں سے مسلمان ہو گئے ہیں تو اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دے کہ وہ ارکان اسلام کو ادا کرتے رہیں تو جب تک مخلوقِ خدا کے کاموں کی اصلاح کرتا رہے گا اپنی حکومت پر قائم رہے گا۔ اور کوئی تجھ کو نقصان نہ پہونچا سکے گا۔ تو یہود و نصاریٰ اور مجوس پر جزیہ قائم کر دے۔ اور مسلمانوں کو آگاہ کر دے کہ وہ مجوس کا ذبیحہ نہ کھائیں اور اُن میں نکاح نہ کریں۔ میں علاء الحضرمی کو جزیہ وصول کرنے پر مقرر کرتا ہوں" چنانچہ علاء الحضرمی بحرین گئے اور جزیہ وصول کر کے بھیجتے رہے۔

(۸) آٹھواں خط عمان کے حاکم جیفر بن جلندی کے نام بھیجا گیا تھا جس کو عمرو بن العاص لے کر گئے تھے۔ اس کا مضمون یہ تھا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمدؐ خدا کے بندے اور خدا کے رسول کی جانب سے جیفر و عبد پسران جلندر کے نام۔ سلامتی ہو اُس پر جو راہ راست کا متبع ہے۔ میں تم دونوں بھائیوں کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ تم اسلام قبول کر لو تاکہ سلامت رہو۔ میں یقیناً خدا کا رسولؐ ہوں اور تمام دنیا کے لئے رسول بنایا گیا ہوں۔ تاکہ اُن لوگوں کو ڈراؤں جن کے قلب زندہ ہیں۔ جو لوگ کافر ہیں اُن پر حجت تمام کر دی ہے۔ تم اگر اسلام قبول کر لوگے تو ہم تم کو عمان پر بدستور قائم رکھیں گے اور اگر اسلام قبول کرنے سے انکار کروگے تو تمہارا ملک تم سے چھن جائے گا۔ اور ہمارے گھوڑے تمہارے ملک کو روند ڈالیں گے اور میری نبوت تمہارے ملک پر غالب آجائے گی۔"

حضرت عمرو بن العاصؓ کا بیان ہے کہ میں حضورؐ کا نامۂ مبارک لے کر عمان پہونچا۔ اور جیفر کے چھوٹے بیٹے عبد سے مل کر کہا۔ "میں خدا کے رسولؐ کا قاصد ہوں اور تم دونوں بھائیوں کے پاس آیا ہوں۔ میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ تم خدا کو ایک مانو اور محمدؐ کو خدا کا رسول جانو۔" عبد نے کہا "عمرو! تم اپنی قوم کے سردار ہو۔ یہ تو بتاؤ تمہارے والد نے کیا کیا ہے۔ ہم بھی اُن کی اقتدا کرنا چاہتے ہیں۔" میں نے کہا "میرے والد نے وفات پائی اور ایمان قبول نہیں کیا۔ حالانکہ میں دل سے آرزومند تھا کہ وہ اسلام قبول کر لیں۔ میں بھی اپنے والد کا پیرو تھا اور مدتوں تک اسلام سے بیگانہ رہا تھا۔ پھر خدا نے مجھکو ہدایت بخشی اور میں نے اسلام قبول کر لیا۔" عبد نے پوچھا "تم مسلمان کب ہوئے؟" میں نے کہا "میں حال ہی میں مسلمان ہوا ہوں۔" عبد نے پوچھا "تم نے کہاں اسلام قبول کیا؟" میں نے کہا "نجاشی شاہ حبشہ بھی مسلمان ہو گیا ہے۔ اور میں نے اُسی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے۔" عبد نے پوچھا "نجاشی کے اسلام قبول کر لینے کے بعد اُس کی قوم نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟" میں نے کہا "اُس کو بدستور اپنا بادشاہ رکھا اور اس کی اطاعت سے منحرف نہ ہوئے۔" عبد نے کہا "عمرو! غور کرو تم کیا کہہ رہے ہو۔ ایک مرد کے لئے جھوٹ سے زیادہ رسوا کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔" میں نے کہا "میں نے کوئی بات جھوٹی نہیں کہی ہے۔ اور ہمارے دین میں جھوٹ بولنا حرام ہے۔" عبد نے کہا "اچھا یہ بتاؤ کہ محمدؐ تم کو کن باتوں کا حکم دیتا ہے اور کن باتوں سے منع کرتا ہے؟" میں نے کہا "محمدؐ خدا کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں اور خدا کی نافرمانی سے منع کرتے ہیں اور نیکی۔ صلہ رحمی کا امر کرتے اور ظلم سے منع کرتے ہیں اور زنا۔ شراب خواری اور بتوں کی پرستش اور صلیب کی عبادت سے منع کرتے ہیں۔" عبد نے کہا "محمدؐ جن امور کی دعوت دیتے ہیں وہ بلاشبہ بہت بہتر ہیں۔ اگر میرے بھائی نے محمدؐ کی اطاعت قبول کر لی تو میں ضرور محمدؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن پر ایمان لاؤں گا۔ اور اُن کی تصدیق کروں گا۔ لیکن میرا بھائی بخیل ہے اور اپنی حکومت پر بہت حریص ہے۔" میں نے کہا "اگر تمہارا بھائی اسلام قبول کرے گا تو حضورؐ اس کو اُس کے ملک پر برقرار رکھیں گے۔ اور دولت مندوں سے صدقہ لے کر قوم کے مفلسوں پر تقسیم کر دیں گے۔" عبد نے کہا "خدا کی قسم! یہ بہترین طریق ہے۔ ہاں یہ تو بتاؤ کہ صدقہ کیا چیز ہے؟" میں نے صدقہ اور زکوٰۃ کی تمام اقسام کو بیان کیا۔ مختصر یہ کہ اس گفتگو کے بعد عبد اپنے بھائی کے پاس گیا اور واقعہ سے آگاہ کیا۔ عبد کے بھائی جیفر نے مجھکو طلب کیا۔ اور میں نے اُس کے ہاتھ میں حضورؐ کا نامۂ مبارک دیدیا۔ جیفر نے توجہ کے ساتھ پڑھا اور پھر اپنے بھائی کو دیدیا۔ اُس نے بھی خط کو پڑھ لیا۔ پھر جیفر نے مجھ سے پوچھا "تم یہ بتاؤ کہ

عمرو بن العاصؓ ۸ھ کے آخر میں اور بعض کے نزدیک ۷ھ میں مسلمان ہوئے تھے۔ اس سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ امراء عرب کے نام جو خطوط روانہ کئے گئے وہ ۸ھ یا ۹ھ میں روانہ کئے گئے تھے۔ ۱۲ مؤلف

قریش نے کیا کیا ہے"؟ میں نے کہا۔ "قریش نے محمدؐ کی اطاعت قبول کرلی ہے۔ خواہ اپنی خواہش اور مرضی سے خواہ تلوار سے مغلوب ہوکر" جیفر نے پوچھا "کون کون لوگ محمدؐ کے موافق ہیں"؟ میں نے کہا۔ "اس علاقہ میں بہت سے لوگوں نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کرلیا ہے۔ یا خدا نے اُن کو ہدایت بخشی ہے۔ صرف تم باقی ہو اگر تم اسلام قبول نہ کروگے تو لشکرِ اسلام کے گھوڑے برباد کردیں گے۔ بہتر ہے تم اسلام قبول کرلو تاکہ سلامت رہو اور اپنے ملک پر حکومت کرتے رہو" جیفر نے کہا "آج کی مہلت مجھکو دو۔ کل مجھ سے آکر ملنا" دوسرے دن جیفر نے مجھکو بلوایا۔ اور دونوں بھائیوں نے اسلام قبول کرلیا۔ عمرو بن العاصؓ سے کرگئے تھے۔

(۹) فرمان خط حاکم بحرین کے نام روانہ کیا گیا تھا۔ جس کا ذکر آگے کیا جائے گا۔

اسی سال ظہارؔ کا ایک واقعہ جو سب سے پہلا واقعہ تھا۔ وقوع میں آیا۔ اوس بن صامتؓ ایک انصاری صحابی تھے۔ اُنکی بیوی خولہ خوش اندام اور حسین تھی۔ ایک روز وہ نماز پڑھ رہی تھی کہ سجدہ کی حالت میں اُن کے شوہر کی نظر اُس کی رانوں پر پڑی اور فوراً جماع کی خواہش پیدا ہوگئی۔ خولہ نماز سے فارغ ہوئی تو شوہر نے اُس کو جماع کے لئے طلب کیا۔ خولہ نے انکار کردیا۔ خولہ کے شوہر کے مزاج میں چونکہ کچھ جنون سا تھا۔ فوراً اُس کو غصہ آگیا اور خولہ سے کہا "تو مجھ پر ایسی ہے جیسی میری ماں" چونکہ ایام جاہلیت میں ظہار طلاق کا حکم رکھتا تھا۔ اس لئے خولہ کا شوہر یہ جملہ کہہ کر بہت پشیمان ہوا اور خولہ سے کہا۔ میرا خیال ہے اب تو مجھ پر حرام ہوگئی ہے" خولہ نے کہا "ایسا نہ کہو حضورؐ کے پاس جاؤ اور مسئلہ دریافت کرو" خولہ کے شوہر نے کہا۔ حضورؐ سے ایسا مسئلہ دریافت کرتے ہوئے مجھکو شرم آتی ہے۔ تم خود جاؤ اور پوچھو" خولہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اُن کی وساطت سے حضورؐ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! میں جوان اور مالدار عورت تھی۔ اور بہت سے لوگ مجھ سے نکاح کی خواہش رکھتے تھے۔ آخر میں نے اوس بن صامت سے نکاح کرلیا اور اب کہ میرا تمام مال خرچ ہوگیا ہے۔ میرا شباب بڑھاپے میں تبدیل ہوگیا ہے میرے کئی بچے ہوچکے ہیں۔ مجھ سے نکاح کی خواہش رکھنے والوں کی جماعت منتشر ہوگئی ہے اور میں فقر و فاقہ میں مبتلا ہوں میرے شوہر نے مجھ سے ظہار کیا ہے۔ لیکن طلاق کا ذکر نہیں کیا ہے میرے تمام بچے اوس بن صامت سے ہیں۔ اور مجھے اُس سے محبت ہے اس ظہار کا کیا حکم ہے"؟ حضورؐ نے فرمایا "میرا خیال ہے تو اپنے شوہر پر حرام ہوگئی ہے"۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے یوں فرمایا کہ "ظہار کا حکم ایام جاہلیت میں طلاق کا تھا اور ہماری شریعت میں اس کے متعلق ابھی کوئی حکم نازل نہیں ہوا ہے" خولہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ ایسا نہ فرمائیے۔ میرا واقعہ نہایت دردناک ہے"۔ حضورؐ نے پھر وہی الفاظ جواب میں فرمائے خولہ نے تیسری مرتبہ انتہائی اضطراب کا اظہار کیا۔ اور اپنی دردناک حالت بیان کی۔ اور حضورؐ نے پھر وہی جواب دیا۔ آخر خولہ نے مایوس ہوکر رونا شروع کیا۔ اور خوب روئی اور پھر کہا "یا رسول اللہؐ! میرے بچے کئی ہیں۔ اگر میں اُن کو اپنے شوہر کے حوالے کردیتی ہوں تو وہ مرجائیں گے اور اپنے پاس رکھتی ہوں تو بھوک اُن کو ضائع کردے گی۔ آخر میں کیا کروں۔ بجز اس کے کہ قاضی الحاجات کے حضور میں سجدہ میں گر پڑوں اور دعا کروں کہ وہ اس مشکل کا کوئی حل نکالدے۔ چنانچہ خولہ نے سر سجدہ میں رکھدیا اور کہا اللھم انی اشکوا الیک وحدتی ووحشتی وفراق زوجی وحیلتی۔ اے اللہ!

ع ظہار کے لغوی معنی۔ ایک شخص کا دوسرے کی طرف پشت کرنا ہیں۔ شرع میں ظہار اپنی منکوحہ کو ایسی عورت سے تشبیہ دینے کو کہتے ہیں جو شوہر پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو۔ مثلاً ماں۔ بہن۔ بیٹی وغیرہ ۱۲ مؤلف

تنہائی۔ وحشت۔ شوہر کی جدائی اور اپنی محبت کی تجھ سے فریاد کرتی ہوں۔

خولہ ابھی سجدہ میں ہی تھی کہ حضورؐ پر نزول وحی کے آثار ہوا ہوئے اور جبریلؑ یہ آیات لے کر آئے۔

قد سمع اللہ قول التی	بیشک اللہ نے اُس عورت کی بات سن لی
تجادلک فی زوجہا و	جو آپ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں
تشتکی الی اللہ واللہ	جھگڑتی تھی اور اللہ سے شکایت
یسمع تحاورکما ان	کرتی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو
اللہ سمیع بصیر ۵	سن رہا تھا۔ اللہ سب کچھ سننے دیکھنے
الذین یظاہرون منکم	والا ہے۔ تم میں جو لوگ اپنی بیبیوں
من نسائہم ماہن	سے ظہار کرتے ہیں وہ اُن کی مائیں
امہاتہم ان امہاتہم	نہیں ہیں۔ اُن کی مائیں تو بس وہی
الا الّٰئی ولدنہم وانہم	ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے اور وہ
لیقولون منکرا من	لوگ بلاشبہ ایک نامعقول اور جھوٹ
القول وزورا و	بات کہتے ہیں اور یقیناً اللہ معاف
ان اللہ لعفو غفور ۵	کرنے اور بخشنے والے ہیں اور
والذین یظہرون	جو لوگ اپنی بیبیوں سے ظہار کرتے ہیں
من نسائہم ثم	پھر اپنی کہی ہوئی بات کی تلافی کرنا
یعودون لما قالوا	چاہتے ہیں تو اُن کے ذمہ ایک غلام
فتحریر رقبۃ من	یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے۔ اس سے
قبل ان یتماسا ذلکم	پہلے کہ دونوں باہم اختلاط کریں اس سے
توعظون بہ واللہ	تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ کو
بما تعملون خبیر ۵	تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے
فمن لم یجد فصیام	پھر جس کو میسر نہ ہو تو اُس کے ذمہ برابر
شہرین متتابعین	دو مہینے کے روزے ہیں۔ اس سے
من قبل ان یتماسا	پہلے کہ دونوں باہم اختلاط کریں پھر
فمن لم یستطع ف	جس سے یہ بھی نہ ہو سکیں تو اُس کے
اطعام ستین مسکینا	ذمہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے

ذلک لتومنوا باللہ	یہ حکم اس لئے ہے تاکہ اللہ اور رسول پر ایمان
ورسولہ وتلک	لے آؤ۔ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں۔
حدود اللہ	(القرآن)

منقول ہے کہ اس واقعہ کے بعد صحابۂ کرام خولہ کی بہت عزت کرنے لگے تھے۔ اس لئے کہ خداوند تعالیٰ نے اُس کی فریاد کو سنا۔ اور اسلام کا ایک خاص حکم نازل فرمایا۔ چنانچہ وہ جب کبھی حضرت عمر فاروقؓ کے ہاں جاتی تو آپ اُس کی بہت عزت کرتے اور فرماتے "خولہ، خداوند تعالیٰ نے تمہاری شکایت اور فریاد کو سنا ہے اور تمہاری مشکل کو حل کیا ہے" ایک روز حضرت عمرؓ اپنے عہد خلافت میں قریش وغیرہ کی ایک جماعت کے ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک عورت ملی اور کہا "عمرؓ ذرا ٹھہر جاؤ میرا ایک کام ہے۔" حضرت عمرؓ اُس کے پاس گئے۔ سر جھکا کر کھڑے ہو گئے اور اُس ضعیفہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ عورت نے اپنا کام بتایا اور حضرت عمرؓ نے اُس کو جواب دیا اس کے بعد حضرت عمرؓ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے اور ایک ہمراہی نے آپ سے پوچھا "کیا بات ہے امیرالمومنین آپ نے ایک بڑھیا کے لئے قریش کی جماعت کو چھوڑ دیا" حضرت عمرؓ نے فرمایا "یہ وہ عورت ہے جس کی شکایت کو خداوند تعالیٰ نے سنا اس کا نام خولہ ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ عورت ساری رات اپنے کام میں لگائے رکھتی تو میں اُس کے کام میں مشغول رہتا۔ مگر صرف نماز کے وقت کہ نماز پڑھ کر پھر اُس کے کام میں لگ جاتا۔"

مختصر یہ کہ آیات مذکورہ بالا کے نازل ہونے پر حضورؐ نے خولہ کے شوہر کو طلب کیا۔ آیات پڑھ کر سنائیں اور فرمایا "تو ایک غلام کو آزاد کر دے اور اس کے بعد اپنی بیوی کے پاس جا۔" خولہ کے شوہر نے کہا "میں غلام کہاں سے آزاد کروں میرے پاس کیا رکھا ہے۔" حضورؐ نے فرمایا "اچھا تو دو مہینے کے مسلسل روزے رکھو۔" اُس نے عرض کیا "یا رسول اللہؐ میری حالت یہ ہے کہ اگر دن میں ایک بار۔ دو بار۔ تین بار کوئی چیز نہ کھاؤں تو میری آنکھوں

میں اندھیرا چھا جاتا ہے۔" حضورؐ نے فرمایا۔ "اچھا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔" اس نے کہا "جب تک آپ اعانت نہ فرمائیں مجھے یہ بھی ناممکن ہے۔" یہ سنکر حضورؐ نے صدقہ کے غلہ میں سے پندرہ صاع غلہ اس کو مرحمت فرمایا۔ اور اس نے اس غلہ سے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دیا۔

اسی سال حضرت عائشہؓ کی والدہ ام رومان نے وفات پائی اور حضورؐ نے ان کی تدفین میں شرکت کی۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ حضورؐ ان کی قبر میں بھی اُترے اور جب ام رومان کو قبر میں رکھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ "جو شخص دنیا میں حور عین کو دیکھنا چاہے وہ اس عورت کو دیکھ لے۔"

اسی سال یہ واقعہ پیش آیا کہ مقام یمامہ کے مشہور قبیلہ بنو حنیفہ کا ایک سردار ثمامہ بن اثال گرفتار کر کے مدینہ لایا گیا۔ حضورؐ کے حکم سے اس کو ایک مجرم کی حیثیت سے مسجد نبویؐ کے ستون سے باندھ دیا گیا۔ اور کئی روز تک بند ھا رہا۔ حضورؐ جب مسجد میں تشریف لاتے اور ثمامہ کے قریب سے گزرتے تو پوچھتے "کہو کیا حال ہے؟" اور اس کے بعد اس کو مسلمان ہو جانے کی ترغیب دیتے۔ ثمامہ حضورؐ کے ارشادات کا سختی کے ساتھ جواب دیتا اور اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیتا۔ لیکن حضورؐ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوتا۔ ایک روز حضورؐ نے بصیرت نبویؐ سے یہ معلوم کر کے کہ ثمامہ اسلامی اخلاق سے متاثر ہو چکا ہے اُس کو کھول دینے کا حکم دیدیا اور ثمامہ سے کہہ دیا تم جہاں تمہارا جی چاہے جا سکتے ہو۔ ثمامہ مسجد نبویؐ سے باہر نکلا۔ ایک درخت کی آڑ میں بیٹھ کر غسل کیا اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس قدر بلند آواز سے لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ پڑھا کہ مسجد نبوی گونج اٹھی۔ ثمامہ ایک مخلص مسلمان ثابت ہوا اور اپنے ملک میں پہنچ کر اسلامی عقیدت و محبت کا معقول ثبوت دیا۔ یعنی اُس کے ملک سے جو غلہ مکہ کو جایا کرتا تھا وہ اُس نے روک دیا۔ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا "جو لوگ خدا اور خدا کے رسولؐ کے دشمن ہیں اُن کو اپنے ملک کا ایک دانہ بھی نہ دو۔" مشرکین قریش کو اس سے سخت تکلیف ہوئی اور انہوں نے قبیلۂ بنو حنیفہ کو راضی کرنے کی بہت کوشش کی لیکن ثمامہ نے ان کی کوششوں کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ آخر قریش نے حضورؐ کو لکھا کہ "یمامہ کا غلہ رُک جانے سے ہم کو سخت تکلیف ہو رہی ہے اور ہمارے بچے بھوک سے مر رہے ہیں۔ خدا کے لئے یمامہ کا غلہ ادھر بھجوائیے۔ اور اپنی قوم کو فاقہ کشی کی آفت سے بچائیے۔" حضورؐ اس درخواست سے بیحد متاثر ہوئے اور آپ نے فوراً ثمامہ بن اثال کو حکم بھیجا کہ جو غلہ مکہ جایا کرتا تھا اس کو حسب دستور جانے دو۔" یہ اخلاق تھا اُس خدا کے رسولؐ کا جسکو خدا نے دونوں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا تھا۔

ساتویں فصل ——— ۸ھ کے حالات

اس سال حضور صلعم نے دعوت اسلام کا ایک خط غسان کے بادشاہ جبلہ بن ایہم کے نام روانہ کیا۔ جبلہ نے حضورؐ کی دعوت کو قبول کر لیا اور مسلمان ہو گیا۔ اور قیمتی ہدایا حضورؐ کے لئے روانہ کئے۔ جبلہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت تک مسلمان رہا اور حج کعبہ کیلئے حضرت عمرؓ کے عہد میں آیا۔ ایک روز وہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ اُس کے تہ بند کا کنارہ ایک فزاری شخص کے پاؤں کے نیچے آ گیا اور اس کا تہ بند کھل کر گر گیا۔ جبلہ کو غصہ آ گیا۔ اور فزاری شخص کے منہ پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ اُس کی ناک ٹوٹ گئی۔

فزاری حضرت عمرؓ کے پاس فریاد لے کر گیا اور حضرت عمرؓ نے جبلہ کو طلب کر کے فرمایا۔ "تم یا تو اس فزاری شخص کو راضی کر لو ورنہ پھر میں اس کو قصاص لینے کا حکم دیدوں گا۔" جبلہ نے کہا "آپ اس کو مجھ سے بدلہ لینے کا حکم دیں گے۔ حالانکہ وہ ایک بازاری شخص ہے اور میں بادشاہ ہوں۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا اسلام نے تمام مسلمانوں کو مساوی قرار دیا ہے تم کو اس پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ البتہ تقویٰ کی فضیلت ایسی فضیلت ہے جس سے انسان ممتاز ہوتا ہے۔ جبلہ نے کہا۔ "اگر اسلام میں وہ اور میں برابر ہیں تو پھر میں نصرانی ہو جاؤں گا۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ "اگر تو نصرانی ہو گیا تو بھی تیرا قتل

ہمارے لئے جائز ہو جائے گا" جبلہ نے کہا "اچھا مجھکو ایک رات کی مہلت دیجئے تاکہ اس معاملہ پر غور کرلوں" حضرت عمرؓ نے مہلت دیدی اور وہ رات ہی کو بھاگ گیا اور قسطنطنیہ پہنچکر نصرانی ہوگیا اور ارتداد ہی کی حالت میں وفات پائی۔

اسی سال سرزمین بلقار کا والی جو شاہ روم کی طرف سے تھا مسلمان ہوا۔ اور حضورؐ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جسکو اس کا خاص معتمد مسعود بن سعد لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مسعود نے فروہ بن عمرو حاکم بلقار کی طرف سے اول ایک سفید خچر جس کا نام فضہ تھا۔ ایک گھوڑا، ایک گدھا اور چند کپڑے جن میں زردوزی کی ایک سندسی قبا بھی تھی۔ حضورؐ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کیں اور پھر فروہ کا خط دیا۔ جس پر مہر لگی ہوئی تھی۔ حضورؐ نے خط نکالا اور پڑھوایا لکھا تھا۔

محمدؐ خدا کے رسول کے نام فروہ جزامی کی طرف سے لکھا جاتا ہے کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں اور صدق دل سے خدا کی خدائی اور آپ کی رسالت کا اعتراف کرتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ وہی رسول ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ نے دی ہے"

حضورؐ نے فروہ کے قاصد کی عزت کی اور سب خاطر مدارات فرمائی۔ اور حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ تم مسعود کو اپنے گھر لے جاؤ اور ان کی دعوت کرو۔ مسعود جب واپس ہونے لگا تو حضورؐ نے فروہ کے نام یہ خط لکھا۔

" بسم اللہ الرحمن الرحیم خدا کے رسول محمدؐ کی طرف سے فروہ بن عمرو کو لکھا جاتا ہے کہ تمہارا قاصد پہنچا اور جو ہدایا تم نے روانہ کئے تھے وہ ہم کو ملے۔ تمہارے اسلام کی ہمکو اطلاع ملی۔ خداوند تعالیٰ نے تم کو راہ راست دکھادی ہے اگر تم نیک کام کروگے۔ خدا اور رسول کی اطاعت لازم سمجھوگے۔ نماز پڑھوگے اپنے مال کی زکوٰۃ دوگے تو اسلام پر قائم رہوگے" اس کے بعد حضورؐ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ مسعود کو پانچ سو درہم دے دو"

مورخین کا بیان ہے کہ فروہ کے اسلام قبول کرلینے کی خبر شاہ روم کو پہنچی تو اُس نے فروہ کو طلب کیا اور حکم دیا کہ محمدؐ کے دین کو چھوڑ دے میں تجھ کو ایک ملک کی حکومت دیدوں گا۔ فروہ نے جواب میں کہا کہ میں اسلام کو ترک نکروں گا۔ اس لئے کہ مجھکو اس بات کا کامل یقین ہے کہ محمدؐ پیغمبر برحق ہیں اور تو بھی اس بات سے واقف ہے کہ محمدؐ وہی پیغمبر ہیں جن کے آنے کی بشارت عیسیٰؑ نے دی ہے۔ لیکن تو اپنی حکومت کو قائم رکھنے کے لئے اسلام قبول نہیں کرتا ہے" کہا جاتا ہے ہرقل شاہ روم نے مدتوں فروہ کو قید رکھا اور پھر شہید کردیا۔

مورخین کا بیان ہے کہ اسی سال حضورؐ نے دعوت اسلام کا ایک خط بصریٰ کے حاکم کے نام لکھا تھا جس کو حارث بن عمیر ازدی لیکر گئے تھے۔ حارث یہ خط لے کر مقام موتہ پر پہنچے تو اُن کو قیصر روم کا خاص ایجنٹ شرجیل بن عمرو غسانی ملا اور پوچھا "تم کہاں جارہے ہو" حارث نے کہا "میں شام جارہا ہوں" شرجیل نے کہا "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم محمدؐ کے پیامبر ہو" حارث نے کہا "ہاں میں خدا کے رسول کا قاصد ہوں" یہ سنکر شرجیل غضبناک ہوگیا اور حارث کو مار ڈالا۔

حضورؐ کے پیامبروں میں سے صرف حارث ہی قتل کئے گئے تھے۔

فروہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بعض مورخین کے نزدیک سنہ ۸ھ میں ہوا تھا اور یہی درست ہے ۱۲ مولف

حضورؐ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ کو بڑی اذیت ہوئی اور فوراً صحابہ کو حکم دیا کہ دشمنانِ اسلام سے جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس جنگ کا ذکر غزوات و سرّیات کے باب میں کیا جائے گا۔

آٹھویں فصل ——— ۸ھ کے واقعات

اس سال قریش کے دو مشہور شخص یعنی عمرو بن العاص اور خالد بن ولیدؓ حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ جنگ احزاب کے بعد جب ہم مدینہ سے واپس ہو کر مکہ میں پہونچے تو میں نے ایک روز اپنے دوستوں سے کہا کہ "ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ محمدؐ کا کام ترقی کرے گا۔ میرے نزدیک مصلحت یہ ہے کہ ہم شاہ حبشہ نجاشی کے پاس چلے جائیں۔ اگر محمدؐ نے ہماری قوم پر غلبہ حاصل کر لیا تو ہم نجاشی ہی کے ملک میں سکونت اختیار کر لیں گے۔ اور اگر ہماری قوم محمدؐ پر غالب آگئی تو پھر اپنی قوم میں چلے جائیں گے"۔ میرے دوستوں نے میری اس رائے کو پسند کیا اور ان میں سے چند نے میری رفاقت منظور کی۔ ہم لوگ حبشہ جانے کے لئے تیار ہو گئے اور شاہ حبشہ کے لئے تحائف جمع کرنے لگے۔ آخر ہم نے مکہ چھوڑ دیا۔ اور حبشہ میں جا کر قیام کیا۔ ہم وہیں تھے کہ حضورؐ کا قاصد عمرو بن امیہ ضمیری خط لیکر آیا۔ اور شاہ نجاشی کی خدمت میں خط پیش کیا۔ میں انہی دنوں میں نجاشی کے پاس گیا اور اُس سے کہا "محمدؐ کے قاصد کو میرے حوالے کر دو تاکہ میں اُس کو قتل کر دوں"۔ نجاشی نے اپنے منھ پر طمانچہ مارا اور اس کام سے نفرت کا اظہار کیا۔ میں نے کہا "عالی جاہ! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری بات آپ کو بہت ناگوار گزری ہے۔ اگر مجھکو اس کا علم ہوتا تو میں ہرگز نہ کہتا"۔ نجاشی نے کہا "میں کیونکر اُس شخص کے پیامبر کو تمہارے حوالہ کر سکتا ہوں جس کے پاس ناموس اکبر (جبرئیلؑ) آتا ہے"۔ میں نے کہا "عالی جاہ! کیا واقعہ اسی طرح ہے۔ اور آپ اس کا صحیح اعتقاد رکھتے ہیں"۔ نجاشی نے کہا "مسکین عمرو! کیا تو اتنا بھی نہیں جانتا۔ میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ محمدؐ پیغمبر برحق ہے۔ میری بات مانو۔ اور فوراً محمدؐ کی اطاعت قبول کر لو۔ میں تم کو یہ بات بھی بتلائے دیتا ہوں کہ محمدؐ اپنے تمام مخالفوں پر غلبہ حاصل کر لیں گے جیسا کہ موسیٰؑ نے فرعون پر غلبہ حاصل کیا تھا"۔

حضرت عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ نجاشی کی زبان سے یہ باتیں سنکر میرے دل میں اسلام کی عظمت جم گئی اور میں نے نجاشی کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ لیکن اپنے دوستوں سے اپنے اسلام کو مخفی رکھا۔ اور پھر حبشہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستہ میں مجھکو خالد بن ولیدؓ ملے۔ میں نے اُن سے پوچھا "کہاں جاتے ہو"؟ انھوں نے کہا "خدا کی قسم راہ راست ظاہر ہو گئی۔ یہ شخص (یعنی محمدؐ) بلاشبہ پیغمبر برحق ہے۔ مدینہ جا رہا ہوں"۔ مختصر یہ کہ ہم دونوں مدینہ پہنچے اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اول خالد بن ولیدؓ نے کلمہ اسلام پڑھا اور پھر میں نے آگے بڑھ کر حضورؐ سے عرض کیا "اپنا سیدھا ہاتھ میری طرف بڑھائیے تاکہ میں آپ سے بیعت کر لوں"۔ حضورؐ نے اپنا سیدھا ہاتھ میری طرف بڑھا دیا۔ اور میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ حضورؐ نے فرمایا "عمرو! کیا بات ہے"؟ میں نے عرض کیا "میں ایک شرط کرنا چاہتا ہوں"۔ حضورؐ نے فرمایا "کیا شرط کرنا چاہتے ہو"؟ میں نے عرض کیا "یہ کہ اسلام قبول کرنے کے بعد خداوند تعالےٰ میرے تمام گناہ بخشدے"۔ حضورؐ نے فرمایا "عمرو! تم کو معلوم نہیں ہے کہ اسلام تمام پچھلے گناہوں کو محو کر دیتا ہے۔ اور اسی طرح حج بھی"۔ یہ سنکر میں نے بیعت کر لی۔

حضرت خالد بن ولید اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ "چونکہ خداوند تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ میں مسلمان ہو جاؤں اس لئے اُس نے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا کی خصوصاً اُس روز جبکہ واقعہ حدیبیہ کے بعد مقام عسفان میں آپ نماز خوف ادا کر رہے تھے۔ میں نے اُس روز بہت کوشش کی کہ کسی طرح حضورؐ پر قابو پا لوں۔ لیکن میں کامیاب نہ ہوا۔ اور معاً میرے دل میں یہ خیال جم گیا کہ محمدؐ کا نگہبان خدا ہے۔ اور بہت جلد وہ ہم پر غلبہ پا لیں گے۔ اس کے بعد جب حضورؐ اور قریش کے درمیان (حدیبیہ) صلح ہو گئی تو مجھکو اس کا یقین ہو گیا کہ اب قریش کی عظمت و قوت کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد میں نے ارادہ کیا کہ مکہ کو چھوڑ کر اور حبشہ چلا جاؤں۔ لیکن پھر خیال آیا کہ نجاشی تو مسلمان ہو چکا ہے وہاں جانا بے فائدہ ہے۔ اس کے بعد یہ رائے قائم کی کہ ہرقل شاہ روم کے ہاں چلا جاؤں اور دین مسیحی یا دین یہود قبول کر لوں۔

لیکن اس رائے پر طبیعت نہ جمی۔ آخر یہ ارادہ کر لیا کہ اپنے ملک ہی میں رہوں اور دیکھوں کہ کیا ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ میں اسی تردد کی حالت میں تھا کہ حضورؐ صلعم قضائے عمرہ کے لئے مکہ میں تشریف لائے میں ان ایام میں باہر چلا گیا تھا۔ عمرہ ادا کرنے کے بعد حضورؐ نے میرے بھائی ولید بن ولید سے جو مسلمان ہو چکے تھے میرا حال دریافت کیا۔ فوراً میرے بھائی نے مجھکو خط لکھا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔

"مجھکو تم پر تعجب آتا ہے کہ تم اسلام کیوں نہیں قبول کر لیتے حضورؐ نے مجھ سے پوچھا تھا کہ خالد کہاں ہے۔ میں نے جواب میں عرض کر دیا کہ خداوند تعالیٰ جلد اُس کو حضورؐ کی خدمت میں حاضر کر دے گا۔ میرا جواب سنکر حضورؐ نے فرمایا کہ۔ خالد ایسا آدمی نہیں ہے کہ اسلام کی حقیقت سے ناواقف ہو۔ اگر وہ مسلمان ہو جائے اور اپنی شجاعت کا مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو کر کافروں پر مظاہرہ کرے تو اُس کے لئے بہتر ہوگا۔ میں خالد کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دوں گا۔" میرے عزیز بھائی! جلدی کرو اور دولت اسلام کو حاصل کرو کہ اس وقت تک تم بہت سی نیکیاں فوت ہو چکی ہیں۔"

خالد بن ولیدؓ کہتے ہیں کہ میں بھائی کا خط پڑھکر خوش ہو گیا اور اسلام کی محبت میرے دل میں بڑھ گئی۔ خصوصاً حضور صلعم کے ارشادات نے مجھکو خوش کر دیا۔ میں فوراً مکہ میں آیا۔ اور سفر کا سامان درست کر کے مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستہ میں مقام سدہ یار پر میں نے عمرو بن العاصؓ کو دیکھا۔ وہ بھی مسلمان ہونے کے لئے مدینہ جا رہے تھے۔ ہم دونوں ساتھ مدینہ کی جانب روانہ ہوئے حضورؐ کو ہمارے آنے کی اطلاع ہو چکی تھی۔ صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا "مکہ نے اپنے دل کے ٹکڑوں کو ہماری طرف ڈال دیا ہے" حضرت خالدؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ پہنچکر میں نے سفر کا لباس اُتار دیا اور بہترین لباس پہنکر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چلا کہ راستہ میں میرے بھائی ولید مل گئے۔ انھوں نے کہا "جلدی چلو حضورؐ کو تمہارے آنے کی اطلاع ہو چکی ہے۔ آپ بہت خوش ہیں اور تمہارا انتظار کر رہے ہیں" میں تیزی سے روانہ ہو کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھکو دیکھکر تبسم فرمایا۔ میں نے عرض کیا "السلام علیک یا رسول اللہؐ" آپ نے کشادہ پیشانی سے سلام کا جواب دیا۔

پھر میں نے بلند آواز سے کہا "اشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله" جواب میں حضورؐ نے فرمایا "الحمد لله الذی هداك الی الاسلام (ہر قسم کی حمد اُس ذات کو زیبا ہے جس نے اے خالد اسلام کی جانب تیری رہنمائی کی")۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا "خالد! میں جانتا تھا کہ تو عقلمند ہے اور قوی امید رکھتا تھا کہ خداوند تعالیٰ امر خیر (اسلام) کی طرف تیری رہنمائی ضرور فرمائے گا" میں نے عرض کیا "حضورؐ! آپ کو معلوم ہے کہ کفر کی حالت میں میں نے حق سے کس قدر عناد رکھا ہے آپ دعا فرما دیجئے کہ خداوند تعالیٰ مجھکو معاف فرما دے اور میرے گناہوں کو بخش دے" حضورؐ نے فرمایا "خالد! اسلام پچھلے گناہوں کو محو فرما دیتا ہے" میں نے عرض کیا "تاہم آپ دعا ضرور فرما دیجئے" حضورؐ نے دعا میں فرمایا "اے اللہ خالد کے پچھلے گناہوں کو معاف فرما دے" میرے اسلام قبول کر لینے کے بعد عمرو بن العاصؓ اور عثمان بن طلحہ کلید بردار کعبہ نے اسلام قبول کیا"

اسی سال حضورؐ نے اپنی دوسری بیوی سودہ بنت زمعہ کو طلاق دینی چاہی۔ حضرت سودہ نے حضورؐ سے عرض کیا "یا رسول اللہؐ خدا کی قسم میرے دل میں اب مرد کی خواہش بالکل باقی نہیں رہی ہے۔ لیکن میں چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن میرا حشر آپ کی بیویوں کے ساتھ ہو۔ مجھکو اتنی سعادت کافی ہے۔ میں اپنی باری کا دن عائشہؓ کو دیتی ہوں" حضورؐ کو یہ سنکر سودہؓ پر رحم آ گیا۔ اُن کی محبت بڑھ گئی۔ اور ان کو طلاق نہ دی۔

اسی سال ماریہ قبطیہ کے بطن سے حضورؐ کا بیٹا ابراہیم پیدا ہوا اس بچہ نے صرف دو سال کی عمر پائی۔ اور ۱۰ھ ہجری میں انتقال کیا۔ بعض لوگوں نے ابراہیم کی عمر تیرہ ماہ اور بعض نے سولہ ماہ بیان کی ہے۔ اور ایک روایت میں ایک سال دو ماہ اور چھ روز کی عمر بتائی گئی ہے۔

اسی سال حضورؐ کی بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے انتقال فرمایا۔ ان کے دو بچے تھے۔ ایک لڑکا علی نام جو حد بلوغ تک پہنچا تھا۔ منقول ہے کہ فتح مکہ کے دن حضورؐ نے اپنی سواری پر بٹھایا تھا۔ اور دوسری لڑکی امامہ نام جس سے حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد

حضرت علیؓ نے نکاح کیا تھا۔

اسی سال مدینہ میں سخت قحط پڑا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ! ہمارے غلّہ کا نرخ مقرر فرما دیجیے" حضورؐ نے فرمایا نرخ مقرر کرنے والا قابض۔ باسط۔ اور رازق (یعنی خدا) ہے۔ اور نرخ اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

اسی سال حضورؐ کیلئے منبر بنایا گیا۔ جس پر آپ خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ اس منبر کے بننے سے پہلے حضورؐ مسجد کے ستون سے سہارا لیکر کھڑے ہوتے اور خطبہ پڑھتے تھے۔ یہ منبر جس کا طول دو ہاتھ اور عرض ایک ہاتھ تھا اور جس کے زینے ایک ایک بالشت کے تھے حضرات خلفائے راشدین کے عہد تک باقی رہا۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس پر قبطی کپڑا چڑھایا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں امیر معاویہؓ شام سے مدینہ آئے تھے اُس وقت انہوں نے کپڑا چڑھایا تھا۔ ایک روایت یہ ہے کہ امیر معاویہؓ نے اپنے عہد میں چھ درجہ کا ایک منبر اور بنوایا اور منبر نبوی کو اُس کے اوپر رکھا تاکہ حاضرین مسجد خطیب کو اچھی طرح دیکھ سکیں۔ اموی خلفاء نے اس منبر میں کچھ اضافہ کرنا چاہا تھا۔ لیکن امام مالکؒ نے اُن کو منع کر دیا۔ عباسی خلیفہ مہدی نے منبر کے کافی بوسیدہ ہو جانے پر اُس کی لکڑی کے کنگھے بنوا لئے۔ اور بعض مورخ لکھتے ہیں کہ ۶۵۴ھ میں مسجد نبویؐ میں آگ لگ گئی تھی۔ منبر نبوی اور منبر معاویہ دونوں اُس میں جل گئے تھے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ اس آتشزدگی میں خلفائے عباسیہ کے بنائے ہوئے منبر جلے تھے۔

اسی سال عبد القیس مشہور قبیلہ کا وفد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ بیس آدمی تھے۔ جن کا سردار اشج تھا۔ اس وفد کے آنے سے ایک روز پہلے حضورؐ نے صحابہ سے فرمایا تھا کہ "مشرق کی طرف سے چند سوار تمہارے پاس آرہے ہیں۔ اور اپنی مرضی سے حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے ہیں" اس کے بعد آپ نے فرمایا اللھم اغفر لعبد القیس "اے اللہ قبیلۂ عبد القیس کو بخش دے" جب یہ وفد حاضر ہوا تو حضورؐ نے پوچھا۔ "یہ کون لوگ ہیں" صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ ربیعہ کی اولاد ہیں یعنی ربیعہ بن معد بن عدنان کی اولاد ہیں۔ عدنان چونکہ حضورؐ

کے اجداد میں سے تھے اس لئے آپ نے فرمایا۔ مرحبا یا لقوم والوفد۔ وفد کے لوگوں نے حضورؐ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر حائل ہیں۔ ہم صرف اشہر حرم (وہ مہینے جن میں عرب کے نزدیک جدال و قتال حرام تھا۔ یعنی ذیقعدہ۔ ذی الحجہ۔ محرم اور رجب کے مہینے) میں آپ کے پاس آسکتے ہیں۔ اس کے بعد وفد نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ ہم کو ایسی باتیں بتائیے جو حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والی ہوں۔ تاکہ ہم اُن سے اپنی قوم کو آگاہ کردیں۔ حضورؐ نے اُن کو وحدانیت اور رسالت پر ایمان لانے۔ نماز پڑھنے۔ روزہ رکھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے اور مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد وفد نے برتنوں کے استعمال کی بابت پوچھا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ تونبے۔ لاکھی برتن۔ نقیر اور مال لگے ہوئے برتن کے استعمال سے منع فرمایا اور کہا۔ ان باتوں کو یاد رکھو اور اپنی قوم کو ان سے آگاہ کرنا۔ واضح ہو کہ جن برتنوں کے استعمال سے حضورؐ نے منع فرمایا تھا وہ عام طور پر شراب پینے کے کام میں آتے تھے۔ اور چونکہ شراب کی حرمت کا حکم تازہ تھا اس لئے حضورؐ نے ان برتنوں کو تشبہ کی علت میں ممنوع قرار دیا تھا۔

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ وفد نے جب حضورؐ کے جمالِ باکمال کو دیکھا تو فوراً سواری سے اتر پڑا۔ اور دوڑ کر حضورؐ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ اور حضورؐ نے اُن کے عشق و محبت کو دیکھکر منع نہ فرمایا۔ وفد کا سردار اشج وفد کے ساتھ نہیں آیا تھا۔ اُس نے ایک جگہ ٹھہر کر غسل کیا۔ اور عمدہ لباس پہنا اور پھر سنجیدگی۔ متانت اور وقار کے ساتھ مسجد نبوی میں داخل ہوکر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؐ کو سردار کی یہ باتیں پسند آئیں۔ اور آپ نے اشج سے فرمایا۔ فیک خصلتین یحبہا اللہ (تجھ میں دو پسندیدہ عادتیں ہیں جن کو خداوند تعالیٰ پسند کرتا ہے) الحلم والاناءۃ (یعنی بردباری و وقار اور سوچ سمجھکر کام کرنا)

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب وفد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا۔ اشج تم میں سے کون ہے؟ اشج نے آگے بڑھ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ میں ہوں۔ اشج حسن صورت سے خالی تھا۔ حضورؐ نے اُس کی جانب دیکھا اور تعجب سے اپنے دل میں کہا ایسے بدصورت آدمی کو لوگوں نے اپنا سردار کیوں بنایا ہے؟ اشج نے حضورؐ کے تردد کو سمجھ لیا اور عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ آدمیوں کے چمڑے میں انسان پانی نہیں پیتے۔ آدمی میں جو خوبی مطلوب ہے وہ زبان اور دل کی خوبی ہے۔ یعنی یہ آدمی بات کو سمجھے اور دوسروں کو سمجھائے۔ حضورؐ نے اشج کی یہ بات سنکر اُس کو اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور پھر فرمایا۔ کیا تم اپنی اور اپنی قوم کی جانوں کو میرے ہاتھ بیچ کرتے ہو (یعنی تم ایمان لاتے ہوئے اپنی قوم کے ایمان کی ضمانت کرتے ہو؟) وفد کے لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ ہم ایسا ہی کرتے ہیں۔ اشج نے کہا۔ یا رسول اللہؐ لوگوں کو اُن کے دین اور عقیدہ سے پھیرنا بڑا سخت کام ہے ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور قوم میں اسلام کی دعوت کے لئے آپ ہمارے ساتھ کسی آدمی کو بھیج دیجئے۔ قوم میں سے جو شخص اسلام قبول کرنے گا وہ ہمارا ساتھی ہوگا اور جو انکار کرے گا اُس سے ہم جنگ کریں گے۔ یہ سنکر حضورؐ نے فرمایا۔ تم نے سچ کہا واقعہ یہ ہے کہ تم میں دو ایسی عادتیں ہیں جن کو خداوند تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ بردباری اور سوچ سمجھکر کام کرنا۔ اشج نے کہا: میری یہ دونوں خصلتیں فطری ہیں اور میں خداوند تعالیٰ کا شکرگزار ہوں کہ اُس نے مجھکو یہ دو خصلتیں مرحمت فرمائی ہیں۔

یہ وفد دس روز مدینہ میں قیام پذیر رہا اور قرآن مجید و احکام شرع کی تعلیم حاصل کرتا رہا۔ جب یہ لوگ واپس جانے لگے تو حضورؐ نے انھیں سے ہر ایک کو انعام دیا اور اشج کو دوسرے لوگوں سے کچھ زیادہ مرحمت فرمایا۔

اسی سال آفتاب گرہن ہوا اور حضورؐ نے کسوف کی نماز ادا کی۔

نویں فصل ——— ۹ھ کے حالات

اس سال کے ماہ محرم میں حضورؐ نے اُن قبائل عرب میں جو مسلمان ہو چکے تھے۔ زکوٰۃ و صدقات وصول کرنے کے لئے عامل

مقرر کئے تاکہ وہ ان قبائل میں جا کر زکوٰۃ و صدقات وصول کرکے لائیں چنانچہ مورخین کا بیان ہے کہ حضورؐ نے بریدہ یا کعبؓ بن مالک کو قبائل غفار و اسلم میں۔ عبّاد بن بشر کو قبائل بنی سلیم و مزینہ میں۔ رافع بن مکیث کو قبیلہ جہینہ میں۔ عمرو بن العاصؓ کو قبیلہ فزارہ میں۔ ضحاک بن سفیان کو قبیلہ بنی کلاب میں۔ بسر بن سفیان کعبی کو قبیلہ بنی کعب میں۔ عبد اللہ بن اللبیتہ کو قبیلہ بنی ذبیان میں عامل صدقات مقرر کیا۔

تحصیل صدقات کا چونکہ یہ پہلا موقع تھا اور اس کام پر پہلی مرتبہ خاص خاص اشخاص کا تقرر ہوا تھا۔ اس لئے چند ناگوار واقعات اس سلسلہ میں پیش آئے۔ ایک واقعہ تو یہ ہے کہ ابن اللبیتہ جب صدقات وصول کرکے لائے تو اموال صدقات کو حضورؐ کے سامنے رکھدیا اور کچھ مال علیحدہ کرکے اپنے قریب رکھ لیا۔ اور حضورؐ سے عرض کیا۔ "یہ تو آپ کا صدقات کا مال ہے اور یہ مال میرا ہے۔ جو ہدیہ کے طور پر لوگوں نے مجھکو دیا ہے" حضورؐ کو یہ امر ناگوار ہوا اور فوراً آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور حمد و ثنا کے بعد صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔

"میں نے چند لوگوں کو اُن کاموں پر مامور کرکے بھیجا تھا جن کا والی خدا نے مجھکو مقرر فرمایا ہے۔ اُن لوگوں میں سے ایک شخص میرے پاس واپس آتا اور کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ میرا مال ہے جس کو ہدیہ کے طور پر لوگوں نے مجھکو دیا ہے۔ یہ شخص اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر میں بیٹھ کر دیکھتا کہ لوگ اُس کو ہدیہ دیتے ہیں یا نہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ زکوٰۃ کے مال میں سے جو شخص کوئی چیز اپنے پاس رکھے گا قیامت کے دن وہ اُس کو اپنی گردن پر لاد کر لائے گا۔ خواہ وہ اونٹ ہو گائے ہو یا بکری اور یہ چیزیں اُس کی گردن پر اپنی اپنی بولیاں بولتی ہوں گی" اس کے بعد حضورؐ نے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اُٹھائے اور فرمایا اللھم بلغت اللھم بلغت (اے اللہ میں نے تیرا حکم پہنچا دیا)

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ حضورؐ نے بسر بن سفیان کعبی کو قبیلہ بنی کعب میں زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے۔ بسر جب اوس علاقہ میں پہنچے جہاں بنی کعب بنو تمیم کے ساتھ ایک جبل یا چشمہ پر مقیم تھے۔ بسر نے بنو کعب کے مواشی کو اکٹھا کیا اور شمار کرکے زکوٰۃ کی تعداد بتائی۔ بنو تمیم نے زکوٰۃ کی تعداد کو دیکھا تو اپنی فطری خست و دناءت کی بنا پر زیادہ خیال کیا۔ اور بنو کعب سے کہا "تم اس قدر مال محمدؐ کو کیوں دیتے ہو۔ ہرگز ہرگز اس مال کو باہر نہ جانے دو" بنو کعب نے یہ مشورہ پاکر تیر و کمان اور تلوار سنبھال لئے اور مسلح ہوکر باہر نکل آئے۔ لیکن انھیں پھر کچھ خیال آیا اور بنو تمیم سے کہا "ہم ایمان لے آئے ہیں محمدؐ کے دین میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور محمدؐ کی اطاعت فرمانبرداری کا ہم نے اقرار کیا ہے زکوٰۃ چونکہ شرعی حق اور واجب ہے ہم کیونکر اُس سے انکار کر سکتے ہیں" بنو تمیم نے کہا "خدا کی قسم! محمدؐ کا عامل ہمارے مواشی میں سے ایک اونٹ بھی نہیں لے جا سکتا" بسر بن سفیان نے دورسے بنو کعب کو مسلح اور بنو تمیم کو مخالف پایا۔ تو خوف سے بھاگ کھڑے ہوئے اور مدینہ میں پہونچکر تمام واقعہ بیان کیا۔ حضورؐ نے بسر کا بیان سنکر صحابہ کو مخاطب کیا اور فرمایا "کون ہے جو بنو تمیم سے اُس کی اس مخالفت و جرأت کا انتقام لے سکے" فوراً عیینہ بن حصن فزاری کھڑے ہوئے اور عرض کیا "خدا کی قسم! میں جاؤں گا اور جب تک اُن کو گرفتار کرکے نہ لاؤں گا واپس نہ آؤں گا" حضورؐ نے مہاجرین و انصار میں سے پچاس سوار اُن کے سپرد کئے عیینہ جب سواروں کو لے کر بنو تمیم کی بستیوں میں پہنچے تو مردوں سے اُن کو خالی پایا۔ سواروں نے بستیوں کو لوٹ لیا اور گیارہ مرد اور پندرہ عورتیں یا گیارہ عورتیں اور تیس بچے گرفتار کرکے مدینہ میں لے آئے۔ عقب سے بنو تمیم اپنے بیوی بچوں کو چھڑانے کے لئے آئے اور اپنے خطیب و شاعر کو ساتھ لے کر آئے تاکہ اپنی عظمت و برتری کو حضورؐ پر ظاہر کریں۔ جیسا کہ اُس زمانہ میں عرب کے اندر دستور تھا۔ حضورؐ اُس وقت مسجد میں تشریف نہ رکھتے تھے۔ بلکہ حضرت عائشہؓ کے ہاں قیلولہ فرما رہے تھے۔ بنو تمیم نے ازواج مطہرات کے حجروں کے دروازوں پر جاکر پکارنا شروع کیا۔ "محمدؐ! باہر آؤ ہمارے بیوی بچوں کو آپ نے کیوں گرفتار کر لیا ہے۔ ہم سے کیا قصور ہوا ہے" حضرت بلالؓ اذ

دوسرے صحابہ نے ہر چند اُن کو منع کیا۔ لیکن وہ نہ مانے۔ آخر اُن کے شور سے حضورؐ کی آنکھ کھل گئی۔ اور آپ یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے "کس نے مجھ کو جگایا ہے؟" صحابہ نے واقعہ بیان کر دیا۔ اس کے بعد حضورؐ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ جس میں بنو تمیم کے لوگ شریک نہ تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر حضورؐ پھر حجرہ میں تشریف لے گئے۔ بنو تمیم کے لوگ تھوڑی دیر بعد آئے اور پھر حضورؐ کو پکارنا شروع کیا۔ حضورؐ ظہر کی سنتیں پڑھتے رہے۔ اور کوئی جواب نہیں دیا۔ جب سنتیں پڑھ چکے تو آپ مسجد میں تشریف لائے اور صحن میں بیٹھ گئے۔ بنو تمیم میں سے اقرع بن حابس آگے بڑھا اور عرض کیا "محمدؐ مجھکو اجازت دو کہ میں کچھ عرض کروں" حضورؐ نے اجازت دیدی۔ اقرع بن حابس نے عرض کیا "ہم وہ لوگ ہیں کہ تعریف ہماری زینت ہے اور بُرائی عیب"۔ حضورؐ نے فرمایا "تم جھوٹے ہو۔ صرف خداوند تعالےٰ کی تعریف زینت ہے اور بُرائی عیب" اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا "ان باتوں سے آخر تم لوگوں کا مقصد کیا ہے" بنو تمیم نے کہا "ہم اپنے خطیب اور شاعر کو اپنے ساتھ لائے ہیں تاکہ آپ پر اپنے فخر کو ظاہر کریں۔ اور آپ کے خطیب و شاعر سے مقابلہ کریں" حضورؐ نے فرمایا "میں شعر لے کر مبعوث نہیں ہوا ہوں اور نہ مفاخرت۔ کہ خدا نے مجھکو حکم دیا ہے خیر تم اپنے دل کا حوصلہ نکال لو اور اپنے خطیب و شاعر کو بلا لو" یہ سنکر بنو تمیم نے اپنے خطیب عطارد ابن حاجب کو کھڑا کیا اور اُس نے اپنی قوم کی عظمت اور شرف کے اظہار میں فصیح تقریر کی۔ جب وہ فارغ ہو چکا تو حضورؐ نے ثابت بن قیس بن شماس انصاری اپنے خطیب کو اشارہ کیا۔ ثابت نے فصیح و بلیغ ترین الفاظ میں اول خدا کی حمد و ثنا کی پھر توحید و رسالت کا اعتراف کیا اور اسکے بعد حضورؐ پر درود پڑھا۔ اور پھر مہاجرین و انصار کی فضیلت متابعت رسولؐ کی عظمت اور مسلمانوں کی نصرت و معاونت کا ذکر کیا۔ بنو تمیم ثابتؓ کی فصیح و بلیغ تقریر سنکر دنگ رہ گئے۔ اس کے بعد بنو تمیم نے اپنے شاعر زبرقان بن بدر کو کھڑا کیا جس نے اپنی قوم کی تعریف اور عظمت سے لبریز مضامین کے اشعار سنائے۔

حضورؐ نے حسان بن ثابتؓ کو جواب دینے کا اشارہ کیا۔ حسانؓ نے فی البدیہہ بنو تمیم کے جواب میں اشعار کہے اور سنائے۔ پھر بنو تمیم نے اپنے دوسرے شاعر اقرع بن حابس کو کھڑا کیا جس نے قومی افتخار کے دعوے پر مشتمل اشعار سنائے۔ حسان بن ثابتؓ نے اس کے جواب میں بھی فصیح ترین شعر پڑھے۔ آخر بنو تمیم کے شاعر اقرع بن حابس نے کہا "خدا کی قسم! محمدؐ کو غیب سے تائید و نصرت حاصل ہے اور جس کا فضل و مکرمت اس کو عطا ہوئی ہے۔ اُس کا خطیب ہمارے خطیب سے فصیح اور بہت زیادہ فصیح ہے۔ اور اُس کا شاعر ہمارے شاعر سے بلیغ اور بہت زیادہ بلیغ ہے۔ غرض اُس کی ہر چیز ہماری چیزوں سے بہتر ہے" اس کے بعد بنو تمیم نے انصاف سے کام لے کر حضورؐ کی اطاعت قبول کر لی۔ اور حضورؐ نے اُن کے بیوی بچوں کو رہا کر دیا۔ الغرض بنو تمیم کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون ولو انھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیراً لھم واللہ غفور رحیم	جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں اور اُن میں اکثروں کو عقل نہیں ہے اور اگر یہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود باہر اُن کے پاس آجاتے تو یہ اُن کے لئے بہتر ہوتا اور اللہ غفور رحیم ہے۔

تیسرا واقعہ یہ ہے کہ حضورؐ نے ولید بن عقبہ اموی کو قبائل بنو المصطلق میں صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا ایام جاہلیت میں ولید اور قبیلہ بنو المصطلق کے درمیان کچھ کشیدگی تھی۔ قبائل کے لوگوں نے جب سنا کہ ولید حضورؐ کی طرف سے مامور ہو کر آرہا ہے تو قدیم عداوت کو نظر انداز کر دیا اور جب آدمی بستی سے باہر استقبال کے لئے آئے۔ ولید نے دور سے ان لوگوں کو دیکھا تو شیطان نے اُن کے کان میں یہ پھونک دیا کہ لوگ اُس کے قتل کے لئے آرہے ہیں وہ وہیں سے لوٹ گیا اور مدینہ پہنچکر حضورؐ سے عرض کیا۔ "یا رسول اللہؐ! قبائل نے لشکر جمع کر لیا ہے اور ہتھیار سج کر جنگ کے لئے باہر آئے تھے"۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ولید نے یوں کہا "قبائل کے لوگ مرتد ہو گئے ہیں اور لشکر جمع کر کے آپ سے لڑنے آرہے ہیں" حضورؐ یہ بات سنکر مقابلہ کے لئے لشکر تیار ہو جانے کا حکم دینے ہی والے تھے۔

کہ بنو المصطلق کے وہ سوار جو ولید کے استقبال کے لئے آئے تھے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حقیقت حال سے آگاہ کیا اور ایک روایت یوں ہے کہ حضورؐ نے خالد بن ولید کو حکم دے دیا کہ وہ ایک جماعت کو لے کر جائیں اور تحقیق حال کے بعد اُن سے مقابلہ کریں خالد بن ولید ماتحت جماعت کو لے کر گئے اور قبائل میں اذان وتکبیر کی آوازیں سنیں۔ مساجد کو دیکھا اور احکام شرع پر لوگوں کو استوار پایا تو واپس چلے آئے اور حضورؐ سے واقعہ بیان کیا حضورؐ کو تحقیق حال کے بعد معلوم ہو گیا کہ ولید نے جھوٹ بولا اور بہتان باندھا ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا ان تصیبوا قوما بجہالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین	ایمان والو! اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو کبھی کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر نہ پہنچا دو پھر اپنے کئے پر پچھتانا پڑے۔

اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا۔ سکون خدا کی جانب سے ہے اور عجلت شیطان کی جانب سے ہے!

اسی سال ایلاء کا واقعہ پیش آیا یعنی حضورؐ نے اپنی بیویوں کو ایک ماہ کے لئے چھوڑ دیا۔ حضورؐ نے ایسا کیوں کیا مورخین میں اس پر اختلاف ہے چار معتبر قول اس معاملہ میں مورخین نے نقل کئے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

(۱) ازواج مطہرات نے حضورؐ سے مطالبہ کیا کہ مصارف خور ونوش اور لباس میں کچھ زیادتی کی جائے اور ایک اور ایسی چیز کا مطالبہ کیا جو حضورؐ کے قبضہ میں نہ تھی۔ حضورؐ کو ان مطالبات سے اذیت ہوئی اور آپ نے ایک ماہ کے لئے ازواج کو چھوڑ دیا۔ صحیح بخاری میں اس واقعہ کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکرؓ حضورؐ کے پاس آئے۔ اور حاضری کی اجازت طلب کی۔ لیکن دیکھا یہ کہ دروازہ پر بہت سے صحابہ جمع ہیں اور حضورؐ نے ان کو حاضری کی اجازت نہیں دی ہے۔ ابوبکرؓ کو حضورؐ نے اجازت دے دی۔ پھر حضرت عمرؓ آئے۔ اُن کو بھی اجازت مل گئی۔ دونوں حضرات اندر پہنچے تو دیکھا حضورؐ غمگین ورنجیدہ تشریف فرما ہیں اور شدت اندوہ سے خاموش ہیں۔ حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا میں کوئی ایسی بات کہوں کہ حضورؐ خوش ہو جائیں اور مسکرانے لگیں" چنانچہ میں نے عرض کیا" یا رسول اللہؐ! کاش آپ اس طرح ملاحظہ فرماتے کہ میری بیوی خارجہ مجھ سے مصارف خور ونوش میں زیادتی کا مطالبہ کرتی ہے۔ اور میں نے کھڑے ہو کر اُس کی گردن پر مکہ مارا ہے" حضورؐ یہ سنکر ہنسنے لگے۔ اور فرمایا" یہ میری بیویاں میرے گرد جمع ہیں اور مجھ سے نان ونفقہ میں زیادتی اور ایک ایسی چیز کا مطالبہ کر رہی ہیں جو میرے پاس نہیں ہے" یہ سنکر ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور عائشہؓ کی گردن پر ایک ہاتھ مارا اسی طرح عمرؓ نے حفصہؓ کو مارا اور ہر ایک نے اپنی اپنی بیٹی سے کہا۔ "تم حضورؐ سے ایسی چیز طلب کرتی ہو جو آپ کے پاس نہیں ہے" عائشہؓ اور حفصہؓ نے کہا۔ خدا کی قسم! آئندہ ہم حضورؐ سے کوئی ایسی چیز طلب نہ کریں گے جو آپ کے پاس نہ ہوگی" اس کے بعد حضورؐ نے ایک ماہ کا ایلاء کر لیا۔ اور اس کے بعد آیت تخییر نازل ہوئی۔

(۲) ام المومنین حضرت زینبؓ بنت جحشؓ کے پاس کہیں سے ہدیہ میں شہد آیا تھا اور انہوں نے اُس کو حضورؐ کے لئے علیحدہ رکھدیا تھا۔ جب حضورؐ ان کے ہاں تشریف لاتے وہ شہد کا شربت بناکر آپ کو پلایا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ شربت بنانے میں کچھ دیر ہوگئی اور حضورؐ کو وقت مقررہ سے زیادہ ٹھہرنا پڑا۔ حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کو یہ تاخیر ناگوار گزری اور دونوں نے مشورہ کرکے یہ طے کیا کہ ہم میں سے جس کے ہاں حضورؐ تشریف لائیں وہ یوں کہے کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے۔ مغافیر ایک درخت کا گوند ہوتا ہے جس کی بو بُری ہوتی ہے۔ چنانچہ حضورؐ جب ان میں کسی کے ہاں تشریف لائے تو اُس نے یہی کہا۔ حضورؐ نے جواب میں فرمایا۔ مغافیر تو میں نے نہیں کھایا البتہ زینبؓ کے ہاں شہد کا شربت پیا ہے۔ ممکن ہے شہد کی مکھی نے مغافیر کو چوسا ہو اگر صورت یہ ہے تو میں اب بھی شہد کا شربت نہ پیوں گا۔" اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ "خدا کی قسم اب میں شہد استعمال نہ کروں گا تم اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا" لیکن ان بیویوں سے کسی نے وعدہ پورا نہیں کیا اور دوسری بیویوں سے اس کا ذکر کردیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یا ایھا النبی لم تحرم ما	اے نبی جس چیز کو اللہ نے آپ کیلئے
احل اللہ لک تبتغی مرضات	حلال کیا ہے آپ اُس کو کیوں حرام
ازواجک واللہ غفور	فرماتے ہیں اپنی بیویوں کی خوشنودی
الرحیم۔ قد فرض اللہ	حاصل کرنے کے لئے اور اللہ بخشنے
لکم تحلۃ ایمانکم واللہ	والا مہربان ہے۔ اللہ نے تم لوگوں
مولٰکم۔ وھو العلیم	کے لئے تمہاری قسموں کا کھولنا مقرر
الحکیم۔ واذ اسر النبی	فرما دیا ہے اور اللہ تمہارا کارساز
الی بعض ازواجہ حدیثا	ہے۔ اور وہ بڑا جاننے والا بڑی
فلما نبأت بہ واظھرہ	حکمت والا ہے۔ اور جبکہ پیغمبر نے
اللہ علیہ عرف بعضہ و	اپنی کسی بی بی سے ایک بات چپکے
اعرض عن بعض فلما	سے فرمائی پھر جب اُس بی بی نے
نبأھا بہ قالت من انباک	وہ بات بتلادی اور پیغمبر کو اللہ نے
ھذا۔ قال نبانی العلیم	اس کی خبر کردی تو پیغمبر نے تھوڑی سی
الخبیر۔ ان تتوبا الی	بات تو جتلادی اور تھوڑی بات کو
اللہ فقد صغت قلوبکما	ٹال گئے۔ سو جب پیغمبر نے اُس بی بی
وان تظاھرا علیہ فان	کو وہ بات جتلائی تو وہ کہنے لگی کہ آپکو
اللہ ھو مولٰہ وجبریل	اس کی کس نے خبر کردی۔ آپؐ نے فرمایا
وصالح المومنین والملٰئکۃ	کہ مجھکو بڑے جاننے والے بڑی خبر
بعد ذٰلک ظھیر۔	رکھنے والے نے خبر کردی۔ اے دونوں

بیبیو اگر تم اللہ کے سامنے توبہ کرلو تو تمہارے دل مائل ہو رہے ہیں اور اگر پیغمبر کے مقابلہ میں تم دونوں کارروائیاں کرتی رہیں تو پیغمبر کا رفیق اللہ ہے اور جبرئیلؑ ہیں اور نیک مسلمان ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے مددگار رہیں۔"

اس پر حضورؐ نے قسم کھائی کہ ایک ماہ تک آپ بیویوں سے تعلق نہ رکھیں گے۔

(۳) حضورؐ نے ام المومنین حفصہؓ سے ایک راز کی بات کہی تھی اور تاکید کردی تھی کہ کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ حضرت حفصہؓ نے اُس بات کا ذکر حضرت عائشہؓ سے کردیا اس پر واذ اسر النبی الخ آیت نازل ہوئی اور حضورؐ نے حضرت حفصہؓ سے فرمایا۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ راز کو چھپانا تم نے ظاہر کردیا۔ اس پر حضورؐ نے قسم کھائی کہ آپ ایک ماہ تک بیویوں سے علیحدہ رہیں گے۔

(۴) حضورؐ کے پاس کہیں سے ایک بکری ہدیہ میں آئی تھی۔ آپ نے اُس کو ذبح کرکے اس کا گوشت ازواج مطہرات میں تقسیم کردیا۔ حضرت زینبؓ نے گوشت واپس کردیا۔ حضورؐ نے تھوڑا گوشت اور شامل کرکے دوبارہ بھیجا۔ اب کی مرتبہ بھی انہوں نے واپس کردیا عائشہؓ نے حضورؐ سے عرض کیا "زینبؓ نے آپ کے ہدیہ کو حقیر و ذلیل خیال کرکے واپس کیا ہے" حضورؐ نے فرمایا "خدا کی قسم! تم لوگ جتنا خوار مجھکو خیال کرتی ہو تم خدا کے نزدیک اُس سے زیادہ ذلیل و خوار ہو" اس کے بعد حضورؐ نے قسم کھاکر فرمایا "میں ایک ماہ تک اپنی بیویوں کے پاس نہ جاؤں گا"

مذکورہ بالا اسباب میں سے شہد کا واقعہ زیادہ معتبر و مستند ہے اور بخاری و مسلم وغیرہ نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ مختصر یہ کہ حضورؐ ازواج مطہرات سے علیحدہ ہوکر مسجد نبوی کے بالاخانہ پر تشریف

سے لے آئے اور اپنے حبشی غلام رباح کو حکم دے دیا کہ دروازہ پر بیٹھے اور کسی کو اندر نہ آنے دے۔

واقعہ ایلا نے مدینہ میں عجیب و غریب اثر پیدا کیا اور عام طور پر یہ مشہور ہو گیا کہ حضورؐ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس خبر کو سنا دوڑتا ہوا مسجد میں آیا اور کیفیت دریافت کی۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب مجھکو یہ خبر ملی تو میں فوراً مسجد نبوی میں آیا۔ دیکھا تو لوگ منبر نبوی کے قریب بیٹھے رو رہے ہیں۔ تھوڑی دیر میں ان کے پاس بیٹھا اور پھر بالا خانہ پر گیا (یہ بالا خانہ گویا حضورؐ کا خزانہ تھا کہ جو مال اطراف و جوانب سے آتا تھا تقسیم ہونے تک یہاں رکھا جاتا تھا) میں نے رباح سے کہا، حضورؐ سے میرے لئے اجازت طلب کرو۔ رباح اندر گیا اور پھر واپس آکر مجھ سے کہا، حضورؐ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں مسجد میں آگیا اور جب دیکھا کہ میرا اور دوسرے صحابہ کا اضطراب بڑھتا جاتا ہے تو پھر اوپر گیا اور رباح کو اجازت کے لئے بھیجا۔ اب کی مرتبہ بھی رباح نے واپس آکر وہی جواب دیا۔ میں پھر مسجد میں آگیا۔ لیکن اضطراب کم نہ ہوا۔ تیسری مرتبہ پھر بالا خانہ کے دروازہ پر گیا اور بلند آواز سے کہا، رباح میرے لئے حضورؐ سے حاضری کی اجازت طلب کرو۔

میرا خیال ہے کہ حضورؐ شاید یہ خیال رکھتے ہیں کہ میں حفصہؓ کی سفارش کے لئے آیا ہوں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر حضورؐ فرمائیں کہ حفصہؓ کی گردن کاٹ ڈال تو میں بے تامل ایسا ہی کروں۔" یہ کہکر میں نے واپسی کا ارادہ ہی کیا تھا کہ رباح نے واپس آکر کہا "عمرؓ! آؤ حضورؐ نے اجازت دیدی" میں اندر گیا تو دیکھا کہ حضورؐ ایک چھوٹا تہ بند باندھے ہوئے ہیں اور رانوں کا کچھ حصہ کھلا ہوا ہے اور تکیہ لگائے خالی چٹائی پر بیٹھے ہیں اور جسم مبارک پر چٹائی کے نشانات پڑے ہیں۔ میں نے سلام کے بعد عرض کیا "یا رسول اللہؐ! کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی ہے؟" فرمایا "نہیں" یہ سنکر میں نے بلند آواز سے اللّٰہ اکبر کہا۔ اور پھر حضورؐ سے پوچھا "یا رسول اللہؐ! مسجد میں صحابہ غمگین بیٹھے ہیں اور اُن کا خیال یہ ہے کہ آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی ہے اگر آپ اجازت دیں تو مسجد میں جاکر صحابہ کو اطلاع دیدوں کہ اُن کا خیال غلط ہے" حضورؐ نے فرمایا "اگر مناسب سمجھو تو تم ایسا کر سکتے ہو" اس کے بعد میں نے عرض کیا "اگر آپ اجازت دیں تو میں چند باتیں سناؤں۔ تاکہ آپ خوش ہوں اور ملال رفع ہو" فرمایا "بہتر ہے" میں نے عرض کیا "یا رسول اللہؐ مکہ میں ہم لوگ اپنی عورتوں پر غالب تھے۔ مدینہ میں آئے تو مدینہ کی

عورتوں کی حالت دیکھکر ہماری عورتیں ہم پر غالب آگئیں ؟

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میری یہ بات سنکر حضورؐ ہنس پڑے۔ میں نے پھر عرض کیا ۔ یا رسول اللہؐ ! ایک روز میں نے اپنی بیوی سے چلا کر بات کی اور کچھ کہا اُس نے پلٹ کر وہی بات جواب میں بلند آواز سے کہی اور جب میں نے اظہار ناخوشی کیا تو کہا میرے جواب دینے سے تم ناخوش کیوں ہوئے ۔ حالانکہ یہ زمانہ پیغمبر کا ہے " اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تمہاری بیٹی حفصہؓ حضورؐ کو اسی طرح جواب دیتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حضورؐ کی کوئی بیوی آپ سے ناخوش ہو کر شام تک بات نہیں کرتی ۔ میں نے اس کے جواب میں اپنی بیوی سے کہا حفصہؓ ! نا امید و زیاں کار ہو اگر اُس سے کوئی ایسا فعل صادر ہوا ہے تو میں اُس سے دریافت کروں گا ۔ چنانچہ میں حفصہؓ کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کوئی ایسا ناپسندیدہ فعل تجھ سے ظہور میں آیا ہے ۔ اُس نے کہا ہاں میں نے اُس سے کہا کیا تو خدا کے غضب سے نہیں ڈرتی جو تو نے خدا کے رسولؐ کو ناخوش کیا ہے ۔ تو ہلاک ہو جائے گی ۔ آئندہ ہرگز رسول خدا صلعم سے کوئی چیز طلب نہ کرنا ۔ خدا کے رسول کو ناخوش نہ کرنا اور اپنے قصور کی معافی طلب کرنا ۔ جس چیز کی تجھکو ضرورت ہو مجھ سے طلب کر ۔ عائشہؓ سے حضورؐ کو جو محبت ہے اُس پر غرور نہ کرنا اور اپنے آپ کو عائشہؓ کے مثل نہ سمجھ " حضرت عمرؓ کہتے ہیں حضورؐ میری یہ بات سنکر مسکرائے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میں ام سلمہؓ کے پاس گیا (جن سے میری قرابت تھی اور) اُن کو نصیحت کرنی شروع کی ۔ ام سلمہؓ نے کہا "عمرؓ ! تم پر تعجب آتا ہے تم تمام کاموں میں دخل دیتے ہو ۔ یہاں تک کہ حضورؐ اور اُن کی بیویوں کے معاملات میں بھی ! حضورؐ نے میری یہ بات سنکر پھر تبسم فرمایا ۔ مختصر یہ کہ اسی قسم کی باتوں سے میں حضورؐ کو خوش کرتا رہا ۔ جب آپ کا ملال رفع ہو گیا تو میں نے بالا خانہ کے

اطراف پر نظر ڈالی ۔ ایک صاع کے قریب جَو اور ایک کھال کے سوا جو کھونٹی پر لٹکی تھی ۔ مجھکو اور کوئی چیز نظر نہ آئی ۔ یہ دیکھکر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ۔ حضورؐ نے پوچھا ۔ عمرؓ کیوں روتے ہو ؟ میں نے عرض کیا ۔ یا رسول اللہؐ ! کیوں نہ روؤں ۔ حالانکہ دیکھ رہا ہوں کہ آپ خالی چٹائی پر تشریف فرما ہیں اور جسم مبارک پر چٹائی کے نشان نمایاں ہیں اور یہ آپ کا خزانہ ہے (بالاخانہ) جس میں کوئی چیز نہیں ہے اور یہ قیصر و کسریٰ یا فارس و روم کے لوگ عیش و عشرت میں زندگی بسر کر رہے ہیں ۔ حالانکہ وہ کافر ہیں ۔ اور آپ خدا کے رسول اور دونوں جہان کے سردار ہیں ۔ آپ دعا فرمایئے کہ خداوند تعالیٰ آپ پر اور آپ کی امت پر عیش و سکون کے دروازے کھولدے ؟ حضورؐ میری یہ بات سنکر سنبھل کر بیٹھ گئے اور فرمایا ۔ خطاب کے بیٹے ! روم و فارس کے لوگوں کو جو کچھ ملا ہے وہ صرف اس جہان کے لئے ۔ آخرت میں اُن کا کوئی حصہ نہیں ہے ۔ اور آخرت جو دائمی چیز ہے وہ ہم سے ملے ہے " یا یوں فرمایا کہ " کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ قیصر و کسریٰ دنیا کو حاصل کریں اور ہم آخرت کو " میں نے عرض کیا ۔

رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسولا و نبیا " ۔ اس کے بعد میں بالاخانہ سے اُتر آیا اور مسجد کے دروازہ پر پہنچکر بلند آواز سے کہا " حضورؐ نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی " ۔

غرض حضورؐ نے ایک مہینہ اسی بالاخانہ میں بسر کیا اور ۲۹ تاریخ کو بالاخانہ سے اُتر کر سب سے پہلے حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں تشریف لے گئے ۔ حضرت عائشہؓ نے کھڑے ہو کر استقبال کیا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ ! آپ نے ایک ماہ تک علیحدہ رہنے کی قسم کھائی ۔ آج تو انتیس تاریخ ہے ۔ حضورؐ نے فرمایا " مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے اور یہ ۲۹ ہی دن کا مہینہ ہے ۔ اس کے بعد حضورؐ پر یہ آیت تخییر نازل ہوئی ۔

یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیٰوۃ الدنیا وزینتہا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا ○ وان کنتن تردن اللّٰہ ورسولہ والدار الاٰخرۃ فان اللّٰہ اعد للمحسنٰت منکن اجرا عظیما ○

اے نبی آپ اپنی بیویوں سے فرما دیجئے کہ تم اگر دنیوی زندگی اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ متاع دیدوں اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ کو چاہتی ہو اور اس کے رسول کو اور عالم آخرت کو تو تم میں سے نیک کرداروں کیلئے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے۔

اس آیت کے نازل ہونے پر حضورؐ نے عائشہؓ سے فرمایا۔ عائشہؓ میں ایک بات تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں اوس کا جواب سوچ سمجھکر اور اپنے ماں باپ سے مشورہ کرکے مجھکو دینا وہ بات یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے مجھکو یہ حکم دیا ہے کہ اپنی عورتوں سے یہ کہدو کہ اگر وہ دنیا کی زینت و زندگی چاہتی ہیں تو اُن کا مہر ادا کردو اور بہترین طریقہ پر اُن سے علیحدگی اختیار کرلو اور اگر وہ خدا و رسول اور آخرت کی آسائش کی خواستگار ہوں تو خدا نے اون میں سے نیکوکار کو بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے" عائشہؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ آپ کے معاملہ میں ماں باپ سے مشورہ کی ضرورت نہیں ہے۔ میں خدا و رسولؐ کو اختیار کرتی ہوں۔ لیکن عرض یہ ہے کہ آپ میرا اختیار کا کسی بیوی سے ذکر نہ کریں" مختصر یہ کہ تمام ازواج مطہرات نے حضورؐ کی پیشکش کے جواب میں یہی عرض کیا اور خدا و رسولؐ کو اختیار کرلیا اور تمام کشیدگیاں اس طرح ختم ہوگئیں۔

اسی سال ایک غامدیہ عورت کے رجم کا واقعہ وقوع میں آیا۔ تین سال پہلے ایک روز یہ عورت حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور زنا کا اعتراف کیا اور کہا۔ یارسول اللہؐ مجھکو اس گناہ سے پاک کردیجئے یعنی شرعی سزا مجھکو دیجئے" حضورؐ نے اُس سے کہا "جا۔ خدا سے بخشش طلب کر اور توبہ کر" عورت نے کہا "یارسول اللہؐ! آپ مجھکو اسی طرح واپس کرنا چاہتے ہیں جس طرح آپ نے اول اول ماعز بن مالک کو واپس کیا تھا۔ میری صورت تو یہ ہے کہ میں زنا سے حاملہ ہوں" حضورؐ نے فرمایا "کیا زنا سے تجھکو حمل رہ گیا ہے" عورت نے کہا "یارسول اللہؐ ہاں" حضورؐ نے فرمایا "تو اوس وقت تک صبر کر جبتک بچہ پیدا ہو" اس کے بعد حضورؐ نے اس عورت کو ایک انصاری کے سپرد کرکے کہا "وضع حمل تک تم اس کی کفالت کرو" جب بچہ پیدا ہوگیا تو انصاری نے حاضر ہوکر کہا "یارسول اللہؐ! غامدیہ عورت کے بچہ پیدا ہوگیا ہے" حضورؐ نے فرمایا "ابھی ہم اُس کو سنگسار نہیں کرسکتے۔ اُس کے بچہ کو دودھ کون پلائے گا" جب بچہ نے دودھ چھوڑ دیا اور روٹی کھانے لگا تو عورت بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا دے کر حضورؐ کے پاس آئی اور کہا "یارسول اللہؐ! بچہ کا دودھ میں نے چھڑا دیا ہے اور وہ روٹی کھانے لگا ہے" حضورؐ نے بچہ کو ایک صحابی کے حوالے کیا اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ ایک گڑھا عورت کے سینہ کے برابر کھودا جائے اور عورت کو اُس میں سینہ تک گاڑ کر سنگسار کردیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور سب سے پہلا پتھر اُس کے سر پر حضرت خالد بن ولیدؓ نے مارا جس سے خون کا ایک فوارہ چھوٹا۔ اور چند قطرے خالد کے منہ پر پڑے۔ خالدؓ نے عورت کو گالی دی حضورؐ نے فرمایا "خالدؓ! غضبناک نہ ہو۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ بدترین جرم کرنے والا اگر ایسی توبہ کرتا تو بخش دیا جاتا"

اسی سال مسجد ضرار بنائی گئی۔ واقعہ یہ ہے کہ مدینہ کے منافقین انتہا درجہ کے تنگدل اور سازشی تھے اور ہر وقت اس فکر میں لگے رہتے تھے کہ مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالیں۔ اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے اُن کو ایک ایسے محفوظ مقام کی ضرورت تھی جہاں وہ اطمینان سے مشورے کرسکیں۔ مسجد قبا کے نزدیک اُنھوں نے ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور مسلمانوں سے یہ کہا کہ ہم میں جو کمزور و ضعیف آدمی ہیں مسجد نبوی میں پانچ وقت حاضر نہیں ہوسکتے۔ اُن کے لئے یہاں ایک مسجد بنانا چاہتے ہیں۔ انصار میں سے ایک شخص ابو عامر عیسائی ہوگیا تھا وہ بھی اس سازش میں شریک تھا اور منافقین سے کہا کرتا تھا کہ تم تیاریاں کرو اور مسلمانوں کے خلاف تدبیروں میں لگے رہو میں قیصر روم کے پاس جاؤں گا اور وہاں سے بے شمار لشکر لے آؤں گا۔ اور اس علاقہ کو اسلام اور مسلمانوں سے پاک کردوں گا۔

یہ مسجد اُس وقت تیار ہوئی جس وقت حضورؐ غزوہ تبوک کو تشریف لے جارہے تھے۔ منافقین نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا۔

یا رسول اللہؐ ہم نے اپنے ضعیف و کمزور اشخاص کے لئے ایک مسجد تعمیر کی ہے۔ آپ تشریف لے چلئے اور اُس میں نماز پڑھا دیجئے تاکہ مسجد قبول و مبارک ہو جائے" حضورؐ نے فرمایا "میں غزوہ تبوک میں جا رہا ہوں واپسی میں دیکھا جائے گا" پھر جب حضورؐ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے اور یہ معلوم ہوا کہ منافقین کی مسجد میں مسلمانوں کے خلاف تدبیریں سوچی جاتی اور سازشیں کی جاتی ہیں اور غیر ممالک کے لوگ سازشوں میں شرکت کے لئے آتے اور مسجد میں ٹھہرتے ہیں تو حضورؐ نے مالک اور معن بن عدی کو بلایا اور حکم دیا کہ جاکر مسجد میں آگ لگا دیں اور برباد کر دیں۔ اسی مسجد کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی۔

والذین اتخذوا مسجداً ضراراً وکفراً وتفریقاً بین المؤمنین وارصاداً لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنیٰ واللہ یشہد انہم لکاذبون	اور بعض لوگ ایسے ہیں جنھوں نے اس غرض کے لئے مسجد بنائی کہ ضرر پہنچائیں اور کفر کی باتیں کریں اور ایماندروں میں پھوٹ ڈالیں اور اُس شخص کے قیام کا سامان کریں جو اس کے قبل سے خدا ورسول کا مخالف ہے اور قسمیں کھا جاویں گے کہ بجز بھلائی

لا تقم فیہ ابداً — کے اور ہماری کچھ نیت نہیں اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔ آپ اس میں کبھی کھڑے نہ ہوں"

اس سال کو تاریخی اصطلاح میں سنۃ الوفود کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اس سال عرب کے بہت سے وفود حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ کی عادت تھی کہ جب کوئی وفد حاضر ہوتا تو خود بھی عمدہ لباس زیب تن فرماتے اور صحابہ کو بھی حکم دیتے کہ بہترین لباس پہن کر آئیں اور وفد سے مسجد نبویؐ کے ایک ستون کے سہارے بیٹھ کر ملاقات کرتے۔ بعد میں اس ستون کا نام ہی اسطوانۃ الوفود ہو گیا۔ دوسری عادت یہ تھی کہ حضورؐ نے صحابہ کو حکم دے رکھا تھا کہ وفود کی خاطر مدارات اور دعوت کریں۔ اور جب وفد واپس ہوتا تو اس کے لوگوں کو انعامات دیتے۔ ہم ان وفود کی جو اس سال آئے مختصر حالات لکھتے ہیں۔

(۱) وفد بنی اسد بن خزیمہ۔ اس وفد میں دس آدمی تھے۔ جنھوں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ اور قبول اسلام کے بعد وفد کے سردار نے کہا "ہم لوگ دور دراز سے قحط کے ایام میں حاضر ہوئے ہیں اور بغیر اس کے کہ ہم پر فوج کشی کی جائے ہم نے اسلام

قبول کیا ہے"۔ گویا سردار نے قبول اسلام کا احسان حضورؐ پر رکھا اس احسان کے جتلانے پر خدا کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی۔

یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علیّ اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھدٰکم للایمان ان کنتم صادقین	یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر احسان رکھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی ہدایت دی بشرطیکہ تم سچے ہو۔

(۲) وفد فزارہ۔ اس وفد میں بیس آدمی تھے۔ جن میں خارجہ بن حصن اس کا بھتیجا حر بن قیس بن حصن بھی تھا۔ یہ لوگ انتہا درجہ کے سخت طبیعت تھے۔ انھوں نے حاضر ہو کر حضورؐ سے عرض کیا۔ "ہم لوگ فقر و فاقہ میں مبتلا ہیں۔ آپ دعا فرما دیجئے کہ بارش ہو جائے اور قحط کی بلا دور ہو جائے۔ حضورؐ منبر پر تشریف لے گئے اور دعا کر دی۔

(۳) وفد بنی سعد۔ اس وفد میں تیرہ آدمی تھے۔ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر سب نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کے سردار حارث بن عوف نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہ! ہم لوگ آپ کے خاندان سے اور لوی بن غالب کی اولاد ہیں"۔ حضورؐ یہ سنکر مسکرائے اور ان کی بستیوں کی حالت پوچھی۔ انھوں نے خشک سالی اور قحط کی شکایت کرکے دعا کے لئے عرض کیا۔ حضورؐ نے فرمایا اللھم اسقھم الغیث اے اللہ ان کو ابر سے سیراب کر دے۔ اس کے بعد حضورؐ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ ان میں سے ہر شخص کو دس اوقیہ چاندی اور چار سو درہم اور سردار کو بارہ اوقیہ چاندی دیدو۔ یہ لوگ حضورؐ سے رخصت ہو کر اپنی بستی میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ جس روز حضورؐ نے بارش کی دعا کی تھی اُسی روز وہاں بارش ہوئی۔

(۴) وفد بنی البکار۔ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس وفد نے اسلام قبول کیا۔ ان میں ایک شخص معاویہ بن ثور بن البکار تھا۔ جس کی عمر سو سال کی تھی۔ اس کے ساتھ اس کا لڑکا بشیر بھی تھا۔ اُس نے حضورؐ سے عرض کیا "یا رسول اللہ میرے بچے کے سر اور منہ پر ہاتھ پھیر دیجئے"۔ حضورؐ نے ایسا ہی کیا۔ اور چند بکریاں اس کو عنایت کیں اور وفد کے لئے برکت کی دعا کی۔ راوی کا بیان ہے کہ جب کبھی ان لوگوں کی آبادیوں میں قحط پڑتا خدا اس مصیبت سے ان کو حضورؐ کی دعا سے محفوظ رکھتا۔ ان لوگوں میں ایک شخص کا نام عزہ تھا۔ حضورؐ نے اس کا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھا۔ اور اس کی آبادی میں کچھ زمین اس کو مرحمت فرمائی۔

(۵) وفد کنانہ۔ اس وفد نے حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ وفد کا سردار واثلہ بن الاسقع تھا۔ اُس نے جب دیکھا کہ آج کل حضورؐ غزوۂ تبوک کی تیاریوں میں مشغول ہیں تو حضورؐ سے بیعت کرکے وہ اپنے قبیلہ میں چلا گیا اور اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ قبیلے سے بیان کیا۔ اُس کے باپ نے اُس سے کہا، "خدا کی قسم! میں تجھ سے اب کبھی بات نہ کروں گا"۔ لیکن اُس کی بہن نے اسلام قبول کر لیا۔ واثلہ نے چند روز میں ضروری اشیاء کا انتظام کیا اور پھر مدینہ کی طرف چل پڑا۔ مدینہ پہنچکر سنا کہ حضورؐ تبوک کو تشریف لے گئے۔ واثلہ نے لوگوں سے کہا، "کوئی ہے کہ میرے لئے سواری کا انتظام کر دے جو غنیمت مجھکو ملے گی میں اُس کو دیدوں گا"۔ کعب بن عجرہ نے سواری کا انتظام کر دیا اور وہ تبوک پہنچ گیا۔ حضورؐ نے اُن کو

خالد بن ولیدؓ کے ساتھ اکیدر کی جانب روانہ کیا۔ خالدؓ کے ہاتھ جو مال غنیمت آیا اُس میں سے چھ اونٹ یا زیادہ واثلہ کے حصّہ میں آئے۔ مدینہ پہنچکر یہ اونٹ واثلہ نے کعب بن عجرہ کو دینا چاہے لیکن کعب نے نہیں لئے اور کہا "میں نے تجھ کو خدا کے لئے سوار کیا تھا۔ میں کسی غرض کو اس نیک کام میں شامل کرنا نہیں چاہتا۔ مختصر یہ کہ واثلہ نے وفائے عہد اور خدمتِ رسولؐ کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اور مخلص مسلمان ثابت ہوا۔ مورخین کا بیان ہے کہ واثلہ تین سال تک حضورؐ کی خدمت میں رہا۔ پھر دمشق چلا گیا اور وہاں سے شام۔ دمشق میں اُس نے اٹھانوے سال کی عمر میں وفات پائی اور وہ آخری صحابی تھا جو دمشق میں مرا تھا۔

(۶) وفد بنی ہلال بن عامر۔ اس وفد میں زیاد بن عبد اللہ بن مالک۔ اور عبد بن عوف بن احرم بھی شامل تھے۔ زیاد ام المومنین میمونہؓ کا بھتیجا تھا۔ کہا جاتا ہے حضورؐ حضرت میمونہؓ کے ہاں گئے تو زیاد کو وہاں بیٹھے دیکھا اور فوراً غضب ناک ہو کر لوٹ پڑے میمونہؓ نے کہا "یا رسول اللہؐ! زیاد میری بہن کا لڑکا ہے"۔ حضورؐ واپس آگئے اور تھوڑی دیر بیٹھ کر مسجد نبویؐ میں آئے۔ زیاد آپ کے پیچھے پیچھے آیا۔ حضورؐ نے زیاد کو اپنے پاس بٹھالیا۔ اُس کے لئے دعا کی اور اُس کے سر اور منھ پر ہاتھ پھیرا۔ قبیلہ بنو ہلال کے لوگوں کا بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد ہم نے زیاد میں ایسی برکت اور ایسا نور دیکھا جو روز بروز بڑھتا تھا۔ اس حدیث سے یہ ظاہر ہوا کہ بیوی کے اعزہ و اقرباء سے محبت کرنا اور ان پر شفقت کرنا صفاتِ حمیدہ میں سے ہے۔ پھر حضورؐ نے عبد بن عوف کا نام بدلکر عبد اللہ نام رکھا۔ حضورؐ کے اس عمل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبد کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کئے بغیر استعمال کرنا مناسب نہیں ہے۔

(۷) وفد عامر بن صعصعہ۔ اس وفد میں زید بن قیس۔ خالد بن جعفر اور حسام بن اسلم بن مالک۔ اور بعض روایات میں عامر بن الطفیل بن مالک بن جعفر بن کلاب اور اربد بن ربیعہ شامل تھے۔ عامر بن الطفیل وہی بدبخت ہے جس نے ستر قاریوں کو قتل کیا تھا۔ (اس واقعہ کا ذکر تیسرے باب میں کیا جائے گا) یہ شخص اس وفد میں بھی غداری کی نیت سے آیا تھا اور اربد سے سازش کرکے یہ قرار دیا تھا کہ میں تو محمدؐ کو باتوں میں لگائے رکھوں گا تو موقع پاکر اُس کو قتل کر دینا تاکہ محمدؐ سے عرب کو نجات مل جائے جب یہ لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عامر نے کہا۔ "محمدؐ! اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مجھکو کیا ملے گا؟" حضورؐ نے فرمایا "وہی جو تمام مسلمانوں کو ملتا ہے"۔ عامر نے کہا "مجھکو اپنے بعد اپنا خلیفہ بنالو" حضورؐ نے فرمایا "یہ دوسروں کا حق ہے تجھ کو اور تیری قوم کو نہیں مل سکتا"۔ عامر نے کہا "تو مجھکو دیہات اور صحرا کی ولایت دیدو۔ اور خود حاکم رہو"۔ حضورؐ نے فرمایا "میں تجھ کو ایک جماعت کا سردار بنا سکتا ہوں۔ تاکہ تو خدا کی راہ میں جہاد کرے۔ اور دین و آخرت کی سعادت تجھ کو حاصل ہو جائے"۔ عامر نے کہا "میں اپنی قوم کا سردار ہوں اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں یہاں سے واپس جاکر ایک لشکر جرار پیادہ سوار لیکر آؤں گا اور تم پر حملہ کروں گا"۔ یہ کہہ کر اٹھا اور اربد کو ساتھ لے کر مسجد سے باہر نکل آیا اور اربد سے کہا "میں نے تجھ سے جو کچھ کہا تھا اُس پر تو نے کیوں عمل نہیں کیا"۔ اربد نے کہا "خدا کی قسم! جب میں نے محمدؐ پر تلوار چلانے کا ارادہ کیا دیکھا کہ محمدؐ کے اور میرے درمیان تو کھڑا ہے۔ کیا میں تجھ پر تلوار چلا سکتا تھا"۔ ان لوگوں کے باہر آجانے پر حضورؐ نے یہ فرمایا اللھم اکفنی عامرا (اے اللہ!

مجھ کو عامر یا بنو عامر کے شر سے بچا!") یہ لوگ واپس جا رہے تھے کہ اربد پر بجلی گری اور اُس کو جلا ڈالا اور عامر کے گلے میں ایک غدہ نکل آیا اور ایک عورت سلولیہ کے ہاں جا کر مر گیا۔

مورخین نے اس وفد کے حالات اسی طرح لکھے ہیں۔ لیکن نہ تو یہ بتایا ہے کہ اس میں کتنے آدمی تھے اور نہ یہ ظاہر کیا کہ وفد کے کتنے آدمیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ ایک روایت سے البتہ یہ معلوم ہوا ہے کہ حضورؐ نے ان لوگوں کے لئے یوں دعا کی تھی اللھم اھد عامراً واشغل عنی عامراً (اے اللہ عامر کو ہدایت کر اور مجھے بے نیاز بنا دے اسلام کو عامر سے (یعنی ابن الطفیل سے) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وفد میں دو عامر تھے ان میں سے عامر بن الطفیل تو حضورؐ کی دعا سے مر گیا۔ اور دوسرا عامر مسلمان ہو گیا۔ دوسرا عامر، عامر بن مالک بن جعفر تھا جو عامر بن الطفیل کا چچا تھا۔ اور بعض روایات سے یوں معلوم ہوا ہے کہ غالباً عامر بن الطفیل کا چچا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور خوشامد کی باتیں کرتے ہوئے عرض کیا تھا کہ۔ اے محمدؐ! میں تمہارے کام کو اور تمہارے دین کو شریف سمجھتا ہوں" بایں ہمہ وہ مسلمان نہیں ہوا۔ البتہ حضورؐ سے یہ کہا کہ جو قاری آپ کی طرف سے ہمارے علاقہ میں تعلیم قرآن و احکام شریعت کے لئے گئے ہیں، میں انکی حفاظت کروں گا اور اُن کو کوئی ضرر نہ پہنچنے دوں گا۔ لیکن اُسکے بھتیجے نے چچا کی ضمانت کی پرواہ نہ کی اور قاریوں کو شہید کر دیا۔

(۸) وفد سعد بن بکر۔ یہ وفد صرف ایک ضمام بن ثعلبہ تھا۔ حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ میں مسجد نبوی میں حضورؐ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شتر سوار آتا ہوا نظر آیا۔ مسجد کے دروازہ پر اُس نے اونٹ کو بٹھایا اور باندھ کر پوچھا "تم میں سے محمدؐ کون ہے"۔ صحابہ نے عرض کیا "یہ مرد سفید جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں"! ضمام مسجد میں داخل ہوا اور حضورؐ کے سامنے بیٹھ کر پوچھا "عبد المطلب کے بیٹے! میں تم سے چند باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن میری بے ادبی اور سوالات میں مبالغہ سے ناراض نہ ہونا"! حضورؐ نے فرمایا "جو کچھ پوچھنا چاہتا ہے پوچھو"! ضمام نے کہا "میں تم کو تمہارے پروردگار کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی خدا نے تم کو ہمارا رسول بنا کر ہمارے پاس بھیجا ہے"! حضورؐ نے فرمایا "ہاں"! ضمام نے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی بابت اس طرح پوچھا "میں تم کو خدا کی قسم دے کر یہ پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی خدا نے تم پر نماز فرض کی ہے"؟ حضورؐ نے فرمایا "ہاں" "کیا خدا ہی نے روزہ، زکوٰۃ اور حج کو تم پر فرض کیا ہے"؟ حضورؐ نے فرمایا "ہاں"! اس کے بعد ضمام نے کہا "جو باتیں خدا کی طرف سے لے کر تم آئے ہو، میں اُن پر ایمان لاتا ہوں"؟ اور ایک روایت میں ضمام کے الفاظ یوں ہیں کہ "میں تم کو خدا کی قسم دے کر یہ پوچھتا ہوں کہ کیا خدا نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ ہم اُس کی عبادت کریں کسی کو اُس کا شریک قرار نہ دیں۔ بتوں کو پوجنا چھوڑ دیں اور اُن سے بیزار ہو جائیں"! حضورؐ نے فرمایا "ہاں"! اس کے بعد ضمام نے کہا "میں ضمام بن ثعلبہ بنو سعد بن بکر کا بھائی ہوں۔ میری قوم اور بھائی نے مجھکو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ تاکہ میں تمہارے دین کو تم سے دریافت کروں۔ اور اپنی قوم کو بتاؤں۔ میں نے تم سے جو باتیں سنی ہیں میں اب اُن سے اپنی قوم کو آگاہ کروں گا"! یہ کہا اور باہر نکل کر اونٹ کھولا اور سوار ہو کر چل دیا۔ اور اپنے قبیلہ میں پہونچکر انتہائی سختی سے بتوں کو گالیاں دیں۔ اور ان کی خوب توہین کی۔ قبیلہ کے لوگوں نے کہا ضمام خاموش۔ یہ تو کیسی باتیں کر رہا ہے۔ کیا تو اس سے نہیں ڈرتا کہ برص، جذام اور جنون میں مبتلا ہو جائے"! ضمام نے کہا تم لوگ کس قدر بیوقوف ہو۔ اتنا بھی نہیں جانتے کہ یہ بت کسی کو ضرر پہنچا سکتے ہیں نہ نفع۔ خداوند تعالیٰ نے اپنا ایک رسول بھیجا ہے اور اُس کو اپنی کتاب دی ہے۔ جو تم کو صحیح تعلیم دیتی اور تمہاری رہنمائی کرتی ہے۔ تاکہ تم کو گمراہی اور جہالت سے نکال لے۔ میں خدا کی وحدانیت اور محمدؐ کی رسالت کا اعتراف کرتا ہوں اور اُن تمام باتوں کو مانتا ہوں جو خدا کی طرف سے آئی ہیں"! راوی کا بیان ہے کہ صرف ایک رات گزری تھی کہ تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ اور مسجد بنا کر نماز اور اذان شروع کر دی۔ اور زکوٰۃ ادا کرنے لگے۔

(۹) وفد بلے یعنی ابو رویفع بن ثابت بلوی کی اولاد کے لوگ ابو رویفع حضورؐ کی خدمت میں رہتا تھا کہ اُس کے لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابو رویفع نے عرض کیا "یا رسول اللہؐ یہ میری قوم کے آدمی ہیں"۔ حضورؐ نے فرمایا "تم کو اور تمہاری قوم کو مرحبا"۔ رویفع نے کہا، میری قوم کے یہ لوگ جہالت کی حالت میں حاضر ہوئے ہیں لیکن اسلام کے معترف ہیں اور اپنی ساری قوم کے اسلام کے کفیل ہیں"۔ حضورؐ نے فرمایا "من یرد اللہ بہ خیرا یہدہ الاسلام (خدا جس کو بھلائی دینا چاہتا ہے اسلام کی ہدایت دیتا ہے)

اس وفد میں ایک بوڑھا شخص تھا جس کو ابوالضبیب کہتے تھے۔ اُس نے عرض کیا "یا رسول اللہؐ مجھکو مہمانداری اور ضیافت کا بڑا شوق ہے۔ کیا اس کام میں کوئی اجر و ثواب ہے"؟ فرمایا "ہر نیک کام اور مسلمان کے ساتھ خواہ وہ امیر ہو یا غریب بھلائی میں اجر و ثواب ہے"۔ ابوالضبیب نے پوچھا "یا رسول اللہؐ دعوت و مہمانداری کتنے روز کرنی چاہیئے" فرمایا "تین روز اور اس کے بعد مہمانداری کا حکم صدقہ کا ہے۔ مہمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ تین روز سے زیادہ تمہارے پاس ٹھہرے اور تم کو تنگی میں مبتلا کر دے"۔

(۱۰) وفد تجیب۔ یہ تیرہ آدمی تھے اور اپنے ساتھ اپنے اموال اور مواشی کی زکوٰۃ لے کر آئے تھے۔ حضورؐ نے اُن کو مرحبا کہا اور فرمایا "تم اپنے اموال اور مواشی کی زکوٰۃ واپس لے جاؤ اور اپنی آبادی کے فقراء پر تقسیم کر دو"۔ ان لوگوں نے عرض کیا "ہم وہی چیز لے کر آئے جو ہمارے فقراء کی ضرورت سے زیادہ ہے"۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بیان ہے کہ جو وفود حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اُن میں وفد تجیب سے زیادہ مخلص کوئی وفد نہیں تھا اور خدا تعالیٰ کی اس قبیلہ پر خاص عنایت و مہربانی تھی۔ اس کے بعد ان لوگوں نے فرائض دینی اور تعلیم قرآن کی بابت حضورؐ سے سوالات کئے اور حضورؐ کے دل میں اُن کی محبت بہت زیادہ ہو گئی۔ آپؐ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ ان لوگوں کی مہمانداری اچھی طرح کی جائے"۔ اور جب یہ لوگ جانے لگے تو حضورؐ نے اُن کو دوسرے وفود سے زیادہ انعام دیا اور پوچھا "تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جس کو انعام نہ ملا ہو"۔ انھوں نے عرض کیا "ایک نوجوان ہے جو ہم سب سے چھوٹا ہے۔ اُس کو ہم سامان کی حفاظت پر چھوڑ آئے ہیں"۔ حضورؐ نے اُس کو بلایا اُس نے حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہؐ! میں بھی اسی قوم کا ایک فرد ہوں۔ آپ نے ان لوگوں کی حاجتیں پوری کی ہیں۔ میری حاجت بھی پوری فرمایئے"۔ حضورؐ نے فرمایا "تیری حاجت کیا ہے"؟ اُس نے کہا "خدا کی قسم! میں اپنے ملک سے دنیا کا مال لینے نہیں آیا ہوں۔ میں تو صرف اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ آپ میری بخشش کی دعا فرمائیں۔ تاکہ خدا کی رحمت مجھ پر نازل ہو اور دنیا کے مال سے بے نیاز کر دے۔ اور غنائے قلبی مرحمت فرمائے"۔ حضورؐ نے اس جوان کو طالب و راغب آخرت پایا تو اُس کی عالی ہمتی پر آفریں کہی اُس کی جانب خاص توجہ فرمائی اور اُس کے حق میں یہ دعا کی اللّٰھم اغفر لہ وارحمہ واجعل غناہ فی قلبہ اے اللہ اس کو بخش دے اس پر رحمت نازل فرما اور غنائے قلب مرحمت فرما"۔ اس کے بعد حضورؐ نے اوس کو بھی انعام دیا اور ایک روایت یوں ہے کہ حضورؐ نے اوس کے لئے برکت کی دعا کی اور آپ کی دعا سے وہ قوم کا مقبول و مقرب آدمی بن گیا پھر حضورؐ نے اُس کو قوم کا امیر اور امام بنا دیا۔ منقول ہے کہ حضورؐ

کے آخری حج میں اس قوم کی ایک جماعت سے حضورؐ کی ملاقات ہوئی۔ حضورؐ نے اُس سے اس جوان کا حال پوچھا۔ اُس نے کہا۔ ہم نے آج تک اُس جیسا کوئی انسان نہیں دیکھا وہ انتہا درجہ کا قانع ہے۔ اگر ساری دنیا کو تقسیم کیا جائے تو اُس کو اسکی پرواہ بھی نہ ہو۔

۱۱۔ وفد دارم۔ قبیلہ لخم کے دس آدمی جن کا سردار ہانی بن حبیب تھا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند گھوڑے ایک زر بفت قبا اور ایک مشک شراب ہدیہ کے طور پر لائے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ "خداوند تعالیٰ نے شراب کو حرام قرار دے دیا ہے" ہانی نے عرض کیا۔ ہم اسکو بیچ ڈالیں گے" حضورؐ نے فرمایا۔ "جس نے اس کا پینا حرام کیا ہے اُسی نے اُس کی بیع بھی حرام کردی ہے۔ اس کو یہاں سے لے جاؤ اور باہر جاکر بہا دو" حضورؐ نے گھوڑوں اور قبا کے ہدیہ کو قبول فرمالیا۔ اور قبا اپنے چچا عباسؓ بن عبد المطلب کو دیدی۔ انھوں نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہؐ میں اس کا کیا کروں۔ ریشم تو مردوں پر حرام ہے" فرمایا۔ "اسکا سونا علیحدہ کرکے اپنی عورتوں کا زیور بنا دو اور ریشم فروخت کرکے اوس کی قیمت کام میں لاؤ" چنانچہ عباسؓ نے قبا کو ایک یہودی کے ہاتھ آٹھ ہزار درہم میں فروخت کر ڈالا۔

(۱۲) وفد ثقیف۔ طائف کی جنگ میں صحابہ کو جو نقصان اُٹھانا پڑا تھا مدینہ واپس پہنچکر صحابہ نے حضورؐ سے اُس کی شکایت کی اور ثقیف کے لئے بد دعا کی درخواست کی۔ حضورؐ نے اُنکی درخواست پر یوں دعا کی "اے اللہ ثقیف کو ہدایت دے اور اُن کو میرے پاس پہنچا" چنانچہ طائف سے واپسی کے چند روز بعد عروہ بن مسعود ثقفی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مسلمان ہوگیا۔ اور پھر اپنے ملک میں جاکر اسلام کی دعوت شروع کی۔ ثقیف نے اُن کو تیروں سے زخمی کرکے مار ڈالا۔ چند ماہ بعد ثقیف کے اہل الرائے نے مشورہ کیا اور یہ فیصلہ کیا کہ ہمارے اطراف کے اکثر قبائل اسلام قبول کرچکے ہیں اور ہم میں اتنی قوت نہیں ہے کہ ہم اُن کا مقابلہ کرسکیں۔ بہتر ہے کہ اسلام قبول کرلیں" چنانچہ عبد یالیل بن عمر کو چند آدمیوں کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ جن میں عثمان بن العاص بھی تھے انکے لئے مسجد نبویؐ کے گوشہ میں خیمہ کھڑا کردیا گیا۔

انھوں نے اسلام قبول کرنے کے لئے یہ شرط کی کہ اُن کے بت لات کو تین سال تک نہ توڑا جائے۔ حضورؐ نے اس سے انکار فرمادیا پھر انھوں نے کہا کہ "ہم اپنے بتوں کو اپنے ہاتھوں سے توڑ دیں گے نماز ہم سے معاف کردی جائے" حضورؐ نے فرمایا۔ "مقصود بتوں کا توڑنا ہے کوئی توڑے۔ رہا نماز کا معاملہ یہ معاف نہیں ہوسکتی۔ اور جس دین میں نماز نہ ہو اُس میں کوئی بھلائی نہیں ہے" اس کے بعد اُنھوں نے اسلام قبول کرلیا اور حضورؐ نے عثمان بن العاص کو اُن کا امیر بنا دیا۔ جو سب سے چھوٹے تھے۔ غرض اسلام قبول کرکے یہ لوگ واپس گئے۔ اور ان کے ساتھ ہی حضورؐ نے ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو ان بتوں کو توڑنے کے لئے بھیجا۔

روضۃ الاحباب میں انھیں وفود کا ذکر اس سال میں کیا گیا ہے اور مدارج النبوت اور مواہب لدنیہ میں چند اور وفود کا ذکر ہے۔ جو مختلف اوقات میں آئے تھے۔ چونکہ ان کی آمد کے سنین میں اختلاف ہے اور بعض کے سن آمد کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم بقیہ وفود کا ذکر بھی اسی موقع پر کردیں۔ مقصود واقعات کا صحیح علم ہے۔

(۱۳) وفد ہوازن۔ یہ لوگ طائف کے محاصرہ کے بعد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ ہمارے قیدیوں اور مال کو جو طائف میں مسلمانوں نے لیا ہے واپس کردیا جائے۔ حضورؐ نے ان کا مال دلوا دیا۔ اور قیدیوں کو دینے سے انکار کردیا۔ اسکی تفصیل باب دوم غزوۂ طائف میں آئے گی۔

(۱۴) وفد کندہ۔ ساٹھ یا اسّی آدمی یمن سے آئے جن کے بالوں میں شانہ کیا ہوا تھا۔ اسلحہ سجے ہوئے تھے۔ اور ریشم کے جبّے پہنے تھے۔ حضورؐ نے ان سے پوچھا۔ "کیا تم نے اسلام قبول نہیں کیا ہے؟" انھوں نے کہا۔ "ہم اسلام قبول کرچکے ہیں" حضورؐ نے فرمایا تو یہ ریشمی جبّے کیوں پہنے ہیں" فوراً ان لوگوں نے جبّوں کو پھاڑ کر پھینک دیا۔

(۱۵) وفد اشعریین واہل یمن۔ اس وفد میں اشعریوں کی تعداد زیادہ تھی۔ اور ان کے سردار ابوموسیٰ اشعری تھے۔ اور یمن کے وفد میں

قبیلہ حمیر کے لوگ تھے۔ حمیر کے لوگوں نے حضورؐ سے عرض کیا "یا رسول اللہ ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ کے دین کو سمجھیں اور آپ سے پوچھا کریں کہ ابتدا خلقت سے پہلے کیا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا کان اللہ ولم یکن معہ شی۔ وکان عرشہ علی الماء (صرف خدا تھا اور اُس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا" بعض مورخین کا بیان ہے کہ یہ دونوں وفد ساتھ نہیں علیحدہ علیحدہ آئے تھے۔ اور حضورؐ نے دونوں کی تعریف ان الفاظ میں کی تھی کہ "یمن والے رقیق القلب ہیں۔ ایمان یمن ہی کا ہے اور حکمت بھی یمن کی" واقعہ یہ ہے کہ اہل یمن اہل علم تھے۔ ان کے دل صاف اور حکمت و معرفت سے لبریز تھے۔ خصوصاً ان کے سردار ابوموسیٰ اشعری جن کی قرأت مشہور تھی اور جن کی شان میں یہ وارد ہوا ہے کہ اوتی مزماراً من مزامیر آل داؤد (اولاد داؤد کا مزمار اُن کو دیا گیا ہے) انھیں ابوموسیٰ کی اولاد سے اہل السنت والجماعت کے مشہور امام شیخ ابوالحسن اشعری ہیں۔

(۱۵) وفد ہمدان۔ یمن کا ایک قبیلہ ہے براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے خالد بن ولیدؓ کو ایک جماعت کے ساتھ جس میں میں بھی تھا دعوت اسلام کے لئے یمن بھیجا۔ ہم لوگ چھ مہینہ تک ہمدان کو دعوت دیتے رہے۔ لیکن ایک آدمی نے بھی اسلام قبول نہیں کیا۔ پھر حضورؐ نے حضرت علیؓ کو بھیجا۔ انھوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ علیؓ نے اسکی اطلاع حضورؐ کو دی۔ حضورؐ علیؓ کا خط پڑھ کر فوراً سجدہ میں گر پڑے اور فرمایا "السلام علیٰ ھمدان السلام علیٰ ھمدان"

(۱۶) وفد مزینہ۔ وفد کے سردار نعمان بن مقرن کا بیان ہے کہ قبیلۂ مزینہ کے ہم چار سو آدمی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب ہم واپس ہونے لگے تو حضورؐ نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ "ان لوگوں کو زاد راہ دیدو" عمرؓ نے عرض کیا۔ میرے پاس تھوڑی کھجوریں ہیں ممکن ہے یہ لوگ قبول نہ کریں۔ حضورؐ نے فرمایا "جاؤ دیدو" عمرؓ ہم کو لے کر گھر پہنچے میں نے دیکھا کہ سیاہ و سفید اونٹ کی مانند کھجوروں کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ ہم لوگوں میں سے ہر ایک نے اس ڈھیر میں سے بقدر ضرورت لے لیا۔ نعمان بن مقرنؓ صحابی ہیں۔ فتح مکہ کے دن قبیلہ مزینہ کا علم انھیں کے ہاتھ میں تھا۔ خود یہ اپنے ساتوں بھائیوں کے ساتھ مدینہ ہجرت کر آئے تھے۔

۱۷۔ وفد دوس۔ اسی قبیلہ سے ابوہریرہؓ مشہور صحابی تھے۔ اس وفد کے سردار طفیل بن عمرو دوسی تھے جنھوں نے مکہ میں ہجرت سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا اور اپنی قوم میں جا کر اسلام کی تبلیغ کی تھی۔ یہ ہجرت تک اپنے قبیلہ میں رہے پھر خیبر میں وفد لے کر آئے اور یہیں اقامت اختیار کر لی۔ حضورؐ کی وفات تک خیبر میں رہے اور ذوالنورین کا خطاب پایا۔ اور ابوبکرؓ کی خلافت میں یمامہ میں شہید ہوئے۔ اور بعض کا بیان ہے حضرت عمرؓ کے عہد میں یرموک میں شہید ہوئے۔

نعمان بن مقرنؓ نے اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ حضورؐ مکہ ہی میں تھے کہ مجھکو مکہ میں کسی ضرورت سے آنا پڑا۔ قریش کی ایک جماعت میرے پاس آئی اور مجھ سے کہا "ہمارے شہر میں ایک آدمی پیدا ہوا ہے جس نے ہماری جماعت میں رخنہ پیدا کر دیا ہے۔ اور کاروبار کو خراب کر دیا ہے۔ اُس کی باتیں جادو کا اثر رکھتی ہیں۔ اور اس نے اپنی باتوں سے میاں بیوی۔ باپ بیٹے اور بھائی بھائی کے درمیان جدائی ڈال دی ہے۔ تم اُس سے ہرگز نہ ملنا۔ اور نہ اُس کی بات سننا۔ ورنہ جو فتنہ ہمارے ہاں برپا ہے وہی تمہاری قوم میں برپا ہو جائے گا" چنانچہ میں نے ارادہ کر لیا کہ نہ میں اُس سے بات کروں گا اور نہ اُس کی بات سنوں گا۔ یہاں تک کہ میں نے احتیاط کی بنا پر کانوں میں روئی رکھ لی کہ اُس کی بات سنائی نہ دے۔

ایک روز صبح کے وقت سویرے ہی میں حرم مکہ میں پہنچا اور دیکھا کہ حضورؐ کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں آپ کے قریب کھڑا ہو گیا اور خدا نے میرے کانوں میں آپ کی قرأت کے الفاظ ڈال دئے میں نے اور فصیح تھا۔ آپ کے کلام کو سنکر دنگ رہ گیا۔ اور اپنے دل میں کہا ۔ میری ماں مجھکو روئے میں اگر آپ کے کلام کو نہ سنوں۔ اگر آپ اچھی بات کہتے ہیں تو ضرور میں اُس کو قبول کر لوں گا؛ چنانچہ میں اور قریب جا کھڑا ہوا۔ اور آپ کی قرأت کو سنا۔ پھر جب نماز سے فارغ ہوکر آپ جانے لگے میں پیچھے ہو لیا اور آپ کے دروازہ پر پہنچکر عرض کیا۔ اے محمدؐ! تمہاری قوم کے لوگوں نے مجھ سے اس اس طرح کہا تھا۔ اور میں نے عہد کر لیا تھا کہ میں نہ تم سے بولوں گا اور نہ تمہاری بات سنوں گا۔ یہاں تک کہ میں نے کانوں میں روئی ٹھونس لی تھی۔ لیکن خدا نے آپ کی آواز میرے کانوں میں پہنچا دی اور میں نے وہ نیک کلام سنا جو آپ نے کہا۔ اب تم اپنے مقصد کو ظاہر کرو۔ حضورؐ نے مجھکو قرآن پڑھ کر سنایا اور پھر اپنی تعلیم سے آگاہ کیا اور میں نے اسلام قبول کر لیا۔ اور اپنی قوم میں چلا گیا۔ دوسرے دن سے میں نے دعوت اسلام کا کام شروع کیا۔ اور سب سے پہلے اپنے بوڑھے باپ سے کہا: آپ مجھ سے علیحدہ ہو جائیے۔ میں اب نہ تم سے ہوں اور نہ تم مجھ سے؛ میرے باپ نے کہا۔ کیوں بیٹا! کیا بات ہے؟ میں نے کہا "میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور دین محمدؐ کی اطاعت کر لی ہے"۔ میرے والد نے کہا۔ بیٹا میرا دین تیرا دین ہے؛ میں نے کہا "تو جاؤ غسل کرو اور پاک کپڑے پہن کر آؤ"؛ انھوں نے ایسا ہی کیا اور میں نے ان کو مسلمان کیا۔ اسی طرح میں نے ماں اور پھر بیوی کو مسلمان کیا۔ اور اس کے بعد قبیلہ میں دعوت شروع کی۔ قبیلہ نے قبول دعوت میں تاخیر کی۔ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ دوس نے مجھ پر غلبہ پا لیا۔ آپ دعا کر دیجئے کہ دوس کو خدا ہدایت نصیب کرے؛ حضورؐ نے فرمایا۔ جاؤ اپنے قبیلہ کو اسلام کی دعوت دو اور نرمی سے کام لو؛ میں نے واپس جا کر تبلیغ شروع کی۔ اور بڑی تعداد نے اسلام قبول کر لیا۔ جنگ خیبر میں میں حضورؐ کے پاس چلا آیا۔ اور فتح خیبر کے بعد حضورؐ نے مجھکو غنیمت میں سے حصہ دیا۔ میں پھر اسی یا ستر آدمیوں کے ساتھ مدینہ چلا آیا۔

۱۸۔ وفد بہراء۔ یمن سے تیرہ آدمیوں کا وفد آیا تھا۔ حضورؐ کا ایک معجزہ دیکھکر انھوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔ اور اس کے بعد انھوں نے احکام اسلام کو حاصل کیا اور واپس چلے آئے۔

۱۹۔ وفد عذرہ۔ بارہ آدمی تھے جن میں حمزۃ بن النعمان بھی تھے حضورؐ کی ترغیب سے انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ حضورؐ نے ان کو فتح شام اور ہرقل کے فرار کی بشارت دی۔

۲۰۔ وفد محارب۔ دس آدمی تھے۔ حضورؐ کے ہاتھ پر بیعت کی اور مسلمان ہو گئے۔

۲۱۔ وفد صداء۔ حضورؐ نے قیس بن سعد بن عبادہ کو چار سو آدمیوں کے ساتھ ان میں بھیجا تھا۔ اُن میں سے ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! اتنے آدمیوں کو بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تنہا دعوت اسلام کی خدمت انجام دوں گا۔ حضورؐ نے قیس اور اُن کے ساتھیوں کو بلا لیا اور اس شخص کی تبلیغ سے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ پھر پندرہ آدمیوں کا وفد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کرکے واپس چلا گیا۔ ان کی کوشش سے سارے قبیلہ میں اسلام پھیل گیا۔ اور حجۃ الوداع میں ان کے سو آدمی شریک ہوئے۔

(۲۲) وفد غسان۔ صرف تین آدمیوں کا وفد تھا۔

(۲۳) وفد بنی عیش۔ اس قبیلہ کے لوگوں نے ایک شخص کو حضورؐ کے پاس بھیجا جس نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ "یا رسول اللہؐ آپ کے قاریوں کی ایک جماعت ہمارے پاس آئی اور ہم سے یہ کہا "جو ہجرت نہ کرے اُس کا اسلام درست نہیں"؛ ہمارے پاس اموال و مواشی ہیں۔ اگر آپ کے قراء کا بیان درست ہے تو ہم اموال و مواشی کو فروخت کرکے آپ کے پاس آ جائیں؛ حضورؐ نے فرمایا۔ خدا سے خوف اور زہد خدا کو ہر جگہ پسند ہے۔ اور عمل سے روکنے والی کوئی چیز تمہارے

لئے نہیں ہے؟

۲۴۔ وفد ازد۔ ازد یمن کے ایک قبیلہ کے مورث اعلیٰ کا نام ہے۔ انصار اسی شخص کی اولاد سے ہیں۔ علقمہ بن یزید سات آدمیوں کا وفد لے کر آئے۔ ان کا بیان ہے کہ ہماری گفتگو سے حضورؐ بہت خوش ہوئے۔ اور پوچھا۔ تم کون لوگ ہو؟ میں نے کہا۔ ہم مومن ہیں؟ حضورؐ یہ سنکر مسکرا دیئے۔

۲۵۔ وفد بنی المنتفق۔ اس وفد نے حاضر ہو کر پوچھا۔ یا رسول اللہؐ ہم کس چیز پر آپ کی بیعت کریں؟ آپ نے فرمایا۔ نماز پڑھنے۔ زکوٰۃ دینے۔ توحید کا اعتراف کرنے پر۔ چنانچہ انھوں نے بیعت کرلی۔

۲۶۔ وفد بنی النخع۔ یہ لوگ مہمان خانہ میں اترے اور پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے معاذ بن جبلؓ صحابی کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرلی ہے۔

۲۷۔ وفد طے۔ غزوۂ تبوک کے بعد حضورؐ نے حضرت علیؓ کی ماتحتی میں مجاہدین اسلام کی ایک جماعت قبیلۂ طے پر شبخون مارنے کیلئے بھیجی تھی۔ قبیلہ کے لوگ تو بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے حاتم طائی کی بیٹی کو گرفتار کرلیا۔ اور حضورؐ کے پاس لے آئے۔ حضورؐ نے لڑکی سے حال پوچھا تو اس نے کہا۔ "میرا باپ مرگیا ہے اور میرا بھائی عدی سرپرست ہے" حضورؐ نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ اپنے بھائی عدی بن حاتم کے پاس چلی گئی جو شام بھاگ گیا تھا۔ اس نے واپس جاکر اپنے بھائی عدی سے حضورؐ کے احسان کو بیان کیا اور عدی مسلمان ہوگیا۔ عدی اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ میری بہن نے جب مجھکو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کی ترغیب دی۔ تو میں مدینہ پہنچکر حضورؐ سے ملا۔ آپ نے پوچھا۔ تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا۔ حاتم کا بیٹا عدی؟ یہ سنکر حضورؐ گھر کی جانب روانہ ہوئے۔ میں پیچھے ہولیا۔ راستہ میں آپ کو ایک بڑھیا ملی اور اس نے کچھ کہنا چاہا۔ حضورؐ راستہ کے کنارے کھڑے ہوگئے اور بڑھیا کی حاجت کو پورا کیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ ایک بڑھیا کیلئے اتنا ایثار کون کرسکتا ہے۔ بلاشبہ یہ پیغمبری کا اخلاق ہوسکتا ہے۔ پھر جب ہم مکان پر پہنچے تو حضورؐ نے میرے بیٹھنے کے لئے گدا یا تکیہ ڈال دیا۔ اور خود زمین پر بیٹھ گئے۔ میں نے دل میں کہا۔ بادشاہوں اور امراء کی یہ عادت نہیں ہوسکتی؟ حضورؐ نے مجھکو مخاطب کر کے فرمایا۔ عدی! دین اسلام قبول کرنے میں کون چیز تمہارے راستے میں حائل رہی ہے۔ ممکن ہے مسلمانوں کا افلاس اور ضروریات کی زیادتی۔ دشمنان اسلام کی زیادتی اور مسلمانوں کی کمی اس کا سبب ہو۔ لیکن عدی تم بہت جلد دیکھو گے کہ مسلمان اس قدر مالدار ہو جائیں گے کہ کوئی شخص مال کا ضرورت مند نہ رہے گا۔ اور اگر تم نے زیادہ عمر پائی تو تم یہ بھی دیکھو گے کہ دشمنان دین اتنے کم ہو جائیں گے کہ ایک عورت قادسیہ سے اونٹ پر تنہا سوار ہو کر روانہ ہوگی اور بے خوف زیارت کعبہ کے لئے آئے گی۔ اور جلد تم یہ بھی دیکھو گے کہ بابل (عراق) کے قلعہائے سفید کو مسلمان فتح کرلیں گے؟ حضورؐ کی یہ پیشین گوئی سنکر عدی نے اسلام قبول کرلیا۔

۲۸۔ قبیلہ طے کا دوسرا وفد۔ گیا۔ ۲۰ آدمی زید الخیل کی سرداری میں آئے اور مسلمان ہوگئے۔ حضورؐ نے زید الخیل کا نام زید الخیر بدل دیا اور انعامات دے کر ان کو رخصت کیا۔

۲۹۔ وفد ذہا دیین۔ پندرہ آدمی مدینہ میں آئے اور رملہ بنت الحارث کے ہاں ٹھیرے۔ حضورؐ صحابہ کے ساتھ ان کے پاس گئے اور انھوں نے زاد راہ میں سے کھانے کی کچھ چیزیں حضورؐ کی خدمت میں حاضر کیں۔ اور کہا۔ یا رسول اللہؐ ان کو تناول فرمائیے۔ اور دست مبارک ان پر رکھ دیجئے۔ تاکہ برکت ہو جائے؟ حضورؐ نے فرمایا۔ میں روزہ سے ہوں؟ اور صحابہ سے فرمایا۔ تم کھالو؟ یہ لوگ چند تحفے بھی لائے تھے جنمیں ایک گھوڑا تھا۔ حضورؐ کی خدمت میں تحائف کو پیش کیا۔ حضورؐ نے صحابہ سے فرمایا۔ تم میں سے کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہو کر اس کی رفتار دیکھے۔ میرا خیال ہے گھوڑا تیز قدم ہوگا؟ وفد کے ایک آدمی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ یہ گھوڑا بہتر ہے۔ لیکن اس وقت تھکا ہوا ہے؟ حضورؐ نے گھوڑ دوڑ کرانی چاہی تو وفد کے ایک آدمی نے کہا۔ یا رسول اللہؐ مجھکو اس پر سوار ہونے کی اجازت دیجئے؟ وہ شخص سوار ہوا اور گھوڑ دوڑ میں یہ گھوڑا بازی لے گیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ واقعی ہم نے اسکو بہتر ہی پایا؟ اس کے بعد حضورؐ نے اس گھوڑے کے عوض انعام کے طور پر وفد کو ایک اور گھوڑا دیا۔ اور انعام دے کر وفد کو رخصت کر دیا۔

بغیر اپریشن فوطہ بڑھنے اور آنت اُترنے کا حیرت انگیز اور شرطیہ علاج

یہ مایۂ ناز اور عالمگیر شہرت رکھنے والی دوا جو بڑے بڑے تجربات کے بعد تیار کی گئی ہے جس کا نام

ساونڈ پلاسٹر رجسٹرڈ

ہے۔ استعمال کریں۔ چند روز کے استعمال سے یہ شکایت عمر بھر کے لئے جاتی رہتی ہے۔ خواہ کتنا ہی دیرینہ مرض بن گیا ہو فوراً فائدہ دیتا ہے۔

ہزاروں آدمیوں نے اس دوا سے کلی آرام حاصل کر لیا ہے۔ بے خطر دوا ہے پانی اترنا۔ یا فوطوں کا اعتدال سے بڑھ جانا قطعی دور ہو کر پسینہ کے ذریعے رطوبت خارج ہو کر کامل فائدہ بخشتا ہے۔ قیمت چار روپے آٹھ آنے (علاوہ محصول)

اصل مرض کے لئے ... مصدقہ دوا تسلیم کی جا چکی ہے

دہلی کا نامور کارخانہ۔ انڈو جینوئین کیمیکل ورکس جامع مسجد دہلی ۶ فون نمبر ۶۹۲۰

اب ہندوستان میں ڈھونڈے سے بھی سوزاک کا مریض نہ ملے گا

سوزاک شرطیہ غائب

سوزاک نیا ہو یا پرانا۔ خواہ کتنی ہی تکلیف کیوں نہ بڑھ گئی ہو۔ اگر ہماری دوا اس بیماری کو دور نہ کر دے تو ہر حالت میں قیمت واپس۔ یہ دعویٰ ہے جو علی الاعلان سالہا سال سے منظر عام پر ہے۔ سوزاک کی دوا نے سینکڑوں مریضان سوزاک کو تندرست کر دکھایا۔ ۹۰ فی صدی مریضوں کو کلی آرام ہو گیا۔ ہزارہا مریض اور ڈاکٹر اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں۔ کہ سوزاک کی دوا سے بہتر کوئی دوسری دوا سوزاک کے کھونے کے لئے نہیں ہے۔ تین روز کے بعد مریض خود بخود اس دوا کا معتقد ہوتا چلا جاتا ہے۔ کیونکہ سوزاک کی دوا کی ایک خوراک اپنا اثر ثابت کرتی چلی جاتی ہے۔ اور پوری شیشی استعمال کرنے کے بعد مریض تندرست ہو جاتا ہے۔ صداقت امتحان کی منتظر ہے۔

قیمت ۲۱ خوراک دو روپے علاوہ محصولڈاک

دہلی کا نامور کارخانہ۔ انڈو جینوئین کیمیکل ورکس

جامع مسجد دہلی ملا فون نمبر ۶۹۲۰

ہزاروں سیاہ عورتیں خوش رنگ بن گئیں

خورشید لقا ابٹن

کیسا ہی گورا چٹا رنگ ہو۔ خد و خال بھی چہرے کے خوبصورت اور دلآویز ہوں۔ مگر چھیپ کے داغ۔ رومی تجائیوں کے دھبے اور مہاسے اور کیل چہرے پر پھیل جائیں تو حسن کی آب و تاب نیست و نابود ہو جاتی ہے۔ کیسی پری رو مرد و عورت ہو اس کے دیکھنے کے لئے دل نہیں چاہتا۔ ہمارا ابٹن ہر قسم کے چہرے کے دھبے دور کرنے میں اکسیر صفت ہے۔ رنگ کو اس قدر نکھارتا ہے کہ جس کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔ کیسا ہی سیاہ فام مرد و عورت کیوں نہ ہو۔ ہر ایک کے لئے بہترین ثابت ہو رہا ہے۔

قیمت تین روپے آٹھ آنے

(محصول ڈاک علاوہ)

دہلی کا نامور کارخانہ۔ انڈو جینوئین کیمیکل ورکس

جامع مسجد دہلی نمبر ۶ فون نمبر ۶۹۲۰



غیبی نوشتے

[illegible]

پہلا حصہ

علم نجوم

ستاروں اور کواکب کی ماہیت

بروج آسمانی

نچھتر

نچھتروں کے چرن

نچھتروں کا تعلق بروج سے

کواکب کی تاثیرات و خاصیت

ستاروں کی دوستی اور دشمنی

(۱) آفتاب

(۲) قمر

(۳) مریخ

(۴) عطارد

(۵) مشتری

(۶) زہرہ

(۷) زحل

(۸) راس و ذنب

[illegible]

(۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزا

(۴) سرطان (۵) اسد

(۶) سنبلہ (۷) میزان

(۸) عقرب (۹) قوس

(۱۰) جدی (۱۱) دلو

(۱۲) حوت

(الف) احکام آفتاب

آفتاب بخانہ اول

بخانہ دوم

بخانہ سوم

بخانہ چہارم

بخانہ پنجم

بخانہ ششم

بخانہ ہفتم

بخانہ ہشتم

بخانہ نہم

بخانہ دہم

بخانہ یازدہم

بخانہ دوازدہم

(ب) احکام قمر

قمر بخانہ اول

[illegible]

دوسرا حصہ

[illegible]

تیسرا حصہ

[illegible]

چوتھا حصہ

[illegible]

ملنے کا پتہ: مینیجر رسالہ پیشوا دہلی

BASHIR

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۹۸۵ ٹیلیفون نمبر ۱۹۶۶ بابت ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۶۳ ھجری

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

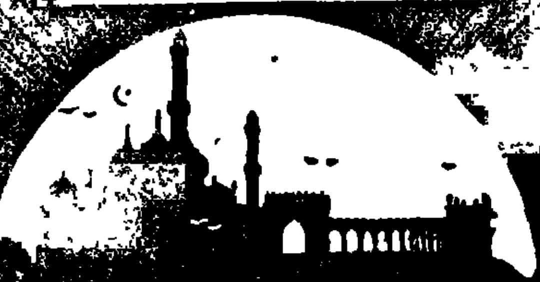
(اے ہمارے پروردگار!) ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا

پیشوا

دھلی

ایک ماہوار مذہبی اور اصلاحی رسالہ

مدیر مسئول سید عزیز حسن بقائی



قیمت سالانہ صرف ایک روپیہ

فی پرچہ ڈیڑھ آنہ (۱/۲)

مقام اشاعت جامع مسجد اردو بازار دھلی



زمرے میدان ستم میں خاندان رسالت کی بربادی اور سرزمین نینوا کے جلتے ہوئے ریگستان میں فاطمی شہیدوں کی بے گور و کفن لاشوں کے تڑپنے کا خونچکاں مرقع

مظلوم کربلا [illegible] کتاب [illegible] کربلا کے ان [illegible] واقعات کی منہ بولتی تصویر اور عہد نبوت و عہد خلافت کی وہ دردناک اور مکمل تاریخ ہے جس کا ایک ایک حرف محبان اہلبیت کے [illegible] خون سے [illegible] کر دیتا ہے دنیائے ادب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ

دریائے فرات کے کنارے بیکسی و مظلومی کے الم انگیز نظارے مظلوم کربلا کے مصنف سے زیادہ [illegible] کے ساتھ آج تک کسی نے صفحۂ قرطاس پر نہیں کھینچے اگر رونے رونے [illegible] ہچکیاں نہ بندھ جائیں تو واپسی کتاب کی شرط ہے۔

مشترکہ شیعہ سنی پلیٹ فارم [illegible] کتاب [illegible] اسلام کے دو [illegible] گروہوں کے درمیان [illegible] کے بعد ایک مشترکہ پلیٹ فارم تیار [illegible] تمام واقعات پر تاریخ کی روشنی [illegible] یہ کتاب شیعوں کے لئے بھی قابل قدر ہے اور اہل سنت کے لئے بھی۔

حضور سرور کائنات کی وفات کے بعد [illegible] خلافت سے محروم ہونا [illegible] حضرت امام حسن کی خلافت [illegible] یزید کی [illegible] بیعت یزید [illegible] حضرت مسلم [illegible] شہادت مظلوم کربلا میدان کربلا میں [illegible]

حضرت امام مظلوم کی تقریریں میدان جنگ میں

[illegible] کتاب مظلوم کربلا میں [illegible] علاوہ بریں [illegible] قیمت ان تمام محاسن کے مقابلہ میں بہت ہی کم یعنی 2/8 محصول /8/ کتاب مظلوم کربلا کی مختصر فہرست مضامین ملاحظہ فرمائیے:۔

فوٹو بلاک ۔ [illegible]

پہلی مجلس ۔ [illegible]

دوسری مجلس ۔ [illegible]

تیسری مجلس ۔ [illegible]

چوتھی مجلس ۔ [illegible]

پانچویں مجلس ۔ [illegible]

چھٹی مجلس ۔ [illegible]

ساتویں مجلس ۔ [illegible]

آٹھویں مجلس ۔ [illegible]

نویں مجلس ۔ [illegible]

دسویں مجلس ۔ [illegible]

گیارھویں مجلس ۔ [illegible]

بارھویں مجلس ۔ [illegible]



جاڑوں کا سرمایہ

ہر شخص جو کچھ جمع کرتا ہے اُس کی حفاظت کرتا ہے۔ لیکن حیرت یہ ہے، کہ لوگ جاڑوں کے صحت بخش موسم میں، جو طاقت و قوت صحت و تندرستی اور خون کا سرمایہ جمع کرتے ہیں نہایت ہی بے فکری سے اسے بہار کے موسم میں ضائع کر دیتے ہیں۔ وہ تمام خرابیاں جو سردی کے موسم میں پیدا ہوتی ہیں، موسم بہار میں پھوٹ پڑتی ہیں۔ اگر موسم بہار کے شروع ہوتے ہی خراب مادوں کو نکالنے کا بندوبست نہ کیا جائے تو یہ چیچک، طاعون خسرہ وغیرہ خطرناک امراض کی صورت میں ظاہر ہو کر انسان کی صحت بالکل ہی تباہ کر ڈالتا ہے۔

صافی

خراب مادوں کی دشمن ہے۔ اور جسم کی صفائی کا نہایت سرگرمی سے بندوبست کرتی ہے۔ بہار کا موسم شروع ہو چکا ہے۔ اگر آپ نے ابھی تک صافی کا استعمال نہیں شروع کیا تو اب فوراً شروع کر دیجئے ورنہ ممکن ہے کہ خدانخواستہ نتائج خطرناک ہوں۔

قیمت فی شیشی (۱۰ خوراک) دس آنے

رسالہ ہمدرد بہار مفت طلب فرمائیے

ہمدرد دواخانہ [illegible] دہلی

تندرست اور حسین عورتیں



چند دنوں میں کیوں بوڑھی ہو جاتی ہیں ——؟

چونکہ ۹۵ فی صدی عورتوں کی جوانی کو گھن لگ رہا ہے

اور وہ سیلان الرحم کی نامراد بیماری میں مبتلا ہیں

ہندوستان بھر کی سرتاج ایجاد

سفید پانی جانے کی بیماری جوان اور حسین عورتوں کو چند دن میں بوڑھی بنا دیتی ہے بلکہ دیکھتے دیکھتے خاتمہ کر دیتی ہے۔ عورتیں شرم کے مارے گھل گھل کر مر جاتی ہیں۔ مگر بے چاری اپنی زبان سے اس خوفناک مرض کا حال کسی سے نہیں کہتیں۔ ان کے ماں باپ تو کیا شوہر کو بھی اصل بات کا پتہ نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ جس بہن سیلان الرحم جیسے موذی مرض کی شکایت ہو وہ خود یا ان کے شوہر صاحب ایک کارڈ لکھ کر ملک کے مشہور و ہردل عزیز گورنمنٹ رجسٹرڈ دواخانہ انڈو جینوئن کیمیکل ورکس دہلی سے

انیس مستورات

کی ایک شیشی دو روپے چار آنے میں وی۔ پی کے ذریعہ منگائیں۔ محصول ڈاک اس کے علاوہ ہے۔ ہزار ہا مریض عورتیں اس دوا سے صحت یاب ہو کر نئی زندگی کا لطف اٹھا رہی ہیں۔ اس بیماری میں مریضہ کی یہ حالت ہوتی ہے کہ عورت کے خفیہ بدن سے وقت بے وقت سفید رنگ کا بدبودار پانی یا لیسدار رطوبت جاری رہتی ہے جس کی وجہ سے عورت کا بدن کمزور۔ رنگ پیلا۔ ہاتھ پیر میں جلن۔ دماغ میں چکر۔ کمر اور سر میں درد۔ پنڈلیوں میں اینٹھن، طبیعت اداس، ایام کی بے قاعدگی۔ بعض اوقات دم کا رک رک کر آنا۔ درد کے ساتھ آنا وغیرہ شکایتیں لاحق ہو جاتی ہیں۔ اب ان شکایتوں کے لئے ہماری یہ دوا ہندوستان کی سرتاج دوا ہے۔ جس سے بیس ہزار خواتین نئی زندگی حاصل کر چکی ہیں۔ اگر کسی دواخانہ میں اس قدر کامیاب دوا اس مقصد کے لئے موجود ہے تو ہم ہندوستان کے ہر بڑے چھوٹے دواخانہ کو ڈنکے کی چوٹ چیلنج دیتے ہیں کہ وہ مقابلہ کے لئے پیش کریں۔

(دہلی کا نامور گورنمنٹ رجسٹرڈ کارخانہ)

انڈو جینوئن کیمیکل ورکس نزد ڈاکخانہ جامع مسجد دہلی

شمالی ہند کا مشہور روزنامہ

اخبار پیام کے لائق ایڈیٹر کی رائے

انڈو جینوئن کیمیکل ورکس دہلی جو مخفی امراض کی پیٹنٹ ادویات تیار کرتی ہیں ہندوستان کی شہرۂ آفاق دوا کمپنی ہے۔ اس کی ادویات کی زود اثری اور فائدہ مندی کے متعلق ہمیں وہ سرٹیفکیٹ دکھائے گئے جو صرف جنوری ۱۹۴۳ء کے ابتدائی ہفتہ کے تھے۔ انہیں سے بعض ایسے مریضوں کے شکر گزاری کے تھے جو ہر لحاظ سے ناکارہ ہو چکے تھے مگر جنہیں کمپنی مذکور کی ادویات استعمال کر کے نئی زندگی، نئی جوانی اور نئی امنگیں پیدا ہو چکی تھیں۔ ڈاک رجسٹر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس قسم کے سینکڑوں خطوط روزانہ آتے رہتے ہیں اور ہزارہا مایوس العلاج اور زندگی سے عاجز مریض کمپنی کی ادویات استعمال کر کے نیا جنم لے چکے ہیں۔ ہم بھی مردوں اور عورتوں سے پرزور سفارش کرتے ہیں کہ وہ صرف انڈو جینوئن کیمیکل ورکس رجسٹرڈ جامع مسجد دہلی سے رجوع کریں اور مستفیض ہوں۔ (رئیس احمد جعفری)

هو المولیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم

یا ایها الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

مجالس میلاد میں پڑھنے کی سب سے معتبر کتاب

پیشوا-دہلی

ٹیلیفون نمبر ۶۹۶۶

تذکرہ جمیل

رسول نمبر

اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد كما صليت علی ابراهيم وعلی آل ابراهيم انك حميد مجيد اللهم بارك علی محمد وعلی آل محمد كما باركت علی ابراهيم وعلی آل ابراهيم انك حميد مجيد

جلد ۲۰	بابت ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۳ ہجری النبوی	نمبر ۲۷

شذرات

(از عزیز حسن)

گذشتہ مہینہ

گذشتہ مہینہ نئے خریداروں کے لحاظ سے بہتر تھا۔ خرید کتب کی رفتار بہت سست رہی۔ حالانکہ اس کو سب جانتے ہیں کہ کتابوں ہی سے پیشوا کے نقصان کی تلافی ہوتی ہے۔

بہت سے خریداروں نے اضافہ قیمت کی مخالفت کی ہے لیکن وہ اس کو بھول گئے کہ جو کاغذ ۸؍ ریم آتا تھا وہ سرکاری نرخ پر ۲۵؍ ریم ہے۔ اور سرکار نے جو راشن پیشوا کا مقرر کیا ہے وہ بہت کم ہے ایسی صورت میں مجبوراً بلیک مارکیٹ سے پندرہ اور بعض اوقات بیس روپے ریم تک خریدا جاتا ہے۔ اور پیشوا کو مطلوبہ تعداد میں چھاپا جاتا ہے۔ اس لئے سابقہ قیمت پر جب کہ دنیا کی ہر چیز چوگنی قیمت پر فروخت ہو رہی ہے اور ایک روپیہ کی قیمت تین آنے رہ گئی ہے پیشوا کیونکر جاری رہ سکتا ہے۔ البتہ اس کی ایک ہی صورت ہے۔ اور وہ یہ کہ نئے خریدار بکثرت ہوں۔ جو کتابیں خریدیں۔ اور اس طرح پیسہ چلتا رہے۔

پس جو لوگ نہیں چاہتے کہ پیشوا کی قیمت میں اضافہ ہو۔ ان کو نئے خریداروں کی فراہمی اور کتابوں کی فروخت پر زیادہ توجہ کرنی چاہئے۔ ورنہ زیادہ عرصہ تک پیشوا کا ایک روپے سال میں جاری رہنا مشکل ہے۔

حبیب نامہ کی قسط سویم

قاعدہ کے مطابق اس مہینہ میں حبیب نامہ کی بقایا قسط نہیں چھپنی چاہئے تھی۔ لیکن چونکہ معاملہ پھر ایک سال پر چلا جاتا تھا اس لئے مناسب یہی سمجھا گیا کہ اس مہینہ حبیب نامہ کا باقی مضمون بھی شائع کر دیا جائے۔

سیرت پاکؐ پر یہ بیش قیمت کتاب کاغذ فراہم ہونے پر بہت جلد شائع کی جائے گی۔

آپ کی میعاد خریداری ختم

جن خریداران پیشوا کی میعاد خریداری اس مہینہ میں ختم ہو رہی ہے ان میں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک آپ بھی ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

([illegible] رسالہ پیشوا اردو بازار جامع مسجد دہلی سے شائع کیا)

اور آپ کا نمبر خریداری ہے۔

لہٰذا آپ اگر سال آئندہ کے لئے خریدار رہنا چاہتے ہیں تو اسی ہفتہ ایک روپیہ سالِ آئندہ کی قیمت بھیج دیجئے۔ ورنہ ایک ہفتہ انتظار کرنے کے بعد آپ کا نام رجسٹر خریداران سے خارج کر دیا جائے گا۔

وی۔ پی کا انتظار نہ کیجئے

کہ اب یہ فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ کہ

کسی خریدار کو وی پی نہیں بھیجا جائے گا!

وی۔ پی بھیجنے میں اسٹاف پر کام کا بہت بار ہوتا ہے۔ وی۔ پی واپس کرنے میں ہر مہینہ پیشوا آفس کو سیکڑوں روپے کا نقصان ہوتا ہے۔ وی۔ پی کی واپسی میں ایک روپیہ کے گیارہ آنے رہ جاتے ہیں۔ وی پی کا رواج ہندوستان کے علاوہ دنیا کے کسی حصہ میں نہیں ہے۔ اور ہندوستان کے متعدد اخبارات و رسائل بھی اس سسٹم کو ختم کر رہے ہیں۔ وی پی بھیجنے میں ہر خریدار کو ایک روپیہ پر پانچ آنے زائد ڈاک خرچ کو ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اس لئے خریداروں اور پیشوا کے دفتر کا فائدہ اس میں ہے کہ جو خریدار پیشوا کو ایک مفید دینی پرچہ سمجھتے ہیں وہ ایک روپیہ کا منی آرڈر ارسال فرما دیں۔ منی آرڈر بھیجنے میں یہ فائدہ ہے کہ ایک منی آرڈر کی فیس میں دس خریداروں کی قیمت ارسال کی جاسکتی ہے۔ اس لئے جو خریدار ایک ہی قصبہ۔ ایک ہی محلہ۔ ایک ہی گاؤں کے رہنے والے ہوں وہ سب مل کر ایک منی آرڈر میں اپنی قیمت بھیجدیں۔ یا جو صاحب نئے خریداروں سے قیمت وصول کریں اور اپنے منی آرڈر کے ساتھ نئے خریدار کا روپیہ بھی پیشوا آفس کو بھیجدیں۔ اور اس طرح ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہوں۔

پیشوا کے وی۔ پی کا انتظار ہرگز نہ کیجئے۔ منی آرڈر آج ہی بھیجدیجئے۔ تاکہ آپ کا سلسلہ نہ ٹوٹنے۔ کیونکہ کاغذ کی گرانی کی وجہ سے پیشوا زائد نہیں چھپوایا جاتا۔

جو کتابیں پریس میں ہیں

پرانی کتابوں میں سے جن کتابوں کے نئے ایڈیشن چھپ گئے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) عطائے قدسی۔

(۲) سیدہ کا لال۔

جن کتابوں کی کتابت ہوچکی ہے اور وہ پریس میں چھپ رہی ہیں۔

(۱) سیرت غوث الاعظمؒ

(۲) حسینؓ

(۳) اعجاز نما بارہ سورہ۔

(۴) پیغمبری دعائیں۔

(۵) قرآنی دعائیں۔

ان کتابوں کی نظرثانی کے بعد کتابت ہو رہی ہے۔

(۱) طارق اعظمؒ۔ اولین فاتح اندلس کی مکمل سیرت۔

(۲) سیف اللہؓ۔ حضرت خالد بن الولیدؓ کی مکمل سوانح عمری۔

(۳) ایوبیؒ۔ حضرت سلطان صلاح الدین کی مکمل سوانح عمری۔

(۴) انتخاب صحاح ستہ۔ صحاح ستہ کی اہم احادیث کا انتخاب

(۵) اسلامی تعلیم۔ اردو میں مکمل فقہ حنفی۔

(۶) غزنویؒ۔ حضرت سلطان محمود غزنوی کی مکمل سوانح عمری

(۷) صد پارۂ دل۔ سید عزیز حسن ایڈیٹر پیشوا کے مضامین

(۸) خلفائے راشدینؓ

(۹) سیرت باقیؒ۔ ملفوظات و مکتوبات کا اضافہ

(۱۰) کاکیؒ۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی سوانح عمری۔

(۱۱) معینؒ۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کی سوانح عمری

(۱۲) نشتر۔ سید عزیز حسن بقائی ایڈیٹر پیشوا کے افسانوں کا انتخاب

ان کے علاوہ ایک سو سے زیادہ اہم تاریخی۔ مذہبی۔ کتابوں کے مسودات تیار ہیں۔ کاتبوں اور کاغذ کا انتظام ہوتے ہی لکھائی چھپائی شروع ہو جائے گی۔

اس مرتبہ ہر کتاب اچھی کتابت۔ بہترین چھپائی۔ سفید چکنے کاغذ پر چھپے گی۔ اس لئے کہ رف کاغذ صرف اخبارات کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اور رف کاغذ پر کتاب چھاپنا جرم قرار دیدیا گیا ہے۔ اسلئے یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کہ کتاب رف پر چھپے گی۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں لاگت زیادہ آئے گی۔ اور لاگت زیادہ آئے گی تو قیمت بھی زیادہ مقرر ہوگی۔ لیکن پھر بھی دوسرے اداروں سے کم ہوگی۔ جیسا کہ ہمارا ہمیشہ سے دستور رہا ہے۔

"عملیات باقیؒ" کی ضرورت

دس سال سے زائد عرصہ گزرا کہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے عملیات کی ایک کتاب "عملیات باقیؒ" کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ عرصہ گزرا کہ وہ ختم ہوچکی ہے۔ اور اسکو اب دوبارہ شائع کرنا ضروری ہے لیکن افسوس ہے کہ دفتر میں اسکی ایک کاپی بھی موجود نہیں ہے۔ لہٰذا جن بھائیوں کے پاس عملیات باقیؒ موجود ہو وہ مستعار دیدیں۔ یا پھر مجھے دوگنی قیمت پر واپس دیدیا۔ سیرت باقیؒ کی نظرثانی کی جا رہی ہے۔ ملفوظات و مکتوبات کے اضافہ کے ساتھ ہی عملیات باقیؒ بھی سیرت باقیؒ میں شائع کرنے منظور ہیں۔ اسلئے عملیات باقی [illegible]

حبیب نامہ

نمبر چہارم

(مرتبہ حضرت علامہ آغا رفیق صاحب)

۱۳۰ - **وفد غامد** - یہ دس آدمی تھے۔ ان کی قوم میں کسی بات پر جھگڑا تھا یا کوئی امر اہم پیش آیا تھا۔ اُس کی اصلاح کے لئے حضورؐ کے پاس آئے اور گورستان بقیع غرقد میں ٹھہرے تھے۔ ان لوگوں نے اپنے ایک نوجوان کو سامان کی حفاظت پر چھوڑا۔ اور باقی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے اُن سے فرمایا کہ تم جس جوان کو سامان کی حفاظت پر چھوڑ آئے سو گیا۔ اور ایک چور تم میں سے ایک شخص کا سامان اُٹھا لے گیا۔ نوجوان کی آنکھ کھلی تو چور کے پیچھے دوڑا اور سامان واپس لے آیا۔" یہ لوگ اپنی قیام گاہ پر پہنچے تو واقعہ کو صحیح پایا۔ اور آپس میں کہا "حضورؐ نے اس واقعہ سے ہم کو اس لئے آگاہ کیا ہے کہ ہم آپ کی رسالت کا یقین کرلیں"۔ غرض یہ تمام لوگ مسلمان ہو گئے اور چند روز ٹھہر کر اسلام کی تعلیم حاصل کی۔

۱۳۱ - **وفد بجیلہ** جریر عبداللہ بجلی کی سرداری میں ڈیڑھ سو آدمی آئے اور حضورؐ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی۔

۱۳۲ - **وفد بنی حنفیہ** - یہ وفد جس میں مسیلمہ کذاب بھی شامل تھا۔ مدینہ پہنچکر رملہ بنت الحارث کے مکان پر ٹھہرا اور دوسرے دن حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کیا۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ مسیلمہ نے بھی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اسلام قبول کرلیا تھا لیکن یمامہ پہنچکر مرتد ہوگیا۔ اور حضورؐ کی شرکت میں نبوت کا دعویٰ کیا جس کی کیفیت سنہ ۱۱ھ کے واقعات میں بیان کی جائے گی۔

۱۳۳ - **وفد فیروز دیلمی** - فیروز نجاشی شاہ حبشہ کا بھانجہ تھا۔ مدینہ حاضر ہوکر اُس نے اسلام قبول کیا۔ یہ وہی فیروز ہے جس کے ہاتھ سے اسود عنسی مدعیِ نبوت مارا گیا تھا۔

اسی سال ماہ شوال میں عبداللہ بن ابی سلول سردار منافقین بیمار ہوا اور ماہ ذی قعدہ میں مرگیا۔ اس کا ایک لڑکا عبداللہ نام تھا۔ جو اعلیٰ درجہ کا مخلص مسلمان تھا جس روز وہ مر رہا ہے حضورؐ اُس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ نزع کی حالت تھی۔ اُس کے سرہانے جھکر حضورؐ نے فرمایا "عبداللہ، میں تجھ کو یہود کی دوستی سے منع کیا کرتا تھا لیکن تو نے میرا کہنا نہ مانا"۔ عبداللہ نے عرض کیا "یارسول اللہؐ یہ وقت عتاب و سرزنش کا نہیں ہے۔ میں اس عالم سے رخصت ہو رہا ہوں۔ جب میں مرجاؤں تو اپنا پیراہن مجھ پر ڈال دینا۔ اور میرے جنازہ میں شرکت کرنا"۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اُس روز حضورؐ دو پیراہن پہنے ہوئے تھے۔ عبداللہ بن ابی نے وہ قمیص میرے کفن میں شامل کرنا جو آپ نیچے پہنے ہیں"۔ مختصر یہ کہ عبداللہ کے مرنے پر حضورؐ نے اوپر کی قمیص عطا فرمائی۔ اُس کے بیٹے نے کہا "یارسول اللہؐ نیچے کی قمیص جو بدن سے ملی ہوئی ہے مرحمت فرما دیجئے"۔ آپ نے اسکی خواہش پوری کردی۔ جب جنازہ تیار ہوگیا تو عبداللہ بن ابی کی خواہش کے مطابق حضورؐ نے جنازہ کی نماز پڑھانے کا ارادہ کیا حضرت عمرؓ نے عرض کیا "یارسول اللہ اس شخص کے جنازہ کی نماز آپ پڑھیں جو بلاشبہ منافق تھا"۔ حضورؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا "عمرؓ! مجھ کو اختیار دیا گیا ہے۔ ان لوگوں کے لئے طلب مغفرت کا اور استغفار نہ کرنے کا۔ اور میں نے طلب مغفرت کو اختیار کرلیا ہے۔ اگر مجھ کو یہ علم ہو جاتا کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار ان کی بخشش کا موجب ہو سکتا ہے تو میں ہزار مرتبہ سے بھی زیادہ استغفار کرتا"۔ حضورؐ کا یہ ارشاد اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔

استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرۃ فلن يغفر الله لهم	آپ خواہ ان کے لئے استغفار کریں یا ان کے لئے استغفار نہ کریں اگر آپ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں گے تب بھی اللہ تعالیٰ ان کو نہ بخشے گا۔

منقول ہے کہ جب حضورؐ نے ابن ابی کے جنازہ کی نماز پڑھائی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ انهم کفروا باللہ ورسولہ	(منافقین) میں سے کوئی مر جائے تو اُس پر کبھی نماز نہ پڑھئے اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہوجئے انھوں نے اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے

حضورؐ کے ان اقوال و افعال کا مدعا عجیب و غریب ہے جسکی حقیقت کو کوئی نہیں جان سکتا اور بعض روایات کے مطابق سب سے عجیب واقعہ یہ ہے کہ دفن کرلنے کے بعد حضورؐ اُس کی قبر پر گئے اور فرمایا نعش کو باہر نکالو۔ چنانچہ نکالی گئی۔ آپ نے نعش کے سر کو اپنی گود میں رکھا اور دہن مبارک کا لعاب اُس کے منھ میں ڈالا۔ ممکن ہے یہ تمام باتیں اُس کے بیٹے کی خاطر سے کی گئی ہوں۔ جو نہایت مخلص تھا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان سے مقصود یہ ظاہر کرنا ہو کہ ایمان کے بغیر شفاعت و دعا کوئی اثر نہیں رکھتی۔ اس لئے کہ خداوند تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہٖ اللہ تعالیٰ شرک کے جرم کو معاف نہیں کرتا

بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ ممکن ہے حضورؐ نے یہ تمام باتیں اسلئے کی ہوں کہ تمام منافق عبداللہ بن ابی کے موافق تھے وہ جب آپ کے اس لطف و کرم اور مہربانی کو دیکھیں گے تو اسلام قبول کرکے مخلص مسلمان بن جائیں گے۔ چنانچہ بعض روایات میں آیا ہے کہ منافقوں کی جماعت نے جب حضورؐ کے ان اعمال کو دیکھا تو دل میں کہا کہ "آخر اُن کا پیشوا محتاج و نیازمند حضورؐ کی دعا اور نماز ہی کا رہا" اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ منافقین نے نفاق سے توبہ کرلی۔ اور ہزاروں آدمی حلقۂ اسلام میں داخل ہوگئے اور مخلص مسلمان بن گئے۔ بعض مورخین کا بیان یہ ہے کہ بدر کی جنگ کے قیدیوں میں حضورؐ کے چچا عباسؓ بھی تھے۔ اُن کے جسم پر کسی کی قمیص نہ آتی تھی۔ عبداللہ بن ابی نے اپنی قمیص اُن کو دیدی جو اُنکے جسم پر ٹھیک آئی۔ حضورؐ نے اُس کے کفن کو اپنی قمیص دے کر اُس کا بدلہ دیا تھا تاکہ اُس کا کوئی احسان خاندانِ نبوت پر نہ رہے۔ رہا نماز پڑھنا اور دعا کرنا اس کا سبب یہ تھا کہ حدیبیہ کے واقعہ میں مشرکین قریش نے عبداللہ بن ابی سے کہا تھا کہ "ہم محمدؐ کو ہرگز ہرگز مکہ میں نہ آنے دیں گے البتہ تم کو عمرہ کرلینے کی اجازت ہے" عبداللہ بن ابی نے اس کے جواب میں کہا تھا کہ "محمدؐ ہمارے پیشوا ہیں ہم اُن کے بغیر عمرہ نہیں کرسکتے" حضورؐ نے اُس کے اس عمل کا بدلہ نماز و دعا سے دیا۔

اسی سال شاہ حبشہ نجاشی نے وفات پائی۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس روز نجاشی نے انتقال کیا تھا اُسی روز حضورؐ نے فرمایا کہ "مرگیا تمہارے بھائی اصحمہ نے آج وفات پائی۔ اٹھو اور اُس پر نماز پڑھو اور اُسکی بخشش کی دعا کرو" جابر بن عبداللہ اس حدیث کے راوی کہتے ہیں کہ ہم صف باندھ کر کھڑے ہوگئے اور حضورؐ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

اسی سال حضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو قافلۂ حج کا سردار مقرر کرکے مکہ روانہ کیا اسی وجہ سے بعض مورخین کی رائے یہ ہے کہ حج اسی سال فرض ہوا تھا حضورؐ اس سال حج کو اس لئے نہ جاسکے کہ وفود کثرت سے آرہے تھے اور غزوات کی تیاریاں جاری تھیں حضرت صدیق اکبرؓ تین سو آدمیوں کو لے کر مکہ گئے اور سورۂ برأت کی تیس یا چالیس آیات جن میں احکام حج بیان کئے تھے۔ ساتھ لے گئے تاکہ لوگوں کو اُن سے آگاہ کریں۔ حضرت ابوبکرؓ مسجد ذوالحلیفہ سے احرام باندھ کر آگے بڑھے تھے کہ حضرت جبرئیلؑ یہ حکم لائے کہ خدا کے احکام یا تو آپ خود لوگوں کو پہنچائیں یا آپ کا کوئی عزیز۔ حضورؐ نے فوراً حضرت علیؓ کو بلا کر حکم دیا کہ تم حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے جاؤ اور ان سے آیاتِ احکام لے کر حج کے دن تم خود سناؤ۔ پھر فرمایا کہ آیات سنانے کے بعد لوگوں کو یہ پیام بھی پہنچاؤ کہ

(۱) مومن کے سوا کوئی شخص جنت میں نہیں جائے گا۔

(۲) کوئی شخص برہنہ خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے۔

(۳) اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ مسجد حرام میں

قربان کرے۔

(۲) امن کا فرقوں سے خدا اور خدا کے رسول کا معاہدہ ہوچکا ہے مدت معاہدہ گزر جانے پر وہ اپنے عہد پر قائم رہے۔ اور جن سے کوئی معاہدہ نہیں ہوا ہے وہ چار مہینے تک امان میں رہیں گے۔ اس کے بعد اگر مسلمان نہ ہوئے تو اُن کا خون اور مال مسلمانوں پر حلال ہوگا۔

جابر بن عبداللہ صحابی کہتے ہیں کہ میں ابو بکر صدیقؓ کے ہمراہ تھا۔ مقام عرج پر ہم لوگ پہنچے تو صبح کی نماز کے وقت ابو بکر صدیقؓ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے ہی تھے کہ حضرت علیؓ حضورؐ کی اونٹنی پر سوار آئے۔ ابو بکرؓ نے پوچھا "امیرٌ او مامورٌ" یعنی تم امیر حجاج مقرر ہو کر آئے ہو یا مامور یعنی میرے ماتحت رہوگے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ "میں مامور یعنی آپ کے ماتحت رہوں گا۔ البتہ حضورؐ نے مجھکو یہ حکم دیا ہے کہ سورۂ برأت کی آیات میں پڑھ کر سناؤں"

مکہ پہنچ کر قافلے نے مناسک حج ادا کئے۔ ابو بکرؓ نے حسب دستور خطبہ پڑھا اور اس کے بعد حضرت علیؓ نے آیات کو سنایا اور حضورؐ کے احکام لوگوں کو پہنچائے۔ مدینہ واپس پہنچکر ابو بکرؓ نے حضورؐ سے عرض کیا: "یا رسول اللہؐ! مجھ سے کیا قصور ہوا ہے کہ آیات کو پڑھکر سنانے کی خدمت مجھ سے واپس لے لی؟" حضورؐ نے فرمایا "تم سے کوئی قصور نہیں ہوا ہے۔ تم میرے غار کے ساتھی ہو اور حوض کوثر پر میرے ساتھ رہوگے۔ لیکن جبرئیلؑ یہ حکم لے کر آئے کہ آیات کو میرا کوئی عزیز سنائے۔ اس لئے کہ آیات میں نقض عہد مشرکین وغیرہ کا ذکر تھا"

اسی سال لعان کا ایک واقعہ رونما ہوا ہے۔ یعنی ایک انصاری شخص عویمر نے اپنی بیوی خولہ پر زنا کی تہمت لگائی۔ سہل بن سعد الساعدیؓ صحابی کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضورؐ کے پاس بیٹھے تھے کہ عویمر آیا اور حضورؐ سے عرض کیا "یا رسول اللہؐ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ایک شخص کو زنا کرتے دیکھا۔ اس کا کیا حکم ہے۔ یعنی وہ اُس کو قتل کرڈالے یا چھوڑ دے" حضورؐ نے فرمایا۔ اس کے متعلق خداوند تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے۔

والذین یرمون ازواجہم	اور جو لوگ اپنی بیبیوں پر تہمت لگائیں
ولم یکن لہم شہداء الا	اور ان کے پاس بجز اپنے اور کوئی
انفسہم فشہادۃ احدہم	گواہ نہ ہوں تو اُن کی شہادت یہی
اربع شہادات باللہ	ہے کہ چار بار اللہ کی قسم کھاکر یہ کہے
انہ لمن الصادقین	کہ بیشک میں سچا ہوں اور پانچویں بار
والخامسۃ ان لعنت اللہ	یہ کہے کہ مجھ پر خدا کی لعنت ہو اگر میں
علیہ ان کان من الکاذبین	جھوٹا ہوں۔ اور اس عورت سے سزا ٹل
ویدرؤا عنہا العذاب	سکتی ہے کہ وہ چار بار اللہ کی قسم
ان تشہد اربع شہادات	کھاکر کہے کہ بیشک یہ مرد جھوٹا ہے
باللہ انہ لمن الکاذبین	اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر خدا
والخامسۃ ان غضب اللہ	کا غضب نازل ہو اگر یہ سچا ہو۔
علیہا ان کان من الصادقین	

یہ آیات سناکر حضورؐ نے عویمر سے کہا "جاؤ تم اپنی عورت کو بلالاؤ"

چنانچہ وہ بلالایا۔ اور مسجد نبوی میں تلاعن کیا۔ یعنی ایک نے دوسرے کو جھٹلایا۔ اور قسم کھالی۔ اس کے بعد عویمر نے کہا۔ "یا رسول اللہؐ! اگر میں اس عورت کو اپنے پاس رکھوں تو اس عورت کے معاملہ میں میں جھوٹا ہوں" چنانچہ اُس نے عورت کو طلاق دے دی۔ وہ چونکہ واقف نہ تھا۔ اس لئے اُس نے طلاق دی۔ ورنہ لعان کا حکم یہ ہے کہ تلاعن کے بعد میاں بیوی میں تفریق ہوجاتی ہے۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا "جب یہ عورت بچہ جنے تو دیکھو کس شکل وصورت کا ہے۔ اگر وہ سیاہ رنگ سیاہ چشم لمبی ساقوں کا ہو تو میرا خیال ہے کہ عویمر سچا ہے۔ اور اگر سرخ رنگ ہو تو میرا خیال ہے کہ عویمر جھوٹا ہے" چنانچہ عورت نے سیاہ رنگ بچہ جنا۔ جو اُس شخص سے مشابہ تھا جس نے زنا کیا تھا۔ اور عویمر کی شکل وصورت اور رنگ سے مشابہ نہ تھا۔ حضورؐ

نے بچہ کو ولدالزنا قرار دیا۔ اور اسکی ماں کی طرف منسوب کیا۔ اسی قسم کا ایک واقعہ ہلال بن اُمیہ اور اسکی بیوی کا حضورؐ کی خدمت میں آیا۔ اور آپ نے دونوں سے شہادتیں لیں۔ دونوں نے قسم کھالی اور حضورؐ نے تفریق کردی۔ اور بچہ کی نسبت وہی الفاظ فرمائے۔ بچہ زناکار شخص کی شکل و صورت کا پیدا ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اگر خدا کے حکم کے خلاف نہ ہوتا تو میں اس عورت کے ساتھ وہ سلوک کرتا جو میرا جی چاہتا۔

دسویں فصل ——— سنہ ۱۰ھ کے واقعات

اس سال متعدد مقامات پر حضورؐ نے دعوت و تبلیغ اسلام کیلئے وفود روانہ کئے جن کی مختصر کیفیت یہ ہے۔

(۱) وفد خالد بن ولید۔ بنو حارث بن کعب میں حضورؐ نے ایک جماعت کو خالدؓ کی رہنمائی میں روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو تین مرتبہ اسلام کی دعوت دینا اگر قبول کرلیں تو چند روز اُن میں ٹھہر کر اُنکو احکام اسلام کی تعلیم دینا اور اسلام قبول نہ کریں تو پھر اُن سے مقابلہ کرنا۔ خالد بن الولیدؓ نے ان لوگوں کو اسلام قبول کرلینے کی ہدایت کی اور انھوں نے اسلام قبول کرلیا۔ اور اُن کو اسلام کے احکام سکھائے گئے۔ اس کے بعد خالدؓ نے حضورؐ کو اسکی اطلاع دی۔ حضورؐ نے حکم دیا کہ ان لوگوں کی ایک جماعت اپنے ساتھ لے کر مدینہ آؤ۔ چنانچہ خالدؓ ایک جماعت لے کر مدینہ پہنچے۔ یہ لوگ جب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سلام عرض کرکے کہا۔ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور آپ خدا کے رسول ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ میں بھی وحدانیت حق اور اپنی رسالت کی شہادت دیتا ہوں۔ ان میں ایک شخص قیس بن حصین تھا۔ حضورؐ نے اُس کو ان کا امیر بنا دیا۔ اور ان کے ساتھ عمرو بن حزم کو صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا۔

۲۔ وفد نجران بن زید۔ اس وفد کو نجران بھیجا گیا تھا۔ جہاں کی آبادی میں زیادہ تعداد مسیحیوں کی تھی۔ نجران بن زید نے حضورؐ کا خط نصارائے نجران کو دیا اور ساتھ ہی اسلام کی دعوت دی۔ ان لوگوں نے باہم مشورہ کیا اور تحقیق حال کے لیے اپنا ایک وفد بھیجنا منظور کیا۔ مورخین کا بیان ہے کہ مسیحیوں کے اس وفد میں ساٹھ سوار تھے جن میں سے بیس آدمی قوم کے سردار تھے۔ اور اُن میں سے تین ایسے تھے جن کو سیاہ و سفید کا کامل اختیار حاصل تھا یعنی عاقب (عبدالمسیح) ایہم اور ابوالحارث بن علقمہ انہیں سے آخری تعلیم یافتہ اور مذاہب کی کتابوں کا عالم تھا۔ بادشاہ اس کی عزت کرتے تھے۔ اور وہ حضورؐ کے علامات و صفات سے بھی آگاہ تھا۔ جن کو وہ کتب سماویہ میں پڑھ چکا تھا لیکن دنیاوی محبت اُس پر اس قدر غالب تھی کہ باوجود حضورؐ کی رسالت کا معترف ہونے کے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ یہ وفد مدینہ کی طرف جا رہا تھا کہ ابوالحارث کا خچر ٹھوکر کھا کر گر گیا۔ اس کے بھائی کرز بن علقمہ نے جو وفد میں شامل تھا بولا "وہ شخص مرے بل گرے جو ہم سے دور ہے" (یعنی حضورؐ۔ معاذ اللہ) ابوالحارث نے بھائی کے جواب میں کہا "خدا کی قسم! محمدؐ خدا کے رسول ہیں کہ میں اُن کے ظہور کا عرصہ سے انتظار کر رہا ہوں" کرز نے کہا "تو پھر تو محمدؐ کا دین کیوں قبول نہیں کرلیتا اور کون چیز متابعت محمدؐ سے تجھ کو مانع ہے" ابوالحارث نے کہا "محمدؐ کی موافقت سے قوم کی مخالفت لازم آتی ہے۔ اگر میں مسلمان ہوجاؤں تو نصاریٰ میں کوئی قدر و منزلت میری باقی نہ رہیگی۔ اور جو بہترین اموال اور سامان اُن سے مجھکو ملا ہے وہ سب مجھ سے چھین لیں گے" ابوالحارث کے اس جواب سے کرز کے دل میں اسلام کی روشنی پیدا ہوگئی۔ اور اُس نے اپنے اونٹ کو تیزی سے آگے بڑھایا۔

اور سب سے پہلے مدینہ میں پہنچکر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اسلام قبول کر لیا۔ وفد کے بقیہ لوگ مدینہ میں پہنچے تو اوّل انھوں نے سفر کا لباس تبدیل کیا اور بہترین ریشمی لباس پہنا۔ جبہ کے دامن زمین تک لٹکے تھے اور ہاتھوں میں طلائی انگشتریاں تھیں۔ پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا حضورؐ نے اُن کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ اور ان کی طرف سے منھ پھیر لیا۔ اتنے میں مسیحی نماز کا وقت آگیا۔ یہ لوگ مشرق کی طرف منھ کرکے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ صحابہ نے اُن کو منع کرنا چاہا تو حضورؐ نے فرمایا " ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ جس طرح نماز پڑھنا چاہیں پڑھنے دو" نماز کے بعد یہ لوگ پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سلام عرض کیا حضورؐ نے سلام کا جواب کا جواب نہیں دیا۔ اور پھر ان کی طرف سے منھ پھیر لیا۔ مجبور ہوکر یہ لوگ مسجد سے باہر آئے اور عثمان بن عفان اور عبد الرحمٰن بن عوف سے جن سے پہلی شناسائی تھی ملے اور کہا " تمہارے پیغمبر نے ہم کو خط بھیجکر بلایا ہے اور اب ہم آئے ہیں تو نہ تو ہماری طرف دیکھتے ہیں اور نہ ہمارے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ یہ کیا بات ہے " عثمانؓ وعبد الرحمٰنؓ نے کہا " تم یہ لباس فاخرہ اور انگشتریاں اتار دو۔ اور رہبانوں کا لباس پہن کر حضورؐ کے پاس جاؤ" چنانچہ وہ اسی وضع میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا حضورؐ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا " اُس ذات کی قسم جس نے مجھکو اپنا رسول بناکر بھیجا ہے کہ پہلی مرتبہ یہ لوگ آئے تھے تو شیطان اُن کے ساتھ تھا" اس کے بعد آپ نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ انھوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور دیر تک اس موضوع پر گفتگو جاری رہی۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے حضورؐ سے پوچھا " عیسیٰؑ کی بابت آپ کا کیا خیال ہے " آپ نے فرمایا " میں اس کا جواب تم کو کل دوں گا " گویا اس معاملہ میں آپ وحی کے منتظر رہے۔

چنانچہ حضرت جبرئیلؑ یہ آیت لے کر آئے۔

ان مثل عیسیٰ کمثل	بیشک حالت عجیب عیسیٰ کی اللہ کے نزدیک
آدم خلقہ من تراب	مشابہ حالت عجیب آدم کے ہے کہ انکو
ثم قال لہ کن فیکون	مٹی سے بنایا۔ پھر ان کو حکم دیا کہ ہو جا پس
الحق من ربک فلا تکن	وہ ہو گئے۔ یہ امر واقعی آپ کے پروردگار
من الممترین فمن	کی طرف سے ہے سو آپ شبہ کرنے والوں
حاجک فیہ من بعد	میں سے نہ ہوجیے۔ پس جو شخص آپ سے
ما جاءک من العلم	عیسیٰ کے بارہ میں حجت کرے آپ کے پاس
فقل تعالوا ندع ابناءنا	علم آئے پیچھے تو آپ فرما دیجئے کہ آجاؤ ہم
وابناءکم ونساءنا و	بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں
نساءکم وانفسنا وانفسکم علہ	کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں
ثم نبتہل فنجعل لعنت	کو اور خود اپنے تنوں کو اور تمہارے تنوں کو
اللہ علی الکاذبین	پھر ہم خوب دل سے دعا کریں اس طور پر کہ
	اللہ کی لعنت بھیجیں اُن پر جو ناحق پر ہوں۔

دوسرے دن پھر گفتگو ہوئی اور جب وفد کے لوگوں کا انکار وا صرار جاری رہا تو حضورؐ نے فرمایا کہ " آؤ ہم تم مباہلہ کریں " مسیحیوں نے یہ سنا تو عاقب سے مشورہ کیا۔ عاقب نے کہا " خدا کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ محمدؐ خدا کا رسول ہے اُس سے مباہلہ نہ کرو۔ جس قوم نے جس پیغمبر سے مباہلہ کیا ہے وہ ہلاک ہوگئی ہے۔ اگر تم اپنے دین پر رہنا چاہتے ہو تو محمدؐ سے صلح کر لو۔ اور اپنے وطن کو واپس چل دو" دوسرے دن حضورؐ نے مباہلہ کا انتظام کیا یعنی حسینؓ کو بغل میں لیا حسنؓ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ فاطمہؓ کو اپنے پیچھے کھڑا کیا اور علیؓ کو فاطمہؓ کے پیچھے اور ان سب سے کہا کہ " جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا " نصاریٰ نجران

علہ مباہلہ کے معنی ہیں لعنت کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ جب اے مسیحیو تم حق بات کو نہیں مانتے تو آؤ دونوں اپنی اپنی اولاد اور عورتوں کو جمع کرکے یہ دعا کریں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو۔ ۱۲ مولف

نے جب ان حضرات کو دیکھا اور حضورؐ کے الفاظ سُنے تو ڈر گئے۔ ابو حارث بن علقمہ نے جو آسمانی کتابوں کا عالم تھا اپنے ہمراہیوں کو مخاطب کرکے کہا۔ میں ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں (یعنی اہلبیت رسولؐ کو) جو اگر خدا سے دعا کریں تو اُن کی دعا پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے۔ خبردار تم ہرگز ان سے مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور ان کی دعا سے زمین پر کوئی مسیحی باقی نہ رہے گا۔" حضورؐ نے صحابہ کو بعد میں بتلایا کہ اگر نصارائے نجران مباہلہ منظور کر لیتے تو اُن کی صورتیں مسخ ہو کر بندر اور سور کی شکل میں منتقل ہو جاتیں۔ ان پر آگ برستی اور نجران کے جانور تک ہلاک ہو جاتے۔ اور ایک سال کے اندر مسیحیوں کا وجود باقی نہ رہتا۔ مختصر یہ کہ نصارائے نجران نے حضورؐ سے عرض کیا۔ "ہم مباہلہ کرنا نہیں چاہتے" حضورؐ نے فرمایا "تو مسلمان ہو جاؤ" انھوں نے کہا یہ چیز ہم سے ممکن نہیں ہے" حضورؐ نے فرمایا "تو پھر لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ" انھوں نے کہا۔ "آپ سے لڑنے کی ہم میں قوت نہیں ہے۔ البتہ ہم مصالحت کر سکتے ہیں۔ ہم آپ کو ہر سال دو ہزار سرخ یا سفید حلے جن میں سے ہر حلہ چالیس درہم کا ہو گا دیا کریں گے" اور ایک روایت میں ہے کہ تیس گھوڑے تیس اونٹ تیس زرہ اور تیس نیزے بھی دیا کریں گے" حضورؐ نے اس کو منظور فرما لیا اور کہا۔ اگر مسلمانوں کو کوئی ضرورت یا حادثہ پیش آئے تو جتنے ہتھیار تمہارے پاس ہوں اُن میں سے تہائی اُن کو عاریتاً دینا ہوں گے۔ اور یہ کہ سود کھانا چھوڑ دو اور ہمارے مقابلہ میں جنگ نہ کرو۔ نصارائے نجران نے تمام باتوں کو منظور کر کے عرض کیا۔ "اپنے ساتھیوں میں سے ہم کو ایک ایسا شخص دیجئے جو ہمارے آپس کے اختلافات کا فیصلہ سچائی کے ساتھ کر دیا کرے" حضورؐ نے فرمایا۔ "میں ایک قوی اور امین شخص تم کو دوں گا" اس کے بعد ابو عبیدہ بن الجراحؓ کو ان لوگوں کے ساتھ جانے کا حکم دیا اور نصارائے نجران ان کو لے کر واپس چلے گئے۔ تھوڑے دنوں بعد سعید اور عاقب دوبارہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے اور اُن کے اسلام قبول کر لینے کے بعد اور بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

۴۔ ابو موسیٰ اشعریؓ اور معاذ بن جبلؓ۔ حضورؐ نے ان دونوں حضرات کو یمن بھیجا۔ یعنی یمن کے بالائی علاقہ میں معاذ بن جبل کو اور علاقہ زیریں میں ابو موسیٰ اشعریؓ کو اور دونوں کو یہ حکم دیا کہ دعوت و تبلیغ اسلام اور زکوٰۃ و صدقات وصول کرنے میں آسانی و نرمی سے کام لینا سختی نہ برتنا۔ بشارت دینا اپنے سے لوگوں کو نفرت نہ دلانا" اور معاذ بن جبل کو خاص طور پر یہ حکم دیا کہ "تم اہل کتاب لوگوں میں جاتے ہو ان کو اسلام کی دعوت دینا اگر وہ دعوت کو

قبول کرلیں تو اُن کو بتانا کہ خداوند تعالےٰ نے اُن پر زکوٰۃ فرض کی ہے۔ جو مالداروں سے لے کر غربا میں تقسیم کی جائے گی وہ اسکو بھی قبول کرلیں تو زکوٰۃ میں اُن سے اُن کا بہترین مال نہ لے لینا۔ کہ خراب مال اُن کے پاس رہ جائے۔ اور مظلوم کی دعا سے اپنے آپ کو بچانا کہ مظلوم کی دعا اور حق تعالےٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے"

۴۔ **خالد بن الولیدؓ**۔ قبیلۂ عبدالمدان میں دعوت و تبلیغ اسلام کے لئے حضور صلعم نے خالد بن الولیدؓ کو روانہ کیا۔ یہ قبیلہ نجران میں رہتا تھا۔ حضرت خالدؓ کی کوشش سے اس قبیلہ کے تمام لوگ مسلمان ہوگئے۔

۵۔ **علی بن طالبؓ**۔ یمن میں جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے حضورؐ نے صحابہ کو دعوت و تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا تھا۔ ان صحابہ کی کوششیں ناکام رہیں تو حضورؐ نے اُن کو واپس بلالیا۔ اور اس کے حضرت علیؓ کو بھیجا اور روانگی کے وقت حکم دیا کہ "لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا۔ اگر وہ قبول کرلیں تو نماز پڑھنے کی ہدایت کرنا اسکو بھی مان لیں تو زکوٰۃ کی ہدایت کرنا۔ اور اسکو بھی قبول کرلیں تو پھر اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دینا" حضرت علیؓ نے عرض کیا "یارسول اللہؐ آپ مجھکو اہل کتاب لوگوں میں بھیج رہے ہیں اور میں جوان آدمی ہوں احکام شریعت و قضا کا مجھکو زیادہ علم نہیں ہے" حضورؐ نے یہ سنکر اپنا دست مبارک علیؓ کے سینہ پر رکھا اور دعا کی کہ "اللهم ثبت لسانه واهد قلبه۔ اے اللہ! علی کی زبان کو ثابت و قائم رکھ اور اس کے دل کو ہدایت دے" اس دعا سے علیؓ کو قضا کے علم میں وہ درجہ حاصل ہوا کہ حضورؐ کو ان کی نسبت یہ کہنا پڑا کہ اقضاکم علی۔ (تم میں قضا کا سب سے زیادہ عالم علی ہے)"

اسی سال حاکم یمن باذان نے وفات پائی۔ حضورؐ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو آپ نے یمن کے چند حصے کردئے ایک حصہ پر باذان کے بیٹے شہر کو مقرر کیا۔ دوسرے حصہ پر ابوموسیٰ اشعری کو تیسرے حصہ پر یعلیٰ بن امیہ کو۔ اور تھوڑا سا علاقہ معاذ بن جبل کو دیا گیا۔

اس سال کے اہم واقعات میں حضورؐ کا حج ادا کرنا ہے جس کو آپ کا آخری حج کہا جاتا ہے۔ حج کا ارادہ کرکے آپ نے تمام ممالک محروسہ اور تمام قبائل میں اس کا اعلان کرادیا اور ہر طرف سے لوگ آنا شروع ہوئے۔ یہاں تک کہ روانگی کے وقت باختلاف اقوال نوّے ہزار یا ایک لاکھ چودہ ہزار یا ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمی جمع ہوگئے۔ حضورؐ نے شنبہ کے دن ۲۵ ذیقعدہ کو غسل فرمایا۔ سر میں تیل ڈالا۔ شانہ کیا اور عطر لگایا۔ اور احرام کا لباس زیب تن فرماکر گھر سے باہر تشریف لائے۔ اور ظہر کی نماز پڑھکر ذوالحلیفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ عصر کی نماز یہاں پڑھی۔ اور احرام باندھا اور لبیک اللهم لبیک لاشریک لك ان الحمد والنعمة لك والملك لاشریك لك بلند آواز سے پڑھتے ہوئے اپنے اونٹ پر جس کا نام قصوا تھا سوار ہوئے۔ جب اونٹ اٹھا تو آپ نے پھر لبیک کہی اور جب مقام بیداء کے سامنے بلندی پر چڑھے تو پھر لبیک کہی۔ منزل عرج پر پہنچے تو ابوبکرؓ کا غلام جو زاد راہ کے اونٹوں کو لا رہا تھا اور حضور صلعم کا زادراہ بھی انہیں اونٹوں پر تھا غائب تھا۔ دیر تک اُس کا انتظار کیا گیا اور وہ آیا تو اونٹ اُس کے ساتھ نہ تھے۔ ابوبکرؓ نے پوچھا "اونٹ کہاں ہیں؟" اُس نے کہا "گم ہوگئے" تھوڑی دیر میں یہ

اونٹ مل گئے اور حجاج کا قافلہ کھانا کھا کر آگے بڑھا۔ مقام ابوا۔ یا ودان پر صعب بن جثامہ نے حضورؐ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر شکار کا گوشت پیش کیا۔ حضورؐ نے فرمایا "ہم احرام میں ہیں شکار کا گوشت نہیں کھائیں گے" یہاں سے چل کر قافلہ وادیٔ عسفان میں پہنچا تو حضورؐ نے فرمایا۔ ہود اور صالح علیہما السلام اس وادی سے دو سرخ اونٹوں پر سوار گزرے تھے۔ اونٹوں کی مہار کھجور کی چھال کی اور ان کے تہبند و عبا پشمی تھیں۔ اور چادریں کمروں کی اور تلبیہ کہتے جارہے تھے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب وادی ارزق میں پہنچے تو حضورؐ نے فرمایا میں نے موسیٰؑ کو اس وادی سے گزرتے دیکھا کہ وہ اپنی انگلیاں کانوں میں دیئے ہوئے فریاد و تلبیہ کہتے چلے جارہے ہیں۔ اور ایک روایت یوں ہے کہ گویا میں موسیٰؑ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس وادی سے اتر رہے ہیں۔ اور لبیک کہہ رہے ہیں۔ مختصر یہ کہ جب قافلہ مقام سرف میں پہنچا جو مکہ سے ایک منزل ادھر ہے تو عائشہؓ کو خون (حیض) آنے لگا۔ اور وہ رونے لگیں حضورؐ نے پوچھا "کیوں روتی ہو کیا خون آنے لگا؟" عائشہؓ نے کہا "ہاں" حضورؐ نے فرمایا "رنجیدہ نہ ہو۔ خدا نے آدم کی بیٹیوں کے لئے یہ خون ضروری قرار دیا ہے۔ تم حج کے تمام ارکان ادا کرو لیکن خانہ کعبہ کا طواف نہ کرو۔ اس لئے کہ حائضہ کو مسجد کے اندر جانا ممنوع ہے" عائشہؓ نے چونکہ صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا اس لئے طواف کے بغیر وہ عمرہ سے باہر نہ آسکتی تھیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ "تم غسل کرکے حج کا احرام باندھ لو اور قارن (یعنی حج و عمرہ ایک ساتھ کرنے والا) بن جاؤ" چنانچہ عائشہؓ نے ایسا ہی کیا اور اس عمرہ کی قضا بعد میں کرلی۔ یہاں سے روانہ ہوکر حضورؐ جمروں کی راہ سے آفتاب بلند ہونے کے بعد مکہ میں داخل ہوئے۔ اور باب السلام کے قریب پہنچکر کعبہ کو دیکھا تو یہ دعا پڑھی۔ اللھم زد هذا البيت تعظيما وتشريفا وتكريما ومهابة اور ایک روایت میں یہ دعا ہے اللهم انت السلام ومنك السلام حيينا ربنا بالسلام اللهم زد هذا البيت تشريفا وتعظيما وتكريما ومهابة اور آخر میں کہا وزد من حجه والعمرة تكريما وتشريفا وتعظيما وبرا پھر مسجد میں داخل ہوکر آپ نے فوراً طواف شروع کردیا اور حجراسود کے قریب پہنچکر اوس کو بوسہ دیا اور جب آپ طواف میں دونوں رکن یمانی اور حجراسود کے درمیان پہنچے تو یہ دعا پڑھتے ربنا آتنا فى الدنيا حسنة وفى الآخرة حسنة وقنا عذاب النار اور ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے ذکر

آیت سے پہلے یہ دعا پڑھی اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والاٰخرۃ۔ طواف میں حضور صلعم نے تین پھیرے دوڑ کر کئے اور چادر کو بغل کے اندر سے نکال کر الٹے کاندھے پر ڈالا جس کو اضطباع کہتے ہیں۔ اور چار پھیرے معمولی رفتار سے کئے۔ منقول ہے کہ حضورؐ ہر پھیرے میں حجر اسود کو چومتے اپنے لب و رخسار اُس پر رکھتے اور کہتے کہ بسم اللہ واللہ اکبر اور کبھی پیشانی حجر اسود پر رکھدیتے اور یہ تمام امور خاص ذوق و شوق کرتے یہ بھی منقول ہے کہ حضورؐ نے لکڑی سے حجر اسود کو مس کیا۔ اور لکڑی کو چوما۔ غرض طواف سے فارغ ہو کر حضورؐ مقام ابراہیمؑ پہنچے اور یہ آیت پڑھی۔ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلے اور دو رکعت نماز یہاں ادا کی۔ اور پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قل یا ایہا الکفرون اور دوسری میں فاتحہ اور قل ہو اللہ پڑھی۔ اس کے بعد پھر حجر اسود کے پاس گئے اور اُس کو بوسہ دیا۔ پھر کوہ صفا کی طرف روانہ ہوئے۔ اور قریب پہونچ کر یہ آیت پڑھی۔ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ اور پھر یہ فرمایا کہ ابدا بما بدا اللہ میں اُسی سے ابتدا کرتا ہوں جس سے خدا نے ابتدا کی ہے۔ (یعنی کوہ صفا سے) اس کے بعد کوہ صفا پر آئے۔ اتنی بلندی پر کہ کعبہ نظر آنے لگا۔ اور کھڑے ہو کر کعبہ کی طرف منہ کیا اور اللہ اکبر کہہ کر یہ پڑھا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ وھزم الاحزاب وحدہ اور بعض روایات میں انجز وعدہ کے الفاظ بھی ہیں۔ اس کے بعد یہ دعا کی اللھم انا نسألک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والعصمۃ من کل بر والسلامۃ من کل اثم اللھم لا تدع لنا ذنوبنا الا غفرتہ ولا ھما الا فرجتہ ولا کربا الا کشفتہ ولا حاجۃ من حوائج الدنیا والاخرۃ الا قضیتھا تین بار آپ نے مذکورہ بالا دعا لا الہ الا اللہ

پڑھی اور اُس کے درمیان یہ دعا کی اور اس کے بعد نیچے اُترے اور ایک روایت میں یہ دعا آئی ہے اللھم انک قلت ادعونی استجب لکم وانک لا تخلف المیعاد وانا اسئلک کما ھدیتنی للاسلام ان لا تنزعہ منی حتی تتوفانی وانا مسلم اس کے بعد صفا سے مروہ کی جانب بڑھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان آپ یہ کہتے جاتے تھے۔ رب اغفر وارحم انک الاعز الاکرم پھر کوہ صفا سے اتر کر سعی کی۔ یعنی آپ نے رفتار سست کر دی۔ اور کوہ مروہ پر چڑھے اور وہاں بھی وہی دعائیں پڑھیں۔ جو صفا پر پڑھی تھیں۔ پھر نیچے اُترے اور رب اغفر وارحم الخ کہتے ہوئے تیز رفتاری سے صفا کی جانب چلے اور درمیانی راستہ کو طے کرکے رفتار سست کر دی اور صفا پر چڑھ کر وہی دعائیں پڑھیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ پھر نیچے اُترے اور درمیانی وادی کو تیزی سے طے کرکے مروہ کی جانب چلے۔ غرض اسی طرح آپ نے سات مرتبہ کیا اور ساتواں پھیرا مروہ پر ختم کر دیا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ اول اول صفا و مروہ کے درمیان حضورؐ نے پیدل سعی کی۔ لیکن جب سعی کرنے والے حجاج کی کثرت سے آمد و رفت میں دشواریاں پیش آئیں۔ اور عام تماشائی لوگوں کا ہجوم جو حضورؐ کا جمال جہاں آرا دیکھنے آتے تھے بہت بڑھ گیا تو حضورؐ نے اونٹ طلب کیا اور اُس پر سوار ہو کر رکن سعی کے بقیہ پھیروں کو پورا کیا۔ اور اس کے بعد حجاج کو مخاطب کرکے حکم دیا کہ جو لوگ اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لائے ہوں وہ احرام کھول ڈالیں۔ حضورؐ کے اس حکم پر عمل کیا گیا لیکن بعض صحابہ پر احرام سے باہر ہونا گراں گزرا۔ حضورؐ نے ان کی گرانی کو دُور کرنے کے لئے فرمایا۔ اگر میں قربانی کے جانور اپنے ساتھ نہ لایا ہوتا تو میں بھی احرام کھول ڈالتا۔ اسی حالت میں علیؓ یمن سے آئے۔ اور حضورؐ کے لئے بھی چند اونٹ بہ نیت قربانی اپنے ساتھ لائے۔ حضورؐ نے اُن سے پوچھا۔ تم نے کیا نیت کی ہے (یعنی کیسا احرام باندھا ہے)

علیؓ نے کہا ۔ جو نیت حضورؐ کی ہے وہی میری ہے ۔ حضورؐ نے فرمایا ۔ میں حج کا احرام باندھا ہے اور قربانی کے جانور اپنے ساتھ لایا ہوں۔ تم بھی حج کے احرام پر قائم رہو ۔ اس کے بعد علیؓ حضرت فاطمہؓ کے پاس گئے ۔ دیکھا تو وہ رنگین کپڑے پہنے ہوئے تھیں ۔ اور احرام کھول ڈالا تھا ۔ علیؓ نے اُن سے کہا ۔ تم نے احرام کیوں کھول ڈالا ؟ فاطمہؓ نے کہا ۔ حضورؐ نے مجھکو یہی حکم دیا ہے ۔ غرض صفا و مروہ کی سعی کے بعد ابوبکر صدیقؓ ۔ عمر فاروقؓ ۔ طلحہؓ ۔ زبیرؓ اور صحابہ میں سے وہ تمام لوگ جو قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے ۔ احرام پر قائم رہے اور فاطمہؓ اور ازواج مطہرات اور وہ تمام لوگ جو قربانی کے جانور ساتھ نہیں لائے تھے احرام سے باہر ہوگئے ۔ بجز حضرت عائشہؓ کے کہ حضورؐ نے اُن کو احرام میں رہنے اور حج کی نیت کرنے کا حکم دیدیا تھا۔

حضورؐ مدینہ سے ۲۵ ذی قعدہ کو روانہ ہو کر ۴ ذی الحجہ کو مکہ میں پہونچے تھے ۔ ضروری ارکان ادا کرکے آپ احرام کی حالت میں مکہ کے اندر قیام پذیر رہے ۔ آٹھویں ذالحجہ کو آپ نے منی پر کہ حکم دیا کہ جن لوگوں نے احرام کھولڈالے وہ احرام باندھ لیں اور منیٰ کی جانب روانہ ہوں ، چنانچہ لوگ احرام باندھ کر حضور کے ساتھ چاشت کے وقت منیٰ کو روانہ ہوئے ۔ منیٰ میں داخل ہو کر حضورؐ نے ظہر و عصر کی نمازیں ادا کیں اور رات کو وہیں قیام فرمایا ۔ صبح کو آفتاب بلند ہو جانے پر منیٰ سے حضورؐ روانہ ہوئے اور عرفہ کی جانب روانہ ہوگئے ۔ راستہ میں بعض صحابہ اللہ اکبر کے نعرے لگاتے جاتے تھے اور بعض لبیک اللھم لبیک کی صدائیں بلند کرتے تھے ۔ چونکہ مقصود تسبیح و تحمید تھا ۔ اس لئے حضورؐ نے کسی سے کچھ نہ کہا ۔ البتہ لبیک کو افضل بتایا ۔ مقام نمرہ پر جو عرفات سے قریب واقع ہے حضورؐ کے لئے خیمہ

کھڑا کیا گیا اور حضورؐ نے تھوڑی دیر یہاں آرام فرمایا ۔ جب آفتاب ڈھل گیا تو آپ نے وادیٔ میں پہنچکر جمعہ کی نماز ادا کی ۔ نماز سے پہلے آپ نے ایک نہایت جامع و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں احکام اسلام کی تاکید کی اور ایام جاہلیت کے مراسم و اوضاع کی جڑ کاٹ دی ۔ آپ نے صحابہ کو مخاطب کرکے خطبہ میں فرمایا ۔

" لوگو ! میری بات سنو اور محفوظ رکھو ۔ ممکن ہے کہ میں اور تم آئندہ اس مقام پر دوبارہ جمع نہ ہوں ۔ آگاہ رہو کہ

(۱) تمہارے خون ۔ تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح کہ تم آج کے دن کی ۔ اس شہر کی اور اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو (یعنی جس طرح تم عرفات کے دن (نویں ذی الحجہ) ماہ ذی الحجہ اور شہر مکہ کی عزت و حرمت کرتے ہو اسی طرح تم مسلمانوں کی جانوں ۔ مالوں اور عزتوں کی عزت و حرمت کرو)

(۲) جاہلیت کی ہر بات میرے قدموں کے نیچے ہے (یعنی ایام جاہلیت کے تمام رسوم و اوضاع کو میں نے باطل کردیا ہے گویا وہ اب کوئی چیز نہیں رہے ہیں ۔ عرب کا دستور تھا کہ وہ جس امر کو باطل قرار دیدیتے تھے پھر اُس کے قریب تک نہ جاتے تھے ۔ اور کہدیتے تھے کہ ہم نے اس امر کو پاؤں تلے کچل ڈالا ہے ۔

(۳) ایام جاہلیت کے تمام خون ساقط ہیں (یعنی ایام جاہلیت کے قتل و خون کے تمام جھگڑے ساقط ہیں) جس شخص کا کسی پر خون کا جو دعوے ہے (یعنی ایام جاہلیت کے خون کا) میں نے اُس کو ختم کردیا ہے ۔ اور سب سے پہلا خون کا دعویٰ جس کو میں اپنے خاندان سے اٹھاتا ہوں وہ ابن ربیعہ بن حارث کا خون ہے ۔ (ابن ربیعہ قبیلۂ بنو سعد میں دودھ پیتا تھا کہ ہذیل نے اُس کو مار ڈالا حارث عبد المطلب کا بیٹا تھا اور ربیعہ حارث کا بیٹا اور حضورؐ کا

چچا اور صحابی تھے۔ حضورؐ سے زیادہ عمر رکھتا تھا۔ اس کا بیٹا الیاس شیر خوار تھا کہ قبیلۂ ہذیل اور بنو سعد میں لڑائی ہوئی اور ایک پتھر اس بچے کے سر پر پڑا جس سے وہ مرگیا۔ اس بچے کے خون کا دعویٰ قبیلۂ ہذیل پر تھا حضورؐ نے اس خون کو معاف فرمادیا)

۴۔ ایام جاہلیت کا سود معاف ہے (قریش سود خوار تھے اور سود کا دعویٰ ایک دوسرے پر رکھتے تھے۔ حضورؐ نے ان تمام دعاوی کو باطل قرار دیا) سود کا سب سے پہلا دعوے جس کو میں اپنے خاندان سے معاف کرتا ہوں۔ عباس بن عبد المطلب کا دعوےٰ ہے۔

۵۔ لوگو! عنقریب تم کو اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہونا ہے وہ تم سے تمہارے اعمال کو پوچھے گا۔ یاد رکھو کہ میرے بعد تم گمراہ نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

(۶) لوگو! عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔ خدا کی ذمہ داری پر تم نے اُن کو اپنی بیوی بنایا ہے اور خدا کے کلام سے تم نے ان کو اپنے اوپر حلال کیا ہے۔ تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر غیر کو نہ آنے دیں۔ اگر وہ تمہاری اطاعت نہ کریں تو تم اُن کو مارو۔ اس طرح کہ ان کو زیادہ تکلیف نہ ہو اور عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ پلاؤ اور پہناؤ۔

(۷) میں نے تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑی ہے جس کو تم مضبوطی سے پکڑے رہوگے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے اور وہ اللہ کی کتاب قرآن ہے۔

(۸) لوگو! یاد رکھو میرے بعد نہ تو کوئی پیغمبر آئے گا اور نہ مسلمانوں کے سوا دوسری کوئی قوم ہوگی۔ سن لو اور خوب یاد رکھو کہ تم اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہنا۔ پانچ وقت نماز پڑھنا۔ رمضان کے روزے رکھنا۔ اپنے مال کی زکوٰۃ خوشی سے دینا۔ اپنے پروردگار کے گھر کا حج کرنا اور اپنے حکام کی اطاعت کرنا ان اعمال کی جزا یہ ہے کہ تمہارا پروردگار تم کو جنت میں داخل کردے گا۔

(۹) لوگو! قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی پوچھا جائیگا کہ میں نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا اور تم میں کیوں کر زندگی بسر کی۔ مجھ کو بتاؤ تم اس کے جواب میں کیا کہوگے اور کس چیز کی شہادت دوگے؟

حاضرین نے باتفاق جواب میں عرض کیا "ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے خدا کے احکام ہم کو پہنچائے۔ نبوت و رسالت کا حق آپنے ادا کردیا اور جو امانت آپ کے پاس تھی آپ نے ہم کو پہنچادی اور آپ نے خدا کی راہ میں خوب جہاد کیا" یہ سنکر حضورؐ نے اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اُٹھایا۔ پھر حاضرین کی جانب جھکایا اور اسی طرح انگلی کو گردش دیتے اور یہ فرماتے رہے۔

"اے اللہ۔ اپنے بندوں کی شہادت کو سن لے۔ اے اللہ گواہ رہ" اس کے بعد آپ نے حاضرین کو مخاطب کرکے فرمایا۔

"مسلمانو! سن لو کہ تین چیزیں سینوں کو صاف اور پاک کردیتی ہیں۔ ایک عمل میں اخلاص۔ دوسری مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی تیسری مسلمانوں کی جماعت کو نہ چھوڑنا"

اس کے بعد آپ نے فرمایا۔

"جو لوگ یہاں (عرفات کے میدان میں) موجود ہیں وہ ان لوگوں کو جو یہاں موجود نہیں ہیں ان احکام کو پہنچادیں۔ ممکن ہے سامعین میں سے بعض لوگ ان باتوں کو اپنے سے زیادہ یاد رکھنے والوں کو پہنچادیں اور وہ اُن سے زیادہ اِن کو محفوظ رکھ سکیں"

ادھر حضورؐ نے خطبہ کو ختم کیا اور ادھر یہ آیت نازل ہوئی۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا	آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔

منقول ہے کہ حضورؐ عرفات کے میدان میں اونٹ پر سوار تھے کہ خطبہ کے بعد حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی والدہ ام الفضلؓ نے دودھ کا ایک پیالہ حضورؐ کے پاس بھیجا۔ حضورؐ نے پیالہ لے لیا اور دودھ کو پی لیا۔ لوگوں کو معلوم ہوا کہ آج حضورؐ کا روزہ نہیں ہے۔ عرفہ کا روزہ اگرچہ سنت ہے لیکن حجاج کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تاکہ ارکان حج کے ادا کرنے میں ضعف نہ ہو۔ حضورؐ نے دودھ پی کر اسی اجازت کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اس کے بعد حضورؐ سواری سے اُترے اور بلالؓ کو حکم دیا کہ وہ اذان کہیں۔ چنانچہ اذان کہی گئی اور اس کے بعد تکبیر۔ حضورؐ نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر فوراً دوسری تکبیر کہی گئی اور حضورؐ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ دونوں نمازیں قصر ادا کی گئیں اور دونوں کے درمیان اور کوئی نماز نہیں پڑھی گئی۔ یعنی دونوں نمازوں کو ایک وقت میں جو ظہر وعصر کا درمیانی وقت تھا ادا کیا گیا۔ اور حضورؐ نے دو رکعتیں پڑھا کر اعلان کرا دیا کہ جو لوگ مسافر ہیں وہ اپنی دو دو رکعتیں پوری کر لیں۔ نماز کے بعد حضورؐ سوار ہوئے اور عرفات میں آئے۔ اور دامن کوہ میں جس کو جبل رحمتہ کہتے ہیں۔ اور جس کے قریب بڑے بڑے سیاہ پتھر ہیں قیام کیا۔ صحیح روایت یہ ہے کہ حضورؐ انہیں پتھروں کے قریب ٹھہرے اور سواری پر قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعا ومناجات شروع کی۔ اس مقام پر دعا کرنا بہترین عبادت ہے۔ اگر دعا وتضرع میں آنکھوں میں آنسو آ جائیں یا رقت طاری ہو جائے یا گریہ غالب آ جائے تو مقبولیت دعا کی علامت ہے۔ اس موقع پر حضورؐ نے طویل دعا پڑھی اور حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا — بہترین دعا جو پہلے پیغمبروں نے اس روز کی ہے یہ ہے لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ۔ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر۔ غروب آفتاب تک حضورؐ دعا وزاری میں مصروف رہے۔ اس کے بعد اونٹ پر سوار ہوئے۔ اسامہ بن زید کو اپنے پیچھے بٹھایا اور اونٹ کی مہار کھینچے ہوئے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں دیکھا لوگ سواریوں کو تیز لے جا رہے ہیں۔ آپ نے اُن کو مخاطب کر کے فرمایا۔ لوگو! طمانیت اور سکون کے ساتھ چلو۔ نہ تو سواریاں دوڑانے میں کوئی نیکی ہے اور نہ جلدی کرنا پرہیزگاری ہے۔" مقام مازمین سے مزدلفہ کو دو راستے جاتے تھے۔ ایک عرفات ومزدلفہ کے درمیان سے اور دوسرا مکہ ومنیٰ کے درمیان سے۔ حضورؐ نے اُس طریق پر جیسا کہ عیدگاہ جانے میں ملحوظ رکھتے تھے یہاں بھی ملحوظ رکھا۔ یعنی ایک راستہ سے گئے اور دوسرے راستے سے واپس ہوئے۔ اس راستہ میں حضورؐ نے مہار کو ذرا ڈھیلا کر دیا اور اونٹ کی رفتار کسی قدر تیز ہو گئی۔ پھر جب آپ کشادہ جگہ میں پہنچے تو اس مقام کو تیزی سے اونٹ کو دوڑا کر طے کیا اور راستہ بھر لبیک کہتے رہے۔ اور ایک گھاٹی میں پہنچ کر ہلکا سا وضو کیا۔ اسامہ بن زیدؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ مغرب کی نماز ادا کیجئے گا؟ حضورؐ نے فرمایا "ابھی نہیں۔ مزدلفہ میں مغرب اور عشا کی نمازیں اکٹھی پڑھی جائیں گی۔" مختصر یہ کہ حضورؐ مزدلفہ میں داخل ہوئے۔ مزدلفہ منیٰ اور عرفات کے درمیان واقع ہے۔ ایام جاہلیت میں قریش نویں تاریخ یہیں ٹھہرا کرتے تھے۔ عرفات نہ جاتے تھے۔ سواری سے اُتر کر حضورؐ نے کامل وضو کیا اور بلالؓ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ پھر تکبیر کہی گئی۔ اور حضورؐ نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد لوگوں کو حکم دیا اپنا سامان اتار لو اور جگہ پر رکھ دو۔ اس کے بعد عشا کی نماز پڑھو۔ جب تمام لوگ سامان اُتار کر ٹھکانے پر رکھ چکے تو تکبیر کہی گئی۔ اور حضورؐ نے عشا کی نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر حضورؐ سو گئے۔ اور صبح تک سوتے رہے۔ پھر صبح کی نماز اول وقت پڑھائی۔ پھر مشعر حرام میں آئے۔ اور آفتاب طلوع ہونے تک قبلہ رُخ ہو کر دعا وزاری میں مشغول رہے۔ جب سورج نکل آیا تو منیٰ کی جانب روانہ ہوئے اس مرتبہ آپ نے فضل بن عباسؓ کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ راستہ میں فضلؓ کو حکم دیا کہ رمی جمار کے لئے چنے سے بڑی اور بندق سے چھوٹی سات کنکریاں اٹھا لیں۔ انھوں نے اٹھا لیں اور حضورؐ نے اُن کو ہاتھ سے صاف کر لیا۔ اپنے پاس رکھ لیا۔ راستہ میں قبیلۂ خثعم کی ایک خوبصورت عورت ملی۔ اور حضورؐ سے پوچھا "میرا باپ

اس قدر بوڑھا ہے کہ اونٹ کی سواری پر نہیں بیٹھ سکتا۔ کیا اُس کی طرف سے میں حج کر سکتی ہوں؟ حضورؐ نے فرمایا "ہاں" اس وقت فضل بن عباسؓ عورت کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور عورت بھی اُنکے حسن وجمال سے متاثر تھی۔ حضورؐ نے اس منظر کو دیکھ کر اپنے دست مبارک کو فضلؓ کے سامنے کر لیا۔ یا اُن کی گردن دوسری جانب پھیر دی۔ حضرت عباسؓ نے کہا۔ یا رسول اللہؐ! آپ نے اپنے چچازاد بھائی کی گردن کیوں پھیر دی؟ حضورؐ نے فرمایا۔ میں نے ایک جوان مرد اور ایک جوان عورت کو نظریں ملاتے ہوئے دیکھا اور مجھکو شیطانی وسواس کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ اس لئے میں نے فضل کی توجہ دوسری جانب کر دی۔" ایک اور عورت راستہ میں ملی جو بڑھیا تھی اور حضورؐ سے پوچھا۔ میری ماں اس قدر کمزور ہے کہ اگر میں اُس کو اونٹ پر باندھ دوں تو اُس کے ہلاک ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ کیا اُسکی جانب سے میں حج کر لوں؟ حضورؐ نے فرمایا۔ اگر تیری ماں پر کسی کا قرضہ ہوتا تو اُس کی ادائیگی تو کرتی یا نہیں؟ بڑھیا نے عرض کیا "ہاں میں ضرور کرتی" حضورؐ نے فرمایا تو پھر تم اپنی ماں کی طرف سے حج ادا کر۔ خدا کا قرضہ ادا کرنا بندوں کا قرضہ اتارنے سے بہتر ہے۔"

پھر جب آپ بطن محسّر میں پہنچے جو ایک وادی ہے تو بہت تیزی کے ساتھ سواری کو دوڑا کر اس وادی سے باہر آئے۔ اسی وادی میں اصحاب فیل پر جو کعبہ کو ڈھانے آئے تھے۔ خدا کا عذاب نازل ہوا تھا۔ اور حضورؐ کی یہ عادت تھی کہ جس مقام پر دشمنانِ خدا پر عذاب و بلا کا نزول ہوتا تھا وہاں سے تیزی کے ساتھ گزر جاتے تھے۔ غرض حضورؐ تیزی سے اس وادی سے نکلے اور چاشت کے وقت منا میں داخل ہوئے۔ اور جمرۂ عقبہ کے سامنے کھڑے ہو کر سات کنکریاں اس جمرہ پر ماریں۔ اور ہر کنکری کے ساتھ لبیک کہی۔ منٰی میں تین مقام ہیں جہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ ایک جمرۂ اولےٰ جو مسجد خیف کی جانب ہے۔ دوسرے جمرۂ وسطیٰ۔ تیسرے جمرۂ عقبےٰ۔ پہلے روز یعنی عید کے دن صرف جمرۂ عقبہ پر سات کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ اور ایام تشریق یعنی گیارھویں بارھویں تاریخ کو تینوں جمروں پر سات سات کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ حضورؐ نے پہلے دن سواری پر رمی کی اور بقیہ دنوں میں پیدل رمی دونوں طرح درست ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ پیدل کرے۔ جمرۂ عقبہ پر کنکریاں مار کر حضورؐ نے تلبیہ ترک کر دیا۔ اور مسجد خیف کے قریب خیمہ میں قیام فرمایا۔ اس مقام پر حضورؐ نے ایک اور خطبہ ارشاد فرمایا جس کو تمام حجاج نے جو نزدیک و دور تھے سنا۔ اور یہ آپ کا ایک معجزہ تھا۔ کہ لاکھوں آدمیوں نے اپنے اپنے مقام پر آپ کے خطبہ کو سن لیا۔ اس خطبہ میں آپ نے قربانی کے دن کی فضیلت بیان کی اور تاکید کے لئے دوبارہ اُن باتوں کو بتایا جن کو مزدلفہ کے خطبہ میں بیان کیا تھا۔ آخر میں فرمایا کہ

"میں تم کو امراء و حکام کی فرمانبرداری کا حکم دیتا ہوں
جبتک کہ وہ قرآن پر عمل کریں اور دین و شریعت کی
مخالفت نہ کریں"

خطبہ کے بعد آپ قربانی کے مقام پر تشریف لائے اور سو اونٹوں میں سے ترسیٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح کئے۔ یعنی اپنی عمر کے سالوں کے مطابق اور سینتیس اونٹوں کو حضرت علیؓ کے ہاتھوں سے ذبح کرایا۔ پھر حکم دیا کہ قربانی کے اونٹوں میں سے ہر ایک اونٹ کا تھوڑا سا گوشت لے لو۔ چنانچہ تھوڑا تھوڑا گوشت قربانی کئے ہوئے سو اونٹوں میں سے لیا گیا۔ اور حضورؐ کے حکم سے دیگ میں پکایا گیا۔ پھر علیؓ سے کہا۔ اونٹوں کی کھال وغیرہ مساکین پر تقسیم کر دو۔ اور قصاب کو ان میں سے کچھ نہ دو۔ حضورؐ نے قصاب کو اپنے پاس سے اجرت دے دی۔ ایک روایت یوں ہے کہ حضورؐ نے اپنی بیویوں کی طرف سے بھی گائے کی قربانی کی اور ایک سفید بکری بھی ذبح کی۔ ذبح کے بعد حضورؐ نے اعلان کیا کہ منٰی کی ساری زمین قربانی کی جگہ ہے۔ جہاں چاہو ذبح کرو۔ اس کے بعد حضورؐ نے حجام کو بلایا اور سر مونڈنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔ "سیدھی جانب سے مونڈنا شروع کرو۔ (یعنی حضورؐ کے سیدھے ہاتھ کی جانب سے) جب حجام سیدھی جانب کے سر کے بال مونڈ چکا تو

حضورؐ نے ان بالوں کو حاضرین پر تقسیم فرمایا۔ پھر بائیں جانب کا سر مونڈنے کا حکم دیا۔ ادھر کے سارے بال حضورؐ نے ابو طلحہ انصاری (ام سلیم (انس بن مالک کی ماں) کے شوہر کو عطا فرما دیئے۔ دائیں جانب کے بالوں میں سے حجاج کو ایک ایک دو۔ دو بال ملے۔ پھر حضورؐ نے ناخن ترشوائے اور اُن کو بھی تقسیم فرما دیا۔ اس کے بعد حضورؐ دن ڈھلنے سے پہلے مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ اور کعبہ کا طواف کیا۔ یہ طواف حج کے ارکان و فرائض میں سے ہے۔ اور اس کو طواف افاضہ کہتے ہیں۔ اور طواف زیارت بھی طواف سے فارغ ہو کر حضورؐ چاہ زمزم پر تشریف لائے۔ پانی پلانے کا کام حضرت عباسؓ کا خاندانی کام تھا۔ اس لئے وہ اور ان کی اولاد کنویں سے پانی نکال نکال کر حجاج کو پلا رہے تھے۔ حضورؐ نے حضرت عباسؓ کی اولاد سے فرمایا۔ "اے آل عباس اگر مجھکو یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ تم پر غلبہ حاصل کر لیں گے تو میں بھی کنویں سے پانی کھینچتا اور پانی پلانے کے کام میں تمہاری مدد کرتا۔ کیونکہ یہ کام بھی خاص فضل و عظمت رکھتا ہے (مطلب یہ ہے کہ اگر میں اس کام کو کرتا تو میرا یہ فعل سنت ہو جاتا۔ اور میری امت میرے اتباع میں کنویں پر ٹوٹ پڑتی۔ اور تم پر غالب آجاتی۔ یعنی تم کو یہ کام کرنے کا موقع میسر نہ ہوتا اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ یہ خاندانی منصب تمہارے ہاتھوں سے نکل جاتا) اتنے میں پانی کا ایک ڈول لایا گیا اور حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضورؐ نے کھڑے کھڑے پانی پیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ چاہ زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینا جائز ہے۔ حضورؐ نے طواف زیارت کو سواری پر سوار ہو کر کیا۔ اس کی وجہ یا تو اژدہام کی کثرت ہے یا یہ کہ تمام حجاج حضورؐ کی زیارت سے مشرف ہو جائیں۔ اور حج کے جو ارکان آپ ادا کریں اُن کو سیکھ لیں۔ ایک اور وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اُس وقت حضورؐ کے پاؤں میں کچھ تکلیف تھی۔ مختصر یہ کہ حضورؐ نے ظہر کی نماز مکہ میں ادا کی اور بعض کا بیان ہے کہ منیٰ میں ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر حضورؐ منیٰ واپس تشریف لے گئے گیارہویں تاریخ کو آپ منیٰ میں رہے اور دن ڈھلنے پر نماز ظہر سے پہلے آپ پیدل جمرۂ اولیٰ پر تشریف لائے۔ اور سات کنکریاں اُس پر پھینکیں پھر ذرا ہٹ کر قبلہ رُخ کھڑے ہوئے اور دیر تک دعا کی۔ اس کے بعد جمرۂ وسطیٰ پر تشریف لائے اور سات کنکریاں اُس پر ماریں اور پھر ذرا ہٹ کر قبلہ رُخ کھڑے ہوئے اور دیر تک دعا کی۔ پھر جمرۂ عقبیٰ پر تشریف لائے۔ اور اس طرح کھڑے ہوئے کہ کعبہ آپ کے بائیں جانب اور منیٰ دائیں جانب تھا۔ اور سات کنکریاں اُس پر ماریں۔ اور پھر فوراً واپس ہو گئے۔ یعنی اس جگہ دعا نہیں کی۔ بارہویں تاریخ کو بھی حضورؐ نے ایسا ہی کیا اور پھر محصب کی جانب روانہ ہوئے۔ اور یہاں ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی نمازیں ادا کیں۔ بعض روایات سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ محصب کا قیام اتفاقی امر تھا۔ یعنی حضورؐ کے خادموں نے آپ کا خیمہ یہاں کھڑا کر دیا تھا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ حضورؐ نے یہاں خود قیام فرمایا۔ چنانچہ منقول ہے کہ گیارہویں تاریخ کو حضورؐ نے فرما دیا تھا کہ "انشاء اللہ ہم کل خیف بنی کنانہ میں ٹھہریں گے"۔ (خیف بنی کنانہ اور ابطح محصب ہی کے نام ہیں) اور اس جگہ قیام کی وجہ یہ تھی کہ اسی مقام پر قریش نے جمع ہو کر (جبکہ حضورؐ مکہ میں تشریف رکھتے تھے۔ اور ہجرت نہیں کی تھی) یہ قسم کھائی تھی اور باہم عہد کیا تھا کہ ہم بنو ہاشم اور بنو مطلب سے اب کوئی تعلق نہ رکھیں گے اور شادی بیاہ تک اُن میں نہ کریں گے۔ جب تک کہ محمدؐ کو ہمارے حوالے نہ کر دیا جائے گا۔ حضورؐ نے یہاں قیام فرما کر شعار اسلام کو ظاہر کیا تھا۔ جہاں کافروں نے شعار کفر کو ظاہر کیا تھا۔ ایک اور وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ عشا تک قیام کی وجہ حضرت عائشہؓ کا عمرہ کرنا تھا۔ حضورؐ نے عائشہؓ کو اُن کے بھائی عبد الرحمٰن کے ساتھ روانہ کیا اور مقام تنعیم سے وہ احرام باندھ کر مکہ میں آئیں اور عمرہ کے ارکان ادا کئے۔ محصب میں حضورؐ تھوڑی دیر سوئے اور پھر طواف وداع (واجب) کیلئے مکہ گئے۔ اور طواف فرمایا۔ اس طواف میں آپ نے رمل نہیں کیا۔ البتہ مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی۔ مکہ سے آپ پھر محصب میں تشریف لائے۔ اور کوچ کا حکم دے دیا۔ واپسی میں آپ زیریں مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ طواف وداع سے فارغ ہو کر حضورؐ چاہ زمزم پر گئے۔ ایک ڈول اپنے ہاتھوں سے کھینچا۔ تھوڑا سا پانی پیا۔ اور باقی کنویں میں ڈال دیا۔ مختصر یہ کہ مکہ سے روانہ ہو کر آپ منزل روحا پر آئے

...میں پہنچے۔ یہاں آپ نے سواروں کی ایک جماعت کو دیکھا۔ سلام کیا۔ اور پوچھا "تم کون ہو؟" انھوں نے کہا۔ "ہم مسلمان ہیں اور تم کون ہو؟" حضورؐ نے فرمایا "میں خدا کا رسول ہوں" پھر ایک عورت حاضر ہوئی جس کی گود میں چھوٹا بچہ تھا۔ اُس نے پوچھا یارسول اللہ بچہ کا حج درست ہے؟ آپ نے فرمایا "ہاں اُس کا بھی حج ہے۔ اور تیرے لئے بھی ثواب"

یہاں سے روانہ ہوکر منزل بہ منزل ٹھہرتے ہوئے آپ ذوالحلیفہ پہنچے رات کو یہاں قیام فرمایا اور صبح کو مدینہ روانہ ہوئے۔ جب مدینہ پر نظر پڑی تین مرتبہ بلند آواز سے آپ نے تکبیر کہی۔ اور پھر اعانت و نصرت الٰہی۔ کمال دین۔ اتمام نعمت اور رجوع بخیر و عافیت کے شکرانہ میں فرمایا لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ۔ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیء قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ واعز جندہ فلا شیء بعدہ۔

غدیر خم کا واقعہ

غدیر خم کے واقعہ اور اُس خطبہ کے الفاظ میں جو حضورؐ نے وہاں دیا تھا مختلف روایات ہیں۔ چونکہ یہ موقع تحقیق روایات اور تنقیح رواۃ کا نہیں ہے۔ اس لئے عام روایات میں جو کچھ آیا ہے ہدیہ ناظرین ہے۔

مکہ معظمہ سے واپسی میں حضورؐ جب منزل غدیر خم پر پہنچے جو مقام جحفہ کے اطراف میں اور مکہ و مدینہ کے درمیان واقع ہے تو حضورؐ نے حاضرین کو مخاطب کرکے فرمایا۔

الستم تعلمون انی اولیٰ بالمومنین من انفسھم	کیا تم کو یہ علوم نہیں ہے کہ میں مسلمانوں کا خود اُن سے زیادہ دوست اور قریب ہوں۔

جیسا کہ قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم	نبی مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے تین مرتبہ مذکورہ بالا الفاظ فرمائے۔ ان الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ میں مومنین کو صرف اُن کا مولا کا حکم دیتا ہوں جن میں اُن کی فلاح۔ نجات اور دنیا و آخرت کی بھلائی ہوتی ہے۔ برخلاف اُن کی ذات کے کہ وہ خود شر و فساد کی جانب راغب ہوجاتے ہیں۔ غرض صحابہ نے حضورؐ کے مذکورہ بالا الفاظ سنکر عرض کیا۔ "ہاں حضورؐ ہم سے زیادہ ہم پر مہربان و شفیق ہیں" حضورؐ نے فرمایا۔ "مجھکو عالم آخرت میں طلب کیا گیا ہے اور میں نے قبول کرلیا ہے۔ تم لوگ آگاہ رہو کہ میں تمہارے درمیان دو بڑی چیزیں چھوڑتا ہوں اور ان میں سے ایک دوسری سے بہت زیادہ عظمت رکھتی ہے۔ ایک تو قرآن اور دوسرے میرے اہل بیت۔ خوب یاد رکھو اور کافی احتیاط سے کام لو۔ کہ میرے بعد ان دونوں سے تم کس قسم کا سلوک کروگے۔ اور ان کے حقوق کیوں کر ادا کروگے۔ میرے بعد یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہونگی۔ یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے آکر ملیں" اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا "خدا میرا مولا ہے اور میں تمام مومنین کا مولےٰ ہوں" اس کے بعد حضورؐ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے کر فرمایا۔

اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ	اے اللہ جس کا مولا میں ہوں علی اُس کا مولا ہے۔
اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ وادر الحق معہ حیث	اے اللہ اُس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور اُسکو دشمن رکھ جو علی سے دشمنی رکھے اور اُس کی مدد کر جو علی کی مدد کرے اور اُس کو ذلیل کر جو علی کو ذلیل خیال کرے۔ حق کو علی کے ساتھ رکھ جہاں کہیں وہ ہو ؎

؎ حضورؐ نے حجۃ الوداع سے پہلے حضرت علیؓ کو یمن بھیجا تھا اور حکم دیا تھا کہ خالدؓ نے مال غنیمت کا جو پانچواں حصہ جمع کیا ہو وہ اُن سے لے آؤ۔ بریدہ اسلمی کہتے ہیں میں لشکر میں شامل تھا۔ مال غنیمت کے پانچویں حصہ میں جو غلام تھے اُن میں ایک لونڈی بھی تھی۔ جو بہت بہتر عورت تھی۔ حضرت علیؓ نے اس لونڈی کو لے لیا۔ اور اپنی صحبت میں رکھی۔ مجھکو علیؓ کا یہ فعل ناگوار ہوا اور میں نے خالدؓ سے کہا "تم نے دیکھا علیؓ نے کیا کیا؟" پھر میں نے علیؓ سے پوچھا

مورخین کا بیان ہے کہ خطبہ غدیر خم کے دوسرے یا تیسرے دن کسی منزل پر ایک اور خطبہ دیا جس میں یہ الفاظ بھی تھے۔

اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکرؓ و عمرؓ } میرے بعد تم لوگ ابوبکرؓ و عمرؓ کی اقتدا (اطاعت) کرنا۔

اسی سال حضورؐ نے جریر بن عبد اللہ بجلی کو قوم تبع کے سردار ذی الکلاع کے پاس دعوت اسلام کے لئے بھیجا جو طائف کا حاکم تھا۔ اور طائف و اطراف دجوانب کے بہت سے لوگ اُس کو خدا مانتے اور اسکی پرستش کرتے تھے۔ جریر ابھی طائف سے واپس نہ آئے تھے کہ حضورؐ نے انتقال فرمایا۔ مورخین کا بیان ہے کہ ذوالکلاع حضرت عمرؓ کے عہد تک کافر رہا۔ خلافت عمرؓ کے زمانہ میں وہ مدینہ میں اٹھارہ ہزار غلاموں کے ساتھ آیا اور وہ اور اُس کے سب غلام مسلمان ہو گئے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ذوالکلاع نے چار ہزار غلاموں کو آزاد کر دیا۔ عمرؓ نے اس سے کہا۔ ذوالکلاع جو غلام باقی رہ گئے ہیں وہ دانگ فی غلام قیمت پر میرے ہاتھ بیچ ڈال۔ اُس نے کہا۔ مجھکو ایک دن کی مہلت دیجئے کل غور کر کے جواب عرض کرونگا۔ اور اپنی قیام گاہ پر جاکر بقیہ تمام غلاموں کو آزاد کر دیا۔ دوسرے دن عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عمرؓ نے پوچھا۔ غلاموں کی بابت کیا رائے قایم کی؟ اُس نے کہا۔ جو بات خداوند تعالیٰ نے اُن کی بابت بہتر خیال کی میں نے اُس کو اختیار کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "وہ کیا ہے؟" ذوالکلاع نے کہا۔ میں نے سب کو خدا کے لئے آزاد کر دیا۔

اسی سال حضورؐ کے صاحبزادے ابراہیمؑ نے وفات پائی اور جس روز اُن کا انتقال ہوا تھا اُسی روز سورج گرہن ہوا۔ عام لوگوں کا چونکہ یہ خیال تھا کہ سورج گرہن کسی بڑے حادثہ کے وقوع میں آنے کے سبب ہوتا ہے اس لئے لوگ کہنے لگے کہ ابراہیمؑ کی موت سے سورج گرہن ہوا ہے۔ حضورؐ نے یہ بات سنی تو آپ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا "لوگو! سورج اور چاند کی نشانیوں میں سے ہیں۔ یعنی خدا کی قدرت اور صنعت کے کمال کو یہ دونوں چیزیں ظاہر کرتی ہیں اور ان کا گرہن ہونا بھی کمال قدرت و صنعت پر دلالت کرتا اور ہمارے لئے موجب عبرت و بصیرت ہے۔ کہ ایک لمحہ میں ان کی روشنی اور عظمت جاتی رہتی ہے۔ اسی طرح اگر خدا چاہے تو علم و ایمان کا نور آدمیوں کے دلوں سے نکال لے اور ان کو فنا اور تاریک کر دے کسی کی موت و زندگی سے گرہن کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب گرہن ہو تو تم لوگ صدقہ دو۔ لونڈی۔ غلام آزاد کرو۔ اور خدا کا ذکر کرو۔

اسی سال حضرت جبرئیلؑ ایک مرد کی صورت میں حضورؐ کے پاس آئے اور غیر آدمی کو دیکھکر صحابہ حیرت و تعجب میں تھے کہ حضرت جبرئیلؑ حضورؐ کے زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھوں کو حضورؐ کی یا اپنی رانوں پر رکھ لیا۔ اور اسلام۔ ایمان۔ احسان کے معنی اور قیامت و علامات قیامت کی بابت سوال کیا حضورؐ نے تمام باتوں کا جواب تفصیل سے دیا اور پھر جبرئیلؑ واپس تشریف لے گئے۔ حضورؐ نے صحابہ سے فرمایا۔ جاؤ اُس شخص کو تلاش کرو۔ صحابہ دوڑے اور ہر چند تلاش کیا لیکن نہ ملا۔ واپس آئے تو حضورؐ نے فرمایا۔ یہ جبرئیل تھے۔ تم کو دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔

گیارھویں فصل ـــــ ۱۱ھ کے واقعات

حجۃ الوداع میں چونکہ اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی کثرت

(بقیہ مضمون زٹ صفحہ ۲۵)

"یہ تم نے کیا کیا؟" علیؓ نے کہا۔ "یہ لونڈی آل محمدؐ کے حصہ میں آئے گی اور پھر میرے حصہ میں۔ اس لئے اس کو میں نے لے لیا ہے۔" بریدہ اسلمی کہتے ہیں میں نے واپس جاکر حضورؐ سے اس کا ذکر کیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ "گویا تم علیؓ سے دشمنی رکھتے ہو؟" میں نے عرض کیا۔ "ہاں۔" حضورؐ نے فرمایا "اس سے دشمنی نہ رکھو۔ غنیمت میں اس کا حصہ ایک لونڈی سے زیادہ ہے۔" ایک روایت یوں ہے کہ میرے الفاظ سنکر حضورؐ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور فرمایا۔ "بریدہ! علی کے حق میں خیال بد نہ رکھو وہ مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں۔ وہ تمہارا مولا ہے۔ جس کا مولا میں ہوں علیؓ اس کا مولا ہے۔" مورخین کا بیان ہے کہ بریدہ کو علیؓ کے اس فعل سے اس لئے نفرت ہوئی تھی کہ انھوں نے شرعی حکم کے مطابق لونڈی کو پاک نہیں کیا تھا۔ حضرت علیؓ یمن سے مکہ آئے اور حجۃ الوداع میں شریک ہوئے۔ حج سے فارغ ہوکر غدیر خم کے موقع پر حضورؐ نے حضرت علیؓ سے نفرت و دشمنی نہ رکھنے کے موضوع پر خطبہ دیا۔ گویا علیؓ کا تقسیم سے پہلے لونڈی کو

کامیابی کا شاندار مظاہرہ ہوا تھا۔ اس لئے دین الٰہی کی اس ترقی اور کامیابی نے عرب کے بعض لوگوں میں دعوائے نبوت کا خیال پیدا کر دیا۔ یہ لوگ چونکہ دین حنیف کی ترقی کو دنیوی ذرائع اور تدابیر کا نتیجہ سمجھے تھے۔ اس لئے انھوں نے خیال کیا کہ ان ذرائع اور تدابیر کو اختیار کر کے (معاذ اللہ) ہم بھی حضورؐ کی طرح کامیاب ہو جائیں گے۔ چنانچہ حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد حضورؐ کو یہ اطلاعات موصول ہوئیں کہ مسیلمہ بن ثمامہ (مسیلمۂ کذاب) اسوؔ بن کعب عنسی۔ طلیحہ بن خویلد اسدی اور ایک عورت سجاح بنت الحارث بن سوید تمیمیہ نے اپنے اپنے مقامات پر نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔

ان مدعیان نبوت میں مسیلمۂ کذاب جو اپنے آپ کو رحمٰن الیمامہ کہلواتا تھا۔ انتہا درجہ کا شقی اور چالاک تھا۔ لوگوں سے وہ کہا کرتا تھا کہ ایک شخص میرے پاس وحی لاتا ہے جس کا نام رحمٰن ہے۔ یہ وہی مسیلمہ ہے جو وفد بنو حنیفہ کے ساتھ مدینہ میں آیا تھا اور جس نے عریضہ بھیجکر حضورؐ سے یہ استدعا کی تھی کہ مجھ کو نبوت میں شریک کر لیا جائے۔

مسیلمہ کذاب نے شراب کو حلال اور فریضۂ نماز کو موقوف کر دیا تھا اور بہت سے جاہل اُس کے حلقہ میں داخل ہو گئے تھے اور اُسی طرح اُس سے دعا کے خواستگار ہوتے تھے جس طرح مومنین حضورؐ سے دعا کراتے تھے۔ وہ عربی عبارات بھی بناتا۔ اور لوگوں سے کہا کرتا کہ یہ وہ قرآن ہے جو مجھ پر نازل ہوا ہے۔ حضورؐ کی زندگی میں مسیلمہ اپنے دعوائے نبوت پر قائم رہا اور حضرت صدیق اکبرؓ کے عہد خلافت میں ایک سخت جنگ کے بعد اُس کو مار ڈالا گیا۔

دوسرا مدعی نبوت اسود عنسی تھا جو کاہن اور شعبدہ پرداز تھا۔ اس نے حضورؐ کی زندگی میں یمن کے حاکم شہر بن باذان کو مار ڈالا اور یمن کے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور شہر بن باذان کی بیوی کو اپنے تصرف میں لایا۔ حضورؐ کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو آپ نے نواحی یمن کے حکام معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ اشعری وغیرہ کو جو اس فتنہ کے خوف سے حضرموت میں چلے آئے تھے۔

لکھا کہ تم تمام لوگ یک جا ہو کر کوشش کرو کہ یہ فتنہ ختم ہو جائے چنانچہ یہ تمام حکام اور ان کی ماتحت فوج ایک جگہ جمع ہو گئی اور انھوں نے خفیہ طور پر شہر بن باذان کی بیوی کو یہ پیام بھیجا کہ اسود عنسی نے تیرے باپ اور شوہر کو قتل کیا ہے۔ اس سے نجات حاصل کرنے کی جو تدبیر ممکن ہو اختیار کر۔ شہر بن باذان کی بیوی نے یہ پیغام پا کر اپنے چچا زاد بھائی فیروز دیلمی کو جو نجاشی کا بھانجہ تھا اور سنہ ۷ھ میں مدینہ میں آ کر اسلام قبول کر چکا تھا اور ایک اور شخص کو جس کا نام داذویہ تھا۔ اسود عنسی کے قتل پر مقرر کیا۔ ان لوگوں نے رات کو اسود عنسی کے گھر میں نقب لگایا اور اندر داخل ہو کر اسود عنسی کو مار ڈالا۔ منقول ہے کہ اسود کے دروازہ پر ایک ہزار آدمی حفاظت کے لئے رہتے تھے۔ جب اُس کو قتل کیا گیا تو وہ اس طرح چلایا اور ڈکرایا جس طرح ذبح کے وقت گائے ڈکراتی ہے۔ فوراً شہر بن باذان کی بیوی دروازہ پر آئی اور محافظوں کو گھر کے اندر آنے سے روکا اور کہا "خاموش رہو اور واپس چلے جاؤ۔ تمہارے پیغمبر پر وحی نازل ہو رہی ہے"۔ بعض مورخ کہتے ہیں کہ اسود کے قتل کی خبر حضورؐ کی وفات کے ایک دن بعد پہنچی۔ لیکن حضورؐ کو وحی کے ذریعہ اس کا حال ایک روز پہلے معلوم ہو چکا تھا اور آپؐ نے صحابہ سے فرمایا تھا کہ آج رات اسود عنسی کو مار ڈالا گیا اور فیروز نے قتل کیا۔ اور بعض مورخ کہتے ہیں کہ اسود عنسی کو حضرت صدیق اکبر کے عہد خلافت میں فیروز نے قتل کیا تھا۔

تیسرا مدعی نبوت طلیحہ بن خویلد اسدی تھا۔ یہ کہا کرتا تھا کہ جبرئیل اُس کے پاس وحی لاتے ہیں۔ بہت سے لوگ اس کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اپنے عہد خلافت میں اس کے خلاف خالد بن ولید کی سرکردگی میں مہم بھیجی۔ خالد بن ولیدؓ نے اس کی جمعیت کو سخت شکست دی۔ اور طلیحہ ناکام ہو کر شام کی طرف بھاگ گیا۔ اور کچھ عرصہ بعد مدینہ میں حاضر ہو کر دوبارہ مسلمان ہوا اور بہترین مسلمان ثابت ہوا اور جنگ نہاوند میں شہادت حاصل کی۔

چوتھی مدعی نبوت سجاح نے بنو تغلب کے قبیلہ میں نبوت کا دعوےٰ کیا اور اُس کی قوم کے بہت سے لوگ اُس کے ساتھ ہو گئے۔

اُس کی طاقت اور جمعیتہ کی کثرت کو دیکھکر مسیلہ کو خطرہ پیدا ہوا اور اُس نے تحائف و ہدایا بھیجکر سجاح سے استدعا کی کہ چند خاص باتیں ہیں۔ اگر آپ یہاں آجائیں تو اُن پر گفتگو ہو جائے۔ سجاح اپنی جمعیتہ کے ساتھ آئی۔ میدان میں خیمے لگائے گئے اور فرش واشیاء آرائش سے خیموں کو آراستہ اور خوشبو سے معطر کیا گیا۔ مسیلہ سجاح کے خیموں میں گیا۔ اور دونوں نے اپنی اپنی وحی کو سنایا۔ مسیلمہ کی نبوت اور تمام باتوں کو سجاح نے تسلیم کر لیا تین روز تک دونوں تنہائی میں خیمہ کے اندر رہے۔ پھر دونوں نے نکاح کر لیا اور ایک دوسرے سے رخصت ہو گئے۔ سجاح کے ساتھیوں نے اُس سے پوچھا۔ تم دونوں نے کیا معاملہ طے کیا؟ سجاح نے کہا مسیلمہ کی نبوت درست ہے۔ اور میں نے اُس سے نکاح کر لیا ہے۔ لوگوں نے پوچھا "مہر کیا قرار پایا ہے" سجاح نے کہا "مہر کے تقرر کی فرصت نہیں ملی" لوگوں نے کہا بے مہر کے تو نکاح ہی نہیں ہوتا۔ جاؤ مسیلمہ سے مہر مقرر کرو" سجاح مسیلمہ کذاب کے پاس گئی اور مہر مقرر کرا کے واپس آئی اور کہا۔ "میرا مہر یمامہ کا آدھا غلہ مقرر کیا گیا ہے اور فجر و عشاء کی نماز معاف کر دی گئی ہے۔ اب تم یمامہ کا آدھا غلہ حاصل کر لو" سجاح نے غلہ وصول کرنے کے لئے عامل مقرر کئے۔ اور وہ اپنے کاموں میں مشغول تھے کہ حضرت ابوبکرؓ کا بھیجا ہوا لشکر آ گیا اور جنگ کے بعد ان مقامات پر قبضہ کر لیا۔ بعض مورخ تو یہ کہتے ہیں کہ سجاح مسیلمہ کے قتل کے بعد کسی مقام پر چھپ گئی اور وہیں مرگئی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ امیر معاویہؓ کے عہد میں سجاح اور اُس کی قوم مسلمان ہو گئی۔

حضورؐ کی وفات کا واقعہ

وصایا اور نصائح } حجتہ الوداع میں حضورؐ نے اپنی رحلت کا اشارہ فرماتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا کہ "ممکن ہے آئندہ سال میں تمہارے درمیان نہ ہوں" پھر منٰی کے قیام میں سورۂ اذا جآء نصر اللّٰہ والفتح نازل ہوئی اور حضورؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا "اس سورۃ میں مجھکو بتایا گیا ہے کہ اس عالم سے رحلت کا وقت آپہنچا" جبرئیلؑ نے کہا "اندیشہ نہ کیجئے وللآخرۃ خیر لك من الاولیٰ (آخرت آپ کے لئے دنیا سے بہتر ہے) اس کے بعد حضورؐ کار آخرت میں زیادہ سے زیادہ کوشش کرنے لگے۔

آپ اکثر اوقات سورۂ جآء کے ارشاد کے بموجب یہ پڑھا کرتے سبحانك اللّٰهم وبحمدك اللّٰهم اغفر لی انك انت التواب الرحیم ایک روز صحابہ نے پوچھا۔ یا رسول اللہؐ کیا بات ہے۔ آپ اکثر ان مبارک کلمات کو پڑھا کرتے ہیں" حضورؐ نے فرمایا۔ "تم لوگ آگاہ رہو کہ مجھکو عالم آخرت میں طلب کیا گیا اور تسبیح۔ تحمید اور استغفار کا حکم دیا گیا ہے" یہ کہہ کر آپ پر رقت طاری ہوئی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ "یا رسول اللہؐ! آپ موت کے اندیشہ سے روتے ہیں حالانکہ خداوند تعالےٰ نے آپ کے گزشتہ اور آئندہ تمام امور کو بخشدیا ہے" حضورؐ نے فرمایا۔ "این ھول المطلع واین ضیق القبر وظلمۃ اللحد واین القیامۃ والاھوال۔ حضورؐ کے یہ الفاظ گویا امت کے لئے تنبیہ تھی کہ موت کے صدمات سے پہلے اپنے آپ کو آخرت کے لئے تیار کرلے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے منقول ہے کہ حضورؐ نے ایک ماہ پہلے ہم کو اپنی موت سے آگاہ کر دیا تھا۔ آپ نے خاص خاص صحابہ کو حضرت عائشہؓ کے مکان میں جمع کیا۔ ہم کو دیکھکر آپ پر رقت طاری ہوئی اور آنسو آپ کی آنکھوں سے جاری ہو گئے۔ آپ کا یہ رونا اُمت اور صحابہ کے اُس رنج و غم کی بنا پر تھا

جو وفات کے بعد اُن کو پہنچیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا مرحبا بکم۔ حیاکم اللہ بالسلام وحفظکم اللہ جبرکم اللہ نصرکم اللہ رفعکم اللہ ھداکم اللہ وفقکم اللہ آواکم اللہ وقاکم اللہ سلمکم اللہ (تم کو مرحبا خداوند تعالیٰ تم کو سلامتی کے ساتھ رکھے۔ تمہاری حفاظت کرے۔ تمہاری نگہبانی کرے۔ تمہاری مدد کرے۔ تم کو بلند و برتر رکھے۔ تم کو ہدایت دے۔ تم کو توفیق دے۔ تم کو پناہ دے۔ تم کو محفوظ رکھے۔ تم کو سلامت رکھے۔) یہ دعا اگرچہ حاضرین کے لئے تھی۔ لیکن حقیقت میں ساری امت کے لئے تھی۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا۔ "میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ہر حال میں خدا سے ڈرتے رہنا۔ اور میں تم کو خدا کے حوالے کرتا ہوں اور اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ اور میں تم کو خدا کے عذاب اور سخت پکڑ سے ڈراتا ہوں میں تمہارے لئے خدا کا کھلا ہوا ڈرانے والا ہوں۔ تم کو چاہئے کہ خدا کے بندوں اور شہروں میں تم تکبر و غرور نہ کرنا کیونکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

تلك الدار الآخرة للذين لا يريدون علوا في الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقين	یہ آخرت کا گھر ہم انہیں لوگوں کو دیں گے جو زمین پر تکبر اور فساد نہیں چاہتے اور نیک انجام پرہیزگاروں کا ہے۔

حضورؐ ہر سال ایک مرتبہ حضرت جبرئیلؑ کے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے تھے۔ اور ہر سال رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ سال وفات میں آپ نے دو مرتبہ جبرئیلؑ سے قرآن کا دور کیا اور رمضان میں دو عشرہ کا اعتکاف کیا۔

علالت سے پہلے یا ایام علالت میں آپ شہداء احد کے مزارات پر تشریف لے گئے۔ اور ان کی شہادت کے آٹھ سال بعد ان پر نماز پڑھی۔ گویا آپ اُن سے رخصت ہوئے۔ نماز کے بعد آپ نے فرمایا۔ میں تمہارا پیش رو (یعنی آگے جانے والا) ہوں۔ اور تمہارا گواہ ہوں۔ تم مجھ سے حوض کوثر پر آکر ملنا۔ میں اس وقت بھی اس جگہ کھڑا ہوا حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں اور مجھکو زمین کے خزانوں کی کنجی دی گئی ہے (یہ بشارت ہے فتح ممالک و امصار اور زمین کے خزانے مسلمانوں کے ہاتھ آنے کی) اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا۔ "میں اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے بلکہ خوف اور اندیشہ یہ ہے کہ تم دنیا میں مبتلا ہو کر اس کے فتنہ میں پڑ جاؤ گے اور اسی طرح ہلاک ہو جاؤ گے۔ جس طرح تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے ہیں۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے منقول ہے کہ (علالت سے پہلے) حضورؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا۔ "خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندہ کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کی زیب و زینت اور زندگی کو پسند کرے یا اُس چیز کو جو خداوند تعالیٰ کے پاس اجر و ثواب ہے۔ اُس بندہ نے آخرت کو اختیار کر لیا ہے اور دنیا کی طرف رغبت نہیں کی ہے۔" آپ کے یہ الفاظ سنکر حضرت ابو بکرؓ بے اختیار رونے لگے۔ اور عرض کیا "یا رسول اللہؐ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ صحابہ نے حضرت ابو بکرؓ کی یہ حالت دیکھکر کہا۔ اس بوڑھے کی حالت تو دیکھو حضورؐ تو ہم کو خدا کے ایک بندہ کے انتخاب کا حال بتا رہے ہیں اور وہ روتا اور یہ کہتا ہے کہ یا رسول اللہؐ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہیں! واقعہ یہ ہے کہ حضورؐ نے خود اپنا ذکر فرمایا تھا اور حضرت ابو بکرؓ اس کو سمجھ گئے تھے اور دوسرے صحابہ کو اس کا خیال بھی نہ ہوا تھا۔ اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا۔ "تم لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ پر احسان اور نیکی کرنے والا ابو بکرؓ ہیں۔ اگر میں خدا کے سوا کسی کو اپنا خلیل (دوست خاص) بناتا۔ تو ابو بکر کو بناتا۔ میرا خلیل خدا کے سوا کوئی نہیں ہے۔ البتہ اسلامی اخوت باقی ہے!" اس کے بعد فرمایا۔ "مسجد نبوی میں اب کوئی کھڑکی یا دروازہ کسی شخص کا باقی نہ رہے۔ مگر صرف ابو بکرؓ کا (یہ گویا اشارہ ہے اس بات کا کہ جانشینی اور خلافت صرف ابو بکر کا حق ہے) یہ الفاظ آپ نے بیماری میں وفات سے پانچ رات پہلے فرمائے تھے۔

۱۱ھ کے ماہ صفر میں حضورؐ کو خدا کی طرف سے یہ حکم ملا کہ گورستان بقیع کے مدفونوں کے لئے استغفار کریں۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ سے منقول ہے۔ کہ ایک رات کو حضورؐ میرے ہاں تھے چنانچہ

حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ ایک رات کو حضورؐ میرے ہاں تشریف فرما تھے اور میں سو رہی تھی۔ تھوڑی دیر میں میری آنکھ کھلی تو میں نے حضورؐ کا بستر پر نہ پایا۔ میں آپ کی تلاش میں باہر نکلی اور آپ کے عقب میں روانہ ہوئی۔ آپ گورستان البقیع میں داخل ہوئے اور کہا "السلام علیکم دار قوم مومنین واتاکم ما توعدون وانا انشاء اللہ بکم لاحقون (ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں انتم لنا فرط وانا بکم لاحقون) اللھم لا تحرمنا اجرھم ولا تفتنا بعدھم اللھم اغفر لاھل بقیع الغرقد" اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حضورؐ جب رات کو گھر سے نکلے تو میں (عائشہؓ) بھی آپ کے پیچھے روانہ ہوئی اس غیرت سے کہ ممکن ہے حضورؐ کسی اور بیوی کے گھر میں جائیں۔ آپ راستہ طے کر کے بقیع میں پہنچے اور دیر تک کھڑے دعا کرتے رہے۔ آپ نے تین مرتبہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اور پھر واپس ہوئے۔ میں چپکے چپکے دوڑتی ہوئی آئی اور آپ کے تشریف لانے سے پہلے گھر میں داخل ہو کر اپنی جگہ پر سو رہی۔ حضورؐ تشریف لائے اور مجھکو گھبرایا ہوا سا پاکر پوچھا۔ عائشہؓ کیا حال ہے۔ میں تم کو پریشان پاتا ہوں" حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں نے سارا واقعہ عرض کیا حضورؐ نے فرمایا۔ میں نے اپنے آگے ایک سیاہی کو دیکھا تھا وہ تم ہی تھیں" میں نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہؐ" آپ نے سختی کے ساتھ ایک ہاتھ میرے سینہ پر مارا اور فرمایا۔ کیا تیرا خیال یہ تھا کہ خدا اور اُس کا رسول تیرے حق میں ظلم کرے گا" میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! خدا سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔ واقعہ یہی تھا جو آپ نے فرمایا۔ یہ بشریت کا تقاضہ تھا۔ آپ معاف فرمائیں" اس کے بعد حضورؐ نے بیان فرمایا کہ" جبرئیلؑ آئے۔ دروازہ پہ سے آواز دی۔ تم سو رہی تھیں۔ میں نے پریشان ہونے کے خیال سے تم کو نہیں جگایا۔ میں باہر نکلا تو جبرئیلؑ نے فرمایا۔ آپ کا پروردگار آپ کو یہ حکم دیتا ہے کہ آپ بقیع میں جائیں اور بقیع کے لئے استغفار کریں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے بقیع غرقد سے واپس آکر صحابہ سے فرمایا" جو لوگ تم سے پہلے دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں، وہ تم سے بہتر ہیں" صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! وہ ہمارے بھائی ہیں وہ بھی ایمان لائے۔ ہم بھی ایمان لائے۔ اُنھوں نے بھی خدا کی راہ میں خرچ کیا۔ ہم بھی خرچ کیا۔ پھر وہ ہم سے کیوں بہتر ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ یہ لوگ دنیا سے گزر گئے اور اپنے اجر و ثواب سے دنیا میں متمتع نہ ہوئے۔ تمہاری نسبت میں نہیں کہہ سکتا کہ تم میرے بعد کیا کرو گے۔ اور کیسے کیسے فتنوں سے تم کو سابقہ پڑے گا!

ایک روایت یہ ہے کہ جس طرح حضورؐ کو اہل بقیع کے لئے استغفار کا حکم ہوا تھا۔ اسی طرح شہدا بدر کے لئے بھی اور ایک ہی رات میں آپ نے یکے بعد دیگرے دونوں حکموں پر عمل کیا تھا۔ یعنی بقیع سے واپس آکر آپ سو رہے تو جبرئیلؑ پھر آئے اور شہدا احد کے لئے دعا کا حکم لائے۔ آپ احد گئے اور دعا کی۔

بیماری کے حالات

اہل بقیع و شہدا احد کے لئے استغفار و دعا اور صحابۂ کرام کو وصایا و نصائح کے بعد یعنی مردوں اور زندوں سے رخصت حاصل کر لینے کے بعد حضورؐ کے سر مبارک میں درد شروع ہوا۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ بقیع سے واپس آئے۔ تو میرے سر میں درد شروع ہوا اور میں نے کہا۔ واراساہ (آہ میرا سر)" حضورؐ نے میرے یہ الفاظ سنے تو فرمایا۔ عائشہؓ! میرے سر میں بھی درد ہو رہا ہے"

اس کے بعد حضورؐ نے مزاح کے طور پر عائشہؓ سے فرمایا۔ "عائشہؓ! کیا حرج ہے اگر تم مجھ سے پہلے مر جاؤ۔ میں تمہاری تیمارداری کروں گا۔ تمہاری تجہیز و تکفین کا انتظام کروں گا۔ تم پر نماز پڑھوں گا۔ تم کو دفن کروں گا۔ اور تمہارے لئے دعا و استغفار کروں گا" عائشہؓ نے غیرت آمیز مزاح کے طور پر کہا۔ "معلوم ہوتا ہے آپ میری موت کو پسند کرتے ہیں۔ اگر میں آج شام تک مر جاؤں تو آپ میرے گھر میں آج ہی رات کو دوسری عورت کے ساتھ شب باش ہوں گے" حضورؐ یہ سنکر مسکرائے اور فرمایا۔ عائشہؓ تمہارے درد کو آرام ہو جائے گا۔ لیکن میرا دردِ سر ایسا ہے جس سے خلاصی مشکل ہے" گویا آپ نے یہ بتایا کہ میری موت کا وقت قریب ہے۔ اس کے بعد آپ نے عائشہؓ کو (بیوگی کے رنج و غم سے بچانے اور) خوش کرنے کے لئے فرمایا کہ۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی کو بھیکر ابوبکرؓ

اور اُن کے بیٹے عبدالرحمٰن کو بلاؤں کہ اُن کے سامنے میں عہد (خلافت) لیوں۔ تاکہ بعد میں لوگ کچھ نہ کہیں اور آرزومندوں کی آرزوئیں ختم ہو جائیں (یعنی ابوبکرؓ کے سوا کوئی خلافت کا دعویٰ اور آرزو نہ کرے)" عائشہؓ نے عرض کیا، یارسول اللہؐ! خداوند تعالیٰ سلامتی کو اس سے بچائے گا"

دردِ سر کے ایام میں بھی حضورؐ ازواج مطہرات کے گھروں میں باری سے جاتے رہے۔ میمونہؓ کے گھر میں آپ کا درد بڑھ گیا۔ اور سخت بخار ہو گیا تو آپ نے فرمایا "بیماری کی حالت میں۔ میں بیویوں کے گھروں میں نہیں آ جا سکتا" اس پر تمام بیویوں نے مشورہ کرکے قرار دیا کہ بیماری کے ایام حضورؐ عائشہؓ کے گھر میں بسر کریں۔ ایک روایت یہ ہے کہ خود حضورؐ نے یہ خواہش ظاہر کی اور بیویوں نے اس کو قبول کر لیا۔ اور آپ عائشہؓ کے گھر میں تشریف لے گئے۔

آپ کی علالت روز بروز بڑھتی رہی۔ یہاں تک کہ شدتِ مرض سے آپ بستر پر تڑپتے اور برابر پہلو بدلتے رہتے تھے۔ اسی حالت میں عائشہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ، اگر ہم میں سے کسی کی ایسی حالت ہوتی تو آپ اس پر اعتراض کرتے۔ اور غصہ فرماتے" آپ نے فرمایا "عائشہؓ! مرض نہایت سخت ہے اور واقعہ یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ انبیاء و صلحاء کو انتہا درجہ کی سختی میں مبتلا کرتا ہے"

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ "میں نے دنیا میں حضورؐ کی بیماری سے سخت کسی کی بیماری نہیں دیکھی" ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں حضورؐ کی بیماری میں۔ میں حاضر ہوا۔ آپ سر پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ پٹی پر ہاتھ رکھکر دیکھا تو اس قدر حرارت تھی کہ مجھکو آپ کے جسم مبارک پر ہاتھ رکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

ایک حدیث میں ہے کہ جب حضورؐ بیمار ہوتے تو اذهب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفاءك شفاء لا يغادر سقما پڑھتے اور دونوں ہاتھوں پر دم کرتے اور جہاں تک ہاتھ پہنچتے جسم مبارک پر پھیرتے حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اس دستور کے موافق مرضِ موت میں میں نے ان کلمات کو پڑھا اور حضورؐ کے ہاتھوں پر دم کرکے انکو آپ کے جسم مبارک پر پھیرنا چاہا۔ حضورؐ نے ہاتھوں کو چھڑا لیا یعنی کھینچ لیا اور فرمایا رب اغفرلی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ۔

ایک روایت میں ہے کہ بیماری کے دنوں میں جبرئیلؑ آپ کے پاس آئے اور کہا "محمدؐ! خداوند تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کو شفا عطا کر دی جائے اور چاہیں تو موت بھیجدی جائے" حضورؐ نے فرمایا کہ "میں رفیق اعلیٰ کے پاس جانا پسند کرتا ہوں"

محدثین کا بیان ہے کہ حضورؐ ۲۸ صفر بدھ کے دن ۱۱ھ کو بیمار ہوئے۔ بعض کہتے ہیں ربیع الاول کے شروع میں دردِ سر شروع ہوا۔ کتاب الوفا میں بتایا گیا ہے کہ ۲۰ صفر کو آپ کی علالت شروع ہوئی۔ اسی قسم کا اختلاف بیماری کے ایام میں ہے۔ بعض کہتے ہیں آپ تیرہ روز بیمار رہے۔ بعض چودہ روز بتاتے ہیں۔ بعض بارہ دن۔ ایک بڑی جماعت کی تحقیق یہ ہے کہ دس روز۔

بیماری کے چند خاص واقعات

حضورؐ کی علالت کے ایام میں جو بعض خاص واقعات پیش آئے مختصر طور پر ہم اُن کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) مرض کی سختی کے ایام میں حضورؐ نے فاطمہؓ کو طلب فرمایا وہ حاضر ہوئیں تو آپ نے اُن کو اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور اُن کے کان میں کوئی بات کہی جس کو سنکر فاطمہؓ رونے لگیں۔ پھر آپ نے دوبارہ کان میں کچھ کہا اور فاطمہؓ خوش ہو گئیں۔ حضرت عائشہؓ کو نے اس رنج و خوشی کا سبب پوچھا تو فاطمہؓ نے کہا کہ یہ ایک راز ہے جس کو حضورؐ کی زندگی میں ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔ حضورؐ کی وفات کے بعد فاطمہؓ نے بتایا کہ پہلی بات حضورؐ نے یہ فرمائی تھی کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے اور دوسری مرتبہ یہ فرمایا تھا کہ اہلبیت میں سے سب سے پہلے تم مجھ سے آکر ملو گی۔

(۲) اپنے ایام علالت میں حضورؐ نے اپنے چالیس غلاموں کو آزاد کر دیا۔

(۳) ایام علالت میں درد کی شدت سے کبھی آپ پر غشی طاری ہو جاتی تھی اور کبھی افاقہ۔ جب آپ اٹھ کر چلتے تو رفتار درست نہ ہوتی۔ یعنی پاؤں مبارک لڑکھڑاتے تھے۔ یہ حالت دیکھکر ازواج مطہرات نے یہ رائے قائم کر لی کہ آپ کو ذات الجنب ہے۔ حضرت

حضرت عباسؓ اُس وقت موجود تھے۔ ام سلمہ اور اسماء بنت عمیس چونکہ حبشہ میں رہ آئی تھیں) اور وہاں ذات الجنب کا علاج دیکھا تھا۔ اس لئے یہ رائے قرار پائی کہ وہی علاج کیا جائے۔ چنانچہ دوا تیار کرکے آپ کے منہ میں ڈالی گئی۔ اس وقت آپ پر غشی طاری تھی آپ نے منع فرمایا۔ لیکن ازواج مطہرات نے ممانعت کو مریض کی کراہت پر محمول کیا اور دوا منہ میں ڈالتی رہیں۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو آپ نے پوچھا۔ یہ کام (یعنی منہ میں دوا ڈالنا) میرے ساتھ کس نے کیا ہے۔ شاید یہ کام اُن عورتوں کا ہے جو حبشہ میں رہ آئی ہیں۔ میں نے انکو منع کیا۔ تب بھی نہ مانیں؟ ازواج مطہرات نے کہا۔ ہم نے آپ کی ممانعت کو دوا سے کراہت پر محمول کیا تھا؟ اس کے بعد حضورؐ نے حکم دیا کہ عباسؓ کے سوا کہ اس کام میں شریک نہ تھے سب کے منہ میں دوا ڈالی جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حضورؐ کا یہ حکم قصاص پر مبنی تھا اور امت کو سیاست و احکام شریعت کے اجراء سے آگاہ کرنا تھا۔

(۴) جمعرات کے دن جب مرض میں اور زیادتی ہوئی تو آپ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو حکم دیا کہ دوات قلم اور کاغذ لاؤ تاکہ ابو بکرؓ کے لئے عہد (خلافت) لکھدوں اور بعد کو اختلاف نہ ہو۔ عبدالرحمٰن دوات قلم کاغذ لانے کے لئے اُٹھے ہی تھے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ خداوند تعالیٰ ابو بکرؓ کے معاملہ میں مومنین کے اختلاف سے انکار فرماتا ہے (یعنی مسلمان ابو بکرؓ کی خلافت میں جھگڑا نہ کریں گے)

(۵) مرض کی سختی کے ایام میں صحابہ کرام جمع تھے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ دوات قلم اور کاغذ لاؤ کہ میں وصیت لکھدوں تاکہ میرے بعد تم لوگ گمراہ نہ ہو؟ اصحاب میں سے بعض نے کہا۔ حضورؐ کے ارشاد کی تعمیل کی جائے۔ بعض نے کہا حضورؐ اس وقت سخت تکلیف میں ہیں کتابت میں آپ کو مشغول کرنا مناسب نہیں ہے۔ قرآن مجید ہمارے پاس موجود اور وہی کافی ہے۔ ان باتوں پر بحث ہونے لگی اور آوازیں بلند ہوگئیں۔ حضورؐ نے آنکھ کھول کر فرمایا۔ میرے پاس سے اُٹھ جاؤ۔ رسولِ خدا کے سامنے تنازعت اور بلند آواز سے کلام کرنا مناسب نہیں ہے؟ اس کے بعد افاقہ کی حالت میں آپ نے تین وصیتیں کیں (۱) مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا (۲) جو وفود تمہارے پاس

آئیں اُن کو انعام و اکرام سے خوش کرنا۔ جیسا کہ میں کرتا تھا (۳) یہ وصیت راوی کو یاد نہ رہی یا اُس کے اظہار میں مصلحت نہ دیکھی۔

خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ حضورؐ کا منشاء وصیت سے کیا تھا۔ آپ خلیفہ کو متعین کرنا چاہتے تھے یا اور کوئی مقصد تھا۔ علماء کرام کا بیان یہ ہے کہ حضورؐ غالباً احکام و شرائع۔ فرائض اور ضروریات اسلام کی تجدید کے خواستگار تھے۔ اور وعظ و نصائح مقصود تھا۔ تاکہ لوگ ان پر عمل کریں۔ اور اختلاف و فتنہ میں مبتلا نہ ہوں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

(۶) حضورؐ بیماری کے ایام میں بھی نماز برابر پڑھاتے رہے لیکن جب آخری تین دنوں میں حالت بہت نازک ہوگئی اور غشی کے دورے پڑنے لگے۔ تو آپ نے حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا بعض لوگ کہتے ہیں حضرت ابو بکرؓ نے سترہ نمازیں پڑھائیں۔ اور بعض کہتے ہیں تیرہ نمازیں۔

ایک روز عشاء کی اذان ہوئی تو حضورؐ نے حکم دیا۔ ابو بکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں۔ اور لوگوں کی امامت کریں؟ زہری کی روایت یہ ہے کہ حضورؐ نے عبداللہ بن ربیعہ کو حکم دیا کہ باہر جا کر لوگوں سے کہدو کہ نماز پڑھ لیں۔ عبداللہ باہر آئے تو حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی اور اُنھوں نے کہا۔ عمرؓ! لوگوں کو نماز پڑھا دو؟ عمرؓ بہت بلند آواز تھے۔ حضورؐ نے اُن کی آواز سنی تو پوچھا۔ کیا یہ عمرؓ کی آواز ہے؟ کہا گیا۔ ہاں یا رسول اللہ؟ حضورؐ نے فرمایا "خدا اور مومنین دونوں اس سے انکار کرتے ہیں۔ ابو بکرؓ کو نماز پڑھانی چاہیئے؟ ایک روایت یہ ہے کہ بلالؓ نے اذان کہی بعد حضورؐ کے دروازہ پر جا کر حسب دستور السلام علیک یا رسول اللہ کہا۔ حضورؐ نے فرمایا "ابو بکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں؟ بلالؓ سر پیٹتے اور روتے ہوئے آئے اور ابو بکرؓ سے کہا "رسولِ خداؐ نے حکم دیا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں؟ حضرت ابو بکرؓ کی امامت کے متعلق کثرت سے احادیث آئی ہیں۔ طوالت کے خیال سے اُن کو ترک کر دیا گیا ہے۔

انھیں ایام میں ایک روز ابو بکرؓ نماز پڑھا رہے تھے کہ حضورؐ

حضورؐ دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپ کی تشریف آوری محسوس کرکے پیچھے ہٹنا چاہا تھا کہ حضورؐ نے اشارہ سے اپنی جگہ پر رہنے کا حکم دیا۔ حضورؐ ابوبکرؓ کے بائیں جانب بیٹھ گئے اور ابوبکرؓ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔

حضورؐ نے اپنی عمر میں امت کے لوگوں میں سے کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔ مگر دو شخصوں کے۔ ایک ابوبکرؓ کے پیچھے اور دوسرے سفر میں عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے۔

(۷) وفات سے پانچ روز پہلے حضورؐ نے صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا "آگاہ رہو تم سے پہلے ایک جماعت تھی جس نے انبیاء کی قبروں کو سجدہ بنا لیا تھا۔ تم ایسا نہ کرنا" ایک روایت یہ ہے کہ حضورؐ نے یہ دعا بھی کی کہ "یا اللہ میرے بعد میری قبر کو بت نہ بنانا"

(۸) حضورؐ کے پاس کہیں سے مال آیا تو تقسیم کرنے کے بعد چھ سات دینار بچ رہے تھے کہ آپ پر مرض کا غلبہ ہوگیا۔ انہیں ایام میں عائشہؓ کے سینہ پر سر رکھے آپ لیٹے تھے کہ وہ دینار یاد آئے۔ آپ نے پوچھا "عائشہ! وہ سونا کیا ہوا؟" عائشہؓ نے کہا "میرے پاس ہے" آپ نے فرمایا "مستحق اشخاص کو دیدو" یہ کہکر آپ بیہوش ہوگئے۔ جب ہوش آیا تو پوچھا "عائشہ وہ دینار خرچ کردیے؟" انھوں نے کہا "نہیں" آپ نے ان دیناروں کو منگایا اور ہتھیلی پر رکھ کر فرمایا "تمہارا خیال کیا ہے اگر محمدؐ اپنے پروردگار سے اس حال میں ملاقات کرے کہ یہ دینار اس کے پاس ہوں" یہ فرماکر آپ نے وہ دینار خرچ کردیے۔ اسی روز شام کو آپ نے عائشہؓ کو ایک انصاری کے ہاں بھیجا کہ وہاں سے چراغ کے اندر چند قطرے تیل کے لے آئیں۔ سبحان اللہ ابھی ابھی سات دینار لوگوں کو تقسیم کئے ہیں اور گھر کی حالت یہ ہے کہ چراغ میں تیل بھی نہیں ہے اور موت کا وقت قریب ہے۔

(۹) استبداد مرض کے ایام میں ایک روز آپ کی حالت یکایک درست ہوگئی۔ آپ مسجد میں تشریف لائے۔ لوگوں کو نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف لے جاکر فرمایا "انصار میرے خاص آدمی ہیں۔ میں نے ان میں ہجرت کی۔ انھوں نے مجھکو جگہ دی اور میرے اور تمہارے ساتھ محبت و اخلاص کا برتاؤ کیا۔ نہ صرف یہ بلکہ ہر قسم کی مدد کی۔ میں خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ مجھکو انصار سے خاص محبت ہے" ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ "میں مہاجرین اولین کی نسبت وصیت کرتا ہوں ان سے بھلائی کی جائے۔ اور مہاجرین آپس میں بھی نیکی اور بھلائی سے پیش آئیں۔ میں مہاجرین کو انصار کی بابت بھی وصیت کرتا ہوں" اس کے بعد آپ نے انصار کو خطاب کیا۔ اور فرمایا "انصار! میرے بعد ایک جماعت کو تم پر ترجیح دی جائے گی۔ تم اُس وقت کیا کروگے؟" انصار نے عرض کیا "یارسول اللہ! جو حکم آپ دیں گے وہی ہم کریں گے" آپ نے فرمایا "صبر سے کام لینا۔ یہاں تک کہ تم حوض کوثر پر آکر مجھ سے ملو" انصار کے متعلق ان ایام میں آپ نے بار بار وصیت فرمائی۔

(۱۰) حضورؐ منبر پر تشریف فرما تھے کہ عباسؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ قریش کی بابت بھی وصیت فرمائیے" فرمایا "قریش کے لئے میں اس امر (یعنی خلافت) کی وصیت کرتا ہوں الائمۃ من قریش (امام قریش میں سے ہوں گے)" اس کے بعد آپ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ مدینہ میں اعلان کردو کہ تمام چھوٹے بڑے مسجد نبویؐ میں جمع ہوجائیں۔ اعلان کے ہوتے ہی تمام لوگ دوکانوں اور مکانوں کو کھلا چھوڑ کر دوڑے اور مسجد بھر گئی۔ حضورؐ نے اول احکام و شرائع اور مواعظ و نصائح اور مناسب وقت آداب بیان کئے۔ اور پھر فرمایا "لوگو! میری رحلت کا وقت قریب آگیا ہے۔ مجھ پر جس کسی کا کوئی حق ہو وہ طلب کرے۔ خواہ وہ مالی ہو۔ جانی ہو یا عزت و آبرو کا حق" فوراً ایک شخص اٹھا اور کہا "یارسول اللہ! آپ پر میرے تین درہم چاہئیں" آپ نے فرمایا "میں کسی کو جھٹلانا نہیں چاہتا۔ نہ قسم لینا پسند کرتا ہوں۔ البتہ یہ دریافت کرتا ہوں کہ یہ درہم میں نے کب لئے تھے؟" اُس شخص نے کہا "ایک روز ایک مسکین آپ کے پاس آیا تھا۔ آپ نے مجھ سے اُس کو تین درہم دلائے تھے" یہ سنکر آپ نے فضل بن عباسؓ کو حکم دیا "تین درہم اس کو دیدو" اس کے بعد فرمایا "لوگو! جس کے ذمہ کسی کا کوئی حق ہو اس کو ادا کردو" فوراً ایک شخص اٹھا اور کہا "میں نے تین درہم مال غنیمت میں سے خیانت کرکے لے لئے تھے" آپ نے پوچھا "تم نے ایسا کیوں

کیا تھا" اُس نے عرض کیا۔ میں محتاج تھا" آپ نے فرمایا "فضل تین درہم اس سے لے لو" اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ "لوگو! جس کوئی بُری عادت ہو وہ کھڑا ہو جائے۔ تاکہ میں اُس کے لئے دعا کردوں" ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ "یا رسول اللہ! میں انتہا درجہ کا جھوٹا اور فحش گو ہوں اور بہت زیادہ سوتا ہوں" آپ نے فرمایا۔ "اے اللہ اس کو سچائی مرحمت فرما اور اُس کی نیند کو جب تک وہ چاہے دور کردے" ایک اور شخص کھڑا ہوا اور کہا "میں بہت جھوٹا اور منافق ہوں اور کوئی بُرائی ایسی نہیں ہے جو مجھ سے وجود میں نہ آئی ہو" حضرت عمرؓ نے اُس کے یہ الفاظ سنکر کہا۔ "تو نے اپنے عیوب بیان کرکے اپنے آپ کو ذلیل و خوار کر لیا" حضورؐ نے فرمایا۔ "دنیا کی ذلت و خواری۔ آخرت کی ذلت و خواری سے آسان ہے" اس کے بعد آپ نے اُس شخص کے لئے یہ دعا کی۔ "اے اللہ! اس کو سچائی اور ایمان عطا فرمائے۔ اس کے دل سے بُرائی کو دور کردے اور نیکی کی طرف مائل کردے" اس موقع پر حضرت عمرؓ نے کوئی ایسا جملہ کہا، جس سے حضورؐ ہنس پڑے اور فرمایا "عمر! میرے ساتھ ہے اور میں عمرؓ کے ساتھ ہوں۔ اور امر حق کے ساتھ ہے جہاں کہیں وہ رہے" اس کے بعد حضورؐ مکان کے اندر تشریف لے گئے۔

(۱۱) رحلت کے دن کا واقعہ یہ ہے کہ حضورؐ نے فجر کی نماز کے وقت اُس پردہ کو ہٹایا جو عائشہؓ کے گھر کے دروازہ پر پڑا رہتا تھا۔ اور مسجد کی جانب نظر ڈالی۔ اُس وقت ابوبکرؓ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ آپ یہ منظر دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور پردہ کو چھوڑ دیا۔

وفات وفات سے جنلمے پہلے جبرئیلؑ آئے۔ ملک الموت اُنکے ساتھ تھا۔ حضورؐ نے پوچھا۔ "جبرئیل تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟" جبرئیل نے کہا "یہ ملک الموت ہیں۔ اور یہ میرا آپ کے ساتھ آخری عہد ہے۔ آپ کے بعد میں دنیا میں نہ آؤں گا اور نہ کسی پر خدا کا پیام لاؤں گا" اس کے بعد حضورؐ نے سکرات موت کی سختی و شدت کو محسوس کیا۔ آپ کے پاس پانی کا ایک پیالہ رکھا ہوا تھا۔ آپ ہاتھ کو اُس میں تر کرتے اور چہرہ پر ہاتھ کو پھیرتے اور فرماتے تھے اللھم اعنی علیٰ سکرات الموت موت کی سختی و شدت کی یہ حالت تھی کہ کبھی آپ کا چہرہ سرخ اور کبھی زرد ہو جاتا تھا۔ اور بار بار ہاتھوں کو آپ اِدھر سے اُدھر کھینچتے تھے اور پیشانی پر پسینہ تھا۔ آپ کا آخری کلمہ یہ تھا اللھم رب اغفر لی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ آپ کی روح مبارک جس وقت جسم سے نکلی ہے اُس وقت آپ کا سر مبارک عائشہؓ کی گود میں تھا۔ روح کے پرواز کرتے ہی عائشہؓ نے سر مبارک تکیہ پر رکھ دیا اور لڑکھڑاتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوئیں۔ اور چادر آپکے جسم پر ڈال دی۔

صحابہ پر وفات کا اثر آپ کی وفات کا صحابہ پر یہ اثر ہوا کہ وہ دیوانوں کی طرح حیران و پریشان تھے۔ گویا اُن کی عقلیں سلب کر لی گئی ہیں۔ بعض بالکل خاموش تھے۔ اور مدہوش اور بعض اس قدر رنجیدہ و مضطرب کہ کسی صورت قرار نہ آتا تھا۔ حضرت عثمانؓ کی بدحواسی اور مدہوشی کا یہ عالم تھا کہ لوگ اُن کو سلام کرتے اور وہ سلام کا جواب نہ دے سکتے تھے۔ بعض یہ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ ہم کو دنیا سے اُٹھا لے۔ حضورؐ کے بعد جینا بے کار ہے۔ بعض کہہ رہے تھے یا اللہ ہم کو اندھا کردے کہ یہ منظر ہم نہ دیکھ سکیں۔ بعض زور زور سے فریاد و نالہ کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ کی بدحواسی کا یہ عالم تھا کہ قسم کھا کر کہہ رہے تھے کہ خدا کے رسولؐ نے وفات نہیں پائی ہے بلکہ معراج پر گئے ہیں جیسا کہ موسیٰؑ کو ہوا تھا۔ آپ دنیا میں اُس وقت تک رہیں گے جب تک کہ منافقین کا خاتمہ نہ کر دیں۔ منافق کہہ رہے تھے کہ محمدؐ اگر پیغمبر ہوتے تو وفات نہ پاتے۔ حضرت عمرؓ نے اس کلام کو سنا تو تلوار نیام سے کھینچ لی۔ اور مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا۔ "جو شخص یہ کہے گا کہ محمدؐ نے وفات پائی میں اُس کا سر قلم کر دوں گا" تمام لوگوں میں صرف ابوبکرؓ میں استقلال تھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ زبان سے آہ نکل جاتی تھی۔ لیکن حواس قائم تھے۔ آپ اپنے گھر سے آئے۔ سیدھے عائشہؓ کے حجرے میں گئے۔ چادر ہٹائی اور حضورؐ کی پیشانی پر تین بار بوسہ دیا اور اپنا منہ آپ کے مبارک منہ پر رکھا۔ اور اس کے بعد مسجد نبوی میں آ کر حضرت عمرؓ

وغیرہ کو جو آپ کی موت سے شبہ میں تھے۔ تسکین و تسلی دی اور موت کی حقیقت سے آگاہ کیا۔

غسل اور تجہیز و تکفین

حضورؐ کی وصیت کے مطابق ابوبکرؓ نے اہلبیت کے مردوں سے کہا "غسل اور تجہیز و تکفین تمہارا کام ہے۔ اس کو انجام دو" چنانچہ حضرات علیؓ۔ فضلؓ۔ قثمؓ اور اسامہ بن زید۔ صالح جبنی نے آپ کو غسل دیا تین بار آپ کے جسم پر خاص پانی۔ بیری کے پتوں اور کافور کا پانی ڈالا گیا۔ پھر مقامات سجدہ اور جوڑوں پر خوشبو لگائی گئی اور عود سلگایا گیا غسل کے بعد آپ کو تخت پر لٹا دیا گیا۔

آپ کو تین کپڑوں کا کفن دیا گیا۔ جو سفید اور سحول (یمن) کے بنے ہوئے کپڑے کے تھے۔ ان کپڑوں میں نہ تو قمیص تھی اور نہ عمامہ۔

نماز جنازہ

حضورؐ کے جنازہ کی نماز جماعت سے ادا نہیں کی گئی۔ بلکہ لوگ آتے اور نماز پڑھ کر چلے جاتے تھے۔ دیر تک اس کا سلسلہ جاری رہا۔ اور بے شمار مسلمانوں نے اسی طرح نماز پڑھی۔ حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ حضورؐ کے جنازہ کی نماز کی امامت کسی نے نہیں کی۔ بلکہ لوگوں نے اپنی اپنی نماز امام کے بغیر پڑھی۔ اور یہ طریقہ حضورؐ کے لئے مخصوص تھا۔ ایک روایت یہ ہے کہ حضورؐ کے جنازہ پر سب سے پہلے اہل بیت یعنی علی۔ عباس۔ فضل۔ قثم۔ عبداللہ۔ اسامہ بن زید اور بنو ہاشم نے نماز ادا کی۔ پھر مہاجرین نے۔ پھر انصار نے اور اس کے بعد لوگ جوق جوق آتے اور نماز ادا کرتے تھے۔

تدفین

حضورؐ نے دوشنبہ کے دن ۱۲۔ ربیع الاول ۱۱ھ کو انتقال فرمایا تھا۔ سہ شنبہ کے دن نماز کا سلسلہ جاری رہا۔ اور چہارشنبہ کی رات کو آپ کو دفن کیا گیا۔ دفن کے مقام کی بابت صحابہ کے درمیان اختلاف رائے تھا۔ بعض کہتے تھے مسجد نبوی میں دفن کیا جائے۔ بعض کی رائے تھی بقیع میں اور بعض کا خیال تھا حضرت عائشہؓ کے گھر میں۔ بعض کی رائے یہ بھی تھی کہ قدس میں دفن کیا جائے۔ جہاں بہت سے انبیاء کی قبریں ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے تمام رایوں کو سنکر فرمایا کہ "میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ پیغمبر کو اسی مقام پر دفن کیا گیا ہے۔ جہاں اُس کی روح قبض ہوئی ہے" اس روایت کو سنکر سب کا اتفاق رائے ہوگیا۔ اور عائشہؓ کے حجرہ میں قبر تیار کرنے کا انتظام کیا گیا۔ مدینہ میں دو شخص قبریں کھودا کرتے تھے۔ ایک ابو عبیدہ بن الجراح جو شق قبر تیار کرتے تھے۔ اور دوسرے ابو طلحہ انصاری جو لحد کھودتے تھے۔ حضرت عباسؓ نے کہا "اے اللہ! اپنے حبیب کے لئے جس قسم کی قبر مناسب ہو اُس کو اختیار کر" یہ کہہ کر آپ نے دو آدمیوں کو دونوں کے پاس بھیجا اور یہ فیصلہ کیا کہ جو پہلے آجائے وہی قبر تیار کرے۔ ابو طلحہ پہلے آئے اور انہوں نے لحد تیار کی۔

چہارشنبہ کی رات کو صبح کے وقت حضورؐ کے جنازہ کو علی۔ عباس۔ فضل۔ اور قثمؓ نے قبر میں قبر کی پائنتی کی جانب سے اُتارا۔ اور قثمؓ سب سے آخر میں قبر کے اندر سے نکلے۔ اُن کا بیان ہے کہ قبر کے اندر حضورؐ کا چہرہ مبارک سب سے آخر میں میں نے دیکھا۔ ایک روایت یہ ہے کہ حضورؐ کی قبر میں اُس چادر کو شقران غلام نے بچھایا۔ جو خیبر کے دن حضورؐ کو ملی تھی۔ اور آپ اس کو استعمال فرمایا کرتے تھے۔ شقران نے کہا کہ میں نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ آپ کے بعد اس چادر کو دوسرا استعمال کرے۔ بعض کا بیان ہے کہ بعد میں اس چادر کو آپ کی قبر سے نکال لیا گیا تھا۔

جنازہ کو قبر میں اُتارنے کے بعد لحد کے منہ کو کچی اینٹوں سے بند کیا گیا۔ اور پھر مٹی دی گئی۔ اور بلالؓ نے قبر شریف پر پانی چھڑکا۔ آپ کی قبر بقدر ایک بالشت کے زمین سے بلند رکھی گئی۔ اور بعض کا بیان ہے صرف چار اُنگل۔

دفن کے بعد صحابہ حضرت فاطمہؓ کے پاس آئے تو اُنہوں نے کہا "کیونکر تمہارے دل نے گوارا کیا کہ تم خدا کے رسولؐ پر مٹی ڈال دو" صحابہ نے کہا "رسولؐ کی بیٹی اس خیال سے ہم بھی اندوہناک تھے لیکن کیا کیا جائے شرعی حکم سے چارہ نہیں ہے"۔

> مضمون کا نصف حصہ اس موقع پر ختم کیا جاتا ہے دوسرا باقی ہیں جن میں غزوات و سرایا اور حضورؐ کے اخلاق و عادات فضل و شرف معجزات۔ خصائص وغیرہ لکھے جائیں گے یہ حصہ کتابی صورت میں شائع کیا جائے گا۔

اعجاز نما قرآن مجید مترجم مفسر

(پر)

محترم علمائے ہند مشائخ عظام - ایڈیٹران کرام کی رائیں!

(۱) حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کی رائے

مترجم نے صرف عربی تفسیر کے ترجمہ پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ خود بھی مفید فوائد کا اضافہ کیا ہے۔ انکے ترجمہ کا طرز اور اضافہ فوائد کی نوعیت محل اعتراض نہیں ہے۔ میں اس کلام الٰہی کے حواشی اور دیباچہ کو پسند کرتا ہوں۔

(۲) مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی رائے

میں نے اول سے آخر تک سرسری نظر سے اعجاز نما قرآن دیکھا۔ سرورق بہت خوبصورت ہے جس میں مذہبی تصور اور تخیل کی اعلیٰ شان پائی جاتی ہے ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب محدث تھانوی کا ہے اور حضرت علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر بیان القرآن کا مکمل اردو ترجمہ حاشیہ پر ہے ایک سو صفحات چھتر علامہ آغا رفیق صاحب کا مقدمہ، دو زبان میں ہے جو اردو زبان میں قرآن مجید کی نسبت ایک لاجواب چیز ہے۔ کیونکہ اس مقدمہ میں نہایت اہم عنوانات کے ماتحت قرآن مجید کے حقائق و معارف کو عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی تمام سورتوں کے مسائل و احکام کو الگ الگ بہت مقبول اور عام فہم طریقہ اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ جو ایک نئی اور مفید چیز ہے اور جس سے کم علم عورتوں اور مردوں اور بچوں کو بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے اگر وہ اس پر توجہ کریں قرآن مجید کے مضامین کی فہرست بھی بہت اچھی ہے۔ اس معاملہ میں اور لوگوں نے بھی کوششیں کی ہیں لیکن آغا صاحب کا طرز بیان بہت زیادہ عام فہم اور مفید ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کی ان آیات کا نکالنا آسان ہو جائیگا جو کسی خاص مضمون کیلئے درکار ہوں۔

حضرت علامہ فرید وجدی مصر کے مشہور عالم ہیں اور انکی تفسیر بیان القرآن فہم قرآن کے لئے بہت مفید ہے۔ مگر آغا رفیق صاحب کا مقدمہ مجھکو قرآن مجید کے حقائق و معارف کے بیان اور عام فہم طرز بیان کے اعتبار سے علامہ مصری کی تفسیر سے زیادہ اہم معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں پہلی مرتبہ اعجاز نما قرآن مجید میں شائع ہوئی ہیں۔

(۳) حضرت علامہ مفتی عتیق الرحمٰن صاحب فاضل دیوبند کی رائے

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب کے مشہور و مقبول ترجمہ کے ساتھ علامہ فرید وجدی کی تفسیر کا ترجمہ اور پھر ڈیڑھ سو صفحات کا مبسوط مقدمہ قرآن حکیم اور کامل تفسیر اسے ایسے علمی سرمایا ہیں کہ انکے مقابلہ میں ہدیہ مقررہ بالکل بے وزن معلوم ہوتا ہے۔

(۴) حضرت علامہ حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی کی رائے

ترجمہ کیلئے حضرت علامہ تھانوی صاحب کا اسم گرامی کافی ضمانت ہے اور تفسیر کیلئے حضرت علامہ فرید وجدی کی شہرت کفیل۔ اور اسکو عربی سے اردو قالب میں لانیکے لئے ادیب شہیر آغا رفیق صاحب کا نام نامی ہر طرح قابل اطمینان۔ میں نے جستہ جستہ اس تفسیر کو پڑھا۔ ترجمہ مستند اور قابل اعتبار ہے۔ سعید حق نے اشاعت کے سلسلہ میں قرآن مجید ہر امیر و غریب مسلمان تک پہنچانے کیلئے ارزانی کا کافی لحاظ رکھا ہے۔

میں ایسے مسلمانوں سے خصوصیت کیساتھ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اعجاز نما قرآن مجید کو اپنے مطالعہ میں رکھیں جو ایک طرف قرآن عزیز کیساتھ ترجمہ اور بہترین تفسیر چاہتے ہوں اور دوسری جانب زیادہ ہدیہ ادا کرنے سے بھی معذور ہوں۔

(۵) حضرت علامہ سعید احمد صاحب فاضل دیوبند ایم اے کی رائے

قرآن مجید کے متن میں صحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے اور اس پر طرفہ یہ کہ بین السطور میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے جو اپنے مستند اور درست ہونے میں کسی دلیل کا محتاج نہیں، حاشیہ پر دور حاضرہ کے مشہور مصری عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان القرآن کو اردو میں ترجمہ کر کے چڑھایا گیا ہے۔ ترجمہ کی درستی و سلاست اور روانی کیلئے جناب محترم مولانا آغا رفیق صاحب کا نام نامی کافی ضمانت ہے۔ یہ دونوں تفسیریں بذات خود نہایت مفید اور قرآنی مطالب و احکام کو آسان طریقہ سے سمجھانے میں مدد دینے والی ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کیا گیا ہے کہ حضرت مترجم نے شروع میں ۱۷۰ صفحہ کا مبسوط اور فہم قرآن کیلئے لاجواب مقدمہ لکھکر اس اعجاز نما قرآن مجید کے ایڈیشن کی افادی حیثیت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں ان تمام اصلی باتوں کا ذکر آگیا ہے جسکا جاننا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے اور جن کو پڑھکر ایک مسلمان مسائل و اصول دین سے اچھی واقفیت حاصل کر سکتا ہے۔ مولانا آغا رفیق صاحب کا کمال بہت زیادہ مستحق ستائش ہے کہ وہ دین کے پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو بہت آسان طریقہ سے بیحد عام فہم انداز میں کہلانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

(۶) ایڈیٹر صاحب اخبار الامان دہلی کی رائے

اعجاز القرآن مجید کا اردو ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا با لفظی ہونیکے باوجود بامحاورہ اور زوردار ہے۔ دو قوسین کی تشریح سے بے نیاز ہے۔ حاشیہ پر علامہ فرید وجدی کی سب سے بڑی اور سب سے آسان مگر جامع تفسیر دی گئی ہے جسے علامہ موصوف نے زمانہ حال کے مسلمانوں کو قرآن مجید کا صحیح مفہوم سمجھانے کیلئے سالہا سال کی محنت کے بعد لکھا ہے۔ یہ تفسیر عربی میں تھی اسکا اردو ترجمہ بصرف زرکثیر حضرت علامہ آغا رفیق صاحب سے کرایا گیا ہے۔ اکابر علما اس ترجمہ کو پسند فرما چکے ہیں تیسری خصوصیت یہ ہے کہ اسکے مقدمہ میں علمی تاریخی اور دینی مضامین کا ذخیرہ دیا گیا ہے جو کسی مقدمۃ القرآن میں نہیں ملیگا۔ یہ مقدمہ صدہا کتب متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔

(۷) ایڈیٹر صاحب اخبار مدینہ بجنور کی رائے

اعجاز القرآن مجید کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ متن میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا محققانہ اور مستند ترجمہ اور حاشیہ پر نہایت مفید تفسیر درج کی گئی جسمیں علامہ فرید وجدی مصری کی قرآنی تحقیقات بھی شامل ہے۔ ابتدا میں حضرت مولانا آغا رفیق صاحب کا ایک طویل اور مفید مقدمہ بھی درج ہے۔ جو قرآن اور مذہب اسلام کے متعلق توضیح کلام اللہ پر محققانہ غور و فکر کا نتیجہ ہے۔

(۸) ایڈیٹر صاحب اخبار حمایت الاسلام لاہور کی رائے

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی جیسے محترم بزرگ عالم دین اس کے مترجم ہیں۔ انکے ترجمہ کی خوبی کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہ تفسیر حضرت علامہ نے موجودہ دور کے مسلمانوں کی ضروریات فہم و ادراک کو پیش نظر رکھکر لکھی ہے اور عالم اسلام میں اسکو بہت پسند کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر گو بعض تفسیروں کی طرح غیر ضروری تفصیلات کی حامل نہیں ہے لیکن قرآن حکیم کو سمجھنے کیلئے جن باتوں کی ضرورت ہے اُن پر حاوی ہے۔ اعجاز القرآن مجید میں ایک اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے شروع میں مقدمۃ القرآن کے تحت ایک سو ستر صفحات میں قرآن حکیم سے متعلق وہ تمام معلومات درج کر دی گئی ہیں جن کا ہر ایک مسلمان کیلئے جاننا ضروری ہے۔ ان تمام معلومات کا ماخذ اعجاز القرآن حکیم ہے۔ اور اس طرح قرآن کو اچھی طرح سمجھانے کے لئے ناشر نے ہر امکانی کوشش کی ہے۔

(۹) ایڈیٹر صاحب رسالہ سب رس حیدرآباد دکن کی رائے

اس قرآن مجید کے مقدمہ میں خدا کے وجود کے دلائل، مذہب اسلام کی حقیقت نبوت کی تشریح، وحی کی تعریف اور اسکے اقسام وغیرہ قرآن مجید کی خصوصیات قرآن کے احکام و وظائف قصص، امثال، تاریخ اور فضائل وغیرہ کو مختصر مگر نشیں پیرایہ میں لکھا گیا ہے۔ مقدمہ کے آخر میں مضامین قرآن مجید کی مفصل فہرست درج ہے۔ ترجمہ سلیس اور واضح ہے۔ حاشیہ پر مصر کے مشہور عالم حضرت علامہ فرید وجدی کی تفسیر بیان الفرقان کا کامل ترجمہ آغا رفیق صاحب نے پیش کیا ہے۔ باوجود ان ساری خوبیوں کے اس قرآن کا ہدیہ بہت ہی کم ہے۔

(۱۰) ایڈیٹر صاحب اخبار دین دنیا دہلی کی رائے

اعجاز القرآن مجید ہماری رائے میں اپنی نوعیت کا اور اپنی قسم کا ہندوستان میں پہلا قرآن مجید ہے۔ جسے ہر لحاظ سے اور ہر اعتبار سے نہایت مکمل کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کی ترتیب میں وہ خصوصیات پیش نظر رکھی گئی ہیں جو آج تک کسی قیمتی سے قیمتی قرآن مجید میں نہیں پائی گئیں۔ نیز ایک ایسی جدت اس کلام میں موجود ہے جو کسی کلام مجید میں نہیں پائی گئی یعنی کلام اللہ کے مضامین کی مکمل فہرست دی قرآن پاک پر ایک مکمل مقدمہ جسکے مطالعہ کے بعد انسان معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کیا ہے۔ اور اس کا اعجاز کیا ہے۔ یہ ایسی خصوصیات ہیں جو غالباً آج تک کسی کلام اللہ میں نہیں پائی گئیں۔ اور ان کے ساتھ ہی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید ضرورت سے زیادہ لمبا چوڑا بھی نہیں ہے بلکہ نہایت موزوں تقطیع پر ہے۔ یعنی لمبائی ۱۱ انچ ہے اور چوڑائی ۷ انچ۔

(۱۱) ایڈیٹر صاحب اخبار زمزم لاہور کی رائے

اعجاز القرآن مجید کا یہ اڈیشن جس کا متن صحیح، ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کا اور حاشیہ پر علامہ فرید وجدی مصری کی تفسیر قرآن مجید کا اردو ترجمہ ہے جسے مولانا آغا رفیق نے اردو میں منتقل کیا ہے۔ ترجمہ اور تفسیر دونوں اسناد کے لحاظ سے بہت بلند ہیں اور اس قرآن مجید کا مطالعہ قرآنی بصیرت کا موجب ہو سکتا ہے۔ ترجمہ اور حاشیہ کے علاوہ جو چیز ہمیں سب سے زیادہ پسند آئی وہ ایک مبسوط مقدمہ قرآن ہے۔

جس اعجاز القرآن مجید مترجم و مفسر کی تعریف مسلمانوں کے اتنے بڑے جید علماء، صوفیا کرام اور ایڈیٹران عظام نے متفقہ طور سے کی ہے اور مسلمانوں سے اسکی خریداری کی اپیل کی ہے۔ اور قرآن مجید سمجھنے کیلئے سب سے بہتر تفسیر بیان الفرقان کامل (جو اعجاز القرآن کے حاشیہ پر چڑھائی گئی ہے) اس اعجاز القرآن کے دو اڈیشن ہیں ایک رف اور ایک چکنا سائز ۲۰×۳۰/۸ ضخامت ۱۲۰۰ صفحے رف اڈیشن چھپا ہوا ہدیہ بلا جلد ۸/ مجلد پارچہ ۱۲/ مجلد چرمی کامل ۱۸/ اعلیٰ اڈیشن چکنا سفید عمدہ کاغذ ہدیہ بلا جلد ۱۰/ مجلد پارچہ ۱۴/ مجلد چرمی ۲۰/ حصہ محصول ڈاک ۲/ اگرچہ کاغذ کی قیمت دس گنی ہو گئی ہے لیکن اعجاز القرآن کا ہدیہ زیادہ نہیں بڑھایا گیا ہے۔ اس لئے جلدی طلب کیجئے۔ ورنہ اس اڈیشن کے ختم ہونے کے بعد اس بے نظیر کلام اللہ کیلئے جنگ کے خاتمہ کا انتظار کرنا ہوگا۔ خدا شاہد ہے کہ ان داموں میں تو اب سادہ کلام بھی نہ مل سکے گا۔ جس سب سے بڑی تفسیر، سب سے بڑا دیباچہ، سب سے بڑی فہرست مضامین قرآن اور سب سے بہتر ترجمہ کا اجتماع ہے اسے رکھئے قرآن۔ آج ہی طلب فرمائیں۔ ورنہ ممکن ہے کہ فرمائشوں کی کثرت سے آپ دین اور دنیا کی سب سے بڑی سعادت سے محروم رہ جائیں۔ اعجاز القرآن مجید کی بہت کم جلدیں باقی ہیں۔

باتصویر

آرٹ

ہر شخص اس کا دلدادہ ہے

آپکو بھی اسکی تلاش ہے

کیونکہ

ہر گھر اور ہر مہذب خاندان اس زمانہ میں حسن، مصوری اور ادب کا دلدادہ ہے لیکن ابھی تک کوئی ایسا مکمل جریدہ شائع نہیں ہو سکا تھا جو اس ضرورت کو پورا کرے

مگر

باتصویر آرٹ

زیر ادارت

مدیر منیر حسن دہلوی

ہر شہر کے ایجنٹ

دہلی

دی مغل لائن لمیٹڈ

بمبئی۔ کراچی و کلکتہ سے جدّہ کو عازمین حج کی سروس

بمبئی و کراچی سے عدن، پورٹ سوڈان، جدہ و سویز کو مسافروں اور مال کی سروس۔ نیز حسب موقع بمبئی و کراچی سے پورٹ لوئی، مورشیس کو تمام سرویس اور تاریخیں بلا پیشگی اطلاع کے منسوخ کیجا سکتی ہیں۔

اور شرح بار برداری وغیرہ کے متعلق تفصیلات کیلئے حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کیجئے۔

ٹرنر موریسن اینڈ کمپنی لمیٹڈ ۱۶ بنک اسٹریٹ بمبئی



غیبی نوشتے

[illegible]

پہلا حصہ

[illegible]

دوسرا حصہ

[illegible]

تیسرا حصہ

[illegible]

چوتھا حصہ

[illegible]

پانچواں حصہ

[illegible]

چھٹا حصہ

[illegible]

ملنے کا پتہ:- منیجر رسالہ پیشوا دہلی